سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

کاملِ ابنِ اثیر

حصۂ دوم

خلافت بنو اُمیّہ

سنہ ۴۲ ہجری تا سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات

ترجمۂ

مولوی سید ہاشم صاحب ندوی

بسنہ ۱۳۴۵ھ م سنہ ۱۳۳۶ف م سنہ ۱۹۲۷ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

کامل ابن اثیر حصہ دوم جلد چہارم و پنجم

خلافت بنو امیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کامل ابن اثیر

خلافت بنو امیہ

سنہ ۷۴ ہجری کے بقیہ واقعات[1]

اس سنہ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے اُسکی جگہ حجاج کو مقرر کیا، حجاج ایک ماہ مدینہ میں مقیم رہا اس نے صحابہ کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، پھر حجاج یہاں سے عمرہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

اسی سال حجاج نے کعبہ کی اُس عمارت کو جسے ابن زبیر نے تعمیر کرایا تھا منہدم کرا دیا اور کعبہ کو پھر اُسکی پہلی صورت پر بنا دیا اور حجر کو خانہ کعبہ سے خارج کر دیا۔

عبدالملک کہا کرتا تھا کہ ابن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بات کی غلط روایت کی کہ مقام حجر داخل کعبہ ہے جب اُس سے کہا گیا کہ اس بات کو ابن زبیر کے علاوہ اور لوگوں نے بھی کہا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ نے خود رسول اللہ صلعم سے اس بات کو سنکر روایت کیا ہے تو عبدالملک کہنے لگا کہ کاش میں ابن زبیر پر یہ الزام عائد نہیں کرتا۔

نیز اسی سنہ میں عبدالملک نے ابو ادریس الخولانی کو قاضی مقرر کیا۔

---

[1] اصل عربی کتاب مطبوعہ جرمنی کی جلد چہارم کے صفحہ ۲۹۶ کے وسط سے یہاں ترجمہ شروع کیا گیا ہے اس سے پہلے کے مضامین کے لیے اردو ترجمہ کا حصۂ اوّل ملاحظہ ہو۔

حرب ازارقہ کے لیے مہلب کا امیر العسکر ہونا

جب عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو بصرہ کا حاکم بنایا اور وہ بصرہ میں داخل ہو چکا تو اس کے پاس عبدالملک کا ایک فرمان آیا جس میں اس نے حکم دیا تھا کہ مہلب کو اہل بصرہ اور ان کے سرداروں کے ساتھ حرب ازارقہ کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ بشر ایسے اشخاص منتخب کرتا تھا کہ جس کا جی چاہے اپنے سردار کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ جائے۔ عبدالملک نے یہ بھی لکھا کہ باشندگان کوفہ میں سے کسی ایسے شخص کو جو شجاعت اور بہادری میں شہرہ رکھتا ہو اور تجربہ کار ہو منتخب کر کے ایک زبردست فوج کے ساتھ مہلب کے پاس بھیجدو اور انہیں حکم دو کہ وہ خوارج کا ہر جگہ تعاقب کر کے ان کو نیست و نابود کر دیں۔

مہلب نے جدیع بن سعید بن قبیصہ کو بھیجا اور اس نے ہدایت کی کہ وہ فوجی دفتر (دیوان) سے لوگوں کے نام منتخب کرے۔ بشر کو یہ بات بہت شاق گذری کہ عبدالملک نے مہلب کو براہ راست امیر مقرر کیا۔ اسی نے اس کے سینہ میں عداوت کی آگ بھڑکا دی اور بشر مہلب سے اسقدر ناراض ہوا کہ گویا مہلب نے اس کی کوئی خطا کی تھی چنانچہ بشر نے عبدالرحمن بن مخنف کو بلا بھیجا اور کہا کہ تمہاری جو وقعت میرے دل میں ہے اس سے تم بخوبی واقف ہو۔ میرا خیال ہے کہ میں تمہیں اس لشکر کا سردار بناؤں جسے میں کوفہ سے مہلب کے پاس بھیج رہا ہوں تم وہاں جا کر میرے حسن ظن کے مطابق کام انجام دو۔ اس شخص کو دیکھو کہ یہ کیسا برا ہے (مہلب کو برا بھلا کہا) اس لیے تم اس سے جدا رہ کر کام کرو۔ اس کی کوئی رائے یا مشورہ ہرگز نہ قبول کرو بلکہ اس پر نکتہ چینی کرو۔ عبدالرحمن کا بیان ہے (کہ میں نے دل میں کہا) کہ اس نے فوج کی خدمت، دشمن کا مقابلہ، اہل اسلام کی طرف توجہ کرنے کے متعلق مجھے کوئی ہدایت نہیں کی اور بجائے اس کے مجھ کو میرے چچازاد بھائی سے ورغلانے پر تل گیا۔ گویا میں بیوقوف شخص ہوں اور مجھ سے بڑھکر اس معاملے میں کوئی حریص نہیں ہے پھر جب اس نے دیکھا کہ میں خوشی سے کسی قسم کا جواب دینے کے لیے تیار نہیں ہوں تو اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ (خدا تمہیں صالح بنائے) مجھے بجز آپ کے

حکم کی تعمیل کے خواہ وہ مجھ کو پسند ہو یا نہ ہو کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

بہرحال مہلب وہاں سے روانہ ہو گیا اور رام ہرمز میں مقیم ہوا وہاں خوارج کی جماعتیں دکھائی دیں تو مہلب نے اپنے گرد خندق تیار کرالی۔ عبدالرحمن بن مخنف اہل کوفہ میں سے بشر بن جریر، محمد بن عبدالرحمن بن سعید بن قیس، اسحاق بن محمد بن الاشعث اور زحر بن قیس کے ساتھ آیا۔ اور مہلب سے ایک میل کے فاصلے پر مقیم ہوا جہاں سے رام ہرمز کی دونوں فوجیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ فوج معرکہ آرائی میں مشغول تھی کہ بشر ابن مروان کی موت کی خبر آئی کہ وہ بصرہ میں مرگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بشر نے بصرہ میں اپنا قائم مقام خالد بن عبداللہ بن خالد کو بنایا ہے اور کوفہ میں تو اس کا جانشین عمرو بن حریث موجود ہی تھا اہل کوفہ اور بصرہ میں سے بہت سے لوگ اس خبر کے سنتے ہی منتشر ہو گئے باشندگان کوفہ میں سے جو لوگ فوج سے واپس گئے وہ یہ تھے (۱) زحر بن قیس (۲) اسحاق بن محمد بن الاشعث (۳) محمد بن عبدالرحمن بن سعید۔ یہ لوگ مقام اہواز (رہواز) میں آئے اور وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔

یہ خبر خالد بن عبداللہ کو پہنچی تو اس نے انہیں حکم دیا کہ مہلب کے پاس واپس جائیں حکم عدولی کی صورت میں انہیں ضرب و قتل کی دھمکی دی اور امیر المومنین عبدالملک کی عقوبت اور سزا سے ڈرایا۔ قاصد خط کی ایک یا دو سطریں پڑھنے پایا تھا کہ زحر بن قیس نے کہا کہ مختصر کرو جب خط پورا پڑھا جا چکا تو کسی نے توجہ تک نہیں کی۔ زحر اور اس کے ساتھی کوفہ کے قریب پہنچ گئے اور عمرو بن حریث کے پاس لکھ بھیجا کہ جب لوگوں کے پاس امیر کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ متفرق ہو گئے اس لیے ہم اپنے وطن کی طرف چلے آئے۔ اور اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل نہ ہوں۔ عمرو بن حریث نے ان کے واپس آنے کو اچھا نہ سمجھا اور دوبارہ مہلب کے پاس جانے کا حکم دیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ یہ لوگ رات کے منتظر رہے اور اندھیرے میں اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور حجاج کے امیر ہونے تک مقیم رہے۔

بکیر کا خراسان سے معزول ہونا اور امیہ بن عبداللہ بن خالد کا وہاں حاکم ہونا

اس سال عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو خراسان سے معزول کر دیا۔ اور امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو وہاں کا حاکم بنایا۔ بکیر کی مدت حکومت دو سال تک رہی۔ اس کے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ بنو تمیم آپس میں اس کی امارت کے متعلق مختلف الرائے تھے۔ چنانچہ بنو تمیم کے قبائل میں سے مقاعس اور بطون، بحیر کو برا سمجھتے اور بکیر کی حکومت کو پسند کرتے اور اوف اور ابنا اس کے برخلاف تھے وہ بحیر کو پسند کرتے اور بکیر سے تعصب رکھتے۔ اہل خراسان ڈرے کہ کہیں پھر جنگ نہ چھڑ جائے اور شہر میں شور و فساد نہ برپا ہو اور مشرکین کو ظلم و ستم کرنے کا موقع نہ ہاتھ آجائے اسی خدشہ کی بنا پر انھوں نے عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ خراسان کی حالت کسی قریشی امیر کے بغیر درست نہیں ہوسکتی۔ اور اس سے تو لوگ تعصب بھی نہیں رکھیں گے۔ عبدالملک نے اس کے متعلق لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ کس شخص کو خراسان کا حاکم بنایا جائے۔ امیہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو منتخب کر کے بھیجیے تاکہ وہ ان کی اصلاح کر سکے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ اگر تم نے ابو فدیک سے جنگ میں شکست نہ کھائی ہوتی تو یہ امارت تمھیں مل سکتی تھی۔ امیہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین خدا کی قسم میں نے ہرگز شکست نہیں کھائی۔ ہاں جب لوگوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اور میں نے کوئی لڑنے والا نہیں دیکھا تو میں نے یہ خیال کیا کہ میرا کنارہ کشی اختیار کرنا اس سے بہتر ہے کہ میں مسلمانوں کی رہی سہی جماعت کو ہلاکہ میں ڈالدوں علاوہ بریں آپ کو خالد بن عبداللہ نے جو خط لکھا ہے اسمیں انھوں نے میری معذوری ظاہر کر دی ہے اور اصل واقعہ سے تمام لوگ واقف ہو چکے ہیں۔ بالآخر عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا حاکم بنا دیا کیونکہ وہ اس سے محبت بھی رکھتا تھا۔ اس انتخاب پر لوگوں نے یہ کہا کہ ہم نے کسی کو شکست کا ایسا بہترین صلہ حاصل کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ امیہ نے حاصل کیا ہے جب بکیر نے امیہ کی آمد کی خبر سنی۔ تو اس نے بحیر کے پاس جو اسوقت محبوس تھا ایک قاصد بھیجا (جس کا تذکرہ ابن خازم کے قتل کے بیان میں آچکا ہے) اور اسکو صلح کی دعوت دی

بحیر نے جواب میں تامل کیا اور کہا کہ بکیر نے یہ خیال کیا ہے کہ اہل خراسان اس کی حکومت کے لیے متحد رہیں گے اس معاملے کے متعلق ان میں نامہ و پیام ہوتا رہا۔ انجام کار بحیر نے صلح سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بحیر کے پاس ضرار بن حصین ضبی آیا اور اس سے کہا کہ مجھے تو تو بیوقوف دکھائی دیتا ہے۔ تیرا ابن عم تجھ سے معذرت کرتا ہے اور تو اسے قبول نہیں کرتا حالانکہ تو اس کے قبضۂ قدرت میں ہے تلوار بھی اس کے ہاتھ میں ہے اگر وہ تجھے قتل کر ڈالے تو تو کیا کر سکتا ہے (بہتر ہے) کہ صلح کی دعوت قبول کر۔ اپنے کو اس قید سے رہا کر کے خود مختار ہو جا۔ اس تلقین کے بعد بحیر نے بکیر سے صلح کر لی۔ بکیر نے چالیس ہزار (درہم) کا ہدیہ بحیر کے پاس بھیجا اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ اس سے نہیں لڑے گا۔ بحیر رہائی پانے کے بعد امیہ کے آنے کے متعلق برابر دریافت کرتا رہا۔ چنانچہ جب اسے خبر لگی کہ وہ نیشاپور آ گیا تو فوراً اس سے جا کر ملا۔ خراسان کے تمام حالات سے اور نیز اس بات سے کہ وہاں کے لوگ کس طرح بخوبی مطیع بنائے جا سکتے ہیں اُس کو باخبر کیا اور بکیر نے دغابازی سے جو مال حاصل کیا تھا اُس کو بتا کر اُس کے عذر سے بچے رہنے کی صلاح دی۔ وہاں سے وہ امیہ کے ساتھ مرو میں پہنچ گیا۔ امیہ خود کریم النفس آدمی تھا اس نے بکیر اور اس کے عمال سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا۔ بلکہ بکیر کو شرطہ کا عہدہ پیش کیا لیکن اس نے انکار کر دیا اور اسکی جگہ پر بحیر بن ورقا کو اس عہدے پر ممتاز کیا۔ بکیر کے ہم قوم لوگوں نے اس پر طعن و تشنیع کی۔ تو اس نے کہا کہ کل میں حاکم تھا تو میرے سامنے کوڑے لیکر چلا کرتے تھے کیا میں آج خود کوڑا لیکر چلوں اس کے بعد امیہ نے بکیر کو اختیار دیا کہ وہ صوبۂ خراسان میں سے جس جگہ کو چاہے اپنی حکومت کے لیے منتخب کرے اس نے طخارستان کو پسند کیا اور اس کے سفر کی تیاری میں بہت سا روپیہ صرف کیا لیکن بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر یہ طخارستان میں جم گیا تو آپ کو یہاں کی حکومت سے اتار دیگا اور بھی خطرات اس کے سامنے پیش کیے جس کی بنا پر امیہ نے اس کا طخارستان جانا موقوف کر دیا (اُسید ہمزہ کو فتح اور سین کو کسرہ، بحیر ب کو فتح اور ح کو کسرہ)

عبداللہ بن امیہ کا سجستان میں والی ہونا

جب امیہ بن عبداللہ کرمان پہنچا تو اس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو سجستان کا عامل بنا دیا چنانچہ جب عبداللہ وہاں پہنچا تو اس سے اور رتبیل سے لڑائی چھڑ گئی جو گزشتہ مقتول بادشاہ کے بعد وہاں کا مالک بن گیا تھا۔ رتبیل مسلمانوں سے بہت خوفزدہ تھا اسی بنا پر جب عبداللہ مقام بُست پر پہنچا تو اس نے ایک لاکھ درہم قبول کر کے صلح کر لینے کی درخواست کی۔ عبداللہ کے پاس مختلف قسم کے تحفہ و تحائف بھیجے، ہدیۃً غلام اور لونڈیاں بھیجیں مگر عبداللہ نے اسکو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ میرے اس خیمے کو سونے سے بھر دے تو صلح ہو سکتی ہے ورنہ نہیں عبداللہ ناتجربہ کار شخص تھا۔ رتبیل نے اس کے لیے تمام ملک خالی کر دیے۔ جب عبداللہ ان میں داخل ہو کر دور نکل گیا تو رتبیل نے گذرگاہوں اور گھاٹیوں کی ناکہ بندی کرادی۔ عبداللہ نے کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے اور مسلمانوں کے لیے راستہ چھوڑ دو تو تم سے بغیر کسی چیز کے لیے ہم چلے جائیں گے۔ رتبیل نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ تین لاکھ درہم لیکر صلح کرو اور ایسا معاہدہ لکھو کہ جب تک تم امیر رہو گے ہمارے شہروں پر حملہ نہ کرو گے اور نہ اس کو جلاؤ گے اور نہ برباد کرو گے چنانچہ عبداللہ نے ایسا ہی کیا اور جب یہ حال عبدالملک کو معلوم ہوا تو اس نے بعد کو عبداللہ کو معزول کر دیا۔

حسان بن نعمان کا افریقیہ میں حاکم ہونا

ہم زہیر بن قیس کی حکومت کا تذکرہ ۶۲ھ کے سلسلہ بیان میں کر چکے ہیں اس کے قتل کا واقعہ ۶۹ھ میں واقع ہوا جب یہ خبر عبدالملک کو ملی تو اس کو اور عامۂ اہل اسلام کو سخت صدمہ پہنچا اور بذات خود عبدالملک کو انتہا کا افسوس ہوا مگر اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر کے واقعات کی بنا پر وہ افریقیہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا لیکن جب یہ قصہ ختم ہوا اور مسلمانوں نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور ان پر حسان بن نعمان غسانی کو سردار بنایا اور اسی

سال ان کو افریقہ کا حاکم بنا کر اس فوج کے ساتھ افریقہ روانہ کر دیا۔ افریقہ میں اس سے قبل اتنی زبردست (اسلامی) فوج کا کبھی داخلہ نہیں ہوا تھا۔ حسان قیروان پہنچا اور وہاں سے تمام سازو سامان کے ساتھ قرطاجنہ کی طرف چلا گیا۔ اس ملک کا بادشاہ سلاطین افریقہ میں بہت زیادہ ممتاز تھا۔ مسلمانوں کو اب تک اس سے معرکہ آرائی کا موقع ہاتھ نہیں آیا تھا۔ حسان جب قرطاجنہ پہنچا تو اسے رومیوں اور بربریوں کی لاتعداد فوجیں نظر آئیں۔ بالآخر جنگ شروع ہوئی۔ حسان نے محاصرہ کر کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ رومیوں اور بربریوں نے جب یہ نقشہ دیکھا تو بھاگ جانے پر متفق ہوئے اور اپنے جہازوں پر سوار ہو کر بعض صقلیہ پہنچے اور بعض اندلس بھاگے۔ حسان اپنی تلوار کے زور سے شہر میں داخل ہوا بہت سے لوگوں کو قید کیا ان کی دولتیں چھین لیں اور ایک کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس کے بعد گردونواح کے علاقے میں اپنی فوجیں بھیجیں جس سے لوگ خوفزدہ ہو کر اس کے پاس پناہ لینے کے لیے آئے۔ اس نے ان لوگوں کو شہر کی عمارتیں منہدم کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے حتی الوسع اسکی تعمیل کی اسی اثنا میں یہ خبر ملی کہ رومی اور بربری صطفورہ اور بنزرت (افریقہ میں دو شہر ہیں) میں لڑائی کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں۔ حسان اپنی فوج لیکر وہاں پہنچا اور ان سے جنگ کی۔ اس جنگ میں اگرچہ مسلمانوں کو سخت تکلیفیں پیش آئیں لیکن انہوں نے صبر کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور آخر میں کامیابی حاصل کر لی اور رومیوں نے شکست کھائی ان کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے اور مسلمانوں نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ حسان نے افریقہ کی تمام سرزمین کو روند ڈالا جس سے اہل افریقیہ بہت زیادہ خائف ہو گئے شکست خوردہ رومیوں نے شہر باجہ میں پناہ لی۔ اور اسکو قلعہ بند کر لیا اور بربری شہر بونہ میں جا کر قلعبند ہو گئے حسان یہاں سے قیروان واپس آیا کیونکہ اس کی فوج کے بہت سے آدمی سخت زخمی ہو گئے تھے اسلیے وہ ان کے تندرست ہونے تک وہاں ٹھیرا رہا۔

افریقہ کی تباہی اور بربادی

جب لوگ صحیح و سالم ہو گئے تو حسان نے پوچھا کہ موجودہ ملوک افریقہ میں سے سب سے

بڑا بادشاہ کون باقی رہ گیا ہے لوگوں نے ایک عورت کا نام بتایا جو اس وقت بربریوں کی ملکہ تھی اور کاہنہ کے نام سے مشہور تھی چونکہ وہ بربریوں کو غیب کی باتیں بتاتی تھی اس لیے اسکو کاہنہ کہتے تھے۔ بربریوں کی ہمقوم تھی اور جبل اوراس میں رہتی تھی۔ کسیلہ کے قتل کے بعد تمام بربری اسی کے گرد آکر جمع ہو گئے تھے۔ حسان نے جب خود افریقہ والوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اس کی عظمت و رفعت کا تذکرہ کیا اس کے سامنے اسکی اہمیت جتائی اور یہ بھی کہا کہ اگر تم نے اسکو قتل کر ڈالا تو میدان صاف ہو جائے گا اور بربری بھی تم سے مخالفت نہیں کریں گے حسان نے اپنی فوج کو لے کر ادھر ہی کا راستہ اختیار کیا۔ جب قریب پہنچا تو کاہنہ نے باغایہ کے قلعے کو صرف اس خیال سے منہدم کرا دیا کہ شاید حسان قلعوں پر ہی قبضہ کرنا چاہتا ہے حسان اس سے رک نہ سکا بلکہ نھر نینی پر پہنچکر بربریوں سے لڑائی شروع کر دی۔ بربریوں نے بھی سخت معرکہ آرائی کی جس سے مسلمانوں کو شکست کھانی پڑی اور ان کی بہت سی جماعتیں کام آئیں اور کچھ لوگ قید بھی کیے گئے لیکن کاہنہ نے سب کو خالد بن یزید قیسی کے سوا رہا کر دیا۔ چونکہ وہ شریف اور بہادر آدمی تھا اس لیے کاہنہ نے اس کو اپنا متبنیٰ کر لیا۔ حسان نے جب شکست کھائی تو افریقہ چھوڑ کر ایک دوسری جگہ پر مقیم ہوا۔ وہیں سے اسنے عبدالملک کو تمام واقعات کی اطلاع دی۔ عبدالملک نے اس کو وہاں مقیم رہنے اور دوسرے حکم کے منتظر رہنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ حسان وہاں ۵ برس تک مقیم رہا اسی بنا پر یہ مقام اب تک قصور حسان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ادھر کاہنہ نے تمام افریقہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کے ساتھ پیش آنے لگی اور ان پر سخت ظلم و ستم کرنے لگی۔ اس کے بعد عبدالملک نے فوج اور سامان جنگ حسان کے پاس بھیجا اور اسے افریقہ جانے اور کاہنہ سے دوبارہ لڑنے کا حکم دیا۔ حسان نے پوشیدہ طریقے پر ایک خط خالد بن یزید (جو اسوقت کاہنہ کے ساتھ رہتا تھا) کے پاس اپنے ایک قاصد کے ذریعہ سے بھیجا اور اس میں اس سے اندرونی حالات دریافت کیے۔ خالد نے ایک رقعہ پر جواب دیا کہ بربری منتشر ہو چکے ہیں اس لیے تم جلد حملہ کرو۔ اور اس رقعہ کو قاصد کی روٹی میں داخل کر کے

لٹکا دیا۔ اور قاصد واپس چلا گیا۔ اسی اثناء میں کاہنہ اپنے بال بکھیرے ہوئے نکلی اور کہنے لگی کہ ان کا ملک اس میں چلا گیا جس کو لوگ کھاتے ہیں یہ سُنکر قاصد کی جستجو کی گئی لیکن نہ مل سکا وہ حسان کے پاس پہنچا لیکن اتفاقاً وہ رقعہ آگ کے اثر سے جلگیا تھا اسلیے قاصد اُلٹے پاؤں واپس آیا۔ خالد نے پھر وہی جواب دیا اور اسے ایک کوٹھ زین امانۃً دی۔ حسان اس خط کے ملنے کے بعد) وہاں سے روانہ ہوگیا۔ کاہنہ کو جب اس کے آنے کی خبر ملی تو کہنے لگی کہ عرب حکومت اور مملکت، سیم وزر، مال و دولت کے طالب ہیں اور ہم صرف کھیت اور چراگاہ کے خواہشمند ہیں۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ افریقہ کو صرف تباہ و برباد کر دیا جائے تاکہ عرب اسکی منفعت سے بالکل مایوس ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے اپنی فوج میں سے کچھ لوگوں کو شہروں کو مسمار کرنے عمارتوں کو منہدم کرنے کے لیے اطراف وجوانب میں بھیجدیا۔ انہوں نے جاکر شہر تباہ کرڈالے، قلعے منہدم کردیے اور لوگوں کا مال ومتاع لوٹ لیا۔ درحقیقت افریقہ کی یہ پہلی تباہی تھی جو اس وقت نازل ہوئی۔ حسان جب قریب پہنچا تو رومیوں کی ایک جماعت اس سے ملی اور کاہنہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس سے رحم کے طالب ہوئے۔ حسان کو اس واقعہ سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ آخر جب قابس پہنچا تو وہاں کے باشندوں نے نذرانہ پیش کیا اور اطاعت قبول کی۔ یہ بیچارے اس سے پہلے امرا کے خوف سے قلعوں میں بند رہتے تھے اور اب حسان کی پناہ میں آئے۔ حسان نے قابس میں اپنا عامل مقرر کیا اور قفصہ کی طرف روانہ ہوگیا تاکہ کاہنہ تک جلد سے جلد پہنچ سکے۔ یہاں کے لوگوں نے بھی خود بخود اطاعت قبول کرلی اس کے بعد حسان نے قفصہ کے علاوہ قسطیلیہ اور نفزاوہ پر بھی اپنا قبضہ کرلیا۔ کاہنہ کو جب اس کے قریب آنے کی خبر ملی تو اس نے اپنے دونوں لڑکوں اور خالد بن یزید کو بلا کر کہا کہ میں تو یقیناً قتل ہوجاؤں گی لیکن تم لوگ حسان کے پاس جاکر اپنے لیے امان لے لو۔ یہ لوگ اسی غرض سے حسان کے پاس گئے۔ حسان نے امان دیدی وہ اس کے پاس ہی رہ گئے اب حسان نے کاہنہ کا رُخ کیا تو بربریوں سے بہت شدید لڑائی شروع ہوگئی۔ مقتولین کی تعداد اسقدر بڑھ گئی کہ لوگوں کو کامل تباہی اور بربادی کا شبہ ہونے لگا۔ لیکن مسلمانوں کو خدا کی مدد ہوئی اور وہ فتحیاب ہوئے بربریوں نے شکست کھائی اور بُری طرح مارے گئے

کاہنہ بھی مغلوب ہوگئی اور گرفتار ہو کے قتل کی گئی۔ جب جنگ کا فیصلہ ہو چکا تو بربریوں نے حسان سے امان طلب کی۔ اس نے اس شرط پر منظور کر لیا۔ کہ ان میں سے ۱۲ ہزار آدمی مسلمانوں کی فوج میں شامل ہو جائیں اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں لوگوں نے اسے تسلیم کر لیا اور ان میں سے ۱۲ ہزار آدمی اسلامی فوج میں شریک ہو گئے اور اس جدید فوج کے افسر کاہنہ کے دونوں لڑکے بنائے گئے اس کے بعد سے بربریوں میں اشاعت اسلام ہونے لگی اور وہ برابر دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ حسان رمضان کے مہینے میں قیروان واپس آیا اور عبدالملک کی موت تک بغیر جنگ کیے وہاں مقیم رہا۔ جب ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے اپنے چچا عبداللہ بن مروان کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور حسان کو افریقہ سے معزول کر دیا۔

واقدی کی روایت ہے کہ کاہنہ کسیلہ کے قتل کے بعد آگ بگولا ہو کر نکلی اور تمام افریقہ پر قابض ہو گئی وہاں کے باشندوں پر بدترین ظلم وستم کرنے لگی ان کے ساتھ بداخلاقی کا برتاؤ کرنے لگی۔ قیروان کے مسلمان بھی زہیر بن قیس کے قتل کے بعد ۶۷ھ سے کاہنہ کے مظالم کے شکار بن رہے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے جب عبدالملک کو ان تمام واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے حسان بن نعمان کو زبردست فوج کے ساتھ افریقہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ حسان سیدھا کاہنہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر بربریوں سے خوب لڑا لیکن شکست کھا گیا اور بہت سے آدمیوں کو مقتول چھوڑ کر برقہ کے قریب آ کر ٹھیرا۔ اور ۷۴ھ تک وہیں رہا۔ اسکے بعد عبدالملک نے دوبارہ ایک فوج بھیجی اور اسے کاہنہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ حسان پھر گیا اور کاہنہ کی فوج سے مقابلہ کیا اور اس کو شکست دیدی۔ اور کاہنہ اور اسکے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا اور قیروان واپس آیا بعض روایت میں ہے کہ کاہنہ کے قتل کے بعد سیدھا عبدالملک کے پاس چلا گیا اور اپنی جگہ پر ابو صالح کو قائم مقام بنایا گیا محض صالح (ایک مقام کا نام ہے) اسکی طرف منسوب ہے۔

۷۴ھ کے مختلف واقعات

حجاج بن یوسف نے اس سال حج کیا۔ مدینہ میں عبداللہ بن قیس بن مخرمہ قاضی تھے

اور کوفہ میں شریح عہدۂ قضا پر مامور تھے بصرہ میں ہشام بن ہبیرہ اس کام کو انجام دیرہے تھے بعض روایت میں ہے کہ اس سال عبدالملک نے عمرہ کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے اسی سال محمد بن مروان نے رومیوں سے موسم گرما میں لڑائی کی اور اندولیہ پہنچا۔ جابر بن سمرۃ سوائی نے اسی سال بشر بن مروان کے زمانۂ حکومت میں مقام کوفہ میں وفات پائی اور اسی عہد میں ابو جحیفہ نے بھی انتقال کیا عمر بن ولیمون الاودی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ لیکن بعض نے ۷۵ھ میں روایت کی ہے عمر ان سن رسیدہ آدمیوں میں تھے اور انہوں نے عہد جاہلیت بھی دیکھا تھا۔ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے جو حضرت عمر فاروقؓ کے عمال میں سے تھے اسی سال وفات پائی اور بعض نے ۷۳ھ میں روایت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی نے بھی اسی سال انتقال کیا یہ صحابی بھی تھے۔ محمد بن حاطب بن حارث جمحی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ان کا مولد حبشہ تھا۔ آنحضرت کے پاس حبشہ سے واپسی کے وقت لوگ ان کو ساتھ لائے تھے اسی سال ابو سعید بن معلی الانصاری نے بھی انتقال کیا۔ آدس بن ضمعج کوفی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ (ضمعج ضاد معجمہ اور جیم)

۷۵ھ ہجری کی ابتدا

اس سال محمد بن مروان نے موسم گرما میں رومیوں سے جنگ کی اور وہ مرعش کی طرف سے آرہے تھے۔

حجاج بن یوسف کا عراق میں حاکم ہونا

اس سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم بنایا لیکن خراسان اور سجستان کو اس کے ماتحت نہیں کیا۔ حجاج کو جو اس وقت مدینہ میں تھا اس تقرر کی اطلاع دی اور عراق روانہ ہونیکا حکم دیا۔ حجاج وہاں سے ۱۲ آدمیوں کو ساتھ لیکر جو بہترین اونٹوں پر سوار تھے روانہ ہوا اور یکایک پو پھٹنے کے وقت کوفہ پہنچا اس زمانے میں بشر نے مہلب کو خوارج کے مقابلے کے لیے بھیجا تھا۔ حجاج سیدھا مسجد میں آیا اور منبر پر چڑھ گیا اس وقت اس کا چہرہ سرخ ریشمی عمامے سے بندھا ہوا تھا جانے کے بعد ہی لوگوں کو مجتمع کرنیکا حکم دیا

اس وقت جو لوگ موجود تھے انہوں نے اسکو اور اس کے اصحاب کو خارجی سمجھا اس لیے حملے کا ارادہ کر رہے تھے وہ منبر پر بیٹھا ہوا لوگوں کی آمد کا منتظر تھا۔ جب تمام لوگ آ گئے اور وہ دیر تک خاموش رہا۔ محمد بن عمیر نے جب یہ دیکھا تو چند کنکریاں اس پر مارنے کے لیے اٹھائیں اور کہنے لگا کہ کتنا عجیب اور برا انسان ہے خدا اس کو ہلاک کرے، واللہ میں اس کی حالت اس کی صورت کے مطابق (مشتبہ) دیکھتا ہوں، جب حجاج نے بولنا شروع کیا تو محمد بن عمیر کے ہاتھ سے کنکریاں چھوٹ کر گرنے لگیں اور وہ مبہوت ہو گیا حجاج نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور بولا۔

انا ابن جلا وطلاع الثنایا　　متی اضع العمامۃ تعرفونی

میں آفتاب کی طرح روشن ہوں۔ عزت کی ہر گھاٹی پر چڑھتا ہوں۔ سر سے جب عمامہ اتار دوں گا تو تم لوگ خوب پہچانو گے۔"

خدا کی قسم میں لوگوں کی شرارتوں کو اصلی جگہ پر رکھتا ہوں اور اس کا مواخذہ کر کے اس کا بدلہ بالکل اس کے مساوی دیتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ چند سرکش انسانوں کے سر میں جو پھلوں کی طرح خوب پختہ ہو گئے ہیں اور ان کے توڑنے اور چننے کا زمانہ بھی قریب ہو گیا ہے مجھے ان کی ڈاڑھیوں اور عماموں میں خون کے دھبے دکھائی دیتے ہیں اور معاملے نے بھی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔

ھذا اوان الحرب فاشتدی زیم　　قد لفھا اللیل بسواق حطم

یہ لڑائی کا زمانہ ہے اے جنگ زیم تو سخت ہو جا　　اسکو رات نے ظالم چرواہوں کے سپرد کیا ہے

لیس براعی ابل ولا غنم　　ولا بجزار علی لحم وضم

جو نہ اونٹ اور بکری کا گلہ بان ہے　　اور نہ گوشت کو تختہ پر کاٹنے والا قصاب ہے

پھر کہا:-

قد لفھا اللیل بعصلبی　　اروع خراج من الدوی[1]

اس رات نے ایک ایسے مضبوط آدمی کے سپرد کیا ہے　　جو بہادر ہے اور بیابانوں سے نکل آنیوالا ہے

مھاجر لیس باعرابی

اور جو مہاجر ہے نہ کہ خانہ بدوش

---

[1] آغانی میں یہ مصرع اروع خراج من الدوادی ہے جو بہادر اور صحرا کے تمام راستوں سے واقف ہے۔

لیس آوان یکرۃ الخلاط جاءت بہ القلص الاعلاط

اب بغاوت کا موقع نہیں ہے بے مہار اونٹنیاں اس بہادر کو لے آئی ہیں

تھوی ھوی السائق العطاط

جو اپنے بہادر ہنکانیوالے کی چال سے چل رہی ہیں

خدا کی قسم اے اہل عراق، انجیر کی طرح دبایا نہ جاؤں گا اور میں حوادث زمانہ کی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ دانائی سے میرا انتخاب کیا گیا ہے اور ایک بڑے مقصد کے حصول کے لیے آیا ہوں پھر اس نے یہ آیت پڑھی

ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت	اللہ نے مثال بیان کیا ہے کہ ایک مقام تھا جو امن تھا
آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا	اور انتہائی اطمینان و سکون کی حالت میں تھا ہر جگہ سے وسیع
من کل مکان فکفرت بانعم اللہ	طریقہ پر انکو رزق پہنچتا تھا لیکن جب اسنے خدا کی نعمتوں کو ٹھکرایا
فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف	تو خدا نے بھی ان کے اعمال کے بدلے میں بھوک اور پیاس
بما کانوا یصنعون۔	اور خوف کا مزہ چکھا دیا۔

تم وہی لوگ ہو یا انھیں کے مثل ہو۔ امیر المومنین عبد الملک نے اپنے ترکش کے تیر بکھرا دیے اور ان کی سریوں کی مضبوطی اور استحکام کا اندازہ کرنا شروع کیا چنانچہ میں ان کی اس آزمائش میں سب سے سخت اور مضبوط سری کا تیر نکلا۔ انھوں نے مجھ کو تمھاری طرف بھیجدیا گویا اس تیر کو انھوں نے تمھارے سینوں میں بھونکا کیونکہ تم باغی، منافق، مفسد ہو تم مدت سے شرارتیں کر رہے ہو اور بغاوت کے طریقے رائج کر رہے ہو، سیدھے ہو جاؤ اور سر اطاعت خم کرو ورنہ میں واللہ تمھیں ذلت و خواری کا گھونٹ پلاؤں گا اور تمھاری کجروی کو اتنا درست کر دوں گا کہ تم سدھی ہوئی اونٹنیوں کی طرح دودھ دینے لگو گے، لکڑی کی طرح تمھیں چھیل ڈالوں گا۔ ببول کی پتیوں کی طرح تمھیں جھاڑ ڈالوں گا تاکہ تم مطیع ہو جاؤ اور تم اس طرح مارے جاؤ گے جس طرح اجنبی اونٹ مارا جاتا ہے کہ سرکشی سے باز آ جاؤ گے اور فرمانبردار ہو جاؤ گے تم پر اتنے مصائب و آلام کی بوچھار کروں گا کہ تمھاری شرارتیں بھول جائیں گی اور تم ٹھنڈے ہو جاؤ گے خدا کی قسم کہ میں جس چیز کا وعدہ کرتا ہوں اسے پورا کر کے چھوڑتا ہوں اور جو اندازہ کرتا ہوں وہ ٹھیک کرتا ہوں اب میں ہوں اور یہ لوگ ہیں کوئی شخص اسوقت تک نہ جائے

جب تک وہ تمھارے متعلق انصاف کے قبول کرنے کی اور فسادات سے باز آنیکی
قسم نہ کھائے قیل وقال حیلہ وحوالہ کو چھوڑدو ورنہ میں ہر شخص کو اتنی سزا دوں گا
کہ وہ شب و روز اپنے جسم کی مصیبت میں مبتلا رہے گا واللہ تم سیدھا راستہ اختیار
کردو ورنہ اتنی تلواریں ماروں گا کہ عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور بچے یتیم ہو جائینگے
اور تم باطل سے باز آجاؤ گے اور پھر کبھی ایسی حرکت نہ کروگے اگر اہل معصیت کی معصیت
جائز قرار دیجائے تو مال غنیمت بند ہو جائے گا اور نہ کسی دشمن سے لڑائی کیجائے
تمام سرحدیں بیکار کردی جائیں اور اگر کوئی فوج لڑائی پر نہ بھیجی جائے تو وہ خوشی سے نہیں
لڑیگی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مہلب کا ساتھ چھوڑ دیا اور بغاوت اور سرکشی کر کے
اپنے گھروں کو واپس آ گئے اور اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو لوگ جنگ سے واپس
آگئے ہیں اگر تین دن کے اندر وہاں پھر نہیں گئے اور میں نے ان کو یہاں دیکھ لیا
تو ایک ایک کی گردن اڑا دوں گا اس کا تمام مال و متاع ضبط کرلوں گا۔

حجاج نے اپنی تقریر کے بعد امیر المومنین کا فرمان پڑھنے کا حکم دیا۔ پڑھنے
والے نے اما بعد سلام علیکم فانی احمد اللہ تک پڑھا کہ حجاج نے اسے روک دیا، اور
حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے نافرمانو! امیر المومنین تم پر سلام بھیجتے ہیں
اور تم میں سے کوئی اسکا جواب تک نہیں دیتا۔ خدا کی قسم میں تمہاری اسی بے ادبی کا
مزہ چکھاؤں گا۔ پھر خط پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ جب دوبارہ یہ عبارت پڑھی گئی تو سبھوں
نے ایک آواز ہو کر کہا کہ وعلی امیر المومنین السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آج کے
دن حجاج نے صرف اسی پر مجلس ختم کی اور اپنی قیامگاہ میں چلا گیا وہاں جا کر رؤسائے
قوم کو بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ لوگوں کو مہلب کے پاس لیجاؤ اور ان کے وہاں پہنچنے
کے بعد میرے پاس اجازت نامہ لاؤ اور جب تک یہ مدت گزر نہ جائے رات اور دن
پل کے دروازے بند نہ کرو۔ جب تیسرا دن آیا تو وہ پھر مسجد میں آکر بیٹھا بازاروں
میں تکبیر کی آواز سنی تو کہا کہ اے اہل عراق اور اے نفاق اور پھوٹ ڈالنے والے
انسانوں۔ اے بدترین اخلاق کی مرتکب ہونے والی مخلوق۔ میں نے تمہاری تکبیریں
سنیں لیکن ان میں خلوص کا شائبہ بھی نہ تھا صرف خوفزدہ بنانے کے لیے یہ کہی گئی
تھیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ صرف شور و غوغا تھا جس کی کوئی اصلیت نہ تھی۔ اسے

کمینی عورت کے بچو۔ اور اے رانڈ عورت کے لڑکو، اور اے سرکش انسانو کیا تم میں سے کوئی اپنے نفس پر رحم نہیں کرتا اور اپنے خون کا بہانا اچھا سمجھتا ہے حالانکہ وہ اپنے ہلاک ہونے سے خوب واقف ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب میں تم پر ایسی آفت ڈھانے والا ہوں جو گذشتہ کے لیے باعث عبرت اور آیندہ کے لیے باعث تادیب ہو گی۔ عمیر بن ضابی حنظلی تمیمی اٹھا اور کہا کہ اللہ امیر کا بھلا کرے میں اس فوج میں کیونکر جا سکتا ہوں کیونکہ میں ضعیف آدمی ہوں اور ساتھ ہی مریض بھی ہوں، ہاں میرا یہ لڑکا اس قابل ہے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ قوی اور تندرست ہے۔

حجاج نے کہا کہ یہ ہمارے لیے اپنے باپ سے زیادہ کارآمد ہے پھر پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمیر بن ضابی ہوں حجاج نے کہا کہ کل تم نے ہماری تقریر سنی تھی اس نے جواب دیا کہ ہاں، حجاج نے کہا کہ کیا تم نے حضرت عثمان سے لڑائی نہیں کی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں کی تھی۔ حجاج نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے حضرت عثمان کی طرف اسکا معاوضہ کیوں نہیں بھیجا (یعنے تو اب تک مارا نہیں گیا) تو نے ایسا کام کیوں کیا، اس نے کہا کہ میرے باپ کو جو ایک بہت ہی بڈھے آدمی تھے حضرت عثمانؓ نے قید کر دیا تھا اس لیے میں نے ایسا کیا حجاج نے کہا کہ تم ہی نے یہ شعر کہا ہے۔

هَمَمْتُ وَلَمْ اَفْعَلْ وَكِدْتُ وَلَيْتَنِي　　تَرَكْتُ عَلٰى عُثْمَانَ تَبْكِي حَلَائِلُه

میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا لیکن انجام تک نہ پہنچا سکا　　کاش میں عثمان کی بیویوں کو ان پر ماتم کرتا ہوا دیکھتا

اس کے بعد حجاج نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تیرے قتل میں بصرہ اور کوفہ دونوں شہروں کی فلاح و بہبودی ہے چنانچہ وہ اس کے حکم سے مار ڈالا گیا اور اس کا مال ضبط کر لیا گیا۔

بعض روایت میں ہے کہ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے پوچھا کہ آپ اسے پہچانتے ہیں اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا عنبسہ نے کہا کہ یہ قاتلین عثمان میں سے ہے یہ سنکر حجاج نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو اب تک امیر المومنین کے پاس اس جرم کے عوض میں روانہ نہیں کیا گیا پھر فوراً ہی اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارا گیا اس کے بعد شہر میں یہ منادی کرا دی کہ عمیر بن ضابی ہماری تقریر سن لینے کے بعد بھی

تیسرے دن پھر آیا اس لیے ہم نے اس کو قتل کرا ڈالا۔ اور لوگ اس سے بھی آگاہ ہو جائیں کہ جو رات تک مہلب کی فوج میں شریک نہ ہوں گے۔ اللہ ان سے بری الذمہ ہے اس اعلان کے ساتھ ہی تمام لوگ گھروں سے نکل آئے اور پل پر اژدہام ہو گیا۔ اس کے بعد لوگ مہلب کے پاس روانہ ہو گئے۔ سرداران قوم نے مہلب سے مل کر جو کہ اسوقت رام ہرمز میں تھا ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید حاصل کی۔ مہلب نے کہا کہ آج عراق میں ایک بہادر مرد آیا ہے۔ اب دشمنوں سے خوب مقابلہ ہوگا۔ جب حجاج نے عمیر کو قتل کر دیا۔ تو ابراہیم بن عامر اسدی سے عبداللہ بن زبیر نے (بالفتح الزا) ملاقات کی۔ ابراہیم نے حالات دریافت کیے تو اس نے ان شعروں میں واقعات کی اطلاع دی۔

اقول لابراھیم لما لقیته ارى الامر اضحى منصباً متشعباً

جب میں ابراہیم سے ملا تو میں نے کہا کہ میں نے معاملات کو متفرق صورتوں میں پایا

تجهز واسرع فالحق الجيش لا ارى سوى الجيش الا فى المهالك مذهباً

سفر کے لئے تیار ہو جاؤ اور جلدی سے فوج میں شریک ہو جاؤ کیونکہ فوج کے سوا میں نے تمام کو ہلاکت کا گھر پایا

تخير فاما ان تزور ابن ضابئ عميراً واما ان تزور المهلبا

تمہیں اختیار ہے کہ تم عمیر بن ضابی کی زیارت کرو یا مہلب سے ملاقات کرو

هما خطتا خسف نجاؤك منهما ركوبك حوليا[1] من الثلج اشهبا

ذلت کے یہی دونوں راستے ہیں جن سے تیزی سواری گذرے گی جن کے گرد برف کا پہاڑ ہو گی

فمال ولو كانت خراسان دونه راها مكان السوق او هى اقربا

جو دونوں راستوں کے درمیان میں حائل ہو گیا ہے اگر خراسان سامنے ہوتا تو بازار کے فاصلہ پر یا اس سے بھی قریب نظر آتا

فكاين ترى من مكره الغز وسمرا تحمم حنو السرج حتى تحنبا

تم اکثر ایسے لوگوں کو دیکھو گے جو جنگ کی وجہ سے برداشتہ خاطر ہو گئے ہیں جنکی زینیں گرمی اور بوجھ کی وجہ سے جھک گئی ہیں۔

---

[1] بعض کتابوں میں یہ شعر یوں ہے۔ هما خطتا خسف نجاؤك منهما ركوبك حولياً من البلج اشهباً
یہی دونوں راستے ذلت کے ہیں نجات اسطرح ہوسکتی ہے کہ سفید گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں نکل جاؤ

بعض روایت میں ہے کہ حجاج رمضان کے مہینہ میں کوفہ آیا اور حکم بن ایوب ثقفی کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا اور اسے خالد بن عبداللہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو جب اس کی خبر ملی تو وہ بصرہ سے نکل بھاگا۔ اور مقام جلحاء میں آکر مقیم ہوا اہل بصرہ اسکی مشایعت کے لئے نکلے تو ان کو خالد نے ایک لاکھ درہم تقسیم کر کے دیا حجاج پہلا شخص تھا جس نے فرمان شاہی کے مخالفین کی سزا قتل مقرر کی تھی۔ ورنہ جیسا کہ شعبی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد خلافت میں ایسے لوگوں کی سزا صرف یہ تھی کہ سر سے عمامہ اتار لیا جاتا تھا اور ان کی تشہیر کرائی جاتی تھی جب مصعب بن زبیر والی ہوئے تو انھوں نے یہ سزا کم سمجھی اس لئے وہ سر اور ڈاڑھی منڈوا دیتے تھے جب بشر بن مروان حاکم ہو کر آیا تو اس نے اور اضافہ کیا وہ یہ کہ مجرم زمین سے اوپر اٹھا لیا جاتا تھا اور اس کے دونوں ہاتھوں میں میخ گاڑ کر دیوار میں لٹکا دیا جاتا تھا جس کے صدمہ سے کبھی وہ مر جاتا تھا اور کبھی اگر میخ ہاتھ پھاڑ ڈالتی تو وہ نیچے گر پڑتا اور بچ جاتا تھا، اسی کو ایک شاعر نے اپنے شعر میں ادا کیا۔

لولا مخافۃ بشر وعقوبتہ	وان ینوط کفی مسمار
اگر بشر اور اس کی اس سزا کا خوف نہ ہوتا	کہ میرے دونوں ہتھیلیوں پر میخیں گاڑ دیجائینگی
اذا لعطلت ثغری ثم زرتکم	ان المحب لمن یھواہ زوار
تو میں اپنے جنگی سرحدوں کو بیکار کر دیتا	اور پھر تمہاری ملاقات کرتا کیونکہ دوست وہ ہی جو اپنی محبوب سے ملاقات کرے

جب حجاج والی ہو کر آیا تو اس نے کہا کہ یہ سزا تو بالکل کھیل ہے جو شخص سرحد پر اپنی جگہہ چھوڑے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

سعید بن اسلم کا سندھ میں والی ہونا اور اسکا مقتول ہونا

اسی سال عبدالملک نے سعید بن اسلم بن زرعہ کو سندھ کا عامل بنایا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو معاویہ اور محمد جو حارث کے بیٹے اور علاقی تھے سعید پر حملہ آور ہوئے اور اسکو قتل کر کے شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا اس کے بعد حجاج نے مجاعہ بن سعد التمیمی کو سندھ روانہ کیا جو جاتے ہی سرحدوں پر غالب آگیا اور لڑائی کر کے قندابیل کے

مقامات بھی فتح کر لئے۔ مجاعہ نے ایکسال کے بعد مکران میں آکر وفات پائی، اسی کے متعلق یہ شعر کسی نے کہا ہے:۔

ما من شاھدک التی شاھدتھا الا یزیدک ذکرھا مجاعا

جن مقامات کو تو نے دیکھا ان کی یاد مجاعہ کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

اہل بصرہ کا حجاج پر حملہ آور ہونا

اسی سال حجاج کوفہ سے بصرہ پہنچا اور کوفہ میں عروۃ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا جانشین بنایا جب وہاں پہنچا تو کوفہ کی طرح یہاں بھی سخت تقریر کی اور ان لوگوں کو سخت دھمکی دی جو تین دن کے اندر مہلب کی فوج میں شریک نہ ہوں گے۔ شریک بن عمرو یشکری اس کے پاس آیا، اسکو نزول آب (فتق) کی بیماری تھی اور ایک آنکھ کا اندھا بھی تھا اس لئے اپنی ایک آنکھ پر کپڑا رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے ذوالاسف اس کا لقب رکھا تھا۔ اس نے حجاج سے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھ کو نزول آب کی بیماری ہے اور اسی عارضہ کی وجہ سے بشر بن مروان نے مجھے جنگ سے معذور رکھا تھا (اب آپ بھی معذور رکھئے) اور میرا یہ وظیفہ اسی وجہ سے خزانہ میں موجود ہے۔ حجاج نے اس کو بھی قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد تمام اہل بصرہ مہلب کی فوج میں شریک ہونے لگے اور کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں رہا۔ لوگ مہلب کے پاس برابر آتے رہے حتیٰ کہ ایک بڑی جمعیت تیار ہوگئی۔ مہلب نے کہا ہاں اب عراق میں ایک مرد آیا ہے۔ حجاج بصرہ سے رستقاباذ پہنچا جہاں سے مہلب صرف ۱۸ میل کے فاصلہ پر تھا۔ حجاج کی یہ نیت تھی کہ وہیں سے بیٹھے بیٹھے مہلب اور اس کی فوج کو مدد پہنچائیں گے۔ اسی خیال سے رستقاباذ میں آکر اس نے تقریر کی اور کہا کہ اے اہل مصرین (اہل کوفہ و بصرہ) یہ زمین خدا کی قسم ہمیشہ تمہاری رہے گی لیکن اس وقت جبکہ ان خوارج کو جو تم پر مسلط ہیں خدا ہلاک و برباد کردے۔ پھر کسی دوسرے دن کی تقریر میں اس نے کہا کہ تمہارے وظائف میں جو زیادتی مصعب بن زبیر نے کی ہے وہ لغو اور باطل ہے اور وہ خود ملحد، فاسق، منافق تھا میں اسکو جائز قرار نہیں دیتا اور اصل میں واقعہ یہ تھا کہ مصعب بن زبیر نے اپنے عہد ولایت میں

لوگوں کے وظایف میں سو سو درہم اضافہ کر دیا تھا۔ حجاج نے جب یہ کہا تو عبداللہ بن جارود نے اس کو رد کیا۔ اور کہا کہ انہیں ابن زبیر نے کوئی زیادتی نہیں کی ہے بلکہ امیر المومنین عبدالملک نے خود اسکو منظور کیا ہے اور اپنے بھائی بشر بن مروان کے ذریعہ سے اس کی تعمیل کرائی ہے۔ حجاج نے عبداللہ سے کہا کہ تو اور اتنی جرأت کرتا ہے کہ میرے سامنے بولتا ہے اپنا سر سیدھا کر ورنہ جدا کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا کہ آخر یہ کیوں، میں تو آپ کو اچھی بات بتا رہا ہوں اور یہ صرف میں نہیں کہتا بلکہ میرے پیچھے کے لوگ یہی کہتے ہیں۔ حجاج منبر پر سے اتر کر چلا گیا اور کئی مہینہ تک اس کے متعلق خاموش رہا۔ اس کے بعد جب پھر اس نے اس کا اعادہ کیا تو عبداللہ بن جارود نے دوبارہ اسی طرح رد کیا ابو رقبہ بن مصقلہ کا بیان ہے کہ مصقلہ ابن کرب العبدی کھڑے ہو کر یہ کہنے لگا کہ محکوم کے لئے یہ شایان شان نہیں کہ وہ حاکم کا رد کرے۔ ہم نے امیر کا کلام سنا اور جو کچھ اس نے کہا ہمیں منظور ہے خواہ ہم اسے پسند کریں یا نہ کریں۔ عبداللہ بن جارود نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے جرمقانی کے بیٹے تیرے ایسا شخص ان معاملات میں دخل دیسکتا ہے اور اس پر گفتگو کرسکتا ہے۔ اشراف الناس عبداللہ بن جارود کے پاس آئے اور اس کے قول اور رائے کی تائید کرنے لگے چنانچہ ہذیل بن عمران برجمی اور عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں یہ شخص یعنے حجاج اس زیادتی کو بغیر کم کئے چین نہیں لیگا اس لئے آؤ ہم تمہارے ہاتھ پر حجاج کو عراق سے نکال دینے کے لئے بعیت کریں اور اس کے بعد عبدالملک کو لکھ بھیجیں کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو ہمارا حاکم بنا کر بھیجئے۔ اگر عبدالملک نے اس سے انکار کیا تو ہم اس سے بھی خلع کرلیں گے۔ اور یہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ خوارج کے فسادات کی وجہ سے وہ ہم لوگوں سے بہت خوفزدہ ہے اس کے بعد لوگوں نے خفیہ طور پر عبداللہ بن جارود کے ہاتھ پر بعیت کی اور اسے ایفائے وعدہ کا کامل یقین دلایا۔ آپس میں بھی لوگوں نے معاہدہ کرلیا۔ حجاج کو ان واقعات کی خبر ملتی رہی۔ تو اس نے حفظ ماتقدم کے لئے بیت المال اور خزانہ شاہی کی کامل نگرانی شروع کردی۔ ادھر جب عبداللہ کے تمام معاملات طے پاگئے تو لوگوں نے

اس راز کو افشا کیا یہ واقعہ ربیع الآخر ۷۶ھ کا ہے عبد اللہ نے عبد القیس کو علم اور جھنڈے دیکر روانہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تمام لوگ قبل ظہر روانہ ہو گئے۔ اب حجاج کے پاس چند مخصوص لوگوں اور اہل خاندان کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ یہ لوگ ابن جارود کے ساتھ پل عبور کر گئے اور اسی پل کے پیچھے حجاج کا خزانہ اور اسلحہ تھے حجاج کو یہ خطرہ ہوا کہ یہ لوگ خزانہ نہ لوٹ لیں اس لئے اعین صاحب حمام اعین کو عبد اللہ کو واپس بلانے کے لئے بھیجا۔ اعین نے جاکر عبد اللہ سے کہا کہ امیر تم کو بلا رہے ہیں ابن جارود نے جواب دیا کہ امیر کون ہے۔ ابو رغال کے بچے کی کوئی عزت نہیں ہے اس کو چاہیئے کہ ہمارے یہاں سے ذلیل و خوار ہو کر نکل جائے ورنہ ہم اس سے لڑیں گے۔ اعین نے کہا کہ امیر نے کہا ہے کہ کیا تجھے اپنی اور اپنے خاندان اور قبیلہ کی تباہی اور بربادی پسند ہے؟ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تو واپس نہیں آیا تو تیری قوم اور خصوصاً تیرے گھر والوں کو تباہ کر کے لوگوں کے لئے عبرتکدہ بنا دوں گا۔ حجاج نے یہ پیام اعین کی معرفت بھیجدیا اور اس نے ابن جارود کو پہنچا دیا اس لئے ابن جارود نے کہا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو اے ابن الخبیثہ میں تجھے قتل کر دیتا۔ اس کے بعد ابن جارود نے اسکو نکال دینے کا حکم دیا اور وہ گردن پکڑ کر نکالدیا گیا۔ ابن جارود کے پاس جو لوگ مجتمع تھے اس نے انکو ایک فوج میں مرتب کر کے حجاج کے مقابلہ میں بھیجا آپس میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ حجاج سے کسی قسم کی لڑائی نہ کیجائے بلکہ اس طرح مجبور کر کے نکال دیا جائے لیکن جب اس کے پاس پہنچے تو اس کے خیموں کو لوٹ لیا اور جتنی چیزیں اور چوپائے ان کے ہاتھ آئے وہ سب پر قابض ہو گئے حتیٰ کہ اہل یمن اسکی بیوی بنت نعمان ابن بشیر کو ساتھ لے گئے اور آل مضر نے اسکی دوسری بیوی ام سلمہ بنت عبد الرحمن بن عمرو کو (جو سہیل بن عمرو کا بھائی تھا) اپنے ساتھ رکھا۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگ حجاج سے خائف ہوئے تو تمام لوگ حجاج کو چھوڑ کر واپس آ گئے۔ اسی اثناء میں بصریوں کا ایک گروہ حجاج کے پاس آیا اور خلیفۂ وقت کی مخالفت کو برا سمجھ کر حجاج کا معاون ہو گیا۔ غضبان بن قبعثری نے جب یہ دیکھا تو اس نے ابن جارود سے کہا کہ اس سے قبل کہ حجاج صبح کو تم پر حملہ کرے تم رات ہی کو اپنی

فوج لیکر دھاوا کرو کیونکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ تمہاری قوم کا جو فرد آتا ہے وہ حجاج کا ثنا خواں ہو جاتا ہے اگر یہی حال رہا تو صبح تک اس کے معاونین کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی اور تمہاری طاقت کم ہوتی جائے گی ابن جارود نے جواب دیا کہ اب تو رات قریب آچکی ہے صبح ہم ان سے پہلے حملہ کر دیں گے۔

حجاج کے اصحاب میں سے اسوقت عثمان بن قطن اور زیاد بن عمرو العتکی تھے زیاد بصرہ کے شرطہ کا حاکم تھا۔ حجاج نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کی کیا رائے ہے زیاد نے جواب دیا کہ میں ان لوگوں سے آپ کے لئے امان طلب کرتا ہوں اور آپ یہاں سے سیدھے امیر المومنین سے جا کر ملئے۔ کیونکہ اکثر لوگوں نے آپ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے اس لئے لڑائی چھیڑنی مناسب نہیں ہے عثمان بن قطن حارثی نے کہا کہ میں اس مشورے کو پسند نہیں کرتا، کیونکہ امیر المومنین نے آپ کو اپنی حکومت میں شریک کرلیا۔ انہوں نے آپ کو اپنا رازدار اور مشیر کار بنایا ہے، آپ کو مختلف قسم کے اختیارات دیئے ہیں۔ آپ نے عبد اللہ بن زبیر سے جنگ کی اور آخر ان کو قتل کیا حالانکہ وہ انتہا کے خطرناک آدمی تھے لیکن خدا نے یہ عزت و شرف آپکو عطا کیا۔ امیر المومنین نے آپ کو پہلے والی حجاز بنایا اور پھر حکومت عراق اور بصرہ آپ کے سپرد کی پس جیسا کہ آپ بارہا تجربے حاصل کر چکے ہیں اور مشکل سے مشکل مقاصد و اغراض کو اپنے ہاتھوں انجام دے چکے ہیں کیا آپ کے لئے یہ زیبا ہے کہ آپ اسی خاموشی کے عالم میں شام واپس جائیں واللہ اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ امیر المومنین سے کبھی یہ مرتبہ دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے بلکہ ان کے نزدیک آپ کی عزت و رفعت کم ہو جائے گی۔

اس لئے میری رائے ہے کہ ہم مسلح ہو کر آپ کے ہمرکاب چلیں اور جنگ کریں پس یا تو ہم کامیابی حاصل کریں گے یا شرفا کی طرح عزت کی موت مر جائیں گے حجاج نے اس کی رائے کو پسند کیا اور عثمان کی بہتری کے لئے اس کو یاد رکھا اور زیاد ابن عمرو کی طرف سے اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا عامل بن مسمع حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں نے لوگوں سے آپ کے لئے امان حاصل کرلی ہے۔ حجاج نے یہ سنکر اس طرح بلند آواز سے کہا کہ لوگ سن لیں کہ میں اس وقت تک امان نہیں دوں گا جب تک لوگ ہذیل اور عبد اللہ

بن حکیم کو ہمارے سپرد نہ کردیں گے اس کے بعد حجاج نے عبید بن کعب نمیری کو یہ کہلا بھیجا کہ تم ہمارے پاس آکر ہماری حفاظت کرو اور ان مشکلات سے نجات دلاؤ عبید نے یہ جواب دیا کہ اس سے کہدو کہ اگر وہ ہمارے پاس آئے گا تو ہم اس کی حفاظت کریں گے حجاج نے یہ سن کر کہا کہ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد محمد بن عمیر بن عطارد سے بھی اس نے اسی قسم کی درخواست کی لیکن اس نے بھی سوکھا جواب دیا اور اس پر حجاج نے کہا کہ اس میں نہ میری اونٹنی ہے اور نہ میرا اونٹ ہے۔ (یعنے اب میرا کسی قسم کا اثر باقی نہیں رہا نہ کوئی معاون ہے اور نہ مددگار) حجاج نے پھر عبداللہ بن حکیم مجاشعی سے یہی خواہش کی لیکن اس نے بھی سیدھا سادھا جواب دیا۔ غرضکہ حجاج کو ہر طرف سے مایوسی ہوگئی ادھر یہ قصہ تھا ادھر عباد بن حصین حبطی، ابن جارود، ابن ہذیل، عبداللہ بن حکیم کے پاس آیا اور یہ تینوں اتفاقاً کسی مسئلہ کے متعلق آپس میں مشورہ کر رہے تھے عباد نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنے مشورے میں مجھے بھی شرکت کا موقعہ دو تو انہوں نے کہا کہ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری مجلس شوریٰ میں ایک حبطی شریک ہو یہ جملہ عباد کے دل میں تیر کی طرح چبھا اور وہ ناراض ہو کر سو آدمی کے ساتھ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ بن مسلم نے اپنی قوم میں اس کی سخت جدوجہد کی اور کہا کہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں کہ میں کسی ایسے قیس کو دنیا میں زندہ نہ چھوڑوں گا جو حجاج کو قتل کرے یا اس کا مال لوٹے یہ کہکر وہ حجاج کے پاس آیا حجاج اس وقت اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا لیکن جب یہ لوگ آکر اس سے مل گئے تو وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر سبرۃ بن علی کلابی اور سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی بھی اس کے پاس آئے۔ اور سلام کیا حجاج نے اس کو اپنے قریب جگہ دی۔ اور پھر جعفر بن عبدالرحمن بن مخنف ازدی بھی آیا۔ اس کے بعد ہی مسمع بن مالک بن مسمع نے یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو میں وہاں آؤں ورنہ اسی جگہ پر رہ کر لوگوں کی مدافعت کروں۔ حجاج نے جواب دیا کہ تمہارے یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے تم وہیں رہکر اپنا کام کرو۔ جب حجاج کے پاس ایک معتد بہ جمعیت تیار ہو گئی تو اس نے اور لوگوں کو بھی جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ جمع ہونے لگے اور صبح تک اس کے گرد اگرد تقریباً چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا بعض نے اس کے علاوہ بھی بتایا ہے۔ ابن جارود کو

جب یہ معلوم ہوا کہ حجاج کے پاس کافی تعداد ہو گئی ہے تو اس نے عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان سے پوچھا کہ اب کیا صورت اختیار کیجائے۔ عبید اللہ نے کہا کہ کل غضبان نے جو مشورہ دیا تھا اس کا موقعہ تو تم نے ہاتھ سے گنوا دیا۔ اب کیا رائے پوچھتے ہو۔ ثابت قدمی سے جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ابن جارود نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور اپنی زرہ منگا کر پہننے لگا تو اتفاقاً زرہ الٹی پہن لی۔ جب اس نے دیکھا تو اس سے بدفالی لی۔ حجاج نے اپنی فوج کو یہ کہکر ابھارا کہ تم ان کی کثرت سے مرعوب نہو بلکہ مطمئن ہو کر لڑو۔ اب دونوں فوجیں مقابلہ کے لئے آگے بڑھیں۔ ابن جارود کے میمنہ پر ہذیل بن عمران اور میسرہ پر عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان حاکم تھا اور حجاج کے میمنہ پر قتیبہ بن مسلم اور بعض روایت میں عباد بن حصین اور میسرہ پر سعید بن اسلم مقرر کیا گیا۔ اس ترتیب کے بعد ابن جارود نے اپنی فوج کو لیکر اس زور سے حملہ کیا کہ حجاج کی فوج سے بھی آگے بڑھ گیا اب حجاج بھی اس طرف متوجہ ہوا اور پھر دونوں طرف سے لڑائی شدید ہو گئی۔ یہ وقت بالکل قریب تھا کہ ابن جارود میدان جیت لے لیکن سوء اتفاق کہ ابن جارود کو یکایک ایک تیر لگا جس سے وہ گر کر جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ حجاج نے فوراً یہ منادی کرا دی کہ ہر شخص کو ہذیل بن عمران اور عبید اللہ بن حکیم کے سوا امن دیا جاتا ہے اور یہ بھی حکم دیا کہ شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ فتح و ظفر کے بعد تعاقب کرنا فتح کے معایب میں سے ہے اس اعلان کے بعد عبید اللہ بن زیاد شکست کھا کر بھاگا اور سعید بن عباد بن جلندی ازدی کے پاس مقام عمان میں آیا۔ سعید سے کسی نے کہدیا کہ یہ شخص فتنہ پرداز ہے اس کے چالوں سے بچتے رہو اسی اثناء میں ایک مرتبہ سعید کے پاس کہیں سے خربوزہ ہدیۃً آیا اس نے نصف خربوزہ کو مسموم کر کے عبید اللہ کے پاس بھیجدیا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ پہلا خربوزہ ہے جو میرے پاس اسوقت آیا ہے نصف میں نے کھایا اور نصف تمہارے واسطے بھیجتا ہوں۔ عبید اللہ نے بلا کسی شک و شبہ کے اسکو کھایا لیکن جب اسے سمیت کا احساس ہوا تو بولا کہ میں نے تو اس کے قتل کا منصوبہ باندھا تھا اس نے الٹا ہی مجھ کو مار ڈالا۔ ادھر ابن جارود اور اس کے ۱۸ معزز اصحاب کے سر حجاج نے مہلب کے پاس بھیجدیئے۔ مہلب نے ان سروں کو اونچے مقاموں پر نصب کرا دیا تاکہ خوارج انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اختلاف کے واقع ہونے سے مایوس ہو جائیں۔ حجاج نے اس جنگ کے

بعد عبید بن کعب اور محمد بن عمیر کو قید کر لیا کیونکہ ان دونوں نے اس کو جواب دیا تھا کہ تم ہمارے پاس آؤ تو ہم مدد کریں گے اور پھر غضبان بن قبعثری کو بھی گرفتار کر لیا اور اس سے پوچھا کہ کیوں تم ہی نے ابن جارود کو یہ مشورہ دیا تھا کہ صبح نمودار ہونے سے قبل ہی رات کو حملہ کر دو غضبان نے کہا کہ میرے اس قول نے نہ آپ کو کوئی نقصان پہنچایا اور نہ ابن جارود کو کوئی نفع پہنچا سکا اس کے بعد عبدالملک نے غضبان کو آزاد کرنے کا حکم دیا اور وہ رہا کر دیا گیا۔ ابن جارود کے اصحاب میں عبداللہ بن انس بن مالکؓ بھی مقتول ہوئے۔ حجاج نے کہا کہ مجھے اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ انس نے بھی میری مخالفت پر کمر باندھی ہے چنانچہ جب وہ بصرہ میں آیا تو حضرت انسؓ کا تمام مال ضبط کر لیا۔ اور جب حضرت انس اس سے ملنے کے لئے گئے تو حجاج نے کہا تیری آمد پر کوئی خوشی اور مسرت نہیں ہے۔ اے ابن خبثہ اور راہ گمراہ بڈھے فسادات میں تو گھسنے والا ہے کبھی ابوتراب اور کبھی ابن زبیر اور کبھی ابن جارود کا ساتھ دیتا تھا واللہ میں تجھے کھجور کی چھال کی طرح چھیل ڈالوں گا و ببول کی پتیوں کی مانند جھاڑ ڈالوں گا۔ اور گوند کی طرح تیرا مغز نکال لوں گا۔ حضرت انسؓ نے یہ سنکر کہا کہ اے امیر آپ کس کے متعلق کہہ رہے ہیں حجاج نے کہا تجھ کو کہہ رہا ہوں کیا خدا نے تجھ کو بہرا کر دیا ہے۔ حضرت انس نے وہاں سے واپس آکر عبدالملک کو حجاج کی شکایت لکھ بھیجی اور جس برتاؤ سے وہ ان سے پیش آیا تھا اس کا پورا تذکرہ کر دیا۔ عبدالملک نے فوراً حجاج کو یہ خط لکھا۔ امابعد! اے حجاج ماں کے بیٹے تیرے معاملات سخت ہو گئے ہیں تو نے اپنے رتبہ سے زیادہ تجاوز کیا ہے اور اپنی حد سے بڑھ گیا، اے کمینہ عورت کے بچے میں تجھ کو کچل ڈالوں گا جس طرح شیر لومڑیوں کو کچل ڈالتا ہے اور پھر تجھے سخت سزا دوں گا جس کی وجہ سے تو اپنی ماں کے پیٹ میں واپس جانا پسند کرے گا تجھے اپنے والدین کی حالت یاد نہیں جب وہ طائف میں اپنی پیٹھ پر پتھر ڈھویا کرتے تھے اور اپنے جنگلوں اور کھیتوں میں اپنے ہاتھوں سے کنویں کھودتے تھے اور کیا اپنے آباؤ اجداد کی دناءت، رذالت، کج خلقی اور بے مروتی کو بھول گیا امیرالمومنین کو اس کی اطلاع مل گئی ہے کہ تو نے حضرت انس سے بیباکانہ طریقے پر گفتگو کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تو نے صرف اسلئے

یہ کیا ہے تاکہ امیر المومنین کا حضرت انس کے متعلق جو خیال ہے وہ معلوم ہو جائے لیکن ساتھ ہی مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ اس کو برا سمجھیں گے اور تجھ کو ایسی حرکت سے باز رکھیں گے اگر تو اس تجاوز کو جائز سمجھتا ہے تو تجھ پر خدا کی لعنت ہو ایک ایسے شخص کی طرف سے جس کی آنکھیں چھوٹی ہیں رانیں ہلکی ہیں اور پیر مضبوط ہیں اگر امیر المومنین کو یہ خیال نہ ہوتا کہ کاتب شیخ نے خط میں تیرے متعلق مبالغہ سے کام لیا ہے تو وہ ایک ایسے شخص کو بہت جلد بھیجتے جو تجھ کو گھسیٹ کر لاتا اور حضرت انس کو بھی ساتھ لاتا اور پھر وہ تیرے متعلق فیصلہ صادر کرتے بہرحال تم حضرت انس اور ان کے گھر کے لوگوں کی عزت کرو اور ان کے رتبہ کے مطابق جو خدا نے ان کو عطا کیا ہے اور انہوں نے جو خدمت رسول اللہ کی ہے ان کی پوری تعظیم کرو ان کے ضروریات میں کسی چیز کی کمی نہ کرو۔ امیر المومنین نے جو کچھ حضرت انس کی تعظیم و تکریم کے متعلق تجکو حکم دیا ہے اس کے خلاف ان کے کانوں میں کوئی خبر نہ پہنچنے پائے ورنہ وہ ایک ایسے شخص کو تجھ پر مسلط کریں گے جو تیری خوب سزا کرے گا۔ اور تجھے ذلیل و خوار کریگا تیری تکلیف سے تیرے دشمنوں کو خوشخبری دیگا۔ تم حضرت انس سے فوراً جا کر ملو اور ان سے اپنی غلطی کی معافی مانگو۔ اس کے بعد امیر المومنین کو ان کی رضامندی سے جلد اطلاع دو۔ والسلام۔

عبد الملک نے اسماعیل ابن عبد اللہ کو جو بنو مخزوم کا مولیٰ تھا دو خط دیکر روانہ کیا ایک حضرت انس کے پاس بھیجا اور دوسرا حجاج کو لکھا اسماعیل نے بصرہ میں پہنچکر پہلے حضرت انس کو دیا اور اس کے بعد حجاج کو دیا۔ حجاج نے جب خط پڑھا تو اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا، ہوائیاں چھوٹنے لگیں اور پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا اور بولا کہ اللہ امیر المومنین کی مغفرت کرے اس کے بعد فوراً ہی حضرت انس سے بہت تپاک سے ملا اور اپنی غلطی کی معذرت چاہی۔ اور بولا کہ میرا اس طرح پیش آنے سے مقصد یہ تھا کہ آپ اور آپ کے صاحبزادے سے جو کچھ واقعات ہوئے ان کے متعلق اہل عراق مجھے سریع العقوبۃ سمجھیں اور مجھ سے خوفزدہ رہیں حضرت انس نے فرمایا کہ جو تم نے کہا وہ حد سے زیادہ کیا، حتی کہ تم نے ہم کو شریر النفس سمجھا حالانکہ خدائے عزوجل نے ہمیں انصار کے پاک نام سے یاد کیا ہے۔ تم نے ہم کو منافق سمجھا ہم وہی ہیں جنھوں نے دار الہجرت میں اور ایمان پر اپنا ٹھکانا بنایا۔ ہمارے تمہارے قضیہ کا عنقریب خدا فیصلہ کرے گا،

کیونکہ وہ فیصلہ پر بہت زیادہ قادر ہے حق اس کے سامنے باطل نہیں ہو سکتا اور نہ صدق کذب سے بدل سکتا ہے۔ تم نے مجھ کو میری بے عزتی کو اہل عراق کے مظالم کا ذریعہ بنایا ہے حالانکہ خدا نے تم پر اسکو حرام کیا تھا۔ میرے پاس تیرے مقابلے کے لئے کوئی طاقت نہ تھی اس لئے میں نے تیرے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد امیر المومنین کے ہاتھ میں دیدیا خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے میرے اس حق کی حفاظت کی جس کو تو نے ٹھکرا دیا تھا۔ خدا کی قسم نصاریٰ اپنے کفر کے باوجود اگر کسی ایسے شخص کو پائیں جس نے صرف ایک ہی دن حضرت عیسیٰ بن مریم کی خدمت کی ہو تو وہ اس کی عزت اور حرمت کا وہ حق ادا کریں گے جس سے تو نے غفلت کی حالانکہ میں نے آستانۂ نبوت پر دس سال تک جبہہ سائی کی ہے اور آفتاب رسالت کی پوری خدمت کا فخر حاصل کر چکا ہوں بہرحال اگر ہم نے کوئی بھلائی دیکھی تو اس پر خدا کی حمد و ثناء کریں گے اور اگر کوئی برائی دیکھی تو صبر کریں گے واللہ المستعان حجاج نے اس کے بعد جو کچھ اُن کا مال ضبط کیا تھا واپس کر دیا۔

شہر زنگی اور زنگیوں کا واقعہ

زنگی مصعب بن زبیر کے آخری ایام ولایت میں بصرہ کے قریب فرات میں مجتمع ہوئے تھے لیکن وہ کوئی زیادہ تعداد میں نہ تھے پھر بھی لوٹ مار اور شر و فساد برپا کرتے تھے جب خالد بن عبداللہ بن خالد بصرہ میں حاکم ہو کر آئے تو زنگی تعداد زیادہ ہو گئی تھی۔ اہل بصرہ نے خالد کے پاس ان کے مظالم کی فریاد کی۔ خالد نے زنگیوں کی استیصال کے لئے ایک فوج مرتب کی۔ جب زنگیوں کو اس کی خبر ملی تو منتشر ہو گئے لیکن جو بچ گئے وہ پکڑے گئے اور مقتول و مغلوب ہوئے جس وقت ابن جارود کا واقعہ رونما ہوا تو زنگی پھر ایک کثیر تعداد میں فرات پر آ کر جمع ہوئے اور وہیں اپنا ایک سردار منتخب کیا جس کا نام توریاح تھا لیکن شیر زنگی کے لقب سے اسکو یاد کرنے لگے اور فساد مچانا شروع کیا۔ حجاج جب ابن جارود کے قصوں سے پاک ہو گیا تو اس نے زیاد بن عمرو کو جو بصرہ کا کوتوال تھا زنگیوں کے مقابلہ میں ایک فوج روانہ کرنیکا حکم دیا۔ زیاد نے حسب الحکم اپنے لڑکے حفص بن زیاد کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کر دی۔ وہ جا کر زنگیوں سے لڑا، جانبین کے آدمی مقتول ہوئے لیکن آخر میں حفص کی فوج نے شکست کھائی اور انھوں نے اس کو

قتل کر دیا۔

حجاج نے دوبارہ فوج بھیجی جس نے زنگیوں کو جا کر شکست دی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ زنگیوں کی ہزیمت کے بعد اہل بصرہ کو اطمینان حاصل ہوا۔

خوارج کا رامھرمز سے جلاوطن ہونا اور ابن مخنف کا قتل ہونا

جب حجاج کا خط مہلب اور ابن مخنف کے پاس اس مضمون کا پہنچا کہ تم خوارج سے جلد لڑائی شروع کر دو۔ تو دونوں نے قدم آگے بڑھایا اور خوارج پر حملہ کیا۔ لیکن خفیف سی جنگ سے خوارج نے شکست کھائی۔ غالباً وہ صرف مدافعت کرنا چاہتے تھے اور لڑائی کے لئے تیار نہ تھے اس کے بعد وہاں سے وہ سرک گئے اور گازرون میں آکر مقیم ہوئے۔ مہلب اور ابن مخنف بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچے۔ مہلب نے اپنی حفاظت کے لئے ایک خندق کھدوائی اور ابن مخنف سے کہا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو تم بھی خندق کھود لو۔ لیکن ابن مخنف اور اس کے ساتھیوں نے یہ جواب دیا کہ ہماری خندقوں کا کام تو صرف ہماری تلواریں دیں گی۔ رات کو خوارج جب حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تو پہلے انھوں نے مہلب کا رخ کیا لیکن جب اسے اچھی طرح محفوظ دیکھا تو ابن مخنف کی طرف مڑے اور اسے غیر محفوظ پایا کیونکہ اس نے خندق نہیں کھودی تھی۔ پھر کیا تھا۔ فوراً حملہ کر دیا اور بے تحاشا گشت و خون کرنے لگے۔ ابن مخنف کے کچھ ساتھیوں نے تو شکست کھائی اور جو باقی بچے ان کو ساتھ لیکر ابن مخنف نے جم کر لڑائی شروع کر دی آخر ش اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہ بھی مقتول ہوا۔ خوارج میں سے کسی نے کہا ہے۔

لمن العسکر المکلل بالصر عیٰ فھم بین میّت و قتیل

یہ کس کا لشکر ہے جس میں کشتوں کا انبار لگا ہوا ہے کچھ مردے ہیں کچھ مقتول ہیں۔

فتراھم تسفی الریاح علیھم حاصب الرمل بعد جوالذیول[1]

تم انھیں دیکھو گے کہ ہوا اپنے دامن میں خاک لے کر انکے چہروں پر ڈالتی ہوئی چلتی ہے اور ہوا چلنے کے بعد ان پر مٹی کا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔

جو کچھ لکھا گیا اہل بصرہ کی روایت ہے اور اہل کوفہ کی روایت دوسری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب حجاج کا مراسلہ ان دونوں کے پاس پہنچا تو انھوں نے خوارج سے لڑائی شروع کر دی، رفتہ رفتہ جنگ سخت ہو گئی، خوارج نے اپنا پورا زور مہلب پر صرف کیا اور اس کی فوج میں ایک کھلبلی ڈال دی۔ مہلب نے جب اپنی فوج میں پریشانی کے آثار دیکھے تو ابن مخنف سے امداد طلب کی۔ ابن مخنف نے پیادہ اور سواروں سے مدد کی۔ یہ واقعہ بعد از ظہر ہوا اور اس دن رمضان کی بیسویں تاریخ تھی، عصر کے بعد خوارج نے دیکھا کہ عبد الرحمن بن مخنف کے آدمی مہلب کے پاس آ رہے ہیں تو یہ خیال کیا کہ اس وقت ابن مخنف کی فوج کمزور ہو گئی ہے۔ اس لئے انھوں نے چند آدمیوں کو مہلب کو مشغول رکھنے کے لئے متعین کر دیا، اور اپنی تمام فوج کے ساتھ عبد الرحمن پر ٹوٹ پڑے، عبد الرحمن بن مخنف نے جب یہ دیکھا کہ وہ ہماری طرف آ رہے ہیں تو وہ قرّا کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر میدان میں اترا۔ جن میں ابو الاحوص صاحب عبد اللہ بن مسعود اور خزیمہ بن نصر بھی تھے۔ ابو نصر بن خزیمہ عبسی زید بن علی کے ساتھ کوفہ میں پھانسی دیئے گئے عبد الرحمن کے ساتھ اس وقت (۱۷) آدمی میدان میں اترے خوارج نے ان پر حملہ کیا اور دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی، ابن مخنف کے اصحاب میدان میں نہ ٹھہر سکے، صرف چند آدمیوں کے ساتھ جو ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے رہے۔ وہ رہ گیا ابن مخنف کے لڑکے جعفر بن عبد الرحمن جو مہلب کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا خبر ملی۔ کہ خوارج نے اس کے باپ پر دھاوا کیا ہے۔ یہ سن کر اس نے لوگوں کو پکارا اور اپنے باپ کی مدد کے لئے بلایا، مگر چند مخصوص آدمیوں کے سوا کسی نے اس کی آواز پر لبیک نہیں کہی جعفر باپ تک پہنچا ہی چاہتا تھا کہ خوارج دونوں میں حائل ہو گئے اس نے وہیں لڑائی شروع کر دی اور لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا۔ عبد الرحمن ابن مخنف اور اس کے باقیماندہ اصحاب ایک بلند ٹیلہ پر لڑتے رہے حتیٰ کہ رات کا تقریباً دو ثلث حصہ گذر گیا اور آخر وہ ان ہی لوگوں میں مقتول ہوا۔ جب صبح ہوئی تو مہلب آیا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ اور اس کے مقتول ہونے کی اطلاع حجاج کو دیدی۔ حجاج نے عبد الملک کو خبر دی۔ اس نے بہت افسوس کیا اور کوفہ والوں کی سخت مذمت کی۔ اس کے بعد حجاج نے عبد الرحمن کی فوج پر عتاب بن ورقا کو امیر بنا کر بھیجا اور اس کو مہلب کی

اطاعت کرنے کی ہدایت کی۔ عتاب کو یہ برا معلوم ہوا اور ساتھ ہی مہلب کی اطاعت سے چارہ نہ تھا چنانچہ وہ اپنی فوج میں آیا اور خوارج سے لڑنے لگا اور اپنا کام مہلب سے کسی قسم کا مشورہ کئے بغیر انجام دینے لگا۔ مہلب نے چند آدمیوں کو عتاب کے ورغلانے کیلئے متعین کیا جس میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی تھا۔ ایک دن مہلب اور عتاب میں سخت کلامی ہو گئی اور ہر ایک نے دوسرے پر سختی کی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ مہلب نے اپنی لاٹھی عتاب کے مقابلہ میں اٹھائی۔ اسی اثنار میں مہلب کا لڑکا مغیرہ بن مہلب دونوں کے درمیان میں کود پڑا اور مہلب سے لاٹھی لے لی۔ اور اس سے کہنے لگا کہ خدا آپ کا بھلا کرے۔ یہ شیوخ عرب میں سے ہیں۔ شرفا قوم میں سے ہیں اگر آپ ان سے کوئی مکروہ بات سنیں بھی تو آپ کو چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے کیونکہ وہ اسی کے قابل ہیں۔ خیر معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن عتاب نے حجاج کے پاس مہلب کی شکایت لکھ بھیجی اور واپسی کی اجازت مانگی۔ اتفاقاً کوفہ والوں کے متعلق عتاب سے حجاج کو کچھ باتیں دریافت کرنی تھیں اور اس سے انتظام میں مدد لینا تھا۔ اس لئے اس نے اس کو بلا لیا اور فوج کو مہلب کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ جب عتاب چلا گیا تو مہلب نے اپنے بیٹے حبیب بن مہلب کو اس فوج کا سردار بنا دیا۔ سراقہ بن مرداس بارقی نے ابن مخنف کا مرثیہ لکھا ہے۔

ثُوی سیدُ الازد ابن ازد شنوءۃ وازد عمان رُھن امسِ بکارز

ازد بن شنوءہ کا سردار مدفون ہے اور ازد عمان کل مقام کارز میں دفن کیا گیا

وضارب حتی مات اکرم میتۃ باببض صافٍ کالعقیقۃ باتر

لڑتا رہا یہاں تک کہ صاف وشفاف تلوار سے جو عقیق کیطرح براق اور تیز تھی اسنے عزت کی موت حاصل کی

وصرع عند تلٍ تحت لوائہ کرام المساعی من کرام المعاشر

بہترین لوگوں کے مساعی جمیلہ کیا تھا جو اس کے جھنڈے کے نیچے تھے ایک ٹیلہ پر مقتول ہو گیا

قضی نحبہ یوم اللقاء ابن مخنفٍ وادبر عنہ کل الوف غادر

ابن مخنف نے لڑائی کے دن اپنی دیرینہ آرزو پوری کر لی۔ اور دوسرے دغاباز بہادروں نے پیٹھ دکھا دی

امدّ ولم یمدد فراح مشمّراً الی اللہ لم یذھب باثواب غادر

اس نے مدد دی لیکن کسی نے اسکو مدد نہیں دی۔ اس لئے کمر بلند کر کے خدا سے جا کر مل گیا اور مکاری و دغا کا جامہ زیب تن کر کے نہیں گیا۔

مہلب ایک سال تک برابر سابور میں مقیم رہا اور خوارج سے لڑنے میں مشغول رہا۔

۷۶ھ کے مختلف واقعات

اس سال صالح بن مسرّح نے جو بنی امراء القیس ابن زید مناۃ تمیم میں سے تھا جو لائی شروع کی۔ یہ شخص خوارج صفریہ کی رائے کا متبع تھا۔ اس فرقہ میں سے وہ پہلا شخص تھا جس نے خروج کیا (یہ فرقہ زیاد ابن آلاصفر کی طرف منسوب ہے) اس سال صالح اور اس کے ساتھ شبیب بن یزید، سوید اور بطین اور بھی دوسرے اصحاب نے حج کیا۔ عبدالملک بن مروان بھی اس سال حج کو گیا ہوا تھا۔ شبیب نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اچانک کسی وقت عبدالملک کو مار ڈالے لیکن یہ راز چھپ نہ سکا بلکہ خود عبدالملک کو اس کی خبر لگ گئی چنانچہ حج سے واپس آنے کے بعد عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو لکھ بھیجا کہ شبیب اور اس کے اصحاب طلب کئے جائیں۔ شبیب ایک صالح آدمی تھا کوفہ میں اکثر کبھی ایک مہینہ اور کبھی اس سے زیادہ مقیم رہتا تھا۔ اپنے اصحاب سے ملا جلا کرتا تھا اور اپنی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ لیکن جب حجاج نے اس کو طلب کیا تو کوفہ کی زمین نے اس سے موافقت نہ کی اور وہ کوفہ سے چلا گیا۔ محمد بن مروان نے اس سال رومیوں سے اس وقت موسم گرما[۲] میں جنگ کی۔ جب وہ غنیق پر مرعش کے پہلو میں آمادہ بہ پیکار تھے۔ عبدالملک جب حج سے فراغت پاکر مدینہ آیا تو اس نے یہ تقریر کی۔

اما بعد! میں حضرت عثمان کی طرح کمزور خلیفہ نہیں ہوں اور نہ حضرت معاویہ کی طرح چرب زبان ہوں اور نہ یزید کی طرح ضعیف الرائے ہوں لیکن میں اس قوم کا علاج تلوار کے سوا کسی دوسری چیز سے کرنا نہیں چاہتا جب تک تم پوری طرح مطیع نہ ہو جاؤ گے میں اسی طرح سخت رہوں گا تم مجھ کو مہاجرین اولین کے اخلاق و عادات یاد دلاتے ہو

---

[۱]۔ ملاحظہ ہو شہرستانی کی کتاب الملل والنحل مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۰۲۔ یہ الفاظ اصل کتاب میں شامل نہیں۔

[۲]۔ رومیوں سے جتنی جنگیں ہوئی ہیں وہ سب موسم گرما میں ہوئی ہیں اس لئے ان غزوات کا نام صایفہ رکھا گیا۔ دیکھو قاموس جلد دوم۔

اور خود ان کی پیروی نہیں کرتے۔ تم مجھ کو اللہ سے تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہدایت کرتے ہو اور اپنے نفوس کو بھلا دیتے ہو۔ خدا کی قسم اگر اب کوئی شخص اس کے بعد مجھ کو اللہ سے تقویٰ کی تعلیم دیگا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اتنا کہہ کر منبر پر سے اتر گیا عرباض بن ساریہ سلمی نے اس سال وفات پائی۔ اور یہ اصحاب صُفّہ میں تھے بعض نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ان کا انتقال شام میں عبداللہ ابن زبیر کے جھگڑے کے زمانے میں ہوا تھا۔ اسود بن یزید نخعی نے بھی اسی سال انتقال کیا یہ علقمہ بن قیس کے بھتیجے تھے۔

۷۶ھ کی ابتداء وصالح بن مسرح کی بغاوت

صالح بن مسرہ ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ عابد اور زاہد تھا۔ عبادت کی وجہ سے اس کا چہرہ زرد رنگ کا ہو گیا تھا۔ مقام دارا میں رہتا تھا جو ارض موصل اور جزیرہ کے درمیان میں واقع ہے اس کے چند شاگرد تھے جن کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیا کرتا تھا اور ان کو واقعات عالم سے ہمیشہ باخبر رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اس نے انہیں اصحاب کو خروج، ظلم کی مخالفت، مخالفوں سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور وقتاً فوقتاً ان کو اس کام کے لئے مشتعل کرتا رہا اور اس نے اپنے دوستوں کو خط بھی لکھے اور وہ اس سے جل گئے۔ اسی زمانے میں اس کے پاس شبیب بن یزید کا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا آپ نے خروج کا ارادہ کیا تھا اگر آج آپ اس کام کی ابتدا کریں تو آپ شیخ المسلمین کی حیثیت رکھیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرے گا اور اگر آپ اس میں تاخیر کرنا چاہتے ہیں تو اس سے مجھے آگاہ فرمائیے کیونکہ انسان کی موت کا کیا ٹھکانا صبح ہو یا شام ہو۔ لیکن میں اس سے خائف ہوں کہ کہیں اگر موت نے مجھ کو کھینچ لیا تو ظالموں کے جہاد کی حسرت دل ہی میں لیکر جاؤں گا۔ صالح نے جواب میں لکھا کہ میں اس کام میں صرف تمہارا منتظر تھا اس لئے تم یہاں چلے آؤ کیونکہ تم ان لوگوں میں ہو جن کے مشورے سے مستغنی نہیں رہا جا سکتا اور نہ ان کے بغیر مسائل کی گتھی سلجھ سکتی ہے۔ شبیب کو جب یہ خط ملا تو اس نے اپنے اصحاب کو پڑھ کر سنایا اور اپنے لوگوں کو

بلا بھیجا جن میں مخصوص لوگ یہ تھے مصاد بن یزید ابن نعیم الشیبانی شبیب کا بھائی محلل بن وائل یشکری اور بھی لوگ تھے۔ ان لوگوں کو ساتھ لے کر صالح کے پاس مقام دارا میں پہنچا جب اس سے ملا تو صالح کو بڑی دعائیں دیں اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور یہ کہا کہ واللہ تم درس و تدریس کے سوا کچھ نہیں کرتے اور مجرمین سرکشی اور چیرہ دستی کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ صالح نے مختلف جگہوں اپنے خطوط روانہ کئے اور اپنے اصحاب سے ۷۶ھ میں ماہ صفر کی پہلی شب کو مجتمع ہونے کا وعدہ کیا۔ وہ رات آئی اور تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور پھر مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا اسی مجلس میں کسی نے یہ سوال کیا کہ دعوت رشد و ہدایت سے پہلے جنگ کریں یا بعد کو صالح نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم پہلے ہدایت کی طرف بلائیں تاکہ انکی کوئی حجت باقی نہ رہے کسی نے پوچھا کہ جب ہم لڑائی میں فتحیاب ہو جائیں گے تو ان کے اموال اور خود ان کے متعلق کیا خیال ہے۔ صالح نے کہا کہ اگر ہم نے ان کو قتل کیا اور ان کا مال غنیمت بھی لے لیا تو یہ ہمارا حق ہے اور اگر ہم نے ان پر رحم کیا تو یہ ہمارے لئے زیادہ انسب ہے اس کے بعد اور جتنی ہدایتیں صالح کو کرنی تھیں ان سب کو ان سے ضرورت کے لحاظ سے بیان کر دیا اور آخر میں یہ کہا کہ تم میں اکثر آدمی پا پیادہ ہیں یہ جانور محمد بن مروان کے ہیں پہلے انہیں لے لو تاکہ تمہارے پیادے اس پر سوار ہو سکیں اور دشمنوں پر اس کے ذریعہ سے غالب رہیں چنانچہ اسی رات انھوں نے خروج کیا اور ان چوپاؤں کو پکڑ کر ان پر سوار ہو گئے اور دارا ہی میں تیرہ دن تک مقیم رہے وہاں کے باشندے اور نصیبین اور سنجار کے لوگ ان کو دیکھ کر اپنی حفاظت میں مشغول ہو گئے ان لوگوں کی تعداد ۱۲۰ تھی اور بعض روایت میں ۱۱۰ تھی۔ محمد بن مروان حاکم جزیرہ کو ان کے بغاوت کی خبر ملی تو اس نے عدی بن عدی کندی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ انکے مقابلہ میں بھیجا۔ عدی حران سے دوغان پہنچا۔ چونکہ صالح کے مقابلہ میں یہ پہلی فوج بھیجی گئی تھی اس لئے عدی پر بار گراں تھا اور وہ اتنا طوعاً و کرہاً نکلا کہ گویا موت کے منہ میں گھسیٹا جا رہا تھا۔ چنانچہ اس نے پہنچ کر صالح کو یہ کہلا بھیجا کہ تم ان شہروں کو چھوڑ دو اور اس کی اطلاع دیدی کہ میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا۔ عدی متقی اور پرہیزگار تھا۔ صالح نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ہمارے خیال کی تائید کرتے ہو تو ہم چلے جاتے ہیں ورنہ اپنے مقصد کے حصول کی کوشش کریں گے۔ عدی نے پھر یہ کہلا بھیجا کہ میں تمہارے خیال کی تائید تو نہیں کرتا لیکن میں تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے لڑنا بھی

نہیں چاہتا۔ صالح نے اس مرتبہ قاصد کو گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ لوگوں کو ساتھ لیکر عدی کی طرف روانہ ہوا۔ عدی اس وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کی فوج کو کوئی خبر نہ تھی۔ لیکن اسوقت ان کو خبر ہوئی جبکہ صالح کی فوج ان پر آدھمکی۔ لوگوں نے جب فوج کو آتے دیکھا تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ صالح نے اپنے میمنہ پر شبیب کو اور میسرہ پر سوید بن سلیم کو متعین کیا۔ اور خود قلب میں کھڑا ہوا اور اس حالت میں ان پر حملہ آور ہوا جبکہ عدی کی فوجیں لڑائی کے لیے تیار نہ تھیں بعض ادھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر شبیب اور سوید نے حملہ کیا اور ان کو شکست دی عدی بن عدی بھی مارے باندھے اپنی سواری پر سوار ہو کر شکست کھا کر بھاگا۔ صالح نے فوجی خیموں کو لوٹ لیا اور جو کچھ ملا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عدی کی فوج کے آدمی محمد بن مروان کے پاس پہنچے۔ یہ سنکر محمد عدی پر بہت بگڑا اور خالد بن جزء السلمی اور حارث بن جعونہ عامری کو بلا بھیجا۔ اور دونوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوجیں دیکر صالح کے تعاقب کا حکم دیا اور دونوں سے یہ کہا کہ اس بے دین کو جلدی سے پکڑ لاؤ تم میں سے جو دوسرے پر سبقت لیجائیگا وہ دوسرے کا سردار ہوگا۔ چنانچہ دونوں تیزی کیساتھ صالح کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے۔ کسی نے ان سے کہا کہ صالح آمد کی طرف گیا ہے دونوں نے اپنے گھوڑوں کی باگ آمد کی طرف موڑی اور وہاں پہنچے۔ صالح نے کچھ آدمیوں کے ساتھ شبیب کو حارث بن جعونہ کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔ اور خود خالد کی طرف متوجہ ہوا عصر کے وقت سے شدت سے لڑائی ہونے لگی۔ محمد بن مروان کی فوجیں صالح کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکیں۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے جب یہ دیکھا تو گھوڑوں سے اتر پڑے یہ دیکھ کر ان کی فوج میں بھی بہت سے لوگ پا پیادہ ہو گئے۔ اب صالح کے شہسواروں کا کوئی داؤ نہ چل سکا جب وہ حملے کے ارادے سے آگے بڑھتے تو ان کی پیادہ فوج تیروں کی بوچھار کرتی۔ تیر انداز تیروں کا مینہ برساتے اور دوسرے سواروں کے دستے ان کا دنداں شکن جواب دیتے۔ اس طریقے پر شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ جانبین کے بہت آدمی زخمی ہوئے صالح کی فوج میں سے ۳۰ آدمی مقتول ہوئے اور فریق ثانی کے ۷۰ سے زیادہ آدمی مارے گئے جب رات ہو گئی تو علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد صالح نے اپنے ساتھیوں سے یہ مشورہ کیا تو شبیب نے کہا کہ ان لوگوں نے خندقوں سے اپنے کو

محفوظ کر لیا ہے۔ اس لیے میری رائے ہے کہ یہاں نہ ٹھیرا جائے صالح نے بھی اس رائے کی تائید کی اور تمام لوگ راتوں رات روانہ ہو گئے۔ جزیرہ اور موصل سے گذر کر دسکرہ پہنچے حجاج کو جب ان لوگوں کے وہاں پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے حارث بن عمیرہ ذی الغشار کو کوفہ کی تین ہزار فوج کے ساتھ شبیب کے مقابلہ میں بھیجا۔ حارث سیدھا دسکرہ آیا۔ صالح دسکرہ سے ہٹ کر مدبج (نام ایک گاؤں کا ہے) پہنچا جو موصل اور جوخی سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس وقت صالح کے ساتھ کل (۹۰) نوے آدمی تھے۔ حارث وہیں جا کر، ۲۵ جمادی الاولی کو ان سے بھڑ گیا۔ دونوں فریق دل کھول کر لڑے لیکن سُوید بن سلیم نے جو صالح کے میسرہ پر تھا شکست کھائی۔ خود صالح بڑے استقلال سے لڑتا رہا اور آخر میں مقتول ہوا۔ شبیب بھی اپنی جگہ پر جان توڑ کر کوشش کر رہا تھا ایک مرتبہ گھوڑے پر سے گر پڑا تو فوراً اٹھ کر پیدل لڑنے لگا۔ اور اسی کی کوشش کا یہ نتیجہ ہوا کہ فریق ثانی کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ اس کے بعد شبیب صالح کی طرف گیا تو اسکو مقتول پایا لوگوں کو آواز دی کہ اے مسلمانو! ادھر آؤ۔ جب تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تو اس نے ان سے کہا ہم میں سے ہر ایک شخص کو دوسرے کے لیے سپر ہونا چاہیے۔ اور دشمنوں کا خوب مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہم کو اس قلعے میں داخل ہو جانا چاہیے پھر اپنے معاملے کے متعلق غور و فکر کریں گے چنانچہ تمام لوگوں نے اس کی تعمیل کی اور بڑی جانفشانی کے بعد سب کے سب قلعے میں داخل ہو گئے۔ اس وقت ان کی کل تعداد ۰ ۷ تھی حارث نے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور دروازے پر آگ لگا دی اور کہنے لگا کہ اب یہ لوگ نکل کر بھاگ نہیں سکتے (مُسرِّح۔ ضمۂ میم، فتحۂ سین، اور تشدید ر کے ساتھ، جوخہ، فتحہ جیم، سکون عین، اور فتحہ واؤ کے ساتھ اور اس کے آخر نون ر۔)

شبیب خارجی کی بیعت اور حارث بن عمیرہ سے لڑائی

جب حارث نے دروازے پر آگ لگا دی اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ یہ لوگ اب نکل نہیں سکتے اور ہم صبح آ کر سب کو قتل کر ڈالیں گے تو شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب تم لوگوں کا کیا مشورہ ہے۔ اگر صبح تک ان لوگوں نے ہم کو یہاں پا لیا تو ایک ایک کو ہلاک کر دیں گے تمام لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ جو حکم دیجیے

اس کی ہم لوگ تعمیل کرنے کیلیے تیار ہیں شبیب نے کہا کہ مجھ سے یا اپنی اس جماعت میں سے جس سے تم چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ساتھ چلو تاکہ ان کی فوج پر حملہ کریں کیونکہ وہ بالکل بے خوف وخطر ہیں۔ تمام لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہی شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی تھا پھر نمدے کو پانی میں بھگو کر دروازے کی آگ پر ڈال دیا اور پھر لوگ نکل گئے۔ اور سیدھے جاکر حارث پر حملہ آور ہوئے حارث کو اس کی اسوقت خبر ہوئی جب شبیب کی فوج اس کی فوج کو کاٹ رہی تھی حارث بھی اسی حملے میں گر اتھا لیکن اس کے ساتھیوں نے اٹھالیا اور شکست کھاکر مدائن کی طرف بھاگ گئے شبیب نے اس کی فوج پر غلبہ حاصل کیا اور یہ پہلی فوج تھی جس کو شبیب نے بذات خود شکست دی۔

اصحاب شبیب اور دوسرے لوگوں کی لڑائی

شبیب سلامہ بن سنان تیمی سے جو بنو شیبان سے تھا ارض موصل میں ملا۔ اسکو بھی اس نے خروج کے لیے دعوت دی۔ سلامہ نے اس سے یہ شرط کی کہ میں ۳۰ شہسواروں کو منتخب کروں گا۔ اور ان کو لے کر قبیلۂ عنزہ کی طرف جاؤں گا اور ان سے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لوں اس کے بعد تمہارا ساتھ دوں گا۔ کیونکہ بنو عنزہ نے اس کے بھائی فضالہ کو قتل کر دیا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فضالہ اٹھارہ آدمیوں کو لے کر نکلا تھا اور ایک مقام پر جس کا نام شجرہ تھا ٹھیرا کیونکہ وہاں جھاؤ کا بہت بڑا درخت تھا اسی جگہ پر بنو عنزہ بھی مقیم تھے۔ بنو عنزہ نے جب فضالہ کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ ان کو اگر ہم قتل کر ڈالیں اور امیر المومنین کے پاس جائیں تو ہمکو انعام دیں گے فضالہ کی کچھ ماں کی طرف کے اعزا جو بنو نصر سے تھے ان کے ساتھ تھے انھوں نے بنو عنزہ سے کہا کہ ہم اپنے بھانجے کے قتل پر تمہارا ساتھ نہیں دیں گے۔ یہ کہنا تھا کہ بنو عنزہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فضالہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور ان کے سروں کو کاٹ کر عبد الملک بن مروان کے پاس لے گئے اس لیے ان کو مقام بانقیا میں مقیم رہنے کا حکم دیا اور ان کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اس سے قبل ان کے وظائف بالکل تھوڑے تھے چنانچہ سلامہ نے اپنے بھائی کے قتل پر اور اپنے

ماموں بنو نصر کی ترک اعانت پر اس شعر میں اظہار افسوس کیا ہے۔

وماخلت اخوال الفتی یسلمونہ لو قع السلاح قبل ما فعلت نصر

بنو نصر کے اس واقعے سے قبل ہمارا یہ خیال نہ تھا کہ کسی شخص کو (فضالہ) کے ماموں اسکو تلواروں کی زد پر چھوڑ دینگے

فضالہ نے صالح سے قبل علم بغاوت بلند کیا تھا۔ شبیب نے سلامہ کی اس شرط کو منظور کر لیا اور اس کے ساتھ روانہ ہو گیا اور سب بنو عنزہ کے مقام پر پہنچ گئے یاد گرے محلوں کو قتل کرتے ہوئے اس گروہ میں پہنچے جس میں اسکی خالہ تھی۔ وہ سلامہ کو دیکھ کر اپنے اس بچے پر جو قریب بہ بلوغ تھا جھک کر سپر بن گئی اور اپنی پستان نکالکر سلامہ سے کہنے لگی کہ اے سلامہ میں تجھ کو اس قرابت پر رحم کرنے کی قسم دیتی ہوں سلامہ نے کہا کہ میں نے فضالہ کو اس وقت سے نہیں دیکھا ہے جب سے وہ درخت کے نیچے مدفون ہے تو اس سے علیحدہ ہو ورنہ میں تم دونوں کو قتل کر دوں گا یہ سنکر وہ کھڑی ہو گئی اور شبیب نے اس بچے کو قتل کر ڈالا۔

شبیب کا بنی شیبان کی طرف روانہ ہونا اور ان سے جنگ کرنا

اس واقعے کے بعد شبیب اپنی جماعت کو لیکر راذان کی طرف روانہ ہوا بنی شیبان کی ایک جماعت اس کے ڈر سے بھاگ گئی۔ لیکن ان میں غیر قبیلے کے لوگ بہت کم تھے یہ جماعت دیر خرداب میں اتری جو حولایا کے متصل واقع تھا ان کی تعداد تین ہزار تھی لیکن شبیب کے ساتھ صرف ۷۰ آدمی تھے یا اس سے کچھ زیادہ ہوں گے۔ شبیب بھی ان کے قریب جا کر ٹھہرا۔ بنی شیبان نے اپنے کو قلعبند کر لیا۔ اس کے بعد شبیب ۱۲ آدمیوں کو ساتھ لے کر رات کو اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اور وہ جبل ساتید ما کے دامن میں رہتی تھی۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں سے یہ کہا کہ میں اپنی ماں کو لشکر میں ضرور لیتا آؤں گا اس کے یا میرے مرنے تک وہ مجھ سے جدا نہیں رہ سکتی۔ تھوڑی دور اپنے اصحاب کے ساتھ گیا ہوگا۔ کہ بنی شیبان کی ایک جماعت نظر آئی جو تمام اموال کے ساتھ مقیم تھی لیکن ان کو یہ گمان نہ تھا کہ شبیب ان کے پاس سے گذر جائے گا اور ان کو خبر نہ ہوگی شبیب نے اسی غفلت میں حملہ کر دیا اور ان کے تیس آدمیوں کو قتل کر ڈالا جن میں حوثرہ بن اسد بھی تھا اس کے بعد شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا

اور اسکو سوار کر لیا۔ اصحاب شبیب کے پاس اسی اثنا میں کوئی شخص دیر سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ شبیب نے جاتے وقت اپنا قائم مقام اپنے بھائی مصاد بن یزید کو بنا دیا تھا اس نے ان تمام دیر والوں کا محاصرہ کر لیا۔ دیر والوں میں سے کسی نے کہا کہ اے لوگو ہمارے تمہارے درمیان قرآن فیصلہ کر سکتا ہے خدا کا حکم ہے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ

اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اس کے امن کی جگہ پہنچا دو

تم لوگ ہماری خونریزی سے باز آؤ جب ہم تمہارے پاس آئیں تو تم اپنے مقاصد ہمارے سامنے پیش کرو اگر ہم نے اسے قبول کر لیا اور تمہاری تائید کی تو ہمارا خون و مال تم پر حرام ہو جائے گا۔ اور اگر ہم اسے قبول نہ کریں تو ہمیں اپنی جگہ پر واپس کر دینا پھر تمہیں اختیار ہوگا کہ جو جی چاہے کرنا مصاد اور اس کے ساتھیوں نے اس کو پسند کیا چنانچہ دیر والے ان کے پاس آئے۔ اصحاب شبیب نے اپنا خیال پیش کیا۔ ان لوگوں نے اس کو قبول کر لیا اور ان کے شریک ہو گئے بلکہ مل جل کر ساتھ رہنے لگے۔ جب شبیب واپس آیا تو اس کو اس واقعے کی خبر ہوئی اور بہت خوش ہوا۔ لوگوں سے کہا کہ تم نے بہت اچھا اور مناسب کام کیا۔

شبیب اور سفیان خثعمی کی لڑائی

شبیب یہاں سے کوچ کر گیا ایک جماعت اس کے ساتھ ہوئی اور ایک وہیں مقیم رہی۔ شبیب موصل ہوتا ہوا آذربیجان کی طرف روانہ ہوا۔ حجاج نے سفیان بن ابی عالیہ خثعمی کو طبرستان سے واپس آنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایک ہزار سوار تھے وہ طبرستان میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن جب اسے حجاج کا خط ملا تو صاحب طبرستان سے صلح کر کے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو دسکرہ میں اس وقت تک مقیم رہنے کا حکم دیا۔ جب تک حارث بن عمیرہ ہمدانی کی فوج نہ آ جائے اور مناظر کی بھی فوج وہاں نہ پہنچ جائے (حارث ہی نے صالح کو قتل کیا تھا) اور اس کے بعد سب مل کر شبیب کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ سفیان دسکرہ میں ٹھہرا حارث کی فوج میں کوفہ اور مدائن کی لڑائی کا اعلان کیا گیا اور وہ لوگ سیدھے سفیان کے پاس گئے

وسکرہ میں پہنچے ۔مناظر کا لشکر جس کا سردار سورا بن حر تمیمی آگیا تھا لیکن سورۃ نے سفیان کو تھوڑی دیر منتظر رہنے کو لکھ بھیجا سفیان نے عجلت کی اور شبیب کی تلاش میں نکلا خانقین میں جا کر اسے شبیب کی فوج ملی ۔لیکن شبیب کترا گیا گو یا لڑنا نہیں چاہتا تھا اور اپنے بھائی مصاد بن یزید کو پچاس آدمیوں کے ساتھ کسی غار میں چھپا دیا اور خود پہاڑ کے دامن میں چلا گیا۔ تمام لوگوں نے کہا کہ لو اللہ کا دشمن بھاگا اس کا تعاقب کرو۔ عدی بن عمیرہ شیبانی نے کہا کہ جلدی نہ کرو ہم زمین کو اچھی طرح دیکھ بھال کے چلیں، کہیں کمینگاہ نہ ہو۔ لیکن اس کی بات کون سنتا ہے۔ سب تعاقب کے لیئے دوڑے اور کمینگاہ سے آگے بڑھ گئے۔ شبیب نے مڑ کر ان پر حملہ کیا ۔ اور مصاد بن یزید بھی کمینگاہ سے نکل آیا بغیر کسی شدید جنگ و جدال کے وہ لوگ شکست کھا گئے مگر سفیان تقریباً دو سو آدمیوں سمیت ثابت قدم رہا اور دشمن سے سخت جنگ کی۔ سوید بن سلیم نے سفیان پر حملہ کیا تھوڑی دیر تک دونوں نیزہ بازی کرتے رہے لیکن پھر تلوار دکا وار ہونے لگا ۔ ایک نے دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کھینچا اور اس طرح دونوں زمین پر گر پڑے۔ آپس میں تھوڑی دیر تک مدافعت کرتے رہے ۔شبیب نے پھر حملہ کیا اور لوگوں کو منتشر کر دیا۔ سفیان کا غلام آیا اور خود گھوڑے سے اتر کر اسے اس پر سوار کرا دیا اور اس کی جانب سے لڑنے لگا۔ وہ غلام تو مقتول ہوا لیکن سفیان بچ کر بابل مہروذ پہنچا اور وہاں سے حجاج کو خط لکھا کہ تمام فوجیں آ گئی تھیں لیکن سورہ بن حر میرے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔ حجاج کو جب خط ملا تو اس نے سفیان کی بڑی تعریف کی۔

سورہ بن حُر اور شبیب کی لڑائی

جب سفیان کا خط حجاج کے پاس پہنچا تو اس نے سورہ بن حُر کو ایک خط لکھا، جس میں اس کی سخت ملامت کی اور دھمکی دی اور حکم دیا کہ مدائن سے ۵۰۰ سوار منتخب کر کے اپنے پہلے کے ساتھیوں کے ساتھ شبیب کے مقابلے کے لیے جائے۔ سورہ نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور شبیب کی تلاش میں نکلا۔ شبیب اس وقت جوخیٰ کے آس پاس چکر لگا رہا تھا اور سورہ اس کی جستجو میں تھا شبیب پھرتے پھرتے

مدائن پہنچا تو لوگ اس کے ڈر سے قلعہ بند ہو گئے۔ وہاں اس نے سواری کے جانور پکڑ لیے اور جن کو پایا ان کو قتل کیا۔ کسی نے اس سے کہا کہ سورہ آ پہنچا تب وہاں سے وہ چل دیا اور نہروان آیا وہاں نماز پڑھی اور ان کے جن لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا ان پر رحمت بھیجی اور ان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی اور حضرت علیؓ اور ان کے اصحابؓ سے اپنی برائت ظاہر کی۔ سورہ کو اپنے جاسوسوں سے شبیب کے یہاں پھرنے کی اطلاع ملی۔ چنانچہ اس نے اپنے لوگوں کو بلایا۔ اور ان سے کہا کہ شبیب کے پاس سو سے زیادہ آدمی نہیں اس لیے میرا خیال ہے کہ میں تم میں سے تین سو آدمیوں کو چھانٹ لوں اور ان کو ساتھ لے کر اس پر حملہ آور ہوں کیونکہ وہ اسوقت تمھارے آنے سے بالکل مامون ہوگا۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ ان کو غارت کر دیگا لوگوں نے اس کے خیال کی تائید کی اور وہ تین سو بہادر آدمیوں کو منتخب کرکے نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔ شبیب اس رات کو وہیں تھا لیکن وہ بہت زیادہ ہوشیار اور چوکنا تھا اسلیے اس نے فوج کی حراست کا انتظام کر لیا تھا جب یہ قریب پہنچا تو لوگ باخبر ہو گئے اور اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ جب سورہ پہنچا تو انھیں خلاف توقع تیار دیکھا اور اس کے بعد سورہ نے ان پر حملہ کیا لیکن یہ لوگ نہایت استقلال کے ساتھ جمے رہے۔ لڑائی نے جب ابتدائی منازل طے کر لیے تو شبیب نے اپنے اصحاب کو للکارا جس سے ان میں دوبارہ قوت آگئی اور سورہ اور اس کی فوج پر بے طرح پل پڑے۔ آخر میں سورہ کی فوج پست ہمت ہو گئی اور شبیب یہ شعر پڑھنے لگا۔

من ینک العیر ینک نیاکا[1] جندلتان اصطکتا اصطکاکا

جس شخص نے گدھے کو زیر کر لیا تو وہ ہر زبردست کو زیر کر لے گا (یہ دونوں فریق) دو پتھر ہیں جو ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔

سورہ اپنی چھاؤنی میں اس حالت سے واپس آیا کہ اس کی فوج کے تمام سپاہی شکست خوردہ تھے۔ باقی لوگوں کو ساتھ لیکر مدائن کی طرف چلا گیا۔ شبیب نے اس امید

[1] پہلا مصرعہ مثل ہے کسی بڑے سرکش کے زیر کرنے کو فخریہ طور سے بیان کرتے ہیں۔ تاج العروس۔

اس کا تعاقب کیا۔ کہ اگر اس سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس کی فوج کو ہلاک کر دیگا۔ لیکن یہ اس وقت پہنچا جب تمام لوگ مدائن میں داخل ہو چکے تھے۔ جب ابن ابی عصیفر امیر مدائن کو معلوم ہوا کہ شبیب آیا ہوا ہے تو اپنی ایک جماعت کو ساتھ لیکر باہر نکلا اور یہ سب شبیب کی فوج پر تیر اور پتھر پھینکنے لگے شبیب نے مدائن کو چھوڑ دیا اور کلواذی چلا گیا۔ وہاں حجاج کے چوپائے تھے ان پر قبضہ کیا۔ اور پھر تکریت کا رخ کیا۔ اہل مدائن کو جب یہ جھوٹی خبر معلوم ہوئی کہ شبیب آیا ہوا ہے تو وہ سخت پریشان ہوئے اور جو فوجی تھے وہ تو سیدھے کوفہ بھاگ گئے۔ حالانکہ شبیب اس وقت تکریت میں تھا حجاج نے سورہ کی اس بزدلی پر سخت ملامت کی اور اسکو قید کر لیا تھا لیکن پھر چھوڑ دیا۔

شبیب اور جزل بن سعید کی لڑائی اور سعید بن مجالد کا قتل

جب یہ شکست خوردہ لوگ کوفہ واپس آئے تو حجاج نے جزل بن سعید بن شرجبیل کندی کو جس کا نام عثمان تھا شبیب کی طرف جانے کا حکم دیا اور جلد بازی سے منع کیا اور احتیاط رکھنے کی سخت تاکید کی۔ جزل نے حجاج سے کہا کہ شکست خوردہ لوگوں میں سے ایک کو بھی میرے ساتھ نہ بھیجئے، کیونکہ وہ شبیب سے مرعوب ہو گئے ہیں اور ان سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حجاج نے اس کے اس مشورے کی بہت تعریف کی۔ جزل کے ساتھ چار ہزار آدمی روانہ ہوئے اس نے اپنی روانگی سے قبل ہی عیاض بن ابی لینہ الکندی کو مقدمۃ الجیش کے موقع پر روانہ کر دیا تھا یہ سب شبیب کی تلاش میں چلے۔ شبیب نے ان کو مرعوب کرنے کے لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں پیترے بدلنا شروع کیا۔ اور کسی خاص مقام پر محض اس خیال سے نہیں ٹھیرتا تھا کہ اس صورت میں جزل اپنی فوجوں کو متفرق کر دے گا اور ہم اس وقت اچانک اس پر حملہ کر دینگے لیکن واقعہ اس کے خلاف تھا۔ جزل جب چلتا تھا تو جنگ کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور جہاں ٹھیرتا تھا وہاں خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیتا تھا آخر ش شبیب کو یہ تاخیر بہت شاق گذری اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا جن کی تعداد ۱۶۰ تھی اور ان کو ۴۰-۴۰ کی چار جماعتوں میں منقسم کیا اور ہر جماعت پر ایک سردار مقرر کیا ایک پر اپنے بھائی مصاد بن یزید کو رکھا اور دوسرے چالیس آدمیوں

سوید بن سلیم کو سردار بنایا اور تیسرے کو محلل بن وائل کے سپرد کیا اور چالیس آدمیوں کو اپنے ساتھ رکھا شبیب کے جاسوسوں نے اسکو خبر دی کہ جنرل دیر یزدجرد میں مقیم ہے تو اس نے اپنی فوج کو تیار ہو جانے کا حکم دیا اور روانہ ہو گیا اس نے سردار کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ جنرل کے پاس اسی راستے سے آئے جو اسے بتا دیا گیا ہے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ ہم رات کو ان پر شبخون مارنا چاہتے ہیں اس لیئے سخت لڑائی کے لیے تیار رہو۔ اس کا بھائی مصاد دیر خرارہ میں پہنچا اور وہاں جنرل کی ایک جماعت سے جو ابن ابی لبنہ کی سرکردگی میں تھی مقابل ہوا مصاد نے اپنی فوج کو لیکر اس پر حملہ کر دیا کچھ دیر تک وہ لوگ بھی لڑتے رہے لیکن پھر سامنے سے ہٹ گئے دوسرے راستے سے شبیب آپہنچا اور اس نے چلا کر کہا کہ ان پر حملے کیے جاؤ تاکہ ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو سکو چنانچہ انھوں نے زور سے دھاوا کیا اور لشکر گاہ کے قریب پہنچ گئے لیکن جنرل کی فوج نے ان کو خندق میں داخل ہونے سے روکا جنرل کے دوسرے فوجی دستے جو ادھر ادھر گشت لگا رہے تھے وہ بھی پلٹ کر ادھر آگئے اور ان کو خندق میں داخل ہونے سے باز رکھا شبیب نے کہا کہ ان کو نیزوں سے مار کر ہٹا دو۔ خود شبیب نے ان پر متواتر بہت سے حملے کیے اور خندق سے پیچھے بھی ہٹا دیا لیکن انھوں نے ان کو نیزوں اور بھالوں کا نشانہ بنا لیا۔ جب شبیب نے دیکھا کہ اس وقت وہاں تک پہنچنا سخت مشکل ہے تو اس نے اپنے اصحاب کو لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس وقت نکل چلو ان کو ساتھ لے کر وہ دوسرے راستے پر آیا اور وہاں ٹھیر کر ذرا آرام لینے لگا۔ اس کے بعد پھر جنرل کی طرف اسی حالت میں پلٹا اور اپنی فوج کو کہا کہ ان کے لشکر گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لو چنانچہ انھوں نے اسی طرح سے پیشقدمی کی جنرل نے اپنے ان محافظ دستوں کو بھی جو چاروں طرف گشت لگا رہے تھے خیمے کے اندر داخل کر لیا اور اب وہ ہر طرح سے مامون تھے شبیب کے دوبارہ حملہ کرنے کی ان کو اس وقت خبر ہوئی جب گھوڑوں کے ٹاپ کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی یہ لوگ صبح صادق ہونے سے قبل پہنچے اور فوجی پڑاؤ کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر دی شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو جو ان سے کوفہ کی سمت لڑ رہا تھا بلا بھیجا چنانچہ وہ وہاں سے واپس آگیا اور تینوں طرف سے لڑائی ہونے لگی حتی کہ لڑتے لڑتے صبح ہو گئی شبیب فوراً اسی

عالم ناکامی میں ان کو چھوڑ کر بھاگا۔ اور وہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ٹھہرا صبح کی نماز پڑھی اور وہاں سے جرجرایا چلا گیا۔ جزل خوب مستعد ہو کر ان کی تلاش میں نکلا اور جہاں ٹھہرتا وہاں خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیتا اور شبیب جوخی اور ارد گرد کے مقامات پر گشت لگا رہا تھا اور بدامنی پھیلا رہا تھا لوگوں کو خراج دینے سے روکتا تھا۔ حجاج کو یہ فضول طول ناپسند ہوا۔ اس نے جزل کو خط لکھا جس میں اسکی تاخیر اور سستی سے ناراضی ظاہر کی اور شبیب سے جلد جنگ کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جزل نے شبیب کی تلاش میں سخت جانفشانی شروع کی۔ اسی اثناء میں حجاج نے سعید بن مجالد کو جزل کی فوج پر افسر بنا کر بھیجدیا اور اس کو لڑائی میں جدوجہد کرنے کی ہدایت کی تاخیر اور سستی سے منع کیا۔ سعید وہاں سے جزل کے پاس آیا جو اس وقت نہروان میں تھا اور اس نے خندق کھود کر اپنی فوجوں کو محفوظ کر لیا تھا۔ سعید جب وہاں پہنچا تو اس نے فوج میں کھڑے ہو کر لوگوں کو برا بھلا کہا اور ان کو دھمکایا۔ اس کے بعد لوگوں کو مجتمع کیا اور گھوڑوں کو اکٹھا کرنیکا حکم دیا تاکہ ایک پورا رسالہ لے کر شبیب کے مقابلے میں جائے اور باقی آدمیوں کو وہیں چھوڑ دے۔ جزل نے پوچھا کہ آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو سعید نے جواب دیا کہ میں اس رسالے کو لیکر شبیب پر حملہ کرنا چاہتا ہوں جزل نے کہا کہ پیادہ اور سواروں کے ساتھ یہیں ٹھہرو۔ شبیب خود ہی پیشقدمی کرے گا۔ اس وقت اپنی فوج کو منتشر نہ کرو۔ سعید نے کہا کہ تم باقی فوج کے ساتھ یہاں ٹھہرو اور میں یہ دستہ لے کر جاتا ہوں آخر میں جنرل نے یہ صاف کہدیا کہ اے سعید جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اپنے دل سے کر رہے ہو۔ میں اسمیں مطلق شریک نہیں ہوں اور نہ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ سعید بغیر کچھ سوچے سمجھے ان سواروں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اور جزل باقی دستوں کے ساتھ وہیں رہا۔ اور ان کو صفوں میں مرتب کر کے خندق کے سامنے کھڑا کر دیا۔ شبیب چکر کھاتا ہوا قطیطیا پہنچا اور وہاں کے ایک دہقان سے کہا کہ ہمارے لیے کھانا تیار کرو۔ دہقان نے دروازہ بند کر دیا اور کھانے کے انتظام میں مشغول ہو گیا۔ ہنوز انتظام خورد و نوش سے فراغت نہیں پائی تھی کہ سعید اپنی فوج کے ساتھ آدھمکا دہقان نے دوڑ کر شبیب کو اس کی خبر دی اس نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے تم کھانا تو لاؤ۔ کھانا آیا اور سب لوگوں نے کھانا کھایا شبیب نے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور پھر خچر پر سوار ہو کر باہر نکلا۔ سعید شہر کے

صدر دروازے پر تھا۔ شبیب کو دیکھ کر اس نے حملہ کیا۔ شبیب نے کہا خدا کے سوا کسی کا حکم قابل تسلیم نہیں ہے۔ میں ابو مدلہ ہوں ٹھیرو اگر خیریت چاہتے ہو۔ سعید نے شبیب کی جماعت کو دیکھ کر برابر یہ کہا کہ یہ تو ایک لقمے کے آدمی ہیں (یعنے بہت کم ہیں) اپنے سواروں کو جمع کر کے شبیب کے مقابلے میں بھیجا۔ شبیب نے جب اس کی فوج کو متفرق ہوتے دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ ان پر زور سے یورش کرو۔ واللہ یا تو میں اسکو قتل کر ڈالوں گا یا وہ مجھے قتل کر دے گا۔ یہ کہہ کر شبیب نے حملہ کیا اور خوب لڑا۔ یہاں تک کہ شکست دیدی صرف سعید میدان میں باقی رہا۔ شبیب نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا سعید کے ساتھیوں میں سے کچھ تو مقتول ہوئے اور باقی شکست کھا کر جزل کے پاس گئے۔ جزل نے لوگوں کو پکارا کہ ادھر آؤ اور سب کو یکجا کر کے شبیب سے پھر لڑا۔ لڑائی نے زور پکڑا اور وہ زخمی ہو کر گر پڑا اور مجروحین کی صفوں سے وہ بھی اٹھایا گیا جزل کی ہزیمت خوردہ فوج کوفہ پہنچی اور جزل خود مدائن میں مقیم رہا۔ وہاں سے حجاج کو ان واقعات کی اور خصوصاً سعید کے مقتول ہونے کی خبر دی۔ حجاج نے اسکی بہت تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ اور حیان بن ابجر کو اس کے معالجے کے لئے روانہ کیا اور اخراجات کے لیے دو ہزار درہم بھی بھیجے۔ عبداللہ بن ابی عُصیفر امیر مدائن نے بھی ایک ہزار درہم دیئے اور برابر اس کی عیادت کرتا رہا۔ نیز مختلف اوقات میں تحفہ و تحائف بھی بھیجتا رہا۔ شبیب یہاں سے مدائن کی طرف گیا۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ اہل شہر تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔ تو وہاں سے پلٹ کر کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ اور دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے چند آدمیوں کو بازار بغداد میں اس غرض سے بھیجا تا کہ وہاں کے باشندوں کو وہ مطمئن کر دے کیونکہ اسے یہ خبر ملی تھی کہ وہاں کے لوگ اس سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں اور ان کے بازار کا دن تھا ان لوگوں نے جا کر انھیں اطمینان دلایا تو شبیب وہاں داخل ہوا شبیب نے اور اس کے ساتھیوں نے سواری کے جانور اور دوسری ضروری اشیاء خریدیں۔

شبیب کا کوفہ کی طرف روانہ ہونا

یہاں سے شبیب کوفہ کی طرف چلا اور حمام عمیر بن سعد کے قریب مقیم ہوا۔ حجاج کو اسکے

وہاں موجود ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے سوید بن عبد الرحمن سعدی کو دو ہزار آدمی دیئے اور اس سے کہا کہ شبیب کا تعاقب کرو اگر وہ بھاگے تو تم اسے چھوڑ دو چنانچہ سوید سبخہ میں آکر اپنی فوج مرتب کرنے لگا اور جب اسے معلوم ہوا کہ شبیب قریب آگیا ہے تو اس کی طرف چلا۔ لیکن اس کی فوج اس طرح جبراً جارہی تھی کہ گویا وہ موت کی طرف کھینچے جارہے تھے۔ حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی حکم دیا کہ شبیب کا تعاقب کرو وہ بھی سبخہ ہی میں فوج درست کرنے لگا۔ سوید وہاں سے زرارہ پہنچا اور وہیں ترتیب میں مشغول تھا اسے معلوم ہوا کہ شبیب اسی طرف آرہا ہے چنانچہ وہ اور اس کے تمام اصحاب مقیم ہوئے۔ مگر پھر اسے خبر ملی کہ شبیب نے یہ راستہ چھوڑ دیا ہے اور دریائے فرات عبور کرکے کوفہ کسی دوسری راہ سے جانا چاہتا ہے سوید نے اپنی فوج میں شبیب کے کوفہ کی طرف جانے کا اعلان کر دیا اور خود بھی اسی طرف روانہ ہوگیا ادھر جو لوگ عثمان کے ساتھ تھے ان کو بھی معلوم ہوا کہ شبیب اسی طرف آرہا ہے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سوچا کہ کوفہ میں داخل ہو جائیں لیکن پھر بعد کو معلوم ہوا کہ سوید اسکے تعاقب میں تھا اور اس سے مڈبھیڑ ہوگئی ہے سوید ان سے لڑ رہا ہے لیکن شبیب نے سوید کی فوج پر ایسا جارحانہ حملہ کیا کہ وہ کچھ نہ کرسکی۔ اس کے بعد شبیب کوفہ کے موڑ سے گذرتا ہوا حیرہ کی طرف چلا گیا سوید نے بھی ادھر ہی کا رُخ کیا لیکن حیرہ پہنچکر اسے معلوم ہوا کہ شبیب وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا اس لیے اُس نے تعاقب کرنا چھوڑ دیا رات حیرہ ہی میں گذاری اور صبح کو حجاج کے یہاں شبیب کے روانہ ہو جانے کی اطلاع دی۔

شبیب اور اہل بادیہ کی لڑائی

جب حجاج نے سوید کو شبیب کے تعاقب کے لیے حکم دیا اور وہ پورا تعاقب کر چکا تو شبیب نے فرات کے اسفل کے حصے پر چھاپے مارے اور پھر خفان کے قریب چلا گیا وہاں اس نے بنی ورثہ کے لوگوں کو دیکھا تو اُن سے خفیف سی جنگ ہوئی اور شبیب نے ان کے (۱۳) آدمیوں کو قتل کر ڈالا جن میں حنظلہ بن مالک بھی تھا خفان سے وہ بنی امیہ کے پاس جو نصف میں مقیم تھے آیا۔ اسی جگہ پر فزر بن اسود جو بنی صلت کے

خاندان سے تھا ٹھیرا تھا وہ شبیب کو اس ارادے سے یعنی بغاوت وغیرہ سے منع کیا کرتا تھا اور
شبیب کہا کرتا تھا کہ اگر میں سات گھوڑوں کا مالک ہو جاؤں تو ضرور فزر سے جنگ کرونگا
فزر کو بھی شبیب کی خبر مل گئی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مکانات کی پشت پر سے چلدیا۔
جب شبیب اور اہل بادیہ کی جنگ ہوئی تو وہ شکست کھا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ چونکہ
اہل بادیہ سے دوبارہ لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے قسطقطانہ پہنچا اور وہاں سے
قصر بنی مقاتل اور وہاں سے حصاصہ اور انبار اور دقوقہ میں آیا۔ یہاں سے آذربیجان پہنچا جب
کوفہ سے دور نکل گیا تو حجاج بخوف ہو کر بصرہ چلا گیا۔ اور کوفہ میں اپنا جانشین عروۃ
بن مغیرہ بن شعبہ کو بنا گیا۔ لوگ شبیب کی حالت سے بے خبر تھے کہ یکایک اہل مہروذ
کے دہقان کا خط عروہ کے پاس آیا جس میں اس نے یہ لکھا تھا کہ بعض خراج
وصول کنندگان نے یہ خبر دی ہے کہ شبیب خانیجار میں اترا ہے اور وہاں سے وہ کوفہ جانے
کے ارادے میں ہے۔ عروہ نے فوراً یہ خط حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج خط دیکھتے ہی روانہ
ہو گیا۔ تاکہ شبیب سے قبل کوفہ پہنچ جائے۔

شبیب کا کوفہ میں داخلہ

شبیب ایک قریہ میں آیا جس کا نام حربی تھا اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ حرب
سے (لڑائی) تمہارا دشمن برباد ہو وہاں سے چلکر وہ عقرقوف چلا آیا۔ سوید بن سلیم نے
اس سے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ اس منحوس نام والے مقام سے کیوں چلے آئے شبیب
نے کہا کہ ہاں میں نے اس سے بدفالی لی۔ خدا کی قسم میں اپنے دشمنوں کے سامنے بغیر
اس کے نہیں جاسکتا۔ اور اس کی نحوست انھیں کے لیئے ہے اور انشاء اللہ تباہی
اور بربادی بھی انھیں کے لیئے ہے۔ عقرقوف سے شبیب فوراً اس خیال سے روانہ ہو گیا
تاکہ حجاج سے قبل وہ پہنچ جائے۔ اس عرصے میں عروہ کے پاس سے برابر حجاج کے پاس
خط آتے رہے جس میں عجلت کی سخت تاکید ہوتی تھی۔ چنانچہ حجاج بڑے بڑے
منازل طے کرتا ہوا عصر کے وقت کوفہ میں پہنچ گیا اور شبیب اپنے اصحاب کے ساتھ
مغرب کے وقت سبخہ میں پہنچا۔ وہاں ٹھیر کر ان لوگوں نے کچھ کھایا پیا اور اس کے
بعد سوار ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے سب سے پہلے بازار میں آئے۔ شبیب نے اپنے

بھاری گرز سے باب القصر پر ایک شدید ضرب لگائی جس کا نشان پڑ گیا۔ شبیب چلکر ایک چبوترے پر کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

عبدٌ دعیٌّ من ثمود اصلہ ۔۔۔۔ لا بل یقال ابو ابیھم یقدم

ایک شخص اسکا مدعی ہے کہ میں آل ثمود سے ہوں ۔۔۔۔ نہیں بلکہ اس کے دادا کا نام تو یقدم تھا۔

یعنے حجاج۔ کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ بنو ثقیف قوم ثمود کی بقیہ نسل ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو یقدم الایادی کی اولاد ہیں شبیب اپنے اصحاب کے ساتھ آگے بڑھا اور کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا اس پاک مسجد میں ہمیشہ لوگ عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے چنانچہ اس رات کو بھی عقیل بن مصعب وداعی، عدی بن عمرو ثقفی، ابولیث بن ابی سلیم یہاں اسی شغل میں تھے۔ یہ لوگ جب وہاں پہنچے تو ان تینوں کو قتل کر ڈالا۔ وہاں سے نکلکر دار حوشب کی طرف سے گذرے۔ جو شرطہ کا حاکم تھا اور اس سے کہا کہ چل تجھے امیر بلاتے ہیں وہ چلنے کیلیے تیار ہو چکا تھا لیکن اسنے پہچان لیا اور وہ بدظن ہوا اور گھر سے باہر تک نہیں آیا ان لوگوں کا جب کچھ داؤ نہیں چلا تو اس کے غلام کو قتل کر ڈالا اس کے بعد یہ لوگ حجاف بن نبیط شیبانی کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ یہاں آؤ ہم تمھاری اونٹنی کی قیمت ادا کردیں جو ہم نے بازار میں تم سے خریدی تھی۔ حجاف نے سوید سے کہا کہ مجھے یہ تیری جھوٹی باتیں تو یاد نہیں ہیں لیکن رات زیادہ تاریک ہو چکی ہے اور تو اپنے گھوڑے پر سوار ہے اور کہا کہ اے سوید خدا اس مذہب کو برباد کرے جو اعزا اور اقربا کے قتل وخونریزی کے بغیر ترقی نہ کرسکے۔ یہاں بھی یہ لوگ ناکام رہے تو مسجد بنی ذہل میں گئے وہاں اتفاقاً ذہل بن حارث کو دیکھا جو دیر تک اس میں نمازیں پڑھتا رہتا تھا اس کا بھی انھوں نے کام تمام کیا۔ اس تمام قتل وخون کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر کوفہ سے نکل گیا راستے میں نضر بن قعقاع بن شور ذہلی ملا۔ تو اس نے شبیب کو دیکھ کر السلام علیک ایہا الامیر کہا سوید نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے تو امیر المومنین کہہ کر کیوں نہیں پکارتا۔ پھر نضر نے السلام علیک یا امیر المومنین کہا۔ شبیب نے نضر سے کہا کہ اے نضر اللہ کے سوا کسی کا حکم[1] نافذ نہیں ہوسکتا ہے اور اس پر لعنت بھیجنے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

---

[1] لا حکم الا اللہ ۔ خوارج کا شعار تھا۔

پڑھنے لگا۔ اصحاب شبیب نے یہ سنکر اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ نضر بصرہ سے حجاج کے ساتھ روانہ ہوا تھا لیکن کسی وجہ سے پیچھے رہگیا تھا۔ نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی بیٹی تھی اس لیے شبیب چاہتا تھا کہ وہ بچ جائے۔ (لیکن نضر چونکہ اس کے ساتھیوں کا مخالف تھا اس لئے انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ جماعت یہاں سے رومہ کی طرف چلی گئی۔ حجاج نے فوراً شہر میں منادی کرائی کہ اے اللہ کے سپاہیو مستعد ہو جاؤ۔ حجاج اس وقت باب القصر کے اوپر تھا اور اس کے سامنے شمعدان رکھا تھا اس اعلان کے بعد سب سے پہلا شخص اثنائے حجاج پر جو پہنچا وہ عثمان بن قطن بن عبداللہ بن حصین ذی الغصہ تھا اس نے جاکر خادم سے کہا کہ امیر کو میرے آنے کی خبر دو۔ خادم نے کہا کہ اسی جگہ ٹھیرو۔ اتنے میں ہر طرف سے لوگ آنے لگے اور کافی اجتماع ہو گیا۔ حجاج نے اسی وقت بشر بن غالب اسدی کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اور زائدہ بن قدامہ ثقفی کو دو ہزار آدمی کے ساتھ ابو الضریس مولی بنی تمیم کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا اور عبداللہ علی بن عبداللہ بن عامر اور زیاد بن عمرو عتکی کو ان ہی کے ساتھ بھیجا۔

ادھر عبدالملک بن مروان نے محمد بن موسی بن طلحہ بن عبید اللہ کو سجستان کا حاکم بنایا اور حجاج کو حکم دیا تھا کہ ایک ہزار فوج دے اور ہر طرح تیار کر کے اسکو جلد سے جلد سجستان روانہ کر دے۔ حجاج اسی تیاری میں تھا کہ شبیب کا قصہ پیش آگیا یہ صورت حالات دیکھکر حجاج نے محمد بن موسی سے کہا کہ شبیب اور ان خوارج سے مقابلہ اور ان کے خلاف جہاد کرو۔ فتح تمھاری ہوگی اور تمھارا نام قریب و دور مقامات میں مشہور ہو جائے گا اس کے بعد ولایت پر روانہ ہو جانا۔

چنانچہ حجاج نے اس کو ان فوجوں کے ساتھ روانہ کر دیا اور کہا کہ اگر کوئی لڑائی در پیش ہو تو اس فوج کے سردار زائدہ بن قدامہ ہوں گے۔ یہ لوگ فرات کے شبیب کی جگہ پر مقیم ہوئے لیکن شبیب نے ادھر کا راستہ چھوڑ دیا اور قادسیہ کی راہ لی۔

شبیب اور زحر بن قیس کی لڑائی

حجاج نے عمدہ گھوڑے سوار آدمیوں کی ایک فوج جس کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو تھی

زحر بن قیس کے ماتحت روانہ کی اور اسے ہدایت کی کہ شبیب کا پورا تعاقب کرو اور جہاں ملے اس پر حملہ کرو لیکن ہاں اس وقت حملہ نہ کرنا جب وہ جا رہا ہو تاوقتیکہ وہ خود پیشقدمی نہ کرے یا کہیں پر مقیم نہ ہو۔ زحر یہاں سے روانہ ہوا اور سیلحین تک آیا۔ اتفاق سے شبیب نے بھی اپنے گھوڑے کی باگ ادھر ہی موڑی اور دونوں ایک ہی جگہ آکر ٹکرا گئے۔

شبیب اپنی فوج کو مرتب کر کے زحر کی طرف بڑھا اور حملہ کر دیا۔ زحر نے بھی مدافعت کی اور پھر جنگ شروع ہو گئی۔ شبیب نے لڑتے لڑتے زحر کو نیچے گرا دیا اور بقیہ فوج کو شکست دیدی۔ شبیب کے اصحاب نے یہ خیال کیا کہ زحر بھی انھیں لوگوں کے ساتھ قتل ہو گیا لیکن جب رات زیادہ گذری اور سردی نے زحر کو کپکپا دیا تو وہ پریشان ہو کر اٹھا اور گاؤں میں گیا اور باقی رات وہیں گذاری اور صبح کو لوگوں نے اُسے کوفہ پہنچا دیا کوفہ اس حال میں پہنچا کہ اس کے سر اور چہرے پر دس سے زیادہ کاری زخم تھے کچھ دن وہاں آرام لیتا رہا اس کے بعد حجاج سے ملنے گیا حجاج نے اس کو اپنے تخت پر تعظیماً بٹھا لیا۔ اور کہنے لگا کہ جو زندہ جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے اور وہ شہید بھی ہو تو زحر کو دیکھے۔

شبیب اور مذکورہ بالا سرداروں کی جنگ اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کا قتل

زحر کی فوج نے جب شکست کھائی تو اصحاب شبیب نے اس سے کہا کہ ہم نے تو ابھی ایک ہی فوج کو شکست دی ہے اور وہ لوگ بہت زیادہ ہیں شبیب نے اُن سے کہا کہ اس شکست نے ان تمام سرداروں اور فوجوں کو جو ہمارے تعاقب میں ہیں مرعوب کر دیا ہے اس لیے ہمیں فوراً ان کا پیچھا کرنا چاہیے اور خدا کی قسم اگر ہم نے ان سے لڑ کر فتح حاصل کر لی تو حجاج تک کوئی بھی ہمارا سدراہ نہیں ہو سکتا اور پھر انشاء اللہ کوفہ پر قبضہ حاصل کر لیں گے۔ شبیب کے اصحاب نے کہا کہ آپ جو کچھ مناسب سمجھئے کیجیے ہم تو آپ کے تابع ہیں۔ چنانچہ وہ ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور ان سرداروں کے حالات دریافت کرتا رہا اسے معلوم ہوا کہ وہ روذبار میں مقیم ہیں جو کوفہ سے ۲۴ فرسخ کے فاصلے پر ہے شبیب اپنی فوج کو لے کر اسی طرف روانہ ہوا۔ حجاج کو جب معلوم ہوا کہ شبیب آرہا ہے تو اس نے ان لوگوں کو اس کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ امیر العسکر زائدہ

بن قدامہ ہیں شبیب جب وہاں پہنچا تو اس نے خلاف توقع ان لوگوں کو جنگ کے لئے
مستعد پایا۔ اہل کوفہ کے میمنہ پر زیاد بن عمرو العتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی
تھا اور باقی ہر سردار اپنی اپنی جماعتوں کو لئے ہوئے مقابلہ کے لئے کھڑا تھا۔ شبیب نے
بھی ایک کمیت رنگ سفید پیشانی والے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے تین دستوں کو آگے
بڑھایا میمنہ کے مقابل میں سوید بن سلیم ایک دستہ کو لیکر کھڑا ہوا۔ اور میسرہ کے مقابل میں مصاد شبیب کا بھائی کھڑا
ہوا اور تیسرے دستہ کو شبیب نے اپنے ساتھ رکھا اور قلب میں کھڑا ہوا زائدہ بن قدامہ نے اپنی فوج کو جہاد کیلئے جوش
دلانا شروع کیا اور دشمنوں کی قلت تعداد اور ان کی ضلالت اور گمراہی کا اپنی کثرت حق پرستی اور
راست بازی سے موازنہ کر کے ان کو اس کام کے لئے اشتعال دی۔ اور پھر اپنی جگہ پہ
واپس آگیا سب سے پہلے سوید بن سلیم نے زیاد بن عمرو عتکی پر حملہ کیا جس سے تقریباً نصف
کی تعداد میں لوگ متفرق ہو گئے اور باقی نصف جماعت کے ساتھ زیاد اڑا رہا سوید نے
تھوڑی دیر ٹھہر کر دوسرا حملہ کر دیا کچھ دیر نیزہ بازی ہوتی رہی۔ زیاد کافی وقت تک استحکام
کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن سوید بھی شجیع العرب تھا اس نے بھی اپنا کمال دکھایا اور پھر
کچھ دیر کے لئے رک گیا اس عرصہ میں اس نے دیکھا کہ زیاد کے آدمی منتشر ہو رہے ہیں
سوید کی فوج نے جب یہ دیکھا تو سوید سے کہنے لگی کہ دیکھو وہ لوگ بھاگے جا رہے ہیں
ان پر جلدی سے حملہ کرو۔ لیکن شبیب نے منع کیا اور کہا کہ ابھی ٹھہرو ذرا ان کے لوگوں کو
اور منتشر ہو جانے دو۔ سوید کچھ دیر منتظر رہا اور پھر تیسرا حملہ کیا اس حملہ میں زیاد کی فوج نے
کامل شکست کھائی۔ اور زیاد پر ہر طرف سے تلواروں کے وار ہونے لگے۔ لیکن زرہ کی
وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ آخر کار کسی قدر زخمی ہو کر یہ بھی ہار گیا۔ یہ شام کا وقت
تھا اس کے بعد شبیب کی فوج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر دھاوا کیا اور وہ
فوراً ہی شکست کھا گیا کیونکہ وہ خود زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکا بلکہ زیاد سے ملگیا اور دونوں
شکست کھا کر اپنی منزل پر واپس گئے اس کے بعد خوارج نے پھر حملہ کیا اور شام کے
وقت تک محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے اس سے دل کھول کر لڑے۔ لیکن وہ ثابت قدم
رہا تو پھر مصاد نے بشر بن غالب اسدی پر حملہ کیا جو میسرہ پر تھا بشر سنبھلا اور اپنے ساتھ
پچاس آدمیوں کو گھوڑوں سے اتار کر پا پیادہ لڑنے لگا لیکن سب کے سب مارے گئے
اور باقی فوج نے بھی شکست کھائی اس کے بعد خوارج نے ابو الضریس مولیٰ بن تمیم پر

حملہ کیا جو بشر کے نزدیک کھڑا تھا اور اسے بھی شکست دیکر اعین کی جگہ پر پہنچا دیا اور دونوں کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے ہم بن زایدہ بن قدامہ تک پہنچے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو اس نے للکارا کہ اے مسلمانو! خبردار اس کا کفر تمہارے ایمان کے مقابلہ میں زیادہ غالب نہ ہونے پائے اور نہ یہ تم سے زیادہ ثابت قدم رہ سکیں چنانچہ وہ تمام رات صبح تک برابر ان سے لڑتا رہا شبیب نے اپنی فوج کی ایک جماعت لیکر پھر حملہ کیا اور اس کی تمام فوج کو اس کے ساتھ کاٹ کر اس کے سامنے ڈھیر لگا دیا۔ جب زایدہ مقتول ہو گیا تو ابوضریس اور اعین ایک بہت بڑے محل میں داخل ہوئے، جو قریب ہی سے نظر آتا تھا اور شبیب نے اپنی فوج کو تلوار میان میں کرنے کا حکم دیا۔ اور لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا۔ چنانچہ صبح کے وقت ان کو بیعت کی دعوت دی گئی اور سبھوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں ابوبردہ بن ابی موسی بھی تھا شبیب نے کہا کہ یہ حکمین (ابوموسی اشعری اور عمرو بن العاص جو جنگ صفین کے حکم مقرر ہوئے تھے) میں سے ایک کا لڑکا ہے لوگوں نے یہ سنکر اس کو مار ڈالنے کا قصد کیا لیکن شبیب نے کہا کہ اس کا کیا قصور ہے پھر لوگوں نے چھوڑ دیا بیعت کرنے والوں نے شبیب کی ایک امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے تعظیم و تکریم شروع کی اور شبیب نے بھی ان کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہیں کیا صبح تک تمام لوگ اسی طرح رہے لیکن جب صبح کی نماز کا وقت آگیا تو محمد بن موسی ابن طلحہ نے جس نے ابھی تک شکست نہیں کھائی تھی اپنے موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ موذن نے اذان دی تو یہ آواز شبیب کے کانوں میں پہنچی اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ محمد بن موسی نے ابھی شکست نہیں کھائی شبیب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اس کی حماقت آمیز تکبیر نے اسکو ورغلایا ہے۔ شبیب نے پھر اذان دی اور سبھوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور پھر سب ملکر ان پر حملہ آور ہوئے۔ محمد کی فوج میں سے ایک جماعت نے تو شکست کھائی اور ایک کے ساتھ وہ برابر لڑتا رہا آخر میں وہ بھی مقتول ہو گیا اور خوارج نے تمام لشکر کے مال و متاع کو لوٹ لیا۔ جن لوگوں نے شبیب پر بیعت کی تھی وہ سب شکست کھا گئے اور ان میں سے کوئی زندہ نہ بچا اس کے بعد شبیب اس محل میں آیا جس میں اعین اور ابوضریس تھے وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے لیکن شبیب صرف ایک دن ٹھہر کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ شبیب کے اصحاب نے اس سے کہا کہ

اب تو کوفہ تک کوئی مانع نہ رہا۔ شبیب نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈالی تو انھیں بہت زیادہ زخمی پایا اور کہنے لگا کہ آج جو کچھ تم نے کارنامے کئے ہیں وہ گزشتہ جنگوں سے بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مقام نفر میں پہنچا اور وہاں سے صراۃ میں آیا اور وہاں سے نہانجار میں آکر مقیم ہوا۔ حجاج کو یہ خبر ملی کہ وہ نفر میں آیا ہے تو اس نے قیاس کیا کہ وہ مدائن آنا چاہتا ہے کیونکہ مدائن کوفہ کے دروازہ کی حیثیت رکھتا ہے جس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ سواد کا ایک بڑا حصہ اس کے قبضہ میں آجائے گا۔ اس خیال سے حجاج خوفزدہ ہوا اور عثمان بن قطن کو مدائن، جوخی، انبار، کا امیر مقرر کر دیا اور وہاں سے عبداللہ بن ابی عُصَیفر کو معزول کر دیا عبداللہ جزل کے زخموں کا علاج کراتا تھا اس کی ہمیشہ خبر گیری کرتا تھا جب عثمان بن قطن وہاں آیا تو اس نے جزل پر کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ تو جزل نے کہا کہ اے خداوندا عبداللہ کو جود و فضل پر بڑھا اور عثمان بن قطن کی بخل اور بدبختی میں اضافہ کر دے۔

بعض روایت میں ہے کہ محمد بن موسیٰ کے قتل کی روایت دوسری ہے وہ یہ ہے کہ محمد بن موسیٰ، عمر بن عبیداللہ بن معمر کے ساتھ جنگ ابو فدیک میں شریک ہوا تھا چونکہ محمد ایک بہادر اور طاقتور آدمی تھا اس لئے عمر نے اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دی اور محمد کی بہن عبدالملک کی بیوی تھی۔ اسی رشتہ کی وجہ سے عبدالملک نے اس کو سجستان کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور وہ کوفہ کی طرف سے گزرا جہاں اس وقت حجاج موجود تھا۔ حجاج سے کسی نے آکر کہا کہ اگر محمد سجستان اسی قرابت کے ساتھ مامور کیا گیا تو کوئی شخص جس کو تم گرفتار کرنا چاہو گے وہ تمھارے تفویض نہ کرے گا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا تدبیر ہے اس نے کہا کہ آپ اس سے ملیئے اور اس کو سلام کیجئے اس کی شرافت اور نجابت، شجاعت اور بہادری کی اس کے سامنے تعریف کیجئے اور یہ بھی کہیئے کہ شبیب تمھارے راستہ میں حایل ہے اور اس نے مجھے بھی عاجز کر دیا ہے میں امید ہے کہ اگر خدا نے اس کا خاتمہ تمھارے ہاتھوں کیا تو یہ بات تمھارے لیے سرمایۂ فخر و ناز ہو گی حجاج نے یہی چال چلی اور محمد نے اس کو قبول کر لیا اور شبیب کی طرف روانہ ہو گیا جب یہ وہاں پہنچا تو شبیب نے کہلا بھیجا کہ تجھ کو لوگوں نے دھوکا دیا ہے حجاج نے تیرے ساتھ دغابازی کی ہے چونکہ تم میرے پڑوسی ہو اس لئے تمھارا مجھ پہ

حق ہے۔ تم جس کام پر مامور کیے گئے ہو اس کو جا کر انجام دو اور خدا کی قسم میں تجھے کسی قسم کی اذیت نہیں دوں گا لیکن محمد نے انکار کر دیا اور جنگ کے سوا کسی چیز پر رضامندی ظاہر نہیں کی شبیب سے اور قاصد سے جب ملاقات ہوئی تو اس نے اسکو پھر واپس کر دیا لیکن محمد برابر انکار ہی کرتا اور میدان میں آنے کی دعوت دیتا رہا۔ چنانچہ بطین بن قعنب اور سوید بن سلیم میدان میں اترے لیکن محمد شبیب کے سوا کسی سے لڑنا نہیں چاہتا تھا مجبوراً شبیب مقابلہ میں آیا اور کہا کہ میں تجھے اپنا خون بہانے میں خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ تو اپنے کو بچا کیونکہ تو میرا پڑوسی ہے مگر محمد نے کچھ نہیں سنا آخر کار شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک لوہے کا گرز (جس کا وزن ۱۲ رطل شامی تھا ایک رطل آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے) اس کے سر پر مارا جس سے اس کا خود اور سر چکنا چور ہو گیا اور اسی صدمہ سے وہ مر گیا۔ شبیب نے پھر اس کی تجہیز و تکفین کی اور اس کی فوج سے جو کچھ غنیمت ملا اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت اس کے گھر والوں کے پاس بھیجدی اور اپنے اصحاب سے معذرت کی کہ وہ میرا پڑوسی تھا اس لئے مجھے اختیار ہے کہ جو بھی ملے مرتدین کو دیدوں (یعنی ان غیر خارجی لوگوں کو جو محمد کے اعزا و اقرباء میں سے تھے۔)

شبیب اور عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کی لڑائی اور عثمان بن قطن کا قتل۔

ان متواتر ہزیمتوں کے بعد حجاج نے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو بلا بھیجا اور اسے حکم دیا کہ چھ ہزار شہسواروں کو منتخب کرے شبیب کا جہاں بھی وہ ہو تعاقب کرے۔ چنانچہ عبدالرحمن نے چھ ہزار سواروں کی ایک فوج مرتب کر لی اور وہاں سے روانہ ہو گیا جب وہ کچھ دور نکل گیا تو حجاج نے ایک خط بھیجا جس میں اس نے فوج کو اس بات کی دھمکی دی کہ اگر تم نے اس مرتبہ بھی شکست کھائی تو یاد رکھو کہ میں بڑی سخت سزا دوں گا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالرحمن مدائن آیا اور جزل سے بطور عیادت کے ملنے گیا اس نے عبدالرحمن کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کی اور شبیب اور اس کے ساتھیوں سے خوف بھی دلایا اور اپنا گھوڑا جس کا نام فسیفسا تھا اسکو ہدیۃً دیا یہ گھوڑا میدان مسابقت میں سب سے آگے نکل جاتا تھا۔ عبدالرحمن جزل سے رخصت

ہو کر شبیب کی طرف چلا شبیب اس وقت دقوقہ اور شہر زور کی طرف جارہا تھا عبدالرحمن بھی اسی طرف تلاش میں نکلا جب مقام تخوم پر پہنچا تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ یہ موصل کی زمین ہے ان سے اس کی حفاظت کے لئے یہاں ضرور جنگ کرنی چاہیئے اسی اثناء میں اس کے پاس حجاج کا دوسرا خط آیا جس کا مضمون یہ تھا۔ "امابعد شبیب کو تلاش کرو جہاں وہ جائے اس کا تعاقب کرو یہاں تک کہ تم اسے پالو اور قتل کر ڈالو یا جلا وطن کردو کیونکہ عالم اسلامی میں امیر المومنین کے حکم کے سوا کسی کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا اور فوج وہی فوج ہوگی جو ان کی مطیع ہے"۔ چنانچہ عبدالرحمن شبیب کے تعاقب میں رہا جب شبیب اس سے بچتا رہا پھر وہ اس کے قریب آجاتا تھا اور اس پر شب خون مارتا تھا اور دیکھتا تھا کہ اس نے خندق کھود لی ہے اور اپنے کو محفوظ کر لیا ہے پس چھوڑ کر واپس چلا آتا تھا دوسرے دن شبیب جب کوچ کرتا تو پھر عبدالرحمن اس کے تعاقب میں لگا رہتا یہ خبر شبیب کو ملی کہ عبدالرحمن رات کو چھاپہ مارنے کے خیال سے آتا ہے اور جب اسے ہماری غفلت کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا تو بے نیل مرام واپس جاتا ہے۔ شبیب نے ایک دوسری تدبیر کی وہ یہ کہ جب عبدالرحمن نزدیک آجائے تو وہ ۲۰ فرسخ آگے جا کر کسی سخت زمین پر مقیم ہو اس صورت میں عبدالرحمن کو ہمیشہ تعاقب ہی کرتے گذرتا اس وجہ سے فوج کو سخت مصائب اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ان کے جانوروں کے پیر چلتے چلتے زخمی ہو گئے۔ اور اسے بھی ہر قسم کی آفتیں برداشت کرنی پڑیں مگر عبدالرحمن برابر تعاقب کرتا رہا شبیب خانقین، جلولا، سامرا، پر سے گذرتا ہوا بت میں آیا جو موصل کا ایک گاؤں ہے بت اور آبادی کوفہ کے درمیان صرف نہر حولایا حائل ہے اور یہ نہر ارض جوخی میں راذان اعلی پر واقع ہے عبدالرحمن اسی نہر کے موڑ پر اترا۔ کیونکہ وہاں کی زمین میں قدرتی طور پر خندقیں تھیں۔ اس کے بعد شبیب نے عبدالرحمن کو یہ کہلا بھیجا کہ آجکل ہماری اور تمہاری عید کا زمانہ ہے یعنے عید اضحیٰ ہے تو کیا ان دنوں کے لئے مصالحت کر سکتے ہو عبدالرحمن نے منظور کر لیا۔ کیونکہ وہ خود جنگ کی مدت میں طول دینے کا خواہشمند تھا ادھر عثمان بن قطن نے حجاج کو یہ خط لکھ بھیجا۔ "امابعد۔ عبدالرحمن نے جوخی کی تمام زمین کو خندق بنا ڈالا۔ وہاں کا خراج وصول کرانا بند کر دیا۔ اور شبیب کو وہاں کے باشندوں کے لوٹنے کے لئے چھوڑ دیا ہے والسلام"۔ حجاج نے جواب میں اس کو فوج کی طرف روانہ

ہونے کا حکم دیا اور عبد الرحمن کو معزول کر کے اس کو فوج کا امیر بنا دیا اور مدائن میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کو حاکم بنا کر بھیجدیا۔ عثمان مدائن سے عبد الرحمن اور اس کی فوج کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہ وہاں منگل کے دن شام کے وقت جو ترویہ کا دن تھا پہنچا اور جاتے کے ساتھ ہی اپنے خچر پر سوار ہو کر لوگوں کو آواز دی "اے لوگو اپنے دشمن کی طرف چلو"۔ لوگ گھبرا کر دوڑے اور کہنے لگے کہ اب تو شام ہو گئی ہے اور لوگ اس وقت لڑائی کے لئے تیار بھی نہیں ہیں اس لئے رات گذر جانے دیجئے صبح کو مستعد ہو کر چلینگے لیکن وہ برابر یہ کہتا رہا کہ ہم اپنے دشمنوں سے خوب لڑیں گے تاکہ ہم کو یا ان کو فرصت مل جائے عبد الرحمن اس کے پاس آیا اور اس نے اس کو اترنے پر مجبور کیا۔

شبیب نے مقاوبت کے کلیسا میں اقامت کی تھی۔ چنانچہ وہاں کے باشندے آئے اور اس سے یہ کہنے لگے کہ کمزوروں اور ذمیوں پر آپ رحم کرتے ہیں۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ آپ سے گفتگو کرے اور اپنے شکایات پیش کرے کیونکہ آپ ان کے معروضات پر غور فرماتے ہیں برخلاف اس کے یہ تمام حکام ظالم اور جابر ہیں نہ کسی کی کچھ سنیں گے اور نہ عذر قبول کریں گے خدا کی قسم اگر انکو اس کی خبر لگ گئی کہ ہم نے آپ کو اپنے کلیسا میں ٹھہرایا ہے تو وہ آپ کے جانے کے بعد ایک ایک کو دار پر چڑھادیں گے اسلئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو گاؤں کے کسی کنارہ پر ٹھہر جائیے اور ہمکو مصیبت سے نجات دلائیے چنانچہ شبیب نے ایسا ہی کیا ان کے معبد سے نکل گیا اور گاؤں کے کنارے پر ٹھہرا۔ عثمان رات بھر لوگوں کو برابر جنگ کے لئے جوش دلاتا رہا۔ اور صبح کو چہار شنبہ کے دن ان کو ساتھ لے کر نکلا اتفاقاً جیسے ہی باہر نکلے کہ سامنے سے بڑی زبردست آندھی اٹھی تمام لوگ گرد و غبار میں اٹ گئے لیکن لوگ چلانے لگے اور خدا کا واسطہ دیکر کہنے لگے کہ ایسے وقت جبکہ آندھی ہم پر چل رہی ہے تم ساتھ لے کر نہ چلو۔ پھر عثمان اس دن واپس آ گیا اور پھر جمعرات کے دن لوگوں کو جنگ کے لئے پورے طور پر مستعد اور مرتب کر کے روانہ ہوا۔ میمنہ پر خالد بن نہیک ابن قیس۔ میسرہ پر عقیل بن شداد سلولی کو رکھا اور خود پیدل فوج کے ساتھ چلا۔ شبیب نہر عبور کر کے اسطرف چلا آیا اسکے ساتھ اس وقت (۱۸۱) آدمی تھے خود میمنہ پر کھڑا ہوا اور اپنے بھائی مصاد کو قلب میں رکھا اور سوید بن سلیم کو میسرہ پر متعین کیا اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو یہ ہدایت کی کہ میں ان کے میسرہ پر جو نہر کے متصل ہے حملہ

کرتا ہوں۔ جب میں انھیں شکست دیدوں تو ہمارا صاحب میسرہ ان کے میمنہ پر حملہ کرے اور صاحب قلب جب تک ہماری حالت معلوم نہ ہو اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس کے بعد شبیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کر دیا جس پر عقیل بن شداد تھا اور تھوڑی ہی دیر میں اسے شکست دیدی۔ عقیل بن شداد گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگا اور مارا گیا اور مالک بن عبد اللہ ہمدانی جو عیاش بن عبد اللہ بن منتوف کا چچا تھا وہ بھی قتل کیا گیا۔ پھر سوید نے میمنہ پر حملہ کیا جس پر خالد بن نہیک تھا اور اس کو شکست دی۔ لیکن خود خالد زور و شور سے مقابلہ کر رہا تھا کہ یکایک پیچھے سے شبیب نے آکر اسکو قتل کر ڈالا۔ عثمان بن قطن آگے بڑھا اور اس کے ساتھ چند معزز اصحاب شرفاء قوم، اور دوسرے فوجی بھی گھوڑوں سے اتر کر دشمن کے مقابلہ میں آگئے اور اس کے سامنے شبیب کا بھائی مصاد اپنی فوج کو جس میں (۶۰) آدمی تھے لئے ہوئے کھڑا تھا۔ جب عثمان قریب پہنچا تو مصاد نے اس پر زور سے حملہ کیا اور اتنا کھلا کہ عثمان کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی ادھر سے شبیب نے پشت پر سے حملہ کیا عثمان اور اس کے اصحاب کو اس حملہ کی اسوقت خبر ہوئی۔ جب نیزے ان کے مونڈھوں پر پڑ رہے تھے اور وہ منہ کے بل گر رہے تھے۔ سوید بن سلیم بھی اپنی فوج کے ساتھ اسی طرف آپڑا تھوڑی دیر کے لئے مصاد ہٹ گیا۔ عثمان بن قطن خوب جم کر لڑتا رہا۔ مگر آخر میں لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مصاد نے موقع پاکر ایک پورا وار کیا اور کہا کہ کان امر اللہ مفعولا (یعنے خدا کی بات ہونے والی تھی) اس کے بعد سبھوں نے مل کر اسے قتل کر ڈالا۔ عبد الرحمن بھی بے طرح گرا تھا لیکن ابن ابی سبرہ نے جو اپنے خچر پر سوار تھا اسکو پہچان لیا اور اپنے خچر پر بٹھا لیا اور فوج میں یہ اعلان کر دیا کہ دیر ابی مریم پر ہم سے ملو اسکے بعد دونوں روانہ ہو گئے واصل سکونی نے عبد الرحمن کے اس گھوڑے کو لشکر میں ننگی پیٹھ دوڑتے ہوئے دیکھا جس کو جنرل نے دیا تھا اور اصحاب شبیب میں سے کسی نے اسے پکڑ لیا اور یہ سمجھے کہ وہ بھی مقتول ہو گیا لیکن جب مقتولین میں تلاش کیا گیا تو نہ ملا۔ پھر دریافت کیا تو پورا حال معلوم ہو گیا واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے غلام کو خچر پر ہمراہ لیکر عبد الرحمن کے پیچھے چلا جب ان دونوں نے اسکو آتے ہوئے دیکھا تو لڑنے کے لئے آمادہ ہوئے جب واصل نے دیکھا تو پہچان لیا اور کہا کہ تم لوگ اپنی جگہ پر میدان میں جنگ کے لئے نہیں اترے اسلئے یہاں بھی جنگ کے لئے تیار نہ ہو

واصل نے جب اپنے سر سے عمامہ اتارا تو ان لوگوں نے اسکو پہچانا۔ واصل نے عبدالرحمن سے کہا کہ میں یہ گھوڑا تمہاری سواری کے لئے لایا ہوں چنانچہ وہ سوار ہو کر روانہ ہوا اور دیر یقاء میں جا کر مقیم ہوا۔ ادھر شبیب نے لڑائی ختم کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر شکست خوردہ لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ چنانچہ انھوں نے بیعت کر لی۔ اس جنگ میں صرف بنو کندہ کے ۱۲۰ آدمی مقتول ہوئے اور بھی بڑے بڑے سرداران قوم کی جانیں تلف ہوئیں۔ عبدالرحمن نے رات دیر یقاء میں گذاری۔ یہیں اس کے پاس دو سوار آئے اور اوپر جا کر ان میں سے ایک اس سے تخلیہ میں دیر تک گفتگو کرتا رہا اور اس کے بعد دونوں نیچے آئے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شبیب ہی تھا اس سے پہلے عبدالرحمن اور شبیب میں خط و کتابت بھی ہوا کرتی تھی۔ دیر یقاء سے دوسرے دن عبدالرحمن دیر مریم گیا اور وہاں تمام لوگ جمع تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اگر شبیب تمہارے متعلق سن لے تو وہ تم پر پھر حملہ کر دے گا تم اس کے لئے مال غنیمت ہو جاؤ گے اور یہاں سے عبدالرحمن کوفہ پہنچا اور حجاج سے روپوش رہا جب اس نے امان دیدیا تو ظاہر ہوا۔

اسلامی سکوں (دراہم اور دنانیر) کا ڈھالنا

اس سال عبدالملک نے دینار اور درہم کے سکے مضروب کرائے۔ اور یہ پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں سکہ جاری کیا اور اس سے عام مسلمانوں نے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا سکوں کی ایجاد کی اصلی وجہ یہ پیش آئی کہ عبدالملک کی طرف سے جو مکاتیب قیصر روم کے پاس جاتے تھے ان کی پیشانی پر قل ہو اللہ احد اور آنحضرت کا نام مبارک اور تاریخ ہجری ثبت رہتی تھی قیصر روم نے اسی وجہ سے ایک خط عبدالملک کو اس مضمون کا لکھا کہ تم نے جو یہ بدعت اختیار کی ہے اس کو چھوڑ دو ورنہ ہمارے سکوں پر تمہارے نبی کا اس طریقہ پر تذکرہ ہوگا جسے تم برا سمجھو گے۔ یہ بات عبدالملک کو بہت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اس نے خالد بن یزید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس سے اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ خالد نے کہا کہ رومی سکوں کا استعمال چھوڑ دیجئے اور اس کے بجائے اپنی سلطنت میں سکے ڈھلوائیے جس میں خدا کا نام منقوش ہو۔ اس کے بعد عبدالملک کے حکم سے سکے تیار ہونے لگے۔ حجاج نے جو سکہ بنوایا تھا اس میں چونکہ سورہ اخلاص (قل ہو اللہ احد) کی

ایک آیت منقوش تھی اسلئے اسکو لوگوں نے ناپسند کیا کیونکہ اسے ہر پاک و ناپاک استعمال کرتا تھا حکومت کی طرف سے دوسرے لوگوں کو سکے بنانے کی سخت ممانعت کی گئی۔ ایک مرتبہ سمیر یہودی نے اپنے یہاں سکے بنائے تو حجاج نے اس کو گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میرے درہموں کی بانگی (سونے چاندی کی چاشنی) تمہارے درہموں سے کہیں زیادہ اچھی ہے پھر مجھ کو کیوں قتل کرتے ہو لیکن حجاج نے کچھ نہیں سنا اس کے بعد سمیر نے اوزان کے تولنے کے لئے ایک کانٹا یا ترازو ایجاد کیا تاکہ حجاج اسکو اس خدمت کی وجہ سے چھوڑ دے لیکن پھر بھی رہا نہ کیا گیا لوگ اس سے پہلے اوزان کے تولنے کے طریقے سے ناواقف تھے۔ بلکہ اکثر ایک چیز کو دوسری چیز سے وزن کر لیتے تھے۔ جب سمیر نے یہ اوزان ایجاد کئے تو لوگ غبن سے محفوظ ہو گئے۔ عمر بن ہبیرہ عہد عبد الملک میں پہلا شخص تھا جس نے نقود کے تولنے میں بڑی سختی کی اور چاندی کو پہلے سے زیادہ کھرا کیا۔ اعلیٰ قسم کے دراہم اور دنانیر مضروب کرائے بانگی میں جو کچھ نقائص رہ گئے تھے ان کو دور کیا اور اس بارے میں سختی سے کام لیا۔ اس کے بعد خالد بن عبد اللہ قسری نے خلیفہ ہشام ابن عبد الملک کے زمانے میں ابن ہبیرہ سے زیادہ اسکا اہتمام کیا اس کے بعد جب یوسف بن عمر ٹکسال کا افسر ہوا تو اس نے ان دونوں سے زیادہ سختی کی۔ اور ہمیشہ دراہم اور دنانیر کی جانچ پڑتال میں لگا رہتا تھا اتفاقاً ایک مرتبہ ایک درہم میں حبہ برابر کمی نکلی تو اس نے اس جرم میں تمام کاریگروں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے۔ کل سو کاریگر تھے تو اس لحاظ سے ایک حبہ کے لئے ایک لاکھ کوڑے لگوائے ہبیرہ، خالد، یوسف کے سکے عبد اللہ کے اعلیٰ ترین سکوں میں سے تھے چنانچہ عباسی خلیفہ منصور خراج میں ان سکوں کے سوا دوسرے سکے قبول نہیں کرتا تھا اس سے قبل کے دراہم اور دنانیر مکروہہ کے نام سے موسوم کئے گئے۔ بعض روایت میں ہے کہ مکروہہ صرف ان سکوں کو کہتے تھے جن کو حجاج نے ڈھلوایا تھا کیونکہ ان پر قل ہو اللہ کی آیت منقوش تھی اور اسی وجہ سے علما پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اسکو طاہر اور غیر طاہر ہر شخص استعمال کرتا تھا اس زمانے میں عجمی سکے مختلف اوزان کے تھے بعض بڑے تھے اور بعض چھوٹے تھے ایک مثقال ۲۰ قیراط کے برابر ہوتا تھا (قیراط دو جو کے وزن کو کہتے ہیں) اور بعض ۱۲۔ اور بعض ۱۰ قیراط کے ہوتے تھے جب اسلامی حکومت میں اس کام کا آغاز ہوا تو اس نے ۲۰، ۱۲، ۱۰، ان سب کو ملا کر ۴۲ کیا اور اس کے ثلث یعنے ۱۴ قیراط پر ایک سکہ بنایا گیا تو اس حساب سے ایک عربی درہم ۱۴ قیراط کے برابر ہوا

اور ہر دس درہم کے سات مثقال ہوئے۔ کیونکہ ہر مثقال ۲۰ قیراط کے برابر ہوتا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ مصعب بن زبیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے زمانۂ حکومت میں تھوڑے سے درہم بنوائے تھے جسکو عبدالملک نے اپنے سامنے تڑوا ڈالا لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے کہ عبدالملک ہی نے اسکو اول ایجاد کیا

۷۶ھ کے مختلف واقعات

یحییٰ بن حکم، عبدالملک کے پاس اسی سال آیا تھا اور ابان بن عثمانؓ مدینہ کا حاکم بنایا گیا مروان بن محمد بن مروان کی پیدائش اسی سال ہوئی۔ اس سال مدینہ کا حاکم ابان بن عثمان حج کا بھی حاکم مقرر ہوا۔ عراق میں حجاج حاکم تھا اور خراسان میں امیہ بن عبداللہ بن خالد والی تھا۔ کوفہ میں شریح قاضی تھے۔ بصرہ کے قاضی زرارہ بن اوفی تھے محمد بن مروان نے اس سال ملطیہ کی طرف سے روم پر چڑھائی کی تھی حبہ بن جوین عرنی نے اس سال وفات پائی حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے

۷۷ھ کی ابتدا

شبیب کی عتاب بن ورقا اور زہرہ بن حویہ کیساتھ لڑائی اور دونوں کا قتل

اس سال شبیب نے عتاب بن ورقا ریاحی اور زہرہ بن حویہ کو قتل کیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب شبیب نے عبدالرحمن بن محمد کو شکست دی اور عثمان بن قطن کو قتل کیا تو سخت گرمی کا موسم تھا اور موسم گرما گذارنے کے لئے وہ ماہ بہراذان میں آیا اور وہیں تین مہینے مقیم رہا۔ اسی اثناء میں دنیا طلب انسان اور وہ لوگ جن کو حجاج نے روپیہ نہ داخل کرنے کے عوض میں یا چھوٹے جرائم میں معتوب کیا تھا شبیب کے پاس آئے۔ جب موسم گرما کے دن نکل گئے تو شبیب نے تقریباً (۸۰۰) سو آدمیوں کو لے کر مدائن کا رُخ کیا اور قناطر (پل) خدیقہ بن یمان کے قریب ٹھہرا۔ اسوقت مدائن میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ حاکم تھا۔ بابل مہروذ کے رئیس نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ حجاج کو جب یہ خط ملا تو وہ فوراً تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! تمہیں اپنے مال و دولت کی حفاظت اور ملک کی فلاح و بہبودی کے لئے جنگ کرنی ہوگی۔ ورنہ میں ایسی قوم کو بھیجوں گا جو تم سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور تم سے زیادہ مصائب و تکلیف کو برداشت کرنے والی ہے وہ تمہارے دشمنوں سے مقابلہ کریگی اور تمہارے غنائم کو اپنے قبضہ میں کرے گی۔ ان چند جملوں نے تمام لوگوں کو مشتعل کر دیا ہر طرف سے لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان سے خوب لڑیں گے اور آپ کی مدد کریں گے آپ کسی اچھے امیر کو منتخب کیجئے اس کام کو خوش اسلوبی سے انجام دے

اثناء گفتگو میں زہرہ بن حویہ کھڑا ہوا جو بہت ہی ضعیف آدمی تھا بغیر کسی سہارے کے کھڑا تک نہیں ہو سکتا تھا اور یہ کہنے لگا خدا آپ کا بھلا کرے۔ اب تک آپ نے شبیب کے مقابلہ میں بہت قلیل التعداد فوجیں بھیجی ہیں۔ اس مرتبہ اب بہت زیادہ آدمیوں کو روانہ کیجئے اور اُن پر ایک ایسا شخص سردار مقرر کیجئے جو بہادر اور تجربہ کار ہو میدان میں پیٹھ دکھلانا اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھے استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ کھڑا رہنا اپنے لئے کمال عزت سمجھے۔ حجاج نے فوراً کہا کہ تم بھی تو اسی قسم کے آدمی ہو اس لئے تم ہی جاؤ۔ زہرہ نے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے اس کام کے لئے وہ شخص مناسب ہے جو کم سے کم زرہ اور نیزوں کا بوجھ اٹھا سکے تلوار کا وار اچھی طرح کر سکے گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ سکے لیکن میں تو ان میں سے کسی چیز کی طاقت نہیں رکھتا اور سب سے زیادہ یہ کہ میری نظر بھی کمزور ہو گئی ہے۔ مگر بہر صورت مجھے سردار فوج کے ساتھ جانے دیجئے میں اس کے ساتھ رہوں گا اور موقع بموقع مشورہ دیتا رہوں گا۔ حجاج نے کہا جزاک اللہ خدا تمھاری ابتداء اور انتہاء دونوں بہتر بن کرے۔ بہت اچھی نصیحت کی ہے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تم سب لوگ جانے کے لئے تیار ہو جاؤ لوگ تیاری میں مصروف ہو گئے لیکن انھیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ان کا امیر کون مقرر کیا گیا ہے۔ حجاج نے عبد الملک کو خط لکھا اما بعد شبیب مدائن پر آ چکا ہے اور اب کوفہ میں داخل ہونا چاہتا ہے اہل کوفہ اس سے عاجز آ گئے ہیں کیونکہ کئی موقعوں پر ان کے بڑے بڑے سردار قتل کئے جا چکے ہیں انکی فوجوں نے متواتر شکستیں کھائی ہیں اسلئے شامی فوج کو روانہ کیجئے جو خوارج کا مقابلہ کرے اور شہر کی حفاظت کرے جب یہ خط عبد الملک کو ملا تو اس نے سفیان بن ابرد کلبی کو چار ہزار فوج لیکر بھیجا تھا اور حبیب بن عبد الرحمن کو ۲ ہزار آدمیوں کیساتھ بھیجا ادھر حجاج نے عتاب بن ورقاء ریاحی کو طلب کیا جو مہلب کیساتھ تھا اس سے قبل عتاب نے حجاج کے پاس مہلب کی شکایت لکھی تھی اور وہاں سے واپس آنیکی اجازت طلب کی تھی اسکا سبب یہ ہوا تھا کہ عتاب نے مہلب سے اہل کوفہ کا روزینہ فارس کی آمدنی سے طلب کیا تھا مہلب نے دینے سے انکار کر دیا اور اس سے دونوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی اور یہاں تک طول کھینچ گئی کہ جنگ و جدل کی نوبت آ گئی لیکن مغیرہ بن مہلب نے دونوں میں مصالحت کرا دی اور اپنے والد سے کوفہ والوں کا روزینہ منظور کرا لیا۔ اسکے بعد انھیں باتوں کی شکایت عتاب نے حجاج کے پاس کی تھی جب یہ خط حجاج کو ملا تو وہ بہت خوش ہوا اور اسکو بلا لیا پھر حجاج نے اہل کوفہ کو اس لئے جمع کیا تا کسی امیر کو منتخب کیا جائے لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ کی رائے زیادہ مناسب ہے حجاج نے کہا کہ میں نے عتاب بن ورقاء کو بلا بھیجا ہے وہ آج یا کل

یہاں پہنچ جائیگا۔ زہرہ نے کہا اے امیر آپنے انہیں کی تلواریں انکے سر پر ماریں خدا کی قسم اب تو ہم یا نجات ہوکر پھر ینگے یا جان دیدینگے قبیصہ بن والق نے حجاج سے کہا کہ اے امیر، لوگ آپس میں یہ گفتگو کررہے ہیں کہ آپ کے پاس شامی فوجیں آنیوالی ہیں اور خود اہل کوفہ کا یہ حال ہے کہ وہ کئی بار شکست کھاچکے ہیں اور کئی مرتبہ میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اسلئے خوف و دہشت کے مارے انکے قلوب اپنی جگہ پر نہیں ہیں اگر مناسب سمجھئے تو کسی کو اہل شام کیطرف بھیجئے تاکہ وہ ان خوارج سے بچتے ہوئے آئیں اور جہاں مقیم ہوں وہاں ہوشیار رہیں کیونکہ آپ ایک ایسے شخص سے مقابلہ کررہے ہیں جو حیلہ باز اور پینترے بدلنے والا ہے سیاح اور ہمیشہ سفر کرنیوالا ہے آپنے اسکے مقابلہ میں کوفے والوں کو تیار کیا ہے حالانکہ ان پر کوئی اعتماد نہیں ہے شبیب کی حالت یہ ہے کہ آج یہاں ہے کل وہاں ہے اسی وجہ سے ہمکو خطرہ ہے کہ شامی فوجیں ہم تک محفوظ نہیں پہنچ سکتیں اور خدانخواستہ اگر وہ ہلاک ہوگئیں تو ہماری تباہی دھری ہے اور سارا عراق خاک میں ملجائیگا۔ حجاج نے اسکے اس مشورے کی بڑی تعریف کی اور فوراً ہی اہل شام کو خبردار کیا کہ تم بچتے ہوئے عین التمر سے آؤ حسب الحکم انہوں نے عمل کیا۔ اسی شب کو عتاب بن ورقا کوفے میں پہنچگیا حجاج نے دوسرے دن اسکو اس فوج کا سردار بناکر بھیجدیا اس نے حمام اعین میں آکر لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا ادھر شبیب کلواذی پہنچا۔ دریائے دجلہ عبور کرکے بہرسیر دنیا میں پہنچا اور اب اسکے اور مطرف کے درمیان صرف دریائے دجلہ حایل تھا مطرف نے پل عبور کیا اور شبیب سے کہلا بھیجا کہ اپنے منتخب اصحاب میں سے چند آدمیونکو میرے پاس بھیجدو تاکہ ہم انسے قرآن شریف کا مذاکرہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ وہ کس چیز کیطرف دعوت دیتے ہیں چنانچہ شبیب نے قعنب بن سوید اور محلل وغیرہ کو بھیجا اور ساتھ ہی مطرف سے اس کی ضمانت لی کہ وہ ان کو واپس کردیگا یہ لوگ گئے اور چار دن تک مقیم رہے لیکن کسی بات پر اتحاد خیال نہ ہوسکا اور واپس چلے آئے جب مطرف شبیب کی پیروی سے معذور رہا تو اس نے عتاب کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کی اور اپنے اصحاب سے یہ کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ جو فوج شام سے آرہی ہے قبل اس کے کہ وہ کوفہ یا حجاج کے پاس پہنچے اچانک اس پر حملہ کردوں۔ لیکن مطرف نے اس کام سے باز رکھا کیونکہ گفت و شنید کی وجہ سے موقع جاتا رہا۔ اب ہمارے جاسوسوں نے اس کی اطلاع دی ہے کہ اس فوج کا پہلا حصہ عین التمر میں داخل ہوچکا ہے اور اب کوفہ کے قریب پہنچ گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عتاب اور اس کے ساتھی بصرہ میں ہیں۔ دیکھو وہ یہاں سے کتنا نزدیک ہے اس لئے اسی طرف چلنا چاہیئے۔ مطرف بن مغیرہ ڈرا کہ شبیب کی گفت و شنید کی خبر حجاج کے کانوں تک پہنچے گی تو غضب ہوگا۔ اس لئے وہ پہاڑ و ملک کی طرف چلا گیا۔ شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو مدائن کی طرف روانہ کردیا اور خود پل عبور

کر کے عتاب کی طرف چلا۔ عتاب اس کے تلاش میں تھا اور اب سوق حکمہ میں مقیم تھا اس کے ساتھ صرف فوجیوں کی تعداد چالیس ہزار تھی اور ان کے علاوہ جوان۔ لڑکے اور غلام دس ہزار تھے کل ۵۰ ہزار تھے جب کوفہ سے یہ لوگ روانہ ہونے لگے تو حجاج نے کہا کہ کوشش کرنے والے کے لئے فضیلت اور بزرگی ہوتی ہے اور ہمت ہار کر بھاگنے والے کے لئے ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔ خدا وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ گذشتہ معرکوں میں کیا ہے تو میں تمہیں سخت ظالموں کے سپرد کردوں گا۔ اور سخت فوجوں سے پیس ڈالوں گا۔ بہرحال جب عتاب سوق حکمہ میں پہنچا تو شبیب ادھر سے آگیا جب یہ مدائن سے چلا تو اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے اور راستہ میں برابر ان کو مشتعل کرتا رہا۔ مگر بعض راستہ ہی سے چل دیئے۔ شبیب نے ساباط میں آکر ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ اور پھر آگے بڑھا اس نے عتاب کو دیکھا کہ وہیں پر مقیم ہے اتنے میں مغرب کا وقت ہوگیا تو مغرب کی نماز پڑھی۔ عتاب نے اپنی فوج کو پہلے ہی سے مرتب کرلیا تھا محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو میمنہ پر رکھا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے تم شریف اور بہادر ہو مصائب برداشت کرسکتے ہو اس نے کہا کہ جب تک ایک انسان بھی میرے ساتھ باقی رہے گا میں صبر کروں گا قبیصہ بن والق ثعلبی سے کہا کہ تم میسرہ پر جاؤ اس نے عذر کیا کہ میں بہت ضعیف آدمی ہوں کسی کی مدد کے بغیر کھڑا تک نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کسی دوسرے کا انتخاب کیجئے آخر کار میسرہ پر نعیم بن علیم کو مقرر کیا اور پیادہ فوج پر حنظلہ بن حارث یربوعی کو بھیجا جو اس کا چچازاد بھائی تھا اور خاندان میں ایک بزرگ آدمی تھا اور پیادہ فوج میں تین صفیں قائم کیں ایک اہل شمشیر دوسرے نیزہ باز، تیسرے تیرانداز جماعتوں کو مرتب کیا۔ ان تمام کو جنگ کے لئے اپنی تقریروں کے ذریعہ سے جوش دلایا۔ اور پوچھا کہ قصہ گو کہاں ہیں تو کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر پوچھا کہ عنترہ کے اشعار پڑھنے والا کون ہے پھر سب کے سب خاموش رہے عتاب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ ابھی سے عتاب بن ورقاء کو چھوڑ کر بھاگ گئے ہو اور اس کو ذلیل و خوار کردیا اس کے بعد عتاب قلب میں آکر بیٹھا اس کے ساتھ زہرہ بن حویہ اور عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث، ابوبکر بن محمد بن ابی جہم عدوی بیٹھے تھے شبیب آگے بڑھا اور اسوقت اس کے پاس ۶۰۰ سو آدمی تھے اور ۴۰۰ سو پیچھے

رہ گئے تھے۔ اس پر اس نے کہا کہ ہم سے وہی لوگ علیحدہ ہوئے جن کو اپنے ساتھ رکھنا پسند بھی نہیں کرتا تھا۔ یہ کہہ کر سوید بن سلیم کو ۲۰۰ سو آدمیوں کے ساتھ میسرہ پر رکھا اور محلل بن وائل کو ۲۰۰ سو آدمیوں کے ساتھ قلب میں متعین کیا اور خود ۲۰۰ سو آدمیوں کے ساتھ میمنہ پر آیا۔ یہ وقت مغرب اور عشا کے درمیان کا تھا اور اس وقت چاند روشن ہو چکا تھا شبیب نے اس طرف کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کے جھنڈے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ بنو ربیعہ کے ہیں پھر بولا کہ بسا اوقات حق کو نصرت ہوتی ہے اور بسا اوقات باطل کو خدا کی قسم میں تم سے خدا کے لیے لڑوں گا میں شبیب ہوں خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں نافذ ہو سکتا اگر تم چاہو تو خدا کے حکم کے لئے ثابت رہو۔ اس کے بعد بڑے زور سے دھاوا کیا شبیب کی اس بات نے ادھر کی فوج میں بھی ایک غیرت اور حمیت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اصحاب قبیصہ بن والق، عبید بن جلیس، نعیم بن علیم یہ سب دیر تک جمے رہے لیکن آخر میں مقتول ہوئے۔ اور پورا میسرہ شکست کھا گیا۔ اثنائے جنگ میں بنو تغلبہ چلائے کہ قبیصہ بن والق مقتول ہو گیا۔ شبیب نے کہا کہ تم نے ہی اسکو قتل کر دیا اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔

واتل علیهم نبا ء الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منها الخ

ان کو اس شخص کا واقعہ سناؤ جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں اور پھر اس سے وہ پھر گیا۔

شبیب پھر اس کی نعش پر آ کر کھڑا ہوا اور کہا کہ تجھ پر افسوس ہے تو نے اسلام کی ان خوبیوں کو جس سے تو نے سعادت حاصل کی تھی کھو دیا اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ رسول اللہ کے پاس آیا تھا اور مسلمان ہوا تھا اور اب خدا کی شان دیکھو کہ فاسقوں کی طرف سے تم سے لڑنے آیا تھا۔ شبیب نے میسرہ سے عتاب پر حملہ کیا اور سوید بن سلیم نے میمنہ پر حملہ کیا۔ جس پر محمد بن عبد الرحمن تھا۔ میمنہ والے جن میں بنو تمیم اور ہمدان بہت زیادہ تھے خوب جم کر لڑتے رہے لیکن جب یہ خبر اڑی کہ عتاب مقتول ہو گیا تو ان کی ہمت ٹوٹ گئی اور ادھر اُدھر منتشر ہو گئے حالانکہ عتاب ایک چٹائی پر قلب میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ زہرہ بھی تھا جب شبیب نے دونوں طرف شکست دیدی۔ اور قلب کا رخ کیا تو عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن صبر و استقلال کچھ نہیں ہے کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اتنے عظیم الشان لشکر میں صرف بنو تمیم کے پانچسو آدمی جو

ایک ایسے شخص کی وجہ سے اب تک جمے تھے جو دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم اور اپنا
آپ معاون اور مددگار تھا لیکن وہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اور جدا ہوگئے زہرہ نے کہا
عتاب، تم نے بہت اچھا کیا تمھارے جیسے آدمی کو بشارت دی جاسکتی ہے خدا سے
توقع ہے کہ وہ ہماری زندگیوں کے آخری دنوں میں ہمیں جام شہادت پلادے۔ اس کے
بعد جب شبیب ادھر جھکا تو عتاب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو اب تک باقی رہ گئی
تھی مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور دوسری جماعتیں بھاگ چکی تھیں عتاب سے کسی نے کہا
کہ عبد الرحمن ابن اشعث اور اس کے ساتھ بہت سے آدمی چلے گئے تو اس نے کہا کہ میں نے
عبد الرحمن کو کبھی اپنے کام کی پروا کرتے نہیں دیکھا۔ پھر کچھ لڑائی ہوئی۔ اصحاب شبیب
میں سے عامر بن عمر تغلبی نے عتاب کو پہچان لیا اور فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزوں میں چھید چھید
کر مار ڈالا۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑوں سے زہرہ بن حویہ کو روند ڈالا چنانچہ وہ اس حالت
میں بھی اپنی تلوار سے مدافعت کر رہا تھا لیکن کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی اتنے میں فضل
بن عامر شیبانی نے زہرہ کو قتل کر ڈالا۔ شبیب ادھر سے گذرا تو اسی طرح زمین پر پڑا دیکھا
غور سے صورت دیکھی تو پہچان گیا اور بولا کہ یہ زہرہ بن حویہ ہے کاش تو ان گمراہوں کے
ساتھ نہ قتل کیا جاتا بہت سے اسلامی غزوات ہوئے جن میں تو نے اپنے کارنامے دکھائے
جس سے تیرا رتبہ دوبالا ہوگیا کافروں اور مشرکوں کی بہت سی فوجوں کو تو نے شکست دی
بہت سے ان ممالک کو جن کے باشندے آمادہ بہ جنگ تھے تو نے انھیں فتح کیا لیکن
نہ معلوم یہ خدا کا کیا بھید تھا کہ تو ظالموں کا معاون ہو کر مارا گیا شبیب اس کے اور
حالات یاد کر کے ماتم کرتا رہا اس کے اصحاب میں سے کسی نے اس سے پوچھا کہ آپ
ایک کافر کی موت پر اظہار رنج و افسوس کیوں کرتے ہیں شبیب نے کہا کہ تم اس کی حالت
سے مجھ سے زیادہ واقف نہیں ہو، میں اسکو پہلے سے جانتا ہوں۔ کاش! اگر وہ اپنی
حالت پر قائم رہتے تو وہ ہمارے بھائیوں میں ہوتے اس کے بعد شبیب نے لڑائی ختم
کرنیکا حکم دیا اور بیعت کی دعوت دی لوگوں نے بیعت توکی مگر رات ہی کو بھاگ گئے
شبیب نے فوجیوں کی تمام چیزیں اپنے قبضہ میں کیں۔ اور اپنے بھائی مصاد کو مدائن سے
بلا بھیجا۔ جب وہ آگیا تو سب کے سب بیت قرۃ میں دو دن تک مقیم رہے اس کے بعد کوفہ
کی طرف چلے۔ سورا میں اتر کر وہاں کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ ادھر سفیان بن ابرد شامی

فوجیوں کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوا۔ حجاج کو اس کے آنے سے بڑی تقویت حاصل ہوئی کیونکہ اس فوج سے وہ تمام کوفہ والوں سے مستغنی ہو گیا۔ اس کے بعد حجاج نے منبر پر آ کر ایک تقریر کی اے اہل کوفہ خدا اس شخص کو جو تمہارے ذریعہ سے غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہو کبھی غالب نہ کرے اور نہ اس شخص کی مدد کرے جو تمہاری مدد کا طالب ہو۔ تم لوگ ہمارے سامنے سے دور ہو جاؤ لڑائی میں ہمارے ساتھ ہرگز نہ شریک ہو۔ حیرہ جاؤ اور یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ رہو ہمارے ساتھ وہ شخص ہرگز نہ آئے جو عتاب کی جنگ میں شریک تھا۔

شبیب کا کوفہ میں دوبارہ آنا اور پسپا ہونا

شبیب سورا سے حمام اعین میں آ کر مقیم ہوا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ ثقفی کو بلا کر شرطہ کے چند آدمیوں کے ساتھ (جو عتاب کے ساتھ نہیں گئے تھے) شبیب کی طرف روانہ کیا حارث ایک ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر زرارہ میں آیا جب یہ خبر شبیب کو ملی تو وہ جلدی سے آگے بڑھا اور حارث سے لڑ کر اسکو قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو بھگا دیا وہ لوگ شکست کھا کے کوفہ پہنچے۔ شبیب آگے بڑھا اور کوفہ کے بالکل متصل ایک مقام پر تین دن تک مقیم رہا۔ پہلے دن تو حارث کا واقعہ ہوا دوسرے دن حجاج نے اپنے موالی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا تو انھوں نے راستوں پر قبضہ کر لیا۔ شبیب نے سبخہ میں پہنچ کر ایک مسجد بنائی تیسرے دن حجاج نے اپنے مولی ابوالورد کو زرہ پہنا کر چند اور غلام کے ساتھ روانہ کیا اور یہ مشہور کر دیا کہ یہ حجاج ہے جب ابوالورد میدان میں آیا تو شبیب نے اس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں ختم کر دیا اور کہا کہ اگر حقیقتاً حجاج ہی تھا تو میں نے تم کو اس سے نجات دلادی۔ حجاج نے پھر اپنے مولی طہمان کو اسی لباس اور وضع کے ساتھ بھیجا اور اسے بھی اپنے نام سے موسوم کیا شبیب نے اسے بھی مار ڈالا اور پہلے کی طرح یہی کہا کہ اگر یہ حجاج تھا تو لوگوں کو چھٹکارا مل گیا۔ جب یہ مارا جا چکا تو حجاج دوپہر کے وقت اپنے محل سے نکلا اور میدان جنگ میں جانے کے لئے اپنا خچر مانگا اور اس پر سوار ہو کر شامی فوجوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر شبیب کی فوج کا پورا معائنہ کیا اور پھر خچر سے اتر پڑا شبیب اپنی چھ سو فوج کو لے کر آگے بڑھا حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف کو ایک دستہ کے ساتھ راستوں کی ناکہ بندی کے لئے بھیجدیا اور خود کرسی پر بیٹھا

شامیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے شامیو، تم بہت زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہو۔ دیکھو ان ناپاک انسانوں کا باطل تمہاری حقانیت کو نہ دبالے۔ آنکھیں بند کر لو اور مستعد ہو کر ان کو بھالوں پر لے لو شامیوں نے واقعتاً ایسا ہی کیا شبیب کی فوج پر نیزوں اور بھالوں کی بوچھار کرنے لگے اور خود سیاہ چٹیل میدان کی طرح جمے رہے۔ شبیب نے اپنی فوج کو تین حصوں میں منقسم کیا ایک دستہ اپنے ساتھ رکھا۔ دوسرا سوید بن سلیم کو دیا اور تیسرا محلل بن وائل کو دیا اور سوید کو حملہ کرنے کا حکم دیا سوید نے شامیوں پر حملہ کیا لیکن شامی استقلال سے کھڑے رہے اور ان کے چہروں کو نیزوں سے چھلنی کر دیا۔ اور اس قدر مجروح کر دیا کہ سوید کو اپنی فوج ہٹانی پڑی۔ حجاج یہ نقشہ دیکھ رہا تھا للکارا کہ خوب، اسی طرح لڑتے رہو اور اپنی کرسی کو جذبہ میں آگے بڑھا کر بیٹھا۔ شبیب نے پھر محلل کو حکم دیا اس نے بھی حملہ کیا لیکن ناکامیاب واپس گیا۔ حجاج پھر اسی طرح للکارتا رہا۔ اور کرسی کو آگے بڑھاتا رہا سب سے آخر میں شبیب نے حملہ کیا۔ لیکن شامی اس کے مقابلہ میں ذرا بھی نہ ہٹے بلکہ شجاعت اور بہادری کی اسی شان سے معرکہ آرائی کرتے رہے شبیب نے تھوڑی دیر تک ان کو پسپا کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن ان کے نیزوں کی مار نے اسے بھی شکست خوردہ فوج کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔ جب شبیب نے ان کے استقلال اور ثابت قدمی کا پورا اندازہ کر لیا تو اس نے سوید کو پکار کر کہا کہ تم اپنے آدمیوں کو اکٹھا کر لو اور اس دستہ پر حملہ کرو شہر کے جو راستوں کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے شاید تم اسے شکست دیدو اور حجاج پر پشت پر سے حملہ کر سکو تو میں بھی سامنے سے زور لگاؤں گا۔ سوید نے اس طرف قدم اٹھایا اور ان پر حملہ کیا لیکن راستوں اور مکانوں کے اوپر سے اسقدر تیر برسائے گئے کہ سوید کو اُلٹے پیر واپس آنا پڑا۔ حجاج نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو تین سو آدمیوں کے ساتھ اپنے پیچھے رکھا تھا تاکہ خوارج ادھر سے کوئی حملہ نہ کر سکیں۔ لیکن شبیب نے اپنی فوج کو سمیٹ کر اسی طرف حملہ کیا حجاج نے للکارا کہ اے لوگو اس ایک مصیبت کو برداشت کر لو اور ذرا اس وقت (گھٹنے زمین پر ٹکا کر) مستعدی سے لڑو پھر فتحیابی تو رکھی ہے شبیب نے بھی اپنی تمام فوج کا زور اسی طرف لگا دیا اور شامیوں نے بھی دندان شکن جواب دیئے۔ نیزوں اور بھالوں سے مار مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ ان کو اصلی جگہ تک لے آئے۔ شبیب جب اس طرح مایوس ہو گیا تو اس نے لوگوں کو گھوڑوں سے

اتر جانے کا حکم دیا۔ اور صفوں کو مرتب کرنے لگا۔ ادھر حجاج شبیب کی مسجد میں داخل ہوا اور
اس کے ساتھ تیر اندازوں کی ایک جماعت بھی ہوئی تاکہ اگر خوارج نزدیک آ جائیں
تو ان کو تیروں سے ہٹا دیں یہیں پر حجاج نے کہا کہ شامیو تم نے آج سب سے پہلی فتح
حاصل کی ہے بہر حال دن بھر گھمسان لڑائی ہوتی رہی حتی کہ ہر فریق نے اپنے حریف کی
طاقت اور قوت کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد خالد بن عتاب نے حجاج سے اجازت مانگی کہ
مجھ کو ان سے لڑنے کا موقع دیجئے۔ کیونکہ میں انتقام لینا چاہتا ہوں۔ حجاج نے اجازت
دیدی۔ خالد کوفیوں کی ایک جماعت لیکر روانہ ہوا اور شبیب کے پڑاؤ پر پیچھے سے حملہ کیا
اور اس کے بھائی مصاد کو اور اس کی بیوی غزالہ کو قتل کر ڈالا۔ اور خیموں میں آگ
لگا دی۔ حجاج کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے زور زور سے
تکبیریں کہیں۔ شبیب نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو لیکر گھوڑے پر
سوار ہو گیا۔ حجاج نے شامیوں سے کہا کہ پھر حملہ کرو کیونکہ اب یہ اچھی طرح مرعوب
ہو گئے ہیں۔ شامیوں نے دوبارہ حملہ کیا اور شبیب کو پھر شکست دی۔ مجبوراً وہ اپنی فوج کو
لے کر پیچھے ہٹا تو حجاج نے جنگ کے موقوف کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام فوجیں کوفہ میں
واپس آ گئیں اور حجاج نے کوفہ میں آ کر پھر تقریر کی اور کہا کہ خدا کی قسم اس سے قبل
شبیب سے کبھی مقابلہ نہیں کیا گیا تھا۔ دیکھو کس طرح بخدا وہ پیٹھ دکھا کر بھاگا۔ اور اپنی بیوی
کو اس حال میں چھوڑ کر بھاگا جبکہ اس کی بے آبروئی کی جا رہی تھی۔ حجاج نے حبیب
بن عبدالرحمن حکمی کو بلا بھیجا اور ۳ ہزار شامیوں کے ساتھ اس کو شبیب کے تعاقب
کرنیکا حکم دیا اور اسے ہدایت کی کہ شبیب کے شبخونوں سے بچتے رہنا اور جہاں اس سے
مقابلہ کرو وہاں مقیم ہو جاؤ راہ میں اس سے لڑنا مناسب نہیں ہے اب تو اللہ نے اسکی
تلوار کند کر دی اور اس کے دانت توڑ ڈالے ہیں حبیب اس کے تعاقب میں روانہ ہوا
اور انبار میں آ کر مقیم ہوا۔ شبیب جب کوفہ میں شکست کھا گیا تھا تو حجاج نے یہ اعلان
کیا تھا کہ جو شخص امان طلب کریگا میں اسے امان دوں گا بہت سے لوگوں نے شبیب کا
ساتھ چھوڑ دیا تھا اور ادھر آ گئے تھے۔ جب حبیب انبار پہنچا تو شبیب نے بھی اس طرف
آ کر مغرب کی نماز پڑھی۔ حبیب نے اپنی فوج کو چار حصوں میں منقسم کیا تھا اور ان کو
اس کی ہدایت کی کہ ہر دستہ اپنی آپ حفاظت کرے ایک دوسرے کو مدد کرنیکی مطلق

ضرورت نہیں ہے کیونکہ خوارج تم سے بہت قریب ہیں اپنے قلوب کو اس سے مطمئن کر لو کہ رات کو جنگ ہو گی اور شبیب ضرور حملہ آور ہو گا جب رات اچھی طرح ہو گئی تو شبیب حملہ کی نیت سے پہنچا مگر خلاف توقع فوجوں کو ہشیار پایا۔ پہلے دستہ پر حملہ کیا اور لڑتا رہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے پھر دوسرے دستہ کی طرف متوجہ ہوا لیکن وہ بھی لوہے کی دیوار بنا رہا اس کے بعد یکے بادیگرے تیسری اور چوتھی جماعت سے بھی لڑا لیکن سب کی سب استحکام کے ساتھ کھڑی رہیں لڑتے لڑتے تہائی رات گذر گئی شبیب پھر گھوڑے سے اتر کر لڑنے لگا۔ اور خوب زور شور سے مقابلہ کرتا رہا۔ جس سے ایک عجیب خوفناک منظر پیدا ہو گیا کتنے آدمیوں کے ہاتھ کٹ کٹ کر گر پڑے، کتنے کی آنکھیں پھوٹ پھوٹ گئیں کتنے بری طرح تہ تیغ کئے گئے۔ اصحاب شبیب میں سے ۳۰۔ آدمی مقتول ہوئے اور شامیوں میں سے ۱۰۰ سو آدمی مارے گئے دونوں فوجیں تھک کر چور ہو گئی تھیں حتیٰ کہ لڑنے والوں پر یہ حالت طاری ہو گئی کہ تلوار چلانا چاہتے ہیں لیکن ہاتھوں سے اٹھتی نہیں بیٹھکر لڑ رہے ہیں اور پھر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں غرضکہ ہر طرح سے مقابلہ ہوا مگر شامی جیسے کے تیسے اڑے رہے جب شبیب کو بالکل مایوسی ہو گئی تو اس نے ان کو چھوڑ دیا اور دریائے دجلہ عبور کر کے جوخیٰ کی طرف بڑھا پھر دوبارہ دریائے دجلہ کو واسط کی طرف سے عبور کر کے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں سے فارس ہوتا ہوا کرمان پہنچا اور وہیں مقیم ہو گیا تا کہ کچھ آرام حاصل کرے۔

بعضوں نے شبیب کی شکست کا واقعہ دوسرے طریقہ پر بیان کیا ہے وہ یہ کہ حجاج نے ایک سردار کو شبیب کے قتل کرنے کے لئے بھیجا لیکن وہ مارا گیا۔ اس کے بعد پھر دوسرا بھیجا تو اس کو بھی شبیب نے قتل کر دیا ان دونوں آدمیوں میں سے ایک شخص اعین صاحب حمام اعین تھا اسکے بعد شبیب اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ کوفے میں داخل ہوا کیونکہ اس کی بیوی غزالہ[1] نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ کوفے کی جامع مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گی۔

[1] غزالہ کی شجاعت اور بہادری کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کوفے میں جب شامی فوجیں بھری پڑی تھیں تو اس وقت یہ جامع مسجد میں داخل ہوئی ہے اور لطف یہ کہ یہ دن کا وقت تھا حجاج کی ہمت نہ پڑی کہ غزالہ کا کچھ بگاڑ سکے بعض اوقات میں حجاج اور (بقیہ بر صفحہ ۶۸)

اور اسمیں سورۂ بقر اور آل عمران کی تلاوت کرے گی چنانچہ شبیب اپنے مخصوص آدمیوں کے ساتھ (غالباً جن کی تعداد ۰، تھی) کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے یہ نذر پوری کی۔

شبیب نے اپنی فوج کے لیے جھنڈے بنائے اس کے بعد حجاج نے اہل کوفہ کو مشورے کے لیے رات کو جمع کیا کیونکہ شبیب کی طرف سے ان کو سخت تکلیف پہنچ رہی تھی جب مشورہ طلب کیا تو سب لوگ خاموش رہے تو قتیبہ بن مسلم صف سے نکلکر کہنے لگا کہ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ حجاج نے کہا ہاں۔ قتیبہ نے کہا اے امیر آپ نہ تو خدا سے ڈرتے ہیں اور نہ آپ کو امیر المومنین کا خوف ہے اور نہ رعایا کی فلاح وبہبودی کا خیال ہے اس نے کہا کیونکر۔ قتیبہ نے جواب دیا کہ آپ ہمیشہ کسی شریف شخص کو چند معمولی آدمیوں کے ساتھ بھیجتے ہیں جب وہ بری طرح شکست کھا جاتے ہیں تو وہ شریف شخص بھی شکست کی ندامت کی وجہ سے مقتول ہو جاتا ہے اس طریقے پر قابل قدر ہستیاں ضائع ہوتی جاتی ہیں حجاج نے کہا کہ پھر اب کیا رائے ہے قتیبہ نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ اب خود میدان جنگ میں نکلئے اور شبیب سے گفتگو کیجئے حجاج نے کہا کہ اچھا تو میرے لیے کوئی مناسب مقام تلاش کرو۔ جہاں میں فوجوں کو مرتب کر سکوں قتیبہ نے اس کا وعدہ کیا کہ میں ایک جگہ تلاش کروں گا۔ لوگ وہاں سے عنبسہ بن سعید کو برا بھلا کہتے ہوئے نکلے کیونکہ اسی نے حجاج کو یہ مشورے دیئے تھے اور اس طرح اسکا منبر کار ہو گیا تھا۔ رات ختم ہوئی اور صبح کو حجاج نے نماز پڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد تمام لوگ آگئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) غزالہ کا اسی جنگ میں سامنا ہو گیا ہے اور وہ اس کے مقابلے میں بھاگ گیا ہے انھیں واقعات کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا۔

اسد علیّ وفی الحروب نعامۃ	فتخاء تصفر من صفیر الصافر
حجاج تو مجھ پر شیر ہے لیکن معرکوں میں بزدل	اور شست شتر مرغ کی طرح بزدل ہو جاتا ہے
ھلا برزت الی الغزالۃ فی الوغی	بل کان قلبک فی جناح الطائر

اے حجاج، تو لڑائی میں غزالہ کے مقابلے میں کیوں نہ نکلا اور نکلتا کیونکر؟ تیرا دل تو دھڑک رہا تھا۔ ابن خلکان صـ ۲۲۳ جلد اول۔

اور قبیلہ نے ایک مقام بھی تلاش کر لیا اور حجاج کے پاس گیا وہاں سے وہ جھنڈا لے کر نکلا اور پیچھے پیچھے حجاج بھی چلا اور پھر تمام فوجیں نکلیں اور سب سنجہ میں آکر مقیم ہوئے اس مقام پہ شبیب بھی تھا۔ یہ چہارشنبہ کا دن تھا' حجاج سے لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے کو شبیب سے متعارف نہ کرائے بلکہ پوشیدہ رکھئے اسی وجہ سے حجاج پوشیدہ ہو گیا۔ اور اپنے مولیٰ ابوالورد کو اپنے لباس میں کھڑا کر دیا شبیب نے اس کو حجاج سمجھکر اپنے گرز سے مار ڈالا۔ شبیب نے پھر خالد بن عتاب پر حملہ کیا جو اسوقت حجاج کے میسرہ پر کمان کر رہا تھا اور پھر فوراً ہی میمنہ پر حملہ آور ہوا جس پر مطر بن ناجیہ تھا اور دونوں بازوؤں کو شکست دیدی اس حالت میں حجاج اور اس کے چند اصحاب اپنی سواریوں سے اتر کر زمین پر اپنی عبا بچھا کر بیٹھ گئے۔ عتبہ بن سعید بھی اسی کے ساتھ تھا شبیب جنگ میں ہمہ تن مصروف تھا کہ مصقلہ بن مہلل ضبی نے شبیب کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور پوچھا کہ صالح بن مسرح کے متعلق کیا خیال ہے اور تم اس کے متعلق کیا شہادت دیتے ہو کہ آیا وہ خارجی تھا یا نہیں شبیب نے کہا کہ اسوقت بتاؤں؟ مصقلہ نے کہا ہاں' شبیب نے پھر جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا میں صالح سے بری الذمہ ہوں۔ مصقلہ نے کہا تو اللہ تجھ سے بری الذمہ ہے اسی گفتگو کے بعد شبیب سے بہت سے آدمی علیحدہ ہو گئے اور کل ۴۰ آدمی باقی رہ گئے۔ حجاج یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا کہ خوب یہ لوگ آپس ہی میں متفرق ہو گئے۔ فوراً خالد بن عتاب کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ خالد نے شبیب کی بقیہ جماعت پر حملہ کیا اور خوب لڑائی ہوئی۔ کسی نے غزالہ کو جو شبیب کی بیوی بھی مار ڈالا اور اسکا سر لیکر حجاج کے پاس روانہ ہو گیا۔ شبیب نے اسے پہچان لیا تو فوراً ایک آدمی کو کہا اس پر حملہ کر کے مار ڈالو اور سر چھین لو۔ چنانچہ وہ آدمی زور سے اس قاتل پر جھپٹا اور قتل کر دیا اور سر لیکر واپس آیا۔ شبیب نے غسل دے کر غزالہ کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد شبیب اور اس کی قوم اپنے مامن کی طرف چلی اور خالد بھی واپس آگیا اور جب حجاج کو ان کے واپس چلے جانے کی اطلاع دی تو حجاج نے خالد بن عتاب کو پھر تعاقب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ خالد نے آکر دوبارہ حملہ کیا شبیب کی طرف سے صرف (۸) آدمیوں نے خالد کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس قلت پر بھی غالب رہے شبیب کے پاس خوط بن عمیر سدوسی لایا گیا اس سے اس نے پوچھا کہ خدا کے سوا کسی کا حکم تو قابل نفاذ نہیں ہے۔ خوط نے جواب دیا کہ میں

تمھاری رفاقت میں تو ضرور تھا لیکن دشمنوں سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا۔ شبیب نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد عمیر بن قعقاع لایا گیا اور اس سے بھی شبیب نے وہی سوال کیا۔ عمیر نے کہا کہ اللہ کے راستہ میں تو میری جوان زندگی حاضر ہے۔ شبیب نے پھر یہی سوال کیا لیکن عمیر اسکا مطلب نہ سمجھ سکا۔ آخر میں شبیب نے اسکو قتل کرڈالا (شبیب کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے ارادول پر قایم ہیں یا نہیں) شبیب کا بھائی مصاد بھی مارا جا چکا تھا اب وہ صرف اُن آٹھ آدمیوں کا منتظر تھا۔ جو خالد بن عتاب کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے کیونکہ ان کو گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ حجاج کی فوجوں نے شبیب کے رعب و داب کی وجہ سے ادھر کا رُخ تک نہیں کیا۔ اس کے بعد وہ آٹھ آدمی صحیح وسالم واپس آئے اور ان کو ساتھ لیکر شبیب روانہ ہو گیا۔ خالد نے پھر تعاقب شروع کیا۔ یہ لوگ ایک دیر میں جو مدائن کے ایک جانب پر واقع ہے داخل ہوئے اور خالد نے ان کا محاصرہ کر لیا لیکن شبیب کے ساتھیوں نے باہر نکل کر حملہ کیا اور خالد کو دو فرسخ تک پسپا کر دیا لیکن پھر گھبرا کر یہ دریائے دجلہ میں کود پڑے خالد نے بھی اپنا گھوڑا ڈال دیا اور اس کے ایک ہاتھ میں نشان بھی تھا۔ شبیب نے دیکھا تو کہا کہ خدا اس کو ہلاک کرے یہ تو انسانوں کا شیر ہے یہ تو تمام لوگوں سے بازی لے گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن عتاب ہے اس نے کہا ہاں اسمیں شجاعت اور بہادری کے جوہر نظر آتے ہیں۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں بھی اس کے تعاقب میں اپنا گھوڑا ڈالدیتا اگر یہ آگ میں کودتا تو میں بھی اس میں کود پڑتا۔ غرضکہ شبیب اسی طرف سے کرمان چلا گیا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ حجاج نے عبدالملک سے دوبارہ مدد طلب کی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل کوفہ اس کے مقابلہ سے عاجز آچکے ہیں۔ عبدالملک نے پھر سفیان بن ابرد کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔

شبیب کی ہلاکت اور بربادی کا واقعہ

اسی سال شبیب بھی ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ کوفے کی اس جنگ کے بعد حجاج نے سفیان بن ابرد کی فوج کو بہت انعامات دیے اور خوب خوش کر دیا اور پھر ان کو شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اسوقت تک شبیب تقریباً دو مہینہ سے کرمان ہی میں مقیم تھا سفیان بھی اسی طرف چلا۔ حجاج نے اپنے داماد حکم بن ایوب کو جو اس کی طرف سے بصرے کا عامل تھا

لکھ بھیجا کہ بصرے سے ۴ ہزار سوار سفیان بن ابرو کے پاس جلد بھیجدو۔ حکم نے زیاد بن عمرو عتکی کو بسر کردگی ۴ ہزار سوار روانہ کیا۔ یہ فوج اس وقت پہنچی جب شبیب اور سفیان سے لڑائی ہو چکی تھی شبیب کرمان میں آرام لینے کی غرض سے ٹھہرا ہوا تھا وہاں سے وہ پلٹا تو سفیان سے دجیل کے پل پر اہوا زمیں ملاقات ہوئی۔ شبیب پل سے پار ہو کر اسی طرف آیا اور دیکھا کہ سفیان پیادہ فوج لیکر مقیم ہے اور مہاصر بن سیف کو سواروں پر متعین کیا ہے اس نے بھی اپنی فوجوں کو تین حصوں میں منقسم کیا اور اسی طرح آگے بڑھ کر اس نے حملہ کیا۔ فوجیں لڑائی میں مشغول ہو گئیں شبیب نے اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا کر ستوا تیس سے زیادہ حملے کئے لیکن شامیوں کے پاؤں لوہے کی طرح جمے رہے۔ سفیان نے للکارا کہ منتشر نہ ہو بلکہ متحد ہو کر لڑو چنانچہ دیر تک تلواروں اور نیزوں سے وار کرتے رہے حتیٰ کہ شبیب کو پل تک ہٹا دیا۔ جب وہ بہت پیچھے ہٹ گیا تو وہ اور اس کے تقریباً سو بہادر سپاہی گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور زور سے شامیوں پر جھپٹے۔ اور شام تک بڑی شان کے ساتھ لڑتے رہے۔ شامیوں کو تلواروں اور بھالوں سے اس طرح چور چور کر دیا کہ اس سے پہلے ان کی نگاہوں نے ایسا ہولناک منظر نہیں دیکھا تھا۔ جب سفیان نے شامیوں کے پاؤں ڈگمگاتے دیکھے تو ڈرا کہ کہیں مغلوب نہ ہو جائیں اس لئے تیر اندازوں کو تیر چلانے کا حکم دیا رات ہو چکی تھی تیر انداز جو ایک گوشے میں تھے آگے بڑھے اور اندھا دھند تیر برسانے لگے شبیب نے جب یہ دیکھا تو اپنی پوری فوج کے ساتھ اسی پر دھاوا کر بیٹھا اور تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر سفیان کی طرف چلا جب رات میں بالکل اندھیرا چھا گیا تو وہ اپنی فوج کو لے کر واپس چلا۔ سفیان نے اپنی فوج کو تعاقب کرنے سے روک دیا۔ جب وہ پل کے قریب پہنچا تو کہنے لگا کہ اب پل عبور کر جاؤ انشاء اللہ صبح کو پھر حملہ کریں گے۔ اس کی فوج کے تقریباً تمام آدمی پل عبور کر گئے لیکن یہ سبھوں سے پیچھے رہ گیا اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر پل عبور کرنے لگا۔ گھوڑے کے قریب ہی ایک گھوڑی تھی، گھوڑے نے اسے دیکھ کر اچھلنا کودنا شروع کیا جس سے پل کا پتھر ہٹ گیا اور گھوڑا نیچے گر پڑا اور شبیب بھی پانی میں جا پڑا۔ گرتے وقت اس نے کہا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا (خدا کے حکم سے یہ بات ہونیوالی ہی تھی) جب غوطہ کھانے لگا تو کہا۔ ذٰلک تقدیر العزیز العلیم (یہ بات خدائے عزوجل کی طرف سے لکھی ہوئی تھی) آخر کار ڈوب کر مر گیا۔

بعض نے اس کے قتل ہونے کا واقعہ دوسرے طریقے پر بیان کیا ہے وہ یہ کہ اس کے ساتھ چند ہم قبیلہ ایسے لوگ بھی تھے جو اہل عقل و دانش نہ تھے۔ انھیں کسی قسم کا کوئی تجربہ حاصل نہ تھا شبیب نے انھیں میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا تھا جس سے تمام لوگوں میں اسکی طرف سے ایک نفرت پیدا ہوگئی اور وہ سخت رنجیدہ ہوئے۔ ان ہی میں بنی تیم بنی شیبان میں سے ایک شخص مقاتل نامی بھی تھا جب شبیب نے بنی تیم کے کچھ لوگوں کو مار ڈالا تو اس نے بھی مرہ بن ہمام پر جو شبیب کے خاندان سے تھے حملہ کیا۔ اور قتل کر ڈالا۔ شبیب اس پر بہت بگڑا اور پوچھا کہ تو نے میری اجازت کے بغیر ان کو کیوں قتل کر دیا اس نے کہا کہ تم نے ہمارے قبیلے کے منکرین کو قتل کیا اور میں نے تمھارے قبیلے کے منکرین کو قتل کیا اور یہ تو ہمارے مذہب میں ہے کہ جو ہماری رائے کی مخالفت کرے اس کو قتل کر ڈالو اور جو کچھ آپ نے میری قوم کے ساتھ کیا ہے وہ مجھ سے کئی گونہ زیادہ ہے۔ اور اے امیر المومنین آپ کو کافروں کے قتل پر غصہ نہ ہونا چاہیئے شبیب نے کہا کہ اب میں ایسا نہ کروں گا شبیب کے ساتھ اور بھی آدمی تھے جن کے قبائل کے لوگ مارے گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ سب کبیدہ خاطر تھے جب وہ پیچھے رہ گیا تو بعض نے کہا کہ بہتر ہوتا کہ پل توڑ دیا جاتا تاکہ ہمارا جذبہ انتقام فرو ہو جاتا۔ اسی خیال سے لوگوں نے پل توڑ دیا۔ کشتیاں جن سے پل بنایا گیا تھا ڈگمگانے لگیں اور شبیب دریا میں گر پڑا اور ڈوب گیا لیکن پہلی روایت بہت صحیح اور مشہور ہے۔ شامی فوجیں واپس جانا چاہتی تھیں کہ پل کا محافظ آیا اور اس نے سفیان سے آکر کہا کہ ان میں سے کوئی ابھی دریا میں گرا ہے اتنے میں شبیب کے اصحاب چلا اٹھے کہ امیر المومنین ڈوب گئے اور پھر وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور اپنی قیامگاہ کو جو پل کے اس پار تھی چھوڑ کر چل دیے۔ سفیان اس خوشخبری سے بہت مسرور ہوا زور زور سے تکبیریں کہنے لگا اور پھر اپنی فوج کے ساتھ پل کے قریب آیا جہاں شبیب مقیم تھا وہاں کچھ لوگوں کو حالت دریافت کرنے کے لئے بھیجا تو یہ معلوم ہوا کہ وہاں تو ایک انسان بھی نہیں ہے اور سفیان کے ساتھ اس وقت عمدہ فوج موجود ہے۔ شبیب کی نعش دریا سے نکالی گئی اس کا پیٹ چیر کر دل نکال لیا گیا جو پتھر کی طرح سخت اور ٹھوس تھا جب اسے کسی پتھر پر پٹکتے تو وہ انسان کے قد کے برابر اچھلتا تھا شبیب کی ماں (جس کا نام جہیزہ تھا) کو جب اس کی موت کی خبر دی گئی کہ وہ جنگ میں مارا گیا تو اس نے باور نہیں کیا مگر جب اس سے یہ کہا گیا

کہ وہ دریا میں ڈوب کر مرا تو اس کو اطمینان ہوا اور یہ کہنے لگی کہ جب میں نے اس کو جنا تو اس دن خواب میں میں نے دیکھا کہ میرے پیٹ سے ایک آگ کا شعلہ نکلا ہے اسی سے میں نے قیاس کیا کہ وہ پانی کے سوا کسی دوسری چیز سے بجھ نہیں سکتا۔ اس کی ماں رومی لونڈی تھی جس کو اس کے باپ نے کہیں خرید لیا تھا۔ ۲۵ھ میں یوم النحر کے دن شبیب پیدا ہوا (اس لحاظ سے شبیب کی عمر ۵۲ برس کی ہوئی) شبیب کی ماں کا بیان ہے کہ ان دنوں جب یہ میرے پیٹ میں تھا میں نے خواب دیکھا میرے قلب سے ایک شعلہ نکلا ہے اور آسمان کی طرف بلند ہوتا ہوا چلا گیا۔ اور ہر طرف گشت کرنے لگا اسی اثناء میں وہ پانی میں گر گیا اور پوشیدہ ہو گیا اور میں نے اسکو اس دن جنا تھا جب تم خون بہایا کرتے ہو یعنی یوم النحر کا دن تھا اس سے میں نے سمجھا کہ میرا لڑکا قتل وخون، جنگ وجدال کا سردار ہوگا اور بہت بڑے رتبے پر پہنچیگا۔ شبیب کا باپ جو بنی شیبان سے تھا اسکو اپنی قوم کی زمین پر جس کا نام لصف تھا لے جایا کرتا تھا۔

مطرف بن مغیرہ بن شعبہ کی بغاوت

بنی مغیرہ ابن شعبہ اپنے والد کی عزت ومنزلت کے لحاظ سے معزز تو تھے ہی لیکن خود بھی شریف النفس اور پاک طینت انسان تھے جب حجاج عراق میں حاکم ہو کر آیا تو یہ دیکھا کہ یہ لوگ اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگ ہیں اس لئے عروہ کو کوفے میں اور مطرف کو مدائن میں حمزہ کو ہمدان میں حاکم مقرر کر دیا۔ یہ لوگ اپنے روزانہ مشاغل میں ہر شخص سے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے پیش آتے تھے لیکن شریر الطبع لوگوں کے لئے بہت متشدد تھے جب شبیب نے علم بغاوت بلند کیا ہے اور مدائن پہنچا تو مطرف نے حجاج سے مدد مانگی حجاج نے سبرہ بن عبدالرحمٰن کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ شبیب آکر بہر سیر میں اترا اور مطرف اس وقت شہر عتیقہ میں تھا۔ جہاں ایوان کسریٰ ہے وہاں سے وہ پل عبور کر کے مدائن پہنچا اور شبیب کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنے چند آدمیوں کو میرے پاس بھیجدے تاکہ میں ان سے تمہاری غرض وغایت معلوم کروں۔ شبیب نے چند آدمیوں کو بھیجا یہ لوگ جب مطرف کے پاس گئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس چیز کی دعوت دیتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت دیتے ہیں اور جس وجہ سے اپنی قوم سے

بدلہ لینا چاہتے ہیں کہ وہ محاصل ملک کو کھاتے ہیں اور حدود شرعیہ کا کوئی پاس نہیں کرتے اور جبراً اپنا قبضہ رکھتے ہیں۔ اس سے ہم بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ مطرف نے کہا کہ بیشک تم حق کی دعوت دیتے ہو صریحاً ظلم کا بدلہ لینا چاہتے ہو میں تمھارا اس مسئلہ میں موید ہوں لیکن جس چیز کی میں دعوت دیتا ہوں اس کی میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ تاکہ ہمارا اور تمھارا اتفاق ہو جائے ان لوگوں نے پوچھا کہ آخر وہ کیا چیز ہے اگر وہ حق ہو گی تو ہم اسکو ضرور قبول کریں گے مطرف نے کہا کہ میری غرض یہ ہے کہ ان ظالموں کی بدعتوں پر ان سے مقابلہ کیا جائے۔ انھیں کتاب اللہ اور سنت کی طرف بلایا جائے اور یہ مسئلہ یعنی خلافت تمام مسلمانوں کے مشورے پر موقوف رکھا جائے وہ جس کو چاہیں پسند کریں اپنا امیر اسی طرح منتخب کریں جس حالت میں حضرت عمرؓ نے مسند خلافت کو چھوڑا تھا اور جب عربوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ باہمی مشورے سے طے ہو گا جسمیں قریش بھی شامل ہوں گے۔ تو سب خوشی سے اس پر راضی ہو جائیں گے اور پھر تمھارا ہاتھ بٹائیں گے شبیب کے اصحاب نے کہا کہ ہم تو اس کو قبول نہیں کر سکتے اور یہ کہکر اٹھکر چلے گئے اور دو چار دن تک اس مسئلہ میں متردد رہے لیکن اتحاد خیال نہو سکا اور اسی طرح واپس گئے۔ ان کے واپس جانے کے بعد مطرف نے اپنے اصحاب اور دوسرے مشیروں کو بلایا اور ان کو حجاج اور عبد الملک کے ظلم کی داستانیں سنائیں اور پھر کہا کہ اگر تم لوگ میرے خیال کی تائید کرو تو ہم حجاج اور عبد الملک کو تخت سے اتار دیں میں ان سے ہمیشہ جنگ کرنے کے لئے تیار رہتا ہوں بلکہ اس کو اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر کچھ معاون اور مددگار ہوتے تو ضرور کرتا۔ اصحاب شبیب سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ سب بیان کی آخر میں کہا کہ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو لوگوں نے جواب دیا کہ آپ اس گفتگو کو پوشیدہ رکھئے اور کسی پر ظاہر نہ کیجئے۔ یزید بن ابی زیاد مولی مغیرہ بن شعبہؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ خدا کی قسم حجاج پر یہ باتیں پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہیں بلکہ اس کے سامنے اس پر دس گونہ حاشیہ چڑھا دیا جائے گا۔ اور اگر آپ آسمان میں بھی گھس جائیں تو وہ تلاش کر کے ہلاک کر دیگا اسلئے اس سے نجات حاصل کرنیکی فکر کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے بھی اس کی تائید کی۔ اس کے بعد مطرف نے اسی خطرہ سے مدائن کو چھوڑ دیا اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا وہاں دبر یزدجرد میں قبیصہ بن عبد الرحمن خثعمی سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت اخلاق سے پیش آیا اور اخراجات اور دوسری ضروری چیزیں تحفۃً دیں

کچھ دن مطرف اس کے ساتھ رہا لیکن پھر وہاں سے واپس آگیا اور دسکرہ میں آکر لوگوں سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اور اپنا ساتھ دینے کی دعوت دی۔ اس کا وہی خیال تھا کہ عبدالملک اور حجاج کو تخت سے اتار دیا جائے اور ان کو قرآن اور سنت کی طرف بلایا جائے اور انتخاب خلیفہ باہمی مشورے سے انجام پائے لوگ جسے چاہیں اپنا منتخب کرلیں اور جسے چاہیں خلیفہ بنائیں بعض نے اس کی دعوت پر لبیک کہی اور بعض وہیں سے واپس ہو گئے۔ سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف بھی واپس ہوا اور حجاج کے پاس آیا اور اہل شام کے ساتھ شبیب سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔ مطرف نے حلوان کا رخ کیا اور وہاں کا حاکم سوید بن عبدالرحمٰن تھا اسنے اور کردوں نے ملکر مطرف کو داخل ہونے سے روکا۔ تاکہ حجاج کے سامنے عذر پیش کرسکیں لیکن مطرف جبراً داخل ہوا کردوں کو جو سامنے آئے ان کو قتل کیا وہاں سے چلکر جب وہ ہمدان کے قریب پہنچا جہاں اسکا بھائی حمزہ حاکم تھا تو ہمدان کو بائیں ہاتھ پر چھوڑکر ماہ دینار کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچکر اپنے بھائی سے سامان جنگ وغیرہ مدد کے لئے مانگا چنانچہ حمزہ نے خفیہ طور پر جو کچھ اس نے مانگا بھیجدیا۔ مطرف وہاں سے قم و قاشان گیا اور اپنے عمال کو اردگرد کے مواضعات میں بھیجا اور لوگ اس کے پاس آنے لگے۔ چنانچہ سوید بن سرحان ثقفی اور بکیر بن ہارون نخعی، رے سے سو آدمیوں کے ساتھ آئے۔ براء بن قبیصہ نے جو حجاج کی طرف سے اصبہان کا حاکم تھا۔ حجاج کو مطرف کی حالت سے اطلاع دی اور اس سے امداد طلب کی۔ حجاج نے محکمہ برید کے مویشیوں کے ذریعے سے پے درپے امدادی فوجیں بھیجیں اور ساتھ ہی عدی بن زیاد حاکم رے کو مطرف سے لڑنے کے لئے حکم دیا اور یہ کہ عدی اپنی فوج لیکر براء بن قبیصہ کے ساتھ مل جائے اور متفق ہو کر مطرف سے جنگ کی جائے۔ چنانچہ عدی رے سے روانہ ہوا اور آخر براء بن قبیصہ سے مل گیا۔ عدی ہی لشکر کا سپہ سالار تھا۔ فوج کی تعداد رفتہ رفتہ ۶ ہزار تک پہنچ گئی۔ ادھر حمزہ کو جب یہ واقعات معلوم ہوئے تو اس نے حجاج سے معذرت کی جس کو ظاہراً حجاج نے قبول کیا لیکن دل میں حمزہ کو بھی معزول کرنے کا ارادہ کرلیا کیونکہ اس کو خطرہ لگا ہوا تھا کہ وہ بھی بغاوت اور مخالفت کرے گا۔ اسی خیال سے حجاج نے قیس بن سعد عجلی کو جو ہمدان میں حمزہ کے شرطہ کا حاکم تھا ہمدان کی ولایت کا حکم لکھ کر بھیجدیا۔ اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ حمزہ کو قید کرلے ہمدان میں بنو عجل اور بنو ربیعہ کافی

تعداد میں تھے۔ قیس کو جب یہ فرمان ملا تو وہ اپنے قبائل کے لوگوں کو ساتھ لے کر حمزہ کے پاس آیا اور اس کو اپنے تقرر کی خبر دی اور حجاج کا خط اس کو گرفتار کرنے کے متعلق سنایا۔ حمزہ نے سرتسلیم خم کر دیا اور قیس اس کو قید خانے میں بھیج کر ہمدان کا حاکم بن گیا اب حجاج کا دل اس طرف سے مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ وہ اس سے خائف تھا کہ اگر حمزہ ہمدان سے مطرف کی مدد کرے تو بڑی سخت دقت ہو گی جب وہ مقید ہو گیا تو اس کو اطمینان ہو گیا۔ عدی بن زیاد اور براء بن قبیصہ مطرف کی طرف روانہ ہوئے۔ مطرف نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھود لی تھی۔ جب یہ لوگ قریب پہنچے تو صفیں مرتب کر کے لڑنے لگے کچھ دیر تو لڑائی نے اپنا رنگ دکھایا لیکن پھر مطرف کی فوج نے بہت جلد شکست کھائی اور مطرف اپنے بہت سے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مقتول ہوا۔ عدی نے اسکا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیجدیا آج کے دن عمیر بن ہبیرہ فزاری نے بڑی بہادری دکھائی۔ مطرف کو اسی نے قتل کیا۔ یزید بن ابی زیاد مولی مغیرہ جس کے ہاتھ میں مطرف کا نشان تھا وہ بھی مقتول ہوا۔ اور عبدالرحمن بن عبداللہ بن عفیف ازدی جو ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھے اس جنگ میں مارے گئے عدی نے ان بہادران جنگ کو جنھوں نے اپنی شجاعت کا ثبوت دیا تھا حجاج کے پاس بھیجدیا اس نے ان کی بڑی خاطر کی۔ انعامات اور اکرامات دیئے۔ بکیر بن ہارون سوید بن سرحان کو عدی نے امان دیدی۔ اور حجاج بن حارثہ کے لئے اس سے درخواست کی جا رہی تھی کہ اس کو بھی امان دیدے لیکن اسی زمانے میں حجاج کا خط اس کے پاس اس مضمون کا آیا اگر فلاں فلاں لوگ زندہ ہوں تو ان کو میرے پاس بھیجو۔ حجاج بن حارثہ کو یہ خبر ملی تو وہ روپوش ہو گیا اور عدی کے معزول ہونے تک اسی حال میں رہا جب خالد بن عتاب وہاں امیر ہو کر آیا تو ظاہر ہوا۔ حجاج یہ بھی کہا کرتا تھا کہ مطرف بن مغیرہ مغیرہ بن شعبہ کا لڑکا نہیں ہے بلکہ وہ مصقلہ بن سبرہ شیبانی کا لڑکا ہے مصقلہ اور مغیرہ دونوں نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا اور اس کا دعوی کیا لیکن وہ مغیرہ کی طرف منسوب کر دیا گیا اور مصقلہ کو حد ماری گئی۔ جب خوارج کے خیال کا تتبع ہو گیا تو اس نے اس واقعے کو ظاہر کیا کیونکہ اکثر خوارج بنو ربیعہ میں سے تھے اور قیس عیلان میں سے کوئی نہ تھا۔

ازارقہ کا آپس میں اختلاف

ہم مہلب کے ازارقہ کی طرف جانے کا گزشتہ واقعات میں تذکرہ کر چکے ہیں۔ ان سے لڑائی کا بھی بیان ہو چکا ہے اس کے بعد عتاب بن ورقاء ریاحی حجاج کے پاس چلا آیا اور مہلب خوارج سے ایک سال تک مقام سابور میں برابر لڑتا رہا۔ اور خصوصاً یوم البستان کی جنگ میں اس نے بڑی سخت معرکہ آرائی کی۔ کرمان اس وقت خوارج کے قبضہ میں تھا اور فارس مہلب کے ہاتھ میں تھا لیکن فارس کا مہلب کے قبضے میں رہنا خوارج کو بہت شاق گزرتا تھا کیونکہ ان کو وہاں سے کسی قسم کی مدد نہیں ملتی تھی۔ جب خوارج کرمان کی طرف بھاگے تو مہلب نے بھی ان کا تعاقب کیا اور جیرفت میں جو کرمان کا ایک شہر ہے مقیم ہوا وہاں بھی خوارج سے کئی بار جنگ ہوئی۔ جب تمام فارس مہلب کے قبضے میں آگیا تو حجاج نے اس پر اپنے عمال مقرر کئے لیکن عبدالملک نے حجاج کو یہ لکھ بھیجا کہ فسا دارابجرد اور کورہ اصطخر وغیرہ کو مہلب کے قبضے میں رہنے دو تاکہ وہ ان مقامات سے جنگ میں مدد لے سکے حجاج نے ان کو چھوڑ دیا باقی اضلاع پر اپنے عمال بھیجدئے اس کے بعد حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مہلب کو خوارج سے لڑتے رہنے پر آمادہ کرے اور اسکو انہیں کامل جد وجہد کرنے کا مشورہ دے اور یہ بھی جتادے کہ اس کا کوئی عذر حجاج کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ براء بن قبیصہ وہاں گیا جس دن وہ پہنچا اسی دن مہلب اپنی فوجوں کے ساتھ خوارج سے ظہر تک لڑتا رہا اس کے بعد وہ میدان سے واپس آیا براء بن قبیصہ جو ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا نقشہ دیکھ رہا تھا مہلب کے پاس آکر کہنے لگا میں نے اس فوج سے جو تم سے لڑ رہی ہے زیادہ ثابت قدم اور جفاکش کسی قوم کو نہیں دیکھا اس کے بعد مہلب عصر کے بعد پھر واپس گیا اور اسی طرح لڑتا رہا دونو فوجوں میں سے کسی کا بھی قدم پیچھے نہیں ہٹتا تھا خوارج کا ایک دستہ مہلب کے دستہ کے مقابلے میں آیا اور دونوں خوب بنرد آزمائی کرتے رہے یہاں تک کہ رات ہوگئی اور ہر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو تو ہر شخص یہی کہتا کہ میں بنو تمیم سے ہوں رات کی تاریکی نے جب چاروں طرف اندھیرا کر دیا تو یہ واپس ہوئے مہلب نے براء بن قبیصہ سے کہا کہ آپنے اس قوم کی بہادری اور شجاعت کا اندازہ کیا جس کے مقابلے میں خدا کے سوا

کوئی مددگار نہیں ہو سکتا مہلب نے براء کی بڑی خاطر و تواضع کی اور دس ہزار درہم اس کو ہدیتہً دیئے۔ براء ابن قبیصہ حجاج کے پاس گیا اور مہلب کی حقیقی معذوری کو اس کے سامنے ظاہر کیا اس کے بعد مسلسل ۱۸ مہینے تک مہلب خوارج سے لڑتا رہا۔ مقعطر ضبی لے جو قطری کی طرف سے کرمان کے ایک طرف پر عامل تھا خوارج کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا۔ اسی وجہ سے تمام خوارج قطری سے الجھ پڑے اور اس سے کہا کہ مقعطر کو ہمارے سپرد کرو۔ قطری نے اس کو دینے سے انکار کیا اور ان سے کہا کہ مقعطر نے اسکو قتل کرنے میں تاویل سے کام لیا اور اسمیں غلطی کر گیا۔ اب میں یہ نہیں پسند کرتا کہ تم اسکو قتل کر ڈالو۔ حالانکہ وہ تم سے بہت سے کاموں میں سبقت لے گیا ہے۔ غرضکہ اسی میں اختلاف بڑھ گیا۔ بعض نے اختلاف کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ خوارج میں ایک شخص تھا جو زہر میں بجھا ہوا تیر بناتا تھا اور اسکو مہلب کے آدمیوں پر مارتا تھا۔ مہلب کے ساتھیوں نے اسکی شکایت کی تو مہلب نے کہا کہ ذرا تم لوگ صبر کرو۔ میں اس کے لئے کافی ہوں اور اس نے ایک آدمی کو خط دیا کہ اس کو قطری کی فوج میں ڈالدو لیکن اس طریقے پر ڈالو کہ کوئی دوسرا نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور یہ خط قطری تک پہنچ گیا تو اسمیں یہ لکھا تھا۔

"امابعد! تمھارے تیر پہنچے اور میں نے ایک ہزار درہم تمھارے پاس بھیجدیا" قطری نے اس شخص کو جو تیر بناتا تھا مار ڈالا۔ کیونکہ اس سے جب اس نے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ عبد ربہ الکبیر کو اس شخص کا قتل کرنا بہت ناگوار ہوا اور پھر آپس میں اختلاف ہو گیا۔ اس کے بعد مہلب نے ایک آدمی کو نصرانی وضع و لباس میں قطری کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ تم جاکر اس کے سامنے سجدہ کرو۔ یہ آیا اور اس نے قطری کے سامنے سجدہ کیا خوارج نے دیکھ کر کہا کہ اس نے تو تم کو اپنا خدا بنا لیا۔ بعض خوارج اس نصرانی پر جھپٹے اور قتل کر دیا اس سے اور زیادہ اختلاف بڑھ گیا۔ بہت سے خوارج نے قطری کو معزول کر کے عبد ربہ الکبیر کو کرمان کا حاکم بنا لیا قطری کے ساتھ خوارج کا چوتھا یا پانچواں حملہ تھا۔ دونوں فریق آپس میں لڑتے رہے۔ مہلب نے حجاج کو اس واقعے کی اطلاع دی حجاج نے مہلب کو لکھا کہ تم اس حالت میں جنگ کیوں نہیں کرتے۔ مہلب نے اس کا جواب دیا کہ میں اسوقت جبکہ وہ آپس ہی میں لڑ رہے ہیں لڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جب ان کا معاملہ طے ہو جائے گا جس کا میں منتظر بیٹھا ہوں تو وہ خود بخود ہلاک ہو جائیں گے

اور وہ اس وقت تک متحد بھی نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ آپس میں لڑ بھڑ کر برباد نہ ہو جائیں حجاج پھر خاموش ہو گیا۔ اور مہلب نے ان کو پورے ایک مہینہ تک اسی خانہ جنگی میں مصروف رہنے دیا۔ آخر میں قطری اپنے متبعین کو لیکر طبرستان چلا گیا اور باقی لوگوں نے عبدربہ الکبیر پر بعیت کر لی۔

عبدربہ الکبیر کی ہلاکت

جب قطری طبرستان چلا گیا اور کرمان پر عبدربہ الکبیر مستقل حاکم ہو گیا تو مہلب نے ان پر حملہ کرنا شروع کیا اور ان سے خوب لڑتا رہا۔ جیرفت میں ان کو محصور کر لیا۔ اور پھر متواتر حملے کئے۔ کیونکہ ابھی تک مہلب کی دیرینہ آرزو نہیں پوری ہوئی تھی (یعنے یہ کہ خوارج کا سرتاپا خاتمہ ہو جائے) خوارج اس محاصرہ سے بے چین ہو گئے آخر کار اپنے تمام سازوسامان کو لیکر نکلے اور جیرفت سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مہلب نے پھر موقع پاکر سخت لڑائی کی۔ حتیٰ کہ گھوڑوں کے پیر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ تلواریں ٹوٹ گئیں اور بہت سے آدمی مارے گئے پھر مہلب نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ نکل کر بھاگے۔ مہلب جیرفت میں داخل ہو گیا۔ اور پھر ان کے تعاقب میں چلا اور چار ہی فرسخ کے فاصلے پر ان کو روکا اور صبح سے دوپہر تک کشت وخون کی خوب گرم بازاری رہی۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو وہیں ٹھہر گیا۔ عبدربہ نے اپنے آدمیوں کو مجتمع کرکے کہا کہ اے مہاجرین، قطری اور اس کے ساتھی زندہ رہنے کے لئے بھاگ گئے۔ حالانکہ دنیا میں کسی کو بقا نہیں ہے اور اب ان کا کوئی پتہ نہیں چلتا اس لئے اپنے دشمنوں سے کامل مقابلہ کرو۔ اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو قربان کردو۔ یہ کہکر مقابلے کے لئے واپس پھرا۔ اور خوب دل کھول کر لڑا گذشتہ لڑائیاں اس کے نزدیک پانی ہو گئیں۔ مہلب نے جب جنگ کا رخ پلٹا ہوا دیکھا تو اس نے چند آدمیوں سے موت پر بعیت لی۔ اور ان کو میدان میں بھیجا۔ خوارج نے اپنی سواری کے جانوروں کو بیکار کرکے پاپیادہ جنگجوئی میں مصروف ہو گئے۔ اس قدر زور شور سے لڑے کہ مہلب کو اقرار کرنا پڑا کہ میں نے اس سے پہلے اتنی خونخوار جنگ نہیں دیکھی تھی۔ لیکن پھر خدا نے اصحاب مہلب پر اپنی مدد نازل کی اور وہ فتحیاب ہوئے خوارج نے شکست کھائی۔ ان میں بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔ مقتولین کی کل تعداد چار ہزار تھی اور فوج میں

زندہ بہت کم بچے۔ عبدربہ الکبیر انھیں کے ساتھ مارا گیا۔ مہلب نے تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا۔ کیونکہ خوارج بھی عام مسلمانوں کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے تھے۔

طفیل بن عامر وائلہ نے عبدربہ الکبیر اور اس کے ساتھیوں کے قتل پر یہ اشعار کہے تھے

لقد مسّ منا عبد ربّ وجندہ	عقابٌ فامسی سبیہم فی المقاسم
عبدربہ اور اسکی فوج نے ہم سے سخت سزا پائی	ان کے قیدی مال غنیمت کی طرح تقسیم کئے گئے
سمّی لہم بالجیش حتی ازاحہم	بکرمان عن مثوی من الارض ناعم
ایک فوج ان کے لئے متعین کی گئی تھی جس نے	ان کو کرمان ایسی بہترین جگہ سے نکال بھگایا
وما قطریّ الکفر الا نعامۃ	طرید یدّ وی لیلۃ غیر نائم
قطری کوئی بہادر آدمی نہیں ہے	بلکہ اس شتر مرغ کیطرح ہے جو بغیر سوئے ہوئے رات بھر بھاگا پھرتا ہے
اذا خرمنا ھارباً کان وجہہ	طریقاً سوی قصد الھدی والمعالم
جب وہ ہم سے ڈر کر بھاگا تو اس کا قصد	ارشد و ہدایت کے راستہ کے خلاف تھا
فلیس بمنجیہ الفرار وان جرت	بہ الفلک فی لجّ من البحر دائم
اس کا بھاگنا ہم سے نجات نہیں دلا سکتا	اگر چہ اسکی کشتیاں بڑے سے بڑے متموج دریا میں جارہی ہوں۔

اشعار اس سے بھی زیادہ ہیں لیکن کافی مشہور ہونے کی وجہ سے باقی چھوڑ دیا گیا۔ اس جنگ میں جن اشخاص نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ حجاج نے ان پر بڑی عنایتیں کیں۔ مہلب نے حجاج کو اس فتح و ظفر کی ایک قاصد کے ذریعے سے خوشخبری دی جس نے فوج اور خوارج کے حالات سے مفصل طریقے پر آگاہ کیا اور بنی مہلب کی کمال شجاعت اور بہادری کی پرزور الفاظ میں تعریف کی۔ چنانچہ اس نے ان الفاظ میں ان کا تذکرہ کیا۔ مغیرہ ان کا شہسوار اور سردار ہے یزید ان کا بہادر جنرل ہے اور سخی آدمی ہے۔ قبیصہ سخاوت کا دریا ہے کوئی بہادر معرکہ کے سامنے سے بھاگ جانے پر شرمندہ نہیں ہوتا۔ عبدالملک بن مہلب زہر ہلاہل ہے۔ حبیب مجسمۂ موت کا پیالہ ہے۔ محمد جنگل کا ایک شیر ہے اور مغفل تو اپنی شرافت میں مشہور ہی ہے۔ حجاج نے پوچھا کہ ان سب میں افضل کون ہے اس نے کہا کہ یہ سب ایک حلقہ کی طرح ہیں جس میں کوئی کنارہ نہیں ملتا۔ حجاج نے اس کی اس بلاغت آمیز گفتگو کی بڑی تعریف کی اور مہلب کو شکریہ کا خط لکھا اور اس میں

لکھا کہ تم کو جس پر اعتماد ہو اس کو کرمان کا حاکم بناؤ اور ایسے شخص کو بناؤ جو اس کی پوری نگرانی کر سکے اور خود میرے پاس چلے آؤ۔ مہلب نے کرمان میں اپنے لڑکے یزید کو والی بنایا اور خود حجاج سے ملنے کے لئے روانہ ہو گیا وہ جب حجاج کے پاس پہنچا ہے تو اس نے بڑی خاطر و تواضع کی۔ اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا اور حاضرین سے کہا اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے غلام ہو اور اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم ایسے ہو جیسے کہ لقیط بن یعمر ایادی نے اپنے سرداروں کی تعریف کی تھی۔

وقلدوا امرکم للہ درکم — رحب الذراع بامر الحرب مضطلعاً

خدا تم کو جزائے خیر دے تم نے اپنے کاموں کو ایسے شخص کے سپرد کیا ہے جو بہادر اور فن حرب کا ماہر ہے

لا مترفاً ان رخاء العیش ساعدہ — ولا اذا عض مکروہ بہ خشعاً

اگر فراغ بالی اسکا ساتھ دے تو وہ عیش میں پڑنے والا نہیں ہے — اور جب کوئی مصیبت آئے تو ہراساں ہونے والا نہیں ہے

مسہد النوم بعینیہ ثغورکم — یروم منہا الی الاعداء مطلعاً

وہ کم سونے والا ہے۔ تمہاری سرحدوں کی حفاظت نے اسکو مشغول کر رکھا ہے جسکے ذریعے سے دشمنوں کے حالات سے واقف ہوتا ہے

انفک یحلب ہذا الدھر اشطرہ — یکون متبعاً طوراً ومتبعا

اس نے زمانے کے واقعات کا ہمیشہ تجربہ کیا ہے — کبھی پیرو ہوتا ہے اور کبھی قائد ہوتا

ولیس یشغلہ مالہ یثمرہ — عنکم ولا ولد یبغی لہ الرفعا

تم سے مال و دولت حاصل کرنے کی خواہش اسکو تم سے پھیر نہیں سکتی اور نہ کوئی اولاد ہے جن کے بلندی مرتبہ کا آرزومند ہو۔

حتی استمرت علی شزر مریرتہ — مستحکم السن لا قحماً ولا ضرعا

یہاں تک کہ اس کی طاقت اور قوت مستقل ہو گئی ہے — مضبوط عمر کا آدمی ہے نہ بڈھا اور نہ بزدل ہے

یہ بہت بڑا قصیدہ ہے چیدہ اشعار نقل کر دیے گئے۔

قطری بن فجاءۃ اور عبیدہ بن ہلال کا قتل

کہتے ہیں کہ اسی سال قطری اور عبیدہ کا بھی خاتمہ ہوا اور ان کے ساتھ ازارقہ کی بقیہ جماعت بھی تباہ و برباد ہو گئی۔ اس کا اصلی سبب یہ ہوا کہ جب ازارقہ کی طاقت ذاتی اختلافات اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے منتشر ہو گئی۔ جیسا کہ ہم گزشتہ سلسلے میں بیان کر چکے ہیں تو قطری اپنے اصحاب کو لیکر طبرستان چلا گیا۔ حجاج کو بھی معلوم ہوا کہ قطری طبرستان آیا ہے اس نے

فوراً سفیان بن ابرد کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ طبرستان روانہ کردیا۔ سفیان اسحاق بن محمد بن اشعث کو ساتھ لے کر قطری کی تلاش میں نکلا۔ اسحاق کے ساتھ بھی کوفہ کی فوجیں تھیں۔ ان لوگوں کو طبرستان کے کسی درے میں قطری کا پتا ملا۔ تلاش کرتے کرتے وہاں پہنچے اور اس سے لڑائی شروع کردی۔ قطری کے ہمرکاب اصحاب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اتفاقاً وہ گھوڑے پر سے گر پڑا اور لڑھکتا ہوا کھائی میں چلا گیا۔ شہر کا کوئی ذمی باشندہ ادھر سے گزرا تو قطری نے اس سے کہا کہ مجھ کو پانی پلا۔ کافر نے کہا کہ مجھے کیا دو گے۔ قطری نے کہا کہ بھائی میرے پاس اس وقت ہتیار کے سوا کچھ نہیں ہے جب تم پانی لاؤ گے تو ہم اسے دیدیں گے یہ ذمی گیا اور جب کھائی کے اوپر پہنچا تو قطری پر ایک پتھر گرا دیا جس سے اس کا کولا سخت زخمی ہو گیا اور اس دوسرے صدمے کی وجہ سے مجہول ہو گیا۔ قطری نے لوگوں کو آواز دی اور کچھ لوگ آئے۔ اس ذمی نے اس کو اب تک پہچانا نہیں البتہ اسکے عمدہ ہتیار اور اچھی ہیئت سے اس قدر سمجھتا تھا کہ وہ اس قوم کے سرداروں میں ہے اہل کوفہ کے کچھ لوگ بھی دوڑ کر آئے۔ انھوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو قطری ہے اور پھر قتل کر ڈالا۔ ان میں سے سورہ بن حر تمیمی جعفر بن عبد الرحمن بن مخنف، صبّاح بن محمد بن اشعث عمر بن ابی الصلت اور باذان جو انکا مولی تھا۔ ان تمام نے قطری کے قتل کا دعوی کیا۔ ابو جہم بن کنانہ آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ جب تک تم لوگ آپس میں تصفیہ کرو یہ سر مجھ کو دو۔ لوگوں نے اس کو دیدیا۔ وہ اسحاق بن محمد کے پاس لے آیا۔ جو کوفہ والوں کا سردار تھا۔ اسحاق نے اس کی معرفت سفیان کے پاس بھیجدیا۔ سفیان نے ابو جہم کی معرفت حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے عبد الملک کے پاس بھیجدیا۔ اس نے ۲ ہزار درہم انعام بھیجدیا اس کے بعد سفیان نے ان خوارج کا محاصرہ کر لیا اور یہ منادی کرادی جو اپنے ساتھی کو قتل کر کے ہمارے پاس آئے گا اس کو امان دیا جائے گا۔ عبیدہ بن ہلال نے یہ اشعار کہے۔

لعمری لقد قام الاصم بخطبۃ لذی الشک منھا فی الصدور غلیل

اپنی زندگی کی قسم ایک سخت دل انسان نے ایک ایسی تقریر کی جسکے شکوک کیوجہ سے سینوں میں بغض و عداوت ہے

لعمری لئن اعطیت سفیان بیعتی وفارقت دینی اننی لجھول

اپنی جان کی قسم اگر میں سفیان سے بیعت کر لیتا۔ اور اپنے مذہب سے علیحدہ ہو جاتا تو میں بڑا جاہل ہوتا۔

الی اللہ اشکو ماتری بجیادنا تساوک ھزلی مخھن قلیل

خدا ہی سے میں شکوہ کرتا ہوں کیا تو ہمارے عمدہ گھوڑوں کو نہیں دیکھتا کہ وہ ڈگے ہو گئے ہیں اور ان کے استخوان بے مغز ہو گئے ہیں۔

تعاورھا القذاف من کل جانب بقومس حتی صعبھن ذلول

صرف ایک سردار کے مقتول ہونے کی وجہ سے عار دلانے والے ہر طرف سے ان کو عار دلاتے ہیں حتی کہ انکے سرکش بھی ندامت کی وجہ سے مطیع ہیں۔

فان یک افناھا الحصار فربما تشحط فیما بینھن قتیل

اگر محاصرہ ان کو ہلاک کر دے تو بھی اکثر مقتولین اُن کے درمیان تڑپتے ہونگے

وقد کن مما ان یقدن علی الوجی لھن بابواب القباب صھیل

ان مصائب کے باوجود بھی اگر انکا قدم آگے بڑھتا تو خیموں کے دروازوں پر ہنہنانے لگتے

سفیان نے ان کا محاصرہ برابر جاری رکھا حتی کہ خوارج محاصرے سے تنگ آ گئے خور و نوش کے لیے ان کو کوئی چیز نہ مل سکی تو اپنی سواری کے جانوروں کو ذبح کر کے کھا گئے۔ اور پھر ہمت باندھکر لڑنے کے لیے میدان میں آئے خوب لڑنے خوب لڑے لیکن آخر میں سب کے سب مقتول ہوئے اور ان کے سر کٹوا کر سفیان نے حجاج کے پاس بھیجدیے اور خود دنباوند اور طبرستان میں چلا گیا اور وہاں مقیم رہا۔ پھر حجاج نے اس کو معزول کر دیا۔ بعض علمائے تاریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قطری اور عبیدہ بن ہلال کے قتل ہونے کے بعد ازارقہ بالکل تباہ و برباد ہو گئے کیونکہ جو کچھ باقی رہ گئے تھے وہ قطری ہی کے ساتھ تھے ازارقہ کا سب سے پہلا سردار نافع بن ازرق تھا اور سب سے آخری قطری اور عبیدہ تھے وہ بیس برس سے زیادہ برابر لڑتے رہے۔ صبیح مازنی تمیمی مولی سوار بن اشعر جس نے ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں بغاوت کی اس کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ازارقہ سے تھا مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ صفریہ سے تھا یہ شخص کچھ زیادہ دنوں تک نہ لڑ سکا بلکہ بغاوت سے چند ہی دن کے بعد قتل ہو گیا۔

بکیر بن وشاح کا قتل

اسی سال امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ نے بکیر بن وشاح کو

قتل کیا صورت یہ درپیش ہوئی کہ امیہ عبد الملک کی جانب سے خراسان کا حاکم تھا اس نے بکیر بن وشاح کو ماوراء النہر کی جنگ کے لیے روانگی کا حکم دیا۔ اور اس سے قبل اس نے بکیر کو طخارستان کا عامل مقرر کیا تھا جس کی روانگی کے لیے بکیر تیار ہو چکا تھا لیکن بحیر بن ورقاء نے امیہ کو اس سے بدگمان کر دیا۔ اس لیے امیہ نے اپنا حکم منسوخ کر دیا اور بکیر کو روک دیا۔ پھر جب ماوراء النہر میں جنگ کے لیے جانے کا حکم دیا تو بکیر نے بہت اہتمام سے تیاری شروع کی اور اس غرض سے بہت سا روپیہ صرف کیا جس میں وہ قرضدار بھی ہو گیا۔ بحیر نے پھر امیہ سے کہا کہ اگر اسکے اور آپ کے درمیان نہر حائل ہوئی تو یہ علم بغاوت بلند کرے گا۔ امیہ نے پھر بکیر کو وہاں جانے سے روک دیا اور کہا کہ جب میں چلوں گا تو میرے ساتھ چلنا بکیر کو اس پر بڑا غصہ آیا اور کہا یہ تو مجھے سراسر نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ عتاب لقوہ غدانی نے بھی بکیر کے ساتھ جانے کے لیے کچھ قرض لیا تھا۔ جب وہ نہ جا سکا تو قرضداروں نے اس کو دق کرنا شروع کیا اور اسی جرم میں مقید ہو گیا۔ مجبوراً بکیر نے اپنی طرف سے قرض ادا کر کے رہا کر لیا۔ پھر امیہ نے بخارا کی لڑائی کے لیے تیاری کی۔ اور اس کا ارادہ تھا کہ وہیں سے ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے ملے گا۔ امیہ کے ساتھ اور لوگ بھی جانے کے لیے تیار ہوئے جن میں بکیر بھی تھا سب لوگ روانہ ہوئے اور نہر کے قریب پہنچ کر عبور کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ امیہ نے بکیر سے کہا کہ میں نے خراسان میں اپنا جانشین اپنے لڑکے کو بنا دیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ نوجوان ہے اس لیے ڈرتا ہوں کہ وہ نظم کو قائم نہ رکھ سکیگا تم مرو واپس جاؤ اور وہیں رہو میں نے اسوقت تم کو وہاں کا والی بنا دیا ہے اور میرے لڑکے کی اس کام میں اعانت بھی کرتے رہو۔ بکیر نے چند سواروں کو جن سے وہ واقف تھا اور جن پر اس کو اعتماد تھا منتخب کیا اور وہاں سے واپس ہوا۔ امیہ بخارا کی طرف چلا گیا اور بکیر مرو کی طرف چلا۔ راستے میں عتاب اللقوہ نے اس سے کہا کہ ہم نے ایک قریشی امیر کی خواہش کی تو ہمارے پاس ایک ایسا امیر آیا جو ہم سے مسخرا پن کرتا ہے ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے میں نقل کرتا ہے میری رائے ہے کہ ان کشتیوں کو توڑ کر جلا دیں اور مرو جا کر امیہ کو امارت سے معزول کر دیں اور ہم خود حاکم بن جائیں اور ایک مدت تک اس سے فائدہ اٹھائیں۔ احنف بن عبداللہ عنبری نے بھی اسکی تائید کی۔ بکیر نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں ہلاک ہو جائیں گے لقوہ نے کہا کہ اگر یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو ہیں مرو میں دوسرے لوگوں کو جن کو تم پسند کرو گے

بلا کر لاؤں گا۔ بکیر نے کہا کہ مسلمانوں کی جانیں مفت میں ضائع جائیں گی۔ نفوہ نے کہا کہ اس کیلئے یہ کافی ہوگا کہ شہر میں منادی کرادی جائے کہ جو مسلمان ہو جائیگا اُس کا خراج معاف کر دیا جائیگا تو تمہارے پاس پچاس ہزار آدمی آجائیں گے جو ان سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ بکیر نے کہا کہ امیہ اور اس کے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے۔ نقوہ نے جواب دیا آخر وہ لوگ کیوں ہلاک ہونے لگے ان کے پاس فوج ہے ہتیار ہیں جس کے ذریعے سے وہ چین تک پہنچ سکتے ہیں۔ آخر بکیر کو اس مشورے پر عمل کرنا پڑا۔ کشتیاں توڑ کر جلا دی گئیں اور یہ لوگ مرو واپس گئے اور بکیر نے امیہ کے لڑکے کو قید کر دیا اور امیہ کو تخت سے اُتار کر خود حاکم بن گیا امیہ کو جب یہ خبر ملی تو اس نے اہل بخارا سے قلیل فدیہ لیکر صلح کرلی۔ اور فوراً واپس پھر کشتیوں کو از سر نو بنوا کر نہر کے پار اُترا۔ راستے میں امیہ نے اپنے ان احسانات کا بار بار تذکرہ کیا جو اس نے بکیر پر کیے تھے اور کہا کہ وہ ان کا بدلہ نافرمانی اور سرکشی سے کرتا ہے۔ بہر حال مرو کی طرف روانہ ہوا۔ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے بھی ملا۔ پھر اس نے شماس بن دثار کو ۸۰۰ سو فوجوں کے ساتھ بکیر کے مقابلے کے لیے پہلے ہی بھیجدیا۔ بکیر نے رات کو حملہ کیا اور شماس کو شکست دی اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ کسی کو قتل نہ کرو بلکہ ہتیار چھین کر چھوڑ دو۔ اتنے میں امیہ بھی پہنچ گیا اور شماس سے ملا پھر اس نے ثابت بن قطبہ کو آگے بڑھایا۔ بکیر سے جب لڑائی ہوئی تو اس نے ثابت کو قید کر لیا اور اس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ مگر چونکہ ثابت نے بکیر کے ساتھ اس سے قبل بہت کچھ احسان کیے تھے اس لیے اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر امیہ نے خود حملہ کیا پہلے دن تو اس نے بکیر کی فوج کو پسپا کر دیا جس سے بکیر میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہو گیا اور دوسرے دن خوب لڑا تیسرے دن بھی بڑی لڑائی ہوئی اثنائے جنگ میں بکیر نے ثابت کے سر پر ایک تلوار ماری تو حریث بن قطبہ جو ثابت کا بھائی تھا آگے بڑھا اور بکیر پر ایک زور سے حملہ کیا بکیر بھاگا تو حریث نے آواز دی کہ او بکیر کہاں جاتا ہے اس آواز نے اسکو پلٹا دیا حریث نے موقع پاکر ایک تلوار سر پر ماری جس سے خود کٹ کر گر گیا اور اس کا سر بھی زخمی ہو گیا وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ بکیر کے اصحاب اسکو اٹھا کر شہر میں لائے اور باقی آدمی لڑتے رہے اصحاب بکیر اکثر سرخ اور زرد لباس میں رہتے تھے اور آپس میں بیٹھکر جب باتیں کرتے تھے تو ان کا منادی یہ پکار کر کہتا تھا کہ جو شخص ہمکو ایک تیر بھی ماریگا تو ہم اس کے بال بچوں کے سر کاٹ کر اس کی گود میں ڈال دیں گے۔ اس ڈر سے کوئی کچھ نہیں کرتا تھا بکیر کو خوف تھا

کہ اگر محاصرے نے طول کھینچا تو اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لیے اس نے امیہ سے صلح کی درخواست کی۔ اصحاب امیہ نے بھی منظور کر لیا۔ چنانچہ مندرجۂ ذیل شرائط پر مصالحت ہوئی۔ (۱) امیہ بکیر کو چار لاکھ درہم دیگا (۲) اور بکیر کے اصحاب کو رہا کر دیگا (۳) بکیر کو خراسان کے جس شہر میں چاہے حاکم مقرر کرے اور اس معاملے میں بحیر کا مشورہ قبول نہ کرے (۴) اگر امیہ کو بکیر کی جانب سے کوئی بدگمانی پیدا ہو تو اس کو ۴۰ دن تک محفوظ رکھے۔ اس کے بعد امیہ شہر میں داخل ہو گیا اور بکیر کے تمام شرائط کو پورا کیا اور اس کو تمام اعزازات کے ساتھ رکھا اور اس نے عقاب کو بھی ۲۰ ہزار درہم انعام دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ بکیر امیہ کے ساتھ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ مرو میں اپنا جانشین بنا کر گیا تھا جب وہ نہر عبور کر چکا تو بکیر نے بغاوت کی اور پھر مندرجۂ بالا واقعات ہوئے۔ امیہ، نرم دل، حلیم الطبع اور فیاض آدمی تھا لیکن ساتھ ہی اہل خراسان پر ایک بوجھ تھا۔ تفاخر کی بہت عادت تھی۔ اکثر کہتا تھا کہ خراسان کی آمدنی میرے مطبخ کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔ مرو واپس آکر اس نے بحیر بن ورقاء کو عہدۂ کوتوالی سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر عطاء بن ابی سائب کو مقرر کیا۔ امیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنے میں تشدد کیا اسی زمانے میں ایک دن بکیر کے سامنے مسجد میں لوگوں نے امیہ کی شکایت کی اور اس کو برا بھلا کہا مسجد ہی میں بحیر، عبداللہ بن حارثہ بن قدامہ ضرار بن حصن بھی تھے۔ بحیر نے اس کی خبر امیہ کو دی۔ امیہ نے اس کی تکذیب کی تو بحیر نے ان لوگوں کو شہادت میں پیش کیا۔ چنانچہ مزاحم بن ابی المجشر سلمی نے یہ بیان کیا کہ وہ مذاق کر رہا تھا۔ امیہ نے بکیر کو چھوڑ دیا۔ اسکے بعد بحیر پھر آیا اور کہنے لگا کہ بکیر نے مجھ کو آپ سے بغاوت کرنے کی ترغیب دی ہے اور یہ بھی کہتا تھا کہ اگر تیرا وجود نہ ہوتا تو میں اس قریشی کو قتل کر کے خراسان پر قابض ہو جاتا۔ امیہ نے اس کی بھی تصدیق نہیں کی لیکن ایک جماعت نے اس پر شہادت دی کہ بکیر نے اس قسم کی دعوت دی ہے آخر کار امیہ نے بکیر اور اس کے ساتھ بدل اور شمردل کو جو اس کے بھتیجے تھے گرفتار کر لیا پھر اپنے اعیان حکومت کو بکیر کے قتل کا حکم دیا۔ لوگ اس کام سے جھجکے تو پھر بحیر کو حکم دیا۔ اس نے فوراً قتل کر ڈالا اور امیہ نے ان دونوں لڑکوں کو مار ڈالا۔

۷۷ھ کے مختلف واقعات

اس سال امیہ نے نہر بلخ عبور کر کے وہاں جنگ کی لیکن اپنی فوج کے ساتھ محصور ہو گیا

سبھوں نے ملکر پوری طاقت صرف کی اور وہاں کی فوجوں سے مقابلہ کیا اس کے بعد انھیں نجات ملی۔ اور پھر مرو واپس آئے۔ ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے اس سال لوگوں کیساتھ حج کیا۔ کوفہ اور بصرہ میں حجاج برسرِ حکومت تھا اور خراسان میں امیہ والی تھا ولید بن عبدالملک اس سال موسم گرما میں رومیوں سے برسرِ پیکار رہا۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو انصاری نے اسی سال وفات پائی۔

۷۸ھ ہجری کی ابتداء

امیہ بن عبداللہ کا خراسان سے معزول ہونا اور مہلب کا وہاں حاکم ہونا

اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ بن خالد کو خراسان اور سجستان کی امارت سے معزول کر دیا اور ان دونوں مقامات کو حجاج کی حکومت سے ملحق کر دیا۔ حجاج نے ان پر اپنے عمال مقرر کر کے بھیجد یئے۔ مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کا حاکم بنایا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل بنایا۔ جب مہلب ازارقہ کی جنگ سے فارغ ہوگیا تو وہ حجاج کے پاس بصرہ میں آیا حجاج نے اسکی بڑی خاطر کی اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ اور پھر ان بہادروں کو بلایا جنھوں نے مہلب کے ساتھ رہکر حرب ازارقہ میں بڑے بڑے کارنامے کیے تھے ان کی بڑی تعریف و توصیف کی۔ انعامات دیئے۔ اعزازات میں اضافہ کیا۔ حجاج جب بصرہ آرہا تھا تو اس نے کوفہ میں عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کے بعد جب خراسان کی حکومت مہلب کے سپرد کی گئی تو اس نے اپنے لڑکے حبیب کو وہاں روانہ کر دیا۔ چلتے وقت حجاج نے حبیب کو ایک ابلق خچر دیا اور اس کو رخصت کر دیا۔ حبیب خچر پر سوار ہو کر خراسان کی طرف چلا اور اس کے ساتھ کچھ اور اصحاب بھی ہمرکاب تھے۔ ۲۰ دن تک یہ لوگ برابر چلتے رہے اس کے بعد خراسان پہنچے۔ جب باب مرو میں داخل ہوئے تو سامنے لکڑیوں کا ایک گٹھا دیکھا جس سے حبیب کا خچر بھڑکا۔ لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ وہ تھک کر چور ہو گیا تھا پھر بھی بھاگنے کی طاقت تھی۔ خیر جب خراسان پہنچا تو حبیب نے امیہ اور اس کے عمال سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا اور دس مہینے تک خراسان کا کام انجام دیتا رہا اس کے بعد ۷۹ھ میں مہلب وہاں پہنچا۔

۸۰ھ ہجری کے مختلف واقعات

ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے حج کیا۔ کوفہ، بصرہ، خراسان، سجستان، کرمان، یہ تمام ممالک حجاج کے زیر اقتدار تھے خراسان میں اس کی طرف سے مہلب حاکم تھا اور سجستان میں عبیداللہ بن ابی بکرہ تھا۔ قاضی کوفہ شریح تھے قاضی بصرہ موسیٰ ابن انس تھے عبدالرحمن بن عبداللہ قاری نے اسی سال انتقال کیا ان کی عمر (۷۸) برس کی تھی۔ آنحضرت نے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا تھا۔ زید بن خالد جہنی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ بعض نے اس سے مختلف روایت کی ہے۔ عبدالرحمن بن غنم اشعری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا لیکن صحبت نبوی سے فیضیاب نہ ہوسکے۔

۷۹ھ ہجری کی ابتداء

عبیداللہ بن ابی بکرہ اور رتبیل کی لڑائی

جب حجاج نے عبیداللہ کو سجستان کا والی مقرر کیا اور یہ ۸۰ھ کا واقعہ تھا تو عبیداللہ ایک سال تک سجستان میں بغیر کسی جنگ و جدال کے مقیم رہا۔ کیونکہ اس عرصے میں رتبیل نے اس سے صلح کر لی تھی۔ خراج کبھی ادا کرتا تھا اور کبھی نہیں۔ حجاج کو یہ بات ناگوار گذری اس نے عبیداللہ کو رتبیل پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی تاکید کی کہ جنگ اس وقت تک نہ ختم کی جائے جب تک کہ اس کے تمام شہروں کو مسمار اور قلعوں کو منہدم نہ کر دیا جائے اور اس کے تمام لوگ قید نہ کر لیے جائیں غرضکہ جب تک اس کی تمام مملکت کا خاتمہ نہ ہو جائے اس کو چھوڑا نہ جائے۔ عبیداللہ اہل بصرہ اور کوفہ کی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ کوفہ والوں کے سردار شریح بن ہانی تھے۔ جو حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھے۔ عبیداللہ ان فوجوں کے ساتھ بلاد رتبیل میں داخل ہوا ان کے تمام قلعوں کو منہدم کر دیا۔ اور زمینوں پر قبضہ کر لیا اموال اور خزائن لوٹ لیے رتبیل کی فوج میں ترک تھے وہ اپنی زمینوں کو یکے بعد دیگرے چھوڑتے چلے گئے۔ اسلامی لشکر آگے بڑھتا گیا جب وہ اپنے شہر کے قریب پہنچے اور صرف ۱۸ فرسخ کے فاصلے پر رہ گئے تو انھوں نے مسلمانوں پر تمام راستوں کو

بند کر دیا اور پانی کے تمام مقامات پر پہرے بٹھا دیے۔ مسلمان جنگی تمام فوجیں شہر کے اندر تھیں ان کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور اب ہر شخص کو یہ یقین ہو گیا کہ ہلاکت سامنے ہے۔ مجبوراً عبید اللہ نے رتبیل سے ۷ لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ تاکہ مسلمانوں کو شہر سے نکلنے کا موقع مل جائے۔ شریح عبید اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم کسی چیز پر ان سے مصالحت نہ کرو ورنہ سلطان (حجاج) تمہارے وظائف کم کر دیں گے۔ میری عمر بہت گذر چکی ہے عرصے سے شربت شہادت کا متمنی ہوں اگر خدانخواستہ آج کا دن ہاتھ سے گیا تو قیامت تک ایسا موقع نصیب نہ ہوگا۔ عبید اللہ نے کہا کہ تم سٹھیا گئے ہو (یعنے کم عقل ہو ضعیفی نے تم کو ایسا بنا دیا ہے) شریح نے کہا کہ تم کو تو یہ چاہیے کہ بستان عبید اللہ اور حمام عبید اللہ کی تعمیر کی جائے میں یہ چاہتا ہوں اس کے بعد شریح نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی شہادت کا طالب ہے تو وہ میرے ساتھ آئے۔ چنانچہ مجاہدین اور حفاظ نے اور کچھ فوجیوں نے بھی ساتھ دیا لیکن تعداد کم تھی۔ بہر حال رتبیل سے خوب لڑے اور حتیٰ کہ سب کے سب شہید ہو گئے صرف چند باقی بچے۔ شریح جنگ میں یہ اشعار رجزیہ پڑھتے تھے۔

اصبحت ذابث اقاسی الکبرا	قد عشت بین المشرکین اعصرا
میں بڑھاپے کی تکلیف سے غمگین رہا	اور عمر بھر مشرکین کے درمیان زندگی بسر کرتا رہا
ثمة ادرکنا النبی المنذرا	وبعدہ صدیقہ وعمرا
پھر ہم نے آنحضرت کو پایا	اور پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو پایا
ویوم مهران ویوم تسترا	والجمع فی صفینهم والنهرا
اور مہران، تستر،	صفین اور نہر کی عظیم الشان جنگوں کو بھی دیکھا
وماجمیرات مع المشقرا	هیهات ما اطول هذا عمرا
اور حصار مشقر میں لوگوں کے کیسے کیسے انبوہ دیکھے	افسوس کہ میری عمر کتنی طویل ہو گئی

شریح اخیر تک لڑتے رہے اور پھر شہید ہوئے۔ جو لوگ بچ گئے وہ بلاد رتبیل سے نکلے تو دوسرے لوگوں نے ان کے سامنے کھانا وغیرہ رکھا۔ جب کوئی آسودہ ہو کر کھاتا تو مرنے لگتا اور اس کی حالت نازک ہو جاتی۔ لیکن پھر تھوڑا روغن ڈال کر کھلایا تو کچھ تندرست ہونے لگے (چونکہ لڑائی میں بہت تھک گئے تھے اس لیے یہ حالت ہو گئی تھی) یہ خبر

حجاج کو ملی اور حجاج نے ان تمام حالات سے عبد الملک کو مطلع کیا اور لکھا کہ کوفہ اور بصرہ سے ایک کثیر التعداد فوج کو بلاد رتبیل میں روانہ کرنے کی مجھے اجازت دیجئے۔

۷۹ سنہ ہجری کے چند واقعات

اس سال شام میں بہت سخت طاعون آیا۔ جس سے تمام لوگوں کو بربادی اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ انھیں پریشانیوں کی وجہ سے اس سال کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ رومیوں نے اسی سال انطاکیہ کو فتح کر لیا تھا شریح بن حارث نے اس سال عہدۂ قضا سے استعفاء داخل کیا حجاج نے ان کی جگہ ابو بردہ بن ابی موسیٰ کو قاضی بنایا۔ ابان بن عثمان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا عراق اور تمام مشرقی ممالک میں حجاج حاکم تھا اور بصرہ میں موسیٰ بن انس قاضی تھے۔ محمود بن ربیع المکنی بہ ابراہیم نے اس سال انتقال کیا۔ عہد نبوی میں یہ پیدا ہو چکے تھے اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے بھی اسی سال وفات پائی۔

۸۰ سنہ ہجری کی ابتداء

اسی سال مکہ میں بڑا زبردست سیلاب آیا تھا جس میں بہت سے حجاج ڈوب گئے تھے۔ اونٹوں پر مال و اسباب اور وہ آدمی لاد کر ہٹاتے جا رہے تھے جو معذور تھے۔ سیلاب نے اتنا زور باندھا کہ مکہ کے تمام مکانات ڈوب گئے اور رکن حطیم تک پانی پہنچ گیا تھا اسی سال کا نام سالِ حجاف رکھا گیا (یعنے سیلاب کا سال) اور بصرہ میں بھی اس سال سخت طاعون آیا تھا۔

مہلب کا ماوراء النہر میں جنگ کرنا

اسی سال مہلب نے نہر بلخ کو عبور کیا اور کش میں جا کر مقیم ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو الادہم زمانی ۳ ہزار فوجوں کے ساتھ تھا اور مہلب کے ساتھ پانچ ہزار فوج تھی ابو الادہم اپنی شجاعت اور بہادری تدبر اور دور اندیشی میں لاثانی تھا اور اس کا تنہا وجود ۲ ہزار آدمیوں کے مقابلے میں شمار کیا جاتا تھا۔ مہلب جب کش میں مقیم تھا تو بادشاہ ختل کا ابن عم اس سے آ کر ملا اور اُسے ختل سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ہمراہ کر دیا

بادشاہ ختل کا اصلی نام شبل تھا چنانچہ یزید بن مہلب اور بادشاہ کا ابن عم دونوں ایک کنارے پر مقیم ہوئے۔ رات کو شبل نے حملہ کیا اور اپنے اس بھائی کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ یزید نے پھر شبل کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور آخر میں فدیے پر مصالحت کر لی اور یزید فدیہ لے کر واپس آ گیا مہلب نے پھر اپنے لڑکے حبیب کو بھیجا۔ بادشاہ بخارا ۴۰ ہزار فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیئے نکلا۔ انھیں میں سے کچھ لوگ کسی گاؤں میں ٹھہرے تھے۔ حبیب کو جب خبر ملی تو اس نے اپنی چار ہزار فوج کے ساتھ اس گاؤں پر حملہ کر دیا لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اس گاؤں کو جلا دیا۔ اسی وجہ سے اُس کا نام محترقہ پڑ گیا۔ اور اس کے بعد حبیب واپس آیا غالباً بادشاہ بخارا سے پھر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اسی طرح مُہلب کش میں دو سال تک رہ گیا لوگوں نے کئی بار پیشقدمی کرنے کی رائے دی لیکن وہ برابر یہ کہتا رہا کہ ان غزوات میں یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ فوجیں صحیح وسالم واپس آ جایا کریں۔ مہلب جب کش ہی میں تھا تو بنو مضر کی ایک جماعت آئی تو مہلب نے سب کو گرفتار کر لیا اور جب واپس ہونے لگا تو اس نے سب کو رہا کر دیا۔ حجاج نے سُنا تو اس نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم ان کو قید کرنے میں حق بجانب تھے تو رہا کرنا صریح غلطی تھی اور اگر رہا کرنا مناسب تھا تو تم نے ان پر ظلم کیوں کیا۔ مہلب نے جواب دیا کہ جب مجھ کو ان سے خطرہ ہوا تو میں نے گرفتار کر لیا اور جب میں ان سے بےخوف ہو گیا تو میں نے چھوڑ دیا محبوسین میں عبد الملک بن ابی شیخ قشیری بھی تھے۔ مہلب نے اہل کش سے فدیے پر مصالحت کر لی۔ اسی اثناء میں اس کے پاس ابن اشعث کا خط آیا جس میں اس نے حجاج کو معزول کرنے کی دعوت دی تھی۔ مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیجدیا اور خود کش میں مقیم رہا۔

عبدالرحمان بن محمد بن اشعث کی سیادت میں بلاد رتبیل کیطرف فوجوں کی روانگی

اس سے قبل ہم مسلمانوں کے ان حالات کا ذکر کر چکے ہیں جو ابن ابی بکرہ کے ساتھ بلاد رتبیل میں ظاہر ہوئے تھے اُسکے بعد حجاج نے عبد الملک سے بلاد رتبیل میں فوجوں کی روانگی کی اجازت مانگی۔ عبد الملک نے منظور کر لیا۔ حجاج فوجوں کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

کوفہ سے ۲۰ ہزار اور بصرہ سے بھی ۲۰ ہزار آدمیوں کا انتخاب کیا اس فوج کی تیاری میں بڑی جد وجہد کرنی پڑی لوگوں کو ان کے وظائف پورے دیدیے اور ۲۰ لاکھ درہم وظائف کے علاوہ ان پر بطور انعام صرف کیے۔ اچھے اچھے گھوڑوں اور دوسری سواریوں کو مہیا کیا۔ مکمل اسلحات جنگ سے لوگوں کو آراستہ کیا اور ہر اس شخص کو یہ تمام چیزیں دیں جو شجاعت اور بہادری میں کچھ بھی نام آور ہوا ہو۔ انھیں میں عبید بن ابی محجن ثقفی وغیرہ بھی تھے جب وہ ان کی تنظیم و ترتیب سے فارغ ہو گیا۔ تو عبد الرحمن بن محمد بن اشعث کو ان پر سردار مقرر کیا۔ حجاج اندرونی طریقے پر عبد الرحمن سے بغض رکھتا تھا ایک دن اس نے کہا کہ جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں۔ شعبی نے یہ بات کہیں سن لی۔ اس نے عبد الرحمن سے جا کر کہہ دیا۔ عبد الرحمن نے یہ سنکر قسم کھائی کہ میں اس کی پوری کوشش کروں گا کہ اسکو امارت سے اتار دوں، جب حجاج عبد الرحمن کو اس فوج کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ کر رہا تھا تو اسماعیل بن اشعث نے آکر اس سے کہا کہ اس کو آپ مت بھیجیے۔ فرات کے پل سے آگے بڑھا نہیں کہ یہ دوسرے والی کو منتخب کرلیگا۔ اور بغاوت کردیگا۔ حجاج نے کہا کہ مجھ سے وہ تو خود اس قدر ڈرتا ہے کہ وہ میری مخالفت نہیں کر سکتا۔ بہرحال حجاج نے اسکو سردار فوج بنا کر روانہ کردیا اور یہ سجستان پہنچا۔ وہاں پہنچکر لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ "حجاج نے مجھ کو تمھاری سرحد کا امیر مقرر کیا ہے اور تمھارے اُن دشمنوں سے لڑنے کا حکم دیا جنھوں نے تمھاری زمینوں کو جبراً قبضے میں کرلیا ہے، تم لوگ آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہو گے" ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر وہ آگے بڑھا۔ رتبیل کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے ابن اشعث سے معذرت کی اور خراج دیدیا لیکن عبد الرحمن نے نامنظور کیا اور اس کے شہر میں جبراً داخل ہوا اور رتبیل نے شہر، قصبہ، گاؤں، قلعہ اور تقریباً تمام چیزوں کو خالی کردیا اور عبد الرحمن ان سبھوں پر قبضہ کرتا ہوا چلا گیا۔ جہاں قبضہ کرتا وہاں اپنا عامل مقرر کر دیتا اور اس کے ساتھ کچھ معاونین کو رکھتا۔ گھاٹیوں اور راستوں پر کمینگاہیں بنا دیتا اور ہر خطرناک مقام پر فوجوں کے دستے نگرانی کے لیے رکھتا چنانچہ جب وہ رتبیل کے بڑے حصہ مملکت پر قابض ہو گیا اور لوگوں کے ہاتھ اموال غنیمت سے بھر گئے تو اس نے پیشقدمی کو روکدیا اور کہا کہ جو کچھ ہم نے اس سال حاصل کیا ہے وہ بہت کافی ہے اب ہم کچھ دن ٹھیریں

اور یہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور اس وقت تک ہماری فوجیں بھی ایک دوسری جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گی تو پھر انشاء اللہ آیندہ سال دوسرے مقامات پر قابض ہوں گے ان کے خزانوں کو لوٹیں گے ان کی اولادوں کو قید کر لیں گے ان کے شہروں پر تسلط حاصل کر لیں گے یہاں تک کہ خدا ان کو بالکل برباد کر دے گا اس کے بعد حجاج کو اس نے یہاں کے تمام فتوحات کی خبر دی اور جو نقشۂ عمل اس نے آیندہ کے لیے بنایا تھا اس کو بھی اس کے پاس بھیج دیا۔ عبدالرحمن کے وہاں بھیجنے کے متعلق ایک روایت اور ہے وہ یہ کہ حجاج نے کرمان میں ہمیان بن عدوی سدوسی کو چھوڑ دیا تھا تاکہ اگر عامل سجستان یا سندھ کوئی مدد طلب کرے تو وہ اس کے لیے تیار رہے لیکن ہمیان نے بغاوت کی۔ حجاج نے اسکی درستگی کے لیے عبدالرحمن کو بھیجا۔ عبدالرحمن نے اسکو شکست دی اور وہیں مقیم ہو گیا۔ اس کے بعد اتفاقاً عبید اللہ بن ابی بکرہ حاکم سجستان مر گیا تو حجاج نے عبدالرحمن کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور اس کے پاس ایک بہت بڑی فوج اس غرض سے بھیجی تاکہ وہ رتبیل سے جنگ کرے اس فوج کا نام اس کی تمام خوبیوں کی بنا پر طواویس پڑا (یہ جمع طاؤس کی ہے۔ یعنے سب کے سب طاؤس کی طرح مزین تھے۔)

۸۰ھ ہجری کے مختلف واقعات

اس سال ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک میں حجاج حاکم تھا۔ خراسان پر حجاج کی جانب سے مہلب عامل تھا۔ بصرہ کے قاضی موسیٰ ابن انس رضؓ تھے اور کوفہ کے ابو بردہ تھے اس سال اسلم مولی حضرت عمر ابن الخطاب رضؓ نے انتقال کیا۔ ابو ادریس خولانی بھی اسی سال فوت ہوئے۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی وفات بھی اسی سال ہوئی لیکن اس میں بڑا اختلاف ہے بعض ۸۴ھ اور بعض ۸۵ھ اور بعض ۸۶ھ اور بعض ۹۰ھ میں ان کی وفات بتاتے ہیں۔ معبد بن عبداللہ بن علیم جہنی بھی اسی سال مقتول ہوئے۔ چمڑے کی دباغت کے متعلق جو حدیث کتب احادیث میں موجود ہے وہ انھیں کی روایت سے ہے یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قدر کی بحث بصرہ میں چھیڑی تھی اور مذہب قدریہ کی بناء ڈالی تھی۔ اسی وجہ سے حجاج نے ان کو قتل کر ڈالا۔ اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ خود عبدالملک نے ان کو دمشق میں قتل کرایا۔ اور اسی سال

محمد بن علی بن ابی طالب نے جو ابن الحنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انتقال فرمایا۔ جنادہ بن ابی امیہ نے اسی سال وفات پائی۔ ان کو صحبت نبوی کا شرف حاصل تھا اور حضرت معاویہ کے زمانے میں غزوۂ بحر میں ہمیشہ ساتھ رہے۔ سائب بن مزید نے (جو نمر کے بھانجے تھے) اسی سال انتقال کیا۔ سوید بن غفلہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ عبداللہ بن ابی اوفے نے بھی اسی سال رحلت کی انھوں نے کوفہ میں تمام صحابہ سے آخر میں وفات پائی۔ جبیر بن نفیر بن مالک حضرمی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ انھوں نے عہد جاہلیت دیکھا تھا۔ لیکن صحبت نبوی میسر نہ آسکی۔

سنہ ۸۱ ہجری کی ابتداء

اس سال عبد الملک بن مروان نے اپنے لڑکے عبید اللہ کو لڑائی کے لیے بھیجا اور اس نے قالیقلا فتح کر لیا۔

بحیر بن ورقا کا قتل

اس سال بحیر بن ورقاء صریمی قتل کیا گیا۔ قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ جب بحیر نے امیہ بن عبداللہ کے حکم سے بکیر بن وسلاج کو قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حالانکہ بحیر اور بکیر دونوں بنی تمیم ہی سے تھے تو عثمان بن رجاء بن جابر نے ابنائے آل بکیر کو اس واقعے پر ان اشعار سے برانگیختہ کیا۔ جو خود ابنائے بنی عوف بنی سعد سے تھا۔ ابنائے بنو تمیم کی مختلف شاخوں کو کہتے ہیں۔

لعمری لقد اغضیت عیناً علی القذی	ولبثت بطیناً من رحیق مروق
قسم ہے اپنی جان کی کہ میں نے ذلت سے چشم پوشی کی	اور خالص شراب پیتے پیتے میرا پیٹ بڑھ گیا
وخلیت ثاثر أطل واخترت لومۃً	ومن یشرب الصھباء بالوتر یسبق
میں نے انتقام لینا چھوڑا اور اس سے غفلت کی	جو شراب خواری کرے گا وہ انتقام لینے میں مغلوب ہو جائیگا
فلو کنت من عوف بن سعد ذوابۃ	ترکت بحیراً فی دمٍ مترقرقٍ
اگر میں عوف بن سعد کے خاندان کا رئیس ہوتا۔	تو بحیر کو بہتے ہوئے خون میں ڈبو کر چھوڑتا

فقل لبحیر نم ولا تخش ثائراً — بہ بکر فعوف اهل شاء حبلق

بجیر سے کہدو کہ وہ بے کھٹکے سوئے بکیر کے انتقام لینے والے کا کوئی خدشہ نہ کرے کیونکہ بنو عوف تو بکری کی طرح کمزور ہیں

دعوالضان[1] یوماً قد سبقتم بو ترکم — وصرتم حدیثاً بین غرب و مشرق

کینہ بھی دل سے نکال ڈالو جبکہ انتقام لینے میں تم مغلوب ہو چکے۔ اور اکناف عالم میں رسوا ہو گئے۔

وھبوا فلو امسی بکیر کعھدہ — لعاداھم زحفاً بجاء وافلق

اٹھو کہ اگر بکیر اسی حالت میں ہوتا تو ایک عظیم الشان فوج سے انکا مقابلہ کرتا

اور یہ شعر بھی کہے۔

فلو کان بکر بارزاً فی اداتہ — وذی العرش لم یقدم علیہ بجیر

اگر بکیر مسلح ہوتا تو قسم ہے صاحب عرش کی کہ بجیر کی اُس کے قتل پر جرأت نہ پڑتی

ففی الدھر ان ابقانی الدھر فطلب — دفی اللہ طلاب بذاک جدیر

دنیا میں اگر میں زندہ رہا تو طلب انتقام کا ایک وقت آنے والا ہے۔ اور جو لوگ راہ خدا میں انتقام کے طالب ہوں یہ کام اُن کے لیئے زیبا ہے۔

بجیر کو یہ معلوم ہوا کہ ابنائے بکیر اور عوف اس کو دھمکی دیتے ہیں تو اسنے جواب دیا۔

توعدنی الابناء جھلاً کانما — یرون فنائی مقفراً من بنی کعب

ابناء مجھے اپنی حماقت سے دھمکی دیتے ہیں گویا انھوں نے میرے صحن کو بنی کعب سے خالی پایا ہے

رفعت لہ کفی بعضب مھند — حساماً کلون الثلج ذی رونق عصب

میں نے بکیر پر اپنی تلوار اٹھائی جو ایک ہندی تلوار تھی جس کا رنگ برف کیطرح صاف تھا اور جو براق اور تیز بھی

عثمان بن رجاء کے ان اشعار نے بہت سے لوگوں کے دل میں جذبۂ انتقام پیدا کر دیا چنانچہ (۱۷) آدمیوں نے اس کا عہد کیا کہ وہ بکیر کے خون کا بدلا لیں گے۔ ان میں سے ایک شخص شمردل نامی بادیہ سے اسی غرض سے روانہ ہوا اور خراسان پہنچا بجیر کو کہیں دیکھا کہ کھڑا ہے فوراً اس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر گرا دیا اور یہ سمجھکر کہ وہ مر گیا جلدی سے بھاگا۔ لوگوں نے اس کو خارجی سمجھا اور اس کے تعاقب میں اپنے گھوڑے دوڑا دیے اتفاقاً اسی دوڑ میں اس کا گھوڑا پھسل گیا اور وہ گر پڑا۔ یہ لوگ پہنچے اور مار ڈالا اسکے بعد

---

[1] (الضان) کی جگہ غالباً لفظ (الضغن) ہے۔ ۱۲

صعصعہ بن حرب عوفی بادیہ سے چلا اور اپنے اموال فروخت کر کے سجستان کی طرف چلا گیا وہاں بحیر کے اعزاء کے پڑوس میں مدت تک مقیم رہا۔ اس کے بعد بنی حنیفہ کے پاس سمایہ میں گیا۔ وہ بھی کچھ دن رہا اور بنی حنیفہ سے خوب موانست پیدا کی۔ ایک مرتبہ ان سے یہ کہا کہ خراسان میں میری جائداد ہے تم بحیر کو خط لکھدو تاکہ وہ اس میں میری مدد کرے ان لوگوں نے بحیر کے نام اسی مضمون کا خط لکھدیا صعصعہ یہ خط لے کر روانہ ہوا اور خراسان پہنچا۔ بحیر اس وقت مہلب کے ساتھ کسی لڑائی میں گیا ہوا تھا صعصعہ سے اور بنی عوف سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان کو اپنے حال سے آگاہ کیا۔ جب بحیر واپس آیا تو اس سے یہ ملا اور کہا کہ میں بنوحنیفہ میں سے اصحاب ابن ابی بکرہ سے ہوں۔ (جو سجستان کا حاکم تھا) میرا مال سجستان میں ہے اور ایک جائداد مرو میں ہے اور اسی خیال سے آیا ہوں کہ اس جائداد کو فروخت کر دوں اور پھر یمامہ کو لوٹ جاؤں۔ بحیر نے اس کو اپنے یہاں مہمان رکھا اور اس کی ضروریات کے پورا کرنے کا حکم دیا صعصعہ نے کہا کہ ان لوگوں کی واپسی تک میں یہاں ٹھہرتا ہوں۔ بحیر اس سے ڈرتا تھا لیکن جب اس نے بنی حنیفہ کا خط دکھلا دیا تو مطمئن ہو گیا اور ایک مہینے تک مقیم رہا۔ اور اکثر اس کے ساتھ مہلب کے پاس بھی جایا کرتا تھا۔ ایک دن یہ دونوں مہلب کے پاس آئے صعصعہ صرف ایک کرتہ پہنے ہوئے تھا اور اوپر سے ایک چادر لپیٹے ہوئے تھا وہ آکر بحیر کے پیچھے بیٹھا اور اس سے اتنا نزدیک ہوا کہ اس سے کان میں گویا باتیں کر رہا تھا اور موقع پا کر ایک چھرا اس کی کمر میں بھونکا اور پورے پیٹ میں گھسا دیا اور پھر چلایا کہ قاتلین بکیر کیلیے ہلاکت ہو۔ فوراً صعصعہ گرفتار ہو گیا اور مہلب کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا کہ خدا تجھے ہلاک کرے تو نے اپنا انتقام تو لیا نہیں اور خود اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالدیا اس میں بحیر کا کیا نقصان ہوا جان تو تیری گاڑھے میں پڑی۔ اس نے جواب دیا کہ میری مار کوئی معمولی مار نہیں اگر اس کو سو آدمیوں میں بھی تقسیم کر دیا جائے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نے چھرا اتنا اندر گھسا دیا کہ میرے ہاتھ میں اس کے پیٹ کی بو آرہی ہے یعنے وہ بچ نہیں سکتا مہلب نے اس کو قید خانے میں بھیجدیا۔ وہاں ابناء کے کچھ لوگ اس کو مبارکباد دینے کیلیے آئے اور اس کی اس بہادری پہ سبھوں نے اس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ دوسرے دن بحیر اسی صدمے سے مر گیا صعصعہ نے جب سنا کہ بحیر مر گیا تو کہا کہ اب تمہارا جو دل چاہے وہ کرو

کیا ابناء بنی عوف کی نذریں نہیں پوری ہوئیں اور کیا میں نے اپنا انتقام پورا نہیں کیا خدا کی قسم میں نے کئی مرتبہ اس کے قتل کا موقع پایا جب وہ تنہا تھا لیکن میں نے یہ نہیں پسند کیا کہ اس کو مخفی طریقے پر قتل کروں مہلب نے کہا کہ اپنی جان کو دریادلی سے قربان کرنے والا اس سے بڑھ کر میں نے نہیں دیکھا اس کے بعد اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ مارا گیا بعض نے کہا ہے کہ مہلب نے اس کو بحیر کے پاس بھیجا تھا اور اسی نے صعصعہ کو قتل کیا اور پھر خود مرا۔ مہلب پر بحیر کی موت کا بہت اثر پڑا عوف اور ابناء دونوں مہلب کے اس فعل پر بہت ناراض ہوئے کہ اب ہمارے آدمی کو کیوں قتل کیا گیا حالانکہ اس نے تو صرف انتقام ہی لیا تھا اس پر مقاعس اور بطون جو بحیر کے اعزا تھے بگڑ اٹھے۔ (یہ چاروں قبائل بنو تمیم کی شاخیں ہیں) حتیٰ کہ یہ معاملہ طول کھینچتا ہوا نظر پڑا۔ چنانچہ اہل عقل و دانش نے ان کو سمجھایا کہ صعصعہ کے قتل کی دیت دیدو اور بحیر اور بکیر کے قتل کو مساوی کرلو لوگ راضی ہوگئے اور صعصعہ کے انتقام سے باز آئے ایک شخص نے صعصعہ کی ان شعروں میں مدح کی ہے۔

للّٰہ در فتی تجاوز ھمہ	دون العراق مفاوزاً و بحوراً
اللہ ہی اس جوان کو جزائے نیک دے	جس کی ہمت عراق کے میدانوں اور دریاؤں سے پار ہوگئی
ما زال یدئب نفسہ و رکابہ	حتیٰ تناول فی الحرب بحیرا
ہمیشہ یہ اور اس کے اونٹ دوڑتے رہے	لیکن جب بحیر کو قتل کردیا تو مطمئن ہوگیا

دیلم کا قزوین میں داخلہ اور بعض واقعات

قزوین مسلمانوں کی سرحد تھی جو دیلم کے ایک جانب پر واقع تھی اس بناء پر مسلمانوں کی فوجیں ہمیشہ وہاں مقیم رہکر حفاظت کرتی تھیں جب ۸۱ھ کا سال شروع ہوا تو محمد بن ابی سبرہ جعفی ایک فوج کیساتھ وہاں اسی غرض سے بھیجا گیا۔ محمد ایک بہادر آدمی تھا اور کئی بار جنگوں میں شہرت حاصل کرچکا تھا جب یہ قزوین پہنچا تو وہاں کی فوجوں کو رات بھر جاگتے ہوئے دیکھا اس نے پوچھا کہ اس سے ڈر کر نہیں سوتے ہو کہ رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائیں گے لوگوں نے کہا کہ ہاں اسی وجہ سے ہم لوگ نہیں سوتے تو اس نے کہا کہ اگر وہ حملہ کریں تو اچھا ہی ہے تم دروازے کھولدو اور بخوف و خطر آرام کرو۔ لوگوں نے شہر کے دروازے کھولدیے۔ یہ خبر جب قوم دیلم کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے

روانہ ہوئے اور رات کو حملہ کیا۔ اور شہر پر دھاوا کر دیا لوگ چیخنے چلانے لگے تو ابن ابی سبرہ نے کہا کہ تم دروازے بند کر دو انھوں نے ہم پر تو بڑا احسان کیا دروازے بند کر دیے گئے۔ اور خوب لڑائی ہوئی۔ اور ابن ابی سبرہ نے بڑی بہادری سے لڑائی کی اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ اور دیلمیوں میں سے کوئی نہ بچا۔ اور پھر کبھی دیلم نے ادھر کا رُخ بھی نہیں کیا۔ اسی کارنامے سے محمد کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور اب مستقل طور پر وہاں کا سردار بنا دیا گیا۔ یہ شراب کا عادی تھا اور اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز کی حکومت تک رہا۔ حضرت عمر نے جب اسکا حال سنا تو انھوں نے اسے زرارہ جانے کا حکم دیا (زرارہ کوفہ میں ایک دار الفساق بنایا گیا تھا جس میں اس قسم کے مجرمین کی سزا کی جاتی تھی اور یہ مقام زرارہ میں تھا) محمد وہیں بھیجدیا گیا دیلم نے پھر حملہ شروع کیا اور مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ شر و فساد سے لوگ گھبرا اٹھے تو انھوں نے عبد الحمید بن عبد الرحمن امیر کوفہ سے درخواست کی کہ محمد کو یہاں واپس کر دیجئے امیر کوفہ نے حضرت عمر سے دریافت کیا انھوں نے اجازت دیدی۔ محمد پھر قزوین کی سرحد پر پہنچا اور اس کو تمام حملوں سے محفوظ کر لیا۔ محمد کے ایک بھائی خثیمہ بن عبد الرحمن تھے جو فقیہ بھی تھے۔ عبد الرحمن محمد کے والد ابو سبرہ کا نام ہے۔

عبد الرحمن بن محمد بن اشعث کا حجاج سے باغی ہونا

اسی سال عبد الرحمن اور اس کے ساتھ عراق کی فوج نے حجاج سے بغاوت کی اور اس سے لڑنے کے لیے گئے اور بعض ۸۲ھ میں اسکا وقوع بتاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج نے جب عبد الرحمن کو بلاد رتبیل کی طرف بھیجا اور وہ وہاں پہنچکر مندرجہ بالا فتوحات حاصل کر چکا تو اس نے ان تمام کی اطلاع حجاج کو دی اور ساتھ ہی اپنی یہ رائے بھی ظاہر کی کہ آیندہ کچھ دنوں تک اس سلسلے کو موقوف کر دیا جائے تاوقتیکہ یہاں کے تمام راستوں سے واقفیت حاصل نہ کر لی جائے اور تمام خراج وصول نہ ہو جائیں حجاج نے اس خط کے جواب میں یہ لکھا کہ تیرا خط ایک ایسے شخص کا خط معلوم ہوتا ہے جو صلح جو ہو اور مصالحت کر کے آرام اٹھانا چاہتا ہو اور اپنے دشمنوں کو کمزور سمجھ رکھا ہے جنھوں نے مسلمانوں میں سے ایک ایسی فوج کو شہید کیا جو تجارب اور کارناموں کی وجہ سے مشہور رہی ہیں۔ اور جن کی عزت زیادہ ہے اگر تم صرف میری ایک فوج کے ساتھ ان سے مقابلہ کیا تو نفس کو تسکین ہو گی اس پہ

جو کچھ کہ مسلمان ضائع گئے اس لیے جو میں حکم دے چکا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ یعنے ان کی تمام مملکت پر قبضہ کر لو۔ قلعوں کو منہدم کر دو۔ جو تم سے مقابلہ کریں ان سے خوب لڑو۔ باقی لوگوں کو گرفتار کر لو۔ اس خط کے پہنچنے کے بعد ہی دوسرا خط آیا اور اس میں لکھا "امابعد مسلمانوں کو ساتھ لے کر شہروں میں داخل ہو جاؤ اور وہ وہاں مقیم ہوں اور زراعت کریں آباد ہو جائیں اور مکمل فتح تک اس علاقے کو بالکل اپنا وطن بنالیں"۔ پھر تیسرا خط بھیجا۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو خیر ورنہ تمہارا بھائی اسحاق بن محمد فوج کا سردار مقرر کیا گیا۔ ان متواتر خطوط کے بعد عبدالرحمن نے لوگوں کو جمع کیا اور یہ کہا۔ اے لوگو میں تمہارا رہبر ہوں تمہاری فلاح وبہبودی کا خواستگار ہوں جن چیزوں میں تمہارے منافع اور مفاد کی توقع کیجاسکتی ہے ان کو اچھی طرح سوچنے اور سمجھنے والا ہوں۔ میری رائے دشمنوں سے جنگ کے متعلق جو اس وقت تھی اس کو قوم کے مدبروں اور اہل حل وعقد نے بخوشی منظور کیا۔ اسی رائے کو میں نے حجاج کے پاس لکھ بھیجا تھا۔ اس کے جواب میں جو خط آیا ہے اس نے مجھ کو اسمیں مجبور کیا ہے اور یہ حکم دیا کہ دشمنوں کے ممالک میں جلد داخل ہو جاؤ۔ حالانکہ یہ وہی مقام ہے جہاں کل تمہارے بھائیوں کے لیے ہلاکت کا سامنا ہو چکا ہے۔ میں تم ہی میں سے ایک آدمی ہوں اگر تم چلوگے تو میں بھی ساتھ چلوں گا اور اگر انکار کر دوگے تو میں بھی انکار کر دوں گا"۔ اتنا سنکر تمام لوگ جوش میں آ گئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم اس دشمن خدا کے حکم کو نہ مانیں گے اور کبھی تعمیل نہ کریں گے۔ سب سے پہلے ابوطفیل عامر بن واثلہ کنانی نے پیشقدمی کی یہ صحابی الرسول تھے۔ انھوں نے یہ کہا کہ امابعد حجاج تمہارے متعلق وہی بات کہتا ہے جو پہلے ہی کسی نے کہی تھی۔ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر کے جنگ میں بھیج اگر وہ ہلاک ہوا تو تمہارے ہی لیے ہوا اور اگر بچ گیا تو بھی تمہارا فائدہ ہے۔ حجاج کو کبھی اس کی پروا نہیں کہ وہ تم کو خطرے میں ڈال رہا ہے یا مصائب میں گرفتار کر رہا ہے آگ میں جھونکتا ہے یا عذاب میں مبتلا کر رہا ہے کیونکہ اگر تم نے کامیابی حاصل کی تو آمدنی وہ ہضم کرے گا مال و دولت وہ جمع کرے گا اور مرتبہ بھی وہی حاصل کریگا لیکن اگر خدانخواستہ تمہارے دشمنوں نے کامیابی حاصل کی تو تم ہی کو دشمن قرار دے کر تمہاری تکالیف کا کچھ خیال نہ کریگا اور تم کو رحم اور شفقت کے قابل نہ سمجھے گا۔ اس اللہ کے دشمن حجاج کو تخت سے اتار دو۔ اور

امیر عبد الرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس کام میں سب سے پہلا شخص ہوں گا۔ ہر طرف سے یہ صدا بلند ہوئی کہ ہاں ہم نے بیعت کی اور حجاج کو تخت سے اتار دیا۔ اس کے بعد عبد المومن بن شبث بن ربعی کھڑا ہوا اور اس نے یہ تقریر کی۔ اے خدا کے بندو اگر تم نے حجاج کی اطاعت کی تو صرف یہ شہر تمھارے قبضے میں ہوں گے لیکن وہ تمکو زبردستی فوجوں میں بھرتی کرے گا۔ جس طرح فرعون نے تشدد کے ساتھ فوجیں مرتب کی تھیں اور ہم کو یہ معلوم ہوا کہ یہ پہلا شخص تھا جس نے فوجوں کو زبردستی جمع کیا تھا اور تم اس کی مخالفت نہیں کر سکتے اور میرے خیال میں جبتک بہت سے لوگ نہ قتل کر دیے جائیں تم دوستوں کو نہیں دیکھ سکتے اس لیے بہتر ہے کہ امیر عبد الرحمٰن پر بیعت کرو۔ اور اس کو اپنے ممالک سے ابھی نکال دو۔ تمام لوگ عبد الرحمٰن کی طرف متوجہ ہوئے اور حجاج کو معزول کرنے اور اس کو اپنی سرزمین سے نکال دینے پر بیعت کی اور عبد الرحمٰن کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا۔ لیکن اس وقت تک عبد الملک کے متعلق کوئی تذکرہ نہ تھا۔ پھر جب ان کاموں سے فرصت ملی تو عبد الرحمٰن نے فوراً اپنے عمال گرد و نواح کے مقامات پر بھیج دیے۔ چنانچہ بست پر عیاض بن ہمیان شیبانی اور زرنج پر عبد اللہ بن عامر تمیمی کو عامل بنا کر بھیج دیا۔ اور رتبیل سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ اگر ابن اشعث کامیاب ہو جائے تو اس سے تاحیات خراج وصول نہ کیا جائیگا اور اگر شکست کھا گیا تو وہ خود مختار رہے۔ اس کے بعد وہاں سے عراق کی طرف چلا۔ اعشی ہمدانی ساتھ تھا اور راستے میں یہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا۔

شطّت نوی من دارہ بالایوان | ایوان کسریٰ ذی القری والریحان
سمت سفر گھر سے اس ایوان کسریٰ تک دور ہو گیا | جس میں نہریں اور باغات ہیں۔

من عاشق امسیٰ بزا بلستان | ان ثقیفاً منھم الکذابان
اس عاشق سے جو زابلستان میں مقیم ہے۔ | بیشک قبیلۂ ثقیف میں دو شخص بڑے دروغگو ہیں (مختار و حجاج)

کذّابھا الماضی وکذّاب ثانی | امکن ربی من ثقیف ھمدان
ان میں سے ایک پہلا جھوٹا اور ایک دوسرا | کاش خدا ثقیف ہمدان پر مجھ کو قدرت دیتا

یوماً الی اللیل یسلّی ما کان | انا سمونا للکفور الفتّان
تو ایک دن میرے دل کی تسلی ہو جاتی۔ | ہم نے اس فتنہ پرداز کافر کے لیے

حین طغیٰ فی الکفر بعد الایمان | بالسید الغطریف عبدالرحمٰن
جبکہ ایمان کے بعد وہ کفر میں تجاوز کر گیا | ایک بہادر سردار عبدالرحمٰن کو مقرر کیا ہے
سار بجمع کالدّبی من قحطان | ومن معدٍّ قد اتی من عدنان
جو ایک ٹڈی دل کو ساتھ لے کر روانہ ہوا | بنو قحطان، بنو معد، اور بنو عدنان
بجحفلٍ جمٍّ شدید الارکان | فقل لحجّاج ولیّ الشیطان

اور جو مضبوط کثیر التعداد فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا ہے۔ حجاج جو شیطان کا سردار ہے اس سے کہدو۔

یثبت بجمع مذحج وھمدان | فانھم ساقوہ کاس الذیفان

کہ مذحج اور بنو ہمدان کو لیکر مستعد ہو جا، کیونکہ وہ اس کو زہر کا پیالہ پلانے والے ہیں

وملحقوہ بقری بن مروان۔ اور اسکو عبدالملک بن مروان کے مقام تک پہنچانیوالے ہیں۔

عبدالرحمٰن نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمرو عنبری کو رکھا اور حرشیہ بن عمر تمیمی کو کرمان کا حاکم بنایا۔ جب یہ اپنی جمعیت کے ساتھ فارس پہنچا تو لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگے کہ جب ہم نے حجاج کو معزول کرنے کا عہد کیا ہے جو عبدالملک کی طرف سے عامل ہے تو یہ لازمی نتیجہ ہے کہ ہم عبدالملک سے بھی بغاوت کر رہے ہیں اور اس کو بھی اتارنا چاہتے ہیں۔ پھر تمام لوگ عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہوئے۔ چنانچہ وہاں پر عبدالملک کو تخت سے اتارنیکا اعلان کرنے والا سب سے پہلے تیجان بن ابجر بن تیم اللہ بن ثعلبہ تھا جس نے یہ کہا کہ ہم نے خلیفہ کو ایسے ہی تخت سے اتار دیا جیسے کہ میں اپنی قمیص بدن سے اتارتا ہوں۔ چنانچہ ایک قلیل تعداد کے سوا سب نے عبدالملک کو بھی معزول کر دیا اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے الفاظ یہ تھے کہ ہم بیعت کرتے ہیں کتاب اللہ اور سنت نبوی کی اور گمراہوں پر جہاد کرنے کی اور ان کو معزول کرنیکی"

جب حجاج کو ان تمام واقعات کی خبر ملی تو اس نے فوراً عبدالملک کو لکھ بھیجا اور فوجوں کو جلد بھیجنے کی درخواست کی اور خود کوفہ سے بصرہ آیا جب مہلب کو عبدالرحمٰن کی بغاوت کی خبر ملی تو اس نے حجاج کو خط لکھا۔ امابعد! اہل عراق نے آپ کی طرف کا

رُخ کیا ہے ان کی حالت سیلاب کے مانند ہے جب تک وہ اپنے مقصد تک نہ پہنچ جائیں ان کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ اہل عراق کا یہ خاصہ ہے کہ وہ پہلی مرتبہ بڑا زور باندھتے ہیں ان کو اپنے اہل و عیال سے بڑی الفت ہے آپ ذرا انھیں چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے گھروں میں واپس جائیں اور اپنے بال بچوں سے مل لیں اس کے بعد آپ ان پر حملہ کیجیے اور خدا آپ کی مدد کرے گا۔ حجاج نے جب خط پڑھا تو مہلب کو برا بھلا کہا اور کہا کہ اسکو میرا تو مطلق خیال نہیں ہے اور بجائے اس کے اپنے ابن عم یعنے عبد الرحمن کا بڑا خیال ہے۔ جب حجاج کا خط عبد الملک کو ملا تو اس سے وہ بہت خائف ہوا خالد بن یزید کو مشورے کے لیے بلا بھیجا اور اس کو خط پڑھکر سنایا۔ خالد نے کہا کہ اگر اس کی ابتداء سجستان سے ہوئی تو آپ کوئی خدشہ نہ سمجھیے اور اگر یہ بلا خراسان سے اٹھی ہے تو اس سے میں بھی پریشان ہوں۔ خیر عبد الملک نے حجاج کے لیے فوج مرتب کی اور حجاج کے پاس سو پچاس آدمی دوسرے تیسرے جاتے رہے۔ حجاج بھی روزانہ عبد الرحمن کے حالات سے عبد الملک کو مطلع کرتا رہا وہ اب بصرہ سے عبد الرحمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور بمقام تستر میں مقیم ہوا اور اپنے مقدمۃ الجیش کو دجیل کی طرف آگے بڑھایا وہاں عبد الرحمن کے ایک دستے سے جنگ شروع ہو گئی۔ حجاج کی فوج نے شکست کھائی اور یہ واقعہ یوم النحر ۸۱ھ میں ہوا اس جنگ میں بہت آدمی مارے گئے۔

حجاج کو جب شکست کی خبر ملی تو وہ بصرہ کی طرف پلٹ گیا لیکن عبد الرحمن کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور کچھ لوگوں کو قتل کیا اور اسباب لوٹ لیا حجاج راہ سے پھر کر زاویہ میں آکر مقیم ہوا اور فوج کے خورد و نوش کا انتظام کرنے لگا اور بصرہ کو اہل عراق کے لیے چھوڑ دیا۔ جب وہاں سے وہ واپس ہوا تو اس کی نظر مہلب کے خط پر پڑی تو کہا کہ خدا اسے جزائے خیر دے وہ جنگ کا کتنا بڑا ماہر ہے اس نے اپنی فوج میں ڈیڑھ لاکھ درہم تقسیم کیئے عبد الرحمن ادھر بصرہ میں داخل ہو گیا وہاں تمام لوگوں نے اس پر بیعت کی۔ حتیٰ کہ قاریوں کی جماعت نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اور تمام دوسرے لوگ بھی جو جنگ کے قابل تھے اس کے متبع ہو گئے کیونکہ یہ لوگ حجاج سے جنگ کرنے کے لیے پہلے ہی سے منتظر تھے اور ان کے جلدی ساتھ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ یہاں کے عمال نے حجاج کو لکھا کہ خراج کی

آمدنی بند ہو گئی۔ بہت سے ذمی مسلمان ہو گئے ہیں اور شہروں میں آباد ہو گئے ہیں تو حجاج نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ جن کے پاس گاؤں یا مواضعات ہوں تو وہ وہاں جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد جزیہ وصول کرنے کے لیے لوگ مقرر کیے گئے جنھوں نے ان پر سختی شروع کی یہ دیکھ کر وہاں کے باشندوں نے زار نالی شروع کی اور یا محمداہ، یا محمداہ پکارنے لگے۔ اور ایسے پریشان ہوئے کہ یہ نہیں سمجھ میں آتا تھا کہ کس کے دامن رحمت میں پناہ لیں۔ بصرہ کے قراء بھی ان حالات کو دیکھ دیکھ کے رُوتے تھے جب ابن اشعث پہنچا تو سبھوں نے بہت جلدی حجاج سے جنگ کرنے پہ بیعت کر لی۔ اور عبد الملک کو تخت سے اتار دینے کا ارادہ کیا۔ حجاج نے تستر میں خندق کھودی تھی اور عبد الرحمٰن نے بصرہ میں کھودی بصرہ میں عبدُ الرحمٰن کا داخلہ آخر ماہ ذی الحجہ میں ہوا۔

۸۱ھ ہجری کے مختلف واقعات

اس سال سلیمان بن عبد الملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ ام درداء صغریٰ نے بھی اسی سال حج کیا تھا۔ ابن ابی ذئب اسی سال پیدا ہوا۔ مدینے پہ ابان بن عثمان حاکم تھے اور عراق اور مشرقی ممالک پہ حجاج تھا۔ خراسان پہ مہلب تھا۔ کوفہ کے قاضی ابو بردہ تھے اور بصرہ کے عبد الرحمٰن بن اذینہ تھے۔ سجستان، کرمان، فارس، بصرہ یہ سب اس وقت عبد الرحمٰن بن اشعث کے قبضے میں تھے۔

۸۲ھ ہجری کی ابتدا

حجاج اور ابن اشعث کی لڑائی

کہتے ہیں کہ اس سال ماہ محرم میں حجاج اور عبدُ الرحمٰن کی فوجوں میں بڑے خونخوار معرکے ہوئے اور اسی محرم کے مہینے میں کئی بار معرکہ آرائی ہوئی ہے۔ جب محرم کی آخری تاریخیں تھیں تو لڑائی نے زور پکڑا اور سب سے پہلے حجاج کی فوج نے شکست کھائی اور یہ لوگ بڑھتے بڑھتے ان کی خندقوں پہ پہنچکر لڑنے لگے۔ لیکن محرم کے آخری دن ایک عظیم الشان اجتماع ہوا اور یہ لوگ آگے بڑھنے کے لیے قدم

اٹھا ہی رہے تھے کہ حجاج کی فوج نے بڑا زبردست حملہ کیا اور ان کی صفوں کو توڑ کر لوگوں کو منتشر کر دیا۔ حجاج نے جب یہ منظر دیکھا تو خوشی کے مارے پھول گیا اور دو زانو بیٹھ کر کہنے لگا خدا جزائے خیر دے مصعب کو جب اس پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو یہ کمال دکھلاتا ہے اور دل میں بھاگنے کا خیال تک نہیں لاتا پھر سفیان بن ابرد کلبی نے عبدالرحمن کے میمنے پر حملہ کیا اور اس کو شکست دی۔ اہل عراق نے بھی شکست کھا کر عبدالرحمن کے ساتھ کوفہ کا رُخ کیا اس جنگ میں اہل عراق کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے ان میں عقبہ بن عبدالغافر ازدی بھی تھے اور قراء کی ایک پوری جماعت وہیں مقتول ہوئی۔ جب عبدالرحمن کوفہ پہنچا تو بصرہ کے اور لوگ جو ہر حیثیت سے ممتاز تھے اس کے پاس آئے اور جو بصرہ میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور سبھوں نے ملکر حجاج سے ۵ دن تک بڑی زبردست لڑائی کی اور آخر میں شکست کھا گئے انھیں میں سے کچھ لوگ عبدالرحمن بن عباس کے ساتھ کوفہ چلے گئے اور ابن اشعث سے مل گئے اور طفیل بن عامر بن واثلہ اسی جنگ میں مقتول ہوئے عامر بن واثلہ نے اپنے لڑکے کا مرثیہ کہا ہے اور یہ صحابی الرسول تھے

خلّی طفیلٌ علیّ الھمّ فانشعبا　　　　وھدّ ذلک رکنی ھدّۃ عجبا

طفیل نے میرے لیے حزن و ملال چھوڑا جو تمام جسم میں سرایت کر گیا۔ اور اس نے مری قوت میں سخت کمزوری پیدا کر دی۔

مھما نسیت فلا انساہ اذ حلقت　　　　بہ الاسنّۃ مقتولا و منسلبا

میں اس کے خیال کو بہت دفع کرتا ہوں لیکن دل سے اس کی یاد نہیں بھولتی۔ جب وہ بھالوں کے حلقوں میں مقتول پڑا ہوا تھا۔

واخطأتنی المنایا لا تطالعنی　　　　حتّی کبرت و لم یترکن لی نسبا

موت نے میرے متعلق غلطی کی وہ مجھ کو نہیں دیکھتی یہاں تک کہ میں بڈھا ہو گیا اس نے میرے لیئے صرف رنج و انسوس چھوڑا۔

وکنت بعد طفیلٍ کالذی نضبت　　　　عنہ السیول وغاض الماء وانصبا

میں طفیل کے بعد ایک ایسا شخص ہو گیا ہوں جس کے آنکھوں کا پانی خشک ہو گیا اور جسم لاغر ہو گیا ہے

اس مرثیے میں اشعار اور بھی ہیں لیکن مختصراً ذکر کر دیا گیا۔ اس جنگ کا نام یوم الزاویہ پڑا۔ حجاج ابتدائی صفر کی تاریخ تک یہیں ٹھہرا رہا اور بصرہ پر حکم بن ایوب ثقفی کو حاکم بنایا۔ عبدالرحمٰن یہاں سے کوفہ گیا اور کوفہ پر حجاج کی طرف سے جب وہ بصرہ جا رہا تھا عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضرمی حلیف بنی امیہ عامل تھا مطر بن ناجیہ نے اس پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا تو ابن حضرمی قصر میں قلعہ بند ہو گیا باشندگان کوفہ جو مطر کے ساتھ تھے قصر میں گھس آئے اور وہاں سے ابن حضرمی اور دوسرے شامیوں کو نکال لیا ان کی تعداد ۴ ہزار کے قریب تھی مطر نے قصر پر قبضہ کر لیا اور تمام لوگ وہاں مجتمع ہوئے ان کو وہ دو سو درہم انعام دیے جب ابن اشعث کوفہ پہنچا تو مطر قصر ہی میں مقیم تھا اہل کوفہ کو جب عبدالرحمٰن کے آنے کی خبر ملی تو وہ استقبال کے لیے نکلے اور داخلے کے وقت اس کے اردگرد بنو ہمدان تھے استقبال کے لیے انھیں نے قدم آگے بڑھایا تھا جب یہ لوگ قصر میں آنا چاہتے تھے تو مطر بن ناجیہ نے مزاحمت کی اور بنو تمیم نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ عبدالرحمٰن نے کچھ نہ سنا اور اپنے ساتھیوں کو قصر کے زینوں پر چڑھا انھوں نے مطر کو گرفتار کر لیا اور عبدالرحمٰن کے پاس لائے اُس نے چند دن گرفتار رکھا لیکن اس کے بعد رہا کر دیا۔ اور خود بھی عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گیا عبدالرحمٰن نے جب کوفہ میں استقلال حاصل کر لیا تو ہر طرف سے لوگوں کا اجتماع شروع ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عباس ہاشمی جس نے ابھی بصرہ میں حجاج سے شکست کھائی تھی وہ بھی اپنی جماعت کے ساتھ کوفہ پہنچ گیا۔ یوم الزاویہ کی جنگ میں حجاج نے شکست دینے کے بعد گیارہ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ اس کی چال یہ تھی کہ اس نے یہ منادی کرا دی کہ ہر شخص کو امان حاصل ہے۔ صرف چند مخصوص لوگ اس سے مستثنیٰ کیے جاتے ہیں عوام نے سمجھا کہ اب تو امان حاصل ہو چکا ہے۔ اس لیئے اس کی فوج میں آئے۔ اس نے سبھوں کو قتل کروا ڈالا۔

دیر جماجم کا واقعہ

اسی سال شعبان کے مہینے میں دیر جماجم کی عظیم الشان جنگ ہوئی اور بعض نے ۸۳ھ میں اس کا وقوع بتایا ہے۔ وجہ یہ ہوئی کہ حجاج بصرہ سے عبدالرحمٰن بن محمد کی

جنگ کرنے کے لیے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور دیر قرہ میں مقیم ہوا۔ اور عبدالرحمٰن کوفہ سے دیر جماجم میں آکر ٹھہرا۔ حجاج نے کہا کہ عبدالرحمٰن دیر جماجم میں ٹھہرا اور میں دیر قرہ میں مقیم ہوں چڑیا اڑا کر فال کیوں نہ لیجائے کہ وہ کدھر جاتی ہے۔ عبدالرحمٰن کے پاس اہل بصرہ اہل کوفہ۔ قراء۔ اہل سرحد اور ہتھیار بند لوگ جمع اور حجاج سے جنگ کرنے کے لیے مستعد ہو گئے کیونکہ تمام لوگوں کو اس سے بغض تھا ان میں ایسے لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جن کو وظیفہ ملا کرتا تھا اس کے علاوہ اتنے ہی اور لوگ بھی تھے۔ حجاج قبل اس کے کہ دیر قرہ لیں پہنچے شامی فوجیں مدد کے لیے آگئی تھیں۔ دونوں فریقوں نے خندقیں کھود کر اپنے کو محفوظ کر لیا اور اسکے بعد روزانہ لڑائیاں ہوتی رہیں ہر فریق دوسرے کی خندق کے قریب ہوتا جاتا تھا اسی اثناء میں معززین اہل شام اور عبدالملک نے یہ مشورہ کیا کہ اگر اہل عراق حجاج کی معزولی پر راضی ہو جائیں تو ہم اسکو معزول کر دیں کیونکہ اس کا معزول کرنا ہمارے لیے جنگ وجدل، قتل وخونریزی، تباہی وبربادی سے کہیں زیادہ بہتر اور آساں تر ہے۔ اس مشورے کے طے پانے کے بعد عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان (محمد اس وقت ارض موصل میں تھا) کو حجاج کے پاس ایک کثیر فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ عبدالملک نے ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ عراق پہنچکر اہل عراق کے سامنے حجاج کی معزولی کا مسئلہ پیش کرو اور یہ ظاہر کردو کہ جس طرح اہل شام کو حقوق دیئے گئے ہیں ان کو بھی دیے جائیں گے اور عبدالرحمٰن جس شہر کو اپنی حکومت کے لیے پسند کرے اس کو تاحیات اور جب تک عبدالملک خلافت پر متمکن رہے وہاں کا حاکم برقرار رکھا جائیگا اگر اہل عراق ان شرائط کو منظور کر لیں تو حجاج کو معزول کردو اور محمد بن مروان کو عراق کا حاکم بنادیا جائے لیکن اگر وہ اسکو قبول نہ کریں تو حجاج اپنی حکومت پر باقی رکھا جائے اور وہ اس فوج کا سردار رہیگا۔ جو اس کے پاس موجود ہے اور تم دونوں اس کے ماتحت شمار ہو گے۔ حجاج کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ اور ناگوار بات کوئی نہ تھی کہ وہ معزول کر دیا جائے چنانچہ وہ بہت زیادہ دہشت زدہ ہو گیا کہ اگر اہل عراق میری معزولی پر رضامند ہو گئے تو یہ یقینی بات ہے کہ میری حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اسی خیال سے اس نے عبدالملک کو خط لکھا۔ امابعد۔ اگر آپ نے اہل عراق کے سامنے میری معزولی کا مسئلہ پیش کیا

تو وہ پھر چند ہی دنوں کے بعد آپ کی مخالفت پر آمادہ اور لڑنے کو مستعد ہو جائیں گے میری معزولی سے اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ ان کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ آپ سے بے باک ہو جائیں گے۔

آپ کو اہل عراق کا اشتر نخعی کے ساتھ حضرت عثمان پر حملہ کرنا اور سعید بن العاص کو معزول کرنے کا مطالبہ کرنا کیا معلوم نہیں اور جب سعید بن عاص کو معزول کر دیا گیا تو ان کے دل کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور حضرت عثمان کو قتل کیے بغیر چین نہ لے سکے لوہا لوہے سے کٹتا ہے ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا ہی فضول ہے عبدالملک کے دل پر حجاج کے اس خط کا کوئی اثر نہ پڑا۔ بلکہ اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مسئلہ ضرور پیش کیا جائے گا جب یہ دونوں عراق پہنچ گئے تو عبد اللہ اہل عراق کی فوج کے سامنے گیا اور کہا کہ اے اہل عراق میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ انھوں نے تم سے یہ باتیں کہی ہیں۔ پھر محمد بن مروان نے کہا کہ میں امیر المومنین کا قاصد ہوں انھوں نے تم کو یہ حقوق دیے ہیں اور یہ صورت پیش کرتے ہیں اہل عراق نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم شام کے وقت آپس میں مشورہ کر لیں گے پھر آپ کو اطلاع دیں گے تمام لوگ شام کے وقت عبدالرحمن بن اشعث کے پاس اسی مشورے کے لیے جمع ہوئے۔ عبدالرحمن نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمھیں آج کے دن کو غنیمت خیال کرنا چاہیے اور خدا کے فضل سے آج تم ان کے مقابلے میں مساوی رتبہ رکھتے ہو انھوں نے جنگ زاویہ میں تم پر مظالم ڈھائے اور تم نے جنگ تستر میں ان کے ساتھ زیادتی کی۔ اس لیے جو مسئلہ تمھارے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اس کو بخوشی قبول کر لو تم ایک ایسی قوم کے معزز اور قابل قدر افراد ہو جس سے وہ خوف زدہ اور مرعوب ہیں اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو تم ان پر ہمیشہ جری رہو گے آزادانہ گفتگو کر سکتے ہو اور ان میں معزز اور ذی مرتبہ رہو گے یہ سن کر تمام لوگ ہر طرف سے اُمنڈ پڑے اور یہ کہنے لگے کہ واہ خدا نے اب تو ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ تنگی و قلت بھوک پیاس، ذلت و خواری ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور ان کے مقابلے میں ہم کثیر التعداد ہیں۔ خدا نے ہم کو دولت اور ثروت ساز و سامان بھی عنایت کیا ہے پھر ہم ان سے صلح کیوں کریں؟ نہیں ہم کبھی نہ صلح کریں گے اور دوبارہ عبد الملک کو معزول

کرنے کے لیے تیار ہو گئے پہلا شخص جسنے عبدالملک کو تخت سے اتارنے کے متعلق یہاں اعلان کیا عبداللہ بن ذواب سلمی تھا اور عمیر بن تیجان تھا یہاں فارس سے بھی زیادہ لوگوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہو گیا۔ عبداللہ اور محمد بن مروان نے جب یہ واقعہ سنا تو دونوں نے حجاج سے کہا کہ اب تم اپنے لشکر کے سردار رہو اور اپنی رائے پر عمل کرو۔ ہمیں تو تمہاری اطاعت کا حکم ملا ہے حجاج نے کہا کہ امارت اور سرداری کے لائق تو آپ لوگ ہیں۔ لیکن وہ دونوں اس کے سر پڑ ڈالتے رہے اور وہ ان پر پھینکتا رہا۔ جب اہل عراق دیر جماجم میں عبدالملک کو معزول کرنے کے متعلق متحد الخیال ہو گئے تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ سنو بنو مروان بنو زرقا کے نام سے مطعون کیے جاتے ہیں بس وہ اس سے زیادہ صحیح النسب نہیں ہیں سنو بنو عاص اہل صفوریہ سے ہیں پس اگر امر خلافت کا قریش کی عزت اور حرمت پر مدار ہے تو سب سے پہلے میں قریش کی عزت کا دوبالا کرنے والا ہوں۔ اور اگر یہ تمام عرب کی قومیت کا سوال ہے تو میں ابن اشعث ہوں۔ ان الفاظ کو بہت بلند آواز سے کہا تاکہ تمام لوگ سن لیں۔ لوگ جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو مقرر کیا اور میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو اور سواروں پر سفیان بن ابرد کلبی کو اور پیادہ پر عبداللہ بن خبیب حکمی کو متعین کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے میمنے پر حجاج بن حارثہ خثعمی اور میسرے پر ابرد بن قرہ تمیمی اور سواروں پر عبدالرحمٰن بن عباس ہاشمی اور پیادہ پر محمد بن سعد بن ابی وقاص اور مقدمہ پر عبداللہ ابن رزام حارثی کو کھڑا کیا اور قراء کی جماعت جبلہ بن زحر بن قیس کے سپرد کی اسی جماعت میں سعید بن جبیر عامر شعبی ابوالبختری طائی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھے پھر روزانہ جنگ ہونے لگی اور ہر فریق غلبہ حاصل کرنیکی کوشش کرتا رہا۔ اہل عراق کے پاس کوفہ اور نواحی کوفہ سے سامان رسد برابر آتا رہا۔ اور خود بھی خوشحال تھے۔ برخلاف اس کے اہل شام سخت تنگدستی میں مبتلا تھے۔ گرانی نے انھیں تباہ کر رکھا تھا۔ گوشت دیکھنے تک کو نصیب نہ تھا۔ تقریباً وہ بالکل محاصرے کی حالت میں تھے اس پر بھی رات، دن، صبح و شام لڑتے، کٹتے، مرتے گذرتا جس دن جبلہ بن زحر ابن قیس مقتول ہوا ہے اسدن قراء کی جماعت پر حملے ہوتے تھے اور وہ اپنی جگہ سے سرکتے نہ تھے یہ وصف اُن کا مشہور ہو گیا تھا انھیں لوگوں میں کمیل بن زیاد تھا جو ایک بہادر آدمی تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جس طرح روز سے حملے کے لیے

نکلتے تھے۔ اس دن بھی نکلے۔ حجاج نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور عبدالرحمن نے اپنے لشکر کو منتظم کیا۔ حجاج نے قراء کے مقابلے کے لیے تین جماعتیں مقرر کیں اور ان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو سردار بنایا۔ اس فوج نے اس طرف کا رخ کیا۔ اور متواتر تینوں دستوں نے تین مرتبہ حملہ کیا۔ قراء نے ہر حملہ کے زور کو اپنے استقلال سے روکا اور ثابت قدم رہے۔

مغیرہ بن مہلب کی وفات

اس سال مغیرہ بن مہلب نے خراسان میں ۸۲ھ کے ماہ رجب میں وفات پائی۔ مہلب جب کش کی طرف جا رہا تھا تو اس نے خراسان میں اپنا اسکو جانشین بنا دیا تھا یہ خبر یزید بن مہلب اور دوسرے لوگوں کو ملی۔ لیکن مہلب سے مخفی رکھی گئی۔ یزید نے جب عورتوں سے کہا تو وہ رونے دھونے لگیں مہلب نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے مجبوراً بتانا پڑا مغیرہ کا خراسان میں انتقال ہو گیا ہے یہ سنتے ہی مہلب نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور اس قدر رنجیدہ ہوا کہ اس کا چہرہ مغموم نظر آتا تھا۔ اس کے مصاحبین نے اس کو روکا کہ آپ اس قدر اپنے کو ہلاک نہ کیجیے اس کے بعد مہلب نے یزید کو بلا بھیجا اور مرو جانے کا حکم دیا۔ اور وہاں کا انتظام درست رکھنے کی ہدایت کی لیکن اس کی حالت یہ تھی کہ باتیں کرتا جاتا تھا اور آنسو کے قطرے ٹپک ٹپک کر اسکی ڈاڑھی پہ گر رہے تھے۔ یزید ساٹھ آدمیوں کو لیکر اور بعض روایت میں ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستے میں ترکوں کی ایک جماعت میدان بست میں ملی جن کی تعداد ۵۰۰ سو کے قریب تھی انھوں نے یزید سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ ترکوں نے کہا کہ اچھا تو ہم کو کچھ دو۔ یزید نے دینے سے انکار کر دیا لیکن مجاعہ بن عبدالرحمن ملتکی نے کپڑے اور کچھ ہتھیار دئیے۔ ترک ان چیزوں کو لیکر واپس گئے مگر پھر پلٹ پڑے اور لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ لڑائی نے جب زور پکڑا تو یزید کے پاس ایک خارجی مقید تھا اس نے کہا کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیجیے تو کچھ کروں۔ یزید نے رہا کر دیا۔ وہ نکل کر ان ترکوں پر حملہ آور ہوا گھوڑے کو آگے بڑھائے گیا اور پھر پیچھے سے آ کر ان کے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔ پھر حملہ کیا اور دوسرے آدمی کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد یزید کے پاس چلا آیا۔ اس

عرصے میں یزید نے ان کے ایک سردار کو مار ڈالا اور اس میں اس کی پنڈلی میں ایک تیر بھی لگا۔ جس سے ترکوں کو اور تقویت حاصل ہو گئی یزید نے ان کے حملوں کو بہت برداشت کیا اور پھر وہ لوگ خود اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب ہم نے تم سے لڑائی شروع ہی کر دی ہے تو اب اس وقت تک تو نہ جائیں گے جب تک ہمارا یا تمہارا خاتمہ نہ ہو جائے۔ یا ہمیں کچھ دو۔ یزید نے پھر دینے سے انکار کیا۔ مجاعہ نے یزید سے کہا کہ اللہ کا نام لیجئے۔ مغیرہ مر چکا اور اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہو گئے تو مہلب کے دل پر دو کاری ضربیں لگیں گی۔ یزید نے جواب دیا کہ نہ تو مغیرہ اپنی موت کو واپس کر سکا اور نہ میں۔ اس کی مدت آگے بڑھا سکتا ہوں۔ مجاعہ نے پھر ترکوں کو اپنا ایک ریشمی عمامہ پھینک دیا اور وہ واپس ہو گئے۔

مہلب اور باشندگانِ کُش کی مصالحت

مہلب نے پورے دو سال کے قیام کے بعد اہل کش سے فدیہ پر صُلح کر لی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بنو مضر کی قوم کو جب مہلب نے گرفتار کر لیا تھا اور پھر صلح کر کے رہا کر دیا تو انھیں کی مصالحت نے اہل کش سے بھی صلح کرا دی۔ پھر مہلب کش سے واپس چلا آیا۔ اور خزاعہ کے مولی حریث بن قطبہ کو ان کے پاس بھیجا کہ جب وہ فدیہ دیدیں تو ان کی ضمانت واپس کر دی جائے۔ بلخ پہنچ کر مہلب نے حریث کو خط لکھا کہ اگر تم نے فدیہ وصول کرنے کے بعد ان کی ضمانت واپس کر دی تو ہمیں خطرہ ہے کہ وہ صلح کو پھر نہ توڑ دیں لہذا علاقہ بلخ میں پہنچنے سے پہلے ضمانت واپس نہ کرو۔ حریث نے بادشاہ کش سے کہا کہ مہلب نے مجھ کو ایسا لکھا ہے اگر تم فدیہ جلدی دیدو تو ہم ضمانت واپس کر دیں گے اور جب ہم جائیں گے تو مہلب سے یہ کہدیں گے فدیہ کے وصول کرنیکے بعد اور ضمانت کے دینے کے بعد آپکا خط پہنچا پھر میں کیونکر تعمیل کر سکتا تھا ملک کش نے فدیہ داخل کر دیا اور حریث نے ضمانت واپس کر دی اور پھر وہاں سے روانہ ہوا۔ راستے میں ترکوں کی جماعت ملی تو اس سے کہا کہ تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا فدیہ ادا کر دو۔ کیونکہ یزید نے بھی ایسا ہی کیا حریث نے کہا کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ کو بھی یزید کی ماں نے جنا ہے اُن سے خوب لڑا اور کشت و خون کیا اور کچھ لوگوں کو قید کیا اور پھر ان کو فدیہ پر رہا کر دیا اور

بعد اُس کے فدیہ بھی واپس کر دیا۔ یہ خبر مہلب کو ملی کہ اس نے یہ بھی برا سمجھا کہ یزید کی ماں کے پیٹ سے وہ پیدا ہو۔ اسی سے وہ بہت ناراض ہوا۔ جب حریث بلخ پہنچا تو مہلب نے پوچھا کہ ضمانت کہاں ہے حریث نے جواب دیا کہ آپ کے خط پہنچنے سے پیشتر ہی میں واپس کر چکا تھا آپ کو جس چیز کا اندیشہ تھا اس کے لیے میں کافی تھا۔ مہلب نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے ان سے ساز باز کر لیا ہے اسی جرم پر اس کو برہنہ کرنیکا حکم دیا۔ حریث اس سے اتنا ملول ہوا کہ مہلب کو اس کے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہوا۔ حریث برہنہ کیا گیا اور ۳۰۰ کوڑے اسکو مارے گئے حریث نے پھر کہا کہ میں اس کو زیادہ پسند کرتا تھا کہ میری پیٹھ پر ۳۰۰ کوڑے لگائے جاتے اور یہ بے آبروئی نہ کیجاتی۔ اس کے بعد مہلب کے قتل کرنے پر اس نے قسم کھالی۔ ایک دن مہلب کے ساتھ جا رہا تھا تو اپنے غلاموں کو کہا کہ اس کو مار ڈالو۔ انھوں نے جواب دیا کہ کہیں وہ تجھ ہی کو قتل نہ کر دے۔ پھر حریث نے مہلب کے یہاں آنا جانا بھی چھوڑ دیا۔ ایک دن مہلب نے ثابت کو جو حریث کا بھائی تھا۔ حریث کے بلانے کے لیے بھیجا اور کہا کہ وہ میرے بچوں کی طرح ہے میں اسی طرح تربیت کرتا ہوں جیسا کہ اپنے بچوں کی کرتا ہوں۔ ثابت حریث کے بلانے کے لیے آیا۔ لیکن حریث نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے قتل کی قسم کھائی۔ ثابت نے کہا کہ اگر تمھاری یہ نیت ہے تو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے یہاں چلو۔ کیونکہ ثابت اس سے ڈرا کہ اگر حریث نے مہلب کو اسی وقت قتل کر دیا تو آپس میں لڑائی چھڑ جائے گی۔ اس لیے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر علیحدہ ہو گئے اور ترمذ چلے گئے۔

مہلب بن ابی صفرہ کی وفات اور یزید بن مہلب کا خراسان میں حاکم ہونا۔

جب کش والوں سے مصالحت ہوگئی تو مہلب مرو جانیکا قصد کر رہا تھا جب وہ مرو روز میں پہنچا تو اس کے پیٹ میں ریاحی درد اٹھا اور بعض کہتے ہیں کہ جسم پر زخم ہوگئے اسی عارضہ سے اس کا وہیں انتقال ہوگیا۔ مرنے سے قبل نماز جنازہ کی وصیت اپنے لڑکے حبیب کے لیئے کی تھی چنانچہ اسی نے نماز پڑھائی اور یہ بھی وصیت کی کہ میں اپنا جانشین

یزید کو بناتا ہوں۔ آپس میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رکھنا چاہیئے مفضل نے کہا کہ اگر آپ ان کا نام نہ بھی لیتے تو ہم لوگ اس کام کے لیے انھیں کو منتخب کرتے پھر اس نے اپنے تمام لڑکوں کو بلایا اور ہر قسم کی ہدایتیں کیں۔ چند تیر منگائے اور ان کو ایک دھاگے میں باندھ دیا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اس کو توڑ سکتے ہو۔ لڑکوں نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ اگر یہ الگ الگ کر دیے جائیں تب تم توڑ سکتے ہو لڑکوں نے کہا کہ ہاں مہلب نے کہا کہ اسی طرح اتفاق کے ساتھ رہنا چاہیئے۔ میں تم کو اللہ سے تقویٰ کی اور صلۂ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ چیزیں آخرت میں بھی کام آنے والی ہیں ان سے رزق میں بھی وسعت ہوتی ہے اولاد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے بے رحمی، ظلم و ستم سے سخت منع کرتا ہوں کیونکہ یہ چیزیں انسان کو آگ میں ڈالتی ہیں۔ غربت اور تنگدستی میں مبتلا کرتی ہیں۔ دنیا میں ذلیل و خوار رکھتی ہیں۔ اتفاق و اتحاد، اطاعت اور فرمانبرداری تم پر فرض ہے۔ تمھارے افعال و اعمال تمھارے اقوال اور احکام سے زیادہ اچھے ہونا چاہئیں کسی سوال کا جواب جلد نہ دیا کرو زبان کی لغزشوں کا پورا لحاظ اور خیال رکھو کیونکہ اگر آدمی کا پاؤں پھسل جاتا ہے تو وہ پھر اٹھ سکتا ہے لیکن جب زبان پھسلتی ہے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے جو لوگ تمھارے پاس آتے ہیں ان کے حقوق کو تم پہچانو اور ان کی صبح و شام کی آمد اس کی یاددہانی کے لیے کافی ہے بخل اور کنجوسی کی جگہ پر سخاوت اور دریا دلی اختیار کرو۔ بھلائی اور اچھے کاموں کے کرنے کی ہمیشہ عادت رکھو کیونکہ اہل عرب کا خاصہ ہے کہ جب کوئی ان سے بھلائی کا وعدہ کرتا ہے تو اس کے لیے اپنی جان قربان کر دیتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ بھلائی کی گئی اور تمھارا احسان رہا تو وہ کیا کچھ نہ کر گزرینگے لڑائی کے وقت تدبّر اور جنگی مصالح سے کام لو کیونکہ شجاعت اور بہادری سے بھی زیادہ اس وقت مفید ہوتا ہے جب لڑائی شروع ہوتی ہے تو قضائے الٰہی پہنچ جاتی ہے آدمی اگر اپنی تدبیر سے فتحیابی حاصل کرتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تدبیر سے کامیابی حاصل کی اور ہر طرف اس کی تعریف کی جاتی ہے لیکن اگر وہ ناکامیاب ہوتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس نے کوشش میں کوتاہی نہیں کی بلکہ قضاء الٰہی غالب آئی۔ تم پر نشر سنت، تلاوت قرآن اور بزرگوں کی تعظیم واجب ہے زیادہ بولنے سے پرہیز کرو۔ ان بہترین نصائح کے بعد مہلب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی

نہار بن توسعۃ تمیمی نے یہ چند اشعار مرثیے میں کہے ہیں۔

الا ذهب المعروف والعز والغنی ومات الندی والجود بعد المهلب

افسوس کہ نیکی وسعادت عزت ودولت جود وسخاوت مہلب کے بعد سب فنا ہو گئے

اقام بمرو الروذ رهن ضريحة وقد غاب عنه كل شرق ومغرب

مقام مرو روز میں مدفون ہوا اور تمام مشرق اور مغرب اس کی نظر سے اوجھل ہو گیا۔

اذا قيل اىّ الناس اولى بنعمة على الناس قلنا ه ولم نتهيّب

اگر کوئی پوچھے کہ تمام لوگوں میں ذی مرتبہ کون ہے تو میں بلا خوف وخطر مہلب کا نام پیش کروں گا

جب انتقال ہو گیا تو یزید نے حجاج کو اس کی اطلاع دی اور حجاج نے اس کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔

سنہ ۸۲ ہجری کے مختلف واقعات

اس سال عبدالملک نے ابان بن عثمان کو جمادی الاُخریٰ میں مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل مخزومی کو وہاں کا عامل بنایا۔ ہشام نے جاتے ہی نوفل بن مساحق کو مدینہ کے عہدۂ قضا سے معزول کر دیا اور عمرو بن خالد زرقی کو وہاں کا قاضی بنایا۔ محمد بن مروان نے ارمینہ والوں سے جنگ کی اور شکست دی آخر میں انھوں نے صلح کی خواہش ظاہر کی۔ اور محمد نے بھی منظور کر کے ابو شیخ بن عبداللہ کو وہاں کا عامل بنا دیا جب محمد واپس چلا گیا تو یہاں کے لوگوں نے اس عامل کو قتل کر ڈالا اور پھر قابض ہو گئے بقول بعض یہ قتل سنہ ۸۳ میں واقع ہوا۔ عبداللہ بن شداد بن الہاد لیثی اسی سال دجیل میں مقتول ہوئے اور ابو جوزاء اوس بن عبداللہ ربعی، عطاء بن عبداللہ سلمی عابد، زاذان ابو وائل اور عمر بن عبید اللہ بن معمر تمیمی ان تمام اصحاب نے اسی سال وفات پائی عمر بن عبید اللہ کی عمر ۶۰ برس کی تھی۔ اور ابو امامہ باہلی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ اور بعض نے سنہ ۹۱ ہجری میں بتایا ہے

سنہ ۸۳ ہجری کی ابتداء

جنگ دیر جماجم کے بقیہ حالات

جب حجاج کے تینوں دستوں نے قراء کی جماعت پر بار بار حملہ کیا تو جبلہ بن زحر نے

جوان کا افسر تھا للکار کر کہا کہ اے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اور اے قاریو! امید ان سے فرار ہونا بہت مذموم چیز ہے خصوصاً تمہارے ایسے لوگوں کیلئے اور زیادہ ذلت انگیز ہے۔ میں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ (خدا ان کو صالحین کا درجہ عطا فرمائے اور صادقین اور شہداء کا مرتبہ دے) سے اس وقت یہ کہتے سنا ہے کہ جبکہ ہم شامیوں سے لڑ رہے تھے کہ اے مسلمانو! جس شخص نے اپنی آنکھوں سے مظالم ہوتے ہوئے دیکھے یا لوگوں کو باطل کی طرف دعوت دیتے ہوئے دیکھا اور دل میں اس کو ایک برا کام سمجھا تو وہ کم سے کم گناہ سے محفوظ رہجائیگا لیکن جس شخص نے ان چیزوں کو صرف دل ہی سے نہیں بلکہ زبان سے بھی برا کہا تو وہ پہلے شخص سے زیادہ قابل تعریف ہے لیکن جس شخص نے اس کا انکار اپنی تلوار کے زور پر کیا کہ حق بلند ہو اور باطل دب جائے تو اس نے ہدایت کا سیدھا راستہ پالیا اور اس کا دل ہمیشہ حقانیت اور صداقت کے نور سے منور رہے گا۔ اس لیے تم ان بدعتی اور مفسد لوگوں سے لڑو۔ جنھوں نے باطل کو حق پر ترجیح دی۔ اور اس سے ناواقف بھی ہیں اور جنھوں نے ظلم و تعدی کا بازار گرم کیا اور اس کو معیوب بھی نہیں سمجھتے اس کے بعد ابوالبختری نے چلا کر کہا کہ اے لوگو اپنے دین کی حفاظت اور دنیا کے حصول کے لیے خوب لڑو شعبی نے کہا اے بھائیو ان سے خوب جنگ کرو ان سے جنگ کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ خدا کی قسم میرے علم میں بسیط زمین پر ان سے زیادہ ظالم اور جابر کوئی نہ ہوگا سعید بن جبیر نے بھی یہی کہا۔ جبلہ نے پھر کہا کہ ان پر ایک ایسے جذبۂ صادق سے حملہ کرو کہ اس وقت تک منہ نہ پھیرو جب تک ان کی صفوں میں انتشار نہ پیدا کر دو اور فوج میں ہل چل نہ ڈال دو چنانچہ قراء کی اس جماعت نے بڑا زبردست حملہ کیا۔ فوجوں کو دباتے ہوئے بالکل پیچھے ہٹا دیا۔ اور ان میں انتشار پیدا کر دیا اور گرد کے دستوں کو بھی زور باندھ کر پیچھے ہٹاتے ہوئے چلے گئے۔ لیکن جب واپس پھرے تو جبلہ بن زحر کو مقتول پایا اور یہ نہ معلوم ہوسکا کہ کیونکہ مقتول ہوا قتل ہونیکی وجہ یہ ہوئی کہ جب قراء نے شامیوں پر حملہ کیا اور ان کو منتشر کر دیا تو جبلہ اپنے ساتھیوں کی واپسی کے انتظار میں کھڑا رہا اور اہل شام کی ایک جماعت بھاگ کر اس طرف آئی جہاں جبلہ کھڑا تھا جب انھوں نے جبلہ کے ساتھیوں کو آگے بڑھتے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ جبلہ ہے جب تک وہ لوگ ادھر مشغول ہیں آؤ اس کا ہم خاتمہ کر دیں۔ انھوں نے اس پر حملہ کیا اس نے بھی مقابلہ کیا مگر آخر میں مقتول ہوا۔ اس کا قاتل ولید بن نحیت کلبی تھا۔ اس کا سر کاٹ کر حجاج کے

پاس لے گیا اس نے جب دیکھا تو تمام لوگوں کو خوشخبری دی جب اصحاب جبلہ واپس پھرے تو اس کو مقتول پایا۔ اس واقعہ سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہے ایک دوسرے کو موت کی خبر دینے لگے۔ ابوالبختری نے کہا کہ جبلہ کا قتل تمھیں افسردہ نہ کردے وہ تمھارے ہی طرح ایک آدمی تھا جسے موت آگئی جو نہ آگے آسکتی تھی اور نہ بعد کو۔ اس تسلی کے باوجود بھی قراء کی جماعت میں کمزوری پیدا ہو گئی اہل شام نے طنزاً کہا کہ اے اللہ کے دشمنو اب تو تم برباد ہو گئے کیونکہ تمھارا لشکر سردار تو مقتول ہو گیا اتفاقاً بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی آگیا جس سے تمام لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ جبلہ کا نعم البدل ہمیں ملگیا بسطام ایک بہادر اور تجربہ کار آدمی تھا یہ اس وقت رے سے آرہا تھا جب عبدالرحمن بن اشعث سے ملا تو اس نے بنو ربیعہ پر اسکو سردار مقرر کیا۔ ایک دن اس نے بہت شدید جنگ کی اور حجاج کے لشکر گاہ تک پہنچ گیا اور وہاں کی تیس عورتوں کو گرفتار کرلیا۔ مگر پھر آزاد کردیا۔ حجاج نے کہا کہ انھوں نے اپنی عورتوں کو بچالیا۔ ورنہ اگر میں ان پر غلبہ پاتا تو ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنالیتا۔ پھر دوسرے دن عبدالرحمن بن عوف رواسی الکنی بہ ابوحمید میدان میں آیا اور اہل شام کو مقابلہ کے لیے بلایا۔ ان میں سے بھی ایک آدمی میدان میں اترا اور دونوں میں تلوار چلنے لگی لیکن ہر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کون ہو ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ میں کلابی کے قبیلہ کا ہوں اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ دونوں بنی عم ہیں۔ تب دونوں نے اپنی تلواریں میان میں کرلیں اور واپس گئے۔ پھر عبداللہ بن زرام حارثی للکارتا ہوا نکلا جس کے مقابلے میں اہل شام میں سے بھی کوئی آدمی پہنچا۔ عبداللہ نے اس کو قتل کر ڈالا تین دن تک وہ برابر اپنے حریف مقابل کو مارتا رہا۔ چوتھے دن جب پھر آیا تو شامی بولے کہ ارے پھر آیا۔ خدا اسے نہ لائے حجاج نے جراح سے کہا کہ اس کے مقابلے میں تم جاؤ وہ جب پہنچا تو عبداللہ نے اس سے کہا (جو اسکا دوست تھا) کہ اے جراح بڑے افسوس کی بات ہے تو میرے مقابلے میں کیوں آیا۔ اس نے کہا کہ میری تیرے اس مقابلے سے آزمائش کی گئی ہے تو عبداللہ نے کہا کہ ایک صورت ہے جراح نے کہا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں تجھ سے شکست کھاجاتا ہوں اور تم حجاج کے پاس واپس جاؤ تاکہ وہ تمھارے اس کارنامے کی تعریف کرے میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تیرے ایسے شخص کو قتل کروں۔ میں تیری خاطر لوگوں کے سامنے اپنی شکست کا واقعہ مشہور کرونگا

اور ان کی ملامت کو خوشی سے سنوں گا۔جراح نے کہا اچھا ایسا ہی کرو۔چنانچہ جراح نے عبد اللہ پر حملہ کیا۔عبد اللہ ہٹ گیا۔لیکن جراح کے حملہ سے صاف عیاں تھا کہ وہ مار ڈالنا چاہتا ہے۔عبد اللہ کے غلام نے جو ایک جگہ پر پانی لیکر کھڑا تھا چلایا کہ اے آقا۔یہ تم کو مار ڈالنا چاہتا ہے عبد اللہ نے جراح کی طرف چہرہ پھیرا تو جراح نے ایک گرز رسید ہی کر دیا اور وہ گر گیا۔عبد اللہ نے کہا اے جراح تم نے بہت بری جزا دی میں نے تمھاری آسائش کے لیے ایسا کیا اور تم نے مجھ ہی پر ہاتھ صاف کیا دور ہو جا میں نے تجھ کو اپنی قرابت اور قبیلے کے لیے چھوڑ دیا۔سعید بن جبیر اور ابو البختری دونوں اہل شام پر حملہ کرتے رہے اکثر لڑتے لڑتے شامیوں کے بالکل قریب ہو جاتے تھے۔لڑائی ۱۰۰ دن تک ہوتی رہی کیونکہ عبد الرحمن اور اہل عراق ۸۳ھ ربیع الاول کو جماجم میں آئے تھے اور ۱۴ جمادی الاخری کو کامل شکست کھائی۔جب آخری دن آیا تو ہر طرف سے زور تھا اصحاب عبد الرحمن نے حجاج کی فوج پر غلبہ حاصل کر لیا۔اور وہ اس غرہ میں بھی آگئے کہ ہم نے اب شکست دیدی اسی اثناء میں سفیان بن ابرو نے میمنہ پر سے ابرو بن قرۃ تمیمی پر حملہ کیا اور وہ عبد الرحمن کے میسرہ پر تھا۔بغیر دیر تک لڑنے کے ابرو ابن قرو نے شکست کھائی۔لوگوں نے یہ خیال کیا کہ شاید شکست ہی پر مصالحت کر لی۔جب وہ شکست کھا گیا تو فوجوں کی صفیں ایک ایک کر کے اس کی طرف سے منتشر ہونے لگیں اور ایک دوسرے پر گرنے لگے۔عبد الرحمن فوراً منبر پر آکر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا تمام لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اتنے میں اہل شام آگے بڑھے۔اور انھوں نے عبد الرحمن کے لشکر گاہ کا رخ کیا عبد اللہ بن یزید بن مفضل ازدی دوڑا ہوا آیا اور عبد الرحمن کو منبر پر سے اتار لیا۔اور کہا کہ مجھ کو تمھارے قید ہو جانے کا خطرہ ہے اگر تم جلد واپس چلو اور لوگوں کو کسی دوسرے مقام پر جمع کرو تو انشاء اللہ یہ برباد ہو جائیں گے۔چنانچہ وہ اور اس کے ساتھی بے تحاشا بھاگ گئے۔حجاج اس فتحیابی کے بعد کوفہ چلا گیا۔محمد بن مروان موصل گیا۔عبد اللہ بن عبد الملک شام واپس گیا۔حجاج نے لوگوں سے بیعت لینی شروع کی اور اس شخص سے بیعت لیتا تھا جو یہ اقرار کرتا تھا کہ میں اس کے قبل کافر تھا یا میں نے کفر کیا اگر وہ یہ کہتا تو بیعت لیتا ورنہ قتل کر دیتا۔چنانچہ ایک شخص بنو خثعم میں سے اس کے پاس آیا جو غریب ہمیشہ گوشہ نشین رہتا تھا۔حجاج نے اس کی حالت دریافت کی تو اس نے اپنی گوشہ نشینی کی خبر دی۔

حجاج نے کہا کہ تم اپنے کفر کا اقرار کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میں بُرا آدمی ہوں کہ ۸۰ برس سے خدا کی عبادت کرتا آیا ہوں اور آج تیرے سامنے یہ کہوں کہ میں کافر ہوں۔ حجاج نے کہا کہ اگر تم نہ کہو گے تو میں قتل کر ڈالوں گا تو اس نے کہا کہ اگر تم قتل کر دو گے تو بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ آخر میں مقتول ہُوا۔ اہل عراق اور شام میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے اس کے قتل پر اظہار افسوس نہ کیا ہو اس کے بعد کمیل بن زیاد کو بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین حضرت عثمان سے قصاص لینے والے تھے میری بڑی خواہش تھی کہ تم میرے قبضے میں آتے کمیل نے کہا کہ تمکو ہم دونوں میں سے کس پر زیادہ غصہ ہے ان پر جبکہ وہ اپنے نفس کا بدلہ دینے کیلئے تیار تھے یا مجھ جبکہ میں نے بدلہ لینے کو درگزر کر دیا۔ پھر کہا کہ اے بنو ثقیف کی ایک فرد تو اپنے خاندان پر ظلم نہ کر اور مجھ پر بھیڑیوں کی طرح حملہ نہ کرو۔ میری زندگی تو صرف چند دنوں کی ہے جو تجھکو کرنا ہے وہ کرلے۔ کیونکہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور پھر قتل کے بعد حساب و کتاب کا معاملہ ہے۔ حجاج نے کہا کہ اس کی حجت قیامت میں تجھ پر رہے گی اس نے کہا کہ جب فیصلہ کا حق تجھکو حاصل ہو یہ بھی مارا گیا اس کے بعد دوسرا شخص حجاج کے سامنے لایا گیا حجاج نے کہا کہ یہ اپنے کفر پر شہادت نہیں دیگا لیکن اس نے کہا کہ تو میرے نفس کو دھوکا دیتا ہے میں تو کفر میں فرعون کا بھی چچا ہوں۔ حجاج ہنس پڑا اور اس کو چھوڑ دیا کوفہ میں حجاج ایک مہینہ تک مقیم رہا اور شامیوں کو کوفہ والوں کے مکان میں ان کے ساتھ اُتارا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے فوج کو غیر کے گھروں میں اُتارا اور یہ اب تک رائج ہے۔ خاصکر بلاد عجم میں زیادہ رائج ہے جس شخص نے کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا اس کا عذاب اس کے سر پر ہے اور جنھوں نے تا قیامت اس پر عمل کیا ان کا عذاب بھی اس پر کیا جائے گا۔

مسکن کی لڑائی

جب عبدالرحمٰن نے شکست کھائی تو سیدھا بصرہ آیا اور ہزیمت خوردہ لوگ بھی بہت بڑی تعداد میں وہیں جمع ہوئے۔ جن میں عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بن جندب بن عبد شمس قرشی بھی تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن کا حاکم تھا۔ جب حجاج نے اس کا قصد کیا تو وہ عبدالرحمٰن سے آکر ملگیا۔ جب کافی لوگوں کا اجتماع

ہوگیا تو عبدالرحمٰن نے پھر حجاج کا رخ کیا۔ اس کے آدمیوں میں بسطام ابن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی بھی شامل تھا جس نے بہت سے لوگوں سے موت تک ساتھ دینے کا عہد لیا تھا۔ اور یہ تمام فوج مسکن میں آکر مقیم ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے فوراً خندق کھود لی۔ اور لڑائی ایک طرف سے ہونے لگی۔ اسی درمیان میں خالد بن جریر بن عبداللہ خراسان سے کوفہ والوں کی ایک فوج لیکر پہونچا۔ ۱۵ر شعبان تک لڑائی ہوتی رہی۔ اسی جنگ میں زیاد بن غنیم قینی مقتول ہوا جو حجاج کی فوج کا سردار تھا۔ اس واقعے سے حجاج کی فوج میں ایک بددلی پیدا ہوگئی رات کو حجاج نے اپنی فوج کو بہت ابھارا اور صبح ہوتے ہی سبھوں نے بڑی زوردار یورش کی مگر پھر سفیان بن ابرد کے لوگ بھاگ گئے۔ حجاج نے عبدالملک بن مہلب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے عبدالرحمٰن پر بہت سخت حملہ کیا جس سے عبدالرحمٰن کی فوج نے شکست کھائی اور پھر حجاج کی فوجوں نے ہر طرف سے تنگ کرنا شروع کیا تو وہ بالکل پست پڑ گئے۔ اسی میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلے فقیہ اور ابوالبختری طائی مقتول ہوئے[1] اس کے بعد بسطام بن مصقلہ نے اہل کوفہ و بصرہ سے چار ہزار شہسواروں کو منتخب کیا۔ اور ان کے ساتھ روانہ ہوا تمام لوگ اسقدر جوش میں بھرے ہوے تھے کہ سبھوں نے تلوار کے نیام توڑ ڈالے۔ غرض کہ اس طرح بسطام نے شامیوں پر دھاوا کیا۔ شامی کئے بار پیچھے ہٹائے گئے تو حجاج نے تیر اندازوں کو تیر چلانیکا حکم دیا۔ تیر اندازوں نے ہر طرف سے ان کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور پھر ایک ایک کو فرش خاک کر دیا۔ ابن اشعث سجستان بھاگا عبدالرحمٰن بن اشعث کے مسکن میں شکست کھانے کے متعلق ایک دوسری روایت بھی ہے۔ وہ یہ کہ حجاج اور ابن اشعث کی فوجیں کرخ، دجلہ، سیب کے درمیان میں تھیں۔ یہ لوگ ایک مہینہ تک برابر لڑتے رہے۔ ایک دن ایک بڈھا، حجاج کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ کرخ کے عقب سے حملہ کرنیکا راستہ بہت اچھا ہے۔ جس میں پانی کے چھتر جابجا ہیں حجاج نے اس کے ساتھ چار ہزار آدمیوں کو بھیجا اور سردار فوج سے یہ کہدیا کہ اگر یہ سچ کہتا ہو تو ایک ہزار درہم انعام دیدینا اور اگر جھوٹا ہو تو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ یہ لوگ اس بڈھے کے ساتھ گئے۔ حجاج عبدالرحمٰن سے برابر لڑتا رہا لیکن آخر میں شکست کھا کر

---

[1] اس جنگ میں جن لوگوں کے نام مقتولین میں ذکر کئے گئے ہیں وہ تقریباً سب کے سب فقہاء اور رواۃ حدیث ہیں (مترجم)

سیب کے اس پار چلا گیا۔ اور ابن اشعث اپنے لشکر گاہ میں واپس گیا۔ رات کو حجاج کی فوج نے اس راستہ سے حملہ کیا اور لوٹ لیا۔ وہ لوگ بے خبر تھے حتی کہ ہتھیار اتار چکے تھے۔ آدھی رات تک برابر تلواریں بجلی کی طرح چمکتی رہیں۔ سینکڑوں کو وہیں ٹھنڈا کر دیا۔ عبدالرحمٰن کی فوج میں سے مقتولین سے زیادہ ڈوب کر مرے۔ حجاج نے جب یہ شور و غوغا سنا تو ادھر پلٹا اور جن کو پایا قتل کیا۔ مقتولین میں عبداللہ بن شداد بن ہاد بسطام بن مصقلہ عمرو بن ضبیعہ رقاشی۔ بشر بن منذر بن جارود وغیرہ تھے۔ تمام ملا کر چار ہزار آدمی اس رات کو مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن کی رتبیل کی طرف روانگی اور اثنائے سفر کے واقعات

جب عبدالرحمٰن نے مسکن میں بھی شکست کھائی۔ تو وہ سجستان کی طرف بھاگا۔ حجاج نے اسکے تعاقب میں اپنے لڑکے محمد بن حجاج اور عمارۃ بن تمیم لخمی کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا عمارۃ نے سوس میں عبدالرحمٰن کو پکڑا اور کچھ دیر لڑا بھی۔ لیکن عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھی فوراً شکست کھا کر بھاگے اور سابور میں آکر ٹھہرے۔ وہاں کردیوں کی ایک جماعت سے عمارۃ کی جنگ ہوئی اور وہ اور اس کی فوج کے آدمی کچھ مجروح ہوئے۔ اور مجبوراً راستہ چھوڑ دینا پڑا۔ عبدالرحمٰن کرمان آیا اور عمارۃ برابر اس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ بعض شامی فوجیں قصر کرمان میں داخل ہوئیں تو وہاں ان کو ایک خط ملا جس میں کوفہ والوں نے ابن حلذہ یشکری کے اشعار نقل کئے تھے۔

ایا لهفا ویا حربا جمیعا	ویا حر الفواد لما لقینا
ہائے افسوس اے جنگ عظیم	اور اے ہمارے قلوب کی وہ گرمی جب ہم مقابلہ کیلئے گئے
ترکنا الدین والدنیا جمیعا	واسلمنا الحلائل والبنینا
ہم نے دین اور دنیا دونوں کو خیرباد کہا	اہل و عیال و بال بچے سبھوں کو چھوڑا
فما کنا اناس اهل دین	فنصبر فی البلاء اذا ابتلینا
نہ تو ہم دین والوں میں ہیں	کہ جب آزمائش اور امتحان کا وقت آئے تو صبر کریں
فما کنا اناس اهل دنیا	فنمنعها ولو لم نرج دینا

اور نہ دنیا والوں میں ہیں — کہ اسکی حفاظت کریں، اگرچہ دین میں کوئی توقع نہ ہو

ترکنا دورنا لطعام عک[1] — وانباط القری والاشعریا

ہم نے اپنے گھروں کو عک — اور دیہات کے نبطیوں اور اشعریوں کے لوٹنے کیلئے چھوڑا

جب عبدالرحمن کرمان پہونچا تو وہاں کے عامل نے اُس کا استقبال کیا اور اُس کی مہمان نوازی کا پورا سامان مہیا کیا۔ عبدالرحمن کچھ روز ٹھر کر سجستان کی طرف چلا۔ راستہ میں زرنج پڑتا تھا وہاں وہ ٹھہرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہاں کے عامل نے شہر کے دروازے بند کردئے حالانکہ وہ عبدالرحمن ہی کی طرف سے وہاں کا عامل تھا۔ عبدالرحمن کچھ دن تو اس خیال سے ٹھرا کہ اُس کو فتح کرکے جائیں لیکن جب کامیابی کے آثار نظر نہ آئے تو بست چلا گیا۔ وہاں کا عامل خود اسی نے عیاض بن ہمیان بن ہشام سدوسی شیبانی کو مقرر کیا تھا۔ اس نے عبدالرحمن کا استقبال کیا اور قصر میں ٹھرایا جب اُسکے تمام ساتھی غافل ہوگئے تو عیاض نے عبدالرحمن کو گرفتار کرکے اُس کی مشکیں کس لیں اور یہ ارادہ کیا کہ اس وفاشعاری کے ذریعہ سے حجاج سے امان طلب کرے۔ ادھر رتبیل نے عبدالرحمن کے آمد کی خبر سنی۔ تو وہ استقبال کی غرض سے آیا لیکن چوں کہ عیاض نے عبدالرحمن کو محبوس کرلیا تھا اس لئے۔ رتبیل میدان بست میں اترا تھا۔ اُس نے عیاض کو دھمکایا کہ خدا کی قسم اگر تم نے اس کا بال بھی بیکا کیا یا کسی قسم کا نقصان پہونچایا یا اُس کے مال میں سے ایک حبہ بھی تم نے لیا تو یاد رکھو کہ میں ہمیشہ تمکو ذلیل وخوار کرنے پر تلا رہوں گا تمھارے ساتھیوں کو قتل کرڈالوں گا۔ تمھاری عورتوں اور بچوں کو قید کروں گا۔ تمھاری تمام چیزیں چھین لوں گا۔ اس دھمکی کے بعد عیاض نے رتبیل سے اپنے لئے امان طلب کی اور پھر عبدالرحمن کو چھوڑ دیا۔ عبدالرحمن نے رہا ہونیکے بعد عیاض کو قتل کرنا چاہا لیکن رتبیل نے روکدیا۔ اُس کے بعد عبدالرحمن رتبیل کے ساتھ اُس کے ممالک میں پہونچا۔ اور وہاں اُس کی بڑی تعظیم وتکریم خاطر و مدارات کی گئی شکست رسیدہ آدمیوں کی بہت بڑی جماعت جو عبدالرحمن کے ساتھ جنگ میں تھی سجستان پہونچی۔ جنکی تعداد ۶۰ ہزار تھی، انمیں شرفاء قوم اور روساء ملک بھی تھے۔ انھوں نے

[1] عک قبیلہ کا نام ہے

حجاج نے امان کو قبول نہیں کیا بلکہ جس مقام پر ٹھرتے تھے وہاں اس کی عداوت کا بیج بوتے جاتے تھے۔ سجستان پہونچنے کے بعد انھوں نے زرنج کا محاصرہ کرلیا۔ اور پھر عبدالرحمن کو لکھ بھیجا کہ ہمارا ارادہ خراسان جانے کا ہے۔ تاکہ وہاں کے لوگوں سے بھی مدد حاصل کریں۔ آپ بھی ہم لوگوں کے ساتھ چلئے۔ عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ابن اشعث کی عدم موجودگی میں اس فوج کے سردار تھے جب عبدالرحمن کے پاس متواتر خطوط آئے تو وہ وہاں گیا اور سبھوں نے ملکر زرنج کو فتح کرلیا۔ عمارہ تمیم بھی شامیوں کو ساتھ لیکر تعاقب میں اسی طرف چلا۔ عبدالرحمن سے اس کے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے خراسان چلئے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ وہاں یزید بن مھلب ہے جو ایک مشہور اور معروف بہادر ہے وہ کبھی اپنے تخت حکومت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر ہم گئے تو وہ ہم سے لڑیگا۔ شامی فوجیں بھی ہمارے تعاقب میں ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم پر دو طرف حملہ ہوگا اور ہم کو اہل خراسان اور شامی دونوں پیس ڈالیں گے لوگوں نے پھر کہا کہ اگر ہم خراسان پہونچ گئے تو ہماری تعداد زیادہ ہوگی نہ کہ انکی آخر کار عبدالرحمن اُن کے ساتھ ہوگیا۔ وہاں سے ہرات آیا۔ ہرات ہی سے عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ قرشی دو ہزار آدمیوں کو لیکر بھاگ گیا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ خوب میں تو ایک اطمینان کی جگہ میں تھا تمھارے خطوط آئے کہ یہاں آؤ کیونکہ ہم سب کے سب متحد ہیں۔ شاید اسی طرح دشمنوں سے لڑکر فتح حاصل کرلیں گے۔ انھیں وجوہ سے میں آگیا۔ وہاں سے تھاری رائے خراسان جانیکی ہوئی۔ اور اگرچہ میں نے اُس کی مخالفت کی تھی لیکن یہ ضرور خیال کیا تھا کہ تم متحد ہوگے۔ مگر یہاں تو رنگ ہی دوسرا ہے عبیداللہ نے کہا کہ۔ اب تمھارے دلیں جو آئے وہ کرو میں تو اپنے دوست کے پاس واپس جاتا ہوں۔ چنانچہ ایک جماعت اُس کے ساتھ رہی اور باقی تمام لوگ عبدالرحمن بن عباس کے ساتھ رہگئے۔ اور انھوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ عبدالرحمن بن اشعث رتبیل کی طرف چلا گیا۔ اور عبدالرحمن بن عباس ہرات کی طرف گیا سو وہاں رقاد ازدی ملا تو ان لوگوں نے اُس کو قتل کرڈالا۔ پھر جب یزید بن مھلب کو خبر ہوئی تو اس نے بھی ان کی طرف توجہ کی بعض روایت میں ہے کہ جب عبدالرحمن بن اشعث نے مسکن میں شکست کھائی تو عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ ہرات بھاگا اور عبدالرحمن بن عباس سجستان آیا۔

اور وہاں سے عبدالرحمٰن کی فوج کو جمع کر کے جس کی تعداد ۲۰ ہزار تھی خراسان چلا۔ راستہ میں ہرات میں ٹھہرا اور رقاد کو قتل کر ڈالا۔ یزید بن مہلب نے اول اول یہ کہلا بھیجا۔ کہ جن ممالک میں تم نے اب تک جنگ کی ہے اُن کے امراء میری طرح شان و شوکت اور جاہ و جلال والے نہ تھے۔ اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایسی جگہ جاکر لڑو جہاں کوئی حاکم نہ ہو۔ لیکن میں تو تم سے لڑنا فضول سمجھتا ہوں۔ اگر تمکو کچھ مال کی ضرورت ہو تو ہم بھیجے دیتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عباس نے جواب دیا کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں اور نہ یہاں مقیم رہیں گے بلکہ ذرا دم لینے کے لئے ٹھہرے ہیں۔ پھر یہاں سے چلے جائیں گے۔ یزید نے چھوڑ دیا۔ مگر عبدالرحمٰن بن عباس نے خراج وصول کرنا شروع کیا تو یزید نے کہا کہ جو شخص صرف آرام لینا چاہتا ہو اس کو خراج وصول کرنے سے کیا غرض۔ پھر عبدالرحمٰن کو لکھا کہ تم بہت آرام لے چکے خراج وصول کر کے موٹے بھی ہو گئے ہو۔ خیر جو کر چکے وہ کر چکے۔ اب تم یہاں سے جاؤ کیونکہ میں لڑنا پسند نہیں کرتا عبدالرحمٰن نے کہا کہ اب تو میں لڑائی کے سوا کسی چیز پر راضی بھی نہیں ہوں۔ بلکہ اُس نے یزید کی فوج سے خط و کتابت شروع کی تاکہ اُن کو اپنی طرف مائل کرے۔ یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے کہا کہ معاملہ بہت تجاوز کر گیا ہے۔ مجبوراً جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ زیادہ دیر تک لڑائی کا موقع نہ آیا بلکہ تھوڑی ہی دیر میں عبدالرحمٰن کے ساتھی بھاگ گئے۔ صرف ایک جماعت نے اُس کا ساتھ دیا مگر وہ بھی شکست کھا گئی۔ یزید نے اپنی فوج کو تعاقب سے روکا اور عبدالرحمٰن کی تمام چیزیں لوٹ لیں جو لوگ ملے اُن کو قید کر لیا۔ انمیں، محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر، عباس بن الاسود بن عوف زہری۔ الہقام بن نعیم بن قعقاع بن سعید بن زرارہ فیروز ابن حصین، ابو الفلیح مولی عبیداللہ بن معمر، سوار بن مروان، عبدالرحمٰن بن طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی۔ عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہ تھے۔ عبدالرحمٰن بن عباس سندھ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن سمرہ مرو روانہ ہو گیا۔ یزید جب مرو واپس آیا تو اس نے ان قیدیوں کو بہادر اور جوانمرد سپاہیوں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ جب اُن کو روانہ کرنے کا حکم دیا تو حبیب نے اپنے بھائی یزید سے کہا کس منہ سے یمانیہ کی طرف دیکھیں گے۔ جب عبدالرحمٰن بن طلحہ کو بھی حجاج کے

پاس بھیج دیں گے تو یزید نے کہا کہ وہ حجاج ہے اُس کے ساتھ کوئی تعرض نہیں کر سکتا۔
حبیب نے کہا کہ معزولی سے نہ ڈریئے اور اُن کو جانے سے روک دیجئے۔ کیونکہ اُن کا ہم پر
بہت بڑا احسان ہے یزید نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ تو حبیب نے کہا کہ جامع مسجد میں مہلب
پر کسی نے ایک لاکھ کا دعویٰ کیا تھا تو طلحہ نے اُس کو ادا کر دیا تھا۔ بہرحال یہ سنکر یزید نے
اس کو رہا کر دیا اور عبداللہ بن فضالہ کو بھی روک لیا کیونکہ وہ ازد میں سے تھا اور باقی
کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہونچے تو اُس نے اپنے دربان سے
کہا کہ جب میں اُن کے سردار کو بلانیکا حکم دوں تو تم فیروز ابن حصین کو میرے پاس لاؤ۔
اُس وقت حجاج واسط کے مقام پر ٹھیرا ہوا تھا۔ لیکن اسوقت تک شہر واسط کی تعمیر نہیں ہوئی
تھی چنانچہ حجاج نے کہا کہ اُن کے سردار کو لاؤ۔ دربان فیروز ابن حصین کو پکڑ کر لے آیا۔
حجاج نے کہا کہ اے ابو عثمان تم نے انکا ساتھ کیوں دیا۔ حالانکہ نہ تمھارا گوشت اُن کے
گوشت سے کوئی تعلق رکھتا ہے اور نہ خون سے کوئی رشتہ ہے۔ فیروز نے جوابدیا
کہ فتنہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی کو نہیں چھوڑتا حجاج نے کہا کہ اپنے اموال لکھادو۔ اُس نے کہا
لکھو دس لاکھ بیس لاکھ اسی طرح گنا تا چلا گیا حجاج نے کہا کہ تمام مال کہاں ہے اُس نے
کہا میرے پاس ہے۔ حجاج نے کہا کہ یہ سب مجھکو دیدو اُس نے کہا کہ کیا میرا خون
معاف کردو گے۔ حجاج نے کہا کہ تم کو مال بھی ادا کرنا ہوگا اور پھر میں تمکو قتل کر بھی
ڈالوں گا۔ فیروز نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ میرا مال اور خون ایک ہی جگہ جمع ہو جائے۔
حجاج نے اُس کو ہٹانے کا حکم دیا اور وہ واپس کر دیا گیا۔ اُس کے بعد محمد بن سعد
بن ابی وقاص پیش کئے گئے حجاج نے ان سے کہا کہ اے شیطان اور اے سب سے
بڑے متکبر اور مغرور انسان۔ یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کر کے حسینؓ اور ابن عمر
ہونا چاہتا ہے۔ اور پھر اُس کا اعلان کرتا ہے۔ حجاج یہ باتیں کرتا جاتا تھا۔ اور
اپنی ایک لکڑی سے جو اُس کے ہاتھ میں تھی اُس کے سر پر مارتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ محمد کے
سر سے خون بہنے لگا۔ آخر میں اُن کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر عمر بن موسیٰ کو بلایا اور
کہا کہ اے اپنی عورت کے غلام جولاہے کا لڑکا (ابن اشعث) تجھ کو مارنے کے لئے
گرز اٹھاتا ہے اور تو حمام میں اُس کے ساتھ شراب نوشی کرتا ہے۔ اُس نے جوابدیا کہ
اللہ آپ کا بھلا کرے یہ ایک فتنہ تھا جس میں اچھے اور برے سب داخل ہو گئے تھے۔

اب خدا نے مجھکو آپ کے قبضہ میں دیا ہے۔ اگر درگذر کیجئے تو آپ کا فضل اور احسان ہوگا اور اگر سزا دی تو مجرمین کو سزا دی۔ حجاج نے کہا کہ تو نے یہ غلط کہا کہ اس میں اچھے بھی تھے بلکہ سب بدترین لوگ تھے اور اچھے لوگ اس میں محفوظ رہے۔ ممکن ہے کہ تیرا اقرار کچھ فائدہ پہونچائے لوگوں نے یہ توقع کی کہ یہ بچ جائے گا۔ لیکن وہ بھی مارا گیا۔ پھر ہلقام بن نعیم لایا گیا۔ حجاج نے پوچھا کہ ابن اشعث نے تو کسی اپنی غرض سے یہ کام کیا تھا لیکن تو نے اس میں کیا توقع کی تھی۔ ہلقام نے کہا کہ مجھے یہ اُمید تھی کہ وہ مجھے کسی شہر کا حاکم بنائے گا جیسا کہ تم کو عبد الملک نے حاکم بنایا۔ حجاج نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ اُسکے بعد عبد اللہ بن عامر آیا اس کے آتے کے ساتھ ہی حجاج نے یہ کہا کہ تجھ کو جنت دیکھنی نصیب نہ ہو اُس نے جواب دیا کہ اللہ ابن مہلب کو اُس کے احسانوں کا اچھا بدلہ دے حجاج نے پوچھا وہ کون احسان ابن عامر نے یہ اشعار کہے۔

لانه کاس فی اطلاق اسرته	وقاد نحوك فی اغلالها مضرا
کیوں کہ اُس نے اپنی قوم کو چالاکی سے چھوڑ دیا	اور بنو مضر کو مقید کر کے تیرے پاس بھیجدیا
وقی بقومك ورد الموت اسرته	وکان قومك ادنی عنده خطرا
حالانکہ اُس نے اپنی قوم کو ہلاکت سے تیری قوم کو چھپا کر بچالیا	لیکن تیرے ہی قوم اُس کے نزدیک بے قدر و قیمت تھے

حجاج یہ سنکر خاموش ہو گیا۔ لیکن یہ بات اُس کے دل میں کانٹے کی طرح چبھ گئی اور بولا کہ تجھکو اس سے کیا غرض اور پھر قتل کر ڈالا یہ بات اس کے دل میں برابر رہی اور آخر کار یزید کو خراسان سے معزول کئے بغیر کروٹ نہ لے سکا۔ اور اس کو مقید کر دیا۔ اس کے بعد پھر فیروز کو بلایا اور اس کے لئے یہ سزا مقرر کی کہ ایک تیز دھار کا بانس اُس پر رہندا جائے جب وہ زخمی ہو جائے تو اس پر سرکہ چھوڑا جائے۔ فیروز اس مصیبت میں مبتلا ہوا جب اس کو موت کا پورا یقین ہو گیا تو اس نے سزا دینے والے سے کہا کہ لوگ میرے مقتول ہونے پر فوراً یقین کریں گے۔ کہ میں مارا گیا۔ اور پھر میری جو امانتیں لوگوں کے پاس ہیں وہ تمکو کبھی نہ ملیں گی۔ اس لئے تھوڑی دیر کیلئے چھوڑ دو تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں زندہ ہوں۔ اور تب تمام اموال وہ تمھارے سپرد کر دیں گے۔ حجاج سے یہ کہا گیا۔ اس نے کہا کہ اچھا جانے دو۔ چنانچہ وہ دروازۂ شہر کی طرف نکالا گیا اور لوگوں کو پکار پکار کر کہنے لگا کہ جو لوگ مجھکو پہچانتے ہیں

تو خیر اور جو نہیں پہچانتے وہ یہ جان لیں کہ میں فیروز ابن حصین ہوں میرا بہت سا مال لوگوں کے پاس امانتاً رکھا ہے۔ جن کے پاس ہو وہ اس کو حلال سمجھ کر اپنے مصرف میں لائیں اور کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیں۔ حاضر غائب تک یہ بات پہونچا دے۔ جب فیروز واپس آیا تو حجاج نے قتل کر ڈالا۔ پھر عمر بن ابی قرۃ کندی بلایا گیا اور اس کے قتل کا حکم دیا گیا جو ایک شریف شخص تھا۔ اس کے بعد اعشیٰ ہمدانی حاضر کیا گیا۔ جب وہ سامنے آیا تو حجاج نے کہا اے اللہ کے دشمن مجھکو اشج اور قیس کے درمیانی واقعات کے اشعار سناؤ اعشیٰ نے کہا نہیں بلکہ میں وہ اشعار سناتا ہوں جو تمھارے متعلق میں نے کہے ہیں۔ جو میں کہہ رہا ہوں چنانچہ اعشیٰ نے یہ اشعار پڑھے۔

ابى الله الا ان يتم نوره — ويطفئ نور الفاسقين فتخمدا

اللہ دوسری چیزوں سے انکار کرتا ہے اور اپنے نور کی تکمیل کرتا ہے — اور فاسقوں کے نور کو بجھا دیتا ہے پس وہ سرد پڑ جاتا ہے

ويظهر اهل الحق فى كل موطن — ويعدل وقع السيف من كان اصيدا

خدا حق پرستوں کو ہر جگہ غالب کرتا ہے — اور متکبروں کو تلواروں کے ذریعہ سے درست کرتا ہے

وينزل ذلا بالعراق واهله — كما نقضوا العهد الوثيق المؤكدا

عراق اور اسکے باشندوں پر ذلت اور خواری نازل کریگا — جیسا کہ انھوں نے بڑے بڑے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔

وما احدثوا من بدعة وعظيمة — من القول لم يصعد الى الله مصعدا

اور جو کچھ انھوں نے نئی اور بڑی باتیں گڑھ لیں — کیا یہ خدا تک نہیں پہونچیں

وما نكثوا من بيعة بعد بيعة — اذا ضمنوها اليوم خاسوا بها غدا

اور پے در پے بیعتوں کو انھوں نے توڑا — آج جسکا عہد کیا کل اسکو بالائے طاق رکھدیا

وجبنا حشاه ربهم فى قلوبهم — فما يقربون الناس الا تهددا

انکے رب نے انکے قلوب میں بزدلی پیدا کردی ہے — پس اسی وجہ سے وہ لوگوں کے مقابلہ میں نہیں آتے صرف دھمکی دیتے ہیں

فلا صدق فى قولهم ولا صبر عندهم — ولكن فخرا فيهم وتزيدا

نہ تو ان کی باتوں میں صداقت ہے اور نہ استقلال ہے — صرف انمیں تفاخر اور مبالغہ آمیزی ہے

فكيف رايت الله فرق جمعهم — ومزقهم عرض البلاد وشردا

تم نے دیکھا کہ کیونکر خدا نے انکی جمعیت کو پراگندہ کردیا — اور تمام عالم میں انکی دھجیاں اڑادیں۔ اور منتشر کردیا

فقتلاهم قتلى ضلال وفتنة — وجيشهم امسى ذليلا مطردا

انکے مقتولین گمراہی اور فتنہ کے مقتولین ہیں
انکی فوج شکست خوردہ ذلیل و خوار پھرتی ہے

ولمّا زحفنا لابن یوسف غدوۃً
وابرق منہ العارضان وارعدا

جب ہم صبح کو ابن یوسف کے مقابلہ کیلیے چلے
اور اسکے دونوں رخسار بجلی کی طرح چمکے اور بادل کیطرح گرجے

قطعنا الیہ الخندقین وانّما
قطعنا وافضینا الی الموت مرصدا

اور ہم نے اسکی طرف کی دونوں خندقیں عبور کر لیں
لیکن ہم نے خندقیں نہیں عبور کیں بلکہ موت کی کمینگاہ میں پہونچے

فکافحنا الحجاج دون صفوفنا
کفاحًا ولم یضرب لذالک موعدا

تو حجاج بھی ہماری فوجوں کے مقابلہ کے لئے نکلا
لیکن اسکے لیئے اس نے کوئی جگہ متعین نہیں کی تھی

یصف کان الموت فی حجزاتھم
اذا ما تجلّیٰ بیضہ وتوقدا

ایک ایسی جماعت کیساتھ آیا کہ جنکی تلواروں
میں موت کا خزانہ ہے جب کہ اسکی تلوار چمکتی ہے اور کوندتی ہے

ولففنا الیہ فی صفوف کانھا
جبال شروری او نعان فتنھدا

ہم بھی خزالد مرالمل بالیسی جماعتوں میں آگے بڑھے
جو شروری اور نعان کے پہاڑ کے مثل بلند تھیں پس وہ آگے بڑھیں

فما لیث الحجاج ان سلّ سیفہ
علینا فولّیٰ جمعنا وتبددا

جوں ہی حجاج نے اپنی تلوار میان سے کھینچکر اٹھائی
ہماری فوج بے تحاشا بھاگی اور منتشر ہو گئی

وما زاحف الحجاج الا رایتہ
معانًا وملقا للفتوح معوّدا

حجاج کوئی بڑی فوج کیساتھ میدان میں نہیں آتا
لیکن تم دیکھوگے کہ وہ ہمیشہ فتحیاب رہتا ہے

وان ابن عباس لفی مرجحنۃ
لیشبھھا قطعًا من اللیل اسودا

ابن عباس ایک کثیر فوج کے ساتھ تھا
جو اپنی کثرت کی وجہ سے رات کی طرح سیاہ معلوم ہوتی تھی

فما شرعوا رمحًا ولا جرّدوا ظبًا
الا انّما لاقی الجبان فجرّدا

نہ تو انھوں نے تلواریں چلائیں اور نیزے ہلائے
لیکن جب وہ بزدلوں سے بھڑ گیا تو ناچار انکو تلوار نکالنی پڑی

وکرّت علینا خیلُ سفیان کرّۃً
بفرسانھا والسّمہری مقصدا

سفیان کے دستہ نے ہمپر حملہ کیا
اور ایک بہادر اور تجربہ کار شخص ہم سے نیزہ بازی کر رہا تھا

وسفیان یھدیھا کان لواءھا
من الطعن سدّ بات بالاصبغ مجسدا

اور سفیان اسکی رہبری کر رہا ہے اس فوج کا جھنڈا
گویا نیزوں کیلئے ڈھال ہے جو زعفرانی رنگ رنگا گیا ہے

کھولٌ ومردٌ من قضاعۃ حولہ
مساعید کا ابطالِ اذا النکس عرّدا

بنی قضاعہ کے ادھیڑ اور جوان اسکے داہنے بائیں کھڑے ہیں
جب کمزور بھاگتے ہیں تو بہادر مدد کرتے ہیں

اذا قال شدوا واشدة حملوا معًا

جب انکو حملہ کرنیکا حکم دیا جاتا ہے تو ایکساتھ ٹوٹ پڑتے ہیں

فانهل فرسان الرماح واوردا

اور وہ اپنے نیزوں کو برابر سیراب کرتے رہتے ہیں

جنود امیر المومنین وخیله

امیر المومنین کی فوج اور اُن کا لشکر

وسلطانه امسی عزیزاً مؤیدا

اور اُن کا والی خدا کی مدد سے غالب ہو گیا۔

لیهن امیر المومنین ظهوره

پس امیر المومنین کو خوش ہونا چاہئے اس فتح پر

علی امة کانوا بغاة وحسدا

جو ایک ایسی قوم پر ہوئی جو باغی اور سرکش تھی

وجدنا بنی مروان خیر ائمة

ہم نے بنی مروان کو بہترین سرداروں میں پایا

فافضل هذا الناس حلماً وسوددا

اور بردباری اور سیادت کے لحاظ سے انکا افضل ترین ہے

وخیر قریش فی قریش ارومةً

حسب و نسب کے اعتبار سے بہترین قریش میں ہیں

واکرمهم الا النبی محمدا

اور ان کے معزز ترین نبی محمد ہیں

تروا یشتکون البغی من امرائهم

وہ شکایت کرتے ہیں کہ امراء باغی ہیں

وکانوا هم ابغی البغاة واعتدا

حالانکہ وہ سب سے زیادہ باغی اور ظالم ہیں

اذا ما تدبرنا عواقب امره

جب ہم معاملات کے نتائج پر غور کرتے ہیں

وجدنا امیر المومنین مسددا

تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین ٹھیک راستہ پر ہیں

کذالک یضل الله من کان قلبه

اسی طرح خدا اس شخص کو گمراہ کرتا ہے جسکے دل میں کوئی نقص ہوتا ہے

مریضاً ومن والی النفاق والحسدا

یا جو حسد و بغض رکھتا ہے

وقد ترکوا الاهلین والمال خلفهم

لوگوں نے اپنے پیچھے اہل و عیال مال و متاع کو چھوڑ دیا

وبیضاً علیهن الجلابیب خردا

اور ایسی پردہ نشین عورتوں کو چھوڑا جنکے گھونگٹ ناک اترے تھے

ینادینهم مستعبرات الیهم

جو ان پر نوحہ خوانی کرتے وقت

ویذرین دمعاً فی الخدود واثمدا

زار و قطار روتی تھیں رخساروں پر سرمہ اور آنسو گرا رہی تھیں

أنکثاً وعصیاناً وغدراً وذلةً

کیا انھوں نے صرف سرکشی، نافرمانی، دغابازی اور ذلت کی غرض سے کیا تھا

اهان الله من اهان وابعدا

اللہ ہر اس شخص کو ذلیل و خوار اور ہلاک کرتا ہے جو کسی دوسرے کی توہین کرتا ہے

سیغلب قوماً حاربوا الله جهرةً

عنقریب وہ ایک ایسی قوم پر غالب ہونگے جس نے خدا سے علانیہ جنگ کی

وان کایده کان اقوی واکیدا

اگر وہ اس سے مکر کریں گے تو وہ ان سے زیادہ قوی اور مکار ہے

لقد شأم المصرين فرخ محمد　　بحق وما لاقى من الطير اسعدا

عبدالرحمن بن محمد نے کوفہ اور بصرہ کو (کی طرف چڑیا اڑا کر) اپنی صداقت کا فال لیکر برباد کردیا لیکن فال نیک نہ لے سکا۔

كما شأم الله النجير واهله　　بجد له قد كان اشقى وانكدا

جیسا کہ خدا نے نجیر اور اس کے خاندان کو اس کی ایسی قسمت کی وجہ سے برباد کیا۔ جو بدبخت تھی۔

ان اشعار کے سننے کے بعد شامیوں نے بڑی تعریف کی اور حجاج سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس نے کتنا اچھا کہا ہے۔ حجاج نے جواب میں کہا کہ اس نے کوئی اچھی بات تو نہیں کی۔ تم لوگ نہیں سمجھتے کہ ان اشعار سے اس کی کیا مراد ہے۔ پھر اعشیٰ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے عدو اللہ میں تیری تعریف نہیں کروں گا۔ اے بدبخت تو نے یہ کہا کہ نہ فتح ہو اور نہ کامیابی ہو اور پھر تو نے اپنی جماعت کو مجھ پر برانگیختہ کیا ہے میں نے ان اشعار کے متعلق کہا بھی نہیں تھا اشج اور قیس باذخ کے متعلق البتہ فرمائش کی تھی۔ وہ سناؤ۔ اعشیٰ نے سنانا شروع کیا جب بخ بخ للوالدة والمولود کے مصرعہ کو پڑھا تو حجاج نے کہا اس کے بعد پھر تم بخ بخ نہ کرو گے۔ آخر میں یہ بھی قتل کیا گیا۔ ان اشعار میں ابن عباس سے مراد عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے جس کا ذکر ہوچکا ہے سفیان سے مراد سفیان بن ابرد کلبی ہے جو شامیوں کا سردار تھا فرخ محمد سے مراد عبدالرحمن بن محمد بن اشعث ہے۔ اور اشج محمد بن الاشعث ہے　قیس سے مراد معقل بن قیس ریاحی ہے جو عبدالرحمن کا نانا تھا۔ اور كما شأم الله النجير واهله بجد له سے مطلب یہ ہے جب اشعث بن قیس جو عبدالرحمن کا دادا تھا آنحضرت کی وفات کے بعد مرتد ہوگیا اور اس کے ساتھ بنو کندہ بھی تھے تو مسلمانوں نے ان سے مقاتلہ کیا اور ان سب کو نجیر کے ساتھ محصور کرلیا اور پھر قتل کر ڈالا جس کا بیان اہل ردہ کے بیان میں کیا جاچکا ہے بعض روایت میں ہے کہ حجاج کے پاس دو قیدی اور لائے گئے اور ان دونوں کو بھی اس نے قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن ایک نے کہا میرا آپ کے اوپر ایک احسان ہے۔ حجاج نے کہا وہ کونسا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک دن عبدالرحمن نے آپ کی ماں کا برے الفاظ میں تذکرہ کیا تھا تو میں نے اس کو روکا۔ حجاج نے

پوچھا کہ اس پر شاہد کون ہے اُس نے دوسرے قیدی کو پیش کیا اور اُس نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی۔ حجاج نے اس قیدی سے پوچھا کہ تم نے عبدالرحمٰن کو کیوں نہیں روکا جیسا کہ اُس نے روکا تھا۔ اس نے کہا کہ کیا تمہارے سامنے سچ بولنا مجھے نفع دیگا۔ حجاج نے کہا ہاں اس پر اس نے جواب دیا کہ محض اس لئے کہ مجھ کو تم سے اور تمہاری قوم سے بغض تھا۔ حجاج نے دونوں کو رہا کرنیکا حکم دیا اور یہ کہا کہ ایک کو اپنی حسن خدمت کی بنا پر دوسرے کو اپنی راستبازی کی وجہ سے رہا کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں آیا اور کہا کہ میں فلاں کا لڑکا فلاں کا پوتا ہوں۔ میرے دادا بدر میں مقتول ہوئے اور میرے فلاں دادا اُحد میں شہید ہوئے۔ غرضکہ اپنے اسلاف کے مناقب بیان کرنے لگا۔ حضرت عمر نے عنبسہ بن سعید بن العاص کی طرف دیکھا انھوں نے کہا کہ یہ فضایل نہ مسکن کی جنگ میں تھے اور نہ جماجم کی لڑائی میں تھے اور نہ یوم راہط میں حاصل ہو سکتے تھے اور پھر یہ شعر پڑھنے لگے۔

تلك المكارم لا قعبان من لبن شيبا بماء فعادا بعد ابوالا

فضائل و مناقب یہ ہیں دودھ کے ان دو پیالوں کی طرح نہیں ہیں جو پانی سے مخلوط کر دئے گئے ہوں اور پھر پیشاب بن گئے

(مقصد یہ ہے کہ یہ چیزیں ختم ہو چکیں۔ دوسرے غزوات اور سرایا میں وہ فضیلت نہیں ہے جو بدر اور اُحد کو حاصل تھی)

شعبی اور حجاج کی گفتگو

جب عبدالرحمٰن نے جماجم میں شکست کھائی تو حجاج کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے وہ مامون ہے قتیبہ رے کا حاکم تھا۔ اس اعلان کے بعد بہت سے آدمی قتیبہ کے پاس چلے گئے جن میں شعبی بھی تھے۔ ایک دن حجاج نے ان کا تذکرہ کیا اور دریافت کیا کہ کہاں ہے۔ یزید بن ابی مسلم نے کہا کہ وہ قتیبہ کے یہاں ہے حجاج نے قتیبہ کو شعبی کے بھیج دینے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ نے شعبی کو بھیجدیا۔ اب یہاں سے شعبی نے خود روایت کی ہے کہ جب میں حجاج کے پاس پہونچا تو اپنے دوست یزید بن ابی مسلم سے ملا اور اس سے مشورہ لیا اس نے مجھ سے کہا کہ جہاں تک ہو سکے معذرت کر دو اور

اور یہی اور لوگوں نے بھی مشورہ دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میری رائے اُس کے خلاف قایم ہوئی جو کہ میرے مشیروں نے مجھ کو دی تھی۔ میں نے اُس کو سلام کیا۔ اور کہا کہ اے امیر مجھ کو لوگوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں تجھ سے ایسی معذرت کروں جس کو خدا جانتا ہے کہ یہ معذرت حق پر مبنی نہیں ہے۔ لیکن میں واللہ حق کے سوا ایک لفظ زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ خدا کی قسم۔ ہم نے آپ سے سرکشی کی اور آپ کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ اور آپ سے لڑائی کی اسوقت نہ تو ہم زبردست فاجروں میں تھے اور نہ متقی اور پرہیزگاروں میں تھے اب خدا نے آپ کو ہم پر غلبہ دیا۔ تو اگر آپ نے ہمارے ساتھ بُرا سلوک کیا تو وہ ہمارے گناہوں اور جرموں کے عوض میں ہوگا اور اگر آپ نے چشم پوشی کی تو یہ احسان ہوگا۔ اُس کے بعد آپ کو ہر حال میں ہم پر اختیار ہے۔ حجاج نے کہا کہ تمھاری یہ بات ہی مجھ کو اُس شخص سے کہیں زیادہ محبوب ہے جو ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ جس کے ہاتھ میں ہمارے خون سے رنگی ہوئی تلوار ہو۔ اور پھر یہ کہے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہم حاضر تھے۔ بہر حال میں تیرے ساتھ کچھ نہیں کروں گا تو مامون ہے۔ ہاں اے شعبی بھلا یہ تو بتا کہ ہمارے بعد لوگوں کو تو نے کیسا پایا۔ تو میں نے جواب دیا کہ اللہ امیر کا بھلا کرے آپ کے بعد نیند حرام ہوگئی، جاگنا آنکھوں کا سرمہ ہوگیا۔ لوگوں کے دلوں میں خوف و دہشت حاگزیں ہوگئی اچھے دوست مفقود ہوگئے اور ہم نے آپ سے بہتر امیر نہیں پایا اُس کے بعد حجاج نے جانے کا حکم دیا۔ اور میں واپس آگیا۔

عمر بن ابی صلت کا رے سے معزول ہونا اور اسکے واقعات

جب حجاج نے ابن اشعث پر فتح حاصل کرلی۔ تو شکست رسیدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت عمر بن ابی صلت کے پاس مجتمع ہوگئی۔ اور اسی فتنہ میں عمر نے رے پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جب یہ لوگ رے میں کافی تعداد پر مجتمع ہوئے تو ان لوگوں نے پھر حجاج سے لڑائی کرنے کا منصوبہ باندھا تاکہ اپنے دامن سے حجاج کی شکست کا دھبا مٹادیں۔ چنانچہ عمر کو لوگوں نے حجاج اور قتیبہ کے معزول کرنے کے لئے ابھارا عمر نے اُس سے انکار کیا۔ لوگوں نے اس پر اُس کے باپ ابوالصلت کا دباؤ ڈالنا چاہا۔ کیونکہ عمر باپ کا بہت مطیع تھا۔ چنانچہ ابوالصلت کو اُس طرف مائل کیا۔ اور اُس نے عمر سے کہا کہ اے بیٹا

اگر تمھارے جھنڈے کے نیچے ایسے ایسے آدمی جمع ہوں تو میں پرواہ نہیں کرتا خواہ تم کل ہی مارے جاؤ۔ بہر حال عمر مجبوراً اس کام کے لئے مستعد ہوگیا۔ جب قتیبہ رے کے قریب آیا تو اس کو حالات معلوم ہوئے پھر اس نے لڑائی کی تیاری شروع کی چند دنوں کے بعد عمر اور قتیبہ سے جنگ ہوئی جس میں عمر کے ساتھی بھاگ گئے اور انمیں اکثر بنو تمیم ہی تھے عمر مجبوراً شکست کھا کر طبرستان بھاگا۔ اصبھبذ بادشاہ طبرستان نے اس کو پناہ دی اور بہت خوش خلقی سے پیش آیا۔ عمر نے ایک دن اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے مجھکو قتیبہ اور حجاج سے لڑنیکا حکم دیا۔ حالانکہ میری رائے کے بالکل خلاف تھا لیکن اطاعت کرنی پڑی اب میرا ارادہ ہے کہ اس کافر اصبھبذ کو قتل کر ڈالوں اور اس کی جگہ پر میں تخت نشین ہو جاؤں گا۔ یہاں کے لوگ بھی جانتے ہیں کہ میں اس سے زیادہ لایق ہوں۔ لیکن آپ ہمیں اس کی اجازت دیجئے۔ ابو الصلت نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ کوئی برائی نہیں کر سکتا جس نے ہمکو ایسے وقت اپنی پناہ میں رکھا جب ہم خوفزدہ تھے یہی نہیں بلکہ اس نے ہماری خاطر و مدارات کی عمر نے کہا کہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آیندہ دیکھئے گا کہ کیا ہوتا ہے۔ جب قتیبہ رے میں ہوگیا تو اس نے عمر کی حالت حجاج کے پاس لکھ بھیجی اور اس کے شکست کھا کر طبرستان بھاگنے کی بھی اطلاع دی۔ حجاج نے اصبھبذ کو لکھ بھیجا کہ تم ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدو۔ یا ان کے سر بھیجدو۔ ورنہ میں تم سے بری الذمہ ہوں اور تمھارا ذمہ ٹوٹ جائیگا اصبھبذ نے ایک دن عمر کی دعوت کی اور اسی میں عمر کو قتل کر ڈالا۔ اور اس کے باپ کو قید کر کے بھیجدیا۔ بعض روایت میں ہے کہ دونوں کے سر کاٹکر بھیجدیئے۔

,,شہر واسط کی تعمیر،،

اسی سال حجاج نے شہر واسط کی تعمیر کرائی۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ حجاج کوفہ سے خراسان کیطرف فوجیں روانہ کر رہا تھا۔ تو حمام عمر میں تمام فوجوں کو مجتمع کیا۔ انمیں ایک نوجوان کوفی تھا جس کی حالمیں اپنی بنت عم سے شادی ہوئی تھی وہ ایک رات لشکر گاہ سے اپنی بی بی کے پاس گیا۔ میاں بیوی مکان میں تھے کہ ایک

شخص دروازہ پر آیا اور اُس کو زور سے دھکا دیا۔ یہ ایک شامی تھا جو شراب کے نشہ میں مست تھا۔ اُس کی عورت نے کہا کہ یہ شامی ہر رات کو ستاتا ہے جس کو تم خود دیکھتے ہو غالباً کسی برے فعل کی نیت رکھتا ہے۔ میں نے اُس کے سرداروں سے بھی شکایت کی لیکن وہ سنتے ہی نہیں۔ شوہر نے کہا کہ اچھا تو اُس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ اُس نے اجازت دی جب وہ اندر آیا تو اُس کے شوہر نے اُس کو قتل کر ڈالا جب صبح کی اذان ہوئی تو لشکر گاہ کی طرف واپس جانے لگا اور اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اہل شام کو اُس کی اطلاع دیدو کہ اپنے ساتھی کو اٹھا کرلے جائیں۔ وہ تجھے حجاج کے پاس ضرور پکڑ کرلے جائیں گے۔ تو تم علانیہ اس واقعہ کی تصدیق کر دو چنانچہ اُس عورت نے ویسا ہی کیا۔ شامی اس کو حجاج کے پاس پکڑ کر لائے اس کے سامنے بھی اس عورت نے اصل واقعہ بیان کر دیا۔ حجاج نے کہا ٹھیک کہتی ہے اور شامیوں سے کہا کہ اپنے ساتھی کو لے جاؤ اس کے لئے نہ کوئی قصاص ہے اور نہ دیت ہے بلکہ مقتول فی النار ہے۔ اس کے بعد حجاج نے یہ اعلان کرایا کہ کوئی کسی کے گھر میں مقیم نہ ہو کیونکہ اس سے قبل اسی نے اہل کوفہ کے مکانوں میں شامیوں کو اتارا تھا۔ غیر شامی نکلے اور ایک دوسری جگہ پر آکر مقیم ہوئے۔ قاصدوں کو کوئی مناسب مقام تلاش کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی اثناء میں حجاج اپنی فوج کے ساتھ واسط میں آکر ٹھہرا ایک دن ادھر سے ایک راہب گذرا جو گدھے پر سوار تھا جب واسط میں پہونچا تو گدھے نے وہاں پر پیشاب کر دیا۔ راہب گدھے پر سے اتر گیا اور جہاں پر اس نے پیشاب کیا تھا اس جگہ کی مٹی کھود لی اور اس کو ہاتھ میں لیکر دریائے دجلہ میں پھینکدیا۔ حجاج یہ دیکھ رہا تھا اس نے کہا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ پر ایک مسجد بنائی جائیگی جس میں اسوقت تک خدا کی عبادت ہوتی رہے گی جب تک ایک موحد بھی دنیا میں موجود رہے گا حجاج نے شہر واسط کی حد معین کی اور اسی جگہ پر مسجد تعمیر کرائی گئی۔

۸۳ھ کے مختلف واقعات

بعض روایت میں ہے کہ عبدالملک نے اس سال ابان بن عثمان کو مدینہ کی

امارت سے معزول کر کے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو حاکم بنا کر بھیجا۔ عمال حکومت مدینہ کے سوا تمام وہی تھے جنکا تذکرہ گذشتہ سال کے بیان میں کیا جا چکا ہے۔ حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کی جنگ کے ڈر سے اپنی عورتوں کو شام میں بھیجدیا تھا۔ اُس میں اُسکی بہن زینب بھی تھی جس کا تذکرہ نُمیر نے اپنے اشعار میں کیا ہے جب عبدالرحمٰن شکست کھا گیا۔ تو حجاج نے اس خوشخبری کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعہ سے عبدالملک کو دی۔ اور اس کو ایک خط زینب کو دینے کے لئے دیدیا۔ زینب کو خط اسوقت ملا جب وہ خچر پر سوار تھی۔ اس نے اسی پر خط پڑھنا شروع کیا۔ خچر کاغذ کی آواز سے بھڑکا اور زینب گر کر مر گئی۔ اسی سال واثلہ بن اسقع نے انتقال کیا اور اس کی عمر ۱۰۵ ایکسو پانچ برس کی تھی۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ ۸۵ھ میں مرے اور ان کی عمر ۹۸ اٹھانوے برس کی تھی۔ زر بن حُبیش نے اسی سال وفات پائی انکی عمر ایکسو بائیس برس تھی۔ ابووائل شفیق بن سلمہ اسدی کوفی نے بھی اسی سال انتقال کیا انکی پیدائش ۱ھ میں ہوئی تھی

۸۴ھ کی ابتداء، ابن قریہ کا قتل

اسی سال حجاج نے ایوب بن قریہ کو قتل کیا۔ یہ بھی ابن اشعث کیساتھ دیر جماجم میں شریک تھا جب اس نے شکست کھائی تو ایوب حوشب بن یزید کے پاس آیا جو اسوقت حجاج کی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا حوشب نے ایوب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدیا ایوب جب حجاج کے سامنے لایا گیا تو اس نے کہا کہ میری لغزشوں کو معاف فرمائیے اور اپنی رحمت سے مجھ کو نجات دیجئے کیونکہ انسان سخی اسوقت تک نہیں کہا جاسکتا جب تک اسکے باورچی خانے میں کثرت ضیافت کیوجہ سے راکھ کے ڈھیر نہ لگ جائیں اور نہ کوئی بہادر اسوقت تک بہادر کے خطاب سے یاد کیا جاسکتا ہے جب تک اس کا جسم گرد و غبار سے اٹا نہ ہو اور نہ کوئی شخص اسوقت تک جنگجو کہلایا جاسکتا ہے جب تک اس پر تلواروں کی ضربیں نہ لگی ہوں۔ اور وہ زخمی نہ ہوا ہو۔ حجاج نے کہا کہ ہرگز نہیں، میں تو تجھے جہنم کی زیارت کراؤنگا ایوب نے کہا کہ کم سے کم اسی سے خوش کر دو کیونکہ میں اُس کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوں۔ آخر میں وہ قتل کیا گیا۔ حجاج کی نظر جب مقتول ہونے کے بعد اس پر پڑی تو اس نے کہا کہ کاش چھوڑ دیتے تو

اس کا فصیح و بلیغ کلام سننے میں آتا۔

نیزک کے قلعۂ باذغیس کی فتح

یزید بن مہلب نے اس سال نیزک کے قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس سے قبل اس نے اپنے جاسوسوں کو اس کام پر متعین کیا تھا۔ کہ نیزک کے متعلق برابر اطلاع دیتے رہیں جب نیزک باہر گیا تو اس کو خبر ملی۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور جو کچھ ملا اس پر قبضہ کیا۔ یہ قلعہ بہترین قلعوں میں سے تھا۔ اس کی مضبوطی اور اس کا استحکام مشہور تھا۔ نیزک جب اسے دیکھتا تھا تو اس کی تعظیم کے لئے اس کا سجدہ کرتا تھا۔ کعب بن معدان اشقری نے اسی قلعہ کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں۔

وباذغیس التی من حل ذرونها　عزّ الملوک فان شا جار اوظلما
اور وہ قلعۂ باذغیس جس کی بلند چوٹی پر جو پہونچا　وہ دنیا کا بہترین بادشاہ ہوا اگر وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے

منیعۃ لم یکدھا قبلہ ملک　الّا اذا واجہت جیشاً لہ وجما
یہ قلعہ بہت ہی محفوظ ہے۔ اس سے قبل کوئی بادشاہ وہاں تک نہ پہونچ سکا　جب تک اس نے کثیر التعداد فوجوں کا مقابلہ نہیں کیا۔

تخال نیرانہا من بعد منظرھا　بعض النجوم اذا ما لیلہا عتما
اس کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ جب رات ہوتی ہے　تو اسکی چوٹی پر کی آگ آسمان کے ستاروں کی طرح نظر آتی ہے

اور بھی اشعار ہیں۔ یزید کی فتح کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ کہتا ہے۔

نفی نیزکاً عن باذغیس ونیزک　بمنزلۃ اعیا الملوک اغتصابہا
نیزک کو باذغیس سے بھگا دیا اور نیزک　ایسی جگہ پر تھا جس پر قبضہ کرنے سے صدہا سلاطین عاجز آگئے

محلّقۃ دون السماء کانّہا　غمامۃ صیفٍ ذال عنہا سحابہا
وہ آسمان کے قریب معلق ہے، گویا وہ　موسم گرما کا وہ بادل ہے جو برس کر ہلکا ہو گیا۔

ولا تبلغ الاروی شماریخہا العلی　ولا الطیر الا نسرھا وعقابہا
اسکی بلند چوٹیوں تک نہ پہاڑی بکرے پہنچ سکتے ہیں　اور نہ چڑیاں وہاں اڑ سکتی ہیں ہاں گدھ اور عقاب میں اتنی پرواز ہے

وما خوّفت بالذئب ولدان اہلہا　ولا نبحت الا النجوم کلابہا

وہاں کے بچے بھیڑیوں سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور وہاں کے کتے بھی قلعوں کی بلندی کی وجہ سے ستاروں پر بھونکتے ہیں
جب یزید نے فتح کرلیا تو اس نے حجاج کو اس کی خبر دی۔ اس کا کاتب یحییٰ بن یعمر عدوانی حلیف بنی ہذیل تھا۔ اس نے لکھا کہ ہم نے دشمنوں سے زبردست مقابلہ کیا فضل خدا سے ہم نے اُن کی مشکیں باندھ لیں۔ ایک گروہ کو ہم نے موت کے گھاٹ اتارا اور ایک کو پابہ زنجیر کیا اور تیسرا گروہ پہاڑ کی چوٹیوں پر وادیوں کے دامن میں باغات کے گنجان درختوں کے جھنڈوں میں چشموں اور آبشاروں کے کناروں پر پناہ گزیں ہوگیا۔" حجاج کو جب یہ خط ملا تو اس نے پوچھا کہ یزید کا کاتب کون شخص ہے لوگوں نے یحییٰ کا نام بتلایا۔ حجاج نے یزید کو لکھا کہ یحییٰ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ یحییٰ حجاج کے پاس آیا حجاج نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں پیدا ہوا اس نے کہا کہ میں اھواز میں پیدا ہوا ہوں پھر پوچھا کہ یہ فصاحت و بلاغت کہاں سے حاصل کی۔ اس نے کہا کہ مجھکو اپنے والد کے فقرے زبانی یاد تھے۔ اسی سے میں نے حاصل کیا۔ وہ خود بڑے فصیح اللسان آدمی تھے حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید بولنے میں غلطی کرتا ہے۔ یحییٰ نے کہا ہاں بہت کافی غلطیاں کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں شخص غلطی کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ سب سے آخر میں یہ پوچھا کہ میں بولنے میں غلطی کرتا ہوں یا نہیں اس نے کہا خفیف غلطیاں کرتے ہیں بعض حرف زیادہ کردیتے ہو اور بعض کو کم کردیتے ہیں اکثر اِن کی جگہ پر آپ اِنَّ پڑھتے ہیں اور اِنَّ کی جگہ اِنْ کا استعمال کرتے ہیں حجاج نے کہا کہ میں نے تجھکو تین دن کی مہلت دی اگر اس کے بعد عراق میں تجھکو پایا تو میں قتل کرڈالونگا۔ لیکن۔ دوسری جگہ پر رہتا ہے اس لئے چھوڑتا ہوں پھر یحییٰ خراسان واپس چلا گیا۔

۸۴ھ کے مختلف واقعات

اس سال عبداللہ بن عبدالملک نے روم پر فوج کشی کی اور مصیصہ فتح کرکے اس مقام پر ایک قلعہ اور مسجد تعمیر کرائی اور ۳۰۰ بہادروں کی ایک فوج حفاظت کے لئے چھوڑ دی۔ اس سے پہلے یہاں مسلمان آباد نہ تھے۔ ہشام بن اسمعیل نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

محمد بن مروان نے آرمینیہ میں جنگ کی عبداللہ بن حارث بن نوفل الملقب ببہ نے مقام عمان میں وفات پائی۔ یہ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ آنحضرت کی زندگی میں پیدا ہو چکے تھے۔

۸۵ھ کی ابتداء

عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کا ہلاک ہونا

جب عبدالرحمن نے ہرات سے رتبیل کی طرف رخ کیا تو علقمہ بن عمرو الاودی نے یہ کہا کہ میں تمھارے ساتھ جانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں تم کو اور تمھارے اصحاب کو خطرہ میں دیکھتا ہوں۔ اور حجاج کے ظلم و ستم سے میں بھی ڈرتا ہوں۔ حجاج نے رتبیل کو جو خط لکھا ہے اس میں اس کی ترغیب اور ترہیب کی ہے۔ اس لیے رتبیل یا تو تمکو صحیح و سالم حجاج کے پاس بھیجدیگا یا قتل کر ڈالیگا۔ لیکن یہ کہ میرے ساتھ پانچسو آدمی ہیں جنھوں نے اس پر بیعت کی ہے کہ ہم کسی شہر میں داخل ہو کر مامون ہو جائیں اور اسوقت تک ہم وہاں مضبوطی کے ساتھ مقیم رہیں گے جب تک ہمیں امن و امان نہ دیا جائے یا شریفانہ موت نہ حاصل کر لیں۔ غرضکہ علقمہ عبدالرحمن کے ساتھ نہیں گیا۔ اور یہ پانچسو آدمی بھی روانہ ہوئے اور اپنا سردار مودود بصری کو بنایا۔ عمارہ بن تمیم لخمی جو تعاقب میں تھا اس نے آکر محاصرہ کر لیا۔ یہ لوگ اسی محاصرہ میں پڑے رہے پھر عمارہ نے امان دینے کا وعدہ کیا چنانچہ یہ لوگ اس کے پاس گئے اور اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ حجاج عبدالرحمن کے متعلق رتبیل کو بار بار خط لکھتا رہا کہ اس کو میرے پاس بھیجدو۔ ورنہ میں لاکھوں سپاہیوں سے تمھاری زمین کو روند ڈالوں گا عبدالرحمن کے پاس بنو تمیم میں سے ایک آدمی عبید بن سبیع تمیمی تھا۔ جسے وہ قاصد بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا کرتا تھا اس طرح وہ رتبیل کے مخصوص لوگوں میں سے ہو گیا۔ قاسم بن محمد بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمن سے کہا کہ میں اس تمیمی کے دھوکہ سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس لئے اس کو قتل کر ڈالنا چاہئے۔ عبید ڈر کر رتبیل کے یہاں بھاگا اور اس کے سامنے عبدالرحمن کی بدگوئی کی۔ اس کو حجاج سے

ڈرایا دھمکایا۔ اور عبدالرحمن کے ساتھ دغابازی کرنے کی ترغیب دی۔ اور کہا کہ میں حجاج سے اس کا وعدہ لونگا کہ وہ تمھاری زمین پر سات سال تک کوئی حملہ نہیں کریگا۔ اس شرط پر کہ تم عبدالرحمن کو اس کے سپرد کردو۔ رتبیل نے اس کو منظور کرلیا۔ اور عبید وہاں سے پوشیدہ طور پر عمارہ کے پاس آیا اور جو کچھ اس سے اور رتبیل سے طے ہوا تھا اور اس میں اس نے جو کوشش کی تھی ان سب کا تذکرہ کیا۔ عمارہ نے اس کے متعلق حجاج کو خط لکھا۔ جس کا اس نے جواب بھی دیا۔ آخر کار رتبیل نے عبدالرحمن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجدیا بعض کا بیان ہے کہ عبدالرحمن بعارضہ سل بیمار ہو کر مرگیا۔ اور رتبیل نے دفن کرنے سے پہلے کسی کو بھیجکر اس کا سر کاٹ کر منگوالیا۔ اور حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ جب رتبیل نے عمارہ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ عبدالرحمن کو قتل کر ڈالیگا۔ تو عمارہ نے حجاج کو خط لکھا اور اس نے رتبیل کو دس سال کا خراج معاف کردیا۔ اس کے بعد رتبیل نے عبدالرحمن کو اور اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے ۳۰ آدمیوں کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ یہ سب عبدالرحمن کے خاندان ہی کے لوگ تھے۔ جب عبدالرحمن عمارہ کے پاس پہونچا تو اس نے چھت سے کود کر اپنی جان دیدی۔ پھر عمارہ نے اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے عبدالملک کے پاس بھیجا۔ عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کے یہاں بھیجدیا۔ بعض شعراء نے عبدالرحمن کی اس حالت کا تذکرہ کیا ہے۔

هيهات موضع جثة من راسها | راس بمصر وجثة بالرخج
افسوس کہاں اسکا سر اور کہاں اس کا جسم | سر مصر میں اور دھڑ رخج میں۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ عبدالرحمن ۸۴ھ میں ہلاک ہوا۔

یزید بن مہلب کا خراسان سے معزول ہونا اور اسکے بھائی مفضل کا امیر ہونا

اس سال حجاج نے یزید بن مہلب کو خراسان سے معزول کردیا اور اس کے معزول کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ حجاج ایک مرتبہ عبدالملک کے پاس گیا راستہ میں اس سے ایک

راہب سے ملاقات ہوئی۔ کسی نے حجاج سے کہا کہ یہ علم مکاشفہ سے بھی واقف ہے۔ حجاج نے
نے اس کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا تم اپنی کتابوں میں موجودہ حالات کے متعلق کچھ پاتے ہو
اس نے کہا ہاں۔ حجاج نے پوچھا کہ نام لیکر بتا سکتے ہو یا صرف اوصاف بیان کر سکتے ہو۔
اس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ موجود ہے جن میں بعض صفت کے ساتھ اور بعض نام کے
ساتھ مذکور ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ امیرالمومنین کے متعلق کیا جانتے ہو۔ اس نے کہا کہ
موجودہ دور میں بڑا زبردست حکمران ہے۔ جو اس کے مقابلہ میں آئے گا۔ وہ ہزیمت
اٹھائیگا۔ حجاج نے پوچھا کہ اس کے بعد کون برسر حکومت ہوگا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک
شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ اس کے بعد ایک ایسا شخص ہوگا جس کا نام کسی نبی
کے نام پر ہوگا جس کی وجہ سے وہ لوگوں پر فتحیاب ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہے
کہ میرے بعد کون ہوگا اس نے کہا کہ یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کہ تم
اس کے کچھ حالات بتا سکتے ہو۔ وہ بولا کہ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ وہ دغابازی
کریگا۔ حجاج کا یہ خیال ہوا کہ یہ یزید ابن مھلب ہی ہوگا۔ وہاں سے وہ روانہ ہوا لیکن
کچھ سوچکر واپس آیا۔ اور راہب کی اس گفتگو سے خوفزدہ ہوا وہیں سے عبدالملک کو
خط لکھ بھیجا جس میں یزید اور آل مھلب کی مذمت کی۔ اور یہ ظاہر کیا کہ یہ زبیریہ ہیں
عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ میں آل زبیر کی اطاعت میں آل مھلب کے اندر کوئی
نقص نہیں پاتا۔ ان کا آل زبیر کے ساتھ وفادارانہ برتاؤ کرنا میری وفاداری کا باعث
ہوگا۔ حجاج نے دوبارہ خط لکھا اور یزید کی دغابازی سے ڈرایا اور راہب کی گفتگو نقل
کردی۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور آل مھلب کی مذمت میں بڑا زور باندھا
ہے۔ اچھا خراسان کیلئے ایک اچھے آدمی کا نام بتاؤ۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام تجویز
کر کے بھیجا۔ عبدالملک نے اس کو خراسان کا حاکم بنانے کی اجازت دی یزید بن مھلب
کو اس کی خبر ملی کہ حجاج نے اس کو معزول کر دیا۔ یزید نے اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ
تمھارا کیا خیال ہے حجاج اب کسکو یہاں کا والی بنائے گا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ بنی ثقیف
میں سے کسی کو امیر بنا کر بھیجدیگا۔ یزید نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے ہی
خاندان میں سے کسی کو بنائیگا۔ جب میں اس کے پاس پہونچ جاؤنگا تو وہ اسکو بھی
معزول کر دیگا۔ اور بنی قیس میں سے کسی کو یہاں کا والی بنائے گا۔ اور میرا خیال ہے

کہ قتیبہ بن مسلم کو یہ کام سپرد کریگا۔ واقعتاً یہی ہوا جب عبدالملک نے حجاج کو یزید کے معزول کرنیکی اجازت دی تو حجاج کو برا معلوم ہوا کہ یزید کو اس کے معزولی کی خبر دے اس لئے اسے لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو وہاں چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ یزید نے حضین بن منذر رقاشی سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے یہ رائے دی کہ تم یہیں ٹھیرو اور لیت و لعل میں وقت گذارو اور امیر المومنین کے پاس اپنے برقرار رکھنے کی درخواست بھیجو۔ وہ تمھارے متعلق اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ یزید نے کہا بھائی۔ ہم اس خاندان سے ہیں جس کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری ہی میں خدا نے اپنی رحمت نازل کی ہے۔ میں سرکشی کو پسند بھی نہیں کرتا۔ چنانچہ روانگی کے لئے تیار ہوا لیکن پھر کسی سبب سے رک گیا۔ حجاج نے مفضل بن مھلب کو لکھ بھیجا کہ میں نے تجھ کو خراسان کا حاکم بنایا۔ مفضل خوش ہو کر یزید کے پاس آیا اور اس کو خبر دی۔ یزید نے کہا کہ خوشی کی بات نہیں ہے۔ میرے جانے کے بعد تجھ کو معزول کر دیگا۔ اس نے صرف میری مخالفت کے خوف سے مجبوراً ایسا کیا ہے۔ تم عنقریب ان معاملات سے باخبر ہو جاؤ گے۔ یزید ۸۵ھ کے ربیع الثانی میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور حجاج نے اس کے بھائی مفضل کو ۹ مہینہ تک وہاں کا حاکم برقرار رکھا پھر معزول کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید کے معزول کرنیکی وجہ یہ ہے کہ جب حجاج عبدالرحمن بن اشعث کے معاملات سے فارغ ہو گیا تو اس کو یزید بن مھلب کے اور اس کے متعلقین کے سوا کسی سے خطرہ نہ رہا۔ اس نے تمام عراق کو ذلیل کر دیا تھا لیکن صرف بنو مھلب اور اس کے ہمراہیوں میں سے جو خراسان میں تھے ان سے کھٹک رہا تھا۔ بلکہ اس کو عراق پر حملہ آور ہونیکا خطرہ لگا تھا۔ اس نے یزید کو بار بار بلا بھیجا۔ لیکن یزید نے ہمیشہ دشمنوں کے حملہ کا عذر کیا۔ آخر کار حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ یزید کو معزول کرنا مناسب ہوگا۔ اور آل زبیر کے تعلقات سے اس کو آگاہ کیا۔ عبدالملک نے وہی جواب دیا جو گذر چکا ہے۔ حضین بن منذر نے یزید کو ان اشعار میں مشورہ دیا۔

امرتك امراً حازماً فعصیتنی	فاصبحت مسلوب الامارة نادما
میں نے تجھکو ایک بہترین مشورہ دیا لیکن تو نے اس پر عمل نہیں کیا	آخر کار امارت سے معزول ہونیکے بعد نادم ہونا پڑا
فما انا بالباکی علیك صبابة	وما انا بالداعی لترجع سالما

اب میں محبت سے تیرا ماتم نہیں کرونگا اور نہ میں یہ دعا کرونگا کہ تو صحیح وسالم واپس آئے

جب قتیبہ خراسان پہونچا تو اس نے حصین سے پوچھا کہ تم نے یزید سے کیا کہا تھا اس نے کہا کہ میں نے یہ کہا تھا۔

امرتك امرًا حازمًا فعصيتني فنفسك وَدِّ اللوم ان كنت لائما

میں نے تجھکو ایک عمدہ مشورہ دیا لیکن تو نے اس پر عمل نہیں کیا اگر تو کسی پر ملامت کرنا چاہتا ہے تو تیرا ہی نفس قابل ملامت ہے

فان يبلغ الحجاج ان قد عصيته فانك تلقى امره متفاقما

اگر حجاج کو یہ خبر ملی کہ تو نے اس کی نافرمانی کی تو تم اس کے سخت مشکلات میں پھنس جاؤ گے

قتیبہ نے کہا کہ تم نے کس چیز کا مشورہ دیا تھا، اس نے جواب دیا کہ سونا چاندی، سیاہ وسفید، روپیہ، پیسہ سب چیزیں امیر حجاج کے پاس بھیجدیا کرو۔ بعض نے یہ بیان کیا کہ قتیبہ نے حضین کو مریض دیکھا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے یزید کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یزید نے جواب میں لکھا کہ اس میں منافع کم ہیں اور نقصانات بہت زیادہ اور پریشانیاں بھی ہیں۔ اس کے بعد حجاج نے لکھا کہ اپنا کسی کو جانشین بنا کر روانہ ہو جاؤ اس پر یزید نے اطلاع دی کہ میں حملہ کرنیکے لئے جا رہا ہوں اس کے بعد حجاج نے لکھا کہ تم نہ جاؤ کیونکہ وہاں بقول تمھارے پریشانیاں زیادہ ہیں اور مفاد کم ہے۔ یزید نے نہ مانا اور خوارزم پر حملہ آور ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے اس سے مصالحت کرلی اور وہ چند قیدیوں کو ساتھ لیکر واپس پھرا۔ اس کی یہ واپسی سخت موسم سرما میں ہوئی۔ فوج جب سردی سے پریشان ہوگئی تو قیدیوں کے کپڑے انھوں نے چھین لئے اور سردی کی شدت نے قیدیوں کو ہلاک کر دیا۔ یزید جب خراسان واپس آگیا تو حجاج نے بلا بھیجا چنانچہ یزید حجاج کے پاس چلا لیکن جس شہر میں جاتا لوگ اس کا شاندار استقبال کرتے پھولوں کے فرش بچھاتے حضین حاے حطی مضموم وضاد معجمہ سے ہے۔

مفضل کا آخرون اور باذغیس سے جنگ کرنا

جب مفضل خراسان کا والی ہوگیا۔ تو اس نے باذغیس پر حملہ کیا اور اس کو فتح کرلیا بہت سی غنیمتیں ملیں جسکو تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کو ۸۰۰ آٹھ سو درہم ملے۔ پھر آخرون اور شومان پر جنگ کی وہاں بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ اور تمام غنائم کو تقسیم

کر دیا مفضل کے یہاں کوئی خزانہ یا بیت المال نہ تھا جس میں سے لوگوں کو وظایف دیئے جاتے۔ بلکہ جو کچھ آتا تھا ان کو فوراً تقسیم کر دیتا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا ترمذ میں مقتول ہونا

اس سال موسیٰ بن عبداللہ بن خازم ترمذ میں مقتول ہوا۔ اور اس کے ترمذ پہونچنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اس کے باپ عبداللہ نے بنی تمیم کے لوگوں کو قتل کر دیا۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ تو وہ تنہا ہو گیا اور نیشاپور کی طرف چلا گیا۔ لیکن بنی تمیم سے بہت خائف تھا کہ وہ ان اموال کو لوٹ نہ لیں جو مرو میں موجود ہیں۔ اس لئے اس نے موسیٰ سے کہا کہ میرا مال و اسباب یہاں سے لے جاؤ اور نہر بلخ کو عبور کر کے عجمی سلاطین سے امان طلب کرو۔ یا کسی محفوظ مقام پر پہونچ جاؤ۔ چنانچہ موسیٰ (۲۲۲) آدمیوں کو ساتھ لیکر مرو سے روانہ ہو گیا۔ اور آخر میں.. ۴ چار سو آدمیوں کی تعداد ہو گئی۔ بنی سلیم کی جماعت بھی شامل ہو گئی۔ یہ سب کے سب مقام زم میں آئے اور وہاں کے باشندوں سے جنگ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور پھر بخارا پہونچا۔ اور وہاں کے بادشاہ سے رہنے کی اجازت مانگی اس نے ڈر کر انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ یہ مکار آدمی ہے اور اس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں۔ اس لئے یہاں ٹھیرانا مناسب نہیں ہے وہاں سے موسیٰ روانہ ہوا لیکن راستے میں کسی نے ٹھیرانا مناسب نہیں سمجھا۔ اسی طرح ممالک سے گذرتا ہوا سمرقند پہونچا۔ وہاں کے بادشاہ طرخون نے مقیم ہونیکی اجازت دی۔ بلکہ بڑی خاطر و مدارات کی۔ یہ وہاں اپنے تمام اصحاب کیساتھ ایک مدت تک مقیم رہا۔ وہاں ایک عجیب دستور تھا۔ اہل سمرقند ایک دستر خوان مرتب کرتے تھے جس پر سرکہ، گوشت، روٹی، شراب چن دی جاتی تھی۔ سال میں ایک دن ایسا معین تھا۔ جس میں یہ صورت رائج تھی۔ یہ تمام سامان صغد کے کسی شہسوار کے لئے رکھا جاتا تھا۔ کوئی دوسرا قریب پھٹکتا بھی نہ تھا۔ اگر کوئی اس میں سے کچھ کھا لیتا، تو وہ شہسوار اس شخص سے جنگ کرتا تھا اور جو ایک کو قتل کر دیتا اس کے قبضہ میں دستر خوان دیدیا جاتا تھا۔ اصحاب موسیٰ میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ دستر خوان کیسا ہے۔ لوگوں نے

واقعہ بتایا۔ چنانچہ وہ دستر خوان پر بیٹھکر کھانے لگا اس شہسوار کو خبر ہوئی تو وہ غضبناک ہو کر آیا اور کہا کہ اے اعرابی۔ آؤ مجھ سے مقابلہ کرو۔ اُس عرب نے لڑائی کی اور اُس کو قتل کر دیا۔ ملک صغد طرخون نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کی مہمان نوازی کی خاطر و تواضع کی اور پھر تم نے میرے سپاہی کو قتل کر ڈالا۔ اگر میں تمکو امن نہ دیتا تو ایک ایک کو مار ڈالتا۔ خیر اب تم فوراً میرے شہر سے نکل جاؤ۔ موسیٰ اپنے ساتھیوں کو لیکر کش کی طرف آیا۔ ملک کش اس سے بہت خایف ہوا اور پھر اُس نے طرخون سے مدد طلب کی۔ طرخون مدد کے لئے پہونچ گیا موسیٰ اپنے ۷۰۰ سات سو فوج کے ساتھ مقابلہ میں نکلا۔ لڑتے لڑتے رات ہوگئی مجبوراً جنگ ختم کی گئی۔ اصحاب موسیٰ میں بہت سے لوگ مجروح ہو گئے۔ موسیٰ نے زرعہ بن علقمہ سے کہا کہ ہمارے لئے طرخون سے کوئی حیلہ کرو۔ زرعہ طرخون سے ملا اور اس سے کہا کہ اے بادشاہ آپ کو اس سے کیا نفع ملے گا۔ کہ آپ موسیٰ کو قتل کریں اور موسیٰ آپ کو قتل کرے۔ کیونکہ آپ ان لوگوں کو قتل نہیں کر سکتے جب تک کہ اتنے ہی آپ کے لوگ قتل ہو جائیں۔ فرض کیجئے کہ آپ نے اس کو قتل بھی کر دیا تو یہ ایک صریح غلطی ہوگی۔ کیونکہ عرب، موسیٰ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو خراسان کا حاکم ہو کر آئیگا وہ تم سے اس خون کا بدلہ لیگا طرخون نے کہا کہ کش کو اس کے قبضہ میں چھوڑ دینے پر میں کسی طرح راضی نہیں ہوں۔ زرعہ نے کہا کہ اچھا تو جنگ ختم کر دیجئے اور ان کو جانے کا راستے دیجئے۔ طرخون نے منظور کر لیا، اور موسیٰ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور ترمذ میں پہونچا۔ لب دریا ایک بہت بڑا قلعہ تھا۔ موسیٰ نے قلعہ کے باہر ہی ڈیرہ ڈالا۔ اور شاہ ترمذ سے اندر داخل ہونیکی اجازت طلب کی۔ اُس نے صاف انکار کر دیا۔ پھر موسیٰ نے شاہ ترمذ سے تحفہ و تحایف بھیج کر مراسم پیدا کرنا شروع کئے اور ان میں دوستی ہو گئی۔ حتیٰ کہ ساتھ ہی شکار وغیرہ بھی کھیلنے جاتا تھا۔ ایک دن شاہ ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی اور کہا کہ سو آدمیوں سے زیادہ اپنے ساتھ نہ لاؤ چنانچہ سو آدمیوں کو لیکر وہ قلعہ کے اندر داخل ہوا۔ اور کھانا وغیرہ کھایا۔ جب اس سے فراغت ہو گئی تو شاہ ترمذ نے رخصت ہونے کے لئے کہا۔ موسیٰ نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا۔ یا تو اس قلعہ میں ہمارا گھر ہو گا یا ہماری قبر ہو گی۔ اور وہیں لڑائی شروع ہو گئی۔ موسیٰ کے آدمیوں نے ترمذ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور بہت سے

بھاگ گئے۔ موسیٰ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور شاہ ترمذ کو وہاں سے نکال دیا اس سے اور اس کے ساتھیوں سے تعرض نہ کیا۔ یہ تمام لوگ ترکوں کے پاس پہونچے اور ان سے مدد کی درخواست کی۔ ترکوں نے انکار کر دیا۔ موسیٰ ترمذ ہی میں تھا کہ اس کے باپ کے اصحاب وہاں پہونچ گئے جس کی وجہ سے اس کو بہت تقویت ہوگئی۔ اور پھر روزانہ اردگرد کے مقامات پر غارتگری کرتا تھا۔ خراسان میں جس زمانہ میں بکیر بن وساج حاکم تھا اس نے موسیٰ سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ جب اُمیہ حاکم ہوا تو وہ خود اس کے مقابلہ کے لئے گیا تھا لیکن بکیر کی بغاوت کی وجہ سے فوراً واپس آگیا۔ پھر بکیر کی مصالحت کے بعد ایک خزاعی کو ایک فوج کے ساتھ موسیٰ کی طرف روانہ کیا۔ اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس مدد کے لئے آئے اور ان کو اس سے آگاہ کیا عربوں نے موسیٰ سے خود لڑائی شروع کر دی۔ اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ ترک بھی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ موسیٰ سے لڑنے چلے۔ اب موسیٰ ترکوں اور عربوں کے حلقہ میں تھا صبح کو عربوں سے لڑتا اور شام کو ترکوں سے لڑتا تھا۔ یہ لڑائی دو یا تین مہینہ تک ہوتی رہی ایک دن موسیٰ نے خزاعی اور اس کی فوج پر شبخون مارنا چاہا۔ تو عمرو بن خالد بن حصین کلابی نے کہا کہ شبخون تو ترکوں پر مارنا چاہئے کیونکہ عرب تو رات کو بہت زیادہ ہوشیار رہتے ہیں جب عجمیوں سے فراغت ہو جائیگی تو عربوں سے سمجھ لیں گے۔ موسیٰ رک گیا۔ اور جب ایک ثلث رات گذر گئی تو موسیٰ ۔۔ ہم چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا اور عمرو بن خالد سے کہا کہ تم میرے بعد نکلنا اور اپنی جماعت کیساتھ کسی جگہ پوشیدہ ہو جانا جب ہماری تکبیروں کی آواز سنو تو تم بھی زور زور سے تکبیر کہنا شروع کر دو۔ موسیٰ اپنی فوج کو لیکر ترکوں کے لشکرگاہ سے آگے بڑھ گیا اور پھر وہاں سے واپس ہوا اور اپنے اصحاب کو چار حصوں میں منقسم کیا۔ اور ان کے لشکرگاہ کا رخ کیا۔ پہرہ والوں نے پوچھا کہ تم کون ہو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم مسافر ہیں۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو ترکوں پر حملہ کر دیا۔ اور تکبیریں کہنے لگے۔ ترکوں کو اسوقت خبر ہوئی جب تلواریں ان کی گردنوں کو گھانس کی طرح کاٹ رہی تھیں جب آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے تو مسلمان واپس آگئے اور ان کے ۱۶ آدمی مقتول ہوئے۔ ترکوں کے تمام خیموں کو انھوں نے لوٹ لیا۔ اسلحہ اور اموال پر قابض ہوگئے جب صبح ہوئی تو خزاعی

ساتھیوں کی ہمت پست ہوگئی۔ اور وہ بہت پریشان ہوگئے۔ عمرو بن خالد نے موسیٰ سے
کہا کہ بغیر مکر کے کامیابی نہیں ہوسکتی ہے۔ کیونکہ عربوں کی مدد پر مدد پہونچ رہی ہے اور پہلے
ہی سے وہ تعداد میں کثیر ہیں۔ اس لئے اس نے موسیٰ سے کہا کہ آپ مجھکو اس خزاعی کے
پاس جانے دیجئے۔ تاکہ موقع پاکر اس کا کام تمام کردوں۔ آپ مجھ کو ماریئے تاکہ اس سے
آپ کی مذمت میں بیان کرسکوں۔ موسیٰ نے ہنسی میں کہا کہ مار کھانیکی زیادہ خواہش ہے
اور قتل سے اعراض کرتا ہے عمرو نے کہا کہ قتل ہونے کے لئے تو میں ہمیشہ میدان میں کھڑا
رہتا ہوں لیکن مار کھالینا اس چیز کے مقابلہ میں جس کی مجھے آرزو ہے کوئی بڑا کام نہیں ہے
بہرحال موسیٰ نے پچاس کوڑے مارے۔ اس کے بعد یہ موسیٰ کی فوج سے نکل کر بھاگ
گیا۔ اور خزاعی کے پاس پناہ لینے کے لئے آیا۔ اور اس سے کہا کہ میں ایک تمیمی ہوں
عبداللہ بن خازم کے ساتھ تھا۔ جب وہ مقتول ہوگیا تو میں اس کے بیٹے موسیٰ کے
پاس آیا۔ لیکن اس نے ہم پر یہ الزام لگایا کہ تو میرے دشمنوں سے ساز باز رکھتا ہے
اور ان کا جاسوس ہے مجھ کو یہ خطرہ تھا کہ وہ مجھکو مار ڈالیگا۔ اس لئے بھاگ کر آپ کے
پاس آیا۔ خزاعی نے اس کو رکھ لیا۔ وہ برابر وہیں رہنے لگا ایک دن وہ ایسے وقت
اس کے پاس گیا جبکہ وہ تنہا بیٹھا تھا۔ اور کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا۔ تو نصیحت کے
طریقہ پر اس سے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ آپ ایسے آدمی کے لئے ایسی صورت میں
بغیر ہتھیار کے رہنا مناسب نہیں ہے۔ خزاعی نے کہا کہ نہیں میرے پاس ہتھیار ہے
بستر الٹ کر اپنی تلوار نکالی۔ عمرو نے دیکھنے کے لئے مانگی۔ پھر اسی سے اس کو قتل کر ڈالا
اور گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا۔ اور موسیٰ کے پاس آیا۔ خزاعی کے قتل کے بعد اسکی فوج
منتشر ہوگئی بعض خراسان گئے اور بعض نے موسیٰ کے یہاں پناہ لی۔ امیہ نے پھر کسی آدمی
کو روانہ نہیں کیا۔ جب امیہ معزول ہوگیا اور مہلب خراسان پر حاکم ہوا تو اس نے
موسیٰ سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔ بلکہ اپنے لڑکوں سے کہا کہ موسیٰ سے کچھ تعرض نہ کرو۔
جب تک یہ یہاں رہیگا تم خراسان کے حاکم رہو گے۔ اور جب یہ مارا جائیگا۔ تو پہلا
شخص خراسان میں جو تمھاری جگہ پر ہوگا وہ بنی قیس سے ہوگا۔ جب مہلب مرگیا اور
یزید حاکم ہوا تو اس نے بھی کچھ نہیں کیا۔ مہلب نے حریث بن قطبہ خزاعی کو درے لگوائے
تھے۔ جس کا تذکرہ میں کرچکا ہوں۔ تو وہ اور اس کے بھائی ثابت بن قطبہ موسیٰ کے

پاس چلے آئے۔ جب یزید حاکم ہوا تو اس نے ان دونوں کی جائدادیں ضبط کر لیں اور ان کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ کو قتل کر ڈالا۔ جب یہ خبر ثابت کو ملی۔ تو اس نے ترکوں کے بادشاہ ملک طرخون سے شکایت کی۔ ثابت ترکوں کی نظروں میں پہلے ہی سے محبوب تھا۔ اور معزز بھی تھا۔ طرخون یزید پر بہت بگڑا۔ اور نیزک، سبل، اہل بخارا صغانیان کے باشندوں کو جمع کیا۔ اور یہ سب ملکر ثابت کیساتھ موسیٰ کے پاس آئے۔ ادھر موسیٰ کے پاس عبدالرحمٰن بن عباس کی فوج ہرات سے آگئی۔ اور ابن اشعث کی فوج عراق اور کابل سے آگئی۔ غرض کہ تمام ۸۰ ہزار فوج مرتب ہو گئی۔ ثابت اور حریث نے موسیٰ پر زور دیا کہ تم نہر عبور کر کے یزید کو خراسان سے نکالدو۔ پھر ہم تمکو وہاں کا عامل بنادیں گے۔ موسیٰ کے ساتھیوں نے موسیٰ سے کہا کہ اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکالدیا۔ تو ثابت اور حریث وہاں کے مالک بن بیٹھیں گے۔ اور تم پر غالب ہو جائیں گے اسلئے ایسی غلطی نکرو موسیٰ نے ثابت اور حریث سے کہا کہ اگر ہمنے یزید کو نکالدیا تو عبدالملک کسی دوسرے کو حاکم بنا کر بھیجدینگے اسلئے ہم یزید کے عمال کو ماوراء النہر سے نکالدیں اور ان پر قبضہ کر لیں۔ تو یہ زیادہ اچھا ہوگا چنانچہ انہوں نے یزید کے عمال کو ماوراء النہر سے نکالدیا۔ اور وہاں کا خراج وصول کرنا شروع کیا جس سے موسیٰ کی طاقت دونی ہو گئی۔ اسکے بعد طرخون اپنی فوجوں کو لیکر واپس چلا گیا۔ ثابت اور حریث دونوں نے تمام انتظامات اپنے سر لئے اور موسیٰ کو صرف نام کا حاکم بنائے رکھا۔ موسیٰ سے لوگوں نے کہا کہ آپکو اختیارات تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ بلکہ حریث اور ثابت نے سب کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے لہٰذا ان دونوں کو قتل کر دیجئے اور اپنا قبضہ کر لیجئے۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ لیکن اس کے اصحاب نے بہت اصرار کیا۔ جس سے اُس کے دل میں بھی کچھ خیالات پیدا ہو گئے۔ اور وہ قتل کا ارادہ کر چکا تھا۔ کہ یکایک ھیاطلہ، تبت، ترک کے باشندے ۷۰ ہزار آدمی مجتمع ہو کر آ گئے جنمیں ایک بھی بے حربہ وہتھیار نہ تھا بلکہ سب کے سروں پر خود اور تمام جسم پر زرہیں تھیں۔ ہتھیاروں سے آراستہ تھے۔ موسیٰ نے ان سے لڑائی شروع کی ترکوں کا بادشاہ دس ہزار بہترین فوج کے ساتھ ایک ٹیلے پر کھڑا تھا۔ موسیٰ نے للکارا کہ اگر ان کو تم نے بھگا دیا تو میدان صاف ہے۔ حریث بن قطبہ نے اسی طرف رخ کیا اور بڑے زور سے حملہ آور ہوا حتی کہ ان کو ٹیلے سے نیچے اتار دیا اسی اثناء میں حریث کے ایک تیر پیشانی میں لگا۔ اور وہ واپس آیا۔ موسیٰ بھی درمیان میں آگیا اور ان کو پیچھے ہٹانے لگا۔ موسیٰ کے

بھائی خازم بن عبداللہ نے بھی حملہ کیا اور بادشاہ ترک تک پہونچ گیا۔ اس نے ایک شخص کو تلوار ماری تو اس نے اس کے گھوڑے کو نیزہ مار دیا گھوڑا بھاگا۔ اور خازم کو نہر بلخ میں گرا دیا اور وہ ڈوب کر مر گیا۔ ترکوں میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور بعض شکست کھا کر بھاگے۔ حریث اسی صدمہ سے دو دن کے بعد مر گیا۔ موسیٰ فتحیاب ہو کر پھرا اور اس کے ساتھ مقتولین کے سر اس کثرت سے تھے کہ ان کو مرتب کر کے اس نے دو قصر بنائے۔ اس کے بعد اصحاب موسیٰ نے پھر اس سے کہا کہ حریث سے تو ہم کو فرصت حاصل ہو گئی اب ثابت کو ختم کیجئے تو ٹھیک ہو۔ موسیٰ نے پھر انکار کیا۔ لیکن ثابت کو یہ خبر لگ گئی تو اس نے محمد بن عبداللہ خزاعی، نصر بن عبدالحمید کے چچا ابو مسلم کو جو یہ پر عامل تھا پوشیدہ طور پر موسیٰ کے پاس بھیجا۔ اور اس سے کہا کہ ہرگز عربی مت بولنا۔ اگر وہ تم سے پوچھے کہ تم کون ہو تو کہنا کہ ہم بامیان کے قیدی ہیں اس نے ایسا ہی کیا موسیٰ کے پاس گیا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ اور ثابت کو برابر خبروں کی اطلاع دیتا رہا۔ جس سے ثابت ہمیشہ باخبر رہتا تھا۔ موسیٰ کی قوم نے اس پر پھر زور دیا کہ ثابت کو قتل کر دو اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے بہت اصرار کیا۔ لیکن اس میں تمھاری ہلاکت کا خدشہ ہے۔ اور آخر کس وجہ سے ہم قتل کریں اس نے کوئی دھوکا بھی تو نہیں دیا ہے۔ موسیٰ کے بھائی نوح نے کہا کہ کل وہ آئیگا تو ہم کسی جگہ پر چھپ جائیں گے اور آپ سے ملنے کے قبل قتل کر ڈالیں گے۔ موسیٰ نے کہا کہ یہ کام تمھاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تم جانو تمھارا کام جانے۔ موسیٰ کا یہ خادم ثابت کے پاس آیا اور اس کو اطلاع دی۔ ثابت اس خبر کے بعد اسی رات کو ۲۰ آدمیوں کے ساتھ نکل بھاگا جب صبح ہوئی تو موسیٰ کے اصحاب نے غلام کو دیکھا اور نہ ثابت کو پایا۔ اب یہ لوگ سمجھے کہ وہ غلام ثابت کا جاسوس تھا۔ ثابت حوشرا میں آکر مقیم ہوا۔ اور عرب و عجم کی ایک کثیر جماعت اس کی عقیدت کیش ہو گئی۔ موسیٰ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ثابت کا رخ کیا۔ اور اس سے لڑنا شروع کر دیا۔ ثابت نے اپنے کو شہر میں خوب اچھی طرح مامون کر لیا تھا۔ پھر طرخون بھی ثابت کی مدد کے لئے آپہونچا۔ موسیٰ انکا مقابلہ نہ کر سکا اور ترمذ میں واپس چلا گیا۔ لیکن ثابت اور طرخون جنکے ساتھ اہل بخارا اہل کش، اہل نسف کی ۸۰ ہزار کی جماعت تھی اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

اور ترمذ پہونچکر موسیٰ کا محاصرہ کرلیا اور اس کی تمام فوجیں پریشان ہوگئیں جب زیادہ شدائد کا سامنا کرنا پڑا تو یزید بن ہذیل نے کہا کہ اچھا ٹھہرو۔ قسم خدا کی یا تو میں ثابت کو قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا چنانچہ وہ ثابت کے پاس پناہ لینے کے لئے آیا ظہیر نے کہا کہ میں اس کو خوب پہچانتا ہوں۔ یہ صرف دھوکہ دینے کے لئے آیا ہے اس کے داؤ پیچ سے بچتے رہیئے لیکن یزید کے دونوں لڑکے قدامہ اور ضحاک کو ضمانت میں لے لیجئے۔ چنانچہ یہ ضمانت ظہیر کے ہاتھ میں رکھی گئی۔ اس کے بعد وہ وہاں رہنے لگا۔ ہمیشہ موقع کا متلاشی تھا لیکن کبھی ہاتھ نہیں آیا۔ ایک دن زیاد قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا، تو ثابت اس کی تعزیت کے لئے جا رہا تھا لیکن ہتھیار لگائے ہوئے نہ تھا۔ آفتاب غروب ہو چکا تھا یزید نے موقع پاکر اس کے سر پر تلوار ماری جو دماغ تک اتر گئی اور خود بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ اور ضحاک کو گرفتار کرکے قتل کر دیا۔ ثابت سات دن تک زندہ رہا پھر مر گیا ثابت کے مرنے کے بعد طرخون نے عجمیوں کی باگ سنبھالی اور ظہیر نے عربوں کو اپنے قابو میں کیا۔ لیکن دونوں فوجوں میں ضعف آگیا تھا۔ لوگوں کے حالات پراگندہ ہو چکے تھے۔ موسیٰ نے ایک دن شبخوں مارنیکا قصد کیا۔ تو طرخون سنکر ہنسنے لگا۔ اور بولا کہ موسیٰ اپنی خوابگاہ میں تو داخل نہیں ہوسکتا پھر شبخوں کیونکر مار سکتا ہے۔ کیا رات کو کوئی ہماری فوج میں نہیں جاگتا۔ بہر حال موسیٰ ۸۰۰ آدمیوں کو لیکر نکلا اور ان کو چار حصوں میں منقسم کر دیا اور پھر ترکوں پر حملہ آور ہوا۔ جس چیز پر گذرتا اسے فنا ہی کر دیتا۔ خواہ انسان ہو یا حیوان۔ تیزک مسلح ہوکر روانگی کی نیت سے نکلا۔ اور طرخون نے موسیٰ کو کہلا بھیجا کہ وہ اپنی فوج کو لڑنے سے روک دے کیونکہ ہم صبح کو روانہ ہو جائیں گے۔ موسیٰ واپس گیا اور طرخون تمام عجمی فوجوں کو لیکر روانہ ہو گیا۔ اہل خراسان موسیٰ کی جنگجوئی پر یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے موسیٰ سے بڑھکر جنگجو نہیں دیکھا جو اپنے باپ کے ہم رکاب دو سال تک لڑتا رہا۔ پھر بلاد خراسان میں گشت لگاتا پھرا۔ اور ایک شہر کے عامل کو نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔ پھر عراب اور ترکوں کی فوجیں اس سے لڑنے کے لئے آئیں۔ صبح کو وہ عربوں سے مقابلہ کرتا اور شام کیوقت ترکوں سے بھڑ پڑتا۔ اسی طریقہ پر موسیٰ قلعہ ترمذ میں (۱۵) سال تک رہا۔ ماوراء النہر اس کے قبضہ میں ہو گیا اور ظاہرا کوئی مانع بھی

نہ رہا تھا لیکن جب یزید بن مہلب خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر مفضل حاکم ہوا تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ کو قتل کر کے حجاج سے اپنے حسن خدمت کی داد لوں اور اس کو خوش کر دوں۔ چنانچہ عثمان بن مسعود کو موسیٰ کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو جو بلخ کا حاکم تھا لکھا کہ تم بھی عثمان کے ساتھ جاؤ۔ وہ ۱۵ ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر نہر بلخ عبور کر کے اس طرف روانہ ہو گیا۔ اور مفضل نے سبل اور طرخوں کو بھی ہدایت کی۔ غرضکہ یہ تمام فوجیں ترمذ میں آکر جمع ہوئیں اور انھوں نے موسیٰ کا محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ اسی پریشانی میں دو مہینہ تک رہا۔ عثمان نے خندقیں کھود کر اپنی فوج کو محفوظ کر لیا تھا جب سب تنگ آگئے تو موسیٰ نے کہا کہ بھائی کب تک صبر کریں گے، آج کا دن متعین کر لو یا فتحیاب ہو یا اپنی اپنی جانیں قربان کر دو۔ تمام لوگ ترکوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ لیکن موسیٰ نے اپنے عزیز نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ دیا اور کہا کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم شہر عثمان کے سپرد نہ کرنا بلکہ مدرک کے سپرد کر دینا۔ اور اس نے اپنے ثلث آدمیوں کو عثمان کے مقابلہ میں کھڑا کیا اور یہ ہدایت کی کہ جب تک وہ حملہ نہ کرے تم پیشقدمی نہ کرو اور باقی کو ساتھ لیکر طرخوں کی طرف گیا۔ طرخوں کو شکست دی اُس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا لیکن جب واپس جانے لگا تو ترک اور صغد قلعہ کے درمیان حایل ہو گئے اور راستہ بند کر دیا۔ پھر لڑائی شروع ہوئی۔ کسی نے موقع پا کر موسیٰ کے گھوڑے کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ موسیٰ گر پڑا۔ اور اپنے مولیٰ سے کہا کہ مجھکو اپنی سواری پر سوار کر لو۔ وہ بولا کہ موت بری چیز ہے۔ خیر تم پیچھے بیٹھ جاؤ۔ اگر ہم بچ گئے تو سب بچیں گے ورنہ سب ہلاک ہوں گے۔ موسیٰ سواری پر بیٹھ گیا۔ جب عثمان کی نظر پڑی کہ موسیٰ اچھل کر سواری پر بیٹھ رہا ہے تو چلایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ موسیٰ کا اچھلنا ہے یہ کہکر اس کا تعاقب کیا اور پیچھے سے اس کی سواری کے بھی پیر کاٹ ڈالے اور موسیٰ اور اسکا غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ پھر لوگوں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد عثمان نے فوج میں منادی کرا دی کہ جس کو دیکھو گرفتار کر لو۔ قتل نہ کرو۔ چنانچہ قیدیوں کی تعداد کثیر سامنے لائی گئی اور ان سبھوں کو قتل کرا دیا۔ خصوصاً عربوں میں سے زیادہ مقتول ہوئے۔ اور غلام چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ صرف انکو درے لگائے

جاتے تھے۔ عثمان بڑا سخت دل آدمی تھا۔ موسیٰ کا قاتل واصل بن طیسلۃ العنبری تھا۔ ترمذ نضر بن سلیمان کے قبضہ میں تھا۔ لیکن اُس نے عثمان کے سپرد نہیں کیا بلکہ مدرک کے سپرد کیا۔ مدرک نے اُس کو امان دی اور شہر عثمان کے قبضہ میں دیدیا۔ موسیٰ کے قتل کے بعد مفضل نے حجاج کو اس کی اطلاع دی حجاج نے کہا کہ یہ عجیب آدمی ہے میں نے تو ابن سبرہ کے قتل کے متعلق لکھا تو وہ لکھتا ہے کہ اس نے اپنی حالت درست کرلی ہے اور لکھتا ہے کہ موسیٰ بن عبداللہ کو قتل کردیا۔ حجاج مفضل کے اِس کام سے خوش نہیں ہوا کیونکہ موسیٰ بنی قیس سے تھا۔ ۸۵ھ میں موسیٰ مقتول ہوا۔ فوجیوں میں سے کسی نے موسیٰ کی پنڈلی پر اُس کے مرنے کے بعد مارا تھا۔ جب قتیبہ خراسان کا حاکم ہوکر آیا تو اُس نے اس سے پوچھا کہ تم نے موسیٰ کے مرنے کے بعد اُس کے ساتھ یہ حرکت کیوں کی۔ اس نے جواب دیا کہ موسیٰ نے میرے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن قتیبہ نے کچھ نہیں سنا اور اسس کو قتل کرڈالا۔

عبدالعزیز بن مروان کی وفات
اور ولید بن عبدالملک کی ولی عہدی

عبدالملک کا یہ ارادہ تھا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز کو ولی عہدی سے معزول کردے اور ولید کو اس کی جگہ پر ولی عہد بنائے اور لوگوں سے اس پر بیعت لے لیکن قبیصہ بن ذویب نے اس سے روکا اور کہا کہ ایسا کرکے آپ اپنے کو مورد الزام بنانا چاہتے ہیں۔ شاید خودبخود عبدالعزیز جب مرجائے تو پھر موقع حاصل ہے۔ عبدالملک رک گیا مگر یہ خیال ہمیشہ دلمیں رہتا تھا کہ کسی طرح ولید کو اپنی حیات میں ولی عہد بنادوں۔ ایک دن روح بن زنباع جو عبدالملک کے معززین اصحاب میں تھا اس سے ملنے آیا اور کہا کہ اے امیرالمومنین اگر آپ نے عبدالعزیز کو معزول کردیا تو وہ بھڑیں کبھی آپسمیں نہ لڑیں گی۔ اور میں پہلا شخص ہوں جو آپ کی دعوت پر لبیک کہونگا عبدالملک نے کہا ان شاءاللہ صبح اس کے متعلق مشورہ کرونگا۔ روح عبدالملک کے

پاس ہی سویا۔ جب دونوں سو گئے تو رات کو قبیصہ بن ذؤیب محل میں اُن دونوں کے پاس آیا۔ عبدالملک نے دربانوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ قبیصہ کو اندر آنے سے کبھی نہ روکنا۔ کیونکہ قبیصہ کے پاس مہر خلافت رہتی تھی۔ فرامین اور احکام کو وہی نافذ کرتا تھا۔ تمام اخبار اور خطوط عبدالملک کے پاس وہی لایا کرتا تھا۔ جب قبیصہ اندر گیا تو سلام کیا اور کہا کہ خدا آپ کو اپنے بھائی عبدالعزیز کی موت پر جزا دے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ کیا وہ مرگیا اس نے کہا ہاں۔ عبدالملک انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر روح کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ہم جس کی خواہش کر رہے تھے خدا نے اس کو پورا کر دیا عبدالملک نے کہا کہ اے قبیصہ یا یہ رائے تمہارے مخالف تھی۔ قبیصہ نے کہا کہ اے امیرالمومنین دیر آید درست آید۔ عبدالملک نے کہا کہ کبھی عجلت میں بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ تم نے عمرو بن سعید کے متعلق نہیں دیکھا کہ عجلت، تاخیر سے کسقدر مفید ثابت ہوئی۔ عبدالعزیز کی وفات اس سال جمادی الاول میں ہوئی۔ اور وہ اسوقت مصر کا حاکم تھا عبدالملک نے اس کی جگہ پر اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو وہاں کا عامل بنا دیا بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے عبدالملک کو ولید کی بیعت کے متعلق لکھا اور اسی غرض سے ایک وفد بھی بھیجا۔ جب عبدالملک نے ولید کی بیعت کا ارادہ کیا تو اس نے عبدالعزیز کو اس کے متعلق لکھا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو ولی عہدی اپنے بھتیجے ولید کو دیدو عبدالعزیز نے اس سے انکار کر دیا۔ عبدالملک نے پھر لکھ بھیجا کہ ولی عہد تم ہی رہو گے لیکن تمہارے بعد وہی تخت نشین ہو۔ عبدالعزیز نے لکھا کہ جسطرح آپ کو ولید کا خیال ہے اسی طرح مجھکو اپنے لڑکے ابوبکر کا خیال ہے۔ عبدالملک نے پھر مصر کا خراج طلب کیا عبدالعزیز نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں اور آپ ایک ایسی عمر تک پہونچ گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کسی نے یہ عمر نہیں پائی۔ ان کی زندگی بہت قلیل رہی ہے۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم دونوں میں سے کون پہلے مریگا اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری بقیہ زندگی کو خراب و خستہ نہ کریں عبدالملک کے دل پر اس کا بڑا اثر پڑا اور پھر اس خیال کو چھوڑ دیا۔ اور ولید اور سلیمان سے کہا کہ اگر خدا تمھیں مسند خلافت دینا چاہے گا تو کوئی چھین نہیں سکتا۔ عبدالملک کو عبدالعزیز کا جب یہ خط ملا تو اس نے کہا کہ وہ مجھ سے قطع رحم کرتا ہے پہلے خدا تو بھی اس کو قطع کر دے۔ جب عبدالعزیز نے

وفات پائی تو شامیوں نے کہا کہ امیر المومنین کے ہاتھ پھر یہ معاملہ آگیا۔ عبد الملک نے فوراً ہی ولید اور سلیمان کے لئے بیعت کا حکم دیا۔ اور لوگوں نے ان پر بیعت کر لی۔ پھر تمام شہروں میں اس کا حکم دیا۔ مدینہ کا حاکم ہشام بن اسمٰعیل تھا۔ اس نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب کیا سبھوں نے بیعت کی۔ لیکن سعید بن مسیب نے انکار کیا اور کہا کہ عبد الملک کی زندگی میں تو میں ان پر بیعت نہیں کر سکتا۔ ہشام نے اسی جرم پر ان کو بہت مارا اور ان کی تشہیر کرائی اور شہر میں لیکر پھرا اور وہاں سے اس ٹیلے پر لے گیا جہاں لوگوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ ان کو پھانسی دی جاتی تھی۔ لوگ وہاں سے پکڑ کر لائے اور قید کر دیا۔ اسوقت سعید بن المسیب ایک کمل کے چھوٹے ٹکڑے سے ستر پوشی کئے ہوئے تھے تو حضرت سعید نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ لوگ ہمیں پھانسی نہ دیں گے تو فقراء کا لباس پہنکر نہ آتا۔ لیکن میرا تو یہ خیال تھا کہ جب یہ لوگ پھانسی دیں گے اسوقت ہمارا ستر ڈھکا رہے۔ عبد الملک کو اس کی خبر ملی تو اس نے ہشام کو بہت لعنت ملامت کا ایک خط لکھا اور اس میں لکھا کہ اگر انھوں نے انکار کیا تھا تو قتل کر ڈالتے یا چھوڑ دیتے اس توہین کی کیا ضرورت تھی اور یہ بھی لکھا کہ اصل میں حضرت سعید کا ارادہ کبھی نفاق دشقاق کا نہیں ہوا۔ چنانچہ انھوں نے عبد اللہ بن زبیر کی بیعت سے بھی انکار کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ جب تک تمام لوگ متفق نہ ہو جائیں میں بیعت نہیں کرونگا۔ جابر بن اسود نے جو عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے مدینہ کا عامل تھا ان کو ۶۰ کوڑے لگوائے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر کو جب یہ معلوم ہوا تو جابر کی بڑی سرزنش کی کہ سعید اور ہم سے کوئی تنازع نہیں ہے ان کو چھوڑ دو اور کسی قسم کی تکلیف نہ دو۔ بعض روایت میں ہے کہ ولید اور سلیمان کی بیعت ۸۴ھ میں ہوئی تھی۔ لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔ عبد العزیز عبد الملک کے پاس مصر سے آئے تھے۔ جب واپس ہونے لگے۔ تو عبد الملک نے یہ وصیت کی لوگوں سے کشادہ پیشانی سے ملو۔ نرم دل رہو۔ معاملات میں سختی سے نہ پیش آو اپنے عرض بیگی کی پوری نگرانی کرو اپنے گھر والوں میں سے ان کام کے لئے ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو معتمد ہوں۔ کیونکہ وہی تمھاری صورت اور زبان کا کام دیتے ہیں دروازہ پر جو شخص بھی کھڑا ہو اس کی خبر تمکو دیا کرے تاکہ یہ معلوم ہو کہ تم ہی نے اس کو اجازت دی ہے یا اس کو واپس کیا ہے۔ جب مجلس میں بیٹھو تو لوگوں سے خود ہی

گفتگو شروع کرو۔ تاکہ وہ تم سے محبت کریں۔ اُن کے دلوں میں تمھاری الفت پیدا ہو۔ جب تم کو مشکلات درپیش ہوں تو معززین سے مشورہ لو۔ کیونکہ مشورہ بڑے سے بڑے معاملات کی کنجی ہے اپنے لئے نصف رائے کا حق رکھو اور نصف کا اپنے بھائی کے لئے رکھو جو شخص مشورہ لیکر کام کرتا ہے وہ نقصان نہیں اٹھاتا جب تم کسی سے ناراض ہو۔ تو اس کو جلد سزا نہ دو۔ کیونکہ توقف اور انتظار کے بعد پھر سزا دیجا سکتی ہے لیکن سزا دینے کے بعد اُس کو واپس لینے کی طاقت نہیں دی گئی ہے۔

۸۵ھ کے مختلف واقعات

ہشام بن اسمٰعیل مخزومی حاکم مدینہ نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک پر حجاج کی حکومت تھی۔ محمد بن مروان نے اس سال ارمینیہ میں لڑائی کی اور وہیں موسم گرما اور سرما دونوں گذار دئے۔ عمرو بن حریث مخزومی نے اسی سال انتقال کیا۔ عبداللہ بن حارث بن جزعہ زبیدی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ اور بعض روایت میں ۸۶ھ ۸۸ھ بھی ہے۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ حلیف بن عدی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ آنحضرت کی وفات کے وقت اُن کی عمر چار برس کی تھی۔

۸۶ھ کی ابتداء

عبدالملک بن مروان کی وفات

اسی سال عبدالملک بن مروان نے ۱۵ شوال کو انتقال کیا وہ خود اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھے خوف ہے کہ میں رمضان کے مہینہ میں مروں گا کیونکہ میں رمضان ہی میں پیدا ہوا اور رمضان ہی میں میں نے ماں کا دودھ چھوڑا۔ اور رمضان ہی میں قرآن ختم کیا اور رمضان ہی میں میرے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ لیکن نصف شوال کے بعد مرا۔ جب اس کے دل سے موت کا خطرہ نکل چکا تھا۔ عبدالملک کی عمر ۶۰ برس کی تھی اور بعض نے ۶۳ برس روایت کی ہے۔ عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد اُس کی

مدت خلافت (۱۳) برس (۷) دن کم چار مہینے۔ اور بعض روایت مین (۳) مہینے (۱۵) دن ہے۔ جب اس کا مرض مہلک ہو گیا تو اطباء نے کہا کہ اگر اس نے پانی پی لیا تو مرجائیگا اس کی شدت پیاس نے اس کو بہت مجبور کیا۔ تو اس نے ولید سے کہا کہ پانی پلاؤ۔ ولید نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ دشمنی نہیں کرونگا کہ پانی پلا دوں۔ پھر عبدالملک نے اپنی لڑکی فاطمہ کو پکارا اور پانی لانیکو کہا۔ ولید نے اس کو بھی روکا تو عبدالملک نے کہا کہ تم اسکو چھوڑ دو ورنہ خلافت سے معزول کر دونگا ولید نے کہا کہ بس اب موت آگئی ہے اس کے بعد اب کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ فاطمہ پانی لیکر آئی اور وہ پی گیا اور اسی کے تھوڑی دیر کے بعد مر گیا۔ جب ولید اندر گیا تو فاطمہ اپنے باپ کے سر پر کھڑے ہو کر رو رہی تھی۔ ولید نے پوچھا کہ امیرالمومنین کیسے ہیں عبدالملک نے کہا اچھے ہیں۔ جب ولید چلا گیا تو عبدالملک نے یہ شعر پڑھا۔

ومستخبر عنّا یزید لنا الردی ومستخبرات والدموع سواجم

(ترجمہ) ایک ہماری خیریت پوچھنے والا وہ ہے جو ہماری موت چاہتا ہے اور پوچھنے والیوں کے آنسو بہ رہے ہیں

پھر جب مرنے کا وقت قریب آیا تو لڑکوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں تمکو اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بہترین زیور ہے اور ساتھ ہی ایک محفوظ قلعہ ہے۔ تم اپنے بڑوں کی عزت کرو اور چھوٹوں پر نظر شفقت رکھو۔ مسلم کا خوب خیال رکھو اسکی رائے پر عمل کرو اس لئے کہ وہ تمہارا وہ دانت ہے جس سے تم اپنے کو بچا سکتے ہو۔ اور تمھارے لئے وہ ڈھال جس سے محفوظ رہسکتے ہو حجاج کی عزت کرو۔ اسی نے منبروں کو تمھاری جلوہ افروزی کے لئے خالی کیا۔ تمام ممالک اور بلاد پر تمھارا علم نصب کیا تمھارے دشمنوں کو تمھارے لئے زیر نگیں کر لیا۔ ام بردہ کے لڑکوں کی طرح متحد رہو تمھارے درمیان سانپ اور بچھو نہ رہینگے۔ یعنی مختلف نہ ہو۔ میدان جنگ میں سخت اور زبردست رہو کیونکہ لڑائی کسی کو موت کے قریب نہیں کرتی۔ اخلاق و سعادت کے ستون بن جاؤ کیونکہ یہی چیز دنیا میں زندہ رہتی ہے اور اسی کا اجر ملتا ہے۔ اچھے لوگوں پر لطف و کرم فضل و احسان کرو۔ کیونکہ وہ اسکو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور زیادہ ممنون احسان رہیں گے۔ مجرموں اور سرکشوں سے باخبر رہو اگر وہ معذرت کریں تو ان کی معذرت قبول کرو۔ لیکن دوبارہ اگر اس جرم کے مرتکب ہوں تو پورا انتقام لو۔

عبد الملک کے مرنے کے بعد باب الجابیہ (شام کے شہر کا ایک دروازہ ہے) کے سامنے وہ دفن کیا گیا ولید نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ ہشام بن عبد الملک نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

فما کان قیس هلکه هلک واحد ولکنه بنیان قوم تهدما

کسی سردار کی ہلاکت و بربادی صرف ایک شخص کی بربادی نہیں ہے (بلکہ تمام قوم کی بربادی ہے) اس نے تمام قوم کی عمارت کو منہدم کر دیا۔

ولید نے ہشام سے کہا چپ رہ۔ تو شیطان کی زبان سے بولتا ہے اوس بن حجر کی طرح یوں کیوں نہیں کہتا۔

اذا مقرم منا ذری حد نابه تخمط منا ناب آخر مقرم

جب ہمارے کسی سردار کے دانت کی تیزی کند ہو جاتی ہے تو دوسرے سردار کے دانت تیز ہو جاتے ہیں

بعض روایت میں ہے کہ پہلا شعر سلیمان نے کہا تھا اور یہی صحیح ہے کیونکہ ہشام تو اسوقت چودہ برس کا تھا۔ شعراء نے عبد الملک کی وفات پر بہت سے مرثیے کہے ہیں جن میں سے دو شعر یہ ہیں۔

سقاک ابن مروان من الغیث مسبل اجش شمالی یجود ویهطل

اے ابن مروان ہمیشہ تو ایسے ابر باراں سے سیراب کیا جائے جو کڑکتے ہوئے بادل کی طرح سیراب کرتا اور بار بار برستا ہے

فمانی حیاة بعد موتک رغبة لحر وان کنا الولید نؤمل

کسی آزاد انسان کو تیری موت کے بعد اپنی زندگی میں کوئی لطف نہ آئیگا اگرچہ ہمیں ولید سے بھی ویسے ہی توقعات ہیں

عبد الملک کا نسب نامہ اور اس کے ازواج اور اولاد کی تفصیل

نسب نامہ یہ ہے۔ ابو الولید عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ماں کا نام عائشہ تھا عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ نسب نامہ تھا۔ اس کی بیویاں اور اولادیں یہ تھیں۔ ولید، سلیمان، مروان اکبر (منقطع النسل) عائشہ، یہ سب ایک بطن سے تھے ان کی ماں کا نام ولادہ بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زھیر بن خزیمہ عبسیہ تھا۔ یزید، معاویہ (منقطع النسل) مروان ثانی،

ام کلثوم یہ دوسرے بطن سے تھے اُن کی ماں کا نام عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان۔ تیسرے بطن سے صرف ہشام تھا۔ اس کی ماں کا نام ام ہشام بنت اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن مغیرہ مخزومی تھا۔ اس کا اصلی نام عایشہ تھا۔ ابوبکر جس کا لقب بکار تھا اسی کے اولاد میں تھا اس کی ماں کا نام عایشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا۔ اور اُن میں سے ایک حکم تھا جس کی نسل منقطع ہوگئی اور اس کی ماں ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھی فاطمہ اُس کی لڑکی تھی جس کی ماں ام المغیرہ بنت مغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن مغیرہ تھا۔ عبداللہ مسلمہ، منذر، عنبسہ، محمد، سعید، الخیر حجاج اسکی لونڈیوں کی اولاد بن تھیں۔ اس کی ایک بیوی شقراو بنت مسلم بن حلیس طائی تھی اس کے باپ کی ماں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی لڑکی تھی بعض نے کہا کہ اس کے پاس حضرت علی کی بھی صاحبزادی تھیں لیکن یہ غلط ہے

اس کے بعض مخصوص حالات

عبدالملک ایک مدبر، دانشمند، اہل علم اور ادیب تھا۔ ابوالزیاد کا بیان ہے کہ مشہور فقہاء مدینہ صرف چار تھے (۱) سعید بن مسیب (۲) عروہ بن زبیر (۳) قبیصہ بن ذویب (۴) اور عبدالملک بن مروان شعبی نے یہ روایت کی ہے کہ میں نے جس سے بھی علمی مذاکرہ کیا تو وہ مجھ پر غالب نہ آسکا لیکن جب عبدالملک بن مروان سے مذاکرہ کرتا تھا تو وہ خواہ حدیث ہو یا ادب مجھ سے کچھ زیادہ بتایا کرتا تھا جعفر بن عقبہ خطائی نے عبدالملک سے کہا کہ بڑھاپے نے آپ پر بڑا جلدی اثر کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ منبروں پر بار بار اترنے چڑھنے سے اور غلط کلامی کے خوف سے میں جلدی بوڑھا ہوگیا عبدالملک کہا کرتا تھا کہ مجھ سے حکمرانی میں کوئی نہ بڑھ سکا۔ (حضرت) ابن زبیر طویل الصلوۃ اور کثیر الصیام تھے لیکن وہ اپنے بخل کی وجہ سے فرمانروائی کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے ابومسہر نے مرض کی حالت میں عبدالملک سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے اس نے کہا کہ ٹھیک خدا کے اس قول کے مطابق ہوں۔

ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم اول مرۃ

تم ہمارے پاس علٰحدہ علٰحدہ آئے جیسا ہم نے پہلے پیدا کیا تھا

وتركتم ما خولنا كم وراء ظهوركم

اور جو کچھ ہم نے تمکو (مال و دولت) دیا تھا ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔

مفضل بن فضالہ نے اپنے باپ سے یہ سنا تھا کہ جب عبدالملک بیمار تھا تو ایک قوم اس سے ملنے کے لئے آئی۔ وہ ٹیک لگا کر بیٹھا اور لوگوں کو اندر آنیکی اجازت دی ان سے یہ کہنے لگا کہ تم لوگ ایسے وقت ہمارے پاس آئے جب کہ ہماری دنیا وی زندگی کا آفتاب غروب ہونیکو ہے اور آخرت کی زندگی شروع ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے تمام کاموں میں کسی اچھے کام کو تلاش کیا۔ لیکن صرف ایک غزوہ ملا جس میں ہم نے فی سبیل اللہ لڑائی کی تھی۔ اور باقی سب چیزوں کو میں چھوڑنے والا ہوں۔ پس اس خبیث دنیا کے بچوں کے باپ تم اس کے گرد نہ پھرو۔ سعید بن عبدالعزیز تنوخی کا بیان ہے جب عبدالملک کی موت کا وقت آیا تو اس کے حکم سے قصر کے دروازے کھولدئے گئے باہر کوئی دھوبی کپڑے دھو رہا تھا۔ عبدالملک چلایا کہ کاش میں دھوبی ہوتا۔ سعید نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ ان لوگوں کو ہمارا (غریبوں) متمنی بنایا۔ اور ہم کو انکا متمنی نہیں بنایا۔ سعید بن بشر نے روایت کی ہے کہ جب حالت نازک ہوگئی تو وہ اپنے نفس پر ملامت کرنے لگا۔ سر کو زور زور سے پیٹنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میری یہ آرزو تھی کہ کاش میں اپنے روزانہ قوت بسری کے لئے کسب کرتا اور خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا۔ ابن خازم سے کسی نے عبدالملک کا یہ قول بیان کیا تو انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ خیر موت کے وقت ان چیزوں کا آرزومند ہوا جن میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم کو یہ آرزو نہیں ہوتی کہ ان جیسے ہو کر مریں۔ مسعود بن خلف نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک اپنی علالت کے زمانہ میں یہ کہا کرتا تھا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ تہامہ کے کسی شخص کی خدمت کرتا اور اس کی بکریاں پہاڑوں پر چراتا۔ اور کچھ نہ ہوتا۔ عمران بن موسیٰ مودب کی روایت ہے کہ جب مرض بہت نازک ہوگیا تو اس نے کہا کہ مجھکو کسی بلند مقام پر لے چلو۔ جب اوپر لے جانے لگے تو اس نے ذرا ٹھنڈی سانس لی تو یہ کہنے لگا کہ اے دنیا کس نے تجھ کو پیارا بنادیا۔ تیری طویل سے طویل چیز حقیقت میں چھوٹی ہوتی ہے اور تیری بڑی سے بڑی چیز ذلیل و خوار ہوتی ہے بیشک ہم تجھ سے دھوکہ میں رہے اور یہ دونوں شعر پڑھنے لگا۔

ان تناقش یکن نقاشك یارب عذابا لا طوق لی بالعذاب
اے خدا اگر تو نے میرا محاسبہ کیا تو تیرا محاسبہ ایسے عذاب کو ثابت کریگا جس کی مجھ کو طاقت نہیں ہے۔
او تجاوز فانت رب صفوح عن مسیئ ذنوبہ کالتراب
اور اگر تو نے معاف کر دیا تو تو ایسے شخص سے بھی درگذر کرتا ہے جسکے گناہ ریت کے مانند زیادہ ہیں

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار حضرت معاویہ نے اپنی موت کے وقت پڑھے تھے۔ لیکن واقعۃً عبدالملک اس خوف و دہشت کا زیادہ حقدار تھا کیونکہ جس شخص کے گناہوں میں ایک حجاج بھی شامل ہو وہ جانتا ہے کہ ہمیں کس چیز کا پہلے حساب دینا پڑیگا۔ ایک مرتبہ عبدالملک نے سعید بن مسیّب سے کہا کہ اے ابو محمد میں جب اچھا کام کرتا ہوں تو کوئی خوشی نہیں ہوتی اور جب برا کام کرتا ہوں تو کوئی رنج بھی نہیں ہوتا۔ سعید نے کہا کہ اب تمھارا دل بالکل مردہ ہوگیا۔ اس کے احساس کی قوت جاتی رہی۔ عبدالملک پہلا شخص تھا جس نے اسلام میں غدر و بیوفائی کی جیسا کہ عمرو بن سعید کے ساتھ بیان کیا جاچکا ہے۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے دفتر کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے خلفاء کے سامنے آزادانہ گفتگو سے لوگوں کو روکدیا ورنہ اس سے پہلے تمام لوگ آزاد تھے۔ یہ پہلا خلیفہ تھا جو از حد بخیل تھا اس لئے لوگ اسے پتھر کا پسینہ کہا کرتے تھے۔ امر بالمعروف سے روکنے والا یہ پہلا شخص تھا کیونکہ اس نے عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد خطبہ میں کہا تھا کہ کوئی شخص اب مجھکو اللہ کے تقوی کی تلقین نہ کرے ورنہ میں اس کو مار ڈالوں گا۔ (جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے)

ولید بن عبدالملک کی خلافت

جب عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو ولید واپس آکر سیدھا مسجد میں داخل ہوا۔ تمام لوگوں کو مجتمع کیا اور منبر پر چڑھکر خطبہ دیا۔ اور کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ امیرالمومنین کی موت کی وجہ سے جو مصیبت ہم پر ہے اس میں اللہ ہمارا مددگار ہے اور اس کا شکر ہے کہ اس نے خلافت ایسی عظیم الشان نعمت مجھکو عطا کی اب تم لوگ کھڑے ہو اور میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ یہ پہلا شخص تھا جو ایک ہی وقت میں

اپنے قلب کو خوشی و سرور حزن وملال دونوں سے لبریز پاتا تھا۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام سلولی اٹھا اور اس نے ان اشعار کو پڑھتے ہوئے ولید کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اللہ اعطاك التی لافوقها	وقد اراد الملحدون عوقها
خدا نے تجھے وہ چیز دی جس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں ہے	اگرچہ ملحدین نے اس کے روکنے کی کوشش کی
عنك ویأبی اللہ الاسوقها	الیك حتی قلدوك طوقها
لیکن خدا نے صرف تیرے ہی لئے یہ نعمت رکھی تھی	چنانچہ آج لوگوں نے اس کا ہار تیرے گلے میں ڈالدیا

اس کے بعد پھر تمام لوگوں نے بیعت کی۔ بعض روایت میں ہے کہ ولید نے حمد وثناء کے بعد یہ کہا۔ لوگو! خدا نے جس چیز کی جو میعاد مقرر کی ہے۔ اس سے وہ نہ ایک قدم آگے بڑھ سکتی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ جو کچھ ہوا اس کے حکم اور اس کے علم سے ہوا موت وہ چیز ہے جو انبیاء کرام اور حاملین عرش پر بھی لکھی گئی۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ امیر المومنین کو بلند مرتبہ دیگا۔ اور اس کو اس قوم کی سرپرستی سپرد کی گئی ہے جس پر شریر النفس آدمیوں سے سختی سے پیش آنا اچھے اور صالح لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا شوکت اسلام کو جسطرح اللہ نے قایم کیا ہے باقی رکھنا مناسک حج کی تعلیم دینا اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ دشمنوں پر غارتگری کرنا فرض کیا گیا ہے۔ اور بحمد اللہ وہ ان کاموں کی انجام دہی سے عاجز نہیں ہے۔ اے لوگو۔ تم پر اطاعت فرض ہے۔ اتفاق اور اتحاد ضروری ہے۔ کیونکہ شیطان سرکشوں کے ساتھ رہتا ہے۔ جو شخص تم میں سرکشی کریگا میں اس کی آنکھیں پھوڑ دونگا۔ اور جس نے اس کو پیٹ میں رکھا تو وہ اسی مرض میں مرجائیگا۔ ولید ایک ظالم بادشاہ ہوا۔

قتیبہ کا خراسان میں والی ہونا
اور اس سال کے حالات

اسی سال قتیبہ خراسان میں حجاج کی طرف سے امیر مقرر ہو کر آیا۔ اسوقت مفضل لڑائیوں کے لئے فوج مرتب کر رہا تھا وہاں پہونچنے کے ساتھ ہی اس نے اپنی تقریروں سے لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارا۔ اور پھر ان کو لیکر روانہ ہوگیا مرد میں

جنگی ضرورتوں کے لئے اپنا جانشین ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا اور محکمہ خراج کا افسر عثمان سعیدی کو بنایا۔ جب طالقان پہونچا تو اس کے پاس بلخ کے دہقان ملنے کیلئے آئے۔ اور اس کے ساتھ ہو گئے۔ جب نہر کو عبور کر چکا تو ملک صغانیان تحفہ و تحایف، سونے چاندی کی کنجیاں لیکر آیا اور اپنے شہروں میں آنے کی دعوت دی۔ قتیبہ وہاں پہونچا تو بادشاہ نے تمام شہر اس کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ آخرون اور شومان والے صغانیان کی حکومت سے رقابت رکھتے تھے۔ قتیبہ یہاں سے سیدھا آخرون اور شومان کی طرف روانہ ہو گیا۔ (یہ دونوں طخارستان کے شہر ہیں) ان کے حکمرانوں نے بھی قتیبہ سے فدیہ پر صلح کر لی۔ پھر قتیبہ مرو کی طرف چلا گیا اور فوج پر اپنے بھائی صالح بن مسلم کو جانشین بنا گیا۔ صالح نے اس کے جانے کے بعد کاشان اور اورشت جو فرغانہ کے شہر تھے انکو فتح کر لیا اور اخشکیت قدیم شہر فرغانہ کو بھی قبضہ میں کر لیا۔ صالح کے ساتھ ہی نصر بن سیار بھی تھا جس نے ان معرکوں میں بڑے کارنامے کئے بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ ۸۵ھ میں خراسان پہونچا۔ اور وہاں سے فوج لیکر آخرون، اور شومان کو فتح کیا اور پھر مرو واپس آگیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سال بھر تک خراسان میں مقیم رہا اور نہر بلخ بلخیوں کی وجہ سے عبور نہ کر سکا کیونکہ وہاں کے باشندے اس کے مخالف ہو گئے تھے۔ اُن سے لڑائی بھی کی بہت سے آدمیوں کو قید کیا۔ قیدیوں میں ابو خالد بن برمک کی عورت بھی آگئی تھی۔ اور برمک اسوقت نوبہار میں تھا۔ یہ عورت عبداللہ بن مسلم کے قبضہ میں آئی جو قتیبہ کا بھائی تھا۔ عبداللہ اس سے ہم بستر بھی ہوا تھا۔ اس کے بعد بلخیوں نے قتیبہ سے صلح کر لی تو قتیبہ نے قیدیوں کو واپس کرنے کا حکم دیا۔ برمک کی عورت نے عبداللہ سے کہا اب تو میں تم سے حاملہ ہو چکی ہوں۔ اب کیسے واپس جا سکتی ہوں۔ اس لئے وہ رک گئی۔ عبداللہ بن مسلم قریب مرگ تھا۔ اس نے وصیت کی کہ جو کچھ یہ جنے وہ میری اولاد ہے اس کے بعد برمک کے پاس وہ واپس کر دی گئی۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ مہدی عباسی کے زمانے میں عبداللہ بن مسلم کے بیٹے رے میں خالد کے پاس آئے اور ان لوگوں نے اس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی دعوت دی۔ مسلم بن قتیبہ نے ان سے کہا کہ تم نے اگر اس کو اپنی طرف منسوب کرنے کی دعوت دی اور اس نے اس کو قبول کر لیا تو تمھارے لئے یہ ضرور ہو گا کہ تم ان سے شادی بیاہ کرو اس پر وہ راضی نہیں ہوئے

اور چھوڑ کر چلے گئے برمک طبیب تھا۔

۸۶ھ کے مختلف واقعات

مسلم بن عبدالملک نے روم کے علاقہ پر چڑھائی کی۔ حجاج نے اس سال یزید بن مہلب کو قید کر لیا حبیب بن مہلب کو کرمان کی امارت سے معزول کر دیا۔ عبدالملک بن مہلب کو اپنے شرطہ سے معزول کر دیا۔ ہشام بن اسمٰعیل مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ تمام مشرقی ممالک پر حجاج حاکم تھا۔ عبدالملک کے زمانہ میں اسید بن ظہیر انصاری نے انتقال کیا۔ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت ام سلمہ کا لڑکا تھا اسی سال وفات پائی۔ علقمہ بن وقاص لیثی نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ صحابی تھے قبیصہ بن ذویب نے اسی سال وفات پائی جو ۱ھ میں یہ پیدا ہوئے تھے۔ آنحضرت نے ان کے تالو میں خرما چبا کر گرا تھا۔ یہ عبدالملک کے محکمۂ خاتم کے افسر اعلیٰ تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ عبدالملک ہی کے زمانہ میں سعد بن زید انصاری کا انتقال ہوا۔ آنحضرت کے زمانہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ سلمہ ابن ام سلمہ کا بھی اسی کی زندگی میں انتقال ہوا۔ یہ آنحضرت کے ربیب تھے۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ اسلمی نے بھی اسی سال وفات پائی بعض ۸۷ھ میں بتاتے ہیں۔ یہ غزوہ حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے عبدالملک کے آخری ایام میں ولید بن عبادہ بن صامت انصاری نے انتقال کیا جو عہد نبوی کے آخری زمانہ میں پیدا ہوئے لاحق بن حمید ابو مجاز سدوسی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

۸۷ھ کی ابتداء

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا مدینہ میں حاکم ہونا

ولید نے اس سال ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو (۷) ربیع الاول میں معزول کیا اور اسکی جگہ پر عمر بن عبدالعزیز کو حاکم بنا کر بھیجا ہشام ایک مہینہ یا کچھ دن کم چار برس تک وہاں رہا۔ حضرت عمر اسی مہینہ میں مدینہ پہونچے۔ انکا سازوسامان اسوقت ۳۰ اونٹوں پر لدکر آیا تھا۔ دارمروان میں آکر اترے۔ لوگ سنتے ہی ملاقات کے لئے گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد

انھوں نے فقہاء مدینہ اور با اثر اصحاب کو بلا بھیجا جنکی تعداد دس تھی۔ (۱) عروۃ بن زبیر (۲) ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ (۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود۔ (۴) ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبداللہ بن عمر (۸) عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید یہ تمام لوگ آئے تو حضرت عمر نے ان سے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو ایسے کام کے لئے بلایا ہے جس کا معاوضہ تمھیں خدا دیگا۔ تم ہمارے حق اور سچی باتوں پر مدد کرو۔ میں کسی معاملہ کو بغیر تمھاری رائے کے فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تم سب لوگ موجود نہ ہوئے تو جو اسوقت حاضر ہوگا اس سے ضرور مشورہ لوں گا۔ اور یہ خوب یاد رکھو اگر کسی نے ظلم ہوتے دیکھا یا سنا اور اس کی مجھ کو خبر نہیں دی تو وہ خدا کے نزدیک بہت بڑا مجرم ہوگا۔ یہ لوگ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیتے ہوئے نکلے۔ ولید نے حضرت عمر کو یہ حکم دیا کہ ہشام کو لوگوں کے استغاثہ کے لئے روک لو۔ ولید ہشام سے بدظن بھی تھا۔ ہشام بن اسمعیل علی بن حسین کا پڑوسی تھا لیکن انکو تکلیف پہونچاتا تھا ان سے خائف بھی رہتا تھا۔ علی بن حسین اپنے مخصوص لوگوں کے پاس آئے اور ان کو تاکید کی کوئی ہشام کے متعلق برا کلمہ نہ نکالے۔ اسی وجہ سے ہشام ولید کے حکم کے مطابق لوگوں کے سوالات کے لئے کھڑا کیا جاتا تھا۔ اتفاقاً علی بن حسین اس کی طرف سے گذرے اور اس کو کچھ نہ کہا تو ہشام نے ان کو پکارا اور یہ آیت تلاوت کی

اللہ اعلم حیث یجعل رسالاتہ۔ یعنے جن لوگوں کو خدا پیغمبری دیتا ہے ان کو خوب جانتا ہے

قتیبہ اور نیزک کی مصالحت

جب شومان سے قتیبہ نے صلح کر لی تو اس نے نیزک طرخان صاحب باذغیس کو لکھا کہ مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دو ورنہ میں بری طرح خبر لوں گا۔ نیزک نے ڈر کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے پھر ایک خط سلیم ناصح مولی عبیداللہ بن ابی بکرہ کی معرفت بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تم صلح پر راضی نہیں ہوئے تو میں تم پر چڑھائی کروں گا اور جہاں ہوگے تلاش کر کے لڑوں گا یا تم پر فتح حاصل کرونگا یا مر جاؤں گا۔

سلیم یہ خط لیکر روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر نیزک کو دیا۔ نیزک نے خط دیکھ کر کہا کہ اے سلیم میں تمھارے بادشاہ میں کوئی خیر نہیں دیکھتا۔ اس نے مجھ ایسے شخص کو اس قسم کا خط لکھا جو کبھی لکھا نہیں جا سکتا تھا۔ سلیم نے کہا کہ ہاں وہ حکومت کے معاملات میں سخت ہے۔ لیکن اگر کوئی نرمی سے پیش آئے تو وہ نرم بھی رہتا ہے اور اگر سختی کی جائے تو سخت ہو جاتا ہے۔ بغرضیکہ موقع کے مناسب ہے۔ اس خط کی درشتی آپ کو اصلی کام سے نہ روکے۔ بلکہ آپ کو اسکے نزدیک اپنی عزت قایم کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد سلیم کے ساتھ نیزک کھڑا ہوا اور اہل بادغیس کے لئے قتیبہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ قتیبہ اس علاقہ میں داخل نہ ہوگا۔

غزدۂ روم

یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے رومیوں سے لڑائی کی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو سوسنہ میں جو مصیصہ کے قریب ہے قتل کیا۔ بہت سے قلعے فتح کئے بعض روایت میں ہے کہ مسلمہ نے جنگ نہیں کی تھی بلکہ ہشام بن عبدالملک نے یہ فتوحات حاصل کئے تھے۔ چنانچہ قلعۂ بولق اخرم بوس قمقم کو فتح کیا۔ عجمیوں کے ایک ہزار سپاہیوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

قتیبہ کی لڑائی بیکند میں

جب قتیبہ نے نیزک سے صلح کر لی تو وہ موسم جنگ کا منتظر رہا۔ اور پھر ۸۷ھ میں بیکند پر حملہ آور ہوا۔ بیکند نہر سے بخارا کا قریب ترین شہر ہے جب قتیبہ وہاں پہنچا تو اہل بیکند نے اہل صغد اور ارد گرد کی قوموں سے مدد طلب کی۔ چنانچہ ایک کثیر التعداد جمعیت کے ساتھ مدد کے لئے آپہونچے۔ قتیبہ کے تمام راستوں کو بند کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ قتیبہ کا کوئی قاصد کسی مقام پر نہیں پہونچ سکا۔ دو مہینہ تک خراسان کی حالت بھی نہ معلوم ہو سکی۔ حجاج کو بھی اس کی کوئی خبر نہ ملی اور اس کو فوج کی ہلاکت کا شبہہ ہوا تو اس نے مساجد میں دعا کرنیکا حکم دیا ادھر یہ لوگ روزانہ لڑتے رہے

قتیبہ کے پاس ایک عجمی جاسوس تھا جس کا نام تندر تھا۔ اہل بخارا نے اس کو رشوت دی کہ وہ قتیبہ کو سمجھا بجھا کر کسی طرح واپس کر دے۔ تندر قتیبہ کے پاس آیا اور خفیہ طریقہ پر کہا کہ حجاج عراق سے معزول کر دیا گیا ہے اور خراسان پر دوسرا حاکم آیا ہے اس لئے آپ لوگوں کو لیکر جلد واپس ہو جائیے۔ قتیبہ نے فوراً اس کو اس خطرہ پر مار ڈالا کہ اگر یہ خبر مشتہر ہو گئی تو لوگوں کو یہیں ہلاکت کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اس کے بعد اپنی فوج کو ایک شدید جنگ کرنے کے لئے ابھارا۔ جب اس کی فوج نے تازہ دم ہو کر جنگ کی تو کفار شہر کی طرف منہزم ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ جو سامنے آتا اس کو قتل کرتے یا قید کر لیتے۔ یہ شہر میں گھسے تو قتیبہ نے شہر کی فصیل کو منہدم کرنیکا حکم دیا۔ اہل شہر نے جب یہ دیکھا تو صلح کی خواہش کی۔ قتیبہ نے قبول کر لیا۔ اور وہاں اپنا عامل بنایا۔ اور واپس ہو گیا۔ تقریباً ۵ فرسخ بھی نہ گیا ہو گا کہ کفار نے صلح توڑ دی اور عامل کو اور اس کے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔ مجبوراً پھر قتیبہ لوٹا۔ اور اس مرتبہ ان کی فصیل کو نقب لگا کر منہدم کر دیا۔ پھر مصالحت کی انھوں نے خواہش کی۔ لیکن قتیبہ نے ایک نہیں سنا بلکہ شہر میں داخل ہو کر سپاہیوں اور فوجیوں کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدہ آدمیوں میں سے ایک شخص کانا تھا جس نے ترکوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا تھا اس نے قتیبہ سے کہا کہ میں ۵ ہزار ریشمی کپڑے فدیہ میں دیتا ہوں جن کی قیمت دس لاکھ ہوگی۔ قتیبہ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو انھوں نے کہا کہ اموال غنیمت میں ایک زیادتی کی صورت ہے اور اس کی دغابازی کا خطرہ بھی نہیں ہے لیکن قتیبہ نے کہا کہ کوئی مسلمان اب تیرے پھندے میں نہیں آسکتا۔ اور پھر قتل کر ڈالا یہاں غنیمتیں بہت ہاتھ آئیں۔ جانور اسلحہ سونے چاندی کے ظروف اسقدر دافر ملے کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ کبھی خراسان کو ایسی غنیمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے دل ان فتوحات اور غنائم کی وجہ سے سیر و آسودہ ہو گئے تھے۔ غنائم کی تقسیم کی خدمت قتیبہ نے عبداللہ بن والان عدوی کے سپرد کی تھی جو بنی ملکان سے تھا۔ قتیبہ ان کو امین ابن الامین کے لقب سے یاد کرتا تھا کیونکہ یہ خود بھی امین تھے اور ان کے والد بھی امین تھے۔ والان جو عبداللہ کے والد تھے ان کا ایک قصہ مشہور ہے وہ یہ کہ مسلم باہلی قتیبہ کے والد نے والان سے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے جس کو میں تمھارے پاس امانتاً رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر دوسرا

کوئی نہ جان سکے والان نے کہا کہ اپنے کسی معتمد آدمی کے ذریعہ سے فلاں فلاں مقام پر بھیجدو۔ اور جب وہاں پر وہ کسی آدمی کو دیکھے تو مال رکھکر واپس چلا جائے۔ مسلم نے ایک خرجی میں اس مال کو رکھا اور ایک خچر پر لاد دیا۔ اور اپنے غلام سے کہا کہ اس مال کو فلاں مقام پر لے جاؤ۔ اور جب کسی آدمی کو بیٹھا دیکھو تو خچر چھوڑ کر چلے آؤ۔ غلام نے ایسا ہی کیا۔ اس مقام پر والان پہلے ہی پہونچ گیا تھا اور منتظر بیٹھا رہا۔ لیکن جب دیر ہوئی تو اس خیال سے کہ کوئی وجہ مانع ہوگی اسوجہ سے وہ نہ آسکا، وہاں سے چلا گیا اسکے جانے کے بعد ایک دوسرا شخص اسی مقام پر آیا جو بنی تغلب سے تھا۔ یہ غلام پہونچا تو اس نے واقعتاً ایک آدمی کو دیکھا اور خچر چھوڑ کر چلا آیا۔ تغلبی نے خچر اور مال اپنے قبضہ میں کیا اور گھر لے گیا۔ مسلم کو یہ یقین تھا کہ مال والان کے پاس ہوگا اس لئے کبھی دریافت بھی نہیں کیا جب اس کو ضرورت پڑی تو اس سے اپنا مال مانگا۔ والان نے کہا کہ میرے پاس تمھارا مال نہیں ہے اور تم نے دیا کب تھا جو مانگتے ہو۔ مسلم یہ جواب سنکر والان کی شکایت ہر شخص ناکس سے کرنے لگا۔ ایک دن اس تغلبی کے سامنے ہی کہہ رہا تھا تو تغلبی نے اس سے علحدہ ہوکر پوچھا کہ کونسا مال تھا۔ مسلم نے تمام واقعہ کی اطلاع دی۔ تو تغلبی نے مسلم کو ساتھ لاکر اس کا مال اسکے حوالہ کردیا۔ اور واقعہ سے آگاہ کیا۔ پھر مسلم جب سے ملتا والان کی معذوری کو ظاہر کرتا۔ قتیبہ بیکند کی فتح سے فارغ ہوکر مرو چلا گیا۔

۸۷ھ کے مختلف واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مدینہ میں ابوبکر بن عمرو بن حزم قاضی تھے۔ عراق اور خراسان پر حجاج حاکم تھا۔ بصرہ میں حجاج کی طرف سے جراح بن عبداللہ حکمی عامل تھا۔ اور بصرہ کے قاضی عبداللہ بن اُذینہ تھے۔ اور کوفہ کے قاضی ابوبکر بن موسیٰ اشعری تھے۔ عبیداللہ بن عباس نے اسی سال مدینہ میں وفات پائی اور بعض نے یمن میں ان کی وفات کے متعلق روایت کی ہے۔ یہ عبداللہ بن عباس سے ایکسال چھوٹے تھے۔ مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے اسی سال طاعون میں بصرہ میں وفات پائی۔ مقدام بن معدیکرب نے اسی سال انتقال کیا۔ اور وہ صحابی تھے اور بعض نے ۹۱ھ میں روایت کی ہے۔ امیہ بن عبداللہ بن اسید سابق والی خراسان نے بھی انتقال کیا۔

۸۸ھ کی ابتداء
شہر طوانہ کا مفتوح ہونا

مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید بن عبدالملک نے ملکر علاقہ روم میں جنگ کی ولید نے آرمینیہ کے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ وہ ملک روم کو لکھ بھیجے کہ خزر اور دوسرے سلاطین ارمینیا نے اُس پر حملہ کا ارادہ کیا ہے۔ ملک آرمینیہ نے اسی مضمون کا ایک خط روم کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد ولید نے شامی فوجوں کو پورے ساز و سامان کیساتھ جزیرہ ہوتے ہوے روم کی طرف روانہ کردیا۔ وہاں جاکر انھوں نے رومیوں سے خوب لڑائی کی اور ان کو شکست بھی دی لیکن رومیوں نے جب دوبارہ حملہ کیا تو اس میں مسلمانوں نے ہزیمت اٹھائی۔ عباس بن ولید چند آدمیوں کے ساتھ کھڑا رہگیا اور باقی سب بھاگ گئے جن میں ابن محیریز جمحی بھی تھا۔ عباس نے اس سے کہا کہ وہ اہل قرآن کہاں گئے جو جنت کے مشتاق ہیں، ابن محیریز نے کہا آپ پکارئے تو وہ آئیں گے عباس نے للکارا کہ اے اہل قرآن ادھر آؤ اتنا کہنا تھا کہ بکھرا ہو شیرازہ پھر مجتمع ہوگیا۔ اور خدا کی قدرت سے مسلمانوں نے فتح پائی۔ رومی شکست کھاکر شہر میں بھاگے اور مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا، جمادی الاولیٰ میں اس کو فتح کرلیا۔ بقول بعض اسی سال ولید بن یزید بن عبدالملک پیدا ہوا۔

مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر

اس سال ولید نے ربیع الاول میں حضرت عمر بن عبدالعزیز حاکم مدینہ کو یہ لکھا کہ ازواج مطہرات کے حجروں کو مسجد نبوی میں شامل کردو۔ اور آس پاس کی زمینیں بھی خریدلو تاکہ مسجد کا عرض ۲ سو ہاتھ اور طول ۲ سو ہاتھ ہوسکے۔ ولید نے یہ لکھا۔ اگر تمھارے بس میں ہو تو قبلہ کی جہت میں مسجد کو آگے بڑھاوو۔ تم اُس کو بخوبی انجام دےسکتے ہو کیونکہ وہ جگہیں تمھارے ماموں کی ہیں اور غالباً وہ تم سے اس معاملہ میں کوئی تعارض نہ کریں گے جو لوگ زمینوں کے دینے پر راضی نہوں ان کو مناسب قیمتیں دیدو اور مکانات کو منہدم کردو ایسا کرنے میں تمھارے لئے حضرت عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی سنت ہوگی حضرت عمر کو جب خط ملا تو انھوں نے تمام آدمیوں کو بلا بھیجا اور ولید کا یہ خط

پڑھکر سنایا۔ لوگ قیمت پر راضی ہوگئے تو حضرت عمر نے سب کو قیمتیں چکا دیں پھر تمام لوگ حرم نبوی کے مکانات کے منہدم کرنے میں مصروف ہوئے۔ اس کے بعد شام سے ولید نے مشہور معماروں کو بھیجا۔ اور ملک روم کو لکھ بھیجا کہ میں نے مسجد نبوی کی کو دوبارہ تعمیر کے لئے اس کو منہدم کرا دیا ہے ملک روم نے ایک لاکھ مثقال سونا اور سو معمار اسی کام کے لئے بھیجا۔ اور فسیفسا سے ۴۰ اونٹ پر تمام ساز و سامان لادکر روانہ کیا۔ ولید نے ان تمام چیزوں کو مدینہ بھیجدیا۔ ایک دن حضرت عمر اور تمام بڑے بڑے لوگ مجتمع ہوئے اور اسی دن مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اور پھر اس کی تعمیر شروع ہوگئی۔ بعض روایت میں ہے کہ اسی سال مسلمہ بن عبد الملک نے جو روم میں لڑائی کی اس میں قلعہ قسطنطین غزالہ اور اخرم کو فتح کر لیا۔ تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جو مستعربہ تھے قتل کیا اور غنیمت حاصل کی۔

نوشکث اور راشنہ کی لڑائی

بعض روایتوں میں ہے کہ قتیبہ ابن مسلم نے نوشکث پر حملہ کیا اور مرو میں اپنا جانشین اپنے بھائی بشار بن مسلم کو بنایا۔ نوشکث کے باشندوں نے بغیر کسی لڑائی کے صلح کر لی اس کے بعد راشنہ میں پہونچا وہاں کے لوگوں نے بھی مصالحت کر لی۔ لیکن ترک اور اہل صغد اور فرغانہ کے لوگ دو لاکھ کی تعداد میں مجتمع ہوئے جن کا سردار ملک کور نغابون تھا جو بادشاہ چین کا بھانجا تھا۔ اور یہ سب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ راستہ ہی میں عبد الرحمٰن بن مسلم، قتیبہ کے بھائی سے لڑائی چھڑ گئی جو فوج کے آخری حصہ پر تھے۔ قتیبہ اور ان کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ جب ترک قریب پہونچے تو عبد الرحمٰن نے قتیبہ کو اطلاع دی۔ لیکن جب تک قتیبہ پہونچے لڑائی شروع ہوگئی۔ اور اس نے عبد الرحمٰن کو ترکوں سے لڑتے دیکھا۔ بلکہ یہ وقت قریب تھا کہ ترک مسلمانوں پر غلبہ پا جائیں لیکن جب لوگوں کی نظریں قتیبہ پر پڑیں تو انکی ہمتیں بڑھ گئیں۔ ظہر کے وقت تک خوب زوردار لڑائی ہوئی آخر میں ترک ہار گئے اس جنگ میں نیزک نے جو قتیبہ کے ساتھ تھا بڑی بہادری سے ترکوں کا مقابلہ کیا۔ اسکے بعد قتیبہ نے ترمذ کے قریب نہر کو عبور کیا اور مرو واپس آگیا۔

ولید کے رفاہ عام کے کام

اس سال ولید نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو راستوں اور کنوؤں کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ

مدینہ میں ایک فوارہ بناؤ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ میں ایک اچھا فوارہ بنایا اور اس کا پانی جاری کر دیا۔ جب ولید نے حج کیا تو اس فوارہ کا معاینہ کیا اور دیکھکر بہت خوش ہوا اور نگہبان مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ اس کی حفاظت کریں اور تمام اہل مسجد کو اس سے سیراب ہونیکا حکم دیا۔ صرف مدینہ ہی میں نہیں بلکہ اپنی مملکت کے تمام مقامات پر سڑکوں کی درستی اور کنوؤں کی تعمیر کا حکم دیا۔ جذامیوں کو بھیک مانگنے سے سخت ممانعت کی اور ان کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کر دئے۔

سنہ ۸۸ھ کے مختلف واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حج کیا۔ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ سلوک کیا اور قربانی کے لئے اونٹ بھی بھیجے۔ انھوں نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب تنعیم میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ مکہ میں پانی کی سخت قلت ہے اور وہاں کے لوگوں کو خوف ہے کہ حاجیوں کو پیاس کی تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ حضرت عمر نے سبھوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ چلو خدا سے دعا کریں۔ سبھوں نے ملکر دعا کی۔ چنانچہ خانۂ کعبہ تک نہ پہونچے ہوں گے کہ ابر رحمت نے پیاسوں کو سیراب کرنا شروع کیا۔ یہی نہیں بلکہ وادی میں نہریں جاری ہوگئیں۔ حتی کہ اس کی کثرت سے لوگ خائف ہونے لگے۔ یہ باران رحمت مکہ اور عرفہ کے تمام مقامات پر ہوئی جس سے تمام زمینیں سرسبز ہوگئیں۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال عمر بن ولید بن عبدالملک نے حج کیا تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے سہل بن سعد ساعدی نے اسی سال وفات پائی جن کی عمر سو برس کی تھی اور بعض سنہ ۹۱ھ میں انکی وفات بتاتے ہیں عبداللہ بن بسر مازنی نے اسی سال انتقال کیا، یہ مازن بن منصور کے قبیلہ سے تھے۔ اور یہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے دونوں قبلوں (یعنی بیت المقدس وکعبہ) کی طرف نماز پڑھنے کا فخر حاصل کیا ہے۔ سرزمین شام میں صحبت نبوی کا یہ آخری چراغ تھا جو گل ہوا۔

سنہ ۸۹ھ کی ابتداء
غزوۂ روم

بعض روایتوں کے مطابق اس سال مسلمہ بن عبدالملک اور عباس بن ولید نے

روم میں لڑائی ہوئی مسلمہ نے قلعہ عموریہ اور عباس نے قلعہ ادرولیہ فتح کیا۔ روم کی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن وہ شکست کھا گئی بعض روایت میں ہے کہ مسلمہ نے عموریہ کا قصد کیا اور وہاں کی فوج کو شکست دیکر فتح کیا اور ہرقلہ اور قمونیہ کو بھی قبضہ میں کیا۔ اور عباس نے بذندوں کے قریب لڑائی کی

قتیبہ کا بخارا پر حملہ کرنا

اس سال قتیبہ کے پاس حجاج کا ایک خط آیا جس میں اس کو وردان خذاہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اسی غرض سے روانہ ہوا لیکن نہر پار کر کے راستہ ہی میں صغد نسف کش کے لوگوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ ان کو شکست دے کر بخارا کی طرف بڑھا خرقانہ سفلی میں مقیم ہوا جو وردان کے داہنے جانب واقع ہے وہاں بھی مسلسل دو دن دو رات لڑائی کرنی پڑی۔ آخر میں کامیاب ہوا تو بخارا کی طرف چلا۔ لیکن ملک بخارا سے جیت نہ سکا اور مجبوراً مرو واپس آیا۔ حجاج کو واقعہ کی اطلاع دی حجاج نے لکھا کہ ان مقامات کا نقشہ کھینچکر میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ قتیبہ نے نقشہ کھینچکر بھیجدیا۔ حجاج نے لکھا کہ تم نے جو غلطی کی ہے اس کی خدا سے معافی مانگو اور ان راستوں سے تم بخارا پر حملہ کرو اور لکھا کہ اہل کش کو پیس ڈالو اور اہل نسف کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدو اور پھر وردان پر حملہ کرو۔ محاصرہ سے بچتے رہو اور راستے کی گھاٹیوں کو چھوڑتے جاؤ بعض روایت میں ہے کہ ۹۰ھ میں بخارا فتح ہوا۔

خالد بن عبداللہ قسری کا مکہ میں والی ہونا

بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد بن عبداللہ قسری مکہ کا حاکم بنایا گیا۔ وہاں پہونچکر اس نے یہ تقریر کی۔ لوگو انسانوں کا خلیفہ افضل ہے یا اللہ کا رسول خلیفہ کی عظمت تم نہیں جانتے حضرت ابراہیم نے خدا سے پانی مانگا تو اس نے کھاری اور شور پانی سے سیراب کیا اور ہمارے خلیفہ نے جب پانی مانگا تو اس کو خدا نے شیریں پانی سے سیراب کیا یعنی کھاری پانی سے زمزم کا پانی اور شیریں سے اس کنویں کا پانی جس کو ولید نے حجون کی گھاٹیوں میں طوی کی گھاٹی پر بنوایا تھا۔ یہاں سے پانی لے جاکر زمزم کے قریب ایک حوض میں جمع کیا جاتا تھا۔ تاکہ اس کی فضیلت زمزم پر ثابت ہو۔ لیکن شان خداوندی

نے یہ رنگ دکھایا کہ وہ کنواں خراب ہو گیا اور اس کا پانی بھی خشک ہو گیا بلکہ اُسکا بھی
پتہ نہیں کہ وہ کس مقام پر تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ خالد ۱۹۱ھ میں والی ہو کر یہاں آیا
اور بعض ۱۹۴ھ میں بیان کرتے ہیں ہم نے اس کا تذکرہ وہاں کر دیا ہے۔

ذاھر ملک سندھ کا قتل

اس سال محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی نے ذاھر بن صعصہ ملک سندھ کو
کو قتل کیا (حجاج اور محمد تیسری پشت میں حکم سے ملتے ہیں) محمد نے ذاھر کو قتل کر کے اُسکے
ملکوں کو بھی فتح کر لیا۔ حجاج نے محمد بن قاسم کو اس سرحد کا عامل بنا کر بھیجا۔ اور ۶ ہزار
فوج اُس کے ساتھ کی۔ ضروریات کی تمام چیزیں مہیا کر دیں حتیٰ کہ سوئی، تاگا وغیرہ کا بھی
انتظام کیا۔ محمد وہاں سے مکران آیا اور چند دن رہکر قنزبور آیا اور اس کو فتح کر کے ارمائیل
کو قبضہ میں کیا اور پھر جمعہ کے دن دیبل کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاقاً اسی روز وہ کشتیاں
بھی آگئیں جن پر فوج ہتھیار اور تمام ساز وسامان لدا ہوا تھا۔ جب وہ وہاں پہونچ گیا تو اس نے
خندق کھودی اور فوجیں اپنی اپنی جگہ پر مرتب ہو کر مقیم ہو گئیں۔ ایک منجنیق گاڑی گئی جسے
اس زمانہ میں عروس کہا جاتا تھا تقریباً پانسو آدمی اسکو کھینچتے تھے۔ دیبل میں ایک بہت
بڑا بت تھا جس پر ایک گنبد بنا ہوا تھا۔ اور اس پر سرخ جھنڈا نصب کیا ہوا تھا جب ہوا چلتی
تھی تو وہ شہر کے چاروں طرف اڑتا تھا۔ وہ بت ایک بڑی عالیشان عمارت میں رکھا گیا تھا
جو اس منارہ کے نیچے بنی تھی اور اسی منارہ پر وہ برج تھا جس پر یہ جھنڈا نصب کیا گیا تھا
لوگ اس بت کی پوجا کرتے تھے محمد ایک عرصہ تک محاصرہ کئے پڑا رہا۔ ایک دن اس
برجی پر اس نے منجنیق کے ذریعہ سے پتھر پھینکا۔ جس کے صدمہ سے وہ گر پڑی۔ کفار نے
اس کے گرنے سے بدفالی لی، محمد کی ہمت بڑھ گئی، اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ کفار بھی
مقابلہ کے لئے نکلے۔ مگر شکست کھا کر شہر میں بھاگ گئے۔ محمد نے اس عمارت میں زینے
لگوا کر لوگوں کو اندر جانے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے بنی مراد کا کوئی آدمی تھا جو کوفہ کا باشندہ
تھا اس میں داخل ہوا۔ اور پھر تمام آدمی اندر اترے۔ اور اس طرح شہر بزور شمشیر فتح ہوا
تین دن تک شہر میں قتل عام ہوتا رہا۔ ذاھر کا عامل بھاگ گیا۔ تو محمد نے ۴ ہزار آدمیوں کو
وہاں ٹھرایا اور وہاں ایک جامع مسجد بنائی۔ اس کے بعد محمد یہاں سے بیروں کی طرف

روانہ ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے سفراء بھیجکر حجاج سے پہلے ہی مصالحت کرلی تھی۔ اور اب وہ لوگ سامان رسد لیکر محمدؒ سے ملنے آئے اور اس کو اپنے شہر میں لے گئے۔ محمدؒ نے بہت سے شہروں کو فتح کرنے کے بعد نہر مہران کا قصد کیا وہاں اہل سربیدس نے صلح کرلی۔ اور ان پر خراج کی ادائگی بھی متعین کردی گئی۔ یہاں سے شہبان گیا اور اسکو فتح کرکے نہر مہران کی طرف چلا راستہ میں ایک جگہ پر مقیم ہوا۔ ذاھر کو اس کی اطلاع ہوی تو وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے طیار رہوا۔ محمدؒ نے ایک فوج سدوستان کی طرف بھیجی وہاں کے باشندوں نے بھی صلح کرلی اور ان پر خراج مقرر کردیا گیا۔ اس کے بعد پل مرتب کرکے اس نے نہر مہران کو عبور کیا اور بلاد راسل کے قریب پہونچا۔ ذاھر بھی اسی طرف چھپا تھا۔ اتفاق سے اسی مقام پر مڈبھیڑ ہوگئی۔ ذاھر ہاتھی پر سوار تھا اور بھی بہت سے ہاتھی تھے۔ ہاتھی کو بڑے بڑے زبردست اور بہادر سردار اپنے حلقہ میں لئے ہوئے تھے۔ دونوں فوجوں میں خوب معرکہ آرائی ہوئی۔ ذاھر جب مجبور ہوا تو ہاتھی پر سے اتر کر لڑنے لگا لیکن شام کے وقت مارا گیا۔ اور باقی نے بھی شکست کھائی۔ جہاں پایا، مسلمانوں نے بے دریغ قتل کیا۔ ذاھر کا قاتل یہ کہتا ہے۔

الخیل تشھد یوم ذاھر و القنا ومحمد بن القاسم بن محمد

ذاھر کی لڑائی کے دن گھوڑے سوار اور نیزے اور محمدؒ بن قاسم بن محمدؒ اسبات کے شاہد ہیں

انی فرجت الجمع غیر معرد حتی علوت عظیمھم بمھند

کہ میں نے بلا کسی پریشانی اور اضطراب کے لشکر میں ایک کھلبلی مچادی یہاں تک کہ اُن کے سب سے بڑے سردار کے سر پر ایک ہندی تلوار لیکر پہونچا۔

فترکتہ تحت العجاج مجندلا متعفر الخدین غیر موسد

پھر میں نے اسکو گرد وغبار میں لپٹا ہوا چھوڑ دیا اسکے دونوں رخسار سے خاک آلود تھے اور وہ بغیر کسی تکیہ کے پڑا تھا

جب ذاھر مقتول ہوگیا تو محمدؒ نے بلاد سندھ پر قبضہ کرلیا اور شہر راور کو بھی فتح کرلیا۔ یہاں ذاھر کی بیوی رہتی تھی۔ جب اس نے سنا کہ ذاھر قتل ہوگیا ہے تو وہ اس خوف سے کہ وہ قید ہوجائیگی خود اپنی تمام لونڈیوں کو لے کر آگ میں جل گئی اور تمام مال و دولت خدم و حشم سب کو جلا کر خاک کردیا۔ محمدؒ یہاں سے برھمنا باذ کی طرف چلا اور یہ منصورہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ اسوقت منصورہ میں کوئی آبادی نہ تھی۔ بلکہ جنگل تھا منہزم شدہ کفار نے

یہیں آکر پناہ لی۔ محمد نے برھمناباذ میں لڑائی کی اور شہر کو فتح کر لیا بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ عمارتوں کو منہدم کر دیا۔ پھر روڑ اور لغر ور جا رہا تھا کہ باشندگان ساوندری ملے انھوں نے محمد سے صلح کر لی لیکن محمد نے یہ شرط کی کہ تمام مسلمانوں کی تم ضیافت کرو۔ اُن لوگوں نے بسر و چشم قبول کیا اُس کے بعد وہاں کے لوگ مسلمان بھی ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بسمد کی طرف گیا اور وہاں کے لوگوں نے بھی صلح کر لی یہیں سے روڑ گیا۔ روڑ سندھ کے شہروں میں سے تھا جو پہاڑ پر تھا۔ محمد نے کئی مہینے تک محاصرہ کیا اور آخر میں صلح ہو گئی وہاں سے وہ سکہ فتح کر کے نہر بیاس کی طرف گیا اور اس کو عبور کر کے ملتان پہونچا۔ وہاں کے باشندوں سے بھی لڑائی کی اور وہ شکست کھا کر شہر میں گھس گئے۔ جسکے بعد محمد نے محاصرہ کر لیا۔ ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کو یہ مشورہ دیا کہ یہ پانی جو شہر کے اندر جاتا ہے اس کو بند کر دو۔ محمد نے بند کرا دیا۔ شہر والے پیاس سے تڑپنے لگے۔ اور بے حد مضطر ہو گئے۔ مجبوراً محمد کے سامنے انھوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ فوجیوں کو قتل کر ڈالا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ بتوں کے تمام پجاریوں کو گرفتار کر لیا۔ کل ۶ ہزار قیدی تھے۔ مال غنیمت بہت حاصل ہوئے۔ صرف سونا ۱۰ ہاتھ طول اور ۸ ہاتھ عرض کی جگہ میں جمع کیا گیا تھا۔ اس وجہ سے ملتان کو اہل عرب فرج بیت الذہب اور فرج الثغر کہتے تھے یعنی سونے کی کان تھا۔ ملتان کے بت پر سونے چاندی کے زیورات نذرانے چڑھائے جاتے تھے۔ اور انکی زیارت کر کے اپنے سر اور ڈاڑھی مونڈوا دیتے تھے اور اس بت کے سامنے گریہ وزاری کرتے تھے اور ان کو حضرت ایوب (علیہ السلام) کا بت سمجھتے تھے۔ غرضکہ یہاں بہت بڑے فتوحات حاصل ہوئے۔ حجاج نے جب اُن تمام مصارف کا تخمینہ کیا جو سندھ کی لڑائیوں میں صرف ہوئے تھے تو ۶۰ لاکھ درہم ہوئے۔ اور جب غنیمتوں کا حساب کیا تو ایک کرور ۲۰ لاکھ ہوئے۔ اس پر اُس نے کہا کہ خیر ۶۰ لاکھ کا منافع ہوا۔ اور اپنا انتقام بھی لے لیا یعنی ذاھر قتل ہو گیا۔ اسی کے بعد حجاج کا انتقال ہو گیا۔ محمد کا تذکرہ ان شاء اللہ حجاج کی وفات کے بیان میں کروں گا۔

موسیٰ بن نصیر کا افریقہ میں حاکم ہونا

ولید بن عبدالملک نے اس سال موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ موسیٰ کے

والد نصیر حضرت معاویہ کے حرس (باڈی گارڈ) کے افسر اعلیٰ تھے۔ جب حضرت معاویہ جنگ صفین کے ارادہ سے نکلے۔ تو نصیر انکے ساتھ نہیں گئے۔ حضرت معاویہ نے پوچھا کہ میرے ساتھ حضرت علیؓ سے لڑنے کیوں نہیں چلتے۔ حالانکہ ہم نے تم پر بہت بڑے بڑے احسانات کئے ہیں۔ نصیر نے جواب دیا کہ میں اسکے ساتھ کفران کرنے میں تمھارا ساتھ نہیں دے سکتا جو تم سے زیادہ قابل شکریہ ہے۔ یعنی خدائے عز وجل۔ معاویہ خاموش ہو گئے۔ بہرحال موسیٰ حاکم ہو کر افریقہ پہونچے۔ وہاں صالح قایم مقام تھا جس کو حسان نے بنا دیا تھا۔ بربری حسان کے واپسی کے بعد ملک کے فتح کے لئے پھر بے تاب ہو رہے تھے۔ موسیٰ نے وہاں پہنچتے ہی صالح کو معزول کیا اور اُسے یہ معلوم ہوا کہ اطراف و جوانب میں ایسی جماعتیں ہیں جو سرکشی کے لئے آمادہ ہیں۔ چنانچہ اُس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو انکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ عبداللہ نے لڑکر ان گروہوں کو شکست دی اور ایک ہزار آدمیوں کو قید کر لیا۔ وہاں سے وہ جزیرہ میورقہ کی طرف آیا اور بے شمار غنائم حاصل کر کے صحیح و سالم واپس آگیا۔ موسیٰ نے پھر اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو بھیجا جس نے دوسری جماعتوں سے جنگ کی۔ اس میں فتحیاب ہوا اور قیدیوں کو لیکر لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد خود موسیٰ نے ایک قوم پر چڑھائی کی۔ وہاں بھی کامیابی ہوئی۔ اور اتنا ہی مال غنیمت حاصل ہوا صرف خمس کے قیدی ۶۰ ہزار تھے۔ کسی شخص نے نہیں سنا تھا کہ کبھی اتنے قیدی حاصل ہوئے ہوں۔ کچھ دنوں کے بعد افریقہ میں سخت قحط پڑا۔ گرانی نے ایک عجیب آفت مچائی موسیٰ نے صلوٰۃ استسقا پڑھی اور ایک خطبہ سنایا۔ مگر اس میں ولید کا ذکر تک نہ کیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ کسی کے لئے دعا نہیں کی جا سکتی اور نہ خدا کے سوا کسی کی یاد کی جا سکتی ہے۔ اس دعا کے بعد خدا کے فضل سے بارش ہوئی اور گرانی ارزانی سے بدل گئی۔ اس کے بعد موسیٰ نے طنجہ کی طرف قدم بڑھایا۔ وہاں بربریوں کی بقیہ جماعتیں آباد تھیں موسیٰ کی آمد کی خبر سنکر وہ بھاگے لیکن موسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے خوب درست کیا اور اسی طرح وہ سوس ادنیٰ تک پہونچ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے کوئی مدافعت نہیں کی۔ بلکہ بربریوں نے امان طلب کی اور مطیع ہو گئے۔ موسیٰ نے طنجہ پر اپنے مولیٰ طارق بن زیاد کو عامل بنا دیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی فوج رکھدی جس میں اکثر بربری تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے

معلمین قرآن اور علماء ساتھ کر دئے۔ اور پھر وہاں سے افریقہ واپس آیا۔ راستہ میں قلعہ مجانہ سے گذرا تو وہاں کے باشندے قلعہ میں گھس گئے۔ موسیٰ نے بشر بن فلاں کو ان پر محاصرہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور خود واپس آگیا۔ بشر نے اس قلعہ کو فتح کر لیا اور اس کے بعد سے اس کا نام قلعہ بشر پڑ گیا۔ بہر حال اب افریقہ ہر طرف سے مامون ہو گیا کسی کو سر اٹھانے کی طاقت نہیں رہی بعض روایت میں ہے موسیٰ کو ۷۸ھ میں عبدالعزیز بن مروان نے افریقہ کا حاکم بنایا۔ اور اس وقت عبدالعزیز عبدالملک کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔

۸۹ھ کے مختلف واقعات

مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے آذربیجان کے قریب لڑائی کی۔ اور بہت سے قلعے اور شہر فتح کئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے جنکا ذکر ہو چکا ہے۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر عذری حلیف بنی زھرہ نے اس سال انتقال کیا۔ ان کی پیدائش ہجرت سے چار برس پیشتر ہوئی تھی اور بعض ۶ھ میں ان کی پیدائش بتاتے ہیں۔ ظلیم مولیٰ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ میں وفات پائی۔ (ظلیم بفتح ظاء وکسر لام)۔

۹۰ھ کی ابتداء
بخارا کی فتح

ہم حجاج کے اس خط کا تذکرہ کر چکے ہیں جو قتیبہ کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ وہ بخارا کے بادشاہ وردان خذاہ سے واپسی کی وجہ سے توبہ کرے۔ اور فلاں فلاں راستہ سے پھر حملہ کرے۔ جب یہ خط قتیبہ کو ملا تو اس نے ۹۰ھ میں بخارا کا رخ کیا بادشاہ وردان خذاہ نے صغد اور آس پاس کے ترکوں کو بہت ابھارا تو وہ اس کی مدد کے لئے آئے۔ لیکن ان کے پہونچنے کے قبل قتیبہ نے آکر شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جب ترکوں کی امدادی فوج پہونچی تو اہل بخارا بھی میدان میں آگئے۔ بنو ازد نے قتیبہ سے کہا کہ ایک جانب ہم لوگوں کو لڑنے دیجئے۔ قتیبہ نے کہا کہ اچھا تو آگے بڑھو۔ بنو ازد نے سبقت کی اور خوب جم کر لڑے لیکن آخر میں انھوں نے ایسی شکست

کھائی کہ میدان سے بھاگے اور سیدھے اپنے فوجی خیموں میں گھس آئے۔ کفار نے
اُن کا پیچھا کیا اور مارتے پیٹتے یہاں تک لے آئے۔ بلکہ آگے بڑھ گئے، عورتوں نے
جب مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو گھوڑوں کے سُموں پر مارنا شروع کیا اور رونے لگیں
اس صدائے غیب نے مسلمانوں کے دلوں میں پھر ہمت پیدا کر دی اور انھوں نے
پلٹ کر کفار پر بڑا زوردار حملہ کیا۔ میمنہ اور میسرہ نے بھی یورش کی اور کفار کو پیچھے ہٹا دیا
ترک ایک اُونچے مقام پر جا کر رکے۔ قتیبہ نے کہا کہ اُن کو یہاں سے کون ہٹاتا ہے
کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو قتیبہ نے بنو تمیم سے کہا کہ گذشتہ کارنامہائے زندگی کی
طرح آج بھی ایک بڑا کارنامہ ہے۔ ہمت باندھکر اٹھو۔ وکیع نے جو انکا سردار تھا فوراً
جھنڈا لیا اور کہا کہ اے بنو تمیم کیا تم میدان میں ہمکو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے انھوں نے
جوابدیا کہ نہیں اے ابو مطرف، ھریم بن ابی طلحہ بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا اور وکیع
ان تمام کا سپہ سالار تھا۔ وکیع نے کہا کہ آئے حریم اپنی جماعت کو آگے بڑھاؤ اور جھنڈا
اُس کے سپرد کر دیا۔ حریم آگے بڑھا اور وکیع پیادہ فوج کو لیکر پیچھے چلا۔ حریم نہر پر رک
گیا۔ جو ترکوں کے درمیان حایل تھی۔ وکیع نے پکارا کہ اے حریم آگے بڑھو۔ حریم
نے وکیع کو ایک غصہ کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ پوری جماعت کو اس میں ہلاک کر دوں۔
وکیع بگڑا اور کہا کہ اے بدعورت کے بچے میرے حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ آہستہ سے
اس پر ایک گرز سے ٹھیس ماری بہرحال حریم نے نہر عبور کر لیا۔ وکیع جب قریب پہونچا
تو انہوں نے اس پر ایک لکڑی کا پل بنا دیا۔ اور کہا کہ جو مرنے کے لئے مستعد ہے وہ نہر
کو عبور کر جائے اور جو موت سے ڈرتا ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے آٹھ سو آدمیوں
نے نہر کو عبور کیا۔ جب دشمنوں کے قریب پہونچے تو وکیع نے حریم سے کہا کہ میں ان سے
مقابلہ کرتا ہوں اور تم ان کو اپنی جماعت کے ساتھ روکے رہو۔ وکیع نے اُن پر حملہ کیا
اور ان کو پیچھے ہٹا دیا اور حریم نے بھی اپنے دستہ کے ساتھ حملہ کیا۔ اور ان دونوں نے
ملکر ترکوں کو اس ٹیلہ سے نیچے اتار دیا۔ قتیبہ نے اپنی فوج کو کہا کہ دیکھو دشمن شکست
کھا رہے ہیں۔ ابھی ایک شخص بھی نہر کے پار نہیں ہوا تھا کہ کفار نے پوری شکست
کھائی۔ قتیبہ نے یہ اعلان کیا کہ جو ایک کافر کا سر لائیگا اس کو سو درہم انعام دیا جائیگا
چنانچہ بہت سے سر کاٹ کاٹ کر لے آئے، صرف بنی قریع میں سے گیارہ آدمی،

ایک ایک سر کاٹکر لائے تھے۔ جس سے پوچھا جاتا کہ تم کون ہو تو وہ یہی کہتا کہ میں قریشی ہوں۔ ایک بنو ازد کے آدمی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو تو اس نے کہا کہ میں قریشی ہوں۔ جہم بن زحر نے اس کو پہچان لیا۔ اور کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ خدا کی قسم یہ بنو ازد کے قبیلہ سے ہے۔ قتیبہ نے پوچھا کہ تمکو اس کے کہنے کی کیا ضرورت تھی جہم نے جواب دیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ جو آتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں قریشی ہوں۔ اسلئے میں نے یہ خیال کیا کہ جو سر لیکر آئیگا وہ اپنے کو قریشی ضرور بتائے گا چاہے وہ کسی قبیلہ سے ہو۔ قتیبہ ہنس پڑا۔ اس جنگ میں خاقان اور اس کا لڑکا دونوں زخمی ہوئے قتیبہ کو کامل فتح حاصل ہوئی اور اس نے حجاج کو اس کی اطلاع دی۔

قتیبہ اور اہل صغد کی مصالحت

جب قتیبہ اہل بخارا سے لڑ رہا تھا تو اہل صغد بہت ڈرے۔ اس لئے ملک طرخون نے دو سواروں کے ساتھ قتیبہ کی فوج کے قریب پہونچا اور ایک ایسے شخص کو طلب کیا جس سے وہ مصالحت کی گفتگو کر سکے۔ قتیبہ نے حیان نبطی کو بھیجا طرخون نے فدیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ قتیبہ نے منظور کر لیا اور طرخون صغد واپس آگیا۔ اور قتیبہ بھی واپس ہو گیا نیزک اس وقت تک اس کے ساتھ تھا۔

نیزک کی دغا بازی اور طالقان کی فتح

جب قتیبہ بخارا فتح کر کے نیزک کے ساتھ لوٹا۔ تو نیزک فتوحات کی اس کثرت سے بہت مرعوب ہوا۔ اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ میں اس کے ساتھ تو ہوں لیکن مطمئن نہیں ہوں۔ اس سے اجازت لیکر واپس جاؤں گا اور پھر کوئی صورت نکالوں گا لوگوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہی کرو۔ چنانچہ نیزک نے قتیبہ سے جانیکی اجازت مانگی اس نے اجازت دیدی وہ اس وقت آمل میں تھا۔ نیزک اس سے علٰحدہ ہو کر طخارستان روانہ ہوا۔ مگر بسرعت تمام نو بہار آیا۔ نو بہار میں کچھ عبادت کی اور اس سے برکت چاہی پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کوئی شک نہیں قتیبہ مجھے اجازت دینے پر سخت نادم ہو گا بلکہ عنقریب مغیرہ بن عبداللہ کو میری گرفتاری کا حکم دے گا۔ اور واقعتاً قتیبہ

اجازت دے کر سخت نادم ہوا اور اس نے مغیرہ بن عبداللہ کو اس کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ نیزک بھاگتا رہا اور مغیرہ اس کے تعاقب میں تھا۔ جب وہ خلم کی گھاٹی میں پہونچ گیا تو مغیرہ واپس آ گیا۔ اس کے بعد نیزک نے کھلم کھلا بغاوت و سرکشی کی۔ چنانچہ بلخ کے اصبہبذ ملک مرو الروز کے بادشاہ باذان بادشاہ طالقان، بادشاہ فریاب، بادشاہ جوزجان کو مختلف خطوط اس مضمون کے لکھے کہ وہ قتیبہ سے تعلقات منقطع کر لیں اور اس کی اطاعت نہ کریں۔ تمام بادشاہوں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ موسم بہار میں جمع ہو کر قتیبہ کے خلاف فوج کشی کی جائے۔ اس کے بعد نیزک نے شاہ کابل کو لکھا کہ آپ ہماری مدد کیجئے۔ اپنا تمام مال و اسباب اسی کے پاس بھیجدیا۔ اور اس سے یہ بھی پوچھا کہ اگر مجھے ضرورت ہوئی تو آپ مجھ کو اپنے پاس آنیکی اجازت دیتے ہیں یا نہیں اس نے اجازت دیدی جبغویہ طخارستان کا بادشاہ نہایت ضعیف اور ناتواں تھا۔ نیزک نے اسکو گرفتار کر لیا اور اس کے پیر میں سونے کی بیڑیاں پہنا دیں۔ تاکہ وہ کسی قسم کی مخالفت نہ کر سکے۔ جبغویہ اصل بادشاہ تھا اور نیزک اس کا غلام تھا۔ نیزک جب اس سے مطمئن ہو گیا تو جبغویہ کی مملکت سے قتیبہ کے تمام عمال کو نکالدیا قتیبہ کو نیزک کی بغاوت کی خبر موسم سرما سے قبل ہی ملی جس میں تمام فوجیں منتشر ہو چکی تھیں۔ پھر بھی اس نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن مسلم کو ۱۲ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا۔ اور کہا کہ وہیں جا کر خاموش ہو کر مقیم رہو۔ جب موسم سرما گذر جائے تو طخارستان کا رخ کرو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ ساتھ آتا ہوں۔ عبدالرحمن روانہ ہوا، جب موسم سرما ختم ہونے لگا تو قتیبہ نے نیشاپور اور دوسرے شہروں سے فوجیں بلائیں اور فوجیں اپنے وقت سے پہلے وہاں سے آ گئیں۔ پھر قتیبہ طالقان کی طرف چلا۔ یہاں کے بادشاہ نے بھی نیزک کی متابعت میں بغاوت کر دی تھی۔ قتیبہ نے طالقان میں خوب لڑائی کی اور ان کو شکست دیدی، چار فرسخ کے فاصلہ تک دو صفوں میں مرتب کر کے وہاں کے قیدیوں کو پھانسی دی گئی تھی۔ یہ سال نیزک کی جنگ سے قبل ختم ہو گیا۔ ان شاء اللہ آیندہ سال ۹۱ھ میں اس کا مفصل تذکرہ ہو گا۔

یزید بن مہلب اور اسکے بھائیوں کا حجاج کی قید سے فرار ہونا

اس سال یزید بن مہلب اور اس کے دوسرے بھائی حجاج کے قید خانہ سے بھاگ گئے

اسوقت حجاج فوج بھیجنے کے لئے استقا باز گیا ہوا تھا۔ کیونکہ کردوں نے فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس کے ساتھ یزید بن مہلب اور اس کے بھائی عبدالملک اور مفضل بھی فوج کیساتھ روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہونچے تو ایک خندق میں خیمہ نصب کر کے ان تینوں بھائیوں کو قید کر دیا گیا تھا۔ اور ان کا خیمہ اپنے سے قریب رکھا۔ اور حجاج نے ان پر شامی سپاہیوں کا پہرہ رکھا۔ اور وہ یزید اور اس کے بھائیوں سے ۶ لاکھ کا مطالبہ کرتا تھا کہ اگر یہ دیدو تو میں تمھوڑا کر دوں گا۔ اور اسی غرض سے ان کو مختلف قسم کی سزائیں دیتا۔ لیکن یزید نہایت خاموشی کے ساتھ ان تمام تکالیف کو برداشت کر لیتا۔ حجاج کو اس کی خاموشی اور غضبناک کرتی تھی۔ ایک دن حجاج سے کہا گیا کہ یزید کی پنڈلی میں ایک تیر لگ گیا تھا جس کا پھل اندر ہی رہگیا ہے۔ جب اس کو کوئی چھوتا ہے تو سخت تکلیف ہوتی ہے اور وہ اس درد کی وجہ سے چلاتا ہے۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس کی پنڈلی خوب دکھائی جائے۔ جب لوگ اس کو دکھاتے تھے تو یزید زور زور سے چیختا تھا۔ یزید کی بہن ہند بنت مہلب، جو حجاج کی بیوی تھی۔ اس کی دردناک آواز سنکر رونے دھونے لگی۔ حجاج نے اس کو طلاق دیدی۔ اس کے بعد حجاج نے یہ سزا بند کر دی۔ اور روپیہ کا تقاضا جاری رکھا۔ وہ لوگ بھی نجات حاصل کرنیکی بڑی کوشش کرتے رہے چنانچہ انھوں نے اپنے بھائی مروان بن مہلب کو جو بصرہ میں تھا لکھ بھیجا کہ ہمارے لئے چند گھوڑے کھلا پلا کر تیار کرو۔ اور لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ تم اسے بیچنا چاہتے ہو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان کا بھائی حبیب بھی بصرہ میں اسی عذاب میں مبتلا تھا۔ ایک دن یزید نے پہرہ داروں کے لئے خوب بہترین کھانا تیار کرایا۔ اور شراب کا انتظام کیا۔ ان سبھوں نے خوب مشغول ہو کر کھایا اور شرابیں پی کر مست ہوگئے۔ یزید نے فوراً باورچی کا لباس پہن لیا اور ایک سفید داڑھی بھی لگائی۔ پھر روانہ ہوا۔ جب چلنے لگا تو بعض سپاہیوں نے کہا کہ یہ تو یزید کی رفتار ہے۔ چند سپاہی لپک کے دیکھنے لگے لیکن سفید داڑھی کی وجہ سے نہ پہچان سکے اور رات کا وقت بھی تھا اس لئے چھوڑ کر چلے آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مفضل اور عبدالملک بھی نکل گئے تو بھی انکو خبر نہ ہوئی۔ یہ سب ایک کشتی پر سوار ہوئے اور رات بھر سفر کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پہرہ داروں کو خبر ہوئی کہ یزید اور اس کے دونوں بھائی چلدئے۔ پھر حجاج کو اطلاع

دی گئی تو وہ اس سے بہت ڈرا کہ کہیں یہ سب خراسان میں جاکر شرارت نہ کریں فوراً قتیبہ کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔ جب یزید بطائح کے قریب پہونچا تو اس کے لئے گھوڑے موجود تھے، جنکے ساتھ بنو کلب کا ایک رہبر تھا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور شام کی طرف چلے گئے۔ اور سادہ کا راستہ اختیار کیا۔ دو دن بعد جب حجاج آیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ لوگ شام کی طرف گئے ہیں۔ فوراً ولید کو خبر دی کہ یزید بھاگ کر شام جارہا ہے، یزید ادھر سے ہوتا ہوا فلسطین میں آیا اور وھیب بن عبدالرحمن ازدی کے یہاں ٹھہرا وھیب، سلیمان بن عبدالملک سے بہت زیادہ دوستانہ رکھتا تھا۔ اس نے سلیمان کو یزید اور اس کے بھائیوں کے حالات سے اطلاع دی، اور کہا کہ یہ لوگ حجاج کے ظلم سے بھاگ کر آئے ہیں۔ سلیمان نے کہا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ میں اپنے پاس مامون و محفوظ رکھونگا اور جب تک میں زندہ رہونگا کوئی ان کو ضرر نہیں پہونچا سکتا چنانچہ وھیب ان سب کو لیکر سلیمان کے پاس گیا۔ اور وہاں اطمینان کے ساتھ یہ رہنے لگے حجاج نے ولید کو پھر خط لکھا کہ آل مھلب نے امانت خداوندی میں خیانت کی تھی۔ اور جب ان کو میں نے قید کر لیا تو وہ یہاں سے بھاگ کر سلیمان کے پاس چلے گئے ہیں۔ ولید بھی اس بات سے کھٹکتا تھا کہ یہ لوگ خراسان جاکر فساد نہ مچائیں۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اس کے بھائی سلیمان کے پاس ہیں تو کسی قدر مطمئن ہو گیا۔ مگر جو مال یزید کے ذمہ میں تھا اس پر بہت ناراض ہوا۔ سلیمان نے خود اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ یزید میرے پاس ہے اور میں ہی نے اس کو امن دیا ہے۔ اب اس پر صرف تین لاکھ درہم رہگئے ہیں کیونکہ حجاج نے ۶ لاکھ کا دعویٰ کیا تھا جس میں سے ۳ لاکھ یزید ادا کر چکا ہے اور باقی میں ادا کر دونگا۔ ولید نے جواب دیا کہ میں اسوقت تک یزید کو امن نہیں دونگا جب تک وہ میرے پاس نہ آجائے۔ سلیمان نے پھر لکھا کہ اگر میں آپ کے پاس بھیجدوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بھی اس کے ساتھ آؤں۔ ولید نے جواب دیا کہ اگر تم آؤگے تو میں کبھی امن نہ دونگا۔ یزید نے سلیمان سے کہا کہ مجھے آپ بھیجدیجئے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے آپ دونوں بھائیوں میں شکر رنجی ہو۔ اور نہ لوگ آپ دونوں کے متعلق مجھکو ایک منحوس آدمی سمجھیں کہ جس نے تفرقہ ڈالدیا۔ صرف میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کے متعلق جتنا ہو سکے آپ لکھدیجئے۔ سلیمان نے یزید کو بھیجا اور اپنے لڑکے

ایوب کو بھی ساتھ کر دیا چونکہ ولید نے یہ بھی لکھا تھا کہ یزید کو مقید کر کے بھیجو' اس لئے سلیمان نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جب ولید کے سامنے جاؤ تو دونوں آدمی زنجیروں میں بندھے ہوئے جاؤ۔ جب یہ لوگ پہونچے تو ولید نے اپنے بھتیجے کو بھی پا بزنجیر دیکھا تو بولا کہ سلیمان کے ہم قابل ہو گئے۔ ایوب نے سلیمان کا خط نکالکر ولید کو دیا۔ اور کہا کہ اے امیر المومنین میں آپ پر قربان ہوں ہمارے والد کے عہد کو نہ توڑئے۔ آپ زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حفاظت کریں۔ خدارا جن بہترین توقعات کے ساتھ ایک شخص ہمارے یہاں پناہ لینے کے لئے آیا ہے اس کو خاک میں نہ ملائیے۔ اور جو شخص عزت کا طلب گار ہو کر ہمارے پاس آیا ہے اسکی عزت برباد نہ کیجئے۔ اور یہ سب اس وجہ سے کہ آپ ہمارے چچا ہیں ولید نے سلیمان کا خط پڑھا سلیمان نے لکھا تھا کہ میں یزید کے لئے رحم اور مہربانی کا طلبگار ہوں۔ اور اس کی سفارش کرتا ہوں۔ جو کچھ اس پر قرض رہگیا ہے۔ اس کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں۔ ولید نے خط پڑھکر کہا کہ ہم نے سفارش قبول کر لی۔ اس کے بعد یزید سے گفتگو کی' یزید نے اپنی معذرت ظاہر کی۔ تو ولید نے امن دیدیا۔ اور یزید لوٹ کر سلیمان کے پاس چلا گیا۔ ولید نے حجاج کو لکھ بھیجا کہ میں یزید اور اس کے بھائیوں کو سلیمان کے یہاں سے گرفتار نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم ان سے درگذر کرو' حجاج نے ان کو ستانا چھوڑ دیا ابو عُیینہ بن مہلب پر بھی ایک لاکھ درہم تھا اس کو بھی حجاج نے رہا کر دیا حبیب بن مہلب کو بھی آزاد کر دیا' یزید' سلیمان ہی کے پاس رہا۔ اور برابر تحفہ تحایف سلیمان کے پاس بھیجتا رہا اس کو مختلف قسم کے عمدہ کھانے بھیجتا رہا۔ جس قسم کا ہدیہ یزید کے پاس آتا تھا اس کو سلیمان کے پاس ضرور بھیجتا تھا سلیمان بھی کسی ہدیہ کو بغیر یزید کو بھیجے ہوئے چین نہیں لیتا تھا حتی کہ جو لونڈی پسند ہو جاتی تھی اس کو یزید کے پاس ضرور بھیجتا تھا۔

سنہ ۹۰ ھ کے مختلف واقعات

اس سال مسلمہ بن عبد الملک نے روم میں بہت کچھ فتوحات حاصل کئے سوریہ کے پانچ قلعہ فتح کیا۔ اور عباس بن ولید نے بھی جنگ کی اور ارزن تک پہونچ گیا اور پھر وہاں سے سوریہ میں آیا۔ اس سال ولید نے قرہ بن شریک کو مصر کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی عبداللہ بن عبد الملک کو معزول کر دیا۔ رومیوں نے اس سال خالد بن کیسان

صاحب بحر کو گرفتار کرلیا تھا اور ان کے بادشاہ نے اس کو ولید کے پاس بھیجد یا حضرت عمر بن عبد العزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اور اس سال وہ مکہ مدینہ اور طایف کے بھی حاکم بنا دئے گئے تھے۔ عراق اور تمام مشرقی سرزمین میں حجاج حاکم تھا۔ بصرہ میں اس کا والی جراح بن عبداللہ حکمی تھا۔ اور قاضی عبدالرحمٰن بن اُذینہ تھے۔ خراسان پر قتیبہ بن مسلم عامل تھا مصر میں قرہ بن شریک تھا حضرت انسؓ بن مالک انصاری نے اسی سال وفات پائی بعض ۹۲ھ اور بعض ۹۳ھ میں روایت کرتے ہیں ان کی عمر ۹۶ سال کی تھی اور بعض ۱۰۶، ۱۰۷ اور بعض ۱۰۳ ابتاتے ہیں۔ ابوالعالیہ ریاحی نے شوال کے مہینے میں انتقال کیا نصر بن عاصم لیثی نحوی نے اس سال وفات پائی انھوں نے فن نحو ابوالاسود دُئلی سے حاصل کیا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ ۹۰ھ میں مرے۔

۹۱ھ کی ابتداء

جنگ قتیبہ اور نیزک کے بقیہ حالات

ہم قتیبہ کی نیزک کی طرف روانگی کے متعلق لکھ چکے ہیں۔ اور طالقان میں جو ہوا وہ ذکر کیا جاچکا ہے۔ جب قتیبہ نے طالقان فتح کرلیا تو اس نے اپنے بھائی عمر بن مسلم کو وہاں کا عامل بنایا۔ بعض روایت میں ہے کہ ملک طالقان نے قتیبہ سے کوئی جنگ نہیں کی تھی۔ اس لئے قتیبہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہاں چند لوٹیرے تھے جنکو اس نے قتل کرکے مصلوب کیا اور پھر فاریاب کا رخ کیا وہاں کے حکمراں نے بھی اطاعت قبول کرلی۔ اور کسی قسم کی جنگ نہیں ہوئی۔ قتیبہ نے وہاں اپنے خاندان کے ایک شخص کو حاکم بنادیا ملک جوزجان کو جب قتیبہ کے آنے کی خبر ملی تو وہ پہاڑوں کی طرف بھاگا۔ قتیبہ جب وہاں پہونچا تو باشندگان شہر نے اطاعت کرلی۔ اور امان طلب کیا قتیبہ نے اُن کی عرضداشت کو قبول کرلیا۔ اور عامر بن مثنی کو وہاں کا عامل بنایا۔ قتیبہ یہاں سے بلخ گیا، صرف ایک دن ٹھیر کر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی تلاش میں چلا جو اسوقت خلم کی گھاٹی میں تھا۔ نیزک بغلان کی طرف چلا گیا اور گھاٹی کے راستوں کی حفاظت کے لئے ایک فوج کو متعین کردیا اور ایک مضبوط قلعہ جو گھاٹی کے پیچھے تھا اس میں بھی ایک فوجی دستہ کو

چھوڑ دیا۔ قتیبہ کچھ دنوں تک اسی گھاٹی کے سامنے لڑتا رہا لیکن اندر نہ داخل ہوسکا اور نہ
نیزک تک پہونچنے کا کوئی دوسرا راستہ ملتا تھا۔ ایک میدان کو طے کر کے جاسکتا تھا لیکن
وہ اسقدر دشوار گذار راہ تھی کہ فوج اس کی متحمل نہ ہوسکتی تھی۔ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ
ایک شخص نے اس شرط پر امان مانگا کہ وہ اس قلعہ تک پہونچنے کا راستہ بتلائیگا جو خلم گھاٹی
کے اس طرف واقع تھا۔ قتیبہ نے منظور کر لیا اور چند آدمیوں کے ساتھ اس کو قلعہ کی
طرف بھیجدیا۔ اس شخص نے ان لوگوں کو لیکر گھاٹی کے عقب سے رات کو قلعہ والوں پر حملہ کیا
وہ بالکل بے خبر تھے، ان لوگوں نے پہونچکر قتل کرنا شروع کیا اور جو بچے وہ بھاگ گئے
اسکے بعد قتیبہ اپنی فوج کیساتھ داخل ہوگیا اور اسی طرف سے سمنجان کی طرف چلا گیا۔ وہاں ٹھہر کر نیزک کے طرف چلا اور اپنے
بھائی عبدالرحمن کو آگے روانہ کردیا۔ نیزک کو جب خبر ملگئی تو اس نے اپنے تمام ساز و سامان
کو شاہ کابل کے پاس بھیجدیا اور وہاں سے وادی فرغانہ کو طے کر کے کرزمیں آکر مقیم ہوا
عبدالرحمن برابر تعاقب میں تھا اور کرز کے سامنے ہی ٹھہرا، تھوڑے دنوں کے بعد
قتیبہ بھی وہاں پہونچ گیا۔ دونوں بھائیوں میں صرف دو فرسخوں کا فاصلہ تھا۔ نیزک کرز میں
قلعبند ہوگیا تھا۔ لیکن عبدالرحمن کو وہاں تک پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں ملا۔ جو راستہ تھا
وہ ایسا کہ چوپائے اس کو قطع نہ کرسکتے تھے۔ مجبوراً قتیبہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور دو مہینے
اسی طرح گذر گئے، نیزک کے پاس رسد بہت کم تھی اس لئے اسکی فوج بہت پریشان ہوئی
دوسرے قلعہ ہی میں چیچک کی بیماری پھیل گئی۔ جبغویہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہوگیا۔ ادھر
قتیبہ بھی موسم سرما کے خوف سے پریشان ہوگیا۔ اس نے سلیم ناصح کو بلایا اور کہا کہ تم نیزک
کے پاس جاؤ اور اس کو کسی حیلہ سے میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کو
امان کا پیغام سنا کر لاؤ۔ اگر میں نے تم کو تنہا واپس ہوتے دیکھا تو یاد رکھو کہ میں تمکو پھانسی پر
چڑھا دوں گا۔ سلیم نے کہا کہ اچھا تو اپنے بھائی عبدالرحمن کو لکھدیجئے کہ وہ میری مخالفت
نہ کرے۔ قتیبہ نے ایک خط لکھدیا اور سلیم عبدالرحمن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ چند
آدمیوں کو اس گھاٹی کے سامنے متعین کردو، جب میں نیزک کے ساتھ ادھر سے نکلوں
تو تم پیچھے سے آکر گھاٹی کے درمیان حایل ہو جاؤ۔ عبدالرحمن نے اس مقام پر ایک
جماعت بھیجی اور وہ اسی مقام پر کھڑی ہوئی۔ سلیم کھانے پینے کا پورا سامان یہاں سے لے گیا
اور نیزک کے پاس پہونچا، اور کہا کہ تم نے قتیبہ کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ اور اس کو

سخت دھوکا دیا۔ نیزک نے کہا کہ اب کیا رائے ہے سلیم نے کہا کہ میری رائے ہے کہ تم قتیبہ کے پاس چلو کیونکہ وہ اب یہاں سے ہٹنے والا نہیں ہے اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ خواہ وہ ہلاک ہو یا برباد ہو وہ موسم سرما یہیں ختم کریگا۔ نیزک نے جواب دیا کہ میں بغیر امان کے اس کے پاس کیونکر جا سکتا ہوں سلیم نے کہا ہاں مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ تمھیں امان دیگا، کیونکہ تم نے اس کو غصہ سے بھر دیا ہے۔ لیکن میری رائے ہے کہ تم خفیہ طریقہ پر جاؤ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ڈالدو تو مجھکو توقع ہے کہ وہ شرمندہ ہو کر تمکو معاف کر دیگا نیزک نے کہا کہ میرے دلکو اس پر اطمینان نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ مجھکو دیکھے گا تو قتل کر ڈالیگا۔ سلیم نے کہا کہ میں اسی چیز کا مشورہ دینے کے لئے آیا ہوں کہ اگر تم نے اطاعت قبول کر لی تو وہ تمکو پہلے کیطرح محبوب رکھے گا۔ لیکن تم اس سے انکار کرو گے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد سلیم نے جو کھانا ساتھ لیا تھا وہ نیزک کے سامنے رکھدیا۔ اصحاب نیزک کے لئے اس سے بہتر کیا چیز ہو سکتی تھی۔ انھوں نے بغیر پوچھے سب ہضم کر لیا۔ نیزک کو انکی یہ حرکت بہت بری معلوم ہوئی سلیم نے پھر نیزک کو سمجھایا کہ میں تیری بھلائی کے لئے کہ رہا ہوں تیرے ساتھی بہت پریشان ہوگئے ہیں، اگر محاصرہ جاری رہا تو مجھے یقین ہے کہ وہ تیرا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اس لئے قتیبہ کے پاس چلو، نیزک نے جواب دیا کہ مجھکو یقین نہیں ہے کہ وہ امان دیگا اور بغیر امان کے میں جا بھی نہیں سکتا۔ میرا گمان ہے کہ امان دینے کے بعد بھی وہ بغیر قتل کئے ہوئے باز نہیں آئے گا۔ لیکن امان دینے کے بعد میں معذور سمجھا جاؤنگا سلیم نے کہا میں تم کو امان دیتا ہوں تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ کہ میں تمکو دھوکہ دونگا، نیزک کے اصحاب نے اس سے کہا کہ سلیم کی بات مانو، وہ سچ بات کہتا ہے۔ آخر کار نیزک اور جھغویہ، اور صول طرخان خلیفہ جبغویہ اور شقران نیزک کا بھتیجا، یہ سب کے سب سلیم کے ساتھ نکلے جب گھاٹی کے قریب پہونچے تو وہ جماعت جس کو ناصح پیچھے چھوڑ آیا تھا حائل ہوگئی۔ نیزک نے کہا کہ یہ پہلی بے وفائی ہے۔ سلیم نے کہا کہ یہی تیرے لئے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلیم اور نیزک سیدھے قتیبہ کے پاس پہونچے۔ قتیبہ نے سب کو گرفتار کر لیا، اور حجاج سے نیزک کے قتل کے متعلق رائے دریافت کی۔ قتیبہ نے کرز کے تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ سب قتیبہ کے سامنے لایا گیا۔ لیکن ابھی حجاج کے خط کا انتظار تھا۔ ۴۰ دن کے بعد اس کا خط ملا جس میں قتل کرنیکی اجازت تھی پھر

قتیبہ نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا۔ لوگ آپس میں اس کے مخالف تھے
کہ نیزک کو قتل کیا جائے ضرار بن حصین نے قتیبہ سے کہا کہ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے
سنا ہے کہ میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر خدا مجھکو نیزک پر قبضہ دیدیگا۔ تو اس کو
میں قتل کر ڈالوں گا۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو خدا آپ کو پھر اس پر بھی قبضہ نہیں دیگا
اس کے بعد قتیبہ نے نیزک کو بلا بھیجا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا، صول اور نیزک کے
بھتیجے کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کے اصحاب میں سے ۷۰۰ سات سو آدمیوں کو مار ڈالا۔
بعض روایت میں ہے کہ ۱۲ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا۔ نیزک اور اس کے بھتیجے کو سولی پر
چڑھایا گیا۔ اور نیزک کا سر حجاج کے پاس بھیجدیا گیا۔ نہار بن توسعہ نے نیزک کے قتل
پر ایک شعر کہا ہے۔

لعمری لنعمت غزوۃ الجند غزوۃ قضت نحبها من نیزک وتعلت

قسم ہے میری زندگی کی لشکر نے بہترین غزوہ کیا نیزک کو قتل کر کے اپنی خواہش پوری کی بلکہ خوب سیراب ہوئے

زنیر مولی عباس باہلی نے نیزک کی ایک ڈبیہ جس میں جواہر تھا لے لی۔ لیکن اس جواہر سے
بڑھکر اس کے ملک میں اور زیادہ قیمتی مال واسباب لوگ رکھتے تھے۔ قتیبہ نے جبغویہ
کو آزاد کر دیا اور اس پر نوازش اور اس کو ولید کے پاس بھیجا۔ وہ ولید کی موت تک
شام ہی میں مقیم رہا۔ لوگ قتیبہ کے اس دھوکہ کو جو اس نے نیزک کے ساتھ کیا تھا اکثر تذکرہ
کرتے تھے۔ کسی نے یہ بھی کہا ہے۔

فلا تحسبن الغدر حزما فربما ترقت بک الاقدام یوما فزلت

تم غدر کو دانائی نہ سمجھو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جسقدر تمکو ترقی کر کے آگے بڑھایا ہے وہ کسی دن نیچے لا

جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کر دیا تو مرو کی طرف لوٹا۔ ملک جوزجان نے اس سے امان
طلب کیا۔ قتیبہ نے منظور تو کیا لیکن اس شرط پر کہ وہ اس کے پاس آئے۔ مگر اس نے
یرغمال مانگے اور خود بھی یرغمال دئے۔ چنانچہ قتیبہ نے حبیب بن عبداللہ بن حبیب الباہلی
کو اپنا یرغمال بنایا اور ملک جوزجان نے اپنے خاندان کے لوگوں کو بطور یرغمال پیش کیا۔
بادشاہ جوزجان قتیبہ سے ملکر واپس گیا اور طالقان میں مرگیا۔ اہل جوزجان نے کہا کہ عربوں
نے اسے زہر دیا ہے۔ اور اس شبہہ پر انھوں نے حبیب کو قتل کر ڈالا۔ قتیبہ نے اس کے
جواب میں جوزجان کے یرغمالوں کو جو اس کے پاس تھے قتل کر ڈالا۔

غزوۂ شومان کش اور نسف

اسی سال قتیبہ نے شومان پہونچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہاں کے بادشاہ نے قتیبہ کے عامل کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ قتیبہ نے اس واقعہ کے بعد اس کے پاس دو قاصد بھیجے ایک عرب تھا جس کا نام عیاش تھا اور دوسرا خراسانی تھا دونوں ملک کش کے پاس اس غرض سے آئے کہ جس جیز پر مصالحت ہوئی اس کو ادا کرو۔ یہ دونوں جب شومان پہونچے تو وہاں کے لوگوں نے تیر برسائے۔ خراسانی تو لوٹ گیا، لیکن عیاش لڑا۔ اور (۶۰) زخم کھانے کے بعد مارا گیا جب قتیبہ کو عیاش کے قتل کی خبر ملی تو خود روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا تو اس کے بھائی صالح بن مسلم کو ملک شومان کے پاس بھیجا جو اس کا دوست تھا۔ تاکہ اس کو صلح کی ترغیب دے۔ ملک شومان نے انکار کر دیا، اور سفیر سے کہا کہ کیا تم مجھکو قتیبہ سے ڈراتے ہو حالانکہ میں تو بہت بڑا بادشاہ ہوں۔ قتیبہ نے پھر اس کے شہر کے چار طرف منجنیقیں لگادیں اور پتھر برسانے لگا جس سے عمارتیں چور چور ہو گئیں ایک آدمی جو بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا اس کو بھی ایک پتھر لگا جس کے صدمہ سے وہ مر گیا۔ اب بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ قتیبہ غالب ہو جائیگا۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام ساز و سامان، مال و دولت کو جمع کر کے قلعہ کے کنوئیں میں پھینکدیا جو بے حد گہرا تھا۔ پھر قلعہ کا دروازہ کھولکر لڑنے کے لئے نکلا۔ آخر کار لڑتے لڑتے مارا گیا۔ قتیبہ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا سپاہیوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور اسی طرف سے کش اور نسف کی طرف چلا گیا۔ اور ان دونوں کو بھی فتح کر لیا۔ راستہ میں فاریاب نے مزاحمت کی تو شہر کو جلادیا، اور اس کا نام محترقہ پڑ گیا کش اور نسف ہی سے قتیبہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن کو صغد کی طرف بھیجا جس کا بادشاہ طرخون تھا عبد الرحمن نے طرخوں سے خراج وصول کر لیا۔ اور ضمانت واپس کر دی اور بخارا میں قتیبہ کے پاس پہونچ گیا جو کش اور نسف سے یہاں آچکا تھا۔ اور یہ تمام مرد واپس آئے۔ قتیبہ جب بخارا میں تھا تو وہاں کا بادشاہ خذاہ نوجوان تھا، اس لئے جس کو اپنا مخالف دیکھتا قتل کر ڈالتا۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ خود صغد کی طرف گیا تھا جب وہاں سے خراج لیکر لوٹا تو اہل صغد نے طرخون سے کہا کہ تم نے ذلت کیساتھ اطاعت قبول کرلی

اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے۔ حالانکہ تم ایک عقلمند اور تجربہ کار آدمی ہو۔ اب ہمکو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے انھوں نے طرخون کو گرفتار کر لیا۔ اور غوزک کو بادشاہ بنا لیا۔ بعد کو طرخون نے خودکشی کر لی۔

۹۱ھ کے مختلف واقعات

بعض روایت میں ہے کہ ولید نے خالد بن عبداللہ قسری کو اس سال مکہ کا حاکم بنایا چنانچہ وہ ولید کی حیات تک وہاں کا والی رہا۔ ہم اس کا تذکرہ ۸۹ھ میں بھی کر چکے ہیں جب یہ والی ہو کر مکہ میں آیا تو اس نے لوگوں کے سامنے تقریر کی جس میں دربار خلافت کی بڑی تعریف کی۔ ان کو مطیع اور فرمانبردار رہنے کی سخت تاکید کی۔ اور اثناء تقریر میں کہا کہ اگر یہ وحوش و طیور جو حرم میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں خلیفہ کی اطاعت سے روگردانی کریں اور اپنی زبان سے اس کو ظاہر کر سکیں تو میں ان کو بھی یہاں سے نکالدونگا تم پر خلیفہ کی اطاعت فرض اور اجماع ملی واجب ہے۔ خدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی اپنے خلیفہ کی مذمت کریگا اور میرے سامنے لایا جائیگا تو میں اس کو اسی بیت الحرم میں پھانسی پر چڑھا دوں گا۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل کروں۔ خالد نے اہل حرم پر سختی کے ساتھ نگرانی کی۔ ولید نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ جب مدینہ میں مسجد نبوی کی عمارت کا معاینہ کرنے گیا تو مسجد سے تمام لوگ باہر نکال دیئے گئے اور حضرت سعید بن مسیب کے سوا وہاں کوئی نہ رہا کسی شخص کو سعید کے اٹھانے کی جرأت نہیں پڑتی تھی، کسی نے ان سے کہا کہ آپ اٹھ جائے تو اچھا ہے انھوں نے کہا کہ میں اسوقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک میرے اٹھنے کا وقت نہ آئیگا۔ پھر کسی نے کہا کہ آپ امیر المومنین کو سلام کیجئے تو مناسب ہوگا۔ انھوں نے جوابدیا کہ میں ان کی تعظیم کے لئے ہرگز نہ کھڑا ہونگا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ میں ولید کو مسجد کے دوسرے گوشوں میں لے جاتا تھا تاکہ امیر المومنین کی نظر ان پر نہ پڑ سکے۔ لیکن ولید جب قبلہ کی طرف آگے بڑھا تو اس کی نظر ان پر پڑ گئی، اس نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں، کیا، سعید ہیں۔ حضرت عمر نے کہا ہاں، ان کو یہ فضایل خدا نے دیئے ہیں، اگر آپ کے آنے کی خبر ہوتی تو آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے اور سلام کرتے، لیکن چونکہ ضعف النظر

ہیں اس لئے مجبور ہیں۔ ولید نے کہا کہ مجھکو ان کی حالت معلوم ہوگئی اس لئے خود جاؤنگا مسجد میں گھوم گھام کر ولید، سعید کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیسے ہیں۔ سعید کے جسم میں ذرہ برابر حرکت نہ ہوئی صرف یہ کہا کہ بحمداللہ بخیریت ہوں۔ امیرالمومنین کیسے ہیں اور ان کا کیا حال ہے۔ ولید پھر وہاں سے یہ کہتے ہوئے پھرا کہ اسلاف کی یہ آخری ہستی ہے اس وقت ولید کے حکم سے تمام مدینہ میں آٹا تقسیم کیا گیا۔ اور سونے چاندی کے ظروف اور دوسرے اموال دئے گئے۔ جمعہ کی نماز ولید نے وہیں پڑھائی پہلا خطبہ بیٹھکر اور دوسرا کھڑے ہوکر پڑھا۔ اسحاق بن یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رجاء بن حیوٰۃ سے جو ولید کے ساتھ تھے پوچھا کہ تم لوگ خطبہ میں ایسا ہی کرتے ہو اس نے کہا ہاں۔ اسی طرح حضرت معاویہ نے خطبہ دیا ہے۔ اور یہی عادت جاری ہے میں نے کہا کہ تم نے ولید کو اس سے روکا نہیں۔ رجاء نے جواب دیا کہ قبیصہ بن ذویب نے عبدالملک کو منع کیا تھا لیکن وہ نہ رکا بلکہ اس نے کہا کہ حضرت عثمان نے بھی اسی طرح خطبہ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت عثمان نے کبھی اسطرح خطبہ نہیں دیا ہے رجاء نے کہا کہ ان سے ایسی ہی روایت کی گئی اور ان لوگوں نے اس کی تقلید کی ہے اسحاق نے کہا ہم بنی امیہ میں جبر وقہر ظلم و تعدی کے لحاظ سے سخت ولید سے زیادہ کسی کو نہیں پاتے۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف مکہ میں خالد بن عبداللہ کا جدید تقرر ہوا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال مکہ میں عمر بن عبدالعزیز بن مروان حاکم تھے۔ عبدالعزیز بن ولید نے اسی سال غزوہ مالقہ میں شرکت کی فوج کا سردار مسلمہ بن عبدالملک تھا، ولید نے اس سال اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور ارمینہ سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ پر اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔ مسلمہ نے آذربیجان کی طرف سے ترکوں سے لڑائی کی۔ اور باب تک پہونچ گیا۔ بہت سے شہر اور قلعے فتح کئے ان پر منجنیقیں نصب کرا دیں تھیں۔

۹۲ھ کی ابتداء

مسلمہ بن عبدالملک نے اس سال جو رومیوں سے جنگ کی تو اس میں تین[۳] قلعہ فتح کئے اہل سوسنہ کو بلاد روم کی طرف جلا وطن کر دیا۔

فتح اندلس

اس سال طارق بن زیاد مولی موسیٰ بن نصیر نے ۱۲ ہزار فوج کیساتھ اندلس پر حملہ کیا ملک اندلس جسکا نام اذرنیوق تھا اور جو اصبہان کا باشندہ تھا۔ وہ طارق کے مقابلہ کیلئے نکلا۔ دونوں فوجیں باہم نبرد آزمائی میں مشغول ہوئیں۔ شاہ اندلس اسوقت سر پر تاج رکھے ہوئے تھا اور وہ تمام زیورات سے جنکو سلاطین اس زمانہ میں پہنا کرتے تھے مرصع اور مزین تھا۔ اذرنیوق آخر کار مقتول ہوا اور ۹۲ھ میں اندلس پر عربوں کا قبضہ ہوگیا۔ مورخ ابوجعفر نے فتح اندلس کے متعلق صرف اتنا لکھا۔ حالانکہ اتنے عظیم الشان ملک کی فتح کا تذکرہ اس قدر مختصر نہ کرنا چاہیئے تھا، بہر حال میں اس کے مفصل حالات درج کرتا ہوں جو ان اندلسی مصنفین کے تصانیف سے اخذ کئے گئے جنکو اپنے مملکت سے کافی واقفیت تھی، سب سے پہلے اس سرزمین میں ایک قوم آباد ہوئی جس کا نام اندلش تھا، اور اسی وجہ سے اس کا نام اندلش پڑ گیا پھر عرب اس کو سین سے معرب کر کے اندلس کہنے لگے۔ نصاریٰ اندلس کو اشبانیہ کہتے ہیں کیونکہ اس نام کا آدمی وہاں صلیب پر چڑھایا گیا تھا جس کا نام اشبانس تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اشبان وہاں کے بادشاہ کا نام تھا جسکا اصل نام اشبان بن طیطس تھا، اور یہی نام بطلیموس کے نزدیک بھی صحیح تھا بعض کہتے ہیں کہ اس ملک میں اندلس بن یانث بن نوح سب سے پہلے آباد ہوئے تھے انھیں کے نام سے یہ موسوم کر دیا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو قوم اس جگہ آئی تھی وہ اندلس ہی تھی۔ یہ لوگ مذہباً مجوسی تھے ان کے کئی سلاطین بھی تخت نشین ہوئے تھے اتفاقاً ایک سال بارش نہ ہونیکی وجہ سے سخت قحط پڑا جس سے بہت سے ہلاک ہوگئے اور باقی بھاگ گئے۔ ایک صدی تک اندلس غیر آباد ویران رہا۔ اس کے بعد افریقہ والے یہاں آباد ہوئے۔ اور یہ وہ قوم تھی جس کو بادشاہ افریقہ نے متواتر قحط کی وجہ سے جلا وطن کر دیا تھا ان کو کشتیوں پر سوار کر کے ایک سردار کے ماتحت روانہ کر دیا۔ ان لوگوں نے جزیرہ قادس میں لنگر ڈالا۔ اور اندلس کو دیکھا کہ وہ بڑا سر سبز و شاداب مقام ہے چشمے اور نہریں بہہ رہی ہیں، اسلئے وہیں آکر آباد ہوگئے۔ اپنا بادشاہ مقرر کیا جو ان کی تمام ضروریات کا سامان بہم پہنچاتا تھا۔ یہ لوگ بھی اپنے قبل کے لوگوں کے مذہب کے پابند تھے۔ غالباً مجوسی تھے اسلئے

دار السلطنت طالقہ تھا جو اشبیلیہ میں واقع ہے۔ وہاں یہ خوب اچھی طرح زندگی بسر کرنے لگے، عمارتیں اور مکانات تعمیر کئے، تمام ضروری سامان مہیا کر لیا۔ ۱۵۰ برس تک مسلسل یہ لوگ وہیں رہے۔ ان کے گیارہ سلاطین تخت نشین ہوئے۔ اس کے بعد رومیوں کی قوم وہاں پہونچی جسکا بادشاہ اشبان بن طیطس تھا، اس نے ان لوگوں پر زوردار حملہ کیا ان کی تمام جمعیت کو منتشر کر دیا بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور طالقہ کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہیں پر شہر اشبانیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جو پہلے اشبیلیہ سے موسوم تھا۔ اور اس کو اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ یہاں اشبان کی جمعیت بڑھتی گئی اور رفتہ رفتہ بہت طاقتور بادشاہ ہوگیا۔ پھر اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور تمام چیزیں لوٹ لیں ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا وہاں سے سنگ مرمر اشبانیہ اور دوسرے مقامات پر لے گیا حضرت سلیمان کے کھانے کی میز بھی غنیمت میں حاصل کی تھی۔ اور اسی کو طلیطلہ سے طارق بن زیاد نے غنیمت میں لیا تھا۔ ماردہ سے جواہرات اور سونے کے مشکیزے لایا تھا، اسی بادشاہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ یہ ہل جوت رہا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام اس کے سامنے ظاہر ہوئے اور اس سے کہا کہ اے اشبان عنقریب تو ایک بہت بڑا بادشاہ ہوگا جب ایلیا، بیت المقدس پر تم قبضہ کرنا تو انبیاء کی اولاد سے اچھا برتاؤ کرنا۔ اشبان نے کہا کہ تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو میرا ایسا آدمی بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے تو حضرت خضر نے کہا کہ تجھکو وہی بادشاہ بنائیگا جس نے تیری اس لکڑی کو ایسا بنایا، جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ اشبان نے اس لکڑی کو دیکھا تو اس پر پتیاں نظر آنے لگیں۔ اس سے وہ بہت پریشان ہوا اور ڈرا۔ اس کے بعد حضرت خضر غائب ہوگئے۔ اشبان کو ان کی بات پر پورا یقین ہوگیا جب لوگوں کے پاس گیا تو انھیں کے ساتھ رہتے رہتے ترقی کرتا رہا اور آخر میں بادشاہ ہوگیا۔ اسکی سلطنت اندلس میں ۲۰ برس تک رہی اس کے بعد صرف اشبانی خاندان سے ۵۵ سلاطین تخت نشین ہوئے، ان لوگوں کے بعد عجمی رومیوں کی ایک دوسری قوم جو بشنولیات کھلاتی تھی اندلس میں آئی انکا بادشاہ طویش بن نیطہ تھا، ان لوگوں نے اندلس پر قبضہ کر لیا اور ماردہ اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ ان میں سے ۲۷ بادشاہوں نے حکومت کی انھیں کی حکومت کے زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔ پھر قوم قوط داخل ہوئی اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔ رومیوں سے ان تمام ممالک کو چھین لیا۔ ان کا ظہور ایطالیہ (اٹلی)

کی طرف سے ہوا جو اندلس کے مشرق میں واقع ہے اور اسی طرف سے بلاد مجدونیہ پر غارتگری کی تھی اور یہ زمانہ قیصر ثالث قیلوذیوس کا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی فوج کو لیکر مقابلہ کے لئے آیا قوطیوں کو شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ پھر یہ قسطنطین اعظم تک نمایاں نہیں ہوئے بلکہ دب گئے، لیکن قسطنطین کے زمانہ میں پھر غارتگری شروع کی، قسطنطین نے ان پر حملہ کر کے شکست دی، اور پھر تیسرے قیصر کی حکومت تک یہ لوگ مفقود الخبر ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے پھر زور باندھا، اپنا بادشاہ لذریق کو بنایا جو بتوں کی پرستش کرتا تھا۔ وہ رومہ کی طرف چلا تاکہ نصاریٰ کو بت پرستی پر مجبور کرے اسی عرصہ میں اس کی برائیاں ظاہر ہوئیں تو اس کے ساتھیوں میں تفرقہ پڑ گیا اور وہ اسکے بھائی سے ملکر اس سے لڑائی کرنے لگے۔ لذریق نے رومہ کے بادشاہ سے مدد مانگی چنانچہ اس نے ایک فوج روانہ کی، لذریق نے اس کی مدد سے اپنے بھائی کو شکست دی اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا اس کی حکومت کل ۱۳ برس تک رہی۔ اس کے بعد اقریط بادشاہ ہوا اور پھر اطریق و غدلیش یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے اور ان سب نے بت پرستی کی طرف عود کیا۔ وغدلیش نے ایک لاکھ فوج تیار کی اور رومیوں سے لڑنے کے لئے چلا، ملک روم نے اپنی زبردست طاقت کے ذریعہ سے اس کو شکست دی اور اسی میں وغدلیش مقتول ہو گیا۔ اس کے بعد الریق ہوا جو بڑا بہادر اور زندیق تھا۔ یہ وغدلیش اور اس کے ساتھیوں کے انتقام لینے کے لئے رومہ پہونچا اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں پر بڑا ظلم و ستم کیا۔ جبراً شہر میں داخل ہوا اور انکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کے بعد کشتیاں ٹھیک کر کے صقلیہ کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہو گیا، راستہ میں یہ اور اس کے بہت سے لوگ ڈوب گئے، اس کے مرنے کے بعد اطلوف ۶ برس تک حاکم رہا اور الطالیہ سے نکلکر وہ شہر غالیس میں آیا۔ جو اندلس کے بعید ترین خطہ میں واقع تھا، پھر یہ شبلونہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد تین برس تک اس کا بھائی حاکم رہا۔ پھر والیا ہوا اور پھر بوروزاریش ۳۳ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طرشمند ہوا اور پھر اس کا بھائی لذریق ہوا جو ۱۳ برس تک رہا پھر اوریق ۱۷ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ پھر الریق طلوشہ ۲۳ برس تک رہا۔ پھر عشلیق ہوا۔ اس کے بعد الميق دو برس تک ہوا بعد ازیں توذیوش ۱۷ سال ۱۵ مہینے تک

رہا۔ پھر طود نقلیس ایک سال تین مہینے رہا۔ اس کے بعد اتلہ پانچ برس تک حکومت کرتا رہا۔ پھر اطلنجہ ۱۵ برس تک حکمراں رہا۔ اس کے بعد لیوبا تین برس تک رہا اور پھر اسکا بھائی لویلد بادشاہ ہوا، اسی نے طلیطلہ کو دارالسلطنت بنایا تاکہ تمام سلطنت کے وسط میں رہے اور جو سر اٹھائے اس کو فوراً دبا سکے۔ اسی طرح اس نے تمام اندلس پر قبضہ کر لیا۔ شہر رقویل کی تعمیر کی جس میں بہت پرفضا باغات بنوائے۔ رقویل طلیطلہ سے بالکل قریب واقع تھا۔ اس شہر کا نام اپنے لڑکے کے نام پر رکھا۔ اشبقنس علاقے پر حملہ کیا اور اس کو اچھی طرح پر فتح کر لیا اس کے بعد فرانس کی شاہزادی سے اپنے لڑکے ارمنجلد کی نسبت ٹھہرائی۔ اس سے شادی ہوگئی اور ان دونوں کو اشبیلیہ میں رکھا۔ اس کی بیوی نے اس کو اپنے والد کی بغاوت پر ابھارا۔ چنانچہ اس نے بغاوت کر دی، اس کا باپ آیا اور اس نے ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ اور محاصرہ میں سختی کی۔ اس طرح ایک عرصہ کے محاصرہ کے بعد اس کو بزور شمشیر گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور وہ قید ہی میں مر گیا۔ لویلد کے بعد اس کا لڑکا رکرد بادشاہ ہوا بہت اچھی طبیعت کا آدمی تھا، اس نے تمام اسقفوں کو بلا بھیجا اور اپنے باپ کی عادت کے خلاف تمام شہروں کو ان کے حوالہ کر دیا یہ تمام اسقف (۸۰) کی تعداد میں تھے۔ رکرد خود ایک متقی اور پرہیزگار آدمی تھا، رہبانوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا، اسی نے وزقہ کا گرجا جو مدینہ وادی آش کے سامنے ہے تعمیر کرایا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا لیوبار بادشاہ ہوا اس نے بھی اپنے باپ کی طرح نیک نیتی سے کام کیا مگر ایک قوطی نے جس کا نام بترنق تھا اسکو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ اور اہل اندلس کی رضامندی کے بغیر بادشاہ بن گیا چونکہ شریر بدمعاش اور فاسق تھا اس لئے کسی ساتھی نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر غندمار دو سال تک بادشاہ ہوا پھر سیلسیلفوط ۹ سال تک حکمراں رہا۔ یہ بھی اچھی خصلت کا آدمی تھا اس کے بعد اس کا لڑکا رکرید ہوا لیکن وہ بہت ہی صغر سن تھا اس کی عمر صرف تین مہینے کی تھی پھر وہ مر گیا پھر شنتلہ بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت آنحضرت کے مبعوث ہونیکے وقت تھی اور خود اچھا آدمی تھا۔ اس کے بعد سشتند ہوا جو پانچ برس تک رہا اس کے بعد خنتلہ چھ برس تک رہا۔ پھر خندس چار سال تک رہا۔ اس کے بعد بنیان ۸ برس تک حکومت کرتا رہا اس کے بعد اروی سات سال تک رہا۔ اس کے زمانے میں اندلس میں ایسا سخت قحط پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اندلس بالکل تباہ و برباد ہو جائیگا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا (۱۵) سال تک

حکمران رہا۔ یہ بڑا ظالم بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے بعد اسکا لڑکا غیطشہ بادشاہ ہوا [illegible]
میں اس کی حکومت تھی۔ خوش طبع اور خوش خلق تھا۔ اس نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا تھا
جتنے اموال اس کے باپ نے غصب کئے تھے سب کو ان کے مالکوں کو واپس کر دیا جب
یہ مرا تو اس کے دو لڑکے تھے لیکن اہل اندلس ان دونوں کی حکومت پر رضامند نہ ہوئے
بلکہ ایک تیسرے شخص کو جس کا نام رذریق تھا بادشاہ منتخب کر لیا۔ یہ گو بہت شجاع اور
بہادر تھا لیکن اس کو شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ روساء اندلس کے یہاں یہ رسم
تھی کہ وہ اپنی اولاد کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں طلیطلہ بھیج دیا کرتے تھے اور وہ بادشاہ
کی خدمت میں رہتے تھے اور کوئی اور اس کی خدمت بجا نہ لاتا تھا۔ اسطرح ان کی
تربیت کی جاتی تھی۔ جب یہ بالغ ہو جاتے تھے تو پھر شادیاں کر دی جاتی تھی۔ اور وہاں
سے رخصت ہو جاتے تھے جس زمانہ میں رذریق بادشاہ تھا۔ تولیان رومی نے اپنی
لڑکی اسی غرض سے رذریق کے یہاں بھیجی۔ اور یلیان اسوقت جزیرۂ خضرا اور سبتہ وغیرہ کا
حاکم تھا، یہ لڑکی بہت حسین تھی۔ رذریق کو یہ پسند آگئی اور اس کے ساتھ اسنے جبراً صحبت
کی۔ اس لڑکی نے اپنے باپ کو اس ناگوار واقعہ کی اطلاع دی جس سے یلیان آگ بگولا
ہو گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر کو جو ولید ابن عبدالملک کی طرف سے حاکم افریقہ تھا لکھ بھیجا
کہ ہم آپ کی اطاعت کے لئے تیار ہیں۔ اور آپ جلد ادھر آئیے۔ چنانچہ موسیٰ وہاں گیا۔
اور یلیان نے موسیٰ کو اپنے شہر میں داخل کیا اور اس کو ہر قسم کا اطمینان دلایا۔ اندلس
کی زرخیزی کو بیان کر کے اسکو وہاں آنے کی دعوت دی یہ ۹۱ھ کے آخر کا واقعہ ہے
موسیٰ نے امیرالمومنین ولید بن عبدالملک کو لکھ بھیجا اور ان تمام صورتوں سے مطلع کیا۔ ولید
نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے فوجی دستے پہلے روانہ کر دو اور باقی مسلمانوں کو اس خوفناک
سمندر میں برباد نہ کرو، موسیٰ نے پھر لکھا کہ وہ کوئی بڑا سمندر نہیں ہے بلکہ ایک خلیج ہے
جس کا دوسرا کنارہ سامنے ظاہر ہے۔ ولید نے پھر لکھا کہ مانا کوئی بڑا سمندر نہیں ہے
جیسا کہ تم نے لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی پہلے تھوڑی فوج روانہ کر دو تاکہ اچھی طرح اندازہ
ہو جائے۔ اس کے بعد موسیٰ نے اپنے مولیٰ طریف کو ۔۔۴۰۰ چار سو آدمیوں کے ساتھ
اندلس کی طرف روانہ کیا اس میں سو سوار بھی تھے۔ یہ لوگ چار کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ
ہوئے۔ اور ایک جزیرہ میں جا کر اترے جس کا نام جزیرۂ طریف پڑ گیا۔ پھر جزیرہ خضرا پر

چھاپہ مارا جس میں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں اور اس کے بعد رمضان ۹۱ھ میں صحیح وسالم واپس آگیا جب لوگوں نے کوئی وقت انہیں دیکھی تو ہر شخص غزوہ میں جانے کے لئے مستعد ہوگیا۔ اب موسیٰ نے اپنے ایک مولیٰ طارق بن زیاد کو جو اسکے مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ بلا بھیجا اور ۷ ہزار فوج کے ساتھ اس کو اندلس کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج میں اکثر بربری اور موالی تھے اور عرب بہت کم تھے طارق اپنی فوج کو لیکر روانہ ہوا سمندر عبور کرکے ایک بلند پہاڑ پر جو خشکی سے متصل تھا جاکر مقیم ہوا جس کا نام جبل الطارق پڑ گیا جب عبد المومن نے ان شہروں پر قبضہ کیا تھا تو اس نے اس پہاڑ پر ایک شہر تعمیر کرایا تھا جسکا نام جبل الفتح رکھا لیکن اسکا پہلا ہی نام زیادہ مشہور رہا۔ طارق رجب ۹۲ھ میں اس مقام پر اترا تھا۔ جب یہ کشتی پر جارہا تھا تو اس کی آنکھ لگ گئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ سرور کائنات مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں تلوار لٹکائے ہوئے کمان مونڈھے پر رکھے ہوئے طارق سے فرما رہے ہیں کہ اے طارق اپنے مقصد کے حصول کے لئے قدم بڑھاؤ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ اور جو وعدہ کرو اس کو پورا کرو اتنا فرما کر آپ جانثاران اسلام کی اس جماعت کیساتھ سرزمین اندلس میں فاتحانہ داخل ہو گئے۔

طارق کی جب آنکھ کھلی۔ تو وہ خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا تھا اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو یہ مژدہ سنایا۔ آنحضرت کے خواب میں دیکھنے سے طارق کے دل میں بڑی زبردست قوت حاصل ہوئی بلکہ اس کو اپنی فتح اور کامرانی کا پورا یقین ہوگیا۔ جب طارق کی فوج کی تعداد پوری ہوگئی تو وہ میدانوں میں اترا اور جزیرۂ خضراء کو حملہ کرکے فتح کرلیا۔ وہاں طارق کے پاس ایک بڑھیا قبضہ میں آئی جس نے یہ بیان کیا کہ میرا شوہر نجومی تھا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ اندلس میں ایک ایسا امیر آئیگا جس کا سر بڑا ہوگا اور اس کے بائیں مونڈھے پر ایک تل ہوگا جس پر بال ہونگے طارق نے یہ سنکر اپنا کپڑا اتارا۔ تو واقعی اسکے بائیں مونڈھے پر تل تھا۔ اس دوسری خوشخبری سے وہ باغ باغ ہوگیا۔ اور اسکی تمام فوج میں بھی ایک مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ جزیرہ خضرا فتح کرکے۔ اس نے پہاڑ کو چھوڑ دیا اور آگے بڑھا جب رزریق کو یہ خبر ملی کہ طارق نے اس کے ملک پر حملہ کیا ہے تو اسے بہت سخت فکر ہوئی۔ وہ اسوقت کسی دوسری لڑائی میں مشغول تھا۔ جب وہاں سے لوٹا ہے تو طارق اس کے شہروں پر مسلّط ہوچکا تھا۔ چنانچہ اُسنے ایک فوج جمع کی

جس کی تعداد کہتے ہیں کہ ایک لاکھ تھی۔ جب اس تیاری کی اطلاع طارق کو پہونچی تو اُس نے موسیٰ بن نصیر کو یہاں کے فتوحات کی خبر دی اور لکھا کہ یہاں کے بادشاہ نے جنگ کی بڑی زبردست تیاری کی ہے جس کے مقابلہ کی طاقت میں نہیں رکھتا۔ اس لئے کچھ مدد بھیجئے موسیٰ نے ۵ ہزار فوج اور بھیجدی۔ اب مسلمانوں کی کل تعداد ۱۲ ہزار ہو گئی۔ اس جمعیت کے ساتھ یلیان بھی تھا جس نے طارق کو شہروں کے تمام راستوں سے باخبر کر دیا۔ اور دوسری باتوں کی برابر اطلاع دیتا رہا۔ رذریق نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا اور نہر لکہ پر دونوں فوجیں ۲۸ رمضان ۹۲ھ میں مقابل ہوئیں اور یہ نہر مملکت شذونہ میں تھی۔ ۸ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی، رذریق کے میمنہ اور میسرہ پر گذشتہ بادشاہ کے دو لڑکے اور نیز دوسرے بادشاہوں کے لڑکے لڑ رہے تھے۔ ان لوگوں کو رذریق کی بے جا مداخلت سے سخت غصہ تھا، اسی وجہ سے ان سب نے مصمم ارادہ کر لیا کہ رذریق کو شکست دیدیں۔ اور یہ خیال کیا کہ مسلمانوں کو جب خوب غنیمت ملجائیگی تو وہ واپس چلے جائیں گے اور پھر سارا اندلس ہماری حکومت کے لئے خالی ہو جائیگا۔ چنانچہ سب سے پہلے انھیں سبھوں نے شکست کھائی اور پھر رذریق نے ہزیمت اٹھائی۔ رذریق دریا میں غرق ہو گیا۔ اب طارق نے قدم آگے بڑھایا اور استجہ کی طرف چلا وہاں شکست خوردہ فوجیں اور وہاں کے باشندے مسلح ہو کر نکلے اور طارق کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا گئے مسلمانوں کو اُس کے بعد اس جنگ سے بڑی جنگ اندلس میں کسی مقام پر نہ کرنی پڑی۔ طارق شہر استجہ سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا اور ایک چشمہ کے قریب ہی ٹھہرا جسکا نام عین الطارق پڑ گیا۔

قوطیوں نے جب ان دونوں شکستوں کا حال سنا تو خدا نے ان کے دلوں میں ایک عجیب دہشت ڈالدی اور وہ طلیطلہ بھاگ گئے۔ اُن کا خیال تھا کہ طریف کی طرح کے کام یہ بھی کریگا بات یہ تھی کہ طریف جب آیا تھا تو اس نے ان لوگوں کو یہ کہکر خوفزدہ کر دیا تھا کہ ہماری فوج آدمیوں کو ذبح کر کے کھاتی ہے۔ جب یہ طلیطلہ بھاگے اور اندلس کے شہروں کو خالی کر دیا تو یولیان نے کہا کہ تم اندلس سے تو فارغ ہو گئے۔ اب اپنی فوج کو ادھر اُدھر روانہ کر دو اور خود طلیطلہ چلو۔ چنانچہ طارق نے استجہ ہی سے اپنی فوجیں مختلف مقامات پر روانہ کر دیں ایک فوج کو قرطبہ بھیجا دوسری غرناطہ کی طرف تیسری مالقہ کی طرف اور چوتھی تدمیر کی طرف روانہ کر دی۔ اور خود ایک بڑی فوج کو ساتھ لے جیان کے راستے سے طلیطلہ چلا۔ جب یہ

طلیطلہ پہونچا تو اس نے شہر کو سنسان دیکھا نہ کوئی آدمی تھا نہ آدم زاد۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اس شہر میں چلے گئے تھے جو ایک پہاڑ کی پشت پر واقع تھا۔ جو فوج قرطبہ کی مہم سر کرنے گئی تھی۔ اس کو شہر کے کسی چرواہے نے داخل ہونیکا راستہ بتادیا تھا اسی راستہ سے وہ داخل ہوئی اور شہر پر قابض ہو گئی۔ اور جو لوگ تدمیر کی طرف گئے تھے اُن سے وہاں کے بادشاہ نے لڑائی کی جس کا نام تدمیر تھا۔ اسی شخص کے نام پر اس شہر کا نام بھی تدمیر ہو گیا ورنہ اسکا اصلی نام اریولہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی جسکو ساتھ لیکر اس نے خوب لڑائی کی لیکن آخر میں شکست کھا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی کام آئے اسکے بعد تدمیر نے عورتوں کو خوب مسلح کر دیا اور مسلمانوں پر یہ ظاہر کیا کہ ابھی ہمارے پاس فوج ہے اور اسی تجویز سے مسلمانوں نے مصالحت کر لی۔ غرضکہ جہاں جہاں مسلمانوں کے قدم پہونچے وہ فتوحات اسلامی میں داخل ہوتے گئے۔ طارق نے جب طلیطلہ کو بالکل خالی پایا تو شہر کو یہودیوں کے سپرد کیا اور اپنی فوج کے چند آدمیوں کو چھوڑ دیا۔ خود وادی حجارہ کی طرف چلا گیا پہاڑ کو اس راستہ سے طے کیا جو دونوں پہاڑوں کے درمیان میں تھا۔ اور اسی راستہ کا نام فج طارق پڑ گیا۔ وہاں سے شہر مائدہ میں پہونچا جو پہاڑ کے پیچھے واقع تھا۔ اسی شہر میں حضرت سلیمان کا خوان ملا تھا۔ یہ سبز زبرجد کا تھا اس کے پایوں اور کناروں پر موتی مونگے اور یاقوت اور دوسری قسم کے جواہر جڑے ہوئے تھے اس کے کل ۳۶۰ پائے تھے اس کے بعد طارق شہر مایہ کی طرف گیا اور وہاں اس کو بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں ادھر ہی سے ۹۳ھ میں طلیطلہ واپس آیا بعض روایت میں ہے کہ جلیقیہ چلا گیا تھا اور وہاں سے شہر استرقہ ہوتے ہوئے طلیطلہ پہونچا۔ اور وہاں تمام وہ فوجیں جو استجہ سے روانہ کی گئی تھیں کامیابی حاصل کر کے طارق سے آکر ملیں۔ موسیٰ بن نصیر رمضان ۹۳ھ میں ایک زبردست فوج کے ساتھ سرزمین اندلس میں داخل ہوا جب اسکو طارق کے ان عظیم الشان فتوحات کی خبر ملی تو وہ رشک وحسد کی آگ سے جل اٹھا۔ چنانچہ جب سمندر عبور کر کے جزیرہ خضرا میں مقیم ہوا تو اس سے لوگوں نے کہا کہ طارق کے راستہ سے چلئے تو اس نے انکار کر دیا۔ رہبروں نے کہا کہ ہم اس سے بہتر راستہ آپ کو بتائیں گے اور ان شہروں کو لے چلیں گے جو ابتک فتح نہیں ہوئے۔ یولیان رومی نے بھی موسیٰ کو اور فتوحات کی توقع دلائی۔ تو ظاہر تو موسیٰ خوش ہوتا تھا لیکن دلمیں کف افسوس ملتا تھا۔ لوگ موسیٰ کے ساتھ

شہر ابن سلیم کی طرف گئے اور اس کو فتح کر کے موسیٰ شہر قرمونہ کی طرف چلا یہ اندلس کے مضبوط ترین شہروں میں سے تھا۔ یلیان اور اس کے اصحاب اس شہر میں اس حال میں آئے کہ جیسے شکست کھا کر بھاگے آ رہے ہیں کیونکہ سب کے ہاتھ میں ننگی تلواریں تھیں یہی سمجھکر شہر والوں نے اسکو اندر داخل کر لیا۔ اسکے بعد موسیٰ نے رات ہی کو ایک فوج بھیجی جس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد موسیٰ اشبیلیہ کی طرف گیا جو اندلس کے عظیم الشان شہروں میں سے تھا۔ وہاں جا کر کئی مہینے تک اسکو مسلسل محاصرہ کرنا پڑا۔ آخر میں مفتوح ہوا۔ جب وہاں کے باشندے سب بھاگ گئے تو موسیٰ نے یہودیوں کو آباد کیا اور خود ماردہ کی طرف روانہ ہوا اور اسکا بھی محاصرہ کر لیا۔ لیکن وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کیا۔ موسیٰ نے رات کو پہاڑ کے غاروں میں کمینگاہ بنائی جس کی کفار کو کوئی خبر نہ تھی جب صبح ہوئی تو جیسے روز لڑنے کے لئے نکلتے تھے ویسے ہی مسلمانوں کی طرف آگے بڑھے۔ موقع پاکر مسلمان نکل پڑے اور شہر اور ان کے درمیان حایل ہو گئے اور ان کو خوب اچھی طرح قتل کیا جو بچ گئے وہ بھاگے۔ مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور آگے بڑھکر ایک دوسرا قلعہ تھا جس کا کئی مہینے تک محاصرہ کرنا پڑا۔ ایک مرتبہ مسلمانوں نے دبابہ[۵] بنایا اور اسمیں چند آدمی داخل ہوئے اور فصیل شہر کو توڑنے لگے۔ قلعہ کی فوج کو خبر ملی تو وہ باہر نکلی اور ایک برج کے قریب مسلمانوں کو خوب قتل کرنا شروع کیا اور اسی وجہ سے اس برج کا نام برج الشہداء رکھدیا گیا۔ آخر میں ۹۴ھ عید الفطر کے دن اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ تمام مقتولوں اور بھاگنے والوں کے اموال اور گرجوں کے جواہرات اور زیورات مسلمانوں کے لئے ہیں۔ جب موسیٰ اس کو فتح کر چکا تو آگے بڑھا۔ فوراً ہی اہل اشبیلیہ نے نقض صلح کر کے وہاں کے مسلمانوں کو قتل کر دیا موسیٰ نے پھر اپنے لڑکے عبد العزیز کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے دوبارہ محاصرہ کر کے فتح کیا۔ اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا پھر لبلہ اور باجہ کو بھی زیر نگین کر لیا۔ اور اشبیلیہ میں واپس آگیا۔ موسیٰ شوال میں ماردہ سے طلیطلہ کی طرف روانہ ہوا طارق اس کے استقبال کے لئے نکلا

---

[۵] ۔ یہ ایک آلہ ہوتا تھا جو محاصرہ کے وقت بہت کام دیتا تھا اسکے اندر چند آدمی داخل ہو جاتے تھے اور یہ آلہ قلعہ کی جڑ میں رکھدیا جاتا تھا تو یہ لوگ اندر ہی اندر قلعہ کی دیوار کو توڑنا شروع کرتے تھے۔ دیکھو منجد صفحہ ۱۲۹۔

اور موسیٰ سے ملاقات کی۔ طارق نے جس وقت موسیٰ کو دیکھا تعظیم کے لئے فوراً کھڑا ہو گیا موسیٰ نے طارق کو کوڑے مارے اور اس کی نافرمانی پر خوب سرزنش کی۔ اس کے بعد دونوں طلیطلہ آئے۔ موسیٰ نے تمام غنائم اور خوان کو طارق سے طلب کیا۔ طارق نے سب حاضر کر دیا۔ مگر خوان کا ایک پایہ اس میں سے نکال لیا۔ موسیٰ نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تو طارق نے کہا کہ میں نے اسی حالت میں اس کو پایا ہے۔ موسیٰ نے اس کی جگہ پر سونے کا پایہ لگوا دیا۔ یہاں سے موسیٰ سرقسطہ اور دوسرے شہروں میں گیا۔ انکو فتح کیا پھر فرانس کی مملکت میں داخل ہوا اور ایک لق و دق میدان میں پہونچا جہاں بہت قدیم یادگاریں تھیں۔ اسی میدان میں ایک بت کھڑا ہوا تھا جس میں یہ عبارت کندہ کی ہوئی تھی۔

یا بنی اسمٰعیل الی ھاھنا منتھاکم فارجعوا وان سألتم الی ماذا ترجعون اخبرتکم انکم ترجعون الی الاختلاف فیما بینکم حتی یضرب بعضکم اعناق بعض وقد فعلتم۔	اے بنی اسمٰعیل یہیں تک تمھارا منتہیٰ ہے اب تم لوٹ جاؤ، اگر تم پوچھو گے کہ ہم کسطرف لوٹیں گے تو میں یہ بتاؤں گا کہ تم اختلاف کی طرف جاؤ گے تم میں سے ایک دوسرے کی گردن ماریگا۔ بلکہ تم اس حد تک پہونچ چکے ہو اور اس کو کر بھی چکے ہو۔

چنانچہ موسیٰ اسی طرف سے لوٹ گیا۔ راستہ میں ولید کا قاصد ملا جس نے یہ اطلاع دی کہ تم اندلس چھوڑ کر جلد واپس آجاؤ۔ موسیٰ کو یہ بہت برا معلوم ہوا اور اس نے قاصد کو روک لیا۔ اور پھر اس شہر کے خلاف سمت میں ممالک فتح کرنے میں مشغول ہو گیا۔ لوگوں کو قتل کرتا ہوا، عمارتوں اور گرجوں کو منہدم کرتا ہوا بحر اخضر کے قریب وادی بلائی کی چٹان تک پہونچا۔ یہاں پر اس نے بہت کچھ طاقت اور قوت حاصل کر لی تھی۔ کہ پھر ولید کا دوسرا قاصد پہونچا جس نے موسیٰ کے خچر کی لگام پکڑ کر روانہ ہونیکا حکم دیا یہ قاصد شہر لک میں جو جلیقیہ کے متصل ہے موسیٰ سے ملا تھا۔ چنانچہ موسیٰ اسی راستہ سے روانہ ہوا جس کا فج موسیٰ نام پڑا، آگے چلکر طارق بھی اس کے ساتھ ہو گیا اور دونوں ملکر چلے۔ موسیٰ نے اندلس میں اپنے لڑکے عبدالعزیز کو حاکم بنا دیا تھا۔ جب موسیٰ سمندر کو عبور کر کے سبتہ پہنچا تو طنجہ اور اس کے گرد و نواح کے شہروں پر اپنے لڑکے عبدالملک کو حاکم بنایا اور افریقہ میں اپنے بڑے لڑکے عبداللہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ اور پھر وہاں سے شام کیطرف روانہ ہو گیا۔ تمام غنیمت کا مال اور زیورات وغیرہ ساتھ لیتا گیا۔ اور اس کے ساتھ ۳۰ ہزار

شاہان قوط اور امراء کی باکرہ لڑکیاں تھیں جنکو بھی ساتھ ہی لے گیا۔ جب شام پہونچا تو ولید کا انتقال ہوچکا تھا۔ اور سلیمان بن عبدالملک کا دور دورہ تھا۔ سلیمان کو موسیٰ سے نفرت تھی اس لئے تمام صوبوں سے اس نے موسیٰ کو معزول کردیا اور پھر قید کردیا اور جرمانہ کیا۔ موسیٰ اسقدر مفلوک ہوگیا کہ وہ عربوں سے اعانت کا خواستگار رہا۔ بعض روایت میں ہے کہ جب موسیٰ شام میں پہونچا تو ولید زندہ تھا موسیٰ نے پہلے ہی سے یہ چالاکی کی تھی کہ ولید کو یہ لکھدیا تھا کہ میں نے اندلس فتح کیا ہے اور خوان حاصل کیا ہے۔ چنانچہ جب موسیٰ اور طارق ولید سے ملے تو موسیٰ نے تمام اموال اور خوان کو حاضر کیا۔ طارق نے کہا کہ میں نے یہ چیزیں غنیمت میں حاصل کی ہیں، موسیٰ نے تکذیب کی تو طارق نے ولید سے کہا کہ آپ اس گم شدہ پایہ کے متعلق ان سے پوچھئے۔ ولید نے جب موسیٰ سے پوچھا تو وہ اس سے بے خبر تھا۔ طارق نے اس پایہ کو نکالکر رکھدیا اور کہا کہ میں نے اسی غرض سے اسکو چھپایا تھا۔ اب ولید سمجھ گیا کہ طارق سچ کہہ رہا ہے طارق نے یہ اس غرض سے کیا تھا کہ موسیٰ ولید کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے۔ کیونکہ موسیٰ نے قید کرکے طارق کو مارا تھا۔ جب ولید نے رہا کرنیکا حکم دیا تب چھوڑا ایک روایت ہے کہ طارق کو قید نہیں کیا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ جب رومی اندلس میں پہونچے تو ان کی حکومت میں ایک ایسا مکان تھا کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا تو اسمیں ایک قفل لگادیتا۔ جب قوط اندلس میں پہونچے تو انھوں نے بھی اسی پر عملدرآمد کیا۔ لیکن جب رذریق اندلس کا بادشاہ ہوا تو اس نے اس مکان کے کھولنے کا ارادہ کیا شہر کے معززین نے اس کو ایسا کرنے سے روکا۔ لیکن اس نے کچھ نہیں سنا تمام قفلوں کو کھولدیا اور اندر داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ عربوں کی صورتیں دکھائی دیرہی ہیں جنکے سر پر سرخ عمامہ تھے اور جو کمیت رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے وہاں ایک عبارت لکھی ہوئی تھی۔ کہ جب یہ گھر کھولدیا جائیگا۔ تو یہ قوم اندلس میں داخل ہو جائیگی چنانچہ اسی سال اندلس پر قبضہ ہوا۔ اندلس کے حالات میں جتنا میں نے لکھدیا ہے وہ اندلس کی فتح کے متعلق ایک حدتک کافی ہے باقی حالات ان شاءاللہ اپنے اپنے موقع پر بیان کئے جائیں گے۔

غزوہ جزیرہ سردانیہ

یہ جزیرہ بحر روم میں ہے جزیرہٴ صقلیہ اور اقریطش کے علاوہ یہ بڑے جزیروں میں ہے

یہاں میوہ جات بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ جب موسیٰ نے اندلس کے شہروں پر قبضہ کرلیا تو اس نے ایک فوج ۹۲ھ میں سردانیہ کی طرف بھیجی۔ یہ فوج جب وہاں پہونچی تو نصاریٰ نے اپنے تمام سونے چاندی کے ظروف' زیورات وغیرہ کو ایک حوض میں ڈال دیا۔ اور دوسرے مالوں کو بڑے گرجے کی چھت پر رکھدیا جس کو اوپر کی چھت کے نیچے بنوایا تھا مسلمانوں نے خوب غنیمتیں حاصل کیں جسکا کوئی حد و حساب نہ تھا جس میں سے بہت کچھ لوگوں نے ناجائز طور پر اپنے اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اتفاقاً ایک مسلمان اسی حوض میں غسل کرنے گیا تو اسکے پیر میں کوئی چیز گڑی۔ اس نے نکالکر دیکھا تو وہ چاندی کا پیالہ تھا۔ مسلمانوں کو جب معلوم ہوا تو تمام حوض کو چھان ڈالا اور سب چیزیں نکال لیں۔ اسکے بعد پھر ایک شخص اس گرجا میں گیا وہاں ایک کبوتری بیٹھی تھی۔ اس نے اس پر تیر کا نشانہ لگایا۔ اتفاقاً نشانہ خطا کھا گیا اور وہ تیر اس چھت میں لگا جس سے اس کا ایک تختہ ٹوٹ کر گر گیا۔ اور کچھ دینار وغیرہ بھی گر پڑے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ اس میں بھی زر و جواہر بھرے ہیں۔ اس لئے اس کو توڑ کر تمام اموال کو لوٹ لیا۔ غرضکہ یہاں مسلمانوں نے بے انتہا مال غنیمت کو دبالیا۔ بعض آدمیوں نے تو یہ کیا کہ بلی کو ذبح کرکے اُسکے پیٹ کو صاف کردیا اور اسی میں دینار بھر کر اوپر سے سی دیا۔ اور راستہ پر پھینکدیا جب چلنے لگے تو اٹھالیا۔ بعضوں نے تلوار کے میانوں میں سونا بھر لیا تھا۔ جب تمام لوگ کشتی پر سوار ہو کر واپس ہونے لگے۔ تو ایک آواز آئی کہ اے آلہ انکو غرق کردے۔ چنانچہ راستہ ہی میں سب لوگ ڈوب گئے۔ ڈوبنے والے جب پھر سطح پر آئے تو ان کی کمروں میں دینار بندھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ فہری نے اس جزیرہ پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ آخر میں جزیہ پر مصالحت ہوگئی اور وہ اس کو لیکر چلا آیا۔ اس کے بعد پھر کسی نے ادھر توجہ نہیں کی۔ بلکہ رومیوں نے آباد کیا۔ ۳۲۳ھ میں منصور بن قائم علوی بادشاہ افریقہ نے مہدیہ سے ایک بیڑا روانہ کیا۔ یہ جنوہ کے پاس سے گذرا اور اس کو فتح کرلیا۔ اس بیڑے نے اہل سردانیہ پر بھی چھاپا مارا۔ بہتوں کو قید کیا۔ اور بہت سے جہازات جلاکر خاک کردئے۔ اور جنوہ کو برباد کردیا۔ اور وہاں سے سب غنیمت لے لیا۔ ۴۰۶ھ میں مجاہد عامری نے اس پر پھر دانیہ سے حملہ کیا۔ وہ دانیہ کا بادشاہ تھا۔ اس کے پاس ۱۲۰ کشتیاں تھیں۔ سردانیہ کو فتح کیا عورتوں

اور بچوں کو قید کرلیا۔ باقی لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ اسکی خبر روم کے بادشاہوں کو ملی تو وہ متفق ہوکر اسکے مقابلہ میں خشکی کے راستہ سے آئے جسکے ساتھ ایک کثیر التعداد فوج تھی۔ دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی مسلمانوں نے شکست کھائی اور جزیرہ سردانیہ سے وہ نکالدئے گئے انکی بہت سی کشتیاں گرفتار کرلی گئیں مجاہد کا بھائی اور اس کا لڑکا علی بن مجاہد گرفتار ہوگیا جو لوگ بچ گئے انکو مجاہد ساتھ لیکر دانیہ واپس آیا۔ اور پھر کوئی حملہ نہ ہوا۔ ہم نے سردانیہ کے تمام واقعات اس غرض سے جمع کردئے تاکہ انکا مطلب صحیح سمجھ میں آسکے کیونکہ یہ بہت ہی کم ہیں۔

سنہ ۹۲ھ کے مختلف واقعات

مسلم بن عبدالملک نے بلاد روم میں تین قلعہ فتح کئے۔ اہل سوسنہ کو بلاد روم کیطرف جلاوطن کردیا بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے اس سال سجستان پر حملہ کیا۔ اور رتبیل کی طرف گیا۔ جب وہاں پہونچا تو رتبیل نے صلح کرلی اور عبدربہ بن عبداللہ اللیثی کو قتبہ نے وہاں عامل بنایا اور پھر واپس آگیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ مالک بن اوس بن حدثان بصری نے مدینہ میں اسی سال انتقال کیا۔ یہ نصر بن معاویہ کے خاندان سے تھے، عمر ۹۴ سال کی تھی۔

سنہ ۹۳ھ کی ابتداء

صلح خوارزم شاہ اور خام جرد کا مفتوح ہونا

اس سال قتیبہ نے خوارزم شاہ سے صلح کی سبب یہ ہوا کہ ملک خوارزم ایک ضعیف اور ناتوان آدمی تھا اس کے چھوٹے بھائی خرزاد نے اس کی مملکت پر غلبہ حاصل کرلیا لیکن ساتھ ہی رعایا پر بے حد ظلم وستم کرتا تھا۔ جہاں اسکو پتا چلا کہ فلاں شخص کے پاس خوبصورت لونڈی ہے یا فلاں کی لڑکی بہت ہی حسین ہے یا فلاں کی بہن بہت اچھی ہے یا فلاں کی بیوی خوب رو ہے، یا مال اور جانور اچھے ہیں تو اس کو اس کے گھر سے پکڑ وامنگاتا تھا۔ اور کوئی اس کو اس برے کام سے روکنے کی جرأت بھی

نہیں کرتا تھا۔ لوگوں نے خوارزم شاہ سے اس کی شکایت کی۔ اس نے یہ کہکر ٹال دیا کہ میرا اس پر کوئی قبضہ نہیں ہے۔ لیکن دل میں بہت غضبناک ہوتا تھا۔ جب عرصہ تک خرزاد نے اسی قسم کی ظالمانہ روش رکھی تو خوارزم شاہ نے قتیبہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اب میری حکومت کو اپنی نگرانی میں لے لیجئے اور خرزاد اور دیگر مخالفین کو میرے حوالے کر دیجئے تاکہ میں ان کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کروں۔ اس خط کو بالکل مخفی طریقہ پر بھیجا حتیٰ کہ اپنے اصحاب کو بھی خبر نہ دی۔ قتیبہ نے اس کی دعوت قبول کر لی اور لڑائی کے لئے تیار ہوا لیکن یہ ظاہر کیا کہ صغد کی طرف جا رہا ہے۔ مرو سے روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ نے معززین اور رؤساء کو بلایا اور کہا کہ قتیبہ صغد کی طرف جا رہا ہے۔ وہ تم سے لڑنے کے لئے نہیں آرہا ہے۔ ہمکو اطمینان سے زندگی بسر کرنی چاہئے۔ چنانچہ وہ لوگ مطمئن ہو کر لہو ولعب میں مصروف ہو گئے۔ جب قتیبہ ہزار اسپ میں پہونچا تو خوارزم کے لوگوں کو خبر ہوئی۔ خوارزم شاہ نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم تو لڑیں گے۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ نہیں ہے کیونکہ جو ہم سے زیادہ شان وشوکت کے بادشاہ تھے وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ پھر ہم لڑ کر کیا کریں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ کچھ دے دلا کر قتیبہ کو رخصت کر دیں۔ لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا چنانچہ خوارزم شاہ روانہ ہوا اور شہر فیل میں اترا۔ جو دریا کے اس طرف واقع تھا اور اس کے مضبوط ترین شہروں میں سے تھا قتیبہ نے ابھی دریا عبور نہیں کیا تھا کہ خوارزم شاہ اس سے ملا اور دس ہزار جانور اور اسی مقدار میں نقد وجنس پر صلح کر لی۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ خام جرد کے فتح کرنے میں مدد دیگا۔ قتیبہ نے منظور کر لیا۔ بعض روایت میں ہے کہ ایک لاکھ جانور پر صلح ہوئی تھی۔ اس کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبد الرحمن کو خام جرد کی طرف بھیجا۔ وہ خوارزم شاہ سے لڑ رہا تھا۔ عبد الرحمن نے اس سے لڑائی شروع کر دی اور آخر میں قتل کر ڈالا۔ اور اس کی مملکت پر قبضہ کر لیا۔ اور ۴ ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ قتیبہ نے ان تمام کو قتل کرا دیا۔ اور خوارزم شاہ کے بھائی خرزاد کو اور دوسرے مخالفین کو گرفتار کر کے خوارزم شاہ کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان تمام کو قتل کر کے ان کے اموال کو قتیبہ کے قبضہ میں دیدیا۔

فتح سمرقند

جب خوارزم شاہ اور قتیبہ سے مصالحت ہو گئی۔ تو مجشر بن مزاحم سلمی نے قتیبہ سے پوشیدہ طریقہ پر کہا کہ آپ صغد کا رخ کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہ بہت مامون ہے۔ یہ خیال ہی نہیں ہے کہ کوئی عامل آئے گا۔ مسافت بھی کوئی زیادہ نہیں ہے۔ صرف دس دن کی راہ ہے۔ قتیبہ نے اس سے پوچھا کہ کسی نے تجھکو بتایا ہے اس نے کہا نہیں پھر پوچھا کہ تم نے کسی سے اسکا تذکرہ کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں قتیبہ نے کہا کہ خبردار یہ راز کسی پہ ظاہر نہ کرو ورنہ میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا۔ دوسرے دن قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام فوج اور سازوسامان کے ساتھ مرو کی طرف چلا گیا۔ جب شام ہوئی تو قتیبہ نے عبدالرحمن کو خط لکھا کہ تم تمام اسباب کو مرو روانہ کر دو اور اپنی فوج کو لیکر صغد کی طرف جاؤ۔ اور اس امر کو خفیہ رکھو۔ میں بھی آتا ہوں عبدالرحمن نے اس کی فوراً تعمیل کی۔ اس کے بعد قتیبہ نے اپنی فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں یہ کہا کہ اہل صغد اسوقت بہت کمزور اور ناتوان ہیں اس کے ساتھ ہی انھوں نے ہمارے معاہدہ کو بھی توڑ دیا ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے شرارتیں کی ہیں ان سے ہر شخص واقف ہے۔ میرا خیال ہے کہ خوارزم اور صغد قریظہ اور بنی نظیر کی طرح ہونگے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوا اور عبدالرحمن کے تین یا چار روز بعد صغد پہونچ گیا۔ اہل خوارزم اور بخارا بھی قتیبہ کے ساتھ ہو گئے۔ وہاں پہونچکر برابر ایک مہینے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اہل صغد محصور کر لئے گئے جب انھوں نے محاصرہ کو طویل ہوتے دیکھا تو ملک شاش، ملک خاقان، ملک فرغانہ سے امداد طلب کی اور لکھا کہ عرب ہم پر فتحیاب ہونا چاہتے ہیں اور ہمارے بعد تمھاری باری آئیگی۔ اس لئے مستقبل کے متعلق سوچو۔ اور اگر تمھارے پاس کچھ قوت ہے تو اسے خرچ کرو انھوں نے غور کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ ہم پر جو مصائب آرہے ہیں وہ ہمارے رذیلوں کی وجہ سے ہیں کیونکہ ان کو ہماری طرح حب وطنی نہیں ہے اس لئے انھوں نے شاہزادوں کو اور شرفاء رؤساء اور بہادران قوم کو منتخب کر کے قتیبہ کی فوج پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ وہ اسوقت سمرقند کے محاصرہ میں مشغول ہے

اس تمام فوج پر خاقان کے ایک بیٹے کو سردار بنایا گیا۔ اور وہ ان کو لیکر روانہ ہوا۔ ادھر قتیبہ کو خبر لگ گئی۔ تو اس نے اپنی فوج سے چار سو یا چھ سو چیدہ شرفاء اور بہادروں کو منتخب کیا اور واقعات سے ان کو باخبر کیا۔ اور صالح بن مسلم کی سرکردگی میں اسطرف روانہ ہوجانیکا حکم دیا۔ یہ لوگ دو فرسخ کے فاصلہ پر ٹھہرے۔ اور صالح نے فوراً ہی دو کمینگاہیں بنائیں جس میں تھوڑی تھوڑی فوج کو چھپا دیا۔ نصف شب کے گذرنے کے بعد، دشمنوں کی فوج آئی اور مسلمانوں کو دیکھکر اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ کچھ توقف کے بعد کمینگاہوں سے مسلمانوں کی فوج نکلی اور اس نے دونوں طرف سے حملہ کیا۔ لیکن اس سے سخت اور جری قوم اب تک مسلمانوں کی نظر سے نہیں گذری بعض نے جو اس جنگ میں شریک تھے یہ بیان کیا ہے کہ جسوقت ہم ان لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے تو کہیں قتیبہ دکھائی دیا جو خفیہ طور پر وہاں آیا تھا اس کے سامنے میں نے ایک سخت حملہ کیا جس سے میں خود حیرت زدہ ہوگیا۔ میں نے قتیبہ سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے کیسی ضرب لگائی تو اس نے کہا خاموش رہو خدا تیرے دانت جھاڑ دے لڑائی میں مشغول رہو۔ اس کے بعد خوب زور شور سے جنگ ہوئی۔ آخر کار مسلمانوں نے فتح پائی۔ کفاروں میں سے اسی قدر بھاگے جو بچ گئے۔ باقی قید کر لئے گئے۔ ان کے تمام مال و متاع اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ مقتولین کے سروں کو وہیں پڑا رہنے دیا گیا۔ ہم نے قیدیوں سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ تم نے معمولی آدمیوں کو قتل نہیں کیا بلکہ۔ شاہزادگان۔ بہادران و سرداران قوم کو مارا ہے جن کا ایک ایک آدمی صدہا آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ ہم نے ان کے نام ان کے کانوں میں لکھکر لٹکا دئیے۔ اس کے بعد اپنی قیامگاہ میں ہم لوگ واپس آگئے۔ صبح کو تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوئے۔ ہم لوگوں کے اتنے قیدی، گھوڑے، سونے کے پٹکے اور ہتھیار کسی نے حاصل نہیں کئے تھے۔ جب میں قتیبہ کے پاس پہونچا تو اس نے میری بڑی تعظیم کی اور میرے ساتھ اور لوگوں کی بھی تعظیم اور تکریم کی۔ جس سے میں نے خیال کیا کہ غالباً ان لوگوں نے بھی میری طرح کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ اسکے بعد اہل صغد کی ہمتیں پست ہوگئیں قتیبہ نے منجنیقیں نصب کرکے قلعہ پر گولہ باری

شروع کی جس سے ایک جگہ کا حصہ منہدم ہو گیا۔ اُس پر ایک شخص کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالی دینے لگا مسلمانوں میں سے کسی تیر انداز نے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ قتیبہ نے دس ہزار درہم اسکو انعام میں دیا۔ بعض مسلمانوں نے قتیبہ کو اپنے نفس سے یہ کہتے سنا کہ اے اہل سمرقند تمھارے پیٹ میں شیطان کب تک گھونسلہ بنا تا رہیگا، انشاءاللہ صبح کو تمھارے گھر والوں کو بہت دور جنگلوں میں پھنکوا دونگا اسس نے تمام فوج میں اسکی خبر اڑادی کہ معلوم کل کتنے آدمیوں کا خاتمہ ہوگا۔ جب صبح ہوی تو قتیبہ نے تمام فوج کو ایک زوردار حملہ کے لئے مستعد کیا۔ اور حکم دیا کہ شہر کی فصیل کے ٹوٹے حصہ تک پہونچ جاؤ۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے چہروں پر ڈھالیں رکھ لیں یورش کرتے ہوئے شہر کی فصیل تک پہونچ گئے۔ اہل صغد نے تیر برسانے شروع کئے لیکن انکے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی مجبوراً انھوں نے قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ آج لوٹ جاؤ کل ہم تم سے صلح کریں گے۔ قتیبہ نے کہا کہ ہم اسوقت تک صلح نہیں کریں گے جب تک ہمارے آدمی شگاف پر قائم نہ ہو جائیں۔ بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے کہا کہ غلام اب خوفزدہ ہوگئے ہیں بس ہماری فتحیابی رکھی ہے اب لوٹ آؤ۔ دوسرے دن دولاکھ ۲۰ ہزار مثقال پر صلح ہوئی جو سالانہ جزیہ کے طور پر متعین کیا گیا۔ اوراس کے علاوہ ۳۰ ہزار گھوڑے دئے اور یہ وعدہ کیا کہ شہر قتیبہ کے لئے خالی کر دیا جائیگا۔ اور انکا کوئی لڑنے والا نہیں رہے گا۔ اور قتیبہ کو مسجد بنا کر خطبہ دینے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی۔ لیکن دوسرے دن اسکو لوٹ آنا پڑیگا۔ جب مصالحت ہوگئی تو انھوں نے شہر خالی کر دیا قتیبہ شہر کے اندر داخل ہوا اور مسجد بنوائی۔ ۴ ہزار آدمیوں کو منتخب کر کے مسجد میں لے گیا۔ وہاں نماز پڑھی اور خطبہ دیا اور وہیں سب آدمیوں نے ملکر کھانا وغیرہ کھایا۔ اور اہل صغد سے کہلا بھیجا کہ تم میں سے جو اپنا مال واپس لینا چاہے وہ لے سکتا ہے کیونکہ میں ابھی یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ اور تم سے انھیں چیزوں کو لوں گا جن پر مصالحت ہوئی۔ صرف یہ کہ ہماری فوج مقیم رہے گی۔ بعض روایت میں ہے کہ اس نے شرائط صلح میں یہ پیش کیا تھا کہ اہل صغد ایک لاکھ گھوڑے دیں اور آتشکدے اور بتوں کے زیورات اور ان کے نذرانے قتیبہ کو دیدیں۔ اہل صغد نے ان تمام شرائط کو پورا کر دیا۔ تمام بڑے بڑے بت قتیبہ کے سامنے لائے گئے، اس نے ان کے

تمام زیورات اتار لئے اور پھر جلانے کا حکم دیا۔ غوزک جو اہل صغد کا بادشاہ تھا قتیبہ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ پر آپ کا شکر واجب ہے۔ ان بتوں کو نہ جلائیے۔ کیونکہ جو ان کو جلاتا ہے وہ ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ قتیبہ نے کہا اچھا تو میں خود ان کو جلاؤں گا۔ آگ منگوائی اور تکبیر کہکر ان کو خاک سیاہ کر دیا، اور پھر جو سونے کی میخیں جڑی ہوئی تھیں ان سے پچاس ہزار مثقال کے برابر سونا ملا۔ وہیں ایک لڑکی غنیمت میں ملی جو یزدجرد کی اولاد سے تھی۔ قتیبہ نے اسکو حجاج کے پاس بھیجدیا اور حجاج نے ولید کے یہاں روانہ کر دیا، اسی لڑکی سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔ اس کے بعد غوزک کو روانہ ہونیکا اور شہر خالی کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام لوگ روانہ ہو گئے بعض روایت میں ہے کہ اہل سمرقند نے مسلمانوں پر اسدن جسدن وہ مغلوب ہوئے بڑا زور کا دھاوا کیا۔ اور قتیبہ اسدن ایک تخت پر بیٹھا تھا۔ دشمنوں نے نیزہ بازی کرتے ہوئے قتیبہ تک رسائی حاصل کرلی اور وہ اپنی تلوار کی آڑ میں اطمینان سے بیٹھا تھا جب یہ آگے بڑھے تو مسلمانوں کے دونوں بازوؤں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور فوراً شکست دیدی۔ اور انکے پورے لشکر کو پیچھے ہٹا دیا۔ پھر مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور ان سے مصالحت ہوگئی غوزک نے خورد و نوش کا انتظام کیا اور قتیبہ کو دعوت دی۔ قتیبہ چند مخصوص آدمیوں کے ساتھ دعوت میں شریک ہوا۔ جب واپس ہوا تو اس نے غوزک کو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اور سمرقند میرے حوالہ کر دے کیونکہ اس کو بغیر تعمیل حکم کے کوئی چارہ نہیں ہے قتیبہ نے یہ آیت تلاوت کی انه اهلك عادا الاولى وثمود فما ابقى یعنی خدا نے عاد اولیٰ اور ثمود۔ دونوں کو برباد کر دیا۔ اور قوم ثمود سے کسی کو باقی نہ رکھا اس شخص نے جسکو قتیبہ نے حجاج کے پاس فتح سمرقند کی خوشخبری لیکر بھیجا تھا۔ یہ بیان کیا ہے۔ کہ مجھکو حجاج نے ولید کے پاس بھیجدیا۔ چنانچہ میں دمشق میں آیا اور طلوع فجر سے قبل پہونچا۔ مسجد میں داخل ہوا تاکہ نماز فجر پڑھوں۔ وہاں ایک شخص میرے بازو میں بیٹھا تھا جو نابینا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا کہ خراسان سے آرہا ہوں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ سمرقند فتح ہو گیا۔ اس نے کہا کہ قسم خدا کی تم نے سمرقند کو دھوکہ سے فتح کیا۔ اے اہل خراسان تم بنی امیہ کی مملکت چھین لوگے اور دمشق کی عمارت حکومت کا ایک ایک پتھر تم گرا دوگے

قتیبہ نے جب سمرقند فتح کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ ایک وار میں دو شکار کرنے والا شخص ہے کیونکہ اس نے خوارزم اور سمرقند دونوں کو ایک ہی سال میں فتح کیا اور یہ عربی کا محاورہ ہے کہ جب ایک ہی حملہ میں دو شکار کئے جائیں تو کہتے ہیں علادیٰ الصیدین یا عادیٰ العیرین خیر جب یہ فتوحات حاصل ہو چکے تو قتیبہ نے نہار بن توسعہ کو بلا بھیجا اور کہا کہ تیرا یہ شعر جو مہلب کی تعریف میں تھا وہ کہاں گیا۔

الا ذهب الغزو المقرب للغنى	ومات الندى والجود بعد المهلب
وہ غزوے جن سے لوگ دولتمند ہوتے تھے ختم ہو گئے	اور عزت وحشمت وجود و سخاوت مہلب کے بعد سبب فنا ہو گئیں
اقاما بمرو الروذ رهن ضريحه	فقد غيبا عن كل شرق ومغرب
شجاعت اور سخاوت دونوں اس کی قبر میں مدفون ہیں	درحقیقت وہ دونوں شرق اور مغرب سے معدوم ہو گئے ہیں

نہار نے کہا کہ کیا یہی غزوہ تھا اس نے کہا نہیں بلکہ یہ بہتر ہے۔ اور اب میں وہ ہوں جو یہ کہتا ہوں۔

وما كان مذ كنا ولا كان قبله	ولا هو فيما بعدنا كابن مسلم
ابن مسلم کی طرح نہ آج کوئی ہے۔	اور نہ کبھی تھا اور نہ ہمارے بعد ہوگا۔
اعم لاهل الشرك قتلا بسيفه	واكثر فينا مقسما بعد مقسم
اپنی تلوار سے شرکوں کو پورے طور سے قتل کر ڈالا	اور اپنے ہاتھ سے ہمکو بکثرت غنیمتیں تقسیم کیں

پھر بہت سے شعرا نے اس کے متعلق اشعار کہے ہیں کمیت نے اپنے قصیدہ میں کہا ہے۔

كانت سمرقند احقابا يمانية	فاليوم تنسبها قيسية مضرا
سمرقند ایک مدت تک یمانی تھا	اور آج قیس مضر سے منسوب ہو گیا

کعب اشقری نے یہ کہا۔ اور بعض نے جعفی کے کسی شخص کیطرف یہ اشعار منسوب کئے ہیں۔

كل يوم يحوى قتيبة نهبا	ويزيد الاموال مالا جديدا
ہر روز قتیبہ مال غنیمت جمع کرتا ہے	اور نئے اموال کا اضافہ کرتا ہے۔
باهلي قد البس التاج حتى	شاب منه مفارق كن سودا
وہ باہلی قبیلہ کا ایسا تاجدار ہے جس کی دہشت سے دشمنوں	کی سیاہ مانگیں بھی سفید ہو گئی ہیں
دوخ الصغد بالكتائب حتى	ترك الصغد بالعراء قعودا

اہل صغد کو اپنی فوجوں سے اتنا روند ڈالا۔ کہ ان کو میدانوں میں پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

فولیدٌ یبکی لفقد ابیہ   وابٌ موجعٌ یبکی الولیدا

انکا حال یہ تھا کہ بچے اپنے باپ کے مرنے پر بلک رہے ہیں   اور باپ اپنے بچوں کے گم ہونے پر ماتم کر رہا ہے

اس کے بعد قتیبہ مرو واپس آیا۔ اہل خراسان کہتے تھے کہ قتیبہ نے اہل سمرقند کو دھوکا دیا اور دھوکے ہی سے اس پر قبضہ کیا۔ قتیبہ نے خوارزم پر اپنا عامل ایاس بن عبداللہ کو بنایا تھا اور خراج پر عبیداللہ بن ابی عبیداللہ مولیٰ مسلم کو نگراں بنایا تھا اہل خوارزم نے جب ایاس کو کمزور دیکھا تو بغاوت کے لئے تیار ہوئے۔ عبیداللہ نے قتیبہ کو اس کی اطلاع دی۔ قتیبہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم کو عامل بنا کر بھیجا اور کہا کہ ایاس اور حیّان نبطی کو سو سو کوڑے لگاؤ اور ان کے سر منڈ وا دو۔ چنانچہ جب عبداللہ خوارزم کے قریب پہونچا تو اس نے ایاس کو خبردار کر دیا وہ تو علیحدہ ہو گیا اور عبداللہ نے آگے بڑھ کر صرف حیان کو کوڑے لگوائے۔ اور اسکا سر منڈ وا دیا۔ پھر قتیبہ نے مغیرہ بن عبداللہ کے ماتحت ایک فوج خوارزم کی طرف روانہ کی جب مغیرہ پہونچا تو خوارزم شاہ سے وہ جنکے والدین کو اس نے قتل کیا تھا علیحدہ ہو گئے۔ خوارزم شاہ ترکوں کی طرف بھاگ گیا۔ مغیرہ جب پہونچگیا تو اس نے کچھ لڑائی کی اور لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا اور پھر جزیہ پر صلح کر لی اور واپس آ گیا قتیبہ نے مغیرہ کو نیشاپور کا حاکم بنا دیا۔

فتح طلیطلہ (اندلس)

ابوجعفر کا بیان ہے کہ اس سال موسیٰ بن نصیر اپنے مولیٰ طارق بن زیاد پر بہت خفا ہوا اور رجب کے مہینے میں اندلس کی طرف گیا اپنے بیٹے عبداللہ بن موسیٰ کو افریقہ میں چھوڑ گیا۔ موسیٰ سمندر عبور کر کے اپنی دس ہزار فوج کے ساتھ سرزمین اندلس میں پہنچا۔ طارق نے اس سے ملاقات کی اور اپنی معذرت پیش کی موسیٰ نے اسکو قبول کر لیا پھر موسیٰ نے طارق کو طلیطلہ کے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ طلیطلہ اندلس کے مشہور اور قدیم شہروں میں تھا، قرطبہ سے ۲۰ دن کی مسافت پر واقع ہے۔ طارق نے اسکو فتح کیا اور وہیں اسکو حضرت سلیمان کا خوان ملا اور بہت زر و جواہر ملے۔ ابوجعفر نے اسکے فتح کے متعلق اس سے زیادہ بیان نہیں کیا۔ سنہ ۹۲ھ کے سلسلہ میں ہم نے اندلس کی

فتح سے متعلق کافی حالات درج کر دئے ہیں۔ دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ ابوجعفر نے یہ بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے طارق کو طلیطلہ فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے اس روایت کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا تھا۔ ہم نے جو روایت کی ہے وہ اہل اندلس کی تاریخ سے ماخوذ ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا حجاز کی حکومت سے معزول ہونا

کہتے ہیں کہ اس سال ولید نے حضرت عمر کو حجاز اور مدینہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ وجہ یہ در پیش ہوئی کہ حضرت عمر نے ولید کو حجاج کے مظالم کی داستان اور اسکی زیادتیوں کی اطلاع دی تھی۔ یہ خبر حجاج کو لگی کہ عمر نے میری شکایت کی۔ اس نے فوراً ولید کو لکھا کہ یہاں جو منافقین تھے ان کو میں نے جلاوطن کر دیا تھا اب وہ مکہ اور مدینہ میں پناہ گزیں ہیں۔ اور یہ بڑی کمزوری کی بات ہے۔ ولید نے اس سے دریافت کیا کہ آخر مدینہ اور مکہ کا حاکم کون بنایا جائے۔ حجاج نے خالد بن عبداللہ قسری اور عثمان بن حیان کا نام پیش کیا۔ چنانچہ ولید نے خالد کو مکہ کا اور عثمان کو مدینہ کا حاکم بنا کر بھیجدیا اور حضرت عمر کو معزول کر دیا۔ جب حضرت عمر مدینہ سے رخصت ہونے لگے تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میں ان لوگوں میں نہ ہو جاؤں جنکو مدینہ نے نکال باہر کیا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مدینہ اپنی خباثت کو پھینک دیتا ہے یعنی جو برے لوگ ہوں گے ان کو دفع کرتا رہیگا۔ آپ شعبان کے مہینے میں معزول ہوئے خالد جب مکہ میں حاکم ہو کر آیا تو جتنے اہل عراق وہاں پناہ گزیں تھے ان سب کو جبراً نکالدیا۔ اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو مہمان رکھتے تھے یا ان کو کرایہ پر اپنے مکان دیتے تھے۔ بڑی سخت دھمکیاں دیں۔ مدینہ کے باشندوں پر بھی عثمان ظلم وستم کرنے لگا۔ ان کو بھی عراقیوں کو اپنے گھر میں جگہ دینے کی سخت ممانعت کی گئی کیونکہ حضرت عمر کے زمانے میں جو شخص حجاج کے ظلم سے بھاگتا تھا وہ مکہ اور مدینہ میں آکر پناہ لیتا تھا۔ سنہ ۹۱ھ میں خالد بن عبداللہ کے متعلق تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

۹۳ھ کے مختلف واقعات

اس سال عباس بن ولید نے روم میں سبسطیہ، مرزابین طرسوس فتح کیا۔ مروان بن ولید نے بھی روم میں جنگ کی تو خنجرہ تک پہونچا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے روم میں مسلطیہ کے نواح میں ماسیسہ اور قلعہ غزالہ اور حصن الحدید فتح کیا۔ افریقیہ میں اس سال سخت قحط پڑا۔ موسیٰ نے صلوۃ استسقاء پڑھی اور پھر بارش ہوئی۔ ولید نے حضرت عمر کو معزول کرنے سے قبل یہ لکھ بھیجا تھا کہ حبیب بن عبداللہ بن زبیر کو کوڑے لگاؤ۔ اس کے سر پر ٹھنڈا پانی چھوڑو۔ حضرت عمر نے ان کو ۵۰ کوڑے مارے۔ اور اسی موسم سرما میں ان کے سر پر ٹھنڈا پانی ڈلوایا۔ اور مسجد کے دروازہ پر کھڑا رکھا۔ اسی صدمہ سے وہ اسی دن مر گئے۔ عبدالعزیز بن ولید نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف عثمان بن حیان مدینہ کا جدید حاکم ہوا تھا جو ۲۸ شوال کو وہاں پہونچا۔ خالد بن عبداللہ کی امارت کے متعلق ہم نے ۸۹ھ اور ۹۱ھ میں اچھی طرح لکھدیا ہے۔ اور بعض روایت میں اس سال بھی ہے اس سال ابوشعثاء جابر بن زید اور ابوالعالیہ براد (جنکا اصلی نام زیاد بن فیروز تھا) نے انتقال کیا۔ یہ بنو ریاح کی ایک اعرابیہ کے مولےٰ تھے۔ یہ ابوالعالیہ ریاحی نہیں ہیں انکی وفات ۹۰ھ میں ہوئی تھی۔ بلال بن ابی درداء انصاری نے بھی اسی سال دمشق میں وفات پائی۔ یہ دمشق کے قاضی تھے۔

۹۴ھ کی ابتداء سعید بن جبیر کا قتل

اسی سال سعید بن جبیر قتل کئے گئے۔ ان کے قتل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے ساتھ انھوں نے بھی بغاوت کی تھی۔ اس سے قبل حجاج نے ان کو فوج کے روزینہ کی تقسیم پر متعین کیا تھا۔ یہ اسوقت مقرر کیا تھا جب عبدالرحمٰن کو رتبیل کے مقابلہ میں بھیجا تھا۔ جب عبدالرحمٰن نے بغاوت کی تو سعید بن جبیر بھی اس کے ساتھ ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے شکست کھائی تو سعید اصبہان بھاگ گئے حجاج نے وہاں کے

عامل کو لکھ بھیجا کہ سعید کو گرفتار کرے۔ چنانچہ وہ اسی غرض سے نکلا۔ لیکن پھر اس نے سعید کو باخبر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ سعید وہاں سے آذربیجان آئے۔ اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ آخر کبیدہ خاطر ہو کر مکہ کی طرف چلے گئے۔ وہاں ایسے اور لوگ بھی تھے جو روپوش ہو گئے تھے اور اپنے ناموں سے لوگوں کو کوئی خبر نہ دیتے تھے۔ جب خالد ابن عبداللہ مکہ میں حاکم ہو کر آیا تو لوگوں نے سعید کو مشورہ دیا کہ خالد بدطینت آدمی ہے۔ آپ یہاں سے چلے جائیے تو اچھا ہے سعید نے جواب دیا کہ میں برابر بھاگا بھاگا پھرا جس کی وجہ سے میں اپنے خدا سے نادم ہوں اور میری تقدیر بھی مجھ سے شرمندہ ہے۔ جب خالد مکہ میں پہونچا تو ولید نے اسے کو حکم دیا کہ اہل عراق کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دے۔ خالد نے سعید بن جبیر، مجاہد، طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ طلق تو راستہ ہی میں قضا کر گئے۔ مجاہد حجاج کی وفات تک مقید رہے۔ ان لوگوں کو خالد نے دو سپاہیوں کی حراست میں بھیجا۔ راستہ میں ایک سپاہی کسی ضرورت سے باہر گیا۔ دوسرے نے رات کو خواب میں کچھ دیکھا۔ اس نے سعید سے کہا کہ میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اے شخص تیرے لئے ہلاکت ہو۔ سعید بن جبیر کو چھوڑ دے۔ لہذا تم جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔ میں تلاش بھی نہ کروں گا۔ سعید نے بھاگنے سے انکار کیا۔ اس شخص نے اسی قسم کا خواب تین مرتبہ دیکھا۔ اور وہ سعید سے برابر بھاگنے کا مشورہ دیتا رہا۔ لیکن سعید نہ مانے۔ مجبوراً یہ لوگ انھیں کوفہ لائے اور ان کو ان ہی کے مکان میں ٹھیرایا۔ قرّاء کوفہ ان سے ملنے آئے وہ برابر ہنستے ہوئے باتیں کرتے رہے۔ ان کی گود میں ان کی ایک بچی تھی جب ان کے پیر میں وہ بیڑیاں دیکھتی تو زور زور سے رونے لگتی تھی۔ اس کے بعد حجاج کے سامنے لائے گئے۔ حجاج نے کہا کہ ابن نصیرانیہ (یعنی خالد) پر خدا کی لعنت ہو۔ کیونکہ اسی نے سعید کو بھیجا تھا۔ کیا مجھے اطلاع نہ تھی کہ سعید وہاں ہیں۔ خدا کی قسم مجھے مکہ کے اس مکان کی بھی خبر تھی جس میں سعید تھے۔ پھر سعید سے مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا میں نے تم کو اپنی امارت میں شریک نہیں کیا تھا۔ کیا میں نے تجھکو اپنا عامل نہیں بنایا تھا۔ سعید نے کہا ہاں۔ حجاج نے پوچھا کہ پھر بغاوت

کیا وجہ تھی سعید نے کہا کہ میں ایک انسان ہوں کبھی غلطی کرتا ہوں اور کبھی سیدھے راستہ پر چلتا ہوں۔ حجاج اس جواب سے تھوڑا خوش ہوا پھر جب حجاج نے وہی سوال کیا تو سعید نے کہا کہ میری گردن میں بیعت کا قلاوہ پڑ گیا تھا۔ اسوجہ سے میں نے ایسا کیا۔ حجاج پھر غصہ میں آگیا اور کہنے لگا کہ اے سعید جب میں نے کہ میں ابن زبیر کو قتل کیا تو کیا اس کے بعد تجھ سے اور لوگوں سے امیر المومنین عبدالملک کے لئے بیعت نہیں کی سعید نے کہا ہاں۔ پھر حجاج نے کہا کہ جب میں عراق میں حاکم ہو کر آیا تو کیا میں نے بیعت کی تجدید نہیں کی تھی، امیر المومنین کے لئے تجھ سے دوبارہ بیعت نہیں لی تھی۔ سعید نے کہا ہاں۔ حجاج نے کہا کہ امیر المومنین کی دو بیعتوں کو تو نے توڑ دیا۔ اور حائک ابن حائک (جولاہے اور جولاہے کے بیٹے کی) کی بیعت کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ میں تجھکو ضرور قتل کروں گا۔ سعید نے کہا کہ اگر آپ نے مجھکو قتل کیا تو میں واقعی سعید ہوں گا جیسا کہ میری والدہ نے میرا نام رکھا ہے اسکے بعد حجاج نے قتل کا حکم دیا۔ ان کی گردن پر جب تلوار پڑی تو سر اچھل کر گرا اسوقت انکے سر پر چھوٹی سی سفید ٹوپی چپکی ہوئی تھی۔ جب سر زمین پر گرا تو لا الٰہ الا اللہ کی آواز تین مرتبہ آئی۔ ایک مرتبہ تو صاف آئی اور دو مرتبہ ذرا آہستہ سے آئی۔ جب حجاج کی نظر ان کی اس حالت پر پڑی تو وہ بدحواس ہو گیا۔ اور چلا چلا کے کہنے لگا کہ میری بیڑیاں میری بیڑیان۔ لوگوں نے سمجھا کہ یہ سعید کی بیڑیاں نکالنے کے لئے کہہ رہا ہے چنانچہ انھوں نے سعید کی پنڈلیاں کاٹ کر بیڑیاں نکال لیں۔ آج کے دن سے حجاج جب سوتا تھا تو خواب میں دیکھتا تھا کہ سعید اس کے تمام کپڑے کھینچ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں اے اللہ کے دشمن تو نے مجھکو کیوں قتل کیا۔ حجاج اکثر کہتا تھا کہ میرا اور سعید کا معاملہ بڑا خطرناک ہے۔

غزوۂ شاش اور فرغانہ

اس سال قتیبہ نے نہر بلخ عبور کر کے۔ اہل بخارا اہل کش اہل نسف اور خوارزم والوں سے ۲۰ ہزار فوج طلب کی ان لوگوں نے ۲۰ ہزار فوج قتیبہ کے پاس بھیجدی اس نے ان کو تو شاش کی مہم پر بھیجا اور خود فرغانہ کی طرف گیا خجندہ پہونچا۔ تو وہاں کے

باشندوں نے کئی بار مزاحمتیں کیں۔ لیکن فتح ہمیشہ مسلمانوں کے لئے ہوتی تھی۔ یہاں سے قتیبہ کاشان گیا جو فرغانہ کا شہر تھا۔ اسی مقام پر وہ فوجیں آگئیں جو شاش کے فتح کرنے کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ آخر کار فرغانہ بھی فتح ہوا اور بعض شہروں کو جلا بھی دیا گیا۔ اس کے بعد قتیبہ مرو واپس آگیا۔ سحبان خجندہ کی لڑائی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

فسل الفوارس فی خجندۃ تحت مرھفۃ العوالی

خجندہ کے ان شہسواروں سے پوچھو۔ جو تیز نیزوں کے سایہ میں تھے۔

ھل کنت اجمعھم اذا ھزموا واقدم فی القتال

کیا میں جب کہ وہ شکست کھائے تھے انکو جمع کر رہا تھا اور لڑائی میں آگے بڑھ رہا تھا

ام کنت اضرب ھامۃ العاتی واصبر للعوالی

یا میں سرکشوں کی گردن اڑا رہا تھا اور نیزوں کو برداشت کر رہا تھا

ھذا وانت قریع قیس کلھا ضخم النوالی

تو اور یہ بنو قیس کا سردار ہے اور قیس کے تمام لوگ بخششوں والے ہیں

وفضلت قیسا فی الندی وابوک فی اج الخوالی

سخاوت میں تو تو قیس سے سبقت لے گیا اور تیرے باپ نے گذشتہ زمانہ میں یہ فضیلت حاصل کی

ولقد تبین عدل حکمک فیھم فی کل مال

ان کے اموال کی تقسیم میں۔ تیرا عدل وانصاف روشن ہو گیا۔

تمت مروتکم ونا عی عزکم غلب الجبال

تمہارے اخلاق کی حد ہو گئی تمہاری عزت کی بلندی پہاڑوں سے بھی زیادہ بلند ہو گئی

سنہ ۹۴ھ کے مختلف واقعات

اس سال عباس بن ولید نے انطاکیہ فتح کیا اور عبدالعزیز بن ولید غزالہ تک پہونچا۔ ولید بن ہشام معیطی برج حمام تک پہونچا۔ یزید بن ابی کبشہ سوریہ تک پہونچ گیا شام میں اس سال بہت زبردست زلزلہ آیا جو چالیس دن تک رہا تمام شہر برباد

ہو گئے سب سے زیادہ انطاکیہ پر اس کا بڑا اثر پڑا۔ قاسم بن محمد ثقفی نے ہند فتح کیا اس سال کی ابتداء میں علی بن حسینؑ نے وفات پائی۔ ان کے بعد عروہ بن زبیر کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد سعید بن مصیب اور ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام نے یکے بادیگرے وفات پائی۔ شام میں ولید نے سلیمان بن جیب کو قاضی بنایا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالعزیز بن ولید نے حج کیا تھا۔ مکہ میں خالد بن عبداللہ اور مدینہ میں عثمان بن حیان اور مصر میں قرہ بن شریک حاکم تھے۔ خراسان میں حجاج کی طرف سے قتیبہ حاکم تھا۔

سنہ ۹۵ھ کی ابتداء

غزوۂ شاش

بعض روایت میں ہے کہ حجاج نے عراق سے قتیبہ کے پاس ایک فوج بھیجی تھی جب قتیبہ اس فوج کو لیکر روانہ ہوا اور شاش یا کشماہان میں پہونچا تو اسکو شوال میں حجاج کے انتقال کی خبر ملی۔ قتیبہ بہت رنجیدہ ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

لعمری لنعم المرء من آل جعفر　　بحوران امسی اعلقتہ الحبائل

قسم ہے میری زندگی کہ آل جعفر کا بہترین شخص حوران میں مر گیا۔

فان تحی لا املک حیاتی وان تمت　　فما فی حیاۃ بعد موتک طائل

اگر تو زندہ رہتا تو میں بھی اپنی زندگی کا فائدہ اٹھاتا اور اگر تو مر گیا تو تیری موت کے بعد زندگی بیکار ہے

قتیبہ مرو واپس آگیا اور فوج کو اپنی اپنی جگہ روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ولید نے ایک خط قتیبہ کو لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر المومنین تمھاری محنت تمھاری حسن خدمت۔ اعدائے اسلام کے مقابلہ میں تمھاری بلیغ کوشش ان تمام باتوں سے خوب واقف ہیں، بلکہ وہ تم کو ایسا مرتبہ دین گے جو تمھارے لئے خوب مناسب ہوگا۔ اب تم اپنی جنگوں کے کام کو پورا کرو۔ اور خدا کی رحمت کے متوقع رہو۔ اپنے حالات سے مجھکو برابر مطلع کرتے رہو تاکہ میں تمھاری کوششوں کا اندازہ لگا سکوں۔ اور یہ معلوم ہو کہ میں تمھارے ساتھ سرحد پر موجود ہونگا۔

حجاج بن یوسف کی وفات

بعض نے یہ روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز سے حجاج اور ولید کے دوسرے عمال حکومت کے ظلم کے متعلق کہا گیا تو انھوں نے کہا کہ حجاج عراق میں تھا ولید شام میں۔ قرہ مصر میں، عثمان مدینہ میں، خالد ابن عبداللہ مکہ میں اے خدا یہ تمام دنیا ظلم و ستم سے بھر گئی۔ لوگوں کو جلد ان ظالموں سے نجات دلا تھوڑے ہی دن کے بعد حجاج اور قرہ بن شریک ایک ہی مہینے میں مر گئے۔ اس کے بعد ولید کا خاتمہ ہوا پھر خالد اور عثمان معزول ہوئے۔ غرضکہ حضرت عمر کی دعا پوری مقبول ہوئی۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر اور زیاد نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ عراق کو میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے درست کر لیا ہے اور داہنا ہاتھ خالی ہے۔ اس لئے حجاز کی حکومت دیجئے۔ یہ خبر جب حضرت عبداللہ بن عمر کو ملی تو انھوں نے فرمایا کہ اے خدا ہم کو زیاد کے داہنے ہاتھ سے بچا اور اس کے بائیں ہاتھ سے عراق کو نجات دے چنانچہ سب سے پہلا شخص اس بددعا کے بعد جو مرا وہ زیاد تھا۔ حجاج کی وفات شوال ۹۵ھ میں ہوئی اور بعض ۲۵ رمضان میں بتاتے ہیں۔ اس کی عمر ۵۴ یا ۵۳ برس کی تھی۔ عراق میں ۲۰ برس تک حکومت کرتا رہا۔ جب مرنے کا وقت آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کیا اور کوفہ اور بصرہ کے جنگی ضروریات کے لئے یزید بن ابی کبشہ کو قائم مقام بنایا۔ اور خراج کی وصولی کے لئے یزید بن ابی مسلم کو متعین کیا۔ ولید نے ان تمام عہدہ داروں کو اپنی جگہ پر رہنے دیا۔ اور حجاج کے کسی عامل میں تغیر و تبدل نہیں کیا۔

حجاج کا نسب نامہ اور اسکے بعض حالات

حجاج بن یوسف بن حکم بن ابی عقیل بن عامر بن مسعود بن معتّب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ابن ثقیف ابو محمد ثقفی۔ قتیبہ بن مسلم نے روایت کی ہے کہ حجاج نے ایک مرتبہ تقریر کی اور اس میں قبر کا تذکرہ کیا اور یہ بولا کہ وہ تنہائی کا گھر ہے۔ غربت کی جگہ ہے، غرضکہ اسی طرح کہتا رہا۔ اور اپنے آپ بھی رویا اور دوسروں کو بھی رلایا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے امیر المومنین عبدالملک کو یہ کہتے سنا ہے اور انھوں نے اپنے والد مروان سے سنا تھا کہ حضرت عثمان نے اپنے خطبہ میں یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت جب کسی قبر کو دیکھتے یا یاد کرتے تھے تو رونے لگتے تھے۔ اس قسم کی حدیثیں اس نے حضرت انس اور عبداللہ بن عباس سے بھی روایت کی ہیں۔ ابن عوف نے بیان کیا ہے کہ جب میں حجاج کو قرآن پڑھتے سنتا تھا تو سمجھتا تھا کہ وہ قرآن پڑھنے کا عادی ہے ابو عمرو بن علاء کی روایت ہے کہ میں نے حجاج اور حسن سے بڑھکر فصیح اللسان کسی کو نہیں دیکھا لیکن حسن حجاج سے زیادہ فصیح تھے۔ عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ حجاج نے ایک دن کہا کہ اگر کسی نے کوئی کارنامہ کیا ہو تو وہ کھڑا ہو تاکہ میں انعام دوں۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا کہ میں نے ایک کارنامہ کیا ہے مجھے انعام دیجئے۔ اس نے پوچھا وہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے (حضرت امام) حسین کو قتل کیا ہے اس نے پوچھا کیسے قتل کیا۔ اس نے کہا کہ پہلے ایک نیزہ چبھویا پھر ایک پوری تلوار ماری۔ اور اس میں میرا کوئی شریک نہ تھا۔ حجاج نے کہا خدا تجھے ہلاک کرے تو اور وہ ایک جگہ جمع نہ ہوں گے (یعنی تو دوزخ میں ہوگا اور وہ جنت میں ہوں گے) دور ہو جا میرے سامنے سے۔ اور کچھ نہیں دیا۔ عبدالملک نے حجاج کو اسلم بن عبدالبکری کے قتل کا حکم دیا۔ عبدالملک کو اس کی کچھ شرارت معلوم ہوئی تھی۔ حجاج نے اسلم کو بلا بھیجا۔ وہ آیا اور اس نے کہا کہ امیر المومنین تو غایب ہیں اور تم موجود ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا الخ اے مومنو اگر کوئی فاسق تمھارے پاس خبر لائے تو اس پر بینہ لو اور ثبوت طلب کرو۔ میرے متعلق جو کچھ اڑایا گیا ہے وہ سرتاپا غلط ہے۔ آپ امیر المومنین کو لکھ بھیجئے کہ میرے پاس ۲۴ عورتیں ہیں جنکے نان ونفقہ کا ذمہ ہمارے سر ہے۔ وہ سب دروازہ پر کھڑی ہیں حجاج نے سب کو بلا بھیجا تو کوئی اس کی ماں تھی اور کوئی اس کی بیوی تھی اور کوئی پھوپی تھی کوئی لڑکی تھی۔ غرضکہ سب اعزا اور اقربا ہی تھے۔ سب سے آخر میں ایک نابالغ لڑکی تھی جسکی عمر ۱۰ سال کی تھی۔ حجاج نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں اس کی بیٹی ہوں اور یہ اشعار پڑھنے لگی۔

احجاج لم تشھد مقام بناتہ وعماتہ یندبنہ اللیل اجمعا

اے حجاج تو نے اسکی لڑکیوں اور پھوپیوں کی حالت نہیں دیکھی	جو رات بھر اس کا بین کرتی رہتی ہیں۔
احجاج لم تقبل بہ ان قتلتہ	ثمانا وعشرا واثنتین واربعا
اے حجاج تو اس کو مت قتل کر کیونکہ	اگر تو نے اسکو قتل کیا تو ہم چوبیس آدمیوں کو قتل کیا
احجاج من ھذا یقوم مقامہ	علینا فمھلا ان تزدنا تضعضعا
اے حجاج اسکی جگہ پر کون قائم مقام ہوگا۔	تو ہماری ذلت اور آبروریزی سے کنارہ کش ہو جا
احجاج اما ان تجود بنعمۃ	علینا واما ان تقتلنا معا
اے حجاج یا تو ہم پر کوئی احسان کر	یا ہم سب کے ساتھ ہی قتل کردے

حجاج کی آنکھوں سے ان دردانگیز اشعار کے سننے سے آنسو ٹپک پڑے اور کہنے لگا کہ واللہ میں تم پر زمانہ کی مصیبت ڈھانے میں مدد نہ کرونگا۔ اور نہ میں تمپر ذلت کو بڑھاؤنگا۔ اور پھر عبدالملک کو ان تمام واقعات اور اس لڑکی کی حالت سے اطلاع دی عبدالملک نے لکھا کہ اگر ایسا ہے تو تم اسکو انعام دو اور اس لڑکی کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آؤ حجاج نے اس لڑکی کو بلا کر بہت کچھ انعام دیا۔ عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ میں نے حجاج سے سنا ہے کہ اللہ سے جسقدر ہو سکے ڈرو اور اپنے اموال کو اچھے کاموں میں صرف کرو۔ اگر میں تمکو یہ حکم دوں کہ تم اس دروازہ سے نکلو اور تم دوسرے دروازہ سے نکلے تو تمھارا خون مجھ پر حلال ہو جائے گا۔ میں کسی کو ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قرات پڑھتے نہ سنوں ورنہ اس کی گردن اڑادوں گا۔ اور اس کو قرآن سے بھی مٹادوں گا۔ اگرچہ وہ ذرا سا بھی ہو۔ اعمش سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا کہ جب میں نے اس کو یہ کہتے سنا تو دل میں کہا کہ اگر تجھکو نفرت ہے تو میں اس قرات کو ضرور پڑھوں گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے اگر تمام امتیں اپنے خبیثوں کو ایک جگہ جمع کریں اور ہماری قوم میں سے صرف حجاج کے مظالم پیش کئے جائیں تو ہم سب پر غالب آجائیں گے۔ منصور نے کہا کہ میں نے ابراہیم شجاعی سے حجاج کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ کیا خدا نے نہیں کہا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ امام شافعی نے فرمایا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے تم اپنے عیوب کو بلا کم وکاست بیان کرو۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جھگڑالو اور

کینہ پرور ہوں، تو عبدالملک نے کہا کہ مجھ میں اور شیطان میں تب کوئی قرابت ہے۔ اس نے کہا کہ اگر شیطان مجھکو دیکھتا تو مجھ سے صلح کر لیتا۔ حسنؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ منبر پر فرما رہے تھے کہ تو نے مجھکو اے خدا انکا سردار بنایا تو انھوں نے مجھکو ڈرایا۔ جب میں نے ان کو نصیحت کی تو انھوں نے مجھ سے چال چلی۔ اور دھوکا دیا اے خدا تو ان پر ثقیف کے لڑکے کو مسلط کر دے جو ان کے حقوق اور اموال کا فیصلہ جاہلیت کی طرح کرے پھر آپ نے اس شخص کی صفت بیان کی کہ وہ بہت ہی چالاک ہوگا خونکا دریا بہانے والا ہوگا۔ یہی اس کی غذا ہوگی اور یہی لباس ہوگا۔ حسنؓ نے کہا کہ یہی صفت حجاج کی تھی حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم اسوقت تک رہو گے جب تک ثقیف کا وہ شخص آجائیگا اور تم اسکو دیکھ لوگے۔ اس نے پوچھا کہ ثقیف کا وہ کون آدمی ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ قیامت کے دن جس سے کہا جائیگا کہ ہم میں سے جہنم میں جانے کے لئے یہ شخص کافی ہے جس سے وہ ایسا شخص ہوگا ۲۰، ۳۰ برس تک حکومت کریگا۔ اور دنیا کی کوئی معصیت اس سے نہ چھٹے گی صرف ایک باقی رہجائیگی جس کے درمیان ایک بند دروازہ ہوگا لیکن اسکو بھی وہ کر گذریگا۔ وہ اپنے خیر خواہوں کے ذریعہ اپنے بدخواہوں کو قتل کریگا۔ بعض روایت میں ہے کہ حجاج کے ان مقتولین کا حساب لگایا گیا جو لڑائی کے علاوہ مارے گئے تو ایک لاکھ ۲۰ ہزار تک تعداد پہونچ گئی۔ بعض روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حجاج خالد بن یزید کے سامنے سے متکبرانہ چال سے گذرا ایک شخص نے خالد سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ اس نے کہا کہ آہ یہ عمرو بن العاص ہے۔ حجاج نے یہ سن لیا اور لوٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ واللہ مجھکو یہ پسند نہیں کہ میں عاص کی طرف منسوب کیا جاؤں۔ لیکن میں اس سے خوش ہوں کہ میں بنی ثقیف کے رؤساء کی اولاد سے ہوں اور قریش کے معزز خواتین خاندان سے ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے اپنی اس تلوار سے ایک لاکھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا جن میں سے ہر شخص یہ گواہی دیگا کہ اے خالد تیرا باپ فاسق، فاجر اور شرابی تھا اور پوشیدہ کافر تھا۔ حجاج نے پھر خالد کا یہ جملہ او ہو عمرو بن العاص ہے کہتا ہوا لوٹ گیا اپنی زندگی میں حجاج نے یہ اقرار کیا تھا کہ میں نے ایک لاکھ آدمیوں کو صرف ایک خطا پر قتل کیا ہے

محمدؒ بن قاسم کا حجاج کی موت کے بعد قتل ہونا۔

جب حجاج مرگیا تو محمدؒ بن قاسم ملتان میں تھا۔ اسکو حجاج کے مرنے کی خبر ملی تو وہ شہر رور اور بغرور کی طرف واپس آیا جس کو وہ فتح کرچکا تھا۔ اور وہیں کے باشندوں کے سپرد کردیا تھا۔ یہاں سے اس نے بیلمان کی طرف ایک فوج روانہ کی بیلمان کے باشندوں نے فوراً اطاعت قبول کرلی۔ سرشت کے لوگوں نے بھی اطاعت اختیار کی۔ یہ لوگ ڈاکو تھے۔ اہل بصرہ انکی سرکوبی کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد محمدؒ کیرج میں آیا وہاں دوہر مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس سے لڑائی ہوئی اور وہ شکست کھا کر بھاگا بعض کہتے ہیں کہ قتل ہوگیا۔ اور تمام اہل شہر نے اپنے آپ کو محمدؒ کے سپرد کردیا۔ محمدؒ نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا کسی شاعر نے کہا ہے۔

نحن قتلنا ذاھراً ودوھرا	والخیل تردی منسراً فمنسرا
ہم نے ذاہر اور دوہر دونوں کو قتل کیا	اور گھوڑے یکے بادگرے فوجوں کو اپنے پیروں سے کچل رہے تھے

اس کے بعد ولید بن عبدالملک کا انتقال ہوگیا۔ اور سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا اس نے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو سندھ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ یزید نے محمدؒ کو قید کرکے عراق بھیجدیا۔ محمدؒ نے یہ شعر پڑھا۔

واضاعونی وای فتی اضاعوا	لیوم کریھۃ وسداد ثغر
انہوں نے مجھکو گنوادیا اور ایک ایسے شخص	کو انہوں نے ضائع کیا جو لڑائی کے دن اور سرحد کی حفاظت کیلئے کارآمد تھا

باشندگان سندھ محمدؒ کے جانے پر بہت رنجیدہ ہوئے اور روئے۔ خیر جب محمدؒ عراق پہنچا تو صالح بن عبدالرحمن نے اسکو شہر واسط میں قید کردیا۔ اور محمدؒ نے یہ شعر کہا۔

فلئن ثویت بواسط وبارضھا	رھن الحدید مکبلا مغلولا
اگر چہ میں واسط اور اس کی زمین	پر لوہے کی بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کے ساتھ مقیم ہوں
فلرب قینۃ فارس قد رعتھا	ولرب قرن قد ترکت قتیلا
لیکن بہت سے شہسواروں کو میں نے مرعوب کردیا تھا	اور بہت سے لوگوں کو مقتول چھوڑ دیتا

ولو کنت اجمعت القرار لوطئت — اناث اعدت للوغی وذکور
اگر میں جنگ کے لئے تیار ہو جاتا تو — تو بہت سے مرد اور عورتیں جو لڑائی کیلئے تیار کیگئی تھیں روند ڈالی جاتیں
وما دخلت خیل السکاسک ارضنا — ولا کان من عک علی امیر
اور سکاسک کی فوج ہماری زمین میں نہ داخل ہوتی۔ — اور نہ کوئی بنو عک کا ہم پر سردار تھا۔
وما کنت للعبد المزونی تابعا — فیالک دھر بالکرام عثور
اور نہ میں غلام مزونی کا تابع ہوتا۔ — پس اے زمانہ تیرے لئے ہلاکت ہو تو شریفوں سے بھی خیانت کرتا ہے

محمد بن قاسم کے مرثیہ میں حمزہ بن بیض حنفی نے یہ اشعار کہے ہیں۔

ان المروۃ والسماحۃ والندی — لمحمد بن القاسم بن محمد
شجاعت نرم دلی اور سخاوت — محمد بن قاسم بن محمد ہی کے لئے تھی
ساس الجیوش لسبع عشرۃ حجۃ — یا قرب ذلک سوددا من مولد
سترہ ہی سال کی عمر میں وہ فوجوں کی سرداری کرنے لگا۔ — زمانہ ولادت سے یہ سرداری کسقدر قریب تھی

ایک دوسرے شاعر نے یہ کہا۔

ساس الرجال لسبع عشرۃ حجۃ — ولداتہ اذذاک فی اشغال
سترہ سال کی عمر میں اسنے لوگوں پر سرداری شروع کی — اور اسکے ہم سن احباب ابھی دوسرے مشغلوں میں تھے

صالح نے آل ابی عقیل کو محمد ابن قاسم کے ساتھ عذاب دیا اور آخر ان کو قتل کر دیا۔ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو جو خارجی الرائے تھا قتل کیا تھا۔ یزید بن ابی کبشہ سندھ میں اٹھارہ دن کے بعد مر گیا۔ اور سلیمان بن عبد الملک نے پھر حبیب بن مہلب کو روانہ کیا۔ حبیب جب سندھ میں پہونچا تو تمام بادشاہ اپنی اپنی مملکت میں پہونچ چکے تھے۔ اور جیشبہ بن داہر برہمنا باد لوٹ گیا۔ حبیب مہران کے کنارہ پر اترا۔ اور اہل رور نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ ایک قوم سے لڑائی ہوئی جس پر اس نے فتح پائی۔ اس کے بعد سلیمان کا انتقال ہو گیا۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ تو انھوں نے تمام سلاطین کو مذہب اسلام کی دعوت دی۔ اور یہ کہ ان کی بادشاہت کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہونچایا جائیگا۔ ان کے تمام حقوق وہی رہیں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ چنانچہ جیشبہ اور دوسرے سلاطین دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے نام عربی ناموں کی طرح رکھدیئے

گئے۔ سندھ پر حضرت عمر کی جانب سے عمرو بن مسلم باہلی عامل تھا۔ اس نے بعض مقامات پر جہاد کئے اور فتح کیا۔ اس کے بعد ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں جنید بن عبدالرحمن یہاں کے والی ہوئے۔ جب جنید مہران کے کنارہ پر پہونچے تو جیشبہ نے عبور کرنے سے روکا اور کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھکو ایک بڑے شخص نے یہاں کا والی بنا دیا ہے۔ اس لئے میں تجھکو آنے نہیں دوں گا۔ جنید نے ضمانت دی اور خراج پر اس سے ضمانت وصول کی۔ مگر پھر جیشبہ نے واپس کر دیا اور مرتد ہو گیا۔ اور جنید سے جنگ کی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ لڑا نہیں بلکہ جنید نے خود زیادتی کی اور ہند میں آکر اس نے فوجیں مرتب کیں کشتیاں جمع کیں اور پھر جیشبہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ ایک وادی میں ان دونوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ جنید نے جیشبہ کو کشتی ہی پر محصور کر لیا اور پھر جب دونوں کی کشتی نزدیک ہوئی تو جنید نے جیشبہ کو قتل کر ڈالا۔ لیکن صفہ بن ذاہر فوراً بھاگ گیا۔ صفہ کا یہ ارادہ تھا کہ وہ عراق میں جاکر جنید کی شکایت کرے۔ لیکن جنید نے اس سے دوستی پیدا کی اور پھر موقع پاکر قتل کر دیا۔ اس کے بعد جنید نے شہر کیرج پر حملہ کیا کیوں کہ وہاں کے باشندوں نے نقض صلح کر لیا تھا۔ انھوں نے فصیل کی حفاظت کے لئے منجنیق اور دوسری قسم کے آلات لگائے تھے۔ لیکن جنید نے تو قلعہ توڑ ڈالا اور شہر کے اندر داخل ہو گیا اور وہیں سے اس نے مرمد، مندل، دھنج، بروج وغیرہ میں اپنے عمال روانہ کئے اور ایک فوج کو شہر ازین کی طرف بھیجا۔ اس لئے شہر پر حملہ کیا اور بہت سے مقامات میں آگ لگا دی۔ اسکے بعد بیلمان فتح کیا۔ اور یہاں ہزاروں کا مال غنیمت حاصل کیا۔ اور اسی قدر اتنی ہی تعداد میں جنید کے پاس بھیجا۔ بیلمان میں جنید نے تمیم بن زید قینی کو حاکم بنایا لیکن وہ حکومت نہ سنبھال سکا اور تھوڑے دن کے بعد دیبل کے قریب مر گیا۔ اسی زمانہ میں مسلمانوں نے ہند کو چھوڑ دیا اور اپنے مرکزوں سے علحدہ ہو گئے پھر حکم بن عوام کلبی حاکم ہوا۔ یہ وہ وقت تھا جب تمام اہل ہند باشندگان قصہ کے سوا مرتد ہو چکے تھے حکم نے اسی جگہ پر ایک شہر محفوظ بنوایا اور اس کو مسلمانوں کا مامن قرار دیا حکم کے ساتھ عمرو بن محمد بن قاسم بھی تھا جو بڑے کاموں کو اپنے ذمہ میں لیتا تھا۔ اس کے

بعد حکم نے محفوظ سے قدم آگے بڑھایا اور فتوحات حاصل کئے۔ تو پھر ایک دوسرا شہر منصورہ بنایا۔ یہاں امرائے اسلام کی مہمان نوازی وغیرہ کی جاتی تھی۔ اس نے تمام مفتوحہ مقامات کو جن پر دشمنوں نے قبضہ کر لیا تھا واپس لے لیا۔ اس سے تمام لوگ خوش ہوئے خالد قسری کہتا تھا کہ حیرت کی بات ہے کہ میں نے جب عرب کے ایک بہترین شخص کو والی بنایا یعنی بنوتمیم کو تو لوگوں نے اس کی حکومت کو ناپسند کیا اور جب میں نے بخیل ترین شخص کو حاکم بنایا تو سب خوش ہو گئے۔ اس کے بعد حکم قتل ہو گیا۔ عمال دشمنوں سے برابر مقابلہ کرتے رہے ایک ایک مقام کو فتح کرتے اور اس پر قبضہ بھی کرتے۔ اور جو کچھ ملتا لے لیتے۔ لیکن اسوقت حکومت بنوامیہ کے ہاتھ پاؤں کھینچ رہے تھے۔ دم نزع کی حالت تھی اس لئے کچھ نہ ہو سکا۔ پھر دولت عباسیہ کا آغاز ہوا۔ انشاءاللہ سندھ کے بقیہ حالات عہد مامونی میں ہم ذکر کریں گے۔

۹۵ھ کے مختلف واقعات

اس سال عباس بن ولید نے روم میں ہرقلہ وغیرہ فتح کیا۔ اور اسی سال ہند میں فتوحات ہوئے لیکن کیرج اور مندل فتح نہ ہو سکا۔ اور عباس بن ولید نے قنسرین فتح کیا۔ وضاحی اور اس کے ہمراہ ایک ہزار آدمی اسی سال روم میں قتل کیا گیا۔ اسی سال منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس پیدا ہوا۔ کثیر بن ولید نے حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے جن کا تذکرہ کیا جا چکا۔ ابو عثمان نہدی نے جسکا نام عبدالرحمٰن بن مل تھا۔ وفات پائی ان کی عمر ۱۳۰ برس کی تھی۔ بعض نے کچھ اور روایت کی ہے۔ سعد بن ایاس ابوعمرو شیبانی نے اسی سال وفات پائی انکی عمر ۱۲۰ تھی۔ حجاج کے زمانہ میں سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ سالم بن ابی الجعد نے بھی اسی سال انتقال کیا جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے بھی اسی سال قضا کی۔ یہ عبداللہ بن مروان کے رضاعی بھائی تھے حجاج کی حکومت میں ابوالاحوص عوف بن مالک بن نضلہ خشمی کوفی قتل کئے گئے ان کو خوارج نے قتل کیا تھا۔

۹۶ھ

قتیبہ کا شہر کاشغر فتح کرنا

اسی سال قتیبہ کاشغر پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ اس نے اپنے فوجیوں کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ کوچ کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ انکو سمرقند میں آباد کر دے۔ چنانچہ جب نہر بلخ عبور کر چکا تو وہاں پر اس نے ایک شخص کو اس غرض سے متعین کیا کہ وہ کسی کو اسکی اجازت کے بغیر واپس جانے نہ دے۔ اور وہ خود فرغانہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند آدمیوں کو اُسنے درۂ عصام کی طرف بھیجا، تاکہ وہ کاشغر کے درمیان کے راستوں کو درست کر دیں۔ کاشغر بلاد چین کے بالکل متصل واقع ہے۔ قتیبہ جب فرغانہ پہونچا تو اس نے کبیر نامی ایک شخص کو فوجی دستوں کے ساتھ کاشغر پر حملہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ کبیر نے فوراً جنگ شروع کر دی اور شہر کو فتح کر لیا۔ جس میں اسکو بہت سی غنیمتیں ہاتھ آئیں۔ اور بہت سے لوگ قید ہو گئے جن کی گردنوں پر اس نے مہریں لگوا دیں۔ اس کے بعد اس نے اپنا قدم آگے بڑھایا۔ اور چین کی سرحد میں داخل ہو گیا۔ بادشاہ چین نے اس کو لکھ بھیجا کہ تم ایک معزز شخص کو سفیر بنا کر میرے پاس بھیجدو۔ تاکہ وہ تمھارے مذہبی عقائد اور اخلاقی و معاشرتی حالات سے مجھکو آگاہ کرے۔ کبیر نے دس آدمیوں کی ایک جماعت مرتب کی۔ جس میں خوبرو بھی تھے اور فصیح اللسان بھی تھے صاحب عقل و دانش بھی تھے اور ارباب حل و عقد بھی تھے۔ غرض کہ ہر شخص کسی حیثیت سے ضرور ممتاز تھا۔ اس نے ان لوگوں کو بہترین ساز و سامان، زرین پوشاک، زرق برق لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اچھے اور خوبصورت گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ان لوگوں میں ہبیرہ بن مسمرج بھی تھا۔ کبیر نے چلتے وقت یہ تاکید کر دی تھی کہ جب تم لوگ بادشاہ کے سامنے حاضر ہو تو یہ ظاہر کر دینا کہ ہمارے سردار نے اسکی قسم کھائی ہے کہ اسوقت تک واپس جانے کا نام نہ لیں گے۔ جب تک تمھاری سلطنت نیست و نابود نہ ہو جائیگی اور تمھارے ملک کے امراء و رؤساء ہماری غلامی میں نہ آجائیں گے۔ یا تم ہمارے بادشاہ کو جزیہ نہ دیدو گے۔ ان ضروری ہدایات کے بعد یہ جماعت ہبیرہ بن سمرج کی سیادت میں روانہ ہوئی جب وہاں پہونچی تو بادشاہ نے اُسکو ملاقات کے لئے طلب کیا۔ ان لوگوں نے پہلے زرہیں پہنیں اور اس پر سفید کپڑے پہنے۔ کپڑوں میں عطر لگایا۔ پاؤں میں چپل پہنے۔ کاندھوں پر چادریں ڈالیں

اور اسی انداز سے دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ اسوقت دربار میں رؤساء اور وزرائے حکومت بھی بادشاہ کے داہنے بائیں بیٹھے تھے۔ جب یہ لوگ بیٹھے تو بادشاہ نے اُنسے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی بلکہ سکوت اختیار کیا۔ اور اس کے مصاحبین بھی خاموش رہے۔ اس عالم سکوت کو دیکھ کر تمام لوگ واپس آگئے۔ ان لوگوں کے رخصت ہونے کے بعد اس نے اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جناب ہماری نظر میں تو ان میں بالکل زنانہ پن ہے ان کے خوشبودار عطروں سے تو ہم پریشان ہو گئے۔ دوسرے دن بادشاہ نے ان لوگوں کو پھر بلا بھیجا۔ اس مرتبہ اونھوں نے سروں پر ریشمی عمامہ باندھے رنگ برنگ کے کپڑے زیب تن کیے اور اچھی طرح سج سجا کر حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے دیکھنے کے ساتھ ہی واپس جانے کا حکم دیا۔ اور پھر اپنے ہم نشینوں سے دریافت کیا کہ اب کیا خیال قائم ہوا۔ وہ بولے کہ ہاں اس لباس میں کچھ مردانہ پن ٹپکتا ہے۔ تیسرے دن پھر طلب کیا۔ آج عربوں نے ہتیار لگائے، سروں پر خود رکھا۔ زرہیں پہنیں، شمشیر و نیزہ، تیر و کمان ساتھ لیا، اور بہادروں کی طرح گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے۔ بادشاہ نے جب دور سے انکو آتے ہوئے دیکھا تو اس کی نظر میں وہ پہاڑ کی طرح بلند دیکھائی دئے۔ جب وہ قریب پہونچے تو اونھوں نے اپنے نیزوں کو زمین میں گاڑ دیا۔ اور بہت مستعدی کے ساتھ دربار میں داخل ہوے بادشاہ نے پھر جانے کا حکم دیا۔ تو یہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور نیزوں کو ساتھ لیکر بہت جلدی سے واپس ہو گئے۔ جلدی گھوڑے دوڑانے کیوجہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپس میں جا آور ہو رہے ہیں۔ بادشاہ نے پھر دریافت کیا کہ اب تم لوگوں کا کیا خیال ہے۔ اونھوں نے کہا کہ یہ عجیب قوم ہے ایسی قوم تو ہماری نظروں سے اب تک نہیں گذری۔ جب شام ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے سردار کو ہمارے پاس بھیجدو۔ چنانچہ ہبیرہ دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اُس کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ہماری حکومت کی جنگی طاقت کا پورا اندازہ کر لیا ہوگا۔ اب جب تک تم ہمارے قبضہ میں ہو کوئی سلطنت تمکو بچا نہیں سکتی۔ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر سچ سچ نہ بتاؤ گے تو میں تمکو قتل کر ڈالوں گا۔ ہبیرہ نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو۔ اس نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم نے پہلے، دوسرے اور تیسرے دن مختلف پوشاکیں کیوں بدلیں۔ آخر اس سے تمھاری غرض کیا تھی۔ اس نے جواب دیا کہ جو کپڑے ہم اول روز پہنکر آئے تھے وہ ہمارے روزمرہ کے استعمال میں رہتے ہیں اور اونکو ہم گھر میں

پہنتے ہیں۔ اور جو لباس ہم دوسرے دن پہنکر آئے تھے وہ اسوقت استعمال کرتے ہیں جب ہم اپنے امراء یا رؤساء کے پاس جاتے ہیں تیسرے دن کی پوشاک دشمنوں کے مقابلے کے وقت پہنی جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ خوب تم نے اپنے زمانہ کا پورا تجربہ کیا ہے، اچھا اپنے سردار سے کہدو کہ وہ یہاں سے واپس جائے کیونکہ تم بہت ہی قلیل تعداد میں ہو۔ ورنہ میں اپنی فوجوں سے تمکو پیس ڈالوں گا۔ ہبیرہ نے کہا، کیا خوب ہم تم سے کم تعداد میں۔ کیا وہ شخص بھی کمزور سمجھا جائیگا جسکی فوجوں کا سلسلہ تمھاری سرحد سے شروع ہوکر سرزمین عرب پر ختم ہوتا ہے؟۔ تم ہمیں قتل کی دھمکیاں کیا دیتے ہو؟ ہماری موت کا ایک دن مقرر ہے جب وہ آجائیگا تو شہادت اس کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جائے گی۔ ہم موت سے ڈرنے والوں میں نہیں ہیں بلکہ اس کے چاہنے والوں میں ہیں ہمارے سردار نے تو اسکی قسم کھائی ہے کہ وہ اسوقت تک نہ جائے گا، جب تک تمھاری حکومت کو تباہ نہ کردے اور شاہزادوں اور شاہزادیوں پر غلامی کی مہر نہ لگا دے۔ یا جزیہ نہ وصول کرلے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم اس کی قسم کو پورا کرنے کی ایک ترکیب بتاتے ہیں۔ یہاں کی مٹی بھیجتا ہوں تاکہ اس کو روند ڈالے اور شاہی خاندان کے چند لڑکوں کو بھیجتا ہوں تاکہ اُن پر مہریں لگا دے۔ اور جزیہ کے طور پر ایک اچھی مقدار روپیہ کی بھیجتا ہوں۔ اس طریقہ پر اسکی قسم پوری ہو جائے گی چنانچہ اس نے سردار فوج کے پاس کچھ ہدیہ بھیجا اور چار شاہزادوں کو ساتھ کیا۔ اسکے بعد اس نے انکی خاطر و مدارات بھی کی وہاں سے یہ لوگ قتیبہ کے پاس آئے قتیبہ نے جزیہ قبول کرلیا اور لڑکوں کو مختوم کرکے واپس کردیا اور مٹی کو پاؤں سے روند ڈالا۔ اس واقعہ پر سوادۃ بن عبدالملک سلولی نے یہ اشعار کہے۔

لا عیب فی الوفد الذین بعثتھم ... للصین ان سلکوا الطریق المنھج

اس وفد کے لوگوں کیلئے جنکو تم نے چین کی طرف بھیجا تھا۔ یہ کوئی باعث ندم بات نہیں ہے کہ انھوں نے سیدھی راہ اختیار کی

کسروا الجفون علی القذی خوف الردی ... حاشا الکریم ھبیرۃ بن مشمرج

کیا موت کے ڈر سے اُنھوں نے تلواریں معانوں میں کرلیں + ہرگز نہیں ہبیرہ بن مشمرج ایسا شریف شخص یہ کام نہیں کرسکتا

ادّی رسالتک التی استدعیتہ ... فاتاک من حنث الیمین لمخرج

اس نے تیرے اس پیغام کو وہاں تک پہونچا دیا جسکے لئے تو نے بھیجا تھا لیکن ایفاء قسم کی تدبیر بھی لیکر واپس آیا

اسکے بعد قتیبہ نے ھبیرہ کو ولید کے پاس بھیجدیا۔ لیکن افسوس کہ راستہ ہی میں فارس کے کسی قریے میں مرگیا، سوادہ نے مرثیہ میں یہ اشعار کہے۔

لله دُر هبیرة بن مشمرج ماذا تضمن من ندی وجمال

ہبیرہ بن مشمرج کی خوبیاں اللہ کے لئے ہیں + اس میں کس قدر خوبصورتی اور دریا دلی بھری تھی

وبدیھة تعنی بھا ابناؤھا عند احتفال مشاھد الاقوال

اس کی بدیہہ گوئی میدان خطابت اور شاعری + میں اہل زبان ہی کے لئے تھی۔

کان الربیع اذا السیوف تتابعت واللیث عند تکعکع الابطال

تلواروں کی جھنکار کے وقت وہ چٹان کیطرح جارہتا تھا۔ اور بہادروں کی کمزوری کے وقت وہ شیر کی طرح اڑا رہتا تھا۔

فسقی بقریة حیث امسی قبرہ غرٌ یرحن بمسبلٍ ھطال

جس مقام پر اُس کی قبر ہے اوس کو ایک چھوٹی نہر سیراب کرتی ہے جس پر دھیمی دھیمی بارش کا برابر چھڑکاؤ ہوتا ہے۔

بکت الجیاد الصافنات لفقدہ وبکاہ کل مثقف عسال

بہترین گھوڑوں نے اس کے غم میں ماتم کیا + اور ہر خون آشام تلوار نے اس صدمہ میں رو دیا

وبکتہ شعث لم یجدن مواسیا فی العام ذی السنوات والامحال

گرد وغبار میں لپٹے ہوئے گھوڑے اس کی ناگہانی موت پر اشک بہا رہے تھے۔ کیونکہ قحط اور تکلیف کے زمانہ میں اُنکو اپنا کوئی مونس وغمخوار نظر نہ آتا تھا۔

اسی غزوہ میں قتیبہ کو ولید کے انتقال کی خبر ملی۔ قتیبہ کی یہ خاص عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑائی سے واپس آتا تھا تو ہر سال بارہ اصیل گھوڑے اور بارہ دوسری قسم کے گھوڑے خریدتا تھا، اور آیندہ سال کی لڑائی تک اون کو محفوظ رکھتا تھا۔ جب جنگ کا زمانہ آتا تو ان کے جسموں کو سڈول بناتا اور اچھی طرح درست کرتا اور پھر مقدمۃ الجیش کے فوجیوں کو سواری کے لئے دیتا۔ فوج کا جو دستہ مقدمہ کے طور پر جاتا تھا ان میں صرف روسائے قوم اور شرفائے ملک کا انتخاب ہوتا تھا۔ قتیبہ ان دستوں کے لئے ایک عجمی شخص کو رہبر بنا کر بھیجتا تھا تاکہ موقع بموقع اُن کو راستہ کے اونچ نیچ سے باخبر کرتا رہے۔ اور جب اس قسم کے دستوں کو روانہ کرتا تو ایک تختی بنوا کر اس میں کچھ لکھواتا اور پھر اس کے دو ٹکڑے کر دیتا، ایک اپنے پاس رکھتا اور دوسرا اُن کو دیتا، اور یہ حکم دیتا کہ اس تختی کو فلاں مقام پر نصب کر دینا۔ جب فوج اس مقام سے کوچ کر جاتی تھی، تو چند آدمیوں کو اس غرض سے روانہ

کرتا تھا کہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ آیا وہ دستہ اس مقام سے گذرا یا نہیں، بشر بن ولید موسم سرما میں معرکوں میں مشغول رہا اور اسوقت پلٹا جب ولید کا انتقال ہو چکا تھا۔

ولید بن عبد الملک کی وفات

متفقہ طریقہ پر یہ ثابت ہے کہ ولید نے ۱۵ جمادی الآخر ۹۶ھ میں وفات پائی اسکی خلافت ۹ سال سات مہینے رہی اور بعض کے نزدیک ۹ سال ۸ مہینے رہی بعض گیارہ مہینے بھی بتاتے ہیں، دیر مران میں اُسکا انتقال ہوا اور باب الصغیر کے سامنے دفن کیا گیا حضرت عمر بن عبد العزیز نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھائی، اس کی عمر ۴۲ برس چھ مہینے کی تھی لیکن بعض دوسری روایتوں میں ۴۵ و ۴۶ اور چند مہینے اور ۴۹ برس بھی منقول ہے۔ ولید نے ۱۹ اولادیں چھوڑیں۔ ولید میں ایک عیب یہ تھا کہ اس کی رفتار اور گفتار میں تکبر کی شان ٹپکتی تھی۔ اس کی ناک سے اکثر زکام کی وجہ سے پانی بہتا تھا۔ اسی پر کسی نے یہ شعر کہا ہے

فقدتُ الولید و انفالہٗ　　　کمثل الفصیل بان یبولا

ولید اور اوس کی بہنے والی ناک کو خدا غارت کرے جو اونٹ کے بچے کی طرح پیشاب کرتی تھی۔

جب اوس کا جنازہ جا رہا تھا تو اوس کے پاوں کے گھٹنے گردن سے جا لگے۔ اسکے لڑکے نے یہ دیکھکر کہا کہ کیا میرا باپ زندہ ہو گیا، حضرت عمر نے کہا جو اسکے دفن کرنیوالوں میں تھے تیرے باپ کے ساتھ جلدی کی گئی۔ اور اس واقعہ سے حضرت عمر نے عبرت حاصل کی۔

ولید کے بعض حالات

ولید شامیوں کی نظر میں شاندار خلفاء میں تھا، اس نے بہت سی مسجدیں بنوائیں، چنانچہ مسجد دمشق، و مسجد نبوی، اور مسجد اقصیٰ اسی کے حکم سے دوبارہ تعمیر کی گئیں۔ مساجد کے اندر منبر بنائے گئے۔ ولید نے بڑی بات یہ کی کہ کوڑھیوں کے لئے وظائف مقرر کیے اُن کو گداگری سے روکا۔ ہر لنگڑے اور لولے کے لئے ایک خادم متعین کیا اور ہر اندھے کے لئے ایک رہرو ساتھ کیا۔ اس نے اپنی حکومت کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات حاصل کیں مثلاً اندلس کا شغر ہندوستان ایسے بڑے ملکوں کو زیر نگین کیا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ اکثر سبزی فروشوں کی دو کانوں پر چلا جاتا اور

ترکاریوں کا کوئی گٹھا اوٹھا کر پوچھتا کہ اس کی کیا قیمت ہے۔ مثلاً دوکان دار اُسکی قیمت ایک پیسہ بتاتا تو وہ کہتا کہ ایک پیسہ میں بہت کم ہے زیادہ کرو۔ ولید نے سربفلک عمارتیں اور عالیشان مکانات تعمیر کرائے۔ بہت سی نہریں کھدوائیں اسی وجہ سے اس دور میں شہروں میں تعمیرات کا چرچا زیادہ ہوگیا تھا۔ لیکن چونکہ سلیمان کھانے پینے کی چیزوں کی زیادہ ہوس رکھتا تھا اور بہت سی بیویاں رکھتا تھا اس وجہ سے رعایا میں بھی، کھانے پینے شادی بیاہ پر مباحثہ رہتا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کو عبادت، ریاضت، زہد اور تقویٰ ہی میں انہماک تھا۔ اس لئے عام لوگوں میں بھی انھیں چیزوں کا ذکر رہتا تھا۔ اس وقت ایک دوسرے سے یہ پوچھتا کہ بھائی شب کے وقت تم کون سا وظیفہ پڑھتے ہو، قرآن کی کتنی تلاوت کرتے ہو، مہینے میں نفل کے کتنے روزے رکھتے ہو (غرض الناس علی دین ملوکہم کی مثل صادق آتی ہے) ولید اپنی وفات سے کچھ قبل ایک مرتبہ بیمار ہوگیا تھا۔ مرض نے جب زور پکڑا تو ایک دن اسکو غشی آگئی جب یہ حالت دیر تک باقی رہی تو لوگوں کو اس کے مرنے کا یقین ہوگیا۔ عورتوں نے رونا دھونا شروع کیا۔ اور قاصد اس کی موت کی خبر اطراف مملکت میں لیکر پہونچ گئے۔ حجاج کو جب اُس کے مرنے کی خبر ملی تو مبہوت ہوگیا۔ اور اسی عالم پریشانی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو رسی میں باندھ کر ستون میں باندھ دیا۔ اور دعا کرنے لگا کہ اے خدا کسی ظالم اور بے رحم انسان کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ میں نے اس سے قبل ہی تجھ سے دعا کی تھی کہ اگر ایسا واقعہ ہو تو اس سے پہلے مجھ کو دنیا سے رخصت کردے۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دوسرے قاصد نے ولید کے افاقہ پانے کی اُس کو خبر دی جس سے اُس کے جسم میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ولید جب اچھا ہوا تو اس نے کہا کہ میری صحت یابی پر حجاج سے زیادہ کسی کو مسرت حاصل نہ ہوئی ہوگی اس کے بعد ولید حجاج کی ملاقات تک زندہ رہا۔ ولید کی آخر میں یہ خواہش تھی کہ سلیمان کو ولیعہدی سے معزول کردے اور اپنے لڑکے عبد العزیز بن ولید کے لئے لوگوں سے بیعت لے لے مگر جب سلیمان نے اس سے ناراضی ظاہر کی تو ولید نے اپنے عمال کو عبد العزیز پر بیعت کرنے کی دعوت دی مگر اس دعوت کو بھی حجاج اور قتیبہ کے سوا تمام عاملین نے رد کردیا۔ آخر کار ولید نے سلیمان کو بلا بھیجا۔ جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ تو اس نے خود سلیمان کے پاس جانے کا اس نیت سے قصد کیا کہ اس کو معزول کر کے نکال دے

لیکن وہاں جانے سے پیشتر ہی لقمۂ اجل بنگیا ولید نے جب دمشق کی مسجد کو بنوانا چاہا تو سب سے پہلے اس نے زمین کی پیمائش کی، اسی مقام پر ایک گرجا بھی حائل ہو گیا تھا جسکو اس نے منہدم کر کے مسجد میں داخل کر دیا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو عیسائیوں نے فریاد کی۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ شہر سے باہر جتنی چیزیں تھیں وہ فاتحانہ حیثیت سے قبضہ میں آئی ہیں۔ اس لحاظ سے ہم تمہارے اس گرجے کو واپس کر دیتے ہیں کیونکہ وہ شہر کے اندر تھا لیکن اس کے بدلہ میں توما کے گرجے کو مسجد بنوا لیتے ہیں۔ عیسائیوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو اس گرجے کو اپنے قبضہ ہی میں رکھیے اور توما کے گرجے کو چھوڑ دیجئے۔ ولید فن نحو سے ناواقف تھا اس لئے گفتگو میں غلطیاں کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک بدوی آیا اور اپنے سمدھیانہ کے عزیز و اقرباء کا تذکرہ کرنے لگا تو ولید نے پوچھا کہ "من ختنک" یعنی تیرا داماد کون ہے۔ چونکہ ولید نے ختن کو بفتح النون ادا کیا اس لئے بدوی نے سمجھا کہ امیر المومنین یہ پوچھتے ہیں کہ تیرا ختنہ کس نے کیا۔ اسی کے مطابق اس نے جواب دیا کہ میرا ختنہ طبیبوں نے کیا۔ سلیمان بھی بیٹھا تھا اس نے کہا کہ۔ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ من ختنک یعنی تیرا داماد کون ہے۔ اب اس بدوی نے مطلب سمجھا تو کہا کہ فلاں شخص۔ ولید کی اس کمزوری پر عبد الملک ہمیشہ لعن طعن کرتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص اہل زبان نہ ہو وہ کیونکر عرب کی بادشاہت کر سکتا ہے۔ اسی خیال سے اس نے تمام نحویوں کو جمع کیا اور ولید کو ایک حجرہ میں مسلسل چھ مہینے تک ان کے ساتھ رکھا۔ تا کہ اس کی زبان کچھ درست ہو جائے۔ لیکن اس مدت کے بعد جب وہ باہر آیا تو پہلے سے بھی زیادہ جاہل ہو گیا۔ عبد الملک نے کہا کہ اب یہ بالکل معذور ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ ولید جب خلیفہ ہوا تو تین دن میں ایک قرآن ختم کرتا تھا۔ اور رمضان کے مہینے میں روزانہ ایک ختم کرتا تھا۔

ایک دن خطبہ دے رہا تھا تو اثنائے خطبہ میں یہ جملہ کہا یالیتہا کانت القاضیۃ بضم التا یعنی کاش فیصلہ کرنے والی ہوتی تو اسپر حضرت عمر نے دل میں کہا ہاں تیرا فیصلہ کرنیوالی ہو اور ہم تجھ سے چھٹکارا پا جائیں۔

سلیمان بن عبد الملک کی بیعت خلافت

اسی سال لوگوں نے سلیمان بن عبد الملک کو خلیفہ تسلیم کر کے اسپر بیعت کر لی سلیمان کی تاجپوشی کا وہی دن تھا جو ولید کے مرنے کا دن تھا۔ سلیمان اسوقت رملہ میں مقیم تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ۹۶ھ؁ رمضان کو عثمان بن حیان کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور ابوبکر بن محمد بن حزم کو وہاں کا حاکم بنایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ کل کے دن عثمان نے ابوبکر کے لئے مختلف سزائیں مقرر کی تھیں وہ درے لگوا تا طرح طرح سے ذلیل کرتا۔ لیکن اسکے فرشتہ کو بھی خبر نہ تھی کہ رات بھر میں کیا ہونے والا ہے۔ رات کے وقت سلیمان کا قاصد ابوبکر کے پاس فرمان لیکر آیا کہ عثمان کو میں نے معزول کر دیا اور تم کو اُس کی جگہ پر حاکم بنایا تمھارا فرض ہے کہ تم عثمان کو گرفتار کر لو سلیمان نے اسی سال یزید بن ابی مسلم کو بھی عراق کی حکومت سے علاحدہ کر دیا اور یزید بن مہلب کو وہاں کا امیر بنا کر بھیجدیا۔ اور صالح بن عبد الرحمن کو خراج کی تحصیل کے لئے متعین کیا۔ اور اُس کو بنو عقیل کے قتل کرنے اور اُن کو تکلیف پہونچانے کا مشورہ دیا۔ بنو عقیل حجاج کے قبیلہ کے لوگ تھے۔ ان کے ستانے اور تکلیف پہنچانے کیلئے عبد الملک بن مہلب مسلط کیا گیا۔ اور یزید نے اپنے بھائی زیاد بن مہلب کو عثمان سے جنگ کرنے کے لئے تیار کیا۔

قتیبہ حاکم خراسان کا مقتول ہونا

اسی سال قتیبہ بن مسلم باہلی خراسان میں قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ولید نے جسوقت سلیمان کو معزول کرنے اور اپنے لڑکے عبد العزیز کے لئے بیعت لینے کا ارادہ کیا تھا اسوقت قتیبہ نے ولید کے خیال کی تائید کی تھی۔ لیکن جب ولید مر گیا اور سلیمان اس کی جگہ پر تخت نشین ہو گیا تو قتیبہ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں سلیمان مجھکو معزول کر کے یزید بن مہلب کو خراسان کا حاکم نہ بنا دے۔ اسی خیال سے اُسنے ایک خط سلیمان کو لکھا جس میں اس کی تخت نشینی پر مبارکباد دی اور اپنی اُن کارگذاریوں کو جو اس نے عبد الملک اور ولید کے زمانے میں کی تھیں یاد دلایا۔ اور اسکا وعدہ کیا کہ اگر آپ مجھکو معزول نہ کریں گے تو میں اسی وفاداری کے ساتھ اپنا کام انجام دیتا رہوں گا۔ اس خط کے بعد اس نے ایک دوسرا خط لکھا جس میں اس نے اپنے عظیم الشان فتوحات کا تذکرہ کیا۔ اور اپنی فوجی طاقت سے اوس کو دھمکایا۔ سلاطین عجم کے مقابلہ میں اپنے رعب و داب سے مرعوب کیا۔ اور آخر میں آل مہلب کی مذمت کی۔ اور لکھا کہ اگر آپ نے یزید کو خراسان کا حاکم بنایا تو میں علم بغاوت بلند کر دوں گا۔ اس کے بعد تیسرا خط لکھا جس میں اس نے صاف لکھدیا کہ میں نے آپ کو تخت سے اتار دیا۔ ان تینوں خطوط کو قبیلۂ باہلہ کے کسی آدمی کی معرفت

روانہ کیا اور اس کو ہدایت کی کہ پہلے میرا پہلا خط سلیمان کے ہاتھ میں دینا اگر وہ اسکو پڑھکر یزید کے سپرد کردے تو دوسرا خط بھی پیش کردینا اور اگر اسکو بھی یزید کو دیدے تو تیسرا بھی حوالہ کردینا۔ لیکن اگر وہ میرا خط یزید کے ہاتھ میں نہ دے تو باقی دونوں خطوں کو تم محفوظ رکھ لینا۔ قاصد جب دربار میں حاضر ہوا تو بدقسمتی سے یزید بھی سلیمان کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ قاصد نے پہلا خط بادشاہ کے ہاتھ میں دیا تو واقعی اس نے اسکو پڑھنے کے بعد یزید کے سپرد کردیا۔ قاصد نے دوسرا خط بھی حاضر کردیا وہ بھی یزید کے حوالہ ہوگیا۔ مجبوراً اس نے تیسرا خط بھی دیدیا۔ اس خط کے پڑھنے کے ساتھ ہی سلیمان کے چہرہ کا رنگ بدلگیا اور خط کو مہر لگاکر اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔ بعض روایت میں ہے کہ تیسرے خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر آپ مجھکو میری حکومت پر باقی نہ رکھیں گے تو پھر میں بھی آپ کو معزول کردوں گا۔ اور عظیم الشان فوجوں کے ساتھ آپ پر چڑھائی کروں گا۔ بہرحال سلیمان نے قاصد کو مہمان سرا میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اور جب رات ہوئی تو اس سے ملاقات کی۔ اور بہت سی اشرفیاں اوس کو انعام میں دیں۔ اور قتیبہ کو خراسان کی حکومت پر برقرار رہنے کا فرمان بھی دیا۔ اور اپنا ایک قاصد بھی اُس کے ہمراہ کردیا۔ یہ دونوں قاصد وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب مقام حلوان پر پہونچے تو انھیں قتیبہ کی بغاوت کی خبر ملی سلیمان کا قاصد یہ خبر سنتے ہی واپس گیا۔ اور اُسکا قاصد خراسان چلا گیا۔ قتیبہ جس وقت سلیمان کے معزول کرنے کا منصوبہ باندھ رہا تھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو بلا کر ان سے اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا عبدالرحمٰن بن مسلم نے یہ رائے دی کہ آپ ایک فوج مرتب کیجئے، جس میں ان لوگوں کو شامل کیجئے جن سے آپ کو کسی قسم کا خطرہ ہو کہ وہ آگے چل کر دھوکا دیں گے۔ اور اس کو مرو بھیج دیجئے۔ اور خود سمرقند کی راہ لیجئے وہاں جاکر اپنی فوج کو یہ حکم دیجئے کہ جو شخص رہنا چاہتا ہے وہ ٹھہرے اور جو واپس جانا چاہتا ہے۔ اس کو جانے کی اجازت ہے۔ اس طریقہ پر آپ کے دشمنوں کی تعداد چھٹ جائے گی اور آپ کے پاس صرف وہ لوگ رہجائیں گے جو مخلص ہیں۔ لیکن قتیبہ کے دوسرے بھائی عبداللہ بن مسلم نے اس کے خلاف رائے دی اور یہ کہا کہ ادھر ادھر جانے کی مطلق ضرورت نہیں ہے سلیمان کی معزولی کا یہیں اعلان کیجئے۔ کوئی شخص آپ کی مخالفت کی جراءت نہیں کرسکتا۔ قتیبہ نے اسی گھمنڈ میں آکر خلیفہ کی معزولی کا اعلان کردیا۔ اپنی حکومت میں تمام لوگوں کو اوس کی دعوت دی، اپنی شان و شوکت، جاہ و جلال سے

لوگوں کو اس غرض سے ڈرانا چاہا تاکہ وہ مخالفت پر آمادہ نہ ہوں، یزید اور اس کے قبل کے حکام کی بہت سی برائیاں بیان کیں تاکہ اس سے نفرت پیدا ہو جائے۔ لیکن کسی نے اس طرف توجہ تک نہیں کی۔ اپنی ذلت کا یہ نقشہ دیکھکر وہ غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ جسکی اعانت اور مدد کروگے خدا ہرگز اُسکو غلبہ نہیں دیگا۔ واللہ اگر تم ایک بھیڑ کے مقابلہ میں متحد ہو جاؤ تو تم اُسکے سینگ بھی توڑ نہیں سکتے۔ اے ذلیل انسانو! میں تم کو شرفاء کے نام سے کبھی نہیں یاد کر سکتا۔ اے بے مصرف لوگو! میں نے تمکو صدقہ کے اونٹوں کی طرح ہر ہر گوشہ سے لاکر ایک جگہ جمع کیا۔ اے بنو بکر بن وائل، اور اے متکبر، دروغگو، اور بخیل اور کنجوس ہو ہو! تم کس دن کی کامیابی پر نازاں ہو۔ لڑائی اور معرکہ آرائی کے دن پر یا صلح و امن کے دن پر۔ اے اصحاب مسیلمہ اور اے بنو ذمیم میں تمکو بنو تمیم نہیں کہوں گا، اے ظالم اور جابر لوگو تم جاہلیت کے زمانہ میں دھوکے اور بے وفائی کو اچھی چیز خیال کرتے تھے۔ اے اصحاب سجاح اور اے ظالم بنو عبد القیس جب تمہاری حالت تنگی و عسرت سے گذر گئی اور تم نے کھجوروں کی زراعت کرنے کی جگہ پر گھوڑوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور اے بنو ازد تم بھی کشتیوں کی رسیاں کھینچتے کھینچتے شہسوار بن گئے اسی کو مذہب اسلام بدعت کہتا ہے۔ اے کوفہ اور بصرہ کے بیہودہ انسانو! میں نے تمکو شیح وقیصوم[^1] کی جڑوں سے چن چن کر یہاں جمع کیا تم اپنی اسوقت کی حالت کو یاد کرو جب تم گدھوں اور بیلوں پر سواریاں کرتے تھے اور وحشیانہ طریقہ پر مارے مارے پھرتے تھے۔ جب میں نے تمکو ایک جگہ جمع کیا تو تم پوچھتے تھے کہ کہاں رہیں اور کیسے زندگی بسر کریں۔ خدا کی قسم میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ اپنے بھائی کا بھائی ہوں سلم کے درخت کی طرح ایک ایک کو چھانٹ ڈالوں گا۔ اے اہل خراسان تم اپنے حاکم کو دھوکا دوگے میرا خیال ہے کہ یزید تمہارا امیر ہوگا جو زبردستی تم پر غلبہ حاصل کرے گا اور تمہاری جائداد اور دوسرے مقبوضات کو جبراً قبضہ میں کرے گا، تم کو میں اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنے تیر دور مقامات پر پھینکو اور دیکھو کہ کب تک شامی تمہارے مقامات پر قابض رہیں گے۔ اے اہل خراسان تم اگر میری نسبت دیکھو تو تم مجھکو عراق کی خو، بو، عادت و خصلت، طرز معاشرت ملت و مذہب کا انسان پاؤ گے۔ تم کو فضل خداوندی سے امن و عافیت نصیب ہوتی۔

[^1]: دونوں پودے ہیں۔

اس نے تمہاری آسائش کے لئے دوسرے شہروں کو تمہارے قبضہ میں دیا۔ آمد و رفت کی راہوں کو بالکل مامون و محفوظ کر دیا حتیٰ کہ ایک عورت بھی اب مرو سے بلخ تک بے خوف و خطر سفر کر سکتی ہے۔ اس آرام و آسائش پر تم خدا کی تسبیح پڑھو اور اسکا شکریہ ادا کرو۔ اور اس خدا سے دوسری نعمتوں کو طلب کرو۔ ان الفاظ کے بعد قتیبہ منبر پر سے اتر کر گھر چلا گیا۔ گھر کے لوگ اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج کی سی بد تر حالت میں ہم نے تمکو کبھی نہیں دیکھا۔ قتیبہ نے کہا کہ جب میں لوگوں سے گفتگو کر رہا تھا تو اسوقت کسی نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ جس نے میرے بدن میں ایک آگ لگا دی اور جب غصہ آگیا تو مجھے نہیں معلوم کہ میری زبان سے کیا نکلا۔ قتیبہ کی اس تقریر نے تمام لوگوں میں برہمی پیدا کر دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب سلیمان کی خلافت کے مؤید ہو گئے اور قتیبہ کو معزول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس میں قبیلۂ بنو ازد پیش پیش تھے یہ تمام لوگ حضین بن منذر کے پاس آئے اور اس سے یہ واقعہ بیان کیا کہ قتیبہ نے خلیفہ سے بغاوت کرنے کا منصوبہ باندھا ہے لیکن اس میں دین اور دنیا دونوں کی تباہی ہے، اس نے آج ہم لوگوں کو بھی بہت سخت سست کہا ہے اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضین نے جواب دیا کہ بنو مضر خراسان میں زیادہ ہیں اور بنو تمیم تو سب سے زیادہ آباد ہیں اور وہ خراسان کی فوج میں بھی بکثرت ہیں، لیکن وہ اس کے لئے کبھی رضامند نہ ہوں گے کہ یہ مسئلہ مضر کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کو طے کرنے دیا جائے لہذا اگر تم انکو اپنے ساتھ نہ کروگے تو وہ خوانخواہ قتیبہ کا ساتھ دیں گے۔ اور اس صورت میں تمکو نقصان اٹھانا پڑیگا۔ تمام لوگوں نے اسکو پسند کیا۔ اور پوچھا کہ بنو تمیم میں کون شخص اس لائق ہے کہ اس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے۔ حضین نے کہا کہ وکیع کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا، حیان نبطی نے بھی اس کی تائید کی کہ وکیع کے علاوہ کوئی دوسرا اس قابل بھی نہیں ہے جو اس کام میں جان توڑ کوشش کرے اور فوراً جنگ کے لئے مستعد ہو جائے۔ اگر کوئی دوسرا حاکم خلیفہ کی جانب سے یہاں آگیا تو وکیع اس کی پروا بھی نہیں کرتا کہ اس پاداش میں وہ گرفتار کر لیا جائے گا، کیونکہ اسکو کبھی انجام کی فکر ہی نہیں ہوتی، اس کے علاوہ اس کے زیر اثر بہت سے قبائل ہیں جو اس کی اطاعت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ساتھ ہی وکیع مظلوم بھی ہے کیونکہ قتیبہ سے اس نے اپنی جائداد مانگی تھی تو قتیبہ نے ضرار بن حصین کو دے دی۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے خفیہ

مشورے کرنے لگے۔ قتیبہ کو کسی نے یہ خبر پہونچا دی کہ حیان ہی اسکے خلاف لوگوں میں اشتعال پیدا کر رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے دھوکے سے قتل کرنا چاہا، چنانچہ قتیبہ نے ایک آدمی کو اس پر متعین کیا کہ وہ حیان کو بلا کر دھوکے سے قتل کر ڈالے۔ لیکن حیان حکام کے خادموں سے بہت میل جول رکھتا تھا اس لئے اس کو خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ اس مرتبہ بھی قتیبہ کے خادموں نے جب یہ گفتگو سنی تو انھوں نے فوراً حیان کو باخبر کر دیا۔ جب قاصد بلانے گیا تو اُس نے بیماری کا عذر پیش کر دیا اسکے بعد تمام لوگ وکیع کے پاس آئے۔ اور سبھوں نے ملکر اس کے سامنے یہ عرضداشت پیش کی کہ وہ اس مہم کو سر کرے۔ وکیع نے قبول کر لیا۔ اسوقت خراسان میں مندرجۂ ذیل قبائل کی اسقدر فوجیں تھیں۔ اہل بصرہ اور عالیہ کے ۹ ہزار آدمی تھے اور بنو بکر کے سات ہزار تھے جن کا سردار حصین بن منذر تھا، بنو تمیم کے دس ہزار سپاہی تھے ان کا قائد ضرار بن حفین تھا بنو عبد القیس کے چار ہزار آدمی تھے جنکا سردار عبداللہ بن علوان تھا، بنو ازد کے دس ہزار تھے اور اُن پر عبداللہ بن حوذان امیر تھا۔ اہل کوفہ کے سات ہزار تھے ان کا رئیس جہم بن زحر تھا اور آزاد غلاموں کی تعداد بھی سات ہی ہزار تھی ان پر حیان امیر تھا۔ حیان دیلم کا باشندہ تھا لیکن بعض روایت میں ہے کہ وہ خراسانی تھا، چونکہ اس کی زبان لکنت کرتی تھی اس لئے اسکو نبطی کہنے لگے۔ حیان نے وکیع کو کہلا بھیجا کہ میں تمھاری مدد اس شرط پر کروں گا کہ تم خراسان کا مشرقی حصہ جو نہر بلخ سے شروع ہوتا ہے میرے قبضہ میں دیدو اور اس کے خراج کا مطلق العنان مجھکو مالک بنا دو اور یہ شرط اسوقت تک رہے گی جب تک میں زندہ رہوں یا جب تک تم خراسان پر حکمراں رہو۔ وکیع نے اسکو بخوشی قبول کر لیا۔ اس کے بعد حیان نے عجمی غلاموں سے کہا کہ یہ لوگ خلاف مذہب جنگ کرنا چاہتے ہیں، تم اُن کو اسی حال میں چھوڑ دو، اور وکیع کا ساتھ دو۔ وہ اس پر رضامند ہو گئے اور تمام عجمیوں نے وکیع پر پوشیدہ طریقہ سے بیعت کر لی۔ قتیبہ کو یہ خبر ملگئی کہ لوگ چپکے چپکے وکیع سے بیعت کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے ضرار بن سنان ضبی کو تحقیق حال کیلئے بھیجا۔ اس نے بھی وکیع سے بیعت کر لی۔ قتیبہ کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو اس نے ضرار کو بلا بھیجا۔ قاصد جب آیا تو اُس نے دیکھا کہ وہ اپنے دونوں پاؤں پر کچھ دوا لگائے ہوئے ہے اور سر پر تعویذ باندھے ہے اور دو آدمی اوس کے پاؤں پر دعا پڑھکر پھونک رہے ہیں۔ قاصد سے ضرار نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے اب میں کسطرح جا سکتا ہوں۔ قاصد واپس گیا۔ قتیبہ نے اُسکو پھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کسی چیز پر لدے ہوئے چلے آؤ اسنے جوابدیا

اکہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں اسکو روکوں قتیبہ نے کوتوال شہر کو یہ حکم دیا کہ جاؤ وکیع کو لے آؤ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اُس کی گردن اڑا دو۔ اس کے ساتھ کچھ سواروں کو بھی ساتھ کیا بعض روایت میں ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر تمیمی کو اس کام پر بھیجا تھا۔ وکیع نے اس کو کہا کہ اے بن ظہیر ذرا ٹھیرو تو فوجیں تم سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلتی ہیں۔ چنانچہ وکیع نے مسلح ہوکر لوگوں کو آواز دی کہ ہر طرف سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ ایک آدمی اس کے سامنے آیا، وکیع نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے آدمی ہو اس نے کہا کہ میں بنو اسد کے قبیلہ سے ہوں پھر پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میرا نام مزغامہ ہے، پھر سوال کیا کہ تم کسکے بیٹے ہو اس نے کہا کہ میں لیث کا بیٹا ہوں۔ وکیع نے ان سوالات کے بعد اپنا جھنڈا اس کے سپرد کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جھنڈا عقبہ بن شہاب مازنی کے پاس تھا۔ اتنے میں ہر طرف سے لوگ آکر جمع ہونے لگے، وکیع نے ان کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا، اور راستہ میں یہ شعر پڑھنے لگا۔

قوم اذا حمل مکروھۃ - شد الشراسی سیف لھا والحزیم

جب کسی قوم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے - تو تلوار اسکی کمر اور اسکے سینہ کو مضبوط کر دیتی ہے

ادھر قتیبہ کے خاندان کے تمام لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور اس کے مخصوص احباب بھی آکر گرد بیٹھے۔ انھیں لوگوں میں ایاس بن بہیس بن عمرو بھی تھا، جو قتیبہ کا ابن عم تھا۔ قتیبہ نے اُن حالات کو دیکھکر منادی کو کہا کہ وہ لوگوں کو مدد کے لئے پکارے، منادی نے بنو عامر کو آواز دی کہ بنو عامر کہاں ہیں۔ تو محفز بن جزء الکلابی نے جواب دیا کہ جہاں تم نے بنو عامر کو رکھا ہے وہاں جاکر پکارو۔ کیونکہ قتیبہ نے اس قبیلہ پر بہت ستم ڈھایا تھا۔ اس لئے محفز نے اس قسم کا جواب دیا۔ قتیبہ نے پھر منادی سے کہا کہ بنو عامر سے یہ کہدو کہ خدا اور اپنی قرابت کو یاد دلاتا ہوں۔ محفز نے پھر کہا کہ تم ہی نے رشتۂ محبت توڑا ہے اور ہم لوگوں سے بے تعلقی پیدا کی ہے۔ قتیبہ نے جواب میں کہا کہ کہدو کہ خدا آخرت میں تمکو اس نیک کام کا اجر عظیم دیگا محفز نے کہا کہ خدا نے ایسے وقت کے لئے کبھی وعدہ نہیں فرمایا۔ قتیبہ یہ جواب سنکر پریشان ہو گیا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

یا نفس صبراً علی ما کان من الم - اذ لم اجد لفضول العیش اقرانا

اے نفس جو کچھ مصیبت اور تکلیف ہے اسکو برداشت کر۔ کیونکہ اب زندگی کے لئے کوئی ہمدم اور رفیق نہیں ہے

پھر اس نے اپنا گھوڑا منگایا۔ لیکن گھوڑے کی شرارت کی وجہ سے وہ سوار نہ ہو سکا، یہ حالت دیکھ کر وہ تخت پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اس گھوڑے کو چھوڑ دو، اب میری قضا آنے والی ہے۔ اسی اثناء میں حیان عجمیوں کے پاس گیا، قتیبہ نے یہ دیکھا تو وہ دانت پیسنے لگا، عبداللہ قتیبہ کے بھائی نے حیان کو للکارا کہ تم ان دشمنوں پر حملہ کرو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ وقت حملہ کرنے کا نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ اچھا تو میری کمان دیدو۔ حیان نے جواب دیا کہ آج کمان دینے و لانے کا دن نہیں ہے، حیان نے وہاں جا کر اپنے لڑکے سے کہا کہ تم جب مجھکو اپنی ٹوپی اُلٹ کر وکیع کی فوج میں جاتے دیکھو تو عجمیوں کو ساتھ لیکر مجھ سے ملجاؤ۔ چنانچہ جب حیان نے اپنی ٹوپی الٹ کر پہنی اور وکیع کی طرف گیا۔ تو تمام عجمی جو تھیں وکیع کے لشکر گاہ میں داخل ہو گئیں اور تکبیر کہنے لگیں۔

قتیبہ نے فوراً اپنے بھائی صالح کو اس طرف بھیجا۔ ابھی صالح وہاں تک پہنچا بھی نہ تھا کہ لوگوں نے یہ آواز دی کہ کون ہے جو اس لقمہ کو نگلتا ہے؟ بنو ضبہ میں سے کسی نے ایک تیر مارا، یہ تیر صالح کے سر میں لگا اور وہ گر پڑا۔ لوگ اسی حالت میں قتیبہ کے پاس اُٹھا کر لے گئے اور اس نے اسکو مصلے پر لٹایا، اور کچھ دیر بیٹھا ہوگا۔ کہ ہر طرف سے ایک ہنگامہ برپا ہوا عبدالرحمن بن مسلم بھی اسطرف گیا لیکن بازاری شور مچانے والوں نے اس کو بھی نشانہ بنایا اور قتل کر ڈالا۔ پھر سبھوں نے قتیبہ کے اصطبل میں آگ لگا دی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ قتیبہ کی طرف بڑھے۔ بنو باہلہ کے کسی شخص نے قتیبہ کی جانب سے لڑائی شروع کی قتیبہ نے اس سے کہا کہ تم اپنی جان بچالو۔ اس نے کہا کہ اگر میں تم کو چھوڑ دوں تو یہ تمہارے احسانوں کا بدترین معاوضہ ہوگا۔ تم نے ہمکو میدے کی نرم روٹی کھلائی اور نرم کپڑے پہنائے ہیں۔ اتنے میں تمام لوگ ٹوٹ پڑے خیمہ کی رسیاں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ اس میں قتیبہ نے بہت سے زخم کھائے جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ اتر کر سر کاٹ لو۔ چنانچہ سعد خیمہ پھاڑتا ہوا اندر پہنچا اور اس کا سر کاٹ لیا۔ قتیبہ کے ساتھ اسکے بھائیوں میں سے عبدالرحمن، عبداللہ، صالح، حصین، عبدالکریم اور مسلم بھی مقتول ہوئے اسکا بیٹا کثیر بھی مقتول ہوا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا قتیبہ کے خاندان کے گیارہ آدمی مارے گئے، صرف عمر بن مسلم کی جان بچ گئی جو قتیبہ کا بھائی تھا، اس کے ماموں نے اس کو چھڑا لیا۔ کیونکہ اس کی ماں غبراء بنت صرار بن قعقاع بن معبد بن زرارہ تمیمیہ تھی۔ جب قتیبہ مقتول ہو گیا تو وکیع منبر

چڑھکر یہ کہنے لگا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس قول کی طرح ہے۔

من ینك العیر ینك نیاکا

قتیبہ نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اور میں اس سے زیادہ تیغ بکف تھا۔ لوگوں نے مجھکو بار بار آزمایا ہے، میری قوت اور طاقت کا خوب اندازہ کیا ہے، دور سے بھی اور قریب سے بھی۔ لیکن جب میں بڑھا ہو گیا تو انھوں نے بھی ہمکو بڑھا سمجھا اور ہم سے علیٰحدہ ہو گئے اور ہٹ گئے۔ میں ابو مطرف ہوں، پھر یہ شعر پڑھنے لگا۔

انا ابن خندف تمنینی قبائلها — بالصالحات وعمی قیس عیلانا

میں بنو خندف کا بیٹا ہوں جو ہمیشہ اچھے کاموں کے انجام دینے کے متمنی رہتے ہیں اور میرا چچا قیس عیلان ہے

اپنی ڈاڑھی پکڑ کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

شیخ اذا حمل مکروهة — شد الشراسیف لها والحزیم

جب کسی ضعیف آدمی پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو تلوار اسکی کمر اور اسکے سینہ کو مضبوط کر دیتی ہے

خدا کی قسم میں ضرور قتل کروں گا اور یقیناً ایسا کروں گا۔ اور ضرور پھانسی دوں گا۔ تمھارا سردار ایسا بد معاش تھا کہ جسنے غلون کو گراں کر دیا تھا۔ واللہ ایک قفیز کو چار درہم میں فروخت کریں ورنہ میں سولی دونگا اے مسلمانو اپنے نبی پر درود بھیجو۔ یہ کہکر منبر پر سے اترا اور قتیبہ کا سر اور اس کی انگوٹھی طلب کی۔ لوگوں نے کہا کہ بنوازد نے ان دونوں چیزوں کو اپنے پاس رکھ لیا ہے، یہ سنتا تھا کہ وکیع غصہ میں یہ کہتا ہوا نکلا کہ، خدا کی قسم میں اسوقت تک چین نہ لونگا جب تک قتیبہ کا سر میرے سامنے نہ آجائے، یا پھر میرا سر بھی اس کے ساتھ چلا جائیگا عفین جو بنوازد کا سردار تھا اس نے کہا کہ اے ابو مطرف ذرا ٹھیرو۔ وہ سر تمھارے پاس ابھی آتا ہے حضین فوراً بنوازد کے پاس آیا اور سر کو وکیع کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ بنوازد نے واپس کر دیا۔ وکیع نے چند آدمیوں کے ساتھ یہ سر سلیمان کے پاس بھیجدیا۔ ان لوگوں میں کوئی تمیمی نہ تھا۔ وکیع نے حیان سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ جب قتیبہ اور اسکے بھائیوں کا سر سلیمان کے پاس پہونچا۔ تو اس وقت سلیمان کے پاس ہذیل ابن زفر بن حارث بھی بیٹھا تھا۔ سلیمان نے ہذیل سے پوچھا کہ کیا تمکو اس سے رنج پہونچا۔ اس نے کہا کہ مجھ ہی پر کیا موقوف ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے افسوسناک واقعہ ہے سلیمان نے کہا کہ ان

قتل کا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا۔ سلیمان نے یہ جملہ محض ہذیل کی خاطر کہدیا کیونکہ ہذیل اور قتیبہ دونوں قیس عیلان سے تھے۔ اس کے بعد سلیمان نے ان سروں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ جب قتیبہ قتل ہو گیا تو ایک خراسانی نے کہا کہ اے عربو! تم لوگوں نے قتیبہ کی یہ عزت کی کہ قتل کر دیا اگر یہ شخص ہمارے ملک کا ہوتا تو ہم اس کو ایک تابوت میں محفوظ کر لیتے اور اسکے واسطہ سے سیراب ہوتے اور اس کی برکت سے لڑائیوں میں فتحیاب ہوتے۔ اور درحقیقت قتیبہ کے سوا خراسان میں کسی نے اتنے عظیم الشان کارنامے انجام نہیں دیئے، اس کی صرف ایک غلطی تھی کہ اس نے لوگوں کو دھوکا دیا اور قتل کر ڈالا۔ اور یہ بھی حجاج کی ہدایت سے اسنے ایسا کیا تھا اصبہبذ کو جب قتیبہ کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید بن مہلب دونوں کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ دونوں عرب کے بڑے سرداروں میں تھے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ دونوں میں تمہارے نزدیک زیادہ شان وشوکت والا انسان کون تھا۔ اسنے کہا کہ اگر قتیبہ مغربی ممالک کے کسی گوشہ میں بھی مقید ہوتا۔ اور یزید ہم پر برسر حکومت ہوتا تو ہمارے دل میں قتیبہ کی ہیبت یزید سے کہیں زیادہ ہوتی، فرزدق نے قتیبہ کے قتل پر یہ شعر کہا۔

اتانی ورحلی فی المدینۃ وقعۃ　　لآل تمیم اقعدت کل قائم

میری سواری جب مدینہ میں تھی تو بنو تمیم کی یہ دردناک خبر ملی جس سے ہر شخص کی ہمت ٹوٹ گئی۔

عبدالرحمٰن بن جمانہ باہلی نے یہ مرثیہ کہا۔

(۱) کانّ ابا حفص قتیبۃ لم یسر　　بجیش الی جیش ولم یعل منبرا

گویا ابوحفص قتیبہ نے کسی فوج سے مقابلہ نہیں کیا اور منبر پر چڑھکر کوئی خطبہ دیا۔

(۲) ولم تخفق الرایات والجیش حولہ　　وقوف ولم یشھد لہ الناس عسکرا

اور نہ اسنے جھنڈے اڑائے اور نہ لوگ اسکی لشکرگاہ میں جمع ہوئے، اور نہ فوجیں اسکے گرد کھڑی تھیں۔

(۳) دعتہ المنایا فاستجاب لربہ　　وراح الی الجنات عفواً مطھرا

موت نے اسکو بلایا، تو اسنے خدا کی اس دعوت پر لبیک کہا، اور دنیا سے پاک وصاف ہو کر جنت میں چلا گیا

(۴) فما رزی الاسلام بعد محمد　　بمثل ابی حفص فبکیہ عبھرا

آنحضرت کے بعد ابوحفص کی موت نے اسلامی دنیا میں سخت نقصان پہنچایا، اسپر عبہر ماتم کر رہی ہے۔

عبہر قتیبہ کی ام ولد تھی، بنو غسان کے بعض شیوخ نے یہ بیان کیا کہ ہم عقاب کی گھاٹی سے گذر رہے تھے کہ ایک مسافر نظر پڑا جس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی اور تھیلی تھی ہم نے پوچھا کہ

بھائی تم کہاں سے آرہے ہو، اُسنے جواب دیا کہ خراسان سے آرہا ہوں، ہم نے پوچھا کہ کوئی نئی بات تم کو معلوم ہے۔ اس نے کہا کہ کل قتیبہ قتل ہوگیا۔ ہم یہ سنکر ہکا بکا رہ گئے۔ جب اس نے ہمارا انکار دیکھا تو بولا کہ کیا تم لوگ آج کی رات مجھ کو افریقہ کے کسی مقام میں دیکھو گے یہ کہہ کر وہ رخصت ہو گیا۔ ہم نے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت کچھ اسکا تعاقب کیا لیکن وہ نظروں سے تیز ہوا ہاتھا۔

۹۶ھ کے مختلف واقعات

بعض روایت میں ہے کہ قرہ بن شریک امیر مصر نے اسی سال ماہ صفر میں وفات پائی لیکن بعض ۹۵ھ میں بتاتے ہیں۔ اور یہ اسی مہینہ کا واقعہ ہے کہ جس میں حجاج نے انتقال کیا تھا۔ اس سال ابو بکر بن محمد بن حزم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ اور یہ اسوقت حاکم مدینہ تھا اور مکہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید حکمران تھا۔ عراق کی جنگ پر اور مذہبی انتظامات کی درستی کے لئے یزید بن مہلب متعین کیا گیا تھا۔ اور خراج کے وصول کے لئے صالح بن عبدالرحمن مقرر کیا گیا تھا۔ اور بصرہ میں یزید بن مہلب کی جانب سے سفیان بن عبداللہ کندی عامل تھے اور عبدالرحمن بن اذینہ وہاں کے قاضی تھے، اور کوفہ کے قاضی ابو بکر بن ابی موسیٰ تھے۔ خراسان کی جنگ پر وکیع بن ابی اسود مامور تھا، قاضی شریح نے اسی سال وفات پائی۔ بعض روایت میں ہے کہ ۹۷ھ میں انکا انتقال ہوا اور انکی عمر اسوقت ۱۲۰ برس کی تھی۔ عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے بھی اس سال قضا کی محمود بن لبید انصاری نے بھی اسی سال وفات پائی یہ صحابی تھے۔ ولید کے زمانہ میں عبداللہ بن محیریز اور ابو سعید مقبری نے وفات پائی۔ بعض روایت میں ہے کہ عبداللہ بن محیریز صحابی تھے لیکن رجال کی کتابوں میں انکو تابعی لکھا ہے دیکھو اکمال فی اسماء الرجال، ابو سعید مقبری کو مقبری اسوجہ سے کہتے تھے کیونکہ وہ مقبروں میں اکثر رہا کرتے تھے۔ ابراہیم بن یزید نخعی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ یہ بہت بڑے فقیہوں میں تھے۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کا اسی سال انتقال ہوا، ان کی عمر ۷۵ برس کی تھی، ولید کی زندگی ہی میں عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان کا انتقال ہو چکا تھا۔ محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ اور عباس بن سہل بن سعد الساعدی دونوں کا اسی سنہ میں انتقال ہوا۔

۹۷ھ کی ابتداء

عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کا قتل

اس کے قتل ہونیکی صورت یوں ہوئی کہ جب موسیٰ بن نصیر نے اُس کو اپنی جگہ پر اندلس کا حاکم بنا دیا اور وہ خود شام کو واپس چلا گیا، تو عبدالعزیز نے ملک کے تمام انتظامات کو درست کرلیا اور اپنی حکومت کو بیرونی حملوں سے محفوظ کرلیا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کو بھی جو اب تک زیر نگین نہیں ہوئے تھے فتح کرلیا جس سے حکومت کی شان دوبالا ہوگئی۔ عبدالعزیز خود بھی بہت اچھا اور فیاض طبع آدمی تھا۔ اس نے رذریق سابق شہنشاہ اندلس کی ملکہ سے شادی کرلی تھی، اس عورت نے اسکو اپنے حسن وجمال، ناز و انداز سے اپنا شیدائی بنالیا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ امور مملکت میں بھی دخل دینے لگی ایک مرتبہ اس نے عبدالعزیز کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ اعیان سلطنت اور تمام رعایا کو یہ حکم دے کہ جب وہ دربار میں داخل ہوں تو بادشاہ کے سامنے سجدہ کریں جسطرح رذریق کے لئے اسکی رعایا سجدہ کرتی تھی۔ عبدالعزیز نے کہا کہ سجدہ کرنا ہمارے مذہب میں قطعاً ناجائز ہے اس لئے میں کبھی مذہب کے خلاف یہ حکم نہیں دیسکتا۔ لیکن یہ عورت اس کو برابر اکساتی رہی اور اشتعال دیتی رہی، جس سے عبدالعزیز نے مجبور ہوکر دربار میں ایک چھوٹا سا دروازہ لگادیا، چنانچہ جب کوئی شخص آتا تھا تو لامحالہ سر کو جھکا کر حاضر ہوتا تھا جس سے رکوع کی ایک صورت پیدا ہوجاتی تھی۔ اس کی بیوی اس پر راضی ہوگئی اور اسی کو سجدہ کے قائم مقام سمجھنے لگی۔ اور عبدالعزیز سے کہنے لگی کہ ہاں اب تم میں شاہی رعب معلوم ہوتا ہے۔ صرف اتنی کسر رہگئی ہے کہ سر پہ کوئی بہترین تاج نہیں ہے میں تمھارے لئے سونے کا ایک تاج بنواؤں گی جس میں چاروں طرف موتی زمرد جڑوادوں گی۔ عبدالعزیز نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا، لیکن آخر اُسکو تاج پہننا پڑا عبدالعزیز کی جب یہ حالت عام مسلمانوں تک پہنچی تو اُن کو یقین ہوگیا کہ عبدالعزیز نصرانی ہوگیا۔ چنانچہ وہ اُسکے قتل پر آمادہ ہوگئے اور کچھ لوگ دروازہ میں آکر جمع ہوگئے اور پھر اسپر حملہ آور ہوئے اور ۹۷ھ کے آخر میں اُسکو قتل کرڈالا۔ بعض روایت میں ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کے قتل کے لئے چند آدمیوں کو بھیجا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے والد موسیٰ سے اسوقت ناراض تھا، یہ جماعت اندلس پہنچی عبدالعزیز ایک دن محراب میں

کھڑے ہو کر صبح کی نماز پڑھ رہا تھا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد اس نے سورۂ واقعہ شروع کیا تھا ' اُن لوگوں نے ایک ہی وار میں سر کاٹ لیا۔ اور سر سلیمان کے پاس لے کر دوڑے۔ سلیمان نے موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔ موسیٰ نے اپنے بیٹے کا سر دیکھ کر بہت صبر سے کام لیا اور کہا کہ خدا اسکی شہادت کو مبارک بنائے تم لوگوں نے اسکو بے گناہ قتل کیا۔ یہ بہت بڑا زاہد اور عابد تھا۔ سلیمان کی غلط کارروائیوں میں سے ایک یہ بھی تھی اس روایت کے مطابق عبد العزیز ۹۸ھ کے آخر میں مقتول ہوا سلیمان نے عبد العزیز کے بعد حرب بن عبد الرحمٰن ثقفی کو اندلس کا حاکم مقرر کیا۔ جس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے زمانہ میں معزول کر دیا عبد العزیز کے قتل کا یہ مختصر واقعہ تھا جو میں نے بیان کر دیا۔ اسی سال سلیمان نے عبد اللہ بن موسیٰ کو بھی افریقہ کی حکومت سے برطرف کر دیا۔ اور محمد بن یزید قریشی کو وہاں کا حکمراں بنا دیا سلیمان کی زندگی میں محمد تو وہیں رہا لیکن اس کے مرنے کے بعد جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور دورہ ہوا تو وہ بھی اپنی خدمت سے ہٹا دیا گیا۔ اور سنہ ۱۰۰ھ میں اسمٰعیل بن عبد اللہ کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ اسمٰعیل بہت ہی خوش خلق آدمی تھا' اسکے کریمانہ اخلاق نے بربریوں کو اسلام کا شیدائی بنا دیا چنانچہ اسی کے زمانہ میں وہ سب اسلام لائے۔

یزید بن مہلب کا خراسان میں حاکم ہونا

سلیمان نے جب یزید کو عراق کا مطلق العنان حاکم بنا دیا' تو یزید نے دل میں سوچا۔ کہ عراق کو تو حجاج نے بالکل تباہ کر دیا ہے میں خود عراق کا باشندہ ہوں' جب میں حکومت کرنے جاؤں گا اور لوگوں پر خراج کے وصول کے لئے زور دونگا' سرکشوں کو سزائیں دوں گا تو میں بھی حجاج کی طرح ظالم اور سفاک ہو جاؤں گا۔ لوگوں پر قید خانہ اور دوسری سزائیں پھر واپس آجائیں گی جس سے وہ کشیدہ خاطر ہو جائیں گے' اور یہ بھی ہے کہ حجاج جتنا خراج وصول کر کے دار الخلافۃ میں بھیجتا تھا' اگر اسی قدر میں نہ بھیجوں گا تو سلیمان مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ ان باتوں کو سوچ کر یزید سلیمان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک تجربہ کار آدمی کو خراج کے لئے پیش کرتا ہوں' آپ یہ کام اس کے سپرد کر دیجئے' سلیمان نے کہا کہ وہ کون ہے یزید نے صالح بن عبد الرحمٰن کا نام لیا۔ چنانچہ سلیمان نے اس کو خراج پر مقرر کر دیا' اور عراق بھیجدیا' صالح واسط میں جا کر مقیم ہوا اور یزید بھی وہاں پہونچا'

لوگ اس کے استقبال کے لئے باہر نکلے لیکن صالح اپنی جگہ سے نہ اٹھا جب یزید بالکل قریب پہنچ گیا تو صالح بھی مسلح ہو کر پیشقدمی کے لئے آگے بڑھا، اس وقت چار سو شامی فوجیں اسکے جلو میں تھیں۔ صالح نے یزید سے ملاقات کی اور ساتھ ہو لیا۔ یزید اب مطمئن ہو کر عراق میں مقیم ہو گیا۔ کیونکہ خراج کی بلا اسکے سر سے ٹل چکی تھی۔ لیکن صالح اپنے معاملات میں بہت سخت آدمی تھا کسی چیز کو یزید کے قبضہ میں ناجائز طریقہ پر رہنے نہیں دیتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ یزید نے ایک ہزار خوان تیار کرائے تاکہ لوگوں کی دعوت کر سکے اور آیندہ کے لئے کار آمد ہوں تو صالح نے اسکو یزید سے لے لیا، کیونکہ یزید نے انکو بیت المال کے روپیوں سے بنایا تھا۔ آخر کار یزید نے کہا کہ ان کی ثلث قیمت میرے نام پر لکھدو، میں اسکو ادا کر دونگا۔ تب صالح نے ان ہزار خوانوں کو یزید کے حوالہ کر دیا۔ اسی طرح ایک دفع یزید نے کچھ چیزیں خریدی تھیں اور صالح کے نام پر ایک دستاویز لکھدی کہ اسکی قیمت تم ادا کر دو۔ صالح نے اس کو واپس کر دیا۔ اور کہا کہ خراج کا انتظام اسطرح ہرگز نہیں ہو سکتا، تم جسطرح کام کرتے ہو امیر المومنین کبھی خوش نہیں ہو سکتے، بلکہ ان تمام چیزوں کا مواخذہ تمہارے سر ہو گا۔ یزید نے صالح کو باتوں ہی باتوں میں ہنسا دیا، اور اسکا سارا غصہ فرو کر دیا اور کہا کہ بھائی اس مرتبہ اس کی قیمت تم ادا کر دو، آیندہ سے میں خود احتیاط کرونگا، صالح نے خزانۂ شاہی سے اسکی قیمت دلادی۔

سلیمان نے اب تک خراسان کی حکومت یزید کے سپرد نہیں کی تھی، لیکن یزید اس کا متمنی تھا۔ کیونکہ وہ عراق کی حکمرانی سے صالح کی سخت گیریوں کی وجہ سے خوش نہ تھا، اس غرض سے اُسنے عبداللہ بن اہیم کو بلا بھیجا تاکہ مشورہ طلب کرے۔ عبداللہ جب آیا تو اس سے یزید نے کہا کہ میں تم کو ایک بات کی تکلیف دینا چاہتا ہوں، کیا تم اُسکو انجام دیدوگے عبداللہ نے وعدہ کیا کہ میں اسکام کو ضرور کر دونگا یزید نے کہا کہ تم بخوبی واقف ہو کہ میں کسقدر مصیبت اور تکلیف میں پھنس گیا ہوں، اسپر صالح کا ظلم بھی بڑھتا جاتا ہے، خراسان کی حالت بھی نازک ہے، کیا تم ایسی ترکیب کر سکتے ہو کہ میں خراسان کا حاکم بنا دیا جاؤں۔ عبداللہ نے کہا کہ ہاں ایک صورت ہے وہ یہ کہ تم مجھکو امیر المومنین کے پاس بھیجدو، تو میں ان کو اسپر رضامند کر لوں گا۔ یزید نے پھر عبداللہ سے کہا کہ ان باتوں کو راز سمجھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ اس کے بعد یزید نے سلیمان کو خط لکھا جس میں عراق کی حالت سے اطلاع دی، اور عبداللہ بن اہیم کے اس وصف کی بڑی تعریف کی کہ وہ عراق کی

حالت سے کامل واقفیت رکھتا ہے۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد ہی عبداللہ کو بھی شام کو بھیجدیا۔ عبداللہ جب دربار میں پہونچا تو سلیمان نے اس کو بٹھایا اور اس سے کہا کہ یزید نے تو تمہاری بڑی تعریف لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ عبداللہ کو خراسان اور عراق کے اندرونی حالات سے خوب واقفیت حاصل ہے۔ واقعی تم کسقدر آگاہ ہو۔ عبداللہ نے کہا کہ چونکہ میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں میں نے پرورش پائی، اس وجہ سے جو معلومات مجھکو حاصل ہیں وہ کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتے۔ سلیمان نے کہا کہ اچھا تو خراسان کی حکومت کے لئے کسی کا نام پیش کرو۔ عبداللہ نے کہا کہ امیر المومنین اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف کار ہیں، اگر آپ کسی کا نام تجویز فرماویں تو البتہ میں اُسکے متعلق اپنی ناقص رائے دیدوں گا۔ سلیمان نے ایک قریشی کا نام لیا تو عبداللہ نے کہا کہ یہ خراسانکے سنبھالنے کے قابل نہیں ہے پھر اس نے عبدالملک بن مهلب کا نام لیا، تو عبداللہ نے کہا کہ وہ تو اس کام کے لائق ہی نہیں۔ نہ تو اس میں اپنے باپ کی چالاکی اور پھرتی ہے اور نہ اپنے بھائی کی سی شجاعت اور بہادری ہے۔ سلیمان نے اور بھی دوسرے لوگوں کا نام پیش کیا۔ عبداللہ نے سب کو ناقص ٹھہرایا۔ آخر میں وکیع بن ابی اسود کے متعلق دریافت کیا، تو اُسپر عبداللہ نے کہا کہ وکیع بلاشبہ ایک بہادر اور تجربہ کار آدمی ہے ہمیشہ بڑی بڑی مهموں میں پیش پیش رہتا ہے۔ وکیع سے بڑھکر میرا کوئی محسن بھی نہیں ہے کیونکہ اس نے میرے دشمن سے انتقام لیا اور اس سے مجھکو نجات دلائی۔ اس احسان کی وجہ سے وہ بہت ہی قابل شکریہ ہے۔ لیکن مجھے امیر المومنین کو صحیح حالات بتانا بھی فرض ہے اسلئے گزارش یہ ہے کہ وکیع میں سب خوبیاں ہیں لیکن عیب یہ ہے کہ جب کبھی سو آدمی اس کے پاس جمع ہوئے تو اس کے دل میں دھوکا اور دغابازی کے خیالات پیدا ہو گئے۔ وہ جماعت کے ساتھ کام کرنے میں سست رہتا ہے لیکن فتنہ پردازی میں چالاک ہے سلیمان عبداللہ کے انکار سے گھبرایا اور کہنے لگا تمہارا برا ہو اگر وہ ایسا شخص نہیں ہے جس سے مدد مل سکے تو پھر کون شخص اس قابل ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ ایک شخص ہے جسکا نام آپ نے نہیں لیا، سلیمان نے کہا کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ اس کو پوشیدہ رکھیں اور اس شخص سے مجھکو پناہ دینے کا وعدہ کریں تو میں نام بتلاتا ہوں، سلیمان نے ان باتوں کا وعدہ کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ یزید ہی اس قابل ہے کہ وہ خراسان کا حاکم

بنایا جائے۔ سلیمان نے کہا کہ یزید تو عراق کی حکومت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں وہ عراق میں رہنا نہیں چاہتا ہے اگر آپ اس کو خراسان جانیکا حکم دیں گے تو وہ کسی کو اپنا جانشین بنا کر خراسان چلا جائے گا۔ سلیمان نے اسکی رائے بہت پسند کی اور یزید کو حاکم خراسان بنانے کا فرمان لکھا اور عبداللہ بن اہیم کے ساتھ روانہ کر دیا۔ عبداللہ جب یزید سے جا کر ملا تو اس نے فوراً خراسان چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ یزید نے اپنے لڑکے مخلد کو اسی دن خراسان بھیج دیا۔ اور کچھ دن کے بعد خود بھی چلا گیا۔ عراق کے ضلعوں میں مختلف شخصوں کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ جراح بن عبداللہ حکمی کو شہر واسط کا حاکم بنا دیا۔ اور عبداللہ بن ہلال کلابی کو بصرہ پر متعین کیا۔ اور بصرہ کے دیگر ضروری کاموں کے انجام دینے کے لئے اپنے بھائی مروان بن مہلب کو مقرر کیا۔ کیونکہ اسکے تمام بھائیوں میں مروان ہی اس کے نزدیک بہت قابل اعتماد آدمی تھا کوفہ میں چند مہینوں تک حرملہ بن عمیر لخمی کو قائم مقام بنایا اور پھر اسکو معزول کر کے بشر بن حیان نہدی کو وہاں کا امیر بنا دیا۔ بنو قیس کے جو لوگ خراسان میں آباد تھے، ان کا یہ خیال تھا کہ قتیبہ نے بغاوت نہیں کی تھی اور نہ اس نے خلیفہ کی معزولی کا اعلان کیا تھا۔ اسی خیال سے سلیمان نے یزید کو لکھا کہ قتیبہ کے متعلق تحقیقات کرو۔ اگر بنو قیس اسکا ثبوت دیں کہ قتیبہ نے بغاوت نہیں کی تھی اور نہ خلیفہ کو معزول کیا تھا تو وکیع کو قید کر لو۔ لیکن مخلد بن یزید نے مرو پہنچنے کے ساتھ ہی وکیع اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا، اور ان کو جیلخانہ میں بڑی تکلیفیں دینے لگا۔ یہ تمام واقعات یزید کے آنے سے قبل ہو چکے تھے۔ وکیع نو یا دس مہینے تک خراسان کا حاکم رہا۔ اس کے بعد یزید خراسان پہونچ گیا۔ اس نے بھی بعض شامیوں اور خراسانیوں کو سخت تکلیفیں دینی شروع کیں، نہار بن توسعہ نے انھیں واقعات پر یہ اشعار کہے ہیں۔

وما کنا نؤمل من امیر — کما کنا نؤمل من یزید

ہم کسی حکمران سے اتنے بہتریں توقعات اپنے دل میں نہیں رکھتے تھے جتنا کہ یزید بن مہلب سے تھے

فاخطأ ظننا فیہ وقدما — زھدنا فی معاشرۃ الزھید

لیکن ہمارے خیال نے غلطی کھائی، حالانکہ ہم نے عرصہ سے بدخلق لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی چھوڑ دی

اذا لم یعطنا نصفا امیر — مشینا نحوہ مشی الاسود

اگر کوئی امیر ہمارے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کرے گا تو ہم بھی اس کے ساتھ سانپ کی چال چلیں گے

فمهلاً یا یزید انب الینا و دعنا من معاشرة العبید

اے یزید ہم پر رحم کر اور ہماری طرف نظر عنایت کر اور غلاموں کی طرح زندگی بسر کرنے سے ہمکو نجات دے

نجیب ولا نری الاصد ودا علی انا نسلم من بعید

ہم بلائے جاتے ہیں لیکن سوائے لاپروائی کے ہم کچھ نہیں دیکھتے اور ہمکو دور ہی سے سلام کر کے رخصت کر دیا جاتا ہے

و نرجع خائبین بلا نوال فما بال التجهم والصدود

اور بغیر کسی مراحم خسروانہ کے ہم محروم واپس کر دئے جاتے ہیں۔ تو پھر ناراضی اور کشیدگی کیوں ہے

۹۷ھ کے مختلف واقعات

سلیمان نے اس سال قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے فوجیں روانہ کیں، اپنے لڑکے داؤد کو غزوہ صایفہ کا امیر العسکر بنایا۔ اس نے اس سال قلعہ مرأۃ فتح کیا۔ مسلمہ نے وضاحیہ کے ملک میں اس سال جنگ کی اور اس قلعہ کو فتح کر لیا جسکو بادشاہ وضاح نے فتح کیا تھا۔ عمر بن ہبیرہ نے روم میں بحری معرکے کئے اور اسنے موسم سرما وہیں گذارا۔ سلیمان نے اس سال لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ داؤد بن طلحہ حضرمی کو مکہ کی حکومت سے سلیمان نے معزول کر دیا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حاکم بنایا۔ داؤد نے چھ مہینے تک وہاں حکومت کی، دوسرے صوبوں کے عمال وہی تھے جنکا ذکر کیا جاچکا، عطاء بن یسار نے اسی سال انتقال کیا بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۳ھ میں انھوں نے وفات پائی موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس نے بھی اسی سال قضا کی۔ جب وہ سلیمان کے ساتھ حج کو جارہا تھا تو راستہ میں قضا کی قیس بن ابی حازم بجلی نے بھی اس سال وفات پائی اُن کی عمر سو سے تجاوز کر چکی تھی۔ آنحضرت کے پاس قبول اسلام کے لئے مدینہ آئے تھے لیکن جب وہاں پہونچے تو آنحضرت صلعم کی وفات ہوچکی تھی، عشرۂ مبشرہ سے اُنھوں نے حدیثیں روایت کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ صرف عبدالرحمن بن عوف سے اُنھوں نے روایت نہیں کی ہے، آخر میں ہذیان کی کیفیت غالب ہوگئی تھی، سالم بن ابی جعد مولی اشجع نے بھی اسی سال وفات پائی، ابو جعد کا اصلی نام رافع تھا۔

۹۸ھ کی ابتداء، محاصرہ قسطنطنیہ

اس سال سلیمان دابق گیا اور وہاں سے اس نے ایک بڑی زبردست فوج تیار کرکے مسلمہ بن عبدالملک کی سیادت میں قسطنطنیہ کی طرف بھیجی، اسی زمانہ میں روم کا بادشاہ مر گیا تھا، اسوجہ سے مملکت روم میں ایک عام تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ الیون آذربیجان سے دوڑا ہوا سلیمان کے پاس آیا اور اسکو روم کی فتح کا یقین دلایا، بلکہ اسکا وعدہ کیا کہ ہم اسکو فتح کرائیں گے سلیمان تو اسی ارادے میں بیٹھا تھا۔ فوراً اس نے مسلمہ کو اس فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔ الیون اور مسلمہ دونوں ملکر قسطنطنیہ کی طرف چلے۔ جب شہر کے قریب پہونچے تو مسلمہ نے فوج کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھوڑے پر دو مُد یعنی دو سیر غلہ رکھ لے اور اسکو قسطنطنیہ تک لیتا چلے۔ جب یہ لوگ وہاں پہونچے، تو یہ تمام غلہ ایک جگہ جمع کیا گیا جو تھوڑی ہی دیر میں ایک پہاڑ کے مانند ہو گیا۔ لیکن کسی کو اس میں سے کھانے کی مطلق اجازت نہیں تھی بلکہ یہ حکم تھا کہ ادھر ادھر لوٹ مار کر کھا لیا کرو اور ان غلوں کی زراعت شروع کر دو۔ لوگوں نے لکڑیوں کے چھوٹے چھوٹے مکانات بنائے، جمیں انھوں نے موسم سرما اور گرما دونوں گذارا، اس مدت میں زراعت بھی شروع ہو گئی، بلکہ پیداوار بھی ہونے لگی۔ زراعت سے جو غلہ بچ گیا وہ میدانوں میں دھرا تھا لوگ کچھ تو پیداوار سے پیٹ بھرتے تھے اور اکثر لوٹ سے اوقات بسر کرتے تھے۔ مسلمہ بہر حال رومیوں کے سینہ پر سوار رہا۔ امرائے قوم میں سے خالد بن معدان مجاہد بن جبیر اور عبداللہ بن ابی زکریا خزاعی وغیرہم ساتھ تھے۔ رومیوں نے ہر شخص کی طرف سے ایک دینار پر مسلمہ سے صلح کرنی چاہی۔ لیکن ان سے انکار کر دیا۔ آخرکار، انھوں نے الیون کو ملا لیا اور کہا کہ تم اگر مسلمہ کو کسیطرح واپس کر دو گے تو ہم تمکو اپنا بادشاہ بنالیں گے، الیون نے اس کا وعدہ کیا کہ وہ کسی حیلہ سے مسلمہ کو پلٹا دیگا۔ چنانچہ وہ مسلمہ کے پاس آیا اور یہ کہنے لگا کہ رومیوں کو یہ پتہ چلگیا ہے کہ تم لڑنا نہیں چاہتے۔ بلکہ جب تک کھانے کا سامان رہے گا ٹھہرے رہو گے۔ اس لئے اگر تم اس غلہ کو جلا دو تو وہ فوراً اطاعت قبول کر لیں گے مسلمہ اس دھوکہ میں آگیا اور اس نے تمام غلہ کو خاک سیاہ کر دیا۔ رومی یہ دیکھتے ہی دلیر ہو گئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے پاس ذخیرہ نہیں رہا۔ اور مسلمانوں کو اب پوری ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا، اسی اثناء میں سلیمان

کے انتقال کی خبر ملی۔ بعض روایت میں ہے کہ الیون نے مسلمہ کو دوسرا دھوکا دیا، وہ یہ تھا کہ الیون نے مسلمہ سے کہا کہ اسقدر غلہ رومیون کے پاس بھیجدو جس سے وہ رات گذار سکیں، اس سے اُن کے دل پر یہ اثر پڑیگا کہ وہ یہ سمجھیں گے کہ مسلمہ اور الیون کا معاملہ ایک ہے۔ اور ساتھ ہی اون کو قید کے خوف سے بے خوف کردو۔ اپنے شہروں میں آمدورفت کی اجازت دیدو، مسلمہ نے یہ تمام باتیں منظور کرلیں الیون نے کشتیاں تیار کر رکھی تھیں، رات ہی کو لوگ غلہ لیکر اپنے گھروں کو چلے گئے اور بہت کم غلہ باقی رہا۔ صبح ہوتے ہی الیون نے طبل جنگ بجا دیا۔ یہ ایک ایسا زبردست دھوکا تھا کہ اگر کسی عورت سے کیا جاتا تو وہ متہم ہوجاتی۔ الیون نے اسلامی فوجوں پر حملہ شروع کردیا۔ حالانکہ وہ اطمینان سے ادھر اودھر گشت لگا رہی تھیں، ایک دستہ دوسرے سے مل نہ سکا۔ خوف ایسا طاری ہوا کہ لشکر گاہ سے ڈر کے مارے کوئی نکلنا نہیں چاہتا تھا۔ کھانے کی جتنی چیزیں تھیں وہ ختم ہوگئی تھیں۔ مسلمانوں کو کچھ نہیں ملا تو جانوروں کے چمڑے اور گوشت کھانے لگے۔ وہ بھی ختم ہوگئے تو درخت کی پتیوں پر قناعت کرنے لگے۔ سلیمان اسوقت تک دابق ہی میں تھا لیکن وہ مسلمہ کو کسی قسم کی کوئی مدد نہیں پہونچا سکا۔ سلیمان نے اس سال اپنے لڑکے ایوب کے لئے بیعت لی تھی لیکن وہ سلیمان سے قبل ہی مرگیا شہر صقالبہ اسی سال فتح ہوا۔ برجان کے باشندوں نے بھی مسلمہ پر دھاوا کیا تھا۔ حالانکہ اسکی حالت قلت تعداد سے ردی ہو رہی تھی لیکن اس نے فوراً سلیمان سے مدد طلب کی، سلیمان نے مدد بھیجی۔ پہلے صقالبہ کے لوگ دھوکا دیتے رہے لیکن آخر میں شکست کھا گئے، ولید بن ہشام او رعمرو بن قیس نے بھی اس سال جنگ کی۔ انطاکیہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ ولید نے رومیوں کی بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا اور کچھ کو قید کرلیا۔

جرجان اور طبرستان کا مفتوح ہونا۔

اس سال یزید بن مہلب جب خراسان پہنچ گیا۔ تو اس نے جرجان اور طبرستان پر حملہ کی تیاری شروع کی، اسکی صورت اصل میں یہ ہوئی کہ یزید جب شام میں سلیمان کے

ساتھ رہتا تھا۔ تو اکثر قتیبہ کی فتوحات کی خبر سلیمان کے پاس آتی رہتی تھی، تو سلیمان یزید سے قتیبہ کی بڑی تعریف کرتا تھا کہ دیکھو خدا کس طرح قتیبہ کو فاتح اعظم بنا رہا ہے۔ اور کیونکر بڑے بڑے شہر اسکے قبضہ میں ہو رہے ہیں۔ یزید کو اس کی تعریف ناگوار خاطر ہوتی تھی، اس لئے وہ کہتا تھا کہ جرجان پر کسی نے اب تک پیشقدمی نہیں کی، حالانکہ وہاں کے باشندے مسافروں کو ستاتے ہیں قافلوں کو لوٹتے ہیں، قومس اور نیشاپور کے لوگوں کو تو بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے، ان ممالک کو فتح کرنا کونسی بڑی بات ہے جنکو قتیبہ نے فتح کیا ہے۔ اصل تو جرجان پر فتح کا جھنڈا نصب کرنا مردانگی اور جوانمردی کا کام ہے جب یزید خود خراسان کا حاکم ہوا تو وہ پہلے ہی سے لڑائی ال میں ٹھانے بیٹھا تھا۔ فوراً شامی عراقی، خراسانی باشندوں کی ایک لاکھ فوج تیار کر کے روانہ ہوا، رضا کاروں اور غلاموں کے چھوٹے چھوٹے دستے اس کے علاوہ تھے۔ جرجان کی حالت نہایت ابتر تھی مدنیت کی اس میں بو باس تک نہ تھی نہ شہروں کی طرح آراستہ تھا بلکہ ہر طرف پہاڑیاں، ٹیکریاں اور اونچے اونچے ٹیلے نظر آتے تھے شہر کے دروازے مختلف تھے ایک شخص اگر ایک دروازہ پر کھڑا ہوتا تو دوسرے کو وہاں تک پہنچنا مشکل تھا۔

یزید نے قہستان سے حملہ کی ابتداء کی اور وہیں محاصرہ کر کے جم گیا۔ وہاں کے باشندے ترکی تھے، وہ بار بار قلعہ سے باہر نکل کر مسلمانوں سے مقابلہ کرتے اور جب شکست کھاتے تو قلعہ میں گھس جاتے، روزانہ جنگ کا یہی نقشہ رہتا، ایک دن جانبین سے بہ زور لڑائی شروع ہوئی۔ اثنائے جنگ میں محمد بن ابی سیرہ نے ایک ترکی پر حملہ کیا جو دوسرے لوگوں کو عاجز کر رہا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ ترکی تلوار محمدؒ کے خود میں پھنسکر رہگئی اور محمدؒ کا وار کارگر ہو گیا اور اس صدمہ سے ترکی مر گیا۔ محمدؒ کی تلوار اس کے خون سے رنگین تھی لیکن ترکی کی تلوار محمدؒ کے خود میں پھنسی رہی، اس عجیب منظر کو دیکھکر لوگ حیرت زدہ رہگئے۔ ایک دفعہ یزید چار سو مسلح شہسواروں کو اس خیال سے لیکر نکلا کہ قلعہ تک پہنچنے کا کوئی راستہ تلاش کریں۔ لیکن یکایک ترکوں کی چار ہزار فوج مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی دونوں طرف کی فوجوں نے دل کھول کر مقابلہ کیا۔ یزید نے فوج کی قلت کے باوجود بہت استقلال اور ہمت سے کام لیا۔ فوج کے لوگ پیاسے تھے، اسلئے موقع پا کر پانی کا مقام تلاش کرنے لگے ایک پانی کے مقام پر پہنچے اور سیراب ہوئے دشمن بھی اپنی فوج کے ساتھ واپس گیا

اس دن کے بعد سے یزید نے انپر متواتر حملے کئے جس سے وہ بالکل کمزور ہو گئے اُن کی رسد بند ہو گئی اور ہر قسم کی تکلیف شروع ہو گئی آخر کار دہستان کے بادشاہ صول نے ان تمام مصائب سے عاجز آکر صلح کی درخواست کی یزید کو لکھا کہ میں شہر کو تمہارے حوالہ کئے دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ تم میرے خاندان کے لوگوں کو امن دیدو اور میری ذاتی جائداد کو میرے سپرد کردو۔ یزید نے دونوں شرطیں بخوشی قبول کرلیں۔ اس کے بعد یزید اپنی تمام فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ وہاں جتنے شاہی خزانے تھے ان سب کو اپنے قبضہ میں کیا۔ بہت سے لوگ قید ہوئے جنمیں سے صرف ۱۴ ہزار قیدیوں کو جو خالص ترک تھے یزید نے قتل کرایا اس فتح کی خوشخبری فوراً سلیمان بن عبدالملک کو بھیجی گئی۔

یہاں سے اس نے جرجان کا رخ کیا، جرجان کے باشندوں نے اس سے قبل سعید بن عاص سے صلح کی تھی، کبھی تو وہ ایک لاکھ خراج ادا کرتے تھے اور کبھی دو یا تین لاکھ دیتے تھے، اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ کچھ بھی نہیں ادا کیا۔ آخر میں خراج کے دینے سے اُنھوں نے صاف انکار بھی کر دیا تھا سعید کے بعد جرجان پر کسی نے نظر تک نہیں کی۔ اسلئے وہ اور دلیر ہو گئے، آمد و رفت کے تمام راستے بند کر دئے، جو شخص آنا چاہتا تھا وہ کرمان اور فارس کے راستے سے جاتا تھا کیونکہ ادھر کے تمام راستے مسدود ہو گئے تھے۔ البتہ قتیبہ نے قومس کا راستہ جاری کر دیا تھا۔ لیکن جرجان اپنی حالت پر رہا۔ یزید کے آنے کے بعد اہل جرجان نے صلح کی خواہش ظاہر کی اور خراج میں کچھ اضافہ بھی کر دیا، یزید نے اوس کو بھی قبول کر لیا جب دہستان اور جرجان پر فتح حاصل ہو گئی، تو یزید کی نظر طبرستان پر پڑی، اور اب اُسکو فتح کرنے کا اس نے مصمم ارادہ کر لیا چنانچہ روانگی سے پیشتر عبداللہ بن معمر یشکری کو ساسان اور دہستان کا عامل بنایا اور اس کے ساتھ چار ہزار فوج احتیاطاً چھوڑ دی، اس کے بعد جرجان کے ان مقامات کو جو طبرستان کے آس پاس ہیں قبضہ میں کیا۔ اندوسا پر راشد بن عمرو کو چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا۔ اسکے بعد طبرستان کی طرف بڑھا، اصبہبذ نے صلح کی گفت و شنید شروع کی، لیکن یزید نے صاف انکار کر دیا بلکہ جنگ کے لئے پورا مستعد ہو گیا۔ چنانچہ ابو عیینہ بن مھلب کو ایک راستہ سے بھیجا اور خالد بن یزید کو دوسرے راستہ سے روانہ کیا۔ اور

ابو جہم کلبی کو تیسرے راستے سے جانے کا حکم دیا، اور تینوں کو یہ کہا کہ ان سمتوں سے ہوتے ہوئے تم لوگ ایک جگہ پر آملو۔ اور اسوقت ابو عیینہ کے ہاتھ تمہارا رئیس ہوگا۔ یہ تینوں فوجیں روانہ ہوئیں لیکن یزید اپنی جگہ پر رہا۔ اصبہبذ بھی یزید کے اس خشک جواب سے بگڑ گیا، اور اس نے اہل جیلان اور دیلم کو یزید سے جنگ کرنے کیلئے ابھارا۔ اور ان سب کو اکٹھا کرکے ابو عیینہ سے پہاڑ کے دامن میں بھڑا، لیکن مقابلے میں اس کی تمام فوجیں شکست کھا کر بھاگیں، مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، کفار نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی، مسلمان بھی وہاں پہونچے کفار نے جب اسلامی فوجوں کو آتے دیکھا تو پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ مسلمانوں نے بھی چڑھنا شروع کیا، لیکن دشمنوں نے اوپر سے تیر اور پتھر برسانا شروع کیا، جو شخص زد میں آجاتا تھا گر جاتا تھا بہت سے تو اسی صدمہ سے مرگئے اور جو زندہ بچے وہ یزید کی لشکرگاہ تک واپس گئے، دشمنوں نے تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا، اس وجہ سے سب خاموش ہوگئے۔

اہل جرجان نے اپنے سردار سے یہ مشورہ کیا کہ رات کو مسلمانوں پر چھاپہ ماریں اور سب کو قتل کر ڈالیں۔ یزید کی فوج کی رسد بند کردی جائے اور بلاد اسلامیہ کے راستوں پر قبضہ کرلیا جائے، تاکہ یزید کو کوئی کمک نہ پہنچ سکے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کی فوج میں شامل تھے، جب انھوں نے آپس میں یہ طے کرلیا تو ایک شب کو مسلمانوں پر حملہ کیا، اور ایک بڑی تعداد کو بے رحمی سے کاٹ ڈالا، عبداللہ بن معمر شہید ہوا اور اسکی جماعت میں کوئی شخص زندہ نہ بچا۔ اس کے بعد انھوں نے اصبہبذ کو اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ آپ فوراً راستوں اور گھاٹیوں پر قبضہ کر لیجئے اس واقعہ کی اطلاع جب یزید کو ملی تو اس کی پریشانی کی کوئی انتہا باقی نہ رہی، اسنے حیان نبطی کو بلا کر کہا کہ بھائی ہم میرا اور تم میں ذاتی مناقشات ہیں، لیکن اسکا یہ اثر نہیں ہونا چاہیئے کہ اسلام کے ناموس پر کوئی دھبا آجائے، یا اوس کی عزت خاک میں ملجائے۔ تم کو معلوم ہے کہ ہم جرجان سے یہاں کس غرض سے آئے ہیں، لہذا اصبہبذ سے مصالحت کرادو۔ حیان نے کہا کہ بہتر میں اصبہبذ کے پاس جاتا ہوں، چنانچہ وہ گیا اور اس سے کہا کہ میں تمہارے ہی قبیلہ کا ایک آدمی ہوں گو کہ مذہب نے تفرقہ ڈالا ہے، لیکن میں تمہاری بھلائی کے لئے آیا ہوں کیونکہ تم ایک ہم وطن ہونے کی حیثیت سے یزید سے زیادہ عزیز ہو۔ تم کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ یزید نے

بلاد اسلامیہ سے مدد طلب کی ہے اور اسکی امدادی فوجیں قریب آگئی ہیں، ابھی تک تو صرف ایک طرف مقابلہ ہوا ہے، لیکن آئندہ مجھکو یقین ہے کہ تم اس کی فوجوں کا پورا مقابلہ نہ کرسکو گے، اس لئے بہتر یہ ہے تم صلح کرلو۔ اگر تم نے صلح کرلی تو اسکا سارا غصہ جرجانیوں پر اترے گا، کیونکہ اُنھوں نے اسکے ساتھ دغا بازی اور مکاری کا برتاؤ کیا ہے اصبہبذ نے حیان کے اس مشورہ کو قبول کیا۔ اور سات لاکھ یا پانچ لاکھ زعفران کے بوروں پر صلح کرلی یا ان کی قیمت پر مصالحت کرلی اور چار لاکھ آدمیوں کو دینے کا وعدہ کیا ہر شخص کو، ایک ڈھال، ایک خوبصورت چادر، ایک چاندی کا پیالہ، اور کچھ ریشمی کپڑے ساتھ دیگا حیان اسکو طے کرکے یزید کے پاس گیا اور کہا کہ چند آدمیوں کو بھیجو جو صلح کی تمام چیزیں لے لیں۔ یزید نے پوچھا کہ یہ صلح ہماری طرف سے ہوی یا اُنکی طرف سے ہوئی۔ حیان نے کہا کہ نہیں اون کی طرف سے ہوئی، حالانکہ یزید اس پر راضی تھا کہ اصبہبذ جس کا مطالبہ کرے اس کو پورا کرکے چھٹکارا حاصل کرلیا جائے اور جرجان واپس چلا جائے۔ بہر حال یزید اُس پر بہت خوش ہوا اور اپنے آدمیوں کو اُن تمام چیزوں کے لینے کے لئے بھیجا جن پر صلح کا دار مدار تھا۔ اس کے بعد جرجان واپس گیا۔ یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم کا جرمانہ کیا تھا اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب مخلد بن یزید خراسان پہنچا تو حیان نے اُس کو خط لکھا، جس میں اپنا نام پہلے لکھا۔ اس کے لڑکے مقاتل بن حیان نے کہا کہ یہ کیا غضب آپ کر رہے ہیں، مخلد کو خط لکھ رہے ہیں اور پھر اپنا نام پہلے لکھ رہے ہیں حیان نے کہا کہ اگر وہ اسپر راضی نہ ہوا تو قتیبہ کی طرح اسکا بھی حشر ہوگا۔ مخلد نے یہ خط یزید کے پاس بھیج دیا، یزید نے حیان پر دو لاکھ درہم کا جرمانہ کیا، بعض روایت میں ہے کہ یزید کے جرجان جانے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ترکوں کا بادشاہ صول اکثر قھستان اور بحیرہ میں اکر ٹھہرتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ ہے جو قھستان سے ۵ فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ اور قھستان، اور بحیرہ، جرجان سے اسی قدر فاصلہ پر ہیں جتنا جرجان سے شہر خوارزم ہے، ترکوں کا یہ بادشاہ جرجان کے بادشاہ فیروز پر ہمیشہ ظلم کرتا رہتا تھا، اس نے اُسکی زمینوں میں سے ایک معتدبہ حصہ اپنے قبضہ میں کرلیا تھا۔ فیروز جب ضرورت سے زیادہ پریشان ہوا تو وہ یزید کے پاس آیا یزید نے آنے کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں صول بادشاہ ترک کی غارتگری سے ڈر کر بھاگ آیا ہوں۔ صول کو فیروز کے چلے جانے سے اچھا موقع ہاتھ آیا اس نے فوراً جرجان پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور یزید نے فیروز سے

پوچھا کہ کسی ذریعہ سے وہ قتل کیا جا سکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں ایک صورت ہے وہ یہ کہ آپ اصبہبذ کو خط لکھئے تم کسی حیلہ سے ایسا کام کرو کہ صول جرجان میں مقیم رہے اور آپ اسکے لئے اس کام پر انعام مقرر کیجئے۔ کیونکہ اصبہبذ آپ کا خط صول کے پاس تقرب حاصل کرنیکے لئے یقیناً بھیجدیگا۔ جس کو دیکھکر صول جرجان سے ہٹ کر بحیرہ میں مقیم ہو جائیگا۔ اور اسی صورت میں اگر آپ اس کو محصور کردیں تو آپ کامیاب ہو جائیں گے۔ یزید نے یہی تدبیر کی۔ اور اصبہبذ کو خط میں لکھا کہ اگر تم نے اس کو بحیرہ جانے سے روک لیا۔ تو ۵۰ ہزار دینار انعام دوں گا تاکہ میں اسکا محاصرہ جرجان میں کرسکوں۔ اصبہبذ نے یزید کے خط کو فوراً صول کے پاس بھیجدیا، اور صول اُس کو دیکھکر بحیرہ پہونچگیا تاکہ وہاں قلعبند ہو سکے۔ یزید کو اسکے بحیرہ پہونچنے کی خبر لگ گئی۔ تو وہ فیروز کو ساتھ لیکر جرجان کی طرف چلا خراسان میں اپنے بیٹے مخلد کو جانشین بنادیا۔ اور سمرقند، کش، نسف پر اپنے دوسرے لڑکے معاویہ کو حاکم بنادیا اور طخارستان پر حاتم بن قبیصہ بن مھلب کو مقرر کردیا۔ اور اس انتظام کے بعد وہ روانہ ہوا، جب جرجان میں داخل ہوا تو کسی نے مزاحمت نہیں کی۔ وہاں سے پھر وہ بحیرہ چلا گیا اور صول کا محاصرہ کرلیا۔ صول کبھی کبھی نکل کر مقابلہ کرتا تھا لیکن اکثر شکست کھا کر قلعہ بند ہو جاتا تھا۔ یہ محاصرہ مسلسل چھ ماہ تک جاری رہا۔ محصورین کو وبائی امراض نے ہلاک کرنا شروع کیا۔ تو مجبوراً صول نے صلح کی درخواست پیش کی۔ لیکن اس شرط پر کہ تین سو آدمیوں کی جان بخشی کی جائے، اور مال اور جائدادیں واپس کردیجائیں۔ یزید نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ چنانچہ صول اپنے تمام اعزہ و اقرباء، احباب و دوستوں کو لیکر شہر سے نکل گیا اور بحیرہ یزید کے حوالہ کردیا یزید جب شہر میں داخل ہوا تو اس نے قتل عام کا حکم دیدیا، تقریباً ۱۴ ہزار ترکی مارے گئے اور باقی کو آزاد کردیا گیا۔ یزید کی فوج نے خوراک کا مطالبہ کیا تو یزید نے ادریس بن حنظلہ عمی کو حکم دیا کہ شہر میں جو کچھ مال و دولت ہو وہ سب نکال کر شمار کرو تاکہ ہم فوج میں تقسیم کردیں۔ ادریس شہر میں داخل ہوا، لیکن اس قدر خزانے وافر تھے کہ ادریس کے اندازہ سے باہر ہو گئے، چنانچہ اس نے یزید کو یہی جواب دیا کہ تمام قیمتی چیزیں ظروف میں رکھی ہیں، اس لئے وہ میرے اندازے سے باہر ہیں دیکھے شمار کرلئے جائیں اور یہ معلوم کرکے کہ اس میں کون چیز ہے فوج میں علی الحساب تقسیم کردئے جائیں، جو کوئی شخص لے گا ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا لیا۔ گیہوں۔ جو۔ چاول۔ تل۔ شہد

غرضکہ ہر شخص نے بے اندازسامان جمع کرلیا۔ شہر بن حوشب یزید کا خزانچی تھا۔ لوگوں نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اس نے ایک تھیلی چوری کرلی ہے۔ یزید نے اس کو بلاکر پوچھا تو شہر نے حاضر کردیا۔ یزید نے پھر شہر کو واپس دیدیا کسی نے اس واقعہ پر یہ شعر کہا ہے۔

لقد باع شهر دينه بخريطة فمن يأمن القراء بعدك يا شهر

شہر نے اپنا مذہب صرف ایک تھیلی کے لئے بیچدیا۔ اے شہر (تو ہی بتا) تیرے بعد کون قراء کو امانت دار سمجھے گا۔

مرۃ حنفی نے کہا ہے

يا ابن المهلب ما اردت الى امرءٍ لولاك كان كصالح القراء

اے ابن مہلب تو نے اس شخص کے متعلق کیا خیال کیا، کہ اگر تو نہ ہوتا تو وہ قراء کی جماعت میں اچھا ہوتا۔

جرجان میں یزید کو ایک تاج ہاتھ آیا جو جواہرات سے مزین تھا، یزید نے پوچھا کہ تم میں سے کون وہ شخص ہے جو اس کو لینا نہیں چاہتا، سبھوں نے یک زبان ہوکر کہا کہ ایسا تو کوئی نہ ہوگا، یزید نے محمد بن واسع ازدی کو بلایا اور کہا کہ یہ تاج تم لے لو، انھوں نے کہا کہ مجھکو اس کی مطلق ضرورت نہیں ہے یزید نے کہا کہ میں نے اسکو صرف تمھارے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ مجبوراً انھوں نے لے لیا، یزید نے اُن کے پیچھے ایک آدمی اس غرض سے روانہ کیا کہ دیکھو کہ وہ اس تاج کو کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا، انھوں نے اسکو یہ تاج اٹھاکر دیدیا۔ یزید کے آدمی نے سائل کو پکڑ کر یزید کے سامنے حاضر کردیا اور واقعہ سے اطلاع دی۔ یزید نے سائل سے تاج واپس لے لیا اور اسکے عوض میں بہت سا روپیہ دیدیا۔

جرجان کا دوبارہ مفتوح ہونا۔

ہم جرجان اور قہستان کی فتح کا تذکرہ کرچکے ہیں۔ یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ طبرستان کی جنگ میں جرجانیوں نے یزید کو سخت دھوکا دیا تھا۔ چنانچہ جب یزید اور اصبہبذ سے مصالحت ہوگئی۔ تو وہ سیدھا جرجان کی طرف بڑھا۔ اور اس بات پر قسم کھائی کہ اگر میں کامیاب ہوا تو اسوقت تک تلوار میان میں نہ کروں گا جب تک اُن کے خون سے آٹا پسوا کر نہ کھاؤنگا چنانچہ آنے کے بعد ہی جرجان کا محاصرہ کرلیا وہاں کے باشندے قلعہ میں چھپے رہے، ان کو کھانے پینے کی کمی نہ تھی اس لئے اطمینان سے بیٹھے رہے۔ یزید سات مہینے تک محاصرہ کئے رہا۔ جرجانی کبھی قلعہ سے نکلکر لڑ بھی لیتے تھے۔ لیکن پھر واپس چلے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک خراسانی شکار کے لئے نکلا بعض کہتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی طے میں سے

تھا، اسکو ایک پہاڑی بکرا نظر آیا۔ اس نے اُسی طرف اپنے گھوڑے کو ڈالا۔ جاتے جاتے وہ دشمنوں کے پڑاؤ میں پہونچ گیا۔ لیکن وہ اس راستہ سے ناواقف تھا جب دشمنوں کی فوج دکھائی دی تو وہ الٹے پاؤں بھاگا راستہ میں اپنی عبا پھاڑ کر درختوں میں باندھتا گیا تاکہ راستہ بھول نہ جائے۔ پھر یزید کو آکر قلعہ کے راستہ کی خبر دی، یزید نے اُس کی دیب کا ذمہ اس شرط پر لیا کہ وہ راستہ بتلا دے۔ چنانچہ یزید نے تین سو آدمیوں کو منتخب کیا اور اپنے لڑکے خالد بن یزید کو انکا سردار مقرر کیا۔ اسکو ہدایت کی کہ اگر تیری حیات باقی ہے تو موت ہرگز نہیں آسکتی، لیکن خبردار شکست کھا کر میرے پاس مت آنا۔ جھم بن زحر کو بھی ساتھ کر دیا۔ یزید نے اس خراسانی سے پوچھا کہ تم کب پہونچو گے اس نے کہا کہ کل عصر کے وقت پہونچوں گا۔ یزید نے کہا کہ ہم ظہر کے وقت ان سے مقابلہ شروع کر دیں گے۔ یہ دستہ اسطرف روانہ ہوا دوسرے دن ظہر کے وقت یزید نے لکڑیوں کا انبار لگا کر اس میں آگ لگادی، جسکے شعلے آسمان تک اٹھتے تھے دشمنوں کی نظر جب اس دہکتی ہوئی آگ پر پڑی تو وہ گھبرا کر قلعہ سے باہر نکل پڑے۔ یزید نے اپنی فوجیں آگے بڑھائیں۔ اور جنگ شروع کر دی۔ دوسری طرف سے اسی وقت اس دستہ نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ دشمن اس طرف سے بالکل بے خوف تھے، بلکہ وہ اطمینان سے یزید کا مقابلہ کر رہے تھے کہ یکایک پیچھے سے تکبیروں کی آواز آئی یہ دیکھکر وہ جلدی سے قلعہ میں گھس گئے۔ لیکن اب کیا ہوتا ہے مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے آخر کار ترکوں نے ہتھیار ڈالدیئے۔ یزید نے عورتوں اور بچوں کو تو قید کر لیا۔ باقی تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ بہتوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ راستہ کے داہنے اور بائیں جانب دو فرسخ تک لوگوں کو پھانسی پر چڑھایا۔ ۱۲ ہزار قیدی وادی جرجان میں کھڑے کئے گئے اور حکم ہوا کہ جو شخص اپنے کسی عزیز کا قصاص لینا چاہتا ہے تو وہ قتل کرے۔ چنانچہ ایک ایک آدمی نے چار یا پانچ قیدیوں کو قتل کیا۔ اس عظیم الشان قتل کے بعد مقتولین کے خون پر پانی بہا دیا گیا اور ایک چکی رکھی گئی اور اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے یزید نے اسی خون سے آٹا پسوایا اور روٹی پکا کر کھائی۔ بعض روایت میں ہے کہ ۴۰ ہزار آدمی مقتول ہوئے۔ اسکے بعد یزید نے جرجان کی تعمیر شروع کی کیونکہ وہ بالکل غیر موزوں طریقہ سے بنا ہوا تھا۔ یزید پھر وہاں سے جھم بن زحر جعفی کو وہاں کا حاکم بنا کر خراسان واپس آگیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید نے اپنی اس فوج سے جو ترکوں کے مقابلہ میں بھیجی گئی تھی یہ

کہا کہ تم لوگ وہاں پہونچ کر ذرا انتظار کرو۔ جب صبح ہو جائے تو تکبیریں کہتے ہوئے حملہ کرو، ان شاء اللہ میں بھی اپنی فوج کو لیکر اسی وقت پہونچوں گا چنانچہ جب جہم بن زحر شہر کے قریب پہونچا تو اس نے اسوقت تک انتظار کیا، اور پھر وقت ہوتے ہی لوگوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ دشمن اس آواز کو سنکر گھبرا اٹھے، مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ ترک ایسے پریشان ہو گئے کہ ہوش و حواس جاتا رہا۔ یزید نے جب تکبیروں کی آواز سنی تو وہ بھی دروازہ کی طرف بڑھا۔ لیکن کوئی زیادہ مزاحمت کرنے والا نہ تھا۔ کیونکہ سب لوگ مسلمانوں سے دوسری طرف مقاتلہ میں مشغول تھے یزید کو موقع اچھا ملا۔ جھٹ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اور ترکوں کو نکال بھگایا راستہ کے داہنے بائیں جانب دو فرسخ تک قیدیوں کو پھانسی دلوائی گویا چار فرسخ تک لوگوں کو سولی دی گئی۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سلیمان کو اس فتح کی خوشخبری بھیجی، اور خط میں لکھا کہ صرف خمس میں چھ لاکھ آئے ہیں۔ یزید کے کاتب مغیرہ بن ابی قرہ مولی بنی سدوس نے کہا کہ آپ رقم کا تعین نہ کیجئے کیونکہ تعین کی صورت میں اگر سلیمان نے اسکو زیادہ سمجھا تو خزانہ میں داخل کرنے کا حکم دیگا۔ اور کم سمجھا تو آپ کو انعام میں دیدیگا اور آپ اسکے ذریعہ سے خلیفہ کے لئے عمدہ ہدیئے مہیا کر لیں گے ورنہ جو چیز آپ کی طرف سے جائے گی وہ کم سمجھی جائے گی اور جس چیز کا آپ نے تعین کر دیا اس کا اقرار بھی کر لیا، علاوہ اس کے جو کچھ آپ یہاں سے لکھ کر بھیجیں گے وہ کاغذات پر چڑھا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ آپ کے نام پر ٹلکے رہیں گے۔ جب کوئی دوسرا بادشاہ ہوگا تو وہ اس کاغذ کے مطابق آپ سے تمام رقم وصول کرے گا۔ اور اگر ایسا شخص بادشاہ ہوا جو آپ کو پسند نہ کرے تو اسکے دوگونی رقم پر بھی راضی نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ آپ انکی اجازت مانگئے اور بالمشافہ اُس کی خبر دیدیجئے۔ یزید نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ اور خط روانہ کر دیا بعض روایت میں ہے کہ یہ رقم چار لاکھ تھی۔

۹۸ھ کے مختلف واقعات

اسی سال ایوب بن سلیمان جو سلیمان کا ولی عہد تھا انتقال کر گیا۔ شہر صقالیہ اور دوسرے شہر بھی اس سال مفتوح ہوئے، داؤد بن سلیمان نے اس سال روم میں جنگ کی،

اور قلعہ مرأۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا فتح کر لیا۔ اس سال دنیا میں عظیم الشان زلزلے آئے جو چھ مہینے تک باقی رہے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور ابو عبید مولیٰ عبد الرحمن بن عوف نے اسی سال وفات پائی۔ یہ موسیٰ بن ازحر کے ساتھ بھی معروف ہیں عبد الرحمن بن یزید بن حارثہ انصاری نے اسی سال قضا کی، سعید بن مرجانہ مولیٰ قریش کا اسی سال انتقال ہوا، مرجانہ اُن کی ماں کا نام تھا۔ اور ان کے والد کا نام عبد اللہ تھا عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید، امیر مکہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا تھا، عمال حکومت وہی تھے، صرف بصرہ میں یزید نے سفیان بن عبد اللہ کندی کو عامل بنایا تھا۔

۹۹ھ کی ابتداء

سلیمان بن عبد الملک کی وفات

اس سال سلیمان بن عبد الملک بن مروان نے ۲۰ صفر کو وفات پائی، اُنکی خلافت دو سال پانچ مہینے اور پانچ دن رہی، بعض روایت میں ہے کہ اُنھوں نے ۱۰ صفر کو انتقال کیا اس حساب سے اُنکی حکومت دو سال پانچ دن کم آٹھ مہینے رہی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ جب سلیمان تخت نشین ہوا تو عام طور سے لوگ اسکے متعلق اچھے خیالات رکھتے تھے، اسی وجہ سے اس کو مفتاح الخیر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپس میں یہ تذکرہ کرتے تھے کہ حجاج تو دنیا سے رخصت ہوا، لیکن سلیمان کی رحمدلی نے قیدیوں کو رہا کرا دیا۔ قید خانے جو اب تک مظلوموں کی آہوں کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے خالی کر دئے گئے۔ لوگوں کے ساتھ بدخلقی اور بدباطنی کے بجائے، خوش اخلاقی اور کشادہ پیشانی سے پیش آنے لگا، سلیمان نے جو سب سے بڑی بات کی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنا جانشین حضرت عمر بن عبد العزیز کو منتخب کیا۔ سلیمان نے دابق میں جو قنسرین میں واقع ہے وفات پائی۔ ایک دن اس نے سبز پوشاک زیب تن کی اور سبز ہی رنگ کا عمامہ باندھا پھر اپنی صورت آئینہ میں دیکھی تو بولا کہ میں کیا خوبصورت جوان بادشاہ ہوں پھر وہ ایک ہفتہ بھی زندہ نہ رہا ایک لونڈی کی اُس پر نظر پڑی تو اُسنے پوچھا کہ تو کیا دیکھتی ہے وہ یہ شعر پڑھنے لگی

انت نعم المتاع لو کنت تبقی غیر ان لا بقاء للانسان

اگر تو دنیا میں باقی رہے تو تو بہترین پونجی ہے — لیکن افسوس کہ انسان کے لئے بقا نہیں ہے

لیس فیما علمتہ فیک عیب ٭ کان فی الناس غیر انک فان

میں نے تجھ میں کوئی ایسا عیب نہیں پایا۔ جو دوسرے لوگوں میں ہوتا ہے اسکے سوا کہ تو فانی ہے۔

بعض روایت میں ہے کہ دابق میں سلیمان نے ایک جنازہ کو دیکھا کہ وہ ایک اچھی زمین میں دفن کیا جارہا ہے، سلیمان نے وہاں پر کی مٹی اٹھاکر سونگھی تو کہا کہ کیا عمدہ اور خوشبودار مٹی ہے، دوسرے ہی جمعہ میں سلیمان بھی اوسی کے قریب دفن کیا گیا۔ بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ سلیمان حج کرنے گیا تھا، اس کے ساتھ شعراء عرب کا ایک گروہ بھی تھا۔ جب واپس ہونے لگا تو راستہ میں رومیوں کے چار سو قیدی اس کے سامنے پیش کئے گئے، سلیمان ایک مقام پر بیٹھ گیا سلیمان کے سب سے زیادہ قریب عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بیٹھے تھے۔ سلیمان نے اُن کو مخاطب کرکے حکم دیا کہ اے عبداللہ اس (قیدی) کی گردن اڑادو، چنانچہ انہوں نے ایک شخص سے تلوار لی اور ایک قیدی کو قتل کر ڈالا۔ سر جدا ہوگیا، مونڈھے کٹ کر تلی رہ گر پڑے گلے کا طوق بھی کٹ گیا۔ باقی دوسرے قیدیوں کو سرداران عرب کے سپرد کردیا گیا۔ چنانچہ جریر کو بھی ایک قیدی قتل کرنے کے لئے دیا گیا۔ بنو عبس نے جریر کو ایک تیز تلوار دی، جس سے اس نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کردیا۔ فرزوق کو بھی ایک قیدی ملا لوگوں نے اسکو بہت ہی کند تلوار دی فرزوق نے کئی مرتبہ ضربیں لگائیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی۔ سلیمان یہ دیکھکر ہنس پڑا، اور تمام لوگ بھی مضحکہ اڑانے لگے، بنو عبس جو سلیمان کے ننہالی لوگ تھے وہ فرزوق پر بہت بگڑے مجبوراً جب ہر طرف سے نفرین کیجا رہی تھی تو اس نے تلوار رکھدی اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

و ان یک سیف خان اوقدر اتی ٭ بتاخیر نفس حتفھا غیر شاھد

اگر کسی تلوار نے خیانت کی، یا کسی کی موت دیر میں آئی تو محض اس وجہ سے کہ اسکی قسمت میں ذلت کی موت نہ تھی

فسیف بنی عبس وقد ضربوا بہ ٭ نبا بیدی ورقاء عن رأس خالد

لیکن بنو عبس کی تلوار جس سے انھوں نے مارا۔ ورقاء کے ہاتھ سے خالد کے سر پر اچٹ گئی تھی۔

کذاک سیوف الھند تنبو ظباتھا ٭ و تقطع احیانا مناط القلائد

اسی طرح بہترین تلواروں کی دھار کبھی ۔ مڑجاتی ہے اور کبھی گردنوں کو صاف کردیتی ہے

ورقاء سے مراد ورقاء بن زھیر بن جذیمہ عبسی ہے جس نے خالد بن جعفر بن کلاب کو مارا تھا، کیونکہ ایک دفعہ خالد نے ورقاء کے باپ زھیر کو زمین پر دے مارا اور سینہ پر سوار ہوگیا

اور تلوار سے کچلتا رہا، ورقاء نے جب اپنے باپ کو اس حال میں دیکھا تو دوڑتا ہوا آیا اور خالد کو تلوار ماری۔ کئی وار کئے لیکن کچھ اثر نہ ہوا، مجبوراً ورقاء یہ اشعار پڑھنے لگا۔

رایت ذھیرا تحت کلکل خالد ۔۔۔ فاقبلت اسعی کالعجول ابادر

جب میں نے زہیر کو خالد کے سینہ کے نیچے دبا ہوا دیکھا۔ تو جلد بازوں کی طرح دوڑتا ہوا پہنچا۔

فشلّت یمینی یوم اضرب خالداً ۔۔۔ ویمنعه منی الحدید المظاھر

لیکن میرا ہاتھ خالد کو مارتے مارتے شل ہو گئے۔ اور میری کاری ضربوں کو اس کی دوہری زرہ نے روک لیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت

حضرت عمر اسی سال تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ صورت یوں درپیش ہوئی کہ سلیمان جب وابق میں مقیم تھا اور وہیں اس کے مرض نے زور پکڑا تو اس نے اپنی اولاد میں سے کسی نابالغ لڑکے کے نام ولی عہدی کا فرمان لکھا، اس پر رجاء بن حیوۃ نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کیا کر رہے ہیں۔ اگر آپ کسی اچھے شخص کو اپنا جانشین بنائیں گے تو آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کی یاد لوگوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔ سلیمان نے کہا کہ میں اس معاملہ میں اپنے خدا سے استخارہ کرتا ہوں، ابھی تک میں نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا ہے ایک یا دو دن سلیمان خاموش رہا پھر وصیت نامہ کو پھاڑ دیا رجاء کو بلا کر پوچھا کہ میرے لڑکے داؤد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ رجاء نے کہا کہ وہ تو اس وقت موجود ہی نہیں ہے وہ قسطنطنیہ کی طرف غائب ہو گیا ہے بلکہ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا راہ عدم کو چلا گیا۔ پھر خلافت کا کام کس طرح سپرد کیا جا سکتا ہے۔ سلیمان نے پوچھا کہ تمہاری کس کے متعلق رائے ہے۔ رجاء نے جواب دیا جو آپ رائے دیں گے وہی میری رائے ہوگی۔ سلیمان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز کے متعلق کیا خیال ہے، اس نے جواب دیا کہ میں اُن کو خوب جانتا ہوں وہ بہت ہی لائق اور اچھے آدمی ہیں، سلامت روی اُن کی مشہور ہے اس پر سلیمان نے کہا کہ اگر ان خوبیوں کے خیال سے میں اُن کو جانشین بنا دوں اور دوسرے کو اُن کے سوا نہ بناؤں تو ایک فتنہ برپا ہوگا۔ جب تک اُن کے بعد کسی دوسرے شخص کا انتخاب نہ کیا جائے، لوگ اُنکو چین سے حکومت کا کام کرنے دیں گے۔ عبد الملک کی یہ وصیت تھی کہ ولید اور سلیمان کے بعد یزید کو ولیعہد بنانا۔ اس لئے سلیمان نے

حضرت عمر کے بعد یزید کو منتخب کیا یزید وہاں پر موجود بھی نہ تھا۔ رجاء نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہوگی وہی صائب ہوگی۔ اُن مکالمات کے بعد یہ فرمان لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا الکتاب من عبد اللہ سلیمان امیر المومنین لعمر بن عبد العزیز، انی قد ولیتک الخلافۃ بعدی ومن بعدک یزید بن عبد الملک، فاسمعوا لہ واطیعوا، واتقوا اللہ ولا تختلفوا فیطمع فیکم۔ یہ فرمان خدا کے بندہ سلیمان کی طرف سے عمر بن عبد العزیز کے نام ہے میں نے اپنے بعد تم کو خلیفہ بنایا اور تمہارے بعد یزید بن عبد الملک کو بنایا اسلئے تمام لوگوں کو چاہئے کہ انکی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈرتے رہیں آپس میں اختلاف نہ کرو۔ ورنہ تمکو دوسری قوم تباہ کر دیگی۔

اس کے بعد فرمان پر مہر لگا دی گئی۔ کعب بن جابر عبسی کو جو محافظین میں تھا سلیمان نے کہلا بھیجا۔ کہ میرے خاندان کے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرو۔ چنانچہ کعب نے سب کو جمع کر لیا۔ سلیمان نے رجاء کو حکم دیا کہ یہ فرمان ان لوگوں کے پاس جاکر سنا دو۔ یہ کہدو کہ ان پر یہ فرض ہے کہ اس شخص کے ہاتھ پر وہ بیعت کرلیں جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے رجاء ان لوگوں کے ساتھ گیا۔ تو لوگوں نے اس سے پوچھا کیا ہم امیر المومنین کو سلام کر سکتے ہیں۔ رجاء نے کہا ہاں تمام لوگ سلیمان کے پاس آئے۔ سلیمان نے اُن کو کہا کہ یہ خط جو رجاء کے ہاتھ میں ہے یہ میرا فرمان ہے۔ تم کو اس کی تعمیل کرنی ضروری ہے، اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین بنایا ہے اس کی فرمان برداری کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے رجاء کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور چلے گئے۔ رجاء کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میرے پاس عمر بن عبد العزیز آئے اور کہنے لگے کہ مجھکو یہ خطرہ ہے کہ کہیں یہ چیز میرے گلے نہ پڑے میں تم کو اپنی محبت اور عزت کے واسطہ سے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب کبھی ایسا واقعہ ہو تو مجھ کو باخبر کر دینا۔ تاکہ میں اس حالت کے پیش آنے سے قبل ہی سے برأت کا اظہار کردوں۔ میں نے یہ جواب دیا کہ میں تمکو خبر ہی نہیں دونگا اس پر عمر خفا ہو کر چلے گئے۔ پھر ہشام سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ بھائی ہم سے اور تم سے قدیم مراسم اور تعلقات ہیں اس لئے تم ہم کو ان معاملات سے مطلع کرتے رہو۔ خدانخواستہ اگر خلافت کسی دوسرے شخص کے سپرد کردی جائے گی تو میں اس معاملہ میں لڑوں گا۔ واللہ تم جو کہو گے میں کسی سے ظاہر نہ کروں گا۔ میں نے ہشام کو خبر دینے سے صاف انکار کر دیا۔ جس پر وہ دونوں ہاتھوں کو جھاڑتا ہوا واپس گیا اور یہ کہنے لگا کہ پھر میرے سوا کون ہے جس سے یہ باتیں کہو گے۔ کیا خلافت عبد الملک کے خاندان سے

باہر چلی جائے گی۔ اسکے بعد میں سلیمان کے پاس آیا، اسوقت اس کی حالت بہت نازک تھی
میں نے جب عالم سکرات کو دیکھا کہ اس پر طاری ہو رہا ہے تو اُسکا چہرہ قبلہ رخ کردیا سلیمان
کو جب اس سے افاقہ ہوتا تو وہ بولتا کہ ابھی وقت نہیں آیا ہے میں نے کئی مرتبہ اس کا چہرہ
قبلہ کے رخ پر کردیا تیسری بار اس نے پوچھا کہ اے رجاء یہ کونسا وقت ہے جس میں تم کچھ
کرنا چاہتے تھے۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھنے لگا۔ میں نے اب اس کا چہرہ سیدھا کیا تو روح پرواز
کرچکی تھی میں نے فوراً اسکی آنکھیں بند کردیں اور اسکے جسم پر کپڑا ڈالدیا اور ہرطرف سے ڈھانک دیا۔
اور باہر سے دروازہ بند کرکے چلا گیا۔ سلیمان کی بیوی نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ امیر المومنین
کیسے ہیں میں نے خادم سے کہدیا کہ اوڑھ لپیٹ کر سوئے ہیں۔ خادم یہ دیکھکر واپس گیا۔
اُسکی بیوی کو یہ یقین ہو گیا تو وہ سمجھی کہ اچھے ہیں۔ میں نے دروازہ پر ایک معتبر شخص کو بٹھا دیا
اور اسکو تاکید کی کہ کسی کو بھی اندر نہ جانے دے۔ وہاں سے میں نکلا اور کعب بن جابر کو
بلا بھیجا۔ اس نے سلیمان کے خاندان والوں کو ایک جگہ مسجد دابق میں جمع کیا، میں نے
ان کو مخاطب کرکے کہا کہ تم لوگ بیعت کرو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم ایک مرتبہ بیعت کرچکے
ہیں۔ دوبارہ کیا ضرورت ہے، میں نے کہا کہ امیر المومنین کا یہ حکم ہے کہ دوبارہ بیعت لے لو
لوگوں نے پھر بیعت کرلی۔ جب میں نے دیکھا کہ خلافت کا معاملہ بالکل طے پاچکا تو میں نے
یہ اعلان کیا کہ امیر المومنین کا انتقال ہو چکا۔ سبھوں نے یک آواز ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا۔ اسکے بعد میں نے امیر المومنین کا فرمان پڑھا۔ جب عمر بن عبد العزیز کا نام آیا تو ہشام نے
کہا کہ واللہ ہم کبھی بیعت نہیں کریں گے۔ میں نے کہا کہ خبردار بیعت کرو ورنہ گردن اڑا دوں گا
آخرکار ہشام پیر گھسیٹتے ہوئے آیا۔ میں نے عمر بن عبد العزیز کے دونوں مونڈھے پکڑ کر زبردستی
منبر پر چڑھایا۔ وہ تو اس سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر تھے لیکن ہشام نشانہ کے خطا کرنے پر غمگین
تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے بیعت کرلی۔ اسکے بعد یہاں سے فراغت پاکر سلیمان
کی تجہیز و تکفین کی گئی حضرت عمر نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور پھر جنازہ دفن کردیا گیا۔ جب اس سے
فرصت ہوئی تو حضرت عمر کے سامنے شاہی اصطبل کے گھوڑے لائے گئے تو دیکھا کہ ہر جانور
کے لئے ایک سائیس مقرر ہے۔ انھوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ شاہی اصطبل
کے گھوڑے ہیں اونھوں نے فرمایا کہ میرا گھوڑا میرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ سب گھوڑے
واپس کردیئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے لوگوں نے کہا کہ شاہی محل میں چلئے

تو بولے کہ اس میں ابو ایوب سلیمان کے خاندان کے لوگ رہیں۔ میرے لئے اپنا خیمہ کافی ہے جب تک یہ لوگ خالی نہ کریں میں یہیں رہوں گا چنانچہ وہ انکے قیام تک وہیں مقیم رہے۔ رجاء نے بیان کیا کہ مجھ کو ان دونوں واقعوں پر جو انھوں نے گھوڑوں اور محل سلیمان کے متعلق کہا غیر معمولی حیرت ہوئی۔ پھر حضرت عمر نے کاتب کو بلا بھیجا۔ اور ایک فرمان لکھوایا، اور اس کی نقل تمام شہروں میں بھجوا دی۔ عبد العزیز بن ولید کو سلیمان کے انتقال کی خبر ملی، تو اسنے اپنی خلافت کا نشان بلند کیا، کیونکہ اس کو یہ نہ معلوم تھا کہ لوگوں نے حضرت عمر پر بیعت کر لی ہے۔ جب وہ عمر کے پاس آیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے تم نے اپنی بیعت لینے کا ارادہ کیا تھا اور دمشق پر قبضہ کرنے کی نیت کی تھی۔ عبد العزیز نے کہا ہاں میرا یہ ضرور خیال تھا کہ ایسا کروں۔ اور یہ اسوجہ سے کہ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ سلیمان مرگیا ہے اور اس نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا ہے، تو میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ کہیں لوگ سلطنت کو نہ لوٹ لیں حضرت عمر نے کہا کہ اگر تم بیعت لیتے اور خلیفہ ہو جاتے تو میں کسی قسم کا جھگڑا نہیں کرتا بلکہ گھر میں بیٹھ رہتا۔ عبد العزیز نے کہا کہ میرے خیال میں آپ سے زیادہ کوئی مستحق ہی نہ تھا اسکے بعد عبد العزیز نے حضرت عمر سے بیعت کر لی۔ اور یہ کہنے لگا کہ سلیمان کیلئے بہتری کی امید کی جاتی تھی کیونکہ اس نے عمر بن عبد العزیز کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے لڑکے کو چھوڑ دیا۔ جب حضرت عمر کی خلافت کو ہر فرد بشر نے تسلیم کر لیا تو انہوں نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک سے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تمام مال و زیورات اور جواہر بیت المال میں داخل کر دو۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی چیزیں ہیں اور میں اسوقت تک تم سے نہیں مل سکتا جب تک ان کو واپس نہ کر دو گی۔ چنانچہ فاطمہ نے تمام چیزیں بیت المال میں داخل کر دیں۔ جب حضرت عمر کا وصال ہو گیا اور یزید تخت پر بیٹھا تو اس نے تمام چیزیں خزانہ سے نکالکر فاطمہ کے پاس بھیجدیں۔ اور کہلا بھیجا کہ میں جانتا ہوں کہ عمر نے تجھ پر ظلم کیا ہے فاطمہ نے کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ جس شخص کی زندگی میں میں ہمیشہ اطاعت کرتی رہی اور اسکے مرنے کے بعد اس کے حکم کی نافرمانی کروں تمام چیزیں پھر واپس کر دیں۔ یزید نے ان زیورات کو اپنے گھر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت علی کرم اللہ پر تبرا کرنیکی شدید ممانعت

عمر بن عبد العزیز کی خلافت سے پہلے تمام سلاطین بنوامیہ حضرت علیؓ کے نام پر تبرا کرتے تھے

لیکن حضرت عمر نے اسکو سختی سے روکا اور تمام عمال کو اس گناہ عظیم سے روکنے کی تاکید کی۔
حضرت عمر کو حضرت علیؓ سے محبت پیدا ہونے کی صورت یہ ہوئی جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں علم کی تحصیل کر رہا تھا۔ اور اسی زمانہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے درس حاصل کر رہا تھا، اُن کو میرے متعلق یہ معلوم ہوا کہ میں حضرت علیؓ کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہوں، ایک دن میں اُن کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا جب وہ نماز میں مشغول تھے، میں انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو مجھ سے کہنے لگے کہ تم کو یہ کسطرح معلوم ہوا کہ خدا اصحاب بدر اور اصحاب بیعت رضوان سے خوش ہونے کے بعد اُن پر غضبناک ہوا، میں نے کہا کہ میں نے یہ کسی سے نہیں سنا، تو وہ فرمانے لگے کہ پھر مجھے کسطرح معلوم ہوا کہ تم حضرت علیؓ کو برا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا کہ اب میں خدا سے اُس کی معذرت چاہتا ہوں اور پھر آپ سے عفو کا خواستگار ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ سے ایسا کبھی نہ ہوگا، بات یہ تھی کہ میرے والد جب خطبہ دیتے تھے تو حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ کچھ توہین کے الفاظ ذکر کرنا چاہتے تو اُن کی زبان لٹ پٹا جاتی میں نے پوچھا کہ آپ خطبہ میں بے تکلف کہتے چلے جاتے ہیں لیکن جب حضرت علیؓ کا ذکر آتا تو مجھے آپ کی تقریر میں نقص معلوم ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ کیا تم اسکو سمجھ گئے۔ میں نے کہا ہاں، کہنے لگے کہ بیٹا، جو لوگ ہمارے گرد بیٹھے ہیں اگر ان کو اتنا معلوم ہو جائے جتنا ہم حضرت علی کے متعلق جانتے ہیں تو یہ لوگ ہمکو چھوڑ کر حضرت علیؓ کی اولاد کے پاس جمع ہو جائینگے جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو انکے دل میں دنیا کی کسی چیز سے الفت باقی نہ رہی تھی کہ جسکے لئے وہ اتنا عظیم الشان گناہ کرتے اسلئے انھوں نے اسکو یکسر چھوڑ دیا۔ اور لوگوں کو اسکے چھوڑنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ پر بدگوئی کرنے کی بجائے خطبہ میں اس آیت کی تلاوت کرتے تھے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ الخ۔ اللہ عدل، احسان اور اقرباء کی اعانت کرنے کا حکم دیتا۔
حضرت عمر کا یہ کام بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا گیا۔ اور سبھوں نے انکی بڑی تعریف کی کثیر عزہ نے یہ اشعار کہے

ولیت فلم تشتم علیا ولم تخف — بریا ولم تتبع مقالة مجرم

اے عمر جب تم والی ہوئے تو تم نے حضرت علیؓ کو برا بھلا نہیں کہا۔ اور نہ تم نے کسی بے گناہ کو ڈرایا اور نہ کسی مجرم کے قول کی اتباع کی

تکلمت بالحق المبین وانما — تبین آیات الھدیٰ بالتکلم

تم ہمیشہ کھلی ہوئی حق بات کہتے ہو اور درحقیقت — ہدایت کی نشانیاں حق گوئی ہی سے رونما ہوتی ہیں

وصدقت معروف الذی قلت بالذی — فعلت فاضحی راضیا کل مسلم

تم نے جس اچھے کام کے متعلق حکم دیا اُس کو — پہلے کر کے دکھا دیا جس سے ہر مسلم کا دل تم سے خوش ہے

الا انما یکفی الفتی بعد زیغہ — من الاود والبادی ثقاف المقوم

بیشک انسان کی کھلی کجروی اور گمراہی کے بعد — یہ کافی ہے کہ اسکو ایک اصلاح کرنے والا درست کر سکتا ہے

جب عمر نے یہ اشعار سنے تو بولے کہ اب ہم فلاح پا چکے۔

۹۹ھ کے مختلف واقعات

حضرت عمر نے اس سال مسلمہ کو روم سے فوجیں لے آنے کا حکم دیا۔ اور اس سے قبل انھوں نے امدادی فوجیں روانہ کی تھیں اور لوگوں کو مدد دینے کے لئے مستعد کیا تھا۔ ترکوں نے اس سال آذربیجان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا جس پر حضرت عمر نے حاتم بن نعمان باہلی کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حاتم نے مسلمانوں کا خوب بدلہ لیا۔ ترکوں میں سے صرف قیدی زندہ رہ گئے تھے جن میں سے ۵۰ کی تعداد میں حضرت عمر کے سامنے پیش کئے گئے۔ یزید بن مہلب کو اس سال عراق کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ چنانچہ بصرہ میں عدی بن ارطاۃ فزاری حاکم بنا کر بھیجا گیا اور کوفہ میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب العدوی القریشی حاکم بنائے گئے۔ انکے ساتھ ابوالزناد بھی کر دئے گئے جو عبدالحمید کے کاتب بھی تھے۔ عدی نے یزید بن مہلب کے تعاقب میں موسیٰ بن وجیہ حمیری کو روانہ کیا۔ حج میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حازم عامل مدینہ ساتھ تھے۔ مکہ میں عبدالعزیز بن خالد حاکم تھے، کوفہ کے حاکم عبدالحمید تھے اور وہاں کے قاضی عامر شعبی تھے، بصرہ میں عدی بن ارطاۃ تھے وہاں کے قاضی حسن بن ابی الحسن بصری تھے۔ لیکن بعد کو انھوں نے عدی کے پاس استعفاء بھیج دیا، اسنے اُسکو منظور کر لیا۔ اور ایاس بن معاویہ کو اُن کی جگہ پر قاضی بنا دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عدی کے پاس حسن کی شکایت پہنچی تو اُسنے ان کو برطرف کر کے ایاس کو مقرر کر دیا۔ حضرت عمر نے خراسان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو حاکم بنایا۔ نافع بن جبیر بن مطعم بن عدی نے اس سال مدینہ میں وفات پائی۔ محمود بن ربیع نے جو آنحضرت کے سامنے پیدا ہوئے تھے اسی سال انتقال کیا۔ ابوظبیان بن حصین بن جندب الجنبی کا جو قابوس کے والد تھے اسی سال انتقال ہوا۔ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی اسی سال وفات پائی جنکو شام سے مراجعت کرتے وقت زہر پلا دیا گیا تھا۔ سلیمان نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کیا تھا جب ابو ہاشم کو زہر کا احساس ہوا تو وہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس

آئے جو اسوقت مقام حمیمہ میں تھے ۔ محمد سے ملکر اپنا حال کہا اور کہا کہ خلافت تمہاری اولاد میں آنے والی ہے اور صورت بتلائی کہ ایسا کیوں کر ہوگا ۔ اس کے بعد وہ انتقال ہوگیا ۔ سلیمان ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن شریح جو مشہور گویا تھا مرا اور عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک ابو الخطاب نے بھی اسکے سامنے انتقال کیا ۔

سنہ ۱۰۰ھ کی ابتداء

شوذب خارجی کی بغاوت

اس سال شوذب نے جسکا اصلی نام بسطام تھا ۔ ۸۰ آدمیوں کے ساتھ مقام جوخی میں علم بغاوت بلند کیا ۔ شوذب بنی یشکر کے خاندان سے تھا جو مقام جوخی میں آباد تھا ۔ ان واقعات کی اطلاع جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ملی تو انھوں نے عبدالحمید حاکم کوفہ کو لکھا کہ جب تک وہ خود شورش نہ کریں اسوقت تک تم کسی قسم کی پیشقدمی نہ کرو ۔ لیکن جب وہ ایسا کرنا شروع کریں تو تم ایک تجربہ کار شخص کی سیادت میں ایک فوجی دستہ روانہ کردو ۔ چنانچہ اس حکم کے پہنچنے کے بعد عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو دو ہزار فوج کے ساتھ اس طرف بھیجدیا ۔ اور اس کو خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے کی تاکید کی ۔ اسی اثناء میں حضرت عمر نے بسطام کو خط لکھا ، جس میں یہ اس سے دریافت کیا کہ تمہارے خروج کی غرض و غایت کیا ہے ۔ قاصد اور محمد بن جریر ساتھ ساتھ پہنچے ، وہ اپنی فوج کو لیکر ایک جگہ پر خاموش کھڑا رہا ، حضرت عمر کے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے لئے یہ کام کر رہے ہو ۔ لیکن اگر حقیقتاً یہ کام اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو میں اسکا زیادہ حقدار ہوں کہ اسکو انجام دوں ۔ اس لئے تم اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے میرے پاس آؤ ۔ اگر حق ہمارے ہاتھ میں ہوگا تو تم کو ہمارے ساتھ ہوجانا چاہئے اور اگر تمہارے ہاتھ میں ہوگا تو میں تمہارے معاملہ پر غور کروں گا ۔ بسطام نے اسکے جواب میں لکھا کہ آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ، اسی غرض سے میں دو آدمیوں کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ مسئلہ کو اچھی طرح آپ کے ذہن نشین کردیں ۔ چنانچہ بسطام نے ایک حبشی غلام کو جسکا نام عاصم تھا اور ایک بنی یشکر کے آدمی کو حضرت عمر کے پاس روانہ کیا ۔ یہ دونوں مقام قناصرہ میں آکر اُن سے ملے ۔ حضرت عمر نے اُن سے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے بغاوت پر آمادہ کیا ، اور کون سی چیز تمہاری نظروں میں

بری معلوم ہوئی، عاصم نے جواب دیا کہ ہم کو آپ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی - آپ بلاشبہ ایک عادل
اور منصف بادشاہ ہیں، لیکن ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ نے خلافت خود زبردستی
حاصل کی ہے - یا عامۂ مسلمین کی رضامندی اور مشورہ سے یہ خدمت آپ کے سپرد کی گئی
ہے - حضرت عمر نے یہ جواب دیا کہ میں نے امارت اور حکومت کی ہرگز خواہش نہیں کی اور نہ میں نے
اس پر ناجائز قبضہ کیا - بلکہ مجھ سے قبل جو شخص اس خدمت کو انجام دیتا تھا اس نے یہ انتخاب
کیا - اور جب میں نے اس کی ذمہ داری اپنے سر لی تو اسوقت کسی نے ناراضی کا اظہار نہیں
کیا بلکہ تمہارے سوا تمام لوگوں نے میری خلافت کو تسلیم کیا تمہارا یہ اصول ہے کہ جو شخص
عدل و انصاف کے ساتھ کام کرتا ہے اس سے خوش رہتے ہو - اگر میں حق و صداقت کے خلاف
کوئی کام کروں یا اس سے ذرہ برابر بھی انحراف کروں تو تمکو اختیار ہوگا کہ تم میری اطاعت سے
باز آجاؤ - ان دونوں سفیروں نے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایک بات قابل بحث
رہ گئی ہے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ کون سی بات ہے - انھوں نے کہا کہ ہم آپ کو آپ کے
خاندان کے خلاف روش اختیار کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور آپ نے اسکا نام مظالم رکھا ہے
اگر واقعی آپ سیدھے راستہ پر ہیں اور وہ برسر گمراہی تھے تو آپ ان تمام لوگوں پر جنھوں
نے لوگوں پر ظلم کیا ہے لعنت بھیجئے اور ان سے برات حاصل کیجئے - حضرت عمر نے کہا کہ
اس گفتگو سے مجھ کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم دنیا کی طلب کیلئے ایسا کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارا
مقصود حصول آخرت ہے لیکن تم نے راستہ کے اختیار کرنے میں غلطی کی، تم کو معلوم ہے
کہ خدائے عزوجل نے آنحضرت صلعم کو لعان بنا کر نہیں بھیجا، حضرت ابراہیم نے خدا سے
کہا، فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم، جس نے میری اتباع کی وہ مجھ
سے ہے اور جس نے نافرمانی کی تو اسے خدا تو غفور اور رحیم ہے - اور خدا فرماتا ہے "
اولئک الذین ہدی اللہ فبھداھم اقتدہ " یہی وہ لوگ ہیں جنکو خدا نے ہدایت دی پس انکی
ہدایت پر تم بھی چلو - میں نے اپنے خاندان کے لوگوں کو ظالم کہا تو کیا یہ ان کی برائی کے لئے کافی
نہیں ہے، خطا کاروں پر لعنت کرنا بھی فرض نہیں ہے - اگر یہ تمہارے نزدیک کوئی ضروری
کام ہے - تو میں پوچھتا ہوں کہ تم نے فرعون پر کس وقت لعنت بھیجی ہے - عاصم نے کہا کہ مجھ
کو نہیں یاد کہ میں نے کبھی اس پر لعنت کی ہے - حضرت عمر نے کہا کہ پھر تمہارے نزدیک یہ
مناسب ہے کہ تم فرعون سے خبیث اور بدمعاش آدمی پر لعنت بھیجو اور میں اپنے اہل خاندان

لعنت کروں با وجودیکہ وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ عاصم نے کہا کہ کیا وہ اپنے مظالم کی وجہ سے کافر نہیں ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ جو آپ پر ایمان لایا اور جس نے آپ کی شریعت کو تسلیم کیا اس کا اسلام آپ نے قبول فرمایا۔ اُس کے بعد اگر اُس نے کوئی جرم کیا تو آپ نے اس کی سزا دی۔ خارجیوں نے کہا کہ رسول اللہ نے تو لوگوں کو توحید الٰہی اور وحی قرآنی پر ایمان لانے کی دعوت دی تھی۔ حضرت عمر نے کہا کہ اُنھوں نے یہ کب کہا کہ ہم سنت نبوی کی تعمیل کریں گے، بلکہ اُنھوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ افعال مذہب میں ناجائز ہیں ایسا کیا تو گویا انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انکی بدبختی نے اُن پر غلبہ حاصل کر لیا تھا جس سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوئے۔ خارجیوں نے کہا کہ اچھا تب تم اپنے ان کاموں سے برأت حاصل کرو جس میں تم نے ان کے خلاف عمل کیا ہے اور ان کے احکام کو رد کرو۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ تم بتاؤ کہ کیا اہل ردہ کے معاملہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں حق پر نہ تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ بیشک دونوں حق پر تھے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم کو نہیں معلوم کہ حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین سے جنگ کی ان کا خون بہایا اور اُن کی اولاد کو غلام بنالیا مال غنیمت حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں معلوم ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ان قیدیوں کو فدیہ پر رہا کر دیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں جانتے ہیں، پھر پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیق سے برات حاصل کی تھی۔ خارجیوں نے کہا کہ نہیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ تم ان میں سے ایک سے بھی برأت حاصل کر سکتے ہو، خارجیوں نے انکار کر دیا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز نے یہ پوچھا کہ اچھا پھر ان والوں کے متعلق بتاؤ وہ تو تمھارے اسلاف میں سے تھے۔ تم کو معلوم ہے کہ اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اُنھوں نے کسی قسم کی شورش نہیں کی، لیکن اسکے مقابلہ میں اہل بصرہ نے کیا کیا۔ عبداللہ بن خباب کو اور اس کی لونڈی کو جو حاملہ تھی قتل کر ڈالا اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ دونوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ عمر بن عبدالعزیز نے پھر پوچھا کہ جن لوگوں نے قتل نہیں کیا اور اس میں شریک نہیں تھے۔ کیا اُنھوں نے قاتلین سے براءت حاصل کر لی خارجیوں نے کہا کہ نہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تم لوگ کسی ایک جماعت سے براءت حاصل کر سکتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں، عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ صرف تمھارے لیئے یہ مناسب ہے کہ تم حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور اہل کوفہ اور بصرہ سے بری ہونے سے

باز آجاؤ ۔ اور میں اپنے خاندان سے بغیر برات حاصل کئے پاک ہی نہیں ہو سکتا ۔ حالانکہ ہمارا اور انکا مذہب ایک ہی ہے ۔ اے لوگو للہ خدا سے ڈرو تم جاہل ہو ۔ کیونکہ تمکو لوگوں کے وہ اخلاق پسند ہیں جنکو آنحضرت نے ناپسند فرمایا اور ان باتوں سے نفرت کرتے ہو جنکو جناب رسالت پناہ نے پسندیدہ نظر سے دیکھا ۔ وہ شخص تمھارے یہاں مامون ہوتا ہے جو آنحضرت کے پاس خوف میں ہے ۔ اور تم سے وہ شخص خائف رہتا ہے جو آنحضرت کی پناہ میں تھا ۔ تم ان لوگوں کو خوف و ہراس میں رکھتے ہو جنھوں نے صدق دل سے کلمۂ شہادت پڑھا ' اور یہی لوگ جناب رسول اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ امن میں تھے انکی جان و مال بے خطر تھے ' اور تم اُن کو قتل کرتے ہو ۔ اور تمھارے پاس وہ لوگ پناہ گزیں ہوتے ہیں جو دوسرے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں تم اُن کی عزت کو اپنی عزت سمجھتے ہو ' اُسکے بعد یشکری نے کہا کہ کیا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد قوم کے معاملات میں پورے عدل و انصاف سے کام لیا ۔ لیکن اپنے بعد خلافت کی خدمت ایک ایسے شخص کے سپرد کرتا ہے جو کسی طرح اسکا حقدار نہیں ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اپنا فرض انجام دیا اور اپنے ذمہ سے بری ہو گیا ' عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ نہیں ' یشکری نے کہا کہ آپ خلافت اپنے بعد یزید کے سپرد کریں گے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ صحیح طریقہ پر اس کام کو انجام نہیں دیسکتا ۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ اُسکو دوسرے شخص نے ولی عہد بنایا ہے اور میرے بعد مسلمان زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اس معاملہ کا تصفیہ کریں ۔ یشکری نے کہا کہ جس شخص نے اسکا انتخاب کیا ہے وہ خود حق پر تھا یا نہیں ۔ حضرت عمر رونے لگے اور کہا کہ تم مجھکو تین دن کی مہلت دو ۔ وہ دونوں وہاں سے رخصت ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے ' عاصم نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں ' حضرت عمر نے یشکری سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو ' اس نے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک تھا ۔ لیکن میں مسلمانوں کے لئے اس کے متعلق کوئی حکم نہ دوں گا ۔ جو تم نے کہا ہے اس کو اُن کے سامنے پیش کر دوں گا ۔ اور اُن کی دلیل کو بھی معلوم کروں گا عاصم تو حضرت عمر ہی کے پاس رہ گئے ۔ حضرت عمر نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا لیکن صرف پندرہ دن کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا ۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کہتے تھے کہ یزید کے معاملہ نے مجھکو شکست میں ڈالدیا ' میں نے اس کے لئے مخاصمت کی اس لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں ۔ ان واقعات کے ظاہر ہونے پر بنو امیہ کو یہ خطرہ ہوا کہ سلطنت اُن کے ہاتھوں سے چلی جائیگی اور یزید ولی عہدی سے معزول کر دیا جائے گا ۔ اس لئے اُنھوں نے ایک شخص کو آمادہ کیا

کہ وہ حضرت عمر کو زہر دے دے۔ چنانچہ اس نے زہر دیدیا۔ اس واقعہ کے بعد تین دن تک بستر مرض پر رہے اور پھر قضا کر گئے۔ محمد بن جریر جو خوارج کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا تھا وہ بغیر تعرض کے مقیم رہا۔ اور خوارج بھی خاموش رہے، دونوں قاصد کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوگیا۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری، اور جراح کا خراسان پر حاکم ہونا

اس سال حضرت عمر نے عدی بن ارطاۃ کو خط لکھا کہ تم یزید بن مہلب کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ اور اس سے پیشتر انھوں نے خود یزید کو لکھا تھا کہ تم اپنا جانشین بنا کر میرے پاس چلے آؤ۔ چنانچہ یزید نے اپنے لڑکے مخلد کو خراسان کا حاکم بنادیا۔ اور خود وہاں سے رخصت ہوگیا۔ راستہ میں واسط میں اترا، اور پھر وہاں سے کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ جانے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں عدی نے موسیٰ بن وجیہ حمیری کو یزید کے تعاقب میں بھیجا۔ موسیٰ اور یزید سے نہر معقل میں پل کے قریب ملاقات ہوئی۔ موسیٰ نے اسی حال میں گرفتار کرلیا۔ اور یزید کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجدیا۔ حضرت عمر نے اسکو دربار میں طلب کیا، ان کو یزید اور اس کے خاندان سے للہی بغض تھا، وہ ان لوگوں کو جبابرہ کہتے تھے۔ اور طرہ یہ تھا کہ یزید بھی حضرت عمر سے کینہ رکھتا تھا۔ اور ان کو ریاکار سمجھتا تھا۔ لیکن جب وہ خلیفہ بنا دئے گئے تو یزید کو یقین ہوگیا کہ یہ ریا اور مکر سے کوسوں دور ہیں۔ یزید جب دربار میں حاضر ہوا۔ تو حضرت عمر نے اس مال غنیمت کے متعلق دریافت کیا جسکے متعلق اس نے سلیمان کو لکھا تھا۔ یزید نے اس کا یہ جواب دیا کہ سلیمان کے دل میں جو میری وقعت اور عزت تھی اس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں نے اسی غرض سے لکھا تھا کہ وہ لوگوں کو مطلع کردے۔ لیکن یہ یقین تھا کہ سلیمان مجھ سے اسکا مطالبہ نہیں کریگا۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں تمھارے متعلق اسکے سوا کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا کہ تم کو قید خانہ بھیجدیا جائے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ جو تمپر باقی ہے اسکو ادا کردو۔ کیونکہ یہ عام مسلمانوں کے حقوق ہیں ان کے معاف کرنے کا مجھ کو حق نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کو قلعہ حلب میں قید کردیا اور جراح بن عبداللہ حکمی کو خراسان کا حاکم بنادیا، یہ خبر جب مخلد کو ملی کہ باپ قید ہوگیا۔ اور جراح خراسان کا حاکم مقرر ہوکر آرہا ہے تو وہ وہاں سے روانہ ہوا

راستہ میں بہت سارہ روپیہ تقسیم کرتا ہوا حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا' اور کہا کہ اے امیر المومنین خدا نے آپ کی حکومت کے ذریعہ سے اس امت کو ہلاکت میں ڈالدیا' اور اب ہماری پوری آزمائش کی گھڑی ہے' خدا نہ کرے کہ صرف ہم ہی لوگ آپ کے زمانہ میں سب سے زیادہ بدبخت ہوں آپ نے اس ضعیف آدمی کو کسی جرم میں قید کیا ہے' اُن پر جو واجب ہو بتا دیئے تاکہ میں اسکو ادا کروں اور صلح کر لیجئے۔ حضرت عمر نے کہا کہ جب تک تمام مال ادا نہ کرو گے مصالحت کیونکر ہو سکتی ہے۔ مخلد نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ کے پاس کوئی اسکا ثبوت ہو تو تمام مال لے لیجئے ورنہ یزید کے قول کی تصدیق کیجئے۔ اور اسپر اس سے حلف لیجئے' اگر وہ حلف نہ اُٹھائے تو کسی مناسب رقم پر صلح کر لیجئے۔ حضرت عمر نے یہی کہا کہ مجھ کو جب تک تمام مال نہ دیدو گے صلح ہرگز نہیں کر سکتا۔ مجبوراً مخلد وہاں سے رخصت ہو گیا حضرت عمر بن عبد العزیز اسکے جانے کے بعد بولے کہ یہ اپنے باپ سے اچھا ہے اسکے چند ہی دنوں کے بعد مخلد کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمر نے اسکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور یہ کہکر کہ آج عرب کا ایک جوان صالح دنیا سے رخصت ہو گیا یہ شعر پڑھا۔

بکوا حذیفۃ لو یبکوا امثلہ حتیٰ تبید خلایق لم تخلق

حذیفہ پر خوب روئے اتنا روئے اس سے قبل لوگ نہ روئے ہیں۔ حتیٰ کہ ایسی مخلوقیں ہلاک ہو جائیں جو اب تک عالم وجود میں نہیں آئی ہیں

جب یزید نے مال ادا کرنے سے بالکل انکار کر دیا تو حضرت عمر نے اُس کی تشہیر کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک اون کا جبہ پہنایا اور ایک اونٹ پر سوار کر کے کہا کہ اس کو دھلاک کے پاس لے جاؤ۔ یزید جب اوس حال میں لوگوں کے سامنے سے گذرا تو کہنے لگا کہ کیا میرے قبیلہ میں کوئی میرا معاون اور مددگار نہیں رہا میں دھلاک فاسق کے پاس بھیجا جا رہا ہوں' سلامہ بن نعیم خولانی حضرت عمر کے پاس دوڑتے آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین یزید کو قید خانہ میں واپس بلا لیجئے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو خطرہ ہے کہ اسکے قبیلہ کے لوگ اسکو چھین لیں گے۔ کیونکہ وہ اس غرض سے متحد ہو رہے ہیں یزید قید خانہ میں واپس بلا لیا گیا۔ چند دنوں کے بعد یزید کو حضرت عمر کے علالت کی خبر ملی۔

جراح بن عبد اللہ حکمی کا خراسان سے معزول ہونا اور عبد الرحمن بن نعیم قشیری اور عبد الرحمن بن عبد اللہ کا عامل بنایا جانا

حضرت عمر نے اس سال جراح بن عبد اللہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا' اور عبد الرحمن

بن نعیم قشیری کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔
جراح رمضان کے مہینہ میں معزول کیا گیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ یزید جب خراسان کی حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا تو عراق کے حاکم نے جرجان میں ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا جہم بن زحر جو اسوقت یزید کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا اسنے اس جدید عامل کو اسکے معاونین کیساتھ گرفتار کر لیا۔ اور خود جراح کے پاس چلا گیا۔ جرجان والوں نے اسکی غیبت میں اپنے جدید حاکم کو رہا کر دیا جہم جب جراح کے پاس گیا تو اسنے جہم سے کہا کہ تم اگر میرے ابن عم نہ ہوتے تو میں تمہاری اس حرکت کو نا جائز قرار دیتا جہم نے کہا کہ اگر تم بھی میرے ابن عم نہ ہوتے تو میں قتل کر ڈالتا جہم جراح کا ہمزلف بھی تھا کیونکہ دونوں نے حصین بن حارث کی لڑکیوں سے شادی کی تھی۔ اور حکم او رجعفی دونوں سعد قشیری کے بیٹے تھے اس لحاظ سے دونوں ابن عم ہوے۔ جراح نے جہم کو سمجھایا کہ دیکھو تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے اس لئے تم کو چاہیئے کہ جہاد کر کے فتوحات حاصل کرو تاکہ خلیفہ تم سے خوش ہو جائے۔ چنانچہ اسنے جہم کو قتل کیطرف روانہ کر دیا وہاں پہونچکر اسنے بہت سی غنیمتیں حاصل کیں اور واپس آیا۔ جراح نے اسی زمانہ میں تین آدمیوں کو وفد کے طور پر حضرت عمر کے پاس بھیجا جس میں سے دو عرب تھے اور ایک موالی میں سے تھا۔ اوسکی کنیت ابو الصید تھی۔ یہ وفد جب دربار میں حاضر ہوا تو دونوں عربوں نے گفتگو شروع کی لیکن یہ غریب بالکل خاموش رہا۔ حضرت عمر نے جب اوس کو خاموش دیکھا تو پوچھا کہ کیا تم وفد میں نہیں ہو، اس نے کہا کہ میں بھی وفد میں ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ پھر گفتگو کرنے سے تمکو کیا چیز مانع ہے، اس نے کہا کہ امیر المومنین ۲۰ ہزار آزاد کردہ غلام میں جو بغیر کسی عطیہ اور وظیفہ کے جہاد میں شریک رہتے ہیں وہ ذمی تھے لیکن اب اسلام لا چکے ہیں۔ مگر ان تمام باتوں کے ساتھ اُن سے بھی خراج وصول کیا جاتا ہے ہمارے حاکم میں سخت تعصب بھرا ہے وہ ہمارے منبر پر کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں پوشیدہ طریقہ پر تمہارے پاس آتا ہوں۔ اب میں بھی تعصب رکھوں گا۔ قسم ہے میری قوم کا ایک شخص بھی دوسروں کے سینکڑوں انسانوں سے زیادہ محبوب ہے۔ ہمارا امیر حجاج کی سفاک تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس نے ہم پر ظلم و تعدی سے کام لیا۔ حضرت عمر نے اُس کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ بیشک تمہارا ایسا شخص اس قابل ہے کہ وفد میں شریک کیا جائے اسکے بعد حضرت عمر نے جراح کو لکھا کہ جو شخص تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہو اس کا جزیہ

معاف کرو۔ جسوقت سے جراح نے اس حکم کی تعمیل شروع کی اوسوقت سے لوگ جوق جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ کسی نے جراح کو بہکایا کہ لوگ جزیہ کے ڈر سے اسلام قبول کررہے ہیں اس لئے ختنہ کر کے ان کی آزمائش کیجئے۔ جراح نے حضرت عمر کو لکھا۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ خدا نے رسول اللہ کو داعی اسلام بنا کر بھیجا تھا، نہ لوگوں کو ختون بنانے کے لئے۔ تم ایک ثقہ آدمی کو میرے پاس بھیجدو تاکہ اس سے میں خراسان کی حالت دریافت کرسکوں۔ کسی نے حضرت عمر کو یہ مشورہ دیا کہ ابو مجلز کو بلا بھیجئے۔ چنانچہ اونھوں نے پھر جراح کو لکھ بھیجا کہ خراسان کی جنگ پر عبدالرحمن بن نعیم عامری کو متعین کردو اور خود ابو مجلز کو ساتھ لیکر چلے آؤ۔ جراح نے یہ خط پڑھا اور تقریر کی۔ کہ اے اہل خراسان میں انھیں کپڑوں میں تمھارے پاس آیا تھا جو اسوقت میرے جسم پر ہیں اور میرا گھوڑا بھی اسی لباس میں تھا جواب ہے۔ تمھارے خزانہ سے میں نے صرف تلوار کی میان بنایا ہے۔ سواری میں درحقیقت اس کے پاس ایک گھوڑا اور ایک خچر کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسکے بعد وہ خراسان سے روانہ ہوا اور حضرت عمر کے پاس پہونچا، انھوں نے پوچھا کہ تم کب وہاں سے چلے، اسنے کہا کہ رمضان کے مہینہ میں چلا۔ حضرت عمر نے کہا کہ جس شخص نے تم کو ظالم کہا وہ سچا ہے۔ تم سے اتنا نہ ہوا کہ تم ماہ رمضان کو ختم کر کے وہاں سے چلتے۔ جراح نے حضرت عمر کو خط لکھا تھا کہ میں نے خراسان میں ایک ایسی قوم کو دیکھا جسکو فتنہ و فساد نے خراب کر رکھا ہے۔ اسکا محبوب ترین کام یہ ہے کہ جو اللہ نے اُسپر فرض کیا ہے اوسکی ادائی سے باز رہیں اسوقت سب سے ضروری کام یہ ہے کہ اون کو سیدھے راستہ پر لایا جائے اور اللہ کے حقوق کی تعمیل کرنے کی تاکید کیجائے۔ لیکن وہ تلوار اور کوڑے کے سوا کسی دوسری چیز سے سیدھے نہیں ہوسکتے۔ میں نے بغیر آپ کی اجازت کے پیشقدمی کرنا مناسب نہ سمجھا اسلئے اجازت کا طالب ہوں۔ حضرت عمر نے جواب میں لکھا کہ اے جراح تم فتنہ کو بہت زیادہ پسند کرتے ہو۔ کسی مسلمان یا ذمی کو تم اسوقت تک ایک کوڑا بھی نہیں لگا سکتے جبتک وہ کوئی جرم نہ کرے اے جراح قصاص سے ڈرو۔ تم کو ایک ایسی ذات کے سامنے حاضر ہونا ہے جو تمام معانی و مطالب کو خوب سمجھتی ہے۔ نظروں کو خوب پہچانتی ہے۔ تمھارے سینوں کے مخفی ارادوں سے خوب واقف ہے اور ہم ایک ایسی کتاب پڑھیں گے جسمیں چھوٹے بڑے سب گناہ شمار کرلئے جاتے ہیں جب جراح اور ابو مجلز حضرت عمر کے پاس

آئے۔ تو اُنھوں نے ابو مجلز سے پوچھا کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی حالت بتاؤ۔ ابو مجلز نے کہا کہ وہ اپنے ہم مثلوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا سردار ہے جو اپنی رائے کے سوا کسی دوسری رائے پر عمل نہیں کرتا۔ جنگ کے موقع پر اگر لوگ اسکی مدد پہونچائیں تو اپنے قدم آگے بڑھاتا ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن نعیم کی حالت دریافت کی۔ ابو مجلز نے کہا کہ وہ آرام طلب ہے کام میں سست ہے لیکن میں اُسکو اس کام کے لئے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو مذہبی کاموں کے انجام دینے کے لئے اور جنگ کا انتظام کرنے کے لئے متعین کیا اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو خراج کے وصول کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اور اہل خراسان کو اسکی اطلاع دی کہ ہم نے دونوں عبدالرحمٰن کو جنگ اور خراج پر حاکم بنایا۔ اور ان دونوں کو لکھا کہ لوگوں کے ساتھ تم اخلاق سے پیش آؤ۔ معاملات میں عدل وانصاف سے کام لو۔ عبدالرحمٰن بن نعیم اسوقت تک برسر حکومت رہا جب تک حضرت عمرؓ زندہ رہے اور یزید بن مہلب کے قتل تک باقی رہا۔ لیکن پھر مسلمہ بن عبدالملک نے حارث بن حکم کو اس کی جگہ پر حاکم بنایا۔ اسکی حکومت ڈیڑھ سال رہی۔

دولت عباسیہ کی پہلی دعوت کا آغاز

اس سال محمدؐ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے مختلف ممالک میں اپنے دعاۃ روانہ کئے۔ اسکی صورت یہ واقع ہوئی کہ محمدؐ شراہ میں اکثر اترتا تھا جو شام کے شہر بلقار کے حدود میں تھا ابو ہاشم عبداللہ بن محمدؐ بن حنفیہ شام میں سلیمان کے پاس ملنے گئے راہ میں محمدؐ بن علی بھی اُنسے ملے۔ اور اسوقت ایک اچھی صحبت ہوگئی۔ ابو ہاشم نے سلیمان سے ملاقات کی سلیمان نے انکی بڑی عزت کی اُنکے ہر قسم کے ضروریات کو پورا کیا۔ لیکن انکی علمی قابلیت، ادبی لیاقت، اور ان کے کلام کی فصاحت و بلاغت کو دیکھکر ڈرا کہ کہیں حکومت کے اندر بغاوت نہ پیدا کریں۔ چنانچہ اس نے ایک شخص کو زہر دینے کے لئے مستعد کیا۔ جو اُن کے راستہ سے واقف بھی تھا۔ جب وہ واپس ہوئے۔ تو اسنے دودھ میں زہر ملا کر پلا دیا۔ جب ابو ہاشم نے سمیت کا احساس کیا تو اسنے فوراً حمیمہ کا رخ کیا کیونکہ محمدؐ بن علی وہیں تھا جب وہاں پہونچا تو اس سے کہا کہ خلافت کی باگ تمہارے بیٹے کے ہاتھ میں آئیگی۔ اور اس کو بتایا کہ وہ کس طرح کام کو انجام دے ابو ہاشم

نے اپنے فرقہ کے لوگوں کو جو اہل خراسان اور عراق سے آیا کرتے تھے یہ معلوم کرا دیا تھا کہ خلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہو گی اس لئے اون کو اس بات کی تاکید کی کہ تم میرے بعد اسی کے پاس جایا کرو۔ چنانچہ جب ابو ہاشم کا انتقال ہو گیا تو ان لوگوں نے محمد کا رخ کیا اور اسکے ہاتھ پر بیعت کر کے واپس آئے۔ اور دوسرے لوگوں کو اسکی ترغیب دی جن میں بہت سے لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ اطراف و جوانب میں جو لوگ داعی کی طور پر روانہ کئے گئے تھے اُنکی تعداد کافی تھی۔ چنانچہ میسرہ کو عراق کی طرف بھیجا گیا۔ اور محمد بن خنیس اور ابو عکرمہ سراج جسکا دوسرا نام ابو محمد صادق تھا اور حیان عطار کو جو ابراہیم بن سلمہ کا ماموں تھا' ان تمام لوگوں کو خراسان کی طرف بھیجا گیا اور اسوقت خراسان میں جراح برسر حکومت تھا۔ دعاۃ کو محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسکی خلافت کی دعوت دیں اور اسکی اولاد کی خلافت کی دعوت دیں۔ دعاۃ نے جن جن لوگوں سے ملاقاتیں کیں انکو اس طرف بلایا اور جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اُنھوں نے محمد بن علی کے نام خطوط لکھکر دیے تھے۔ تمام دعاۃ نے یہ خطوط میسرہ کو دیے اور میسرہ نے محمد بن علی کے پاس بھیجدیے ابو عکرمہ سراج نے محمد بن علی کے لئے ۱۲ نقباء تیار کئے جن میں' سلیمان بن کثیر الخزاعی' لاھز بن قریظ التمیمی' قحطبہ بن شبیب الطائی' موسیٰ بن کعب التمیمی' خالد بن ابراہیم ابو داؤد جو بنی شعبان بن ذھل سے تھے' قاسم بن مجاشع تمیمی' عمران بن اسمٰعیل ابو النجم مولیٰ آل ابی معیط' مالک بن ہیثم خزاعی طلحہ بن زریق الخزاعی' عمرو بن اعین ابو حمزہ مولیٰ خزاعہ' شبل بن طہمان ابو علی الھروی مولیٰ بنی حنفیہ' عیسیٰ بن اعین مولیٰ خزاعہ۔ اُنکے علاوہ اور دوسرے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا۔ جن کو محمد بن علی نے ایک خط لکھا اور اوس کی تاکید کی کہ وہ اپنے کو اسلامی اخلاق و عادات کا نمونہ بنائیں۔

سنہ ۱۰۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال حضرت عمر بن عبد العزیز نے باشندگان طرندہ کو ملطیہ میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ یہ شہر ممالک روم میں داخل ہے' اور ملطیہ سے تین منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ عبد اللہ بن عبد الملک نے سنہ ۸۳ھ میں جب اوسکو فتح کیا تو وہاں مسلمانوں کو آباد کرایا۔ اور چونکہ اسوقت ملطیہ کی حالت ابتر ہو رہی تھی' اس لئے تمام لوگ طرندہ میں آکر اقامت گزین

ہو گئے۔ طرندہ میں اکثر بندیرہ کی فوجیں آکر ٹھہرتی تھیں اور برفانی موسم کے وقت تک اپنی اپنی جگہوں پر چلی جاتی تھیں۔ جب حضرت عمرؓ تخت نشین ہوئے تو انھوں نے فوراً مسلمانوں کو ملطیہ میں واپس آنے کا حکم دیا۔ اور دشمنوں کے خیال سے طرندہ کو بالکل خالی کر دیا حتیٰ کہ وہ ویران ہو گیا۔ اور جعونہ بن حرث ملطیہ کا عامل بنایا۔ جعونہ، عامر بن صعصعہ کے خاندان سے تھا۔ اسی سال حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شاہانِ ہند کے نام خطوط روانہ کئے جس میں اونکو دعوت اسلام دی، اور یہ لکھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تمہارے ملک تمھارے ہی قبضہ میں رہیں گے، اور تم کو وہی حقوق دیے جائیں گے جو عام مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ حضرت عمر کی دیانت، راستبازی۔ عدل وانصاف، خوش خلقی کا ڈنکا تمام عالم میں تو بج ہی رہا تھا خطوط نے تیر بہدف کا کام دیا۔ جیشبہ بن زاہر نے اس دعوت پر لبیک کہا اور فوراً مشرف باسلام ہوا۔ سندھ کے دوسرے بادشاہوں نے بھی اس دعوت کو خوشی سے قبول کیا، جنکا نام عربی ناموں کی طرح رکھا گیا۔ حضرت عمر نے ممالک سندھ پر عمرو بن مسلم کو جو قتیبہ بن مسلم کا بھائی تھا حاکم بنایا۔ اُس نے بعض شہروں کو فتح کیا اور باقی کو تو مسلم بادشاہوں کے قبضہ میں رہنے دیا۔ یہ لوگ حضرت عمر اور یزید بن عبدالملک کے زمانہ تک تو اسلام پر باقی رہے۔ لیکن ہشام بن عبدالملک کی بدعنوانیوں سے تنگ آکر مرتد ہو گئے۔ اُن کے مرتد ہونے کے اور بھی اسباب تھے جنکا آیندہ ہم ذکر کریں گے۔ اس سال حضرت عمر نے ولید بن ہشام معیطی اور عمرو بن قیس کندی کو غزوہ صابقہ میں شریک ہونیکا حکم دیا۔ اور عمرو بن ھبیرہ فزاری کو جزیرہ کا حاکم بنایا۔ اور ابوبکر بن محمد بن عمرو نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف خراسان میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی تھی۔ چنانچہ جنگی ضروریات کے لئے عبدالرحمن بن نعیم مقرر کئے گئے، اور ملکی انتظامات اور خراج کی وصولی کے لئے عبدالرحمن بن عبداللہ کا تعین کیا گیا۔ لیکن یہ کارروائیاں اس سال کے آخر میں ہوئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسمٰعیل بن عبداللہ مولی بنی مخذوم کو افریقہ کا اور سمح بن مالک خولانی کو اندلس کا حاکم بنایا۔ اُنھوں نے سمح کی دیانتداری اور ایمانداری کا تجربہ اوسی وقت کر لیا تھا جب سمح ولید بن عبدالملک کی حکومت میں مہمات انجام دیرہا تھا۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ نے اسی سال مکہ میں وفات پائی، اور یہ ان نفوس قدسیہ کے آخری چراغ تھے جنکو ہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ شہر بن حوشب نے بھی اسی سال انتقال کیا، بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۱ھ میں انتقال ہوا کہ قاسم بن مخیمرہ ہمدانی

نے بھی اسی سال قضا کی ۔ مسلم بن یسار الفقیہ نے اسی سال وفات پائی ۔ ابو امامہ اسعد بن سہیل بن حنیف نے بھی اس سال قضا کی ۔ اُن کی پیدائش سرور کائنات کی حیات ہی میں ہوئی تھی چنانچہ جناب نے انکی کنیت اور نام اُن کے نانا ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے نام اور کنیت پر رکھا ۔ حضرت ابو امامہ غزوۂ بدر سے قبل انتقال کر گئے تھے ۔ بسر بن سعد مولی الحضرمین نے بھی اسی سال وفات پائی ۔ عیسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ التیمی ۔ محمد بن جبیر بن مطعم اور ربعی بن حراش الکوفی ان تینوں نے اسی سال انتقال کیا ۔ صرف ربعی کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ ۱۰۱ھ میں اسکا انتقال ہوا ۔ حنش بن عبداللہ صنعانی کی وفات اسی سال ہوئی یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب میں تھے ۔ انکی شہادت کے بعد یہ مصر میں آکر مقیم ہو گئے ۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جامع مسجد سرقسطہ کا نقشہ کھینچا جو ممالک اندلس میں واقع ہے ۔

۱۰۱ھ کی ابتداء

یزید بن مہلب کا فرار ہونا

ہم یزید کی گرفتاری کا حال لکھ چکے ہیں ۔ اب تک وہ قید خانہ میں پڑا رہا ۔ لیکن جب حضرت عمر کی علالت نے نازک حالت اختیار کر لی تو یزید نے بھاگنے کا قصد کیا ۔ وہ یزید بن عبدالملک کی حکومت سے بہت زیادہ خائف تھا ، کیونکہ اوس نے بنو عقیل کو جو یزید بن عبدالملک سے نسبتی رشتہ رکھتے تھے ۔ اس سے قبل بہت ستایا تھا ۔ اور بنو عقیل یزید بن عبدالملک کے نسبتی رشتہ میں اس طریقہ پر ہوتے تھے ۔ کہ اُم حجاج نے جو محمد بن یوسف کی بیٹی تھی حجاج کے باپ یوسف کے مرنے کے بعد یزید بن عبدالملک سے نکاح کر لیا تھا اور یہ رشتہ میں حجاج کی بھتیجی بھی ہوتی تھی ۔ جب سلیمان بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اس نے بنو عقیل کو گرفتار کر کے یزید بن مہلب کے پاس بھیجدیا ۔ تاکہ وہ اُن کے اموال کو چھین لے اور اُنکی پوری سزا دے ۔ یزید بن مہلب نے مقام بلقا میں جو نواحی دمشق میں واقع ہے چند آدمیوں کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ حجاج کے خزانوں کو اور اُن کے اہل و عیال کو جو وہاں مقیم تھے پکڑ کر لے آئیں ۔ چنانچہ وہ سب گرفتار کر کے یزید کے پاس لائے گئے ۔ ان قیدیوں میں اُم حجاج بھی تھی جو اسوقت یزید بن عبدالملک کے نکاح میں آ چکی تھی بعض روایت میں ہے کہ وہ اُم حجاج کی بہن تھی جسکو سزا دی گئی یزید بن عبدالملک کو جب یہ خبر ملی تو وہ

دوڑا ہوا ابن مہلب کے پاس آیا اور اسکی سفارش کی کہ اُم حجاج کو چھوڑ دو۔ یزید بن مہلب نے اُسپر توجہ ہی نہیں کی۔ تب یزید بن عبد الملک نے کہا کہ بھائی اُسپر جو کچھ تاوان مقرر کرو میں اس کے دینے کا ذمہ دار ہوں۔ ابن مہلب نے اسکو بھی منظور نہیں کیا۔ چارہ ناچار یزید بن عبد الملک نے کہا کہ اے یزید اگر میں برسر حکومت ہوا تو یاد رکھو کہ میں تمھاری بوٹی بوٹی کاٹ ڈالوں گا۔ یزید بن مہلب نے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میں ایک لاکھ تلواروں سے تجھ کو ٹکڑے کرڈالوں گا۔ اس نوک جھوک کے بعد یزید بن مہلب راضی ہو گیا، اور یزید بن عبد الملک نے جرمانہ ادا کر کے اُم حجاج کو چھڑا لیا۔ غالباً ایک لاکھ دینار اُسنے دیا بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ دیا جب حضرت عمر بن عبد العزیز کی علالت نے زور پکڑا تو ابن مہلب، یزید بن عبد الملک سے ڈرا کہ اگر یہ کہیں برسر حکومت ہو گیا تو میرا تو نام و نشان تک باقی نہ رکھے گا۔ اسی خیال سے اس نے اپنے بھائیوں کو اطلاع دی، انھوں نے سواریاں تیار کرلیں اور ایک ایسا مقام متعین کیا جہاں وہ آجائے اور پھر وہاں سے روانہ ہو جائے۔ اب یزید بن مہلب نے حاکم حلب اور قید خانہ کے چوکیداروں کو رشوت دیکر راضی کرلیا۔ اور ان سے کہا کہ امیرالمومنین کی زندگی کی کوئی توقع نہیں ہے۔ اور اگر یزید بن عبد الملک کو خلافت ملی تو وہ میرا خون بہادیگا چوکیداروں نے اُسکو بھاگ جانے کا موقع دیدیا۔ اور وہ اسی مقام پر پہونچ گیا جہاں اس کے بھائی منتظر تھے۔ وہاں سے بصرہ کی طرف چلا گیا۔ اور حضرت عمر کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا " اگر مجھ کو یہ یقین ہوتا کہ آپ ابھی زندہ رہیں گے تو میں قید خانہ سے کبھی باہر نہ نکلتا۔ لیکن مجھکو ڈر ہے کہ آپ کے بعد یزید مجھکو بری طرح قتل کرڈالیگا۔ یہ خط اس وقت پہونچا جب حضرت عمر کی حالت بہت ہی نازک تھی، آپ نے اسوقت یہ الفاظ فرمائے کہ اے خدا اگر یزید مسلمانوں کے ساتھ کوئی برابرتاؤ کرنا چاہتا ہو تو یہ برائی بھی اسی کے سر ڈال، چونکہ اس نے مجھ کو بہت دق کیا اس لئے تو بھی اسکا بدلہ لے۔ راستہ میں یزید سے اور ھذیل بن زفر بن حارث سے مڈبھیڑ ہوئی، اگرچہ یزید اس سے بہت خایف تھا۔ لیکن ھذیل نے اب تک اُسکو نہیں پہچانا۔ جب یزید اسکے گھر میں داخل ہو گیا اور دودھ مانگا اور پی لیا تو ھذیل نے اسکو پہچان لیا اور اپنی ندامت کا اظہار کیا، بلکہ اُس کو اپنی سواری اور دوسری چیزیں تحفۃً دیں۔ لیکن یزید نے اس کے لینے سے انکار کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ابن مہلب یزید بن عبد الملک سے کسی دوسری وجہ کی بنا پر خایف تھا جسکا ذکر انشاء اللہ بعد میں ہوگا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سال رجب کے مہینہ میں وفات پائی۔ اور تقریباً ۲۰ دن تک بستر مرض پر پڑے رہے۔ جب وہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے ان کو علاج کرنے کا مشورہ دیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر میں یہ جانوں کہ اس مرض کی دوا صرف یہ ہے کہ اپنے کان کو چھو لوں تو میں ہرگز ایسا نہ کروں۔ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو خدا کی طرف چلا جانے والا ہو۔ حضرت عمر نے دیر سمعان میں انتقال کیا۔ اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ مقام خناصرہ میں وفات پائی اور دیر سمعان میں دفن کئے گئے۔ آپکی مدت خلافت کل دو سال پانچ مہینہ رہی۔ اور آپ کا سن شریف ۳۹ برس اور چند مہینہ کا تھا۔ بعض کے نزدیک آپ کی عمر ۴۰ سے زیادہ تھی۔ آپ کی کنیت ابوحفص تھی۔ لوگ آپ کو اشج بنو امیہ کے لقب سے یاد کرتے تھے کیونکہ بچپن میں آپ کے والد کی گھوڑوں میں سے کسی جانور نے ایک مرتبہ آپ کی پیشانی کو زخمی کر دیا تھا، جس سے خون کا فوارہ بہنے لگا۔ یہ جب اس حال میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آئے تو انھوں نے دیکھتے ہی سینہ سے لگا لیا اور اپنے شوہر پر ملامت کرنے لگیں کہ بچہ کے ساتھ کسی شخص کو کیوں نہیں کر دیا۔ عبدالعزیز جو آپکے والد تھے جب گھر میں تشریف لائے تو انھوں نے کہا کہ اے اُم عاصم تو چپ رہ۔ تیرے لئے یہ خوشخبری ہے کہ تیرا بیٹا اشج بنی امیہ ہوگا۔ (اشج کے معنی زخمی اور مجروح کے ہیں) میمون بن مھران سے مروی ہے کہ حضرت عمر یہ کہتے تھے کہ جب میں نے ولید بن عبدالملک کو قبر میں رکھا اور اسکی صورت پر نظر ڈالی تو وہ سیاہ ہو گیا تھا۔ جب میں مر جاؤں اور دفن کیا جاؤں تو اسوقت تم میرے چہرے کو کھولکر دیکھ لینا۔ چنانچہ جب وہ مر گئے تو میں نے ان کا چہرہ کھولکر دیکھا تو وہ پہلے سے زیادہ روشن اور منور تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کاش میں یہ جانتا کہ عمر کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی والدہ اُم عاصم، عاصم بن عمر بن الخطاب کی بیٹی تھیں، اور انکے والد کا نسب نامہ یہ تھا۔ عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ ان کی وفات پر بہت سے نامور شعراء نے مرثیہ کہا ہے۔ منجملہ ان کے کثیر عزہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اقول لمن اتانی ثم مهلکہ لا تبعدن قوام الحق والدین

میں اس شخص کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے پاس ہلاکت کی خبر لیکر آیا۔ صداقت اور مذہب و ملت کے استحکام کو دو رنہ کرا
قد غادروا فی ضریح اللحد منجدلا بدیر سمعان قسطاس الموازین
لوگوں نے عدل و انصاف کی ترازو کو مقام دیر سمعان کی ایک تاریک قبر میں تنہا دفن کر دیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی زندگی کے بعض حالات

جب وہ تخت نشین ہوئے تو اُنھوں نے یزید بن مہلب کو جو اسوقت خراسان کا حاکم تھا ایک خط لکھا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ اما بعد، سلیمان اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا اللہ نے اُسکو نعمت دی تھی پھر اسکو دنیا سے اٹھالیا۔ سلیمان نے مرتے وقت مجھکو اپنا جانشین بنایا اور میرے بعد یزید بن عبد الملک کو بنایا۔ اگر وہ زندہ رہے جس شخص نے یہ کام میرے سپرد کیا وہ درحقیقت ذات خداوندی ہے، لیکن ساتھ ہی اس کام کا انجام دینا کچھ سہل بھی نہیں ہے۔ اگر میری خواہش بیویوں کو رکھنے کی اور کثرت سے مال جمع کرنے کی ہوتی۔ تو میں اس ذات سے کرتا جسنے مجھ کو یہ کام دیا ہے۔ اور واقعہ تو یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزوجل نے مجھکو عطا فرمایا ہے وہ اس شخص سے کہیں زیادہ ہے جس نے خلافت کی وجہ سے کچھ حاصل کیا ہے۔ بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ اس کام کی وجہ سے جو میرے سر پڑ ڈالا گیا ہے میرا محاسبہ سخت نہ ہو جائے اور مجھ سے شدت کے ساتھ جواب نہ طلب کیا جائے لیکن جن خطاؤں کو وہ غفار معاف کر دے البتہ ان سے تو بچ جاؤں گا۔ جو لوگ یہاں ہیں ان سبھوں نے بیعت کر لی ہے۔ اور جو لوگ تمھارے پاس ہیں اُن سے تم بیعت لیلو یزید بن مہلب نے جب یہ خط اپنے مصاحبین کو سنایا تو اُنھوں نے کہا کہ تم عمر بن عبد العزیز کے عمال میں سے نہیں ہو۔ کیونکہ اُن کی باتیں گزشتہ خلفاء کی طرح نہیں ہیں۔ اسکے بعد یزید نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور سبھوں سے بیعت لے لی مقاتل بن حیان سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبد الرحمن بن نعیم حاکم خراسان کو بھی ایک خط لکھا تھا جسکا مضمون یہ تھا۔ اما بعد تم اس شخص کی طرح عمل کرو جس کو اس بات پر ایمان کامل ہو کہ خدا مفسدین کے کاموں کو فروغ نہیں دیتا۔ طفیل بن مرداس کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ تم مسافر خانہ بنواؤ۔ جو مسلمان ادھر سے گزرے اسکو ایک دن اور ایک رات وہاں ٹھہراؤ اُن کی سواریوں کا بھی انتظام رکھو۔ اور جو لوگ معذور ہوں اون کو دو دن اور دو رات ٹھہراؤ

اگر وہ تنہا ہوں تو اُن کو اُنکے وطن تک پہونچا دو جب یہ خط پہونچا اور سمرقند والوں نے اس قسم کے خط کے آنیکی خبر سنی تو وہ چلا اُٹھے، کہ واللہ قتیبہ نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے ساتھ دغا کی، ہمارے شہروں پر اس نے جبراً قبضہ کرلیا۔ حالانکہ خدا نے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے وہ سلیمان کے پاس آئے کہ تم اسباب کی اجازت دو کہ ہم اپنا وفد امیرالمومنین کی خدمت میں بھیج سکیں سلیمان نے اُن کو اجازت دیدی، چنانچہ وہ حضرت عمر کے دربار میں فریاد لیکر حاضر ہوے، اُنھوں نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند قتیبہ کے جور و ظلم کی شکایت کرتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہمکو اپنے وطن سے نکال دیا ہے۔ پس جسوقت میرا یہ خط تمھارے پاس پہونچے تم قاضی کو مقرر کرو کہ وہ ان کے معاملات پر غور و خوض کرے اگر وہ اُن کے موافق فیصلہ کرے تو عربوں کو اپنی جگہ پر چلا جانا چاہئے جیساکہ وہ سمرقند فتح ہونے سے قبل رہا کرتے تھے۔ سلیمان نے فوراً قاضیوں کو جمع کیا اور اُن کو یہ مسئلہ طے کرنے کو دیا اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ عربوں کو سمرقند سے باہر اپنی جگہ پر چلا جانا چاہئے، اور دونوں کو مساوی حیثیت سے پھر جنگ کرنا چاہئے، تاکہ جدید صلحنامہ مرتب ہو جائے یا جدید فتح ہو جائے اہل سمرقند اس فیصلہ پر رضامند نہیں ہوے۔ بلکہ کہنے لگے کہ ہم دوبارہ جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں اور اسی حالت میں خوش ہیں۔ داؤد بن سلیمان جعفی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے عبدالحمید کو اس مضمون کا خط لکھا۔ اہل کوفہ کو گزشتہ زمانہ میں شدید مصائب اور تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اُن کے بدترین حکام نے اُن پر ستم ڈھانے کے غیر مناسب طریقے ایجاد کئے جو اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے سراسر خلاف تھے۔ مذہب و ملت کا قیام صرف عدل و انصاف پر موقوف ہے۔ اس لئے اس سے زیادہ تمھارے دل میں کسی چیز کا خیال نہ رہنا چاہئے۔ دیکھو باشندگان کوفہ پر کسی قسم کی سختی روا نہ رکھنی چاہئے کسی آباد مقام کو ہرگز برباد نہ کرنا چاہئے۔ ان میں جتنی استطاعت ہو اسی لحاظ سے خراج یا عشر وصول کرو۔ اور ایسی مصالحت رکھو تاکہ وہ اطمینان سے زندگی بسر کرسکیں۔ خراج کے علاوہ کوئی دوسرا ٹیکس اُن پر نہ لگاؤ۔ اور یہ بھی نہایت نرمی اور مہربانی سے وصول کرو۔ جو لوگ جھت کھلانے کے لئے نرپا لیتے ہیں اون سے کسی قسم کی اُجرت نہ لو۔ نوروز اور مہرجان کے ہدیوں کو قبول نہ کرو (یہ دونوں فارسیوں کی عید کے دن ہیں) مصاحف کی قیمتوں سے پرہیز کرو مکانات اور ربانی کا کرایہ نہ لیا کرو اور نہ نکاح کے درہم کو قبول کرو۔ جو لوگ

دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اُن سے خراج نہ لیا کرو۔ میری ان ہدایات کی پوری پیروی کرو کیونکہ جس چیز کو خدا نے میرے سپرد کیا تھا اُسکو میں اب تمہارے سپرد کرتا ہوں، کسی مسئلہ کے تصفیہ میں عجلت سے کام نہ لیا کرو بلکہ مجھ سے مشورہ کرکے طے کیا کرو۔ دیکھو جو شخص حج کرنا چاہتا ہو، اس کو جلدی سے سَو درہم دیدو۔ تاکہ وہ اچھی طرح حج کر سکے، والسلام۔

عثمان بن عبد الحمید کی روایت ہے کہ میرے باپ یہ کہتے تھے کہ فاطمہ بنت عبد الملک عمر بن عبد العزیز کی بیوی مجھ سے کہتی تھی کہ اللہ اس پر اپنا رحم کرے جب عمر بیمار ہوئے، اور ایک شب میں اُن کی تکلیف زیادہ ہو گئی تھی، تو گھر کی عورتیں سو نہ سکیں اور ہم سب کے سب جاگتے رہے، جب صبح ہوئی تو میں نے اُن کے غلام مرثد سے کہا کہ تم مریض کے پاس رہو اگر کوئی ضرورت پڑے تو میں قریب ہوں، اس کے بعد ہم لوگ سو رہے۔ جب دن زیادہ اٹھ آیا تو لوگوں کی نیند ٹوٹی۔ میں اس طرف گئی تو دیکھا کہ مرثد گھر سے باہر سویا ہے۔ پوچھا کہ گھر سے باہر کیوں چلا آیا ہے اس نے کہا کہ آقا نے مجھ کو باہر جانے کا حکم دیا۔ اور مجھ سے کہا کہ میں ایک ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو نہ جن ہے اور نہ انسان ہے۔ میں باہر چلا آیا۔ چلتے وقت میں نے یہ پڑھتے ہوئے سنا۔ تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الارض، ولا فساداً، والعاقبة للمتقين، دارِ آخرت میں نے اُن لوگوں کے لئے رکھا ہے جو دنیا میں کوئی مرتبہ نہیں چاہتے اور نہ فساد مچاتے، اور آخرت پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔ (اُن کی بیوی کا بیان ہے) کہ میں جب اندر گئی تو انھوں نے اپنا چہرہ قبلہ کے رخ کر لیا اور روح پرواز کر گئی۔ مسلمہ بن عبد الملک یہ کہتا تھا کہ جب میں حضرت عمرؓ کی عیادت کیلئے گیا تو اُنکے جسم پر ایک میلی قمیص دیکھی، میں نے اُن کی بیوی فاطمہ سے جو میری بہن بھی تھی یہ کہا امیر المؤمنین کے کپڑوں کو دھوڈالو اسنے کہا کہ اچھا ہم دھو ڈالیں گے۔ اسکے بعد جب میں دوبارہ گیا تو قمیص ویسی ہی تھی میں نے اس سے کہا کہ کیا میں نے تمکو قمیص دھونے کو نہیں کہا تھا اُسنے کہا کہ خدا کی قسم اسکے سوا کوئی کپڑا ہی نہیں۔ بعض روایت میں ہے کہ ان کا روزانہ صرفہ کل دو درہم تھا۔

جب عبد العزیز نے عمر کو مدینہ میں تحصیل علم اور تربیت کے لئے بھیجا۔ تو صالح بن کیسان کو لکھا کہ آپ اُن پر پوری نگرانی رکھئے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ عمر نماز میں تاخیر کرکے آئے صالح نے پوچھا کہ دیر کیوں کی، عمر بولے کہ کنگھی سے میرے بالوں کو سنوارا جا رہا تھا

اس وجہ سے دیر ہوئی۔ صالح نے عبدالعزیز کو اسکی شکایت لکھ بھیجی۔ اُنھوں نے فوراً ایک قاصد کو بھیجکر یہ حکم دیا کہ سر کے تمام بال مونڈ وادیئے جائیں۔ محمد بن علی باقر کہتے ہیں کہ ہر قوم کے لئے ایک شریف ہوتا ہے۔ بنو امیہ کے شریف حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ قیامت کے دن یہ بھی ایک امت کی طرح اٹھائے جائیں گے۔ مجاہد کا بیان ہے کہ ہم عمر کے پاس اس غرض سے جاتے تھے تاکہ وہ ہم سے کچھ حاصل کریں۔ لیکن وہ خود ایسی باتیں بتاتے تھے کہ جو ہم کو معلوم نہ ہوتی تھیں۔ میمون نے کہا کہ علماء عمر کے نزدیک شاگردوں کی طرح معلوم ہوتے تھے۔ عمر سے کسی نے پوچھا کہ تمھاری درستگی اور اصلاح کی وجہ کیا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے غلام کو مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے بیساختہ یہ کہا کہ کبھی قیامت کی صبح کو بھی یاد کرلیا کرو۔ اور میں نے اسوقت سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا۔ جب سے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر راستہ میں جارہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف بزرگ انکے ہاتھوں پر ٹیک لگا کر جارہے تھے۔ جب وہ گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا کہ خدا ایکا بھلا کرے۔ یہ کون صاحب آپ کے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ کیا تم نے اُنکو دیکھ لیا؟ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے؟ مجھ کو خبر دے رہے تھے کہ میں اس قوم پر حکومت کروں گا اور عدل و انصاف کو تمام دنیا میں پھیلادوں گا۔ ریاح یہ بھی کہتے تھے کہ جب حضرت عمر مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو خلافت کی سواریوں کے لئے چارہ طلب کیا گیا۔ اُنھوں نے ان تمام کو بیچ ڈالنے کا حکم دیا۔ اور اسکی قیمت بیت المال میں داخل کردی۔ اور فرمانے لگے کہ میرے لئے یہ خچر کافی ہے جب حضرت عمر سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے واپس ہوئے تو راستہ میں سلیمان کے ایک غلام نے ان کو بہت ہی افسردہ دیکھا۔ اس نے اُنکی خیریت پوچھی تو کہنے لگے کہ امت محمدیہ میں کوئی ہستی خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں میں چاہتا ہوں کہ اس کا میں حق پورا ادا کروں خواہ وہ اسکا مطالبہ کرے یا نہ کرے۔ جب خلیفہ ہوگئے تو اپنی بیوی اور لونڈیوں کو بلاکر کہا کہ میں اُس کام کی وجہ سے جسکا انتظام میرے سر پڑ گیا ہے۔ تم لوگوں سے زیادہ دلچسپی نہیں لے سکتا۔ لہذا تم کو میں نے اس مسئلہ میں خودمختار کردیا، دل میں آئے تو میرے ساتھ رہو ورنہ علیحدہ ہوجاؤ۔ تمام عورتیں رونے لگیں اور سبھوں نے ساتھ

رہنے کو ترجیح دی جب اون سے لوگوں نے بیعت کرلی تو وہ منبر پر چڑھ گئے اور حمد وثنا کے بعد ایک پرزور خطبہ دیا۔ جو غالباً اس نوعیت کا پہلا خطبہ تھا۔ اے لوگو! تم میں سے جو میرا سامنا دے اوسکو چاہئے کہ پانچ باتوں کے ساتھ رہے ورنہ ہمارے پاس نہ آئے جو شخص میرے سامنے اپنی حاجت کو پیش نہیں کرسکتا ہے اُسکی حاجت کو ہم تک پہنچا دے اچھے کاموں میں اپنی پوری قوت سے ہماری مدد کرے۔ ہم جس طریقہ پر چلیں اُنکی بھلائی اور برائی سے ہمکو باخبر کرے۔ کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ اور جس چیز میں کچھ امداد نہ کرسکتا ہو اس میں دخل نہ دیا کرے آخر کار شعرا اور خطبا ان کے دربار سے چھٹ گئے اور زہاد اور فقہا کا دور دورہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اس شخص کو ہم چھوڑ دیں جب تک اسکے قول وفعل میں فرق نہ ہو، جب خلیفہ ہوے تو اُنھوں نے روسا قریش اور دوسرے معززین کو طلب کیا اور اُنکو مخاطب کرکے کہا کہ باغ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں تھا، اور وہ اسکو اسیطرح مصرف میں لاتے تھے جسطرح خدا اُنکو بتاتا تھا۔ اُن کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوے۔ ان دونوں بزرگوں نے رسول اللہ کی پوری پیروی کی۔ لیکن مروان نے اُسکو دوسرے طریقہ سے علیحدہ کرلیا۔ اور اب نسلاً بعد نسلٍ یہ چیز مجھ تک پہونچی ہے۔ میری تمام جائدادوں میں سب سے زیادہ مستقل جائداد یہی ہے۔ اور اب میں تمھارے سامنے یہ کہتا ہوں کہ باغ فدک کو میں نے واپس کردیا۔ اور اسی حالت پر لوٹایا جس حالت پر وہ رسول اللہ کی زندگی میں تھا۔ لوگ خوش خوش واپس ہوے اور یہ سمجھے کہ اب ظلم وعدوان کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے مولیٰ مزاحم کو بلایا اور کہا کہ میرے گھر کے لوگوں نے مجھ کو ایسی جائداد دی جسکا نہ مجھے لینا جائز ہے اور نہ انھیں اسکا دینا۔ لیکن اب تو میں نے اوسکے حقداروں کے پاس لوٹانے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ مزاحم نے کہا تو آپ اپنے صاحبزادے کے لئے کیا کریں گے۔ یہ سنکر حضرت عمر کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ اُن کے لئے اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ وہ اپنے لڑکے کے نام پر اسی طرح رنجیدہ ہوے جیسے عام طور سے لوگ ہوتے ہیں۔ مزاحم یہ سنکر وہاں سے رخصت ہوا۔ اور عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور ان سے یہ کہا کہ امیرالمومنین نے اس قسم کا تہیہ کرلیا ہے جو تمھارے لئے سراسر نقصان دہ ہے۔

حالانکہ میں نے اُن کو اس سے روکا۔ لیکن وہ نہ مانے۔ عبد الملک نے جب یہ سنا تو اُنھوں نے مزاحم سے کہا کہ تم خلیفہ کے بدترین وزراء میں ہو۔ اسکے بعد عبد الملک اپنے والد کے پاس آئے اور اُن سے یہ بیان کیا کہ مزاحم نے مجھ کو اس قسم کی خبر دی ہے کیا یہ صحیح ہے حضرت عمر بولے کہ ہاں میرا ارادہ ہے کہ آج شام تک میں اس کا تصفیہ کر دوں عبد الملک نے کہا کہ اگر ایسا خیال ہے تو پھر جلد کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی واقعہ پیش آجائے یا آپ کے دل میں کوئی دوسری بات جم جائے۔ حضرت عمرؒ بیٹے کی یہ باتیں سنکر پھڑک اٹھے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرنے لگے۔ کہ اے خدا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھ کو ایسی اولاد دی جو مجھ کو میرے کاموں میں مدد دیتی ہے۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے اور اسی وقت یہ اعلان کیا کہ باغ فدک میری ملکیت سے خارج ہے۔

خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی گھر کی عورتوں سے اُنھوں نے تمام زیورات چھین لئے اسکو مظالم سے تعبیر کیا۔ بنوامیہ اس واقعہ سے وہ بہت زیادہ خوف زدہ تھے وہ اپنی پھوپھی فاطمہ بنت مروان کے پاس آئے (اور اُن کو حضرت عمر کے پاس اپنا وکیل بنا کر بھیجا) اُنھوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ کا اس معاملہ میں کیا خیال ہے اُنھوں نے کہا کہ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا نہ کہ تمام دنیا کے لئے عذاب بنا کر بھیجا اور آنحضرت کے لئے اس چیز کو پسند فرمایا جو اُن کے پاس ہے۔ آنحضرت نے اپنے بعد ایک نہر چھوڑی، جس سے تمام لوگ برابر طریقہ پر سیراب ہوتے رہے۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ جانشین ہوئے اُنھوں نے اس نہر کو اسی حالت میں باقی رکھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اُسکو اسی طرح چھوڑا اسکے بعد اس نہر سے یزید، مروان، اور اُس کے بیٹے پوتے عبد الملک، ولید اور سلیمان نے لوگوں کے حق مار کر خود اپنے کو سب سے زیادہ سیر کیا۔ جب یہ معاملہ میرے ہاتھ میں پہنچا۔ اور اس مدت میں وہ سب سے بڑی نہر خشک ہو گئی۔ اس لئے لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ اسکو اپنی اصلی حالت پر کر دیا جائے۔ فاطمہ بنت مروان بولی کہ اسقدر کافی ہے، میں تمہارا مقصد سمجھ گئی۔ اگر ان بزرگان سلف کی تقلید کر رہے ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ اور وہاں سے آکر تمام لوگوں کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ فاطمہ نے یہ آکر کہا کہ بنوامیہ ایسا تمکو کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہ تمام باتیں اوس کو سمجھا دیں تو وہ بولی کہ وہ تمکو دھمکاتے ہیں کہ

کسی نہ کسی دن ہم اسکا بدلہ لیں گے۔ یہ سنکر حضرت عمرؒ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے کہ میں قیامت کے دن کے سوا کسی دن سے ڈروں تو مجھے امن نصیب نہ ہو۔ فاطمہ نے یہ سب باتیں بنو امیہ سے جاکر کہدیں اور کہاکہ تم نے خود اپنے پاؤں میں کلھاڑی ماری کہ عبد العزیز کی شادی عمر ابن الخطاب کے خاندان میں کی۔ جسکا یہ نتیجہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز اپنے نانا کے مشابہ ہوا۔ یہ سنکر سب خاموش ہورہے۔ سفیان ثوری اکثر کہاکرتے تھے کہ خلفاء راشدین پانچ ہوئے (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ (۵) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ، امام شافعی علیہ الرحمہ نے بھی یہی رائے قائم کی ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز جب کوئی فرمان اپنے عمال حکومت کے پاس بھیجتے تھے تو یہ فرمان تمام لوگوں کے پاس بھیجا جاتا تھا۔ اور اس میں یا تو کسی سنت کا احیاء ہوتا یا کسی بدعت سیئہ کی ممانعت ہوتی یا غرباء پر مراحم خسروانہ ہوتا یا مظالم کی بندش ہوتی۔ غرض کہ کسی مفید کام سے خالی نہ ہوتا۔ حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی ہمیشہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی ثناخوان رہتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر عمر بن عبد العزیز دنیا میں زندہ رہتے تو ہم کسی کے محتاج نہ ہوتے۔ حضرت عمر کی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک بیان کرتی تھیں کہ میں ایک مرتبہ عمر کے پاس گئی تو اسوقت وہ نماز میں مشغول تھے، اور آنسو ٹپک ٹپک کر ریش مبارک پر گر رہے تھے نماز پڑھ چکے تو میں نے پوچھاکہ واقعہ کیا ہوا، تو بولے کہ میں نے امت محمدیہ کی پوری خدمت اپنے سر لی ہے، اس لئے فقراء، مرضیٰ غرباء، غزاۃ، مظلومین اور ستم رسیدہ، قیدی اور دوہ ضعفاء قوم جو بکثرت اہل وعیال والے یا قلیل البضاعت ہیں، انھیں کے متعلق غور و خوض کر رہا تھا۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ میرا رب قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا اور ان لوگوں کی وکیل میرے مقابلہ میں سرور کائنات کی ذات اقدس ہوگی۔ اسلئے میں ڈرا کہ میری حجت اور دلیل یہ سب مخاصمت میں بیکار ہوجائے گی۔ انھیں باتوں کا خیال کرکے میں رونے لگا۔ جب عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز بیمار ہوئے جو حضرت عمر کے عدل وانصاف میں دست و بازو کا کام دیتے تھے تو حضرت عمر انکی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور پوچھاکہ اے میرے فرزند تم اپنے کو کس حالت پر پاتے ہو، انھوں نے کہاکہ میں اپنے کو حق اور صداقت پر قائم پاتا ہوں

حضرت عمر نے پھر کہا کہ تو اسے لخت جگر قیامت کے دن میرے اعمال تمہارے ساتھ تولے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا بہ نسبت اسکے کہ تمہارے اعمال میرے ساتھ وزن کیئے جائیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اے بزرگوار، جس چیز کو آپ زیادہ پسند فرماتے ہیں کہ وہ ہو جائے میں بھی اسکو اپنی پسندیدہ چیز سے زیادہ پسند کرتا ہوں عبدالملک نے اسی مرض میں وفات پائی اُنکی عمر کل ۱۹ برس کی تھی۔ بعض روایت میں ہے کہ عبدالملک نے حضرت عمر سے کہا کہ اے امیر المومنین، آپ جب اپنے خدا کے پاس اس حالت میں حاضر ہوں گے جبکہ آپ نے کسی حق کی حمایت نہ کی ہو یا کسی باطل کو رد نہ کیا ہو تو پھر کیا جواب دیں گے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ تمہارے آباء و اجداد نے لوگوں کو حق کے خلاف دعوت دی تھی۔ یہاں تک یہ نوبت پہنچی کہ شر دنیا پر غالب ہو گیا اور خیر کا پتہ نہ چلا۔ اور اسی حالت میں مسلمانوں کی خدمت میرے سپرد ہوئی۔ تو تم ہی بتاؤ کہ کیا یہ بہترین کام نہ ہوگا کہ ہر روز طلوع آفتاب سے قبل ایک حق کو زندہ کروں اور اسکو بلند کروں یا ایک باطل کو صفحہ عالم سے مٹا دوں۔ اور اسی حالت میں موت کا فرشتہ آجائے۔ عبدالملک نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ کے لئے تمام کاموں کی جانچ پڑتال کیجیئے، اگرچہ میرے اور آپ کے متعلق لوگوں کے اختلافی جوش سے ہانڈیاں ابل پڑیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اس میں جلدی کروں تو لوگ مجھ کو آمادۂ جنگ ہونے پر مجبور کریں گے اور وہ کوئی بہتر کام نہ ہوگا جو بغیر تلوار اٹھائے ہوئے انجام نہ پا سکے۔ انھیں الفاظ کو انھوں نے کئی مرتبہ دوہرایا۔ حضرت عمر نے تمام عمال کے نام اس مضمون کا فرمان لکھا تھا، اما بعد۔ خدا نے اپنے کرم سے مسلمانوں کو معزز اور با وقار بنایا۔ اور ذلت اور رسوائی دشمنان دین کو دی۔ مسلمانوں کو بہترین امت میں داخل کیا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے آئی۔ لہذا مسلمانوں کے کسی کام کو ذمی یا کافر کے سپرد نہ کرو۔ ورنہ ان کے ہاتھ اور انکی زبان مسلمانوں پر دراز ہو جائیگی۔ اور خدا کے معزز کرنے کے بعد تم اُن کو ذلیل و خوار کرو گے اور انکو اُنکے مکر و فریب کا نشانہ بناؤ گے۔ اسلیئے تمکو انکی دغا بازی سے مطمئن رہنا نہیں چاہیئے کیونکہ خدا نے صاف فرما دیا ہے۔ لا تتخذوا بطانة من دونكم لا يألونكم خبالا ودوا ما عنتم ولا تتخذوا اليهود والنصارىٰ اولياء بعضهم اولياء بعض تم ان لوگوں کو ہرگز اپنا دلی دوست نہ بناؤ جو تمکو تباہی سے نہیں بچاتے۔ بلکہ اس چیز کے خواہشمند ہوتے ہیں، جو تمہارے لئے

ضرر رساں ہے۔ اور یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اس قدر بیان حضرت عمرؓ کی
فضیلت اور اُن کی عادلانہ حکومت کے لئے کافی ہے بعض کے نزدیک اسی سال
محمد بن مروان اور ابو صالح بن ذکوان نے وفات پائی۔

یزید بن عبد الملک کی خلافت

اسی سال یزید بن عبد الملک بن مروان خلیفہ بنایا گیا۔ اسکی کنیت ابو خالد تھی۔
سلیمان بن عبد الملک نے اپنی زندگی ہی میں اسکو عمر بن عبد العزیز کے بعد منصب خلافت
پر مقرر کرا دیا تھا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں
نے اُن سے کہا کہ یزید کو فرمان لکھئے اور قوم کے لئے اس کو کچھ وصیت کر دیجئے۔
حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس کے لئے کیا وصیت کروں وہ عبد الملک کے خاندان سے
ہے میری بات کیوں سنے گا۔ مگر آخر میں اس نے یزید کو یہ لکھا۔ اما بعد اے یزید تم اپنے کو
اس آفت سے محفوظ رکھو جو تمہاری غفلت سے تمہارے سر پر آنے والی ہو کیونکہ اس کے
آنے کے بعد نہ تم اس لغزش سے بچ سکو گے اور نہ پھر پلٹ سکو گے۔ جو شخص تمہاری مدح
وستائش نہ کرے اس کو تم چھوڑ دو اور جو تم کو معذور نہ سمجھے اس کے پاس جایا کرو۔
والسلام۔ یزید نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی محمد ابن عمرو بن حزم کو مدینہ سے معزول کر دیا
اور عبد الرحمن بن ضحاک بن قیس فہری کو وہاں کا عامل بنا دیا۔ اور عبد الرحمن سلمہ بن عبد اللہ
بن عبد الاسد المخزومی کو قاضی بنایا۔ ابن ضحاک نے ابن حزم کو اپنے دام میں لانے کی کوشش
کی لیکن ایسا کوئی موقع ہاتھ نہ آیا۔ یکایک عثمان بن حیان نے یزید بن عبد الملک کے
پاس شکایت بھیجی کہ ابن حزم نے مجھ کو بلا قصور دو دفعہ حد ماری تھی۔ اس کی سزا میں آپ
اوسکو قید کر دیجئے۔ یزید نے عبد الرحمن بن ضحاک کو خط لکھا۔ جسکا مضمون یہ تھا۔ اما بعد
ابن حزم نے ابن حیان کو کیوں مارا ہے۔ اسکو دریافت کرو اگر اس نے دو جرموں کی بنا پر
ایسا کیا ہو یا کسی ایک سنگین جرم پر جس میں اختلاف کو بھی دخل ہو حیان کو مارا ہے" تو تم
ابن حزم کو چھوڑ دو۔ عبد الرحمن بن ضحاک تو موقع ڈھونڈتا ہی تھا اسنے فوراً ابن حزم کو
بلا کر بغیر کسی استفسار کے ایک ہی جگہ پر دو حدیں لگوائیں یزید نے اپنی حکومت میں ان
تمام کاموں کو جنکو حضرت عمر نے از سر نو انجام دیا تھا طبیعت کی ناموافقت اور خواہش کے

خلاف ہونیکی وجہ سے یکے بعد دیگرے اُن کو تہ و بالا کرنا شروع کیا۔ اس میں نہ تو اس نے لوگوں کی ملامت کا خیال کیا اور نہ خدا کا خوف کیا ان امور میں سے ایک یہ بھی تھا کہ محمد بن یوسف، حجاج کا بھائی یمن کا عامل تھا اسنے یمنیوں پر جدید ٹیکس لگا کر وصول کرنا شروع کیا حضرت عمرؒ نے اپنے زمانہ میں یمن کے حاکم کو لکھا کہ اس ٹیکس کو کم کر دو۔ عشر یا نصف عشر وصول کرو۔ محمد بن یوسف کی تمام زیادتیوں کو موقوف کر دو اور لکھا کہ مجھکو یہ زیادہ پسند ہے کہ یمن سے آدھا جو مجھے ملجائے بہ نسبت اس کے کہ میں اس ٹیکس کو قایم رکھوں یزید نے اس کے برعکس کیا اس نے اپنے عامل کو لکھا کہ وہ تمام باتیں جنکو محمد بن یوسف نے زیادہ کیا تھا وہ اب بھی زیادہ کیے جائیں۔ لوگ اگرچہ تباہ ہو جائیں۔ تمام ٹیکس وصول کر کے بھیجو۔

شوذب خارجی کا قتل ہونا

شوذب کی بغاوت اور اس سے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خط و کتابت کا تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ جب حضرت عمرؒ کا انتقال ہو گیا تو عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب امیر کوفہ نے یہ نیت کی کہ یزید کے یہاں کسی اہم کام کو انجام دیکر اپنا رسوخ بڑھائے۔ چنانچہ اس نے محمد بن جریر کو لکھا کہ شوذب سے جسکا نام بسطام تھا جنگ شروع کر دو لیکن اب تک شوذب کے وہ دونوں قاصد جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے واپس نہیں آئے تھے۔ ساتھ ہی شوذب کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ حضرت عمرؒ کا انتقال ہو گیا ہے اور دوسرا خلیفہ تخت نشین ہوا ہے۔ خوارج نے جب محمد بن جریر کو آمادہ جنگ دیکھا تو شوذب نے ایک آدمی بھیج کر یہ دریافت کیا۔ کہ آخر اتنی عجلت کیوں ہے ابھی تک صلح کی مدت بھی تو ختم نہیں ہوئی ہے۔ علاوہ بریں ہمارا اور تمہارا یہ تو وعدہ تھا کہ جب تک قاصد دربارِ خلافت سے واپس نہ آجائیں ہم جنگ نہ کریں گے۔ محمدؒ نے کہلا بھیجا کہ اسوقت تمکو چھوڑنا غیر مناسب ہے۔ شوذب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ معلوم یہ ہوتا ہے ان کا خلیفہ جو درحقیقت بہت ہی پاک نفس، اور پاک طینت تھا دنیا سے رخصت ہو گیا۔ کیونکہ اسکی موجودگی میں اُن کو اتنی جراٴت نہ تھی کہ بلا تصفیہ جنگ کرتے۔ آخرکار دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ کچھ خوارج مارے گئے لیکن اہل کوفہ بہت بڑی تعداد میں قتل کیے گئے۔ اور شکست کھا کر بھاگے۔ محمد بن جریر کے چوتڑ بہت سخت زخمی ہوئے۔ اور

وہ بھی بھاگ کر کوفہ میں داخل ہو گیا۔ خوارج نے تعاقب کیا لیکن پھر وہ واپس ہو گئے۔ ابھی تک شوذب اپنے قاصدوں کی آمد کا منتظر تھا۔ اسی اثناء میں وہ آ گئے اور یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد یزید بن عبد الملک نے تمیم بن حباب کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ شوذب سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ تمیم بن حباب جب میدان پہونچا تو اسنے شوذب کو مطلع کیا کہ یزید ان شرائط پر تم کو نہیں چھوڑ سکتا جن پر حضرت عمر نے صلح کر لی تھی۔ خوارج کے دلوں میں یہ جملے تیر کی طرح لگے اور یزید اور تمیم پر لعنت بھیجنے لگے۔ پھر دونوں طرف صفیں مرتب ہوئیں اور جنگ شروع ہوئی۔ خوارج نے تمیم کو اور اسکے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی جو تھے جس میں سے بعض کوفہ بھاگ گئے اور بعض نے یزید کے پاس پناہ لی۔ یزید نے نجدہ بن حکم کو ایک دوسری فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا۔ خوارج نے اسکو بھی قتل کیا اور اس کی فوج کو بھگا دیا۔ یزید نے سہ بارہ شحاج ابن وداع کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ بھی مارا گیا۔ اور فوج نے شکست کھائی۔ خوارج کی جماعت میں سے بھی کچھ لوگ مارے گئے۔ ھدبہ جو شوذب کا ابن عم تھا مارا گیا۔

ایوب بن خولی نے اُسی مرثیہ کہا ہے۔

ترکنا تمیماً فی الغبار ملحّباً — تبکی علیہ عرسہ وقرائبہ

ہم نے تمیم کو گرد و غبار میں لیٹا ہوا چھوڑ دیا۔ جبکہ اسکی بیوی اور اسکے اعزا و اقربا اُسپر ماتم کر رہے تھے

وقد اسلمت قیس تمیماً ومالکاً — کما اسلم الشحاج امس اقاربہ

بنو قیس نے تمیم اور مالک کو اس حالت میں چھوڑا۔ جیسا کہ کل شحاج کو اسکے رشتہ داروں نے چھوڑ دیا

واقبل من حرّان یحمل رایۃ — یغالب امر اللہ واللہ غالبہ

جسنے حران کی طرف سے اللہ کے حکم پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے جھنڈا بلند کیا اور آگے بڑھا لیکن خدا اسپر زیادہ غالب ہے

فیا ھدب للھیجاء ویا ھدب للندی — ویا ھدب للخصم الالد یحاربہ

اے ھدب میری ذات لڑائی اور سخاوت کیلئے تھی۔ اور اے ھدب تم اس سخت دشمن کیلئے تھے جو تم سے لڑتا تھا

ویا ھدب کم من ملجم قد اجبتہ — وقد اسلمتہ للرماح جوالبہ

اور اے ھدب کتنے بہادروں کو تو نے جواب دیا۔ اور جنکو انکے مقابل نے ہوا کے جھونکوں کیلئے چھوڑ دیا

وکان ابو شیبان خیر مقاتل — یرجی ویخشی حربہ من یحاربہ

ابو شیبان بہترین جنگجو انسانوں میں تھا۔ بڑے بڑے لڑنے والے اسکی جنگ سے امید و بیم میں رہتے تھے

ففاز ولاقی اللہ فی خیر کلہ وجذ بہ بالسیف فی اللہ ضاربہ

وہ کامیاب ہوگیا اور اسکے تمام بہترین کاموں میں اسکو خدا ملا۔ اور اللہ کی راہ میں تلوار کھینچنے نے اسکو شہادت تک پہونچایا

تزوّد من دنیاہ درعا و مغفرا وعضبا حساما لم تخنہ مضاربہ

اُسنے دنیا سے توشہ میں ایک زرہ اور ایک خود لیا۔ اور ایسی عمدہ تیز تلوار حاصل کی جو مارنے والے سے خیانت نہیں کرتی

واجرد مجبول السراۃ کانہ اذا انفض وانی الریش جمن مخالبہ

اور ایک کم بال والا گھوڑا جو سڈول جسم کا تھا۔ جب وہ چلتا تھا تو اسکی جھول کھروں کی نوک سے لمبی لگی تھی

خوارج اپنی جگہ پر جمے ہوتے تھے کہ اس کے بعد مسلمہ بن عبدالملک کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے شوذب کے مظالم کی فریاد کی اور اس کو بھی خوفزدہ بنایا یہ سنکر مسلمہ نے سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جب وہ میدان جنگ میں پہونچا۔ تو اس عظیم الشان فوج کو دیکھکر خوارج ڈرے۔ شوذب نے ان کو مخاطب کرکے کہا۔ کہ جو شخص شہادت کا طالب ہے وہ میدان میں آجائے کیونکہ اسکا وقت آگیا ہے اور جو دنیا کی نعمتیں چاہتا ہے اُس کو معلوم ہوجانا چاہیے کہ اسکا وقت گزرگیا۔ یہ الفاظ گو بہت کم تھے لیکن جوش دلانے والے تھے۔ خوارج نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور بہت ہی زور شور سے حملہ آور ہوئے۔ بار بار سعید اور اسکی فوج پیچھے ہٹی۔ سعید نے جب اپنی ذلت اور رسوائی کا نقشہ دیکھا تو اس نے لوگوں کو للکار کر کہا۔ کہ اے نابکارو۔ ایسی چھوٹی جماعت سے تم بھاگتے ہو۔ اے شام کے بہادر سپاہیو تمھارے کارنامہ کا آج بھی ایک دن ہے۔ سعید کی فوجیں آگے بڑھیں اور خوارج کو پیس ڈالا۔ حتیٰ کہ شوذب بھی مار ڈالا گیا۔

محمد بن مروان کی وفات

محمد بن مروان جو عبدالملک کا بھائی تھا اس نے اس سال وفات پائی۔ عبدالملک نے اسکو جزیرہ، آرمینیہ، آذربیجان کا عامل بنایا تھا۔ اس نے رومیوں سے لڑائیاں کیں۔ آرمینیوں سے مقابلہ کیا اور بہت سے مقامات فتح کیے۔ خود بھی بہت زبردست

طاقت کا آدمی تھا۔ عبدالملک اسی وجہ سے اس سے بغض وکد رکھتا تھا۔ چنانچہ جب عبدالملک کے لئے امور تخت خلافت طے پا گئے۔ تو اس نے اپنی عداوت کا اظہار اس طریقہ پر کیا۔ کہ اوسکو ارضیہ میں جنگ کرنے کے لئے حکم دیا۔ جب محمد عبدالملک سے رخصت ہونے لگا تو اس نے پوچھا کہ آخر آپ مجھ کو کیوں بھیج رہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے یہ دو شعر پڑھے۔

وانك لا ترى طرد الحر ‌ ‌ ‌ كالصاق به بعض الهوان

بیشک تو ایک آزاد شخص کے دور کرنے کو۔ اسکے ساتھ رابطۂ اتحاد قائم کرنیکی بہ نسبت ذلیل کام نہیں سمجھتا ہے

فلو كنا بمنزلة جميعا ‌ ‌ ‌ جريت وانت مضطرب العنان

اگر ہم سب کے سب متحد ہو جاتے۔ تو میں تجھ پر غالب آجاتا اور تو پریشان حال ہو جاتا

عبدالملک نے کہا کہ واللہ اب میں تجھ کو نہیں رکھوں گا اور آئندہ سے تم اب کوئی بات ایسی نہ دیکھو گے جو تمھاری طبیعت کے خلاف ہوگی۔ اچھی طرح پھر دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی۔ جب ولید نے محمد بن مروان کو اپنی حکومت میں معزول کرنا چاہا تو وہ اس کی جگہ پر ایک شخص کو تلاش کرنے لگا کسی شخص نے اسکی جرأت نہیں کی کہ اپنا نام پیش کرے صرف مسلم بن عبدالملک نے قدم بڑھایا۔

یزید بن مہلب کا بصرہ میں داخلہ اور یزید بن عبدالملک کو معزول کرنا

اسی سال یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے قید خانہ سے فرار ہو گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ جب حضرت عمر کا انتقال ہو گیا، اور اُن کی جگہ پر یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا تو اُسنے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اور عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ تم دونوں یزید کی چالوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ وہ قید خانہ سے بھاگ گیا ہے۔ عدی کو یہ بھی لکھا کہ بصرہ میں جو آل مہلب ہوں اُن کو گرفتار کر لو۔ چنانچہ عدی نے خاندانِ مہلب کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ان میں مفضل، حبیب، مروان بن مہلب بھی تھے۔ یزید گشت لگاتا ہوا قطقطانہ پہونچا۔ عبدالحمید والی کوفہ نے بھی اسی طرف ایک فوج کو بسر کردگی ہشام بن مساحق العامری روانہ کیا۔ جو مقام عذیب میں جا کر ٹھیری۔ یزید اُن کے

قریب سے گزر گیا اور بصرہ کی طرف چلا گیا، لیکن وہ اسپر حملہ آور نہ ہو سکے۔ عدی کو جب پتہ چلا تو تمام لوگوں کو اس نے جمع کر کے خندق کھودلی اور بصرہ کی فوج پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو سردار بنایا۔ یزید کے ساتھ بصرہ کے قریب پہونچا۔ اور وہاں اس سے محمد بن مہلب اپنے تمام خاندان کے لوگوں کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ جا ملا۔ عدی نے بصرہ کے تمام قبایل کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ چنانچہ بنو ازد کے پاس مغیرہ بن زیاد بن عمرو العتکی کو اور بنو تمیم کے پاس محرز بن حران سعدی کو اور بنو بکر کے پاس مفرج بن شیبان بن مالک بن مسمع کو اور بنو عبدالقیس کے پاس مالک بن منذر بن جارود کو اور اہل عالیہ کے پاس عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کو بھیجا۔ اور اہل عالیہ میں قریش کنانہ، بجیلہ، ازد، خثعم، قیس عیلان یہ سب داخل ہیں (بنو مزینہ اور اہل عالیہ اور شہر کو فتقریباً چوتھائی حصہ میں آباد تھے)۔ اب جس طرف سے یزید داخل ہونا چاہتا ہے کوئی نہ کوئی قبیلہ اسکی مزاحمت کرتا ہے اور راستہ کو بند کر دیتا ہے۔ مجبور ہو کر وہ اپنے مکان میں اترا۔ لوگوں نے وہاں بھی کشاکش پیدا کی۔ یزید نے عدی کو کہلا بھیجا کہ تم میرے بھائیوں کو اور دوسرے اقرباء کو رہا کر دو۔ میں بصرہ تمہارے لئے خالی کر دیتا ہوں۔ اور اس وقت تک صلح رہیگی جب تک میں یزید سے اس چیز کی اجازت لے لوں گا جسکو میں چاہتا ہوں۔ عدی نے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔ حمید بن عبدالملک بن مہلب یہ سنکر فوراً یزید بن عبدالملک کے پاس چلا گیا اور اس سے یزید کے لئے امن طلب کیا۔ یزید نے خالد قسری اور عمر بن یزید حکمی کو حمید کے ساتھ کیا اور ان کو یزید اور اسکے خاندان کیلئے امن دیکر روانہ کیا۔ یزید بن مہلب کی جب تدبیر کسی طرح کارگر نہ ہوئی تو اس نے بصرہ کے باشندوں کو روپیہ پیسہ سے رام کرنا شروع کیا۔ جو اسکے پاس آتا تھا وہ مالا مال ہو کر جاتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ باشندگان بصرہ اسکی طرف مایل ہو گئے۔ کیونکہ عدی کسی کو دو درہم سے زیادہ نہیں دیتا تھا اور یہ عذر پیش کرتا تھا کہ مجھ کو یہ حق نہیں ہے کہ خلیفہ کی اجازت کے بغیر میں ایک حبہ بھی صرف کروں لوگ اسی پر قناعت کرتے تھے۔ اسی مضمون کے متعلق فرزدق نے دو شعر کہے ہیں۔

اظنُّ رجال الدرهمین تقودهم ۔۔۔ الی الموت آجال لهم و مصارعُ

میں خیال کرتا ہوں کہ دو درہم والے آدمیوں کو ۔ انکا پیمانۂ حیات اور موت کا مقام موت کی طرف کھینچ رہا

واکیسہم من قرّ فی قعر بیتہ — وایقن انّ الموت لابدّ واقع

اور ان سب سے عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے گھر کے گوشہ میں بیٹھے اور اسکا یقین رکھے کہ موت ضرور آنے والی ہے

بنو عمرو بن تمیم جو عدی کی فوج میں تھے، مربد میں آکر مقیم ہوئے۔ یزید بن مہلب
نے اپنے مولی دارس نامی کو مقابلہ میں بھیجا۔ اُس نے حملہ کیا اور شکست دی۔ جب
یزید نے لوگوں کا اجتماع عظیم دیکھا تو وہ باہر نکلکر جبانہ بنی یشکر میں ٹھہرا جو قصر کے
نزدیک راستہ میں پڑتا تھا، بنو قیس، بنو تمیم، اہل شام اس سے مقابل معرکہ آرا ہوئے
اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ یزید کی فوج نے شدید انتقام کیساتھ اُن پر شدت سے
حملہ کیا اور پیچھے ہٹادیا۔ جب وہ بھاگنے لگے تو یزید نے اِن کا تعاقب کیا اور قصر
تک اِن کا پیچھا کیا۔ عدی یہ تماشہ دیکھ رہا تھا وہ بھی قصر سے باہر نکلکر جنگ میں شریک
ہوگیا۔ عدی کی فوج میں سے موسی بن وجیہ حمیری اور حارث بن مصرف الاودی جو حجاج
کے بہترین سپہ سالاروں میں تھے اور معززین شام میں تھے اس جنگ میں مارے
گئے۔ آخرکار عدی کی فوج نے شکست کھائی۔ یزید بن مہلب کے وہ بھائی جو عدی کی قید
میں تھے اور قصر میں بند تھے انھوں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ شور و شغب بہت قریب ہوتا
جارہا ہے اور قصر پر تیر بھی آآکر پڑرہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی فوج بالکل قریب
آگئی ہے۔ عبدالملک بن مہلب نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ یزید نے
تو غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ لیکن اب ہم کو دوسرا خطرہ یہ ہے کہ عدی کی فوج میں سے جو شخص
پلٹیگا وہ ہمکو یزید کے داخلہ سے قبل قتل کرڈالے گا۔ اسلئے دروازہ بند کردو اور کسی
شخص کو اسپر نگہبان بنادو۔ چنانچہ بھائیوں کے مشورہ سے دروازہ بند کردیا گیا تھوڑی
دیر کے بعد عبداللہ بن دینار مولی بن عامر جو عدی کا پہریدار تھا دوڑتا ہوا آیا۔ اُس نے
بہت ہی سختی کے ساتھ دروازہ کھولنا چاہا۔ لیکن نہ کھل سکا۔ یزید کی فوج اتنی دیر
میں آبھی گئی جو لوگ دروازہ کے کھولنے کی تدبیر کر رہے تھے وہ بھاگ گئے۔ یزید سلیمان
بن زیاد کے گھر میں اترا جو قصر کے قریب واقع تھا۔ اور اس کے بعد قصر میں زینے لگاکر لوگ
اندر داخل ہوئے اور دروازہ کھولا گیا عدی بن ارطاۃ والی بصرہ گرفتار ہوکر
یزید کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اوس کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر تم نے میرے
بھائیوں کو گرفتار نہ کیا ہوتا تو میں تم کو چھوڑ دیتا۔ یزید کا بصرہ میں جب اچھی طرح غلبہ ہوگیا۔

تو اہل بصرہ کے وہ سردار جن کا تعلق بنو تمیم، بنو قیس، بنو مالک بن منذر سے تھے ادھر ادھر یزید کے خوف سے بھاگ گئے۔ بعض کوفہ گئے اور بعض شام پہونچے چنانچہ مغیرہ بن زیاد بن عمرو عتکی نے شام کی راہ لی۔ راستہ میں خالد قسری اور عمرو بن یزید حکمی ملے۔ ان دونوں کے ساتھ حمید بن عبد الملک بن مہلب بھی تھا۔ یہ لوگ یزید اور اسکے خاندان کو امن دینے کے لئے آرہے تھے۔ خالد قسری نے مغیرہ سے بصرہ کی حالت دریافت کی تو اس نے حمید سے پوشیدہ ہوکر پہلے یہ پوچھا کہ تم دونوں کہاں جارہے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ ہم یزید بن مہلب کو خلیفہ کی جانب سے امن کا پیغام سنانے جارہے ہیں۔ مغیرہ نے کہا کہ یزید تو اسوقت بصرہ پر قابض ہوگیا ہے سیکڑوں آدمیوں کو اس نے قتل کرڈالا۔ عدی کو قید خانہ میں ڈالدیا ہے۔ ایسے آدمی کو امن دینے سے کیا فایدہ۔ لہذا میری رائے ہے کہ تم دونوں واپس جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں پلٹ جانے کیلئے مستعد ہوے اور حمید کو بھی ساتھ واپس لیچلنے کی نیت کی۔ حمید نے کہا کہ میں قسم دلاتا ہوں کہ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہو اسکے خلاف نہ کرو کیونکہ ابن مہلب تم سے امن قبول کریگا مغیرہ اور اسکے خاندان والے تو ہمارے پرانے دشمن ہیں تم اسکی باتوں پر کیوں اعتماد کرتے ہو ان دونوں کو اسکے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا اور اسکو ساتھ لیکر واپس گئے۔ کوفہ میں آل مہلب میں سے جو باقی تھے اُن کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے قید کرلیا۔ جن میں خالد بن یزید بن مہلب اور حمال بن زحر بھی تھے حالانکہ دونوں ان قصوں میں شریک نہ تھے۔ عبد الحمید نے ان دونوں کو قید کرکے شام میں بھیجدیا۔ یزید نے اُن کو قید خانہ میں ڈالدیا اور وہ وہیں ہلاک ہوگئے۔ یزید بن عبد الملک نے کوفہ کے لوگوں کے پاس کچھ مال بھیجا اور آئندہ اور زیادہ بھیجنے کا وعدہ کیا اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک اور اپنے بھتیجے عباس بن ولید کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جن میں شامی اور جزیرہ کے باشندے تھے۔ یہ سب کے سب یزید بن مہلب کے مقابلہ کے لئے چلے۔ اور بعض روایت میں ہے کہ ۸۰ ہزار فوج تھی۔ جو عراق کو روانہ ہوئی مسلمہ اور عباس میں تھوڑی سی چشمک تھی۔ مسلمہ اکثر اس کی برائی اور مذمت بیان کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے دونوں میں ناچاقی ہوگئی۔ عباس نے یہ اشعار لکھ کر مسلمہ کے پاس بھیجدئے۔

الا فتی لی انت ابا سعید — وتقصر عن ملاحاتی وعذلی

اے ابوسعید تو اپنی لولی کو محفوظ نہیں رکھتا — اور مجھے دشنام دینے اور نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا

فلولا ان اصلک حین ینمی — وفرعک منتہی فرعی واصلی

اگر تمہاری اصل اور فرع منسوب کرنیکے وقت ۔ میری اصل اور فرع تک نہ پہونچتی تو یہ ممکن تھا۔

وانی ان رمیتک هضت عظمی — ونالتنی اذا نالتک نبلی

اگر میں تجھکو کوئی تیر ماروں تو اس سے میری ہی ہڈی ٹوٹیگی۔ اور میرے تیر کا نعل جب تم کو تکلیف دیگا تو مجھکو بھی تکلیف ہوگی

لقد انکرتنی انکار خوف — یضم حشاک عن شتمی واکلی

تم نے مجھ سے بہت سختی کے ساتھ انکار کیا۔ اس بات سے کہ تمہاری جانب سے مجھ پر دشنام ہو جاتے

کقول المرء عمرو فی القوافی — ارید حیاته ویرید قتلی

جیسا کہ عمرو نامی ایک شخص نے کہا ہے — کہ میں اسکی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میری ہلاکت کا طالب ہے

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے تھے عباس نے اُس کو مثالاً استعمال کیا ہے بن عبد الملک یزید کو جب خبر ملی کہ چچا، بھتیجے میں شکر رنجی ہوگئی ہے تو اس نے ایک خط کے ذریعہ سے دونوں میں مصالحت کرادی۔ مسلمہ اور عباس کوفہ میں آکر حیلہ میں مقیم ہوئے۔ مسلمہ نے تمسخراً کہا کہ کاش یزید بن مہلب اس سردی میں ہم کو دوڑانے کی زحمت میں نہ ڈالتا۔ حیان نبطی نے کہا کہ میں اسکا ذمہ لیتا ہوں کہ وہ برابر مطیع رہیگا عباس نے جب یہ بات سنی تو اُس نے طنزاً کہا کہ تیری ماں ہلاک ہو۔ تو یہ کر بھی سکتا ہے۔ دیکھوں گا کہ کیونکر انجام دیتا ہے۔ حیان نے بھی جواب میں کہا کہ اللہ تمکو نبطی بنائے۔ مسلمہ نے حیان سے کہا کہ اے ابوسفیان، عباس کی گفتگو سے تم اصل کام سے باز نہ آجاؤ۔ وہ تو احمق ہے۔ یزید بن مہلب کی فوج کو جب مسلمہ کے آنیکی خبر ملی تو وہ گھبرائی یزید نے دوراندیشی کر کے فوراً اون کو سنبھالا اور اس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لوگ اس فوج کی کثرت سے بے طرح خوفزدہ ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل شام اور مسلمہ آگیا۔ اہل شام کی طاقت اور قوت کیا ہے وہ تو صرف نو تلواروں کے ہیں سات تو صرف میری ہونگی اور دو میرے اوپر پڑیں گی۔ مسلمہ کی حیثیت تو ایک زرد ٹڈی کی سی ہے جو بربری، جرمقی، جرجی، نبطی، اور مخلوط النسل اوباشوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آگیا ہے کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں۔ جس طرح تم تکلیف اور مصیبت اٹھاتے ہو

اسی طرح وہ بھی برداشت کرتے ہیں تم جو اللہ سے امید رکھتے ہو وہ نہیں رکھتے تم اپنے دست بازو کو مجھے عاریۃً دیدو جن سے تم اُن کے رخون کو پلٹ سکتے ہو اور اُن کو بھگا سکتے ہو۔ اہل بصرہ استحکام کیساتھ یزید بن مہلب کی فوج میں شریک ہو گئے۔ یزید نے اپنے عمال، اھواز، فارس، کرمان وغیرہ میں روانہ کر دیئے۔ اور مدرک بن مہلب کو خراسان کی طرف بھیجا جہاں عبدالرحمن بن نعیم برسر حکومت تھا۔ عبدالرحمن کو جب مدرک کے آنیکی خبر ملی تو اُس نے خراسان کے باشندوں سے کہا کہ دیکھو، مدرک صرف اس لئے آرہا ہے کہ تمکو خواہ مخواہ جنگ میں شریک کرے حالانکہ تم امن و عافیت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہو۔ بنو تمیم اسکو روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ لیکن جب بنو ازد کو مدرک کے آنیکی اطلاع ملی تو وہ دو ہزار کی تعداد میں مدرک سے ایک میدان میں آملے۔ اور اس سے کہا کہ تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو اسوقت تمہارے بھائی نے بغاوت کی ہے۔ اگر وہ غالب آگیا تو درحقیقت ہمارا غلبہ ہے اور ہم سب سے پہلے تم سے آملیں گے کیونکہ وہ اسکا مستحق ہے۔ لیکن اگر شکست کھا گیا تو تم ہی بتاؤ کہ تمہارا اس میں کیا نفع ہے کہ ہم مصیبت اور آفت میں پھنس جائیں۔ مدرک بن مہلب انکو کوئی جواب نہ دیسکا اور واپس آگیا۔ جب اہل بصرہ یزید کے پاس جمع ہوئے تو اُسنے اُن کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم تمکو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ شامیوں سے جہاد کرنا ترکوں اور دیلموں سے زیادہ باعثِ ثواب و برکت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ سن رہے تھے۔ ان سے ضبط نہ ہوسکا اور چلا کر کہا کہ ہم نے تمکو حاکمانہ حیثیت سے بھی دیکھا اور محکومانہ حالت میں بھی دیکھا اس قسم کے الفاظ جو سراسر بے بنیاد ہوں نہ کہنا چاہیئے۔ یزید کے اصحاب میں سے کوئی لپک کر آیا اور اس نے ان کا منہ بند کر لیا اور بٹھا دیا۔ جب لوگ مسجد سے باہر نکلے تو نضر بن انس بن مالک مسجد کے دروازہ پر کھڑے تھے وہ یہ کہنے لگے۔ کہ اے اللہ کے بندو، تم سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم نے کتاب اللہ اور سنت نبوی کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ لیکن اس پر عمل کتنا کیا خدا کی قسم یہ بنو امیہ جب سے حاکم ہوئے ہیں انھوں نے تو ان دونوں چیزوں کو بالائے طاق رکھدیا۔ صرف حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس کی دعوت دی گئی تھی حضرت حسن بصری نے دیکھو نضر بن انس نے بھی گواہی دیدی۔ اسکے بعد

سب لوگ مسجد سے باہر نکلکر میدان میں آئے اور جھنڈے نصب کرنے لگے اسکے بعد جب اس سے فارغ ہوئے تو یزید کے انتظار میں کھڑے رہے۔ آپس میں یہ کہنے لگے کہ دیکھو یزید سنت عمرین کی دعوت دیتا ہے۔ تو حضرت حسن پھر بولے کہ کل یہی یزید ہماری گردنیں کاٹ کرتی مروان کی خوشنودی کے لیئے ہمارا سر بھیجتا تھا۔ جب وہ ناراض ہو گئے تو میدان میں لکڑیاں گاڑکر اور اُسپر چادر ڈالکر یہ کہتا ہے کہ ہم اُنکے مخالف ہیں تم بھی اُنکی مخالفت کرو اور اُسپر طرہ یہ کہ اعلان یہ کرتا ہے کہ سنت عمرین کی طرف میں دعوت دیتا ہوں۔ حالانکہ سنت عمرین تو یہ تھی کہ خاموشی سے بیڑی پہنکر جیلخانہ میں چلا جاتا۔ حضرت حسن کے جو مخاطبین تھے اونھوں نے کہا کہ شاید آپ اہل شام سے بہت زیادہ خوش ہیں۔ حضرت حسن نے فرمایا تو بہ میں اور اہل شام سے خوش ہوں گا۔ اللہ ان بدمعاشوں کو ہلاک کرے یہ وہ لوگ ہیں اُنھوں نے حرم رسول میں قتل خون کیا۔ ایک مرتبہ نہیں بلکہ تین مرتبہ بیت الحرام کو حلال کیا نبطیوں اور قبطیوں نے شریف زادیوں پر حملے کئے۔ حتیٰ کہ اُنکی عصمت دری سے بھی باز نہ آئے۔ بیت اللہ کے اموال کو نکال لیا۔ خانۂ کعبہ کو منہدم کیا۔ اسکے پتھروں کے درمیان آگ سلگائی۔ پردوں کو جلا دیا۔ غرضکہ اُنھوں نے سب وحشیانہ حرکات کئے اللہ اُن پر اپنا غضب نازل فرمائے"۔ یزید اُسکے بعد اپنی تمام فوج کے ساتھ بصرہ سے روانہ ہوگیا۔ اور بصرہ میں مروان بن مہلب کو اپنا جانشین بنایا۔ اور خود واسط پہونچا۔ وہاں سے روانگی کے وقت لوگوں سے مشورہ طلب کیا اوسکے بھائی حبیب بن مہلب وغیرہ نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگ فارس کی طرف نکل چلیں۔ اور وہاں کے دروں اور گھاٹیوں پر قابض ہو جائیں۔ اور اس طرح پر خراسان سے بھی قریب ہو جائیں گے تاکہ شامی فوجیں سفر کے گوناگوں مصائب میں پھنس جائیں۔ اسوقت پہاڑی قبائل ہمارے ساتھ ہوں گے قلعے ہمارے قبضہ میں ہوں گے اور جب موقع ملے گا اچھی طرح لڑسکیں گے یزید نے کہا کہ تمھاری یہ رائے ہمکو پسند نہیں آئی ہم ہمکو پہاڑ کی چوٹی کی چڑیا بنا دو گے حبیب نے کہا کہ جو رائے ہم نے اس سے قبل دی تھی اس کا وقت تو آپ سے گنوا دیا جسوقت آپ نے بصرہ فتح کیا تھا میں نے کہدیا تھا کہ فوج میں سے کچھ لوگوں کو فوراً بھیجئے وہاں کا حاکم عبدالحمید ہے جو آپ سے شکست کھا چکا ہے۔ آپ کی فوج کے پہونچتے ہی وہ گھبراکر بھاگ جاتا۔ لیکن اب تو شامیوں نے اور دوسرے لوگوں نے سبقت کرلی

کوفہ کے لوگ بھی آپ کی تاک میں بیٹھے ہیں۔ اُن کے نزدیک تمہارا حاکم ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی شامی امیر ان پر حکمراں ہو۔ مگر آپ نے اسوقت کبھی ہماری رائے پر عمل نہیں کیا۔ اب میں ایک دوسری تدبیر بتاتا ہوں۔ ایک جماعت کو جس میں ہمارے خاندان کے لوگ بھی ہوں۔ جزیرہ کی طرف بھیجدیجیے۔ شامی فوجیں بھی اس طرف آئیں گی اور کسی قلعہ میں اتریں گی۔ آپ بھی ایک فوج کے ساتھ اُنکے تعاقب میں رہیے جب وہ آپ کی طرف بڑھیں گی تو جزیرہ کی فوج اُن کو محاصرہ میں لیلے گی۔ اور آپ اُن کی زد سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اس درمیان میں موصل سے امدادی فوجیں بھی آجائیں گی۔ اور اہل عراق بھی کچھ آجائیں گے۔ اس وقت ایک ایسی زمین پر جنگ کرو گے جہاں غلے سستے ہوں اور پورا عراق تمہارے پیچھے مددپر ہوگا اگر ہاتھ سے گیا بھی تو افسوس نہ ہوگا۔ یزید نے کہا کہ میں اپنی فوج کو منتشر کرنا نہیں چاہتا جب واسط میں اترا تو چند دن مقیم رہا اور یہ سال وہیں ختم ہوگیا۔

۱۰۱ھ کے مختلف واقعات۔

اس سال عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس، حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ کوفہ میں عبدالحمید عامل تھا۔ امام شعبی وہاں کے قاضی تھے۔ بصرہ کو یزید بن مہلب نے اپنے قبضہ میں کرلیا۔ عبدالرحمٰن بن نعیم خراسان کا حاکم تھا۔ اسی سال اسمٰعیل بن عبیداللہ کو افریقیہ کی حکومت سے معزول کردیا گیا اور اُس کی جگہ یزید بن ابی مسلم کاتب حجاج کا تقرر کیا گیا یہ شخص اسوقت تک وہاں کا حاکم رہا جب تک زندہ رہا۔ لیکن تھوڑے ہی زمانہ کے بعد مارا گیا اس کے قتل کا واقعہ پھر کسی موقع پر ہم بیان کریں گے۔ اس سال مجاہد بن جبیر نے وفات پائی بعض روایت میں ہے کہ ۱۰۲ھ یا ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں انتقال کیا۔ انکی عمر ۸۳ برس کی تھی۔ عمار بن جبیر کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ بعض نے یہ بھی روایت کی ہے کہ ابو صالح ذکوان نے اسی سال قضا کی۔ عامر بن الشیر لیثی اور ابو صالح السمان دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ابو صالح کو زیات بھی کہتے تھے۔ کیونکہ وہ روغن زیتون اور گھی دونوں کی تجارت کرتا تھا۔ ابو عمرو سعد بن ایاس شیبانی نے

جنکی ۱۲۷ برس کی عمر تھی اسی سال انتقال کیا۔ لیکن صحابی نہ تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی حیات ہی میں عبیدہ بن ابی لبابہ ابو القاسم العامری نے انتقال کیا۔

سنہ ۱۰۲ھ کی ابتدا

یزید بن مہلب کا قتل ہونا

یزید واسط میں کچھ دن ٹھہر کر وہاں سے واپس ہوا۔ اور اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو اپنا جانشین بنایا۔ بیت المال اور تمام دوسرے خزانے اسکے سپرد کرئے قیدیوں کو اسکی نگرانی میں رہنے دیا اور خود دریائے نیل کی طرف سے ہوتا ہوا ایک کنارہ پہ جا کر ٹھہرا۔ اور عبد الملک بن مہلب کو کوفہ کیطرف بھیجدیا۔ عباس بن ولید سو رہی میں آگرا اس سے ملا عبد الملک نے یہ دیکھکر اپنے اصحاب کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ انھوں نے بہت زور شور سے حملہ کیا۔ جس نے عباس کی فوج کو پسپا کردیا۔ عباس کی فوج میں جو بنی تمیم اور بنی قیس تھے انھوں نے شامیوں کو مدد کے لئے پکارا۔ اے شامیو! خدارا ہم کو نجات دلاؤ عبد الملک کی فوج نے شامیوں کو نہر تک پیچھے ہٹا دیا تھا۔ شامیوں نے جواب دیا۔ کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پہلے حملہ میں ہمیشہ سرعت اور تیزی ہوتی ہے اور پھر سبھوں نے ملکر دوبارہ حملہ کیا۔ اس مرتبہ عبد الملک کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور شکست کھا کر یزید بن مہلب کی۔ طرف بھاگے مسلمہ اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات کے کنارہ کنارے انبار تک پہونچا۔ اور وہاں سے پل عبور کرکے یزید بن مہلب کی طرف آپہونچا۔ ابن مہلب کے پاس کوفہ اور گرد و نواح کے لوگ آئے تو اس نے عبد اللہ بن سفیان بن یزید بن مغفل کو کوفہ کے قبایل کا سردار بنایا۔ اور مذحج اور اسد کے قبیلوں کے لئے نعمان بن ابراہیم بن الاشتر کو اور بنو کندہ اور بنو ربیعہ کے لئے محمد بن اسحق بن اشعث کو اور بنو تمیم اور ہمدان کے لئے حنظلہ بن ورقا تمیمی کو اور ان سب پر مفضل بن مہلب کو امیر العسکر بنایا۔ ابن مہلب کی تمام فوج کا جب اندازہ لگایا گیا تو ایک لاکھ بیس ہزار ہوئی۔ اسپر یزید بن مہلب نے کہا کہ کاش ان کے عوض میری قوم کے وہ لوگ ہوتے جو خراسان میں ہیں۔ اس کے بعد اس نے سب لوگوں کو جنگ کے لئے مستعد کیا۔ عبد الحمید بن عبد الرحمن نخیلہ میں فوج لئے ہوئے پڑا تھا تاکہ کوفہ کے

ابن مہلب کے پاس نہ جا سکیں۔ اور اسپر اُس نے یہ کام کیا کہ سبرہ بن عبد الرحمن کو ایک فوج کے ساتھ مسلمہ کی مدد کے لئے روانہ کردیا۔ مسلمہ عبد الحمید کی اس ناعاقبت اندیشانہ حرکت سے بہت ناراض ہوا۔ اور فوراً اسکو معزول کرکے محمد بن عمرو بن سعد بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ جو ذوالشامہ کے لقب سے معروف مشہور تھا۔ یزید نے اپنے تمام سرداران قبایل کو جمع کیا اور کہا کہ میرا یہ خیال ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن مہلب کی سرداری میں مسلمہ کے مقابلہ کے لئے بھیجدوں تاکہ وہ رات کو موقع پاکر اسپر حملہ کردے یہاں سے پھٹے پرانے کپڑے۔ گھوڑوں کی لید۔ ہڈیاں اور اسی قسم کے کوڑا کرکٹ ساتھ کردیے جائیں تاکہ وہ صندوق کو اس سے بھردیں اور پھر اطمینان سے رات بھر لڑتے رہیں۔ جب صبح ہوگی تو میں بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے آجاؤں گا۔ اور پھر پورا مقابلہ ہوگا۔ اس وقت خدا سے امید ہے کہ ہم کو کامیابی ہوگی۔ سمیذع نے کہا کہ ہم نے تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلایا ہے اور اسی کی دعوت کی وجہ سے انھوں نے اسکو قبول کیا ہے۔ پس یہ ہمارے شایان شان نہیں کہ ہم لوگوں کو دھوکہ دیں۔ جب تک اُن کی طرف سے حملہ نہ ہو ہمکو ہرگز پیشقدمی نہ کرنی چاہئے۔ ابو رؤبہ جو گروہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے بھی اسکی تائید کی۔ یزید نے جواب میں کہا کہ تمہارے لئے یہ کس قدر افسوسناک امر ہے، کیا بنوامیہ کتاب اللہ اور سنت پر عامل ہیں، واللہ انہوں نے جب سے حکومت کی ان دونوں چیزوں سے بے توجہی برتی۔ اور اس وقت سے تمام دنیائے اسلام کو دھوکہ دیرہے ہیں۔ اگر تم نے اس وقت کچھ نہیں کیا تو وہ سبقت لے جائیں گے۔ میں بنو مروان کے تمام لوگوں سے خوب واقف ہوں لیکن یہ مسلمہ ان میں سب سے زیادہ مکار اور دغاباز ہے۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔ یزید کے اس مطول کلام کا جواب سبھوں نے پھر وہی دیا کہ جب تک وہ لوگ حملہ نہ کریں گے ہم کچھ نہ کریں گے۔ تاکہ اُن کو یہ خیال بھی نہ ہو کہ انھوں نے ہم سے مقابلہ کیا۔ مروان بن مہلب جس کو یزید نے بصرہ میں چھوڑ دیا تھا یہ بصریوں کو شامیوں سے لڑنے کے لئے ترتیب دے رہا تھا۔ لیکن حضرت حسن بصری لوگوں کو سمجھا رہے تھے۔ اسکی خبر مروان کو ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کرکے جہاد کے لئے تیار کیا۔ اور اسی اثناء کلام میں اس نے کہا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مکار بڈھا لوگوں کو

اس سے روکتا ہے۔ خدا کی قسم یہ ایسا بخیل ہے کہ اگر کوئی پڑوسی اسکے گھر سے ایک لکڑی کسی کام کے لئے لے تو اسکی ناک سے خون تک بہنے لگے گا۔ اسکو چاہئے کہ ہمارے قصور سے علیحدہ ہو جائے اور لوگوں کو اپنی طرف مایل کرنے سے باز آ جائے۔ یہ اس قسم کی شرارتیں کرتا ہے کہ یہ کھجور کی خشک ڈالیوں سے مارا جائے۔ اس تقریر کی اطلاع حسن بصری کو ملی۔ وہ سنکر کہنے لگے کہ اسکی توہین سے اللہ نے مجھ کو اور عزت دیدی۔ کسی نے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو اسکو اس قسم کی باتوں سے روکدیں۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم لوگوں کو روکا کب۔ ہم تو صرف تمہارے خیال کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور آپ کبھی یہی کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو غیر کے ساتھ ہو کر مت قتل کیا کرو جب میں یہ کہتا ہوں تو یہ کیوں کہ جایز رکھوں گا کہ میرے لئے تم آپس میں لڑو۔ مروان بن مہلب کو اس گفتگو کی خبر پہونچی تو اس نے ان تمام لوگوں کو بلا بھیجا جو وہاں پر موجود تھے۔ لیکن اس وقت تک لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ مروان نے پھر حضرت حسن رح سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ یزید بن مہلب اور مسلمہ بن عبدالملک دونوں آٹھ دن تک اپنی فوجیں جمع کرتے رہے۔ جب جمعہ کا دن آیا اور صفر کی ۱۴ تاریخ ہوئی تو حملہ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ مسلمہ نے وضاح کو کہلا بھیجا کہ کشتیاں ہٹا کر پل میں آگ لگا دو۔ چنانچہ اس نے موقع سے پل میں آگ لگا دی۔ اسکے بعد مسلمہ نے اپنی فوج کو مرتب کیا اور ابن مہلب کے مقابل میں صف آرا ہوا۔ میمنہ پر جبلہ بن مخرمہ کندی کو مقرر کیا اور میسرہ پر ہذیل بن زفر بن حرث کلابی کو متعین کیا۔ عباس بن ولید نے اپنے میمنہ پر سیف بن ہانی کو اور میسرہ پر سوید بن قعقاع تمیمی کو کھڑا کیا۔ اور مسلمہ نے ان سب کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ یزید بن مہلب نے بھی فوجوں کو مرتب کرلیا۔ میمنہ پر حبیب بن مہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن مہلب کو متعین کیا۔ اتنے میں شامیوں میں سے کسی نے میدان میں آکر للکارا اور مقابلہ کے لئے بلایا۔ محمد بن مہلب اسکے مقابلہ میں گیا۔ محمد نے پہلا وار کیا تو اس نے اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ کیونکہ اسکے ہاتھ پر ایک لوہے کا دستانہ بھی تھا۔ دوسرے وار میں وہ لوہا بھی کٹ گیا اور اس نے جلدی سے تلوار اسکے ہاتھ پر رکھ دی۔ اور گھوڑے کی گردن ملگئی اور آخر میں شکست کھا کر بھاگا۔ وضاح جب پل کے قریب پہونچا تو

اس نے آگ لگا دی۔ دھواں اسقدر اٹھا کہ آسمان پر چھا گیا۔ ابھی جنگ کی بالکل
ابتدا ہی تھی کہ یکایک لوگوں کی نظر دھوئیں پر پڑی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ پل جلا دیا گیا۔ یہ
سنتے ہی لوگوں کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ اور شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔ یزید
سے کسی نے آکر کہا کہ فوج نے شکست کھائی۔ اس نے کہا کہ ابھی کون اتنی بڑی نوبت آ
جنگ ہوئی کہ لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ تب اسکو بتایا گیا کہ پل جلا دیا گیا اور اس
خبر کے سنتے ہی کوئی میدان میں نہ ٹھہر سکا۔ یزید نے کہا کہ اللہ اُن کا برا کرے کیا وہ
مچھر تھے کہ دھواں دیکھکر اڑ گئے۔ اسکے بعد یزید اپنے مابقی اصحاب کو لیکر آگے بڑھا
اور یہ کہنے لگا کہ ذرا ان شکست خوردہ لوگوں کو دیکھیں کس حال میں ہیں اور انکو انکی
سزا دیں۔ مگر اُن کی جماعت اسقدر بکثرت تھی کہ یزید اُن سے پریشان ہو گیا اور
اور آخر میں اُس نے یہ کہا کہ اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ اب یہ توقع نہیں ہے کہ
یہ مجھ سے ملیں اور میرے ساتھ رہیں۔ چند بکریاں ہیں جنکو گرد اگرد بھیڑیے ہیں۔
اور اللہ اُنپہ رحم کرے۔ یزید کے دلمیں اب تک بھاگنے کا خیال نہیں پیدا ہوا تھا
اسی اثناء میں یزید بن حکم بن ابی العاص ثقفی جو عثمان بن ابی العاص کے بھتیجے تھے
یزید بن مہلب کے پاس آئے (عثمان بن ابی العاص اور حکم بن ابی العاص مروان
کے والد کے درمیان کوئی قرابت نہیں تھی) اور اس سے یہ کہنے لگے کہ بنو مروان کی
حکومت تو اب برباد ہو جائیگی۔ اگر تم کو نہیں معلوم ہے تو اب جان جاؤ۔ یزید نے کہا کہ
میں نہیں جانتا۔ ابن الحکم نے یہ شعر پڑھا۔

فعش ملکا او مت کریما فان تمت — وسیفک مشهور بکفک تعذر

اگر زندہ رہنا چاہتا ہے تو بادشاہ بنکر رہ ورنہ شرافت کی موت مرجا اگر تو ایسی حالت میں مرے کہ تیری تلوار تیرے ہاتھ میں کھنچی ہوئی ہو تو تو معذور سمجھا جائیگا

یزید نے اُس کے جواب میں کہا کہ یہی تو ہونے والا ہی ہے۔ اسکے بعد اس نے سمیدع
کو بلایا اور کہا کہ اب بتاؤ کہ میری رائے ٹھیک تھی یا تمہاری رائے ٹھیک تھی میں نے
تمکو اُن کے مکر و فریب سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ سمیدع نے اقرار کیا۔ سمیدع اور یزید
باقی لوگوں کے ساتھ میدان میں اتر آئے۔ اسی اثناء میں کسی نے حبیب کے قتل
کی خبر دی۔ اس کے سنتے ہی یزید پر ایک مجنونانہ کیفیت طاری ہوئی اور کہنے لگا
کہ اس کے مرنے کے بعد میری زندگی میں کیا لطف ہے۔ شکست کے بعد کی زندگی

تو یوں بھی ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ لیکن جب اُس کے ساتھیوں کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ واقعی لڑنا چاہتا ہے تو جو لوگ لڑنے سے جی چراتے تھے وہ علیحدہ ہو گئے۔ باقی جو مستقل طور پر ساتھ تھے وہ جمے رہے۔ یزید جس جماعت کا رخ کرتا اُسکو پیچھے ہٹا دیتا شامی صورت دیکھکر منہ موڑ لیتے تھے یزید سب کو چھوڑ کر خاص مسلمہ کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو گیا مسلمہ نے جب یہ دیکھا تو اس نے سواری منگائی۔ شامیوں نے فوراً پھر دوڑ کر یزید کا محاصرہ کر لیا۔ اور سمیذع یزید اور محمد بن مہلب کو قتل کر ڈالا۔ بنو کلب کا ایک شخص قحل بن عیاش نامی تھا جس نے یزید کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ واللہ یا تو میں اوسکو قتل کرونگا یا یہ مجھ کو قتل کریگا۔ جو شخص میرے ساتھ حملہ کرے وہ اُسکے اصحاب کے مقابلہ میں میری مدد کرے۔ سبھوں نے ملکر حملہ کیا تو کچھ دیر خوب لڑائی ہوئی۔ اور دونوں فوجیں اسوقت جدا ہوئیں جب کہ یزید مقتول پڑا تھا اور قحل بن عیاش دم توڑ رہا تھا۔ اس نے اشارہ سے کہدیا کہ یزید نے مجھ کو قتل کیا ہے۔ اور میں نے اسکو قتل کیا ہے۔ بنو مرہ کے ایک غلام نے یزید کا سر کاٹ لیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم نے قتل کیا، اس نے کہا کہ نہیں جب یہ سر مسلمہ کے پاس لایا گیا تو اُس نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا اور خالد بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بھی ساتھ روانہ کر دیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یزید کا قاتل ھذیل بن زفر بن حرث کلابی تھا لیکن اس نے تکبراً اُسکا سر نہیں اٹھایا جسوقت یزید قتل کیا گیا اسوقت مفضل بن مہلب شامیوں سے خوب لڑ رہا تھا۔ لیکن اس کو نہ شکست کی خبر تھی اور نہ یزید کے قتل کی۔ چنانچہ جب اوس نے حملہ کیا شامی پیچھے بھاگتے تھے۔ جب وہ یکجا ہو جاتے تو پھر حملہ کرتا۔ مفضل کے ساتھ عامر بن عمثل ازدی بھی لڑ رہا تھا۔ تلوار چلا رہا تھا اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

قد علمت ام الصبی المولود   انی بنصل السیف غیر رعدید

شیر خوار بچہ کی ماں بھی اس سے واقف ہے۔ کہ میرا ہاتھ تلوار کی دھار سے لرزاں نہیں ہوتا

لڑائی خوب ہوتی رہی۔ بنو ربیعہ نے اتفاقاً ایک مرتبہ شکست کھائی اور بھاگے۔ مفضل پیچھے پیچھے للکارتا جا رہا تھا کہ اے بنو ربیعہ حملہ کرو حملہ کرو۔ تم تو شکست کھانیوالوں میں نہیں تھے اور نہ تمھاری اس قسم کی عادت تھی۔ اہل عراق تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں تم پر فدا ہو جاؤں۔ ذرا واپس تو آؤ بنو ربیعہ واپس ہوئے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ

یزید، حبیب، محمد تینوں مقتول ہو گئے اور باقی لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اس خبر کے سنتے ہی مفضل کی فوج میں بھی انتشار ہو گیا۔ اور وہ خود واسط چلا آیا۔ لیکن عربوں میں مفضل کے ایسے بہادر اور جنگجو بہت کم تھے۔ اس میں جو خاص بات تھی وہ یہ تھی کہ وہ فوجوں کا انتظام اچھی طرح کرتا تھا۔ اور لڑتا بھی خوب تھا بعض لڑائیوں میں سے کہ اسکا بھائی عبدالملک بن مہلب اس کے پاس آیا۔ اور اس نے مصلحتاً یزید کے قتل ہونے کی خبر مفضل کو نہیں دی تاکہ اس کی جنگ میں کوئی رخنہ نہ پڑے لیکن پھر کسی موقع سے اس نے یہ کہدیا کہ یزید واسط چلا گیا ہے۔ مفضل یہ سنتے ہی اپنے تمام اصحاب کے ساتھ واسط چلا آیا۔ وہاں اس کو معلوم ہوا کہ یزید قتل کیا گیا اور اسکے تمام لوگ شکست کھا کر بھاگے۔ مفضل نے عبدالملک بن مہلب کی اس حرکت پر قسم کھائی کہ اب میں تاحیات اس سے نہ بولوں گا۔ چنانچہ عمر بھر دونوں بھائیوں میں بات چیت نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ خندابیل میں مارا گیا۔ مفضل کی آنکھ زخمی ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے وہ کہتا تھا کہ عبدالملک نے ہم کو ذلیل کیا۔ لوگ مجھ کو دیکھکر انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ دیکھو اسی کانے بڈھے نے شکست کھائی۔ اگر عبدالملک مجھ کو صحیح واقعہ بتا دیتا تو میں لڑ کر شہید ہو جاتا اور تمام بدنامی کا دھبہ میرے دامن سے صاف ہو جاتا۔ اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

ولا خیر فی طعن الصنا دید بالقنا ولا فی لقاء الحرب بعد یزید

یزید کے بعد نہ تو بہادروں سے نیزہ بازی کرنے میں کوئی مزہ ہے اور نہ جنگوں کی شرکت میں کوئی لطف ہے

جب مفضل جنگ ختم کر کے روانہ ہوا۔ تو شامی فوجیں یزید کے لشکر گاہ کی طرف بڑھیں ابو رؤبہ جو طائفہ مرجیہ کا سردار تھا اس نے کچھ دیر انکا مقابلہ کیا۔ لیکن پھر شکست کھا گیا۔ مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو قید کر کے کوفہ بھیجدیا۔ قیدی جب کوفہ پہونچے۔ تو یزید بن عبدالملک نے محمد بن عمرو بن ولید حاکم کو حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالو۔ محمد بن عمرو نے عریان بن ہیثم کو جو کوتوال شہر تھا حکم دیا کہ قیدیوں کو بیس بیس کی جماعت میں باہر نکالو۔ چنانچہ بنو تمیم کے بیس آدمی کھڑے ہوئے اور یہ کہنے لگے کہ ہم نے شکست کھائی ہے۔ ہم کو سب سے پہلے قتل کرو۔ عریان نے انھیں کو باہر کیا۔ اور یکے بادیگرے قتل کرنے لگا۔ اور ان میں کا ہر شخص یہی کہتا کہ ہماری شکست کھا نیکا

یہ بدلہ ہے عریان ان لوگوں کے قتل کے لئے دوسروں کو قیدخانہ سے نکال لئے جارہا تھا کہ مسلمہ کا قاصد آگیا اور اس نے قیدیوں کو قتل کرنے سے روک دیا۔ مسلمہ اس جنگ سے فارغ ہو کر حیرہ میں چلا آیا۔ یزید کے قتل کی خبر جب واسط میں پہونچی تو اُس کے بیٹے معاویہ نے ان تمام قیدیوں کو جو اُس کی حفاظت میں تھے قتل کر ڈالا۔ ان میں عدی بن ارطاۃ، محمد بن عدی بن ارطاۃ۔ مالک بن مسمع، عبدالملک بن مسمع وغیرہ تھے اور پھر معاویہ اپنے تمام خزانے لے کر بصرہ میں چلا آیا۔ اور مفضل بن مہلب بھی آپہونچا اور خاندان مہلب میں سے کچھ اور لوگ جو باقی تھے وہیں جمع ہوئے سبھوں نے کشتیاں تیار کیں اور سفر کا ارادہ کیا۔ یزید بن مہلب نے وداع بن حمید ازدی کو قندابیل کا حاکم بنایا تھا۔ اس کو یہ سمجھا دیا تھا کہ دیکھو ہم دشمن کے مقابلہ میں جارہے ہیں۔ اور ان سے جنگ کرنے کے بعد کیا ہوتا ہے میں اسوقت تک خاموش نہیں ہوں گا جب تک دو میں سے ایک شکست نہ کھا جائے۔ اگر میں کامیاب ہوگیا تو تم کو کوئی بڑا مرتبہ دوں گا۔ اور اگر خدانخواستہ شکست کھا گیا۔ تو تم قندابیل ہی میں رہو۔ تاوقتیکہ ہمارے خاندان کے لوگ تمہارے پاس نہ آجائیں اور اُن کو امن و حفاظت سے مقیم نہ کردو۔ میں نے صرف تم کو اپنی قوم اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے تم میرے حسن ظن کے مطابق میرے بعد بھی یہ خدمت انجام دو۔ اور چلتے وقت اس سے عہد و پیمان لے لیا کہ وہ مہلب کے خاندان کو جب وہ اُس کے پاس آئے گا تو اُن کو آرام سے رکھے گا۔ چنانچہ بنو مہلب نے اس خیال سے کشتیاں مقرر کیں اور گھر کے تمام لوگوں کو اور مال و اسباب کو لاد کر روانہ ہو گئے دریا عبور کر کے کرمان کی طرف چلے اور اسی وادی کرمان کے ساحل پر اترے۔ اور تمام اہل و عیال اور سازو سامان کو سواریوں پر رکھا اور پھر پورا قافلہ روانہ ہوا۔ مفضل بن مہلب آگے آگے تھا۔ راستہ میں بہت سی ٹولیاں ملیں جو مفضل کے ساتھ ہوگئیں۔ مسلمہ کو جب اُن کی روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے مدرک بن ضبی الکلبی کو تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے ایک گھاٹی میں ان لوگوں کو پکڑا۔ مفضل کے ساتھیوں نے اس پر حملہ کیا۔ مدرک نے بھی جواب دیا۔ لیکن مفضل کے اصحاب میں سے بہت بڑے بڑے لوگ مارے گئے۔ مثلاً نعمان بن ابراہیم بن اشتر نخعی، محمد بن

اسحٰق بن محمد بن اشعث وغیرہ - اور ابن صول قہستان کا بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا -
عثمان بن اسحٰق بن محمد بن اشعث مجروح ہو کر بھاگ گیا اور حلوان پہونچا - وہاں
کسی کو خبر لگ گئی تو اس نے موقع پا کر قتل کر ڈالا - اور مسلمہ جو حیرہ میں مقیم تھا اُسکے
پاس اُسکا سر بھیجدیا گیا - ابن مہلب کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگوں نے
مدرک سے امان حاصل کر لی اور واصل ہو گئے - نامورین میں سے مالک بن ابراہیم
بن اشتر ، ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی وغیرہ تھے - باقی جو لوگ رہگئے تھے
وہ مفضل کے ساتھ قندابیل چلے گئے - مسلمہ نے مدرک کے پاس ایک فوج
بھیجی تو مدرک نے بلا ضرورت سمجھ کر اسکو واپس کر دیا - اور صرف ہلال بن احوز
تمیمی کو مفضل کے تعاقب میں لگا دیا - وہ اُن کے ساتھ قندابیل تک چلا آیا - جب
مفضل قندابیل میں داخل ہونے لگا تو وداع بن حمید نے اندر آنے سے روکا - ان
لوگوں نے نہ مانا تو فوجوں کے دو دستے مقابلہ میں آگئے - میمنہ پر خود وداع تھا
اور میسرہ پر عبداللہ بن ہلال تھا - یہ دونوں بنو ازد کے خاندان سے تھے - ہلال
بن احوز نے اُن کو اپنے امن کی علامت دکھلائی - تو انھوں نے اُسکو علیحدہ کر لیا -
اب ابن مہلب کے ساتھیوں میں ایک انتشار شروع ہوا - مروان نے جب یہ
صورت دیکھی تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ پلٹ کر اپنی تمام عورتوں کو قتل کر ڈالیں
تاکہ وہ کسی کی لونڈی نہ بن سکیں - لیکن مفضل نے روکا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں
سے اسقدر خطرہ نہیں ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھی - برا سلوک کریں گے - اسلئے
ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے - اسکے بعد سبھوں نے تلواریں کھینچ لیں اور
میدان میں کود پڑے - یکے بعد دیگرے سب کے سب مقتول ہوئے - مفضل ، عبدالملک ،
زیاد ، مروان بنو مہلب اور معاویہ بن یزید بن مہلب اور منہال بن ابی عیینہ بن مہلب
عمرو اور مغیرہ بن قبیصہ بن مہلب سب کے سب قتل ہو گئے - مقتولین کے سر کاٹ لئے
گئے اور ہر ایک کے کان میں اس کا نام کاغذ پر لکھکر لگا دیا گیا - ابو عیینہ بن مہلب اور
اور عمر بن یزید بن مہلب ، اور عثمان بن مفضل بن مہلب یہ لوگ رتبیل کے پاس چلے گئے
اس کے بعد ہلال بن احوز نے ان تمام عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مقتولین کے
سروں کے ساتھ مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا اور مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا اور اسنے پھر عباس بن ولید

جو حلب میں تھا اُس کے پاس روانہ کر دیا۔ عباس نے اِن سروں کو عبرت کے لئے مختلف مقامات پر لٹکا دیا۔ مسلمہ نے یزید کی ذریات کو بیچنا چاہا۔ جراح بن عبد اللہ حکمی نے ان سب کو ایک لاکھ درہم میں خریدا۔ لیکن بعد کو رہا کر دیا اور مسلمہ نے جراح سے اسکی قیمت بھی وصول نہ کی۔ یزید بن عبد الملک کو یزید بن مہلب کے قتل کی جب خبر ملی تو وہ بہت مسرور ہوا۔ اور اب اسکی وہ دلی آرزو جو خلافت کے قبل تھی پوری ہو گئی۔ ان دونوں میں عداوت پیدا ہونیکی وجہ بعض یہ بتاتے ہیں کہ ایک دن سلیمان کے زمانہ میں یزید بن مہلب حمام خانہ سے نکلا اور اُسکا جسم عطر سے بسا تھا۔ یزید بن عبد الملک بھی بیٹھا تھا اور حضرت عمر بن عبد العزیز بھی تھے۔ یزید ابن مہلب کو اس شان سے آتے دیکھکر یہ بولا کہ اللہ دنیا کا برا کرے۔ میری یہ تمنا ہے کہ ایک مثقال غالیہ (خوشبو) زیادہ سے زیادہ ایک ہزار دینار کا ہو گا بجز شریف شخص کے اسکو کوئی استعمال نہیں کر سکتا ہے، ابن مہلب نے کہا کہ میری یہ تمنا ہے اگر غالیہ تیری پیشانی میں بھی ہو تو میرے ایسے جری اور بہادر شخص کے سوا کوئی نہیں حاصل کر سکتا ہے۔ یزید بن عبد الملک کو اس جملہ سے اور غصہ آیا اور اس نے کہا کہ اگر ایک دن کے لئے بھی میں خلیفہ ہوا تو میں تجھ کو قتل کر ڈالوں گا۔ اس پر ابن مہلب نے کہا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے اور میں زندہ رہا تو میں بھی تجھ کو پچاس ہزار تلواروں سے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ یہی ابتداء عداوت اور بغض کی تھی، بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ بقیہ قیدی کل تیرہ تھے جو یزید بن عبد الملک کے سامنے لائے گئے۔ اسوقت دربار میں کثیر عزہ بھی موجود تھا اُس نے امیر کو مخاطب کر کے یہ شعر کہا۔

حلیم اذا ما نال عاقب مجملاً ۔۔۔ اشد العقاب او عفا لم یثرب

وہ بردبار شخص جو کسی تکلیف رسانی کے بعد ۔۔۔ سخت سزا کے بدلے معمولی سزا دے یا معاف کر دے قابل ملامت نہیں ہوتا

فعفوا امیر المومنین حسبۃ ۔۔۔ فما تاتہ من صالح لک یکتب

پس اے امیر المومنین آپ معاف کر دیں اور اجر حاصل کریں۔ اور جو کوئی نیک کام آپ کریں گے آپکے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا

اساؤوا فان تصفح فانک قادر ۔۔۔ وافضل حلم حسبۃ حلم مغضب

انہوں نے برا کیا پس اگر آپ معاف کر دیں جیسا کہ خدا نے آپکو اسکی قدرت دی ہے تو اجر کے لحاظ سے انسان کیلئے سب سے بڑی بردباری یہ ہے کہ غصہ کو پی جائے

یزید بن عبدالملک نے اسکے جواب میں کہا کہ اے ابوصخر، رحم کو تم اپنے پاس رکھ چھوڑو افسوس کہ یہاں رحم کا موقع نہیں ہے۔ خدا نے اُن کے بدترین اعمال کی وجہ سے ہمارے قبضہ میں دیا بہرحال پھر اس نے قتل کا حکم دیا۔ اور سب مارے گئے۔ صرف ایک لڑکا رہ گیا تھا جس نے خود کہا کہ مجھ کو بھی قتل کردو۔ میں چھوٹا نہیں ہوں یزید نے کہا کہ دیکھو اسکے ناف کے بال نکل آئے یا نہیں۔ لڑکے نے کہا کہ میں اپنی حالت سے زیادہ واقف ہوں میں بالغ ہو چکا ہوں اور اکثر عورتوں سے ہم صحبت بھی ہوا ہوں آخرکار یزید نے اُسکو بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ مقتولین کے نام یہ ہیں۔ معارک، عبداللہ، مغیرہ، مفضل منجاب، یزید بن مہلب کی اولاد میں سے، اور درید، حجاج غسان، شبیب مفضل، یہ سب مفضل کی اولاد میں سے قتل کئے گئے۔ ثابت بن قطنہ نے یزید بن مہلب کا مرثیہ کہا ہے۔ وہ یہ ہے۔

ابا طول هذا الليل ان يتصرما ۔ وهاج لك الهمّ الفؤاد المتيما

اے اس رات کی درازی تجھ کو چاہیئے کہ ختم ہو جائے۔ غم نے تیرے بیتاب دل کو مضطر اور پریشان کر دیا

ارقت ولم تأرق معى ام سالم ۔ وقد ارقت عيناى حولا محرما

میں بیدار رہا لیکن میرے ساتھ ام خالد بیدار نہ رہی۔ اور میری آنکھیں تو سال بھر تک عالم بیداری میں رہیں

على هالك هد العشيرة فقده　　　دعته المنايا فاستجاب وسلما

قبیلہ کے سردار کی ہلاکت اور اسکی گم شدگی پر　　　موت نے اسکو دعوت دی، اسنے لبیک کہکر اپنے کو اسکے سپرد کر دیا

على ملك بالعقر يا صاح جبنت　　　كتائبه واستورد الموت معلما

بہت سی زمینوں کے بادشاہ پر۔ افسوس کہ اسکی فوجیں بزدل العیت ہمت ہو گئیں، اور موت کا سبیل وقت آ گیا

اصيب ولم اشهد ولو كنت شاهداً　　　لسليت ان لو يجمع الحى ما تما

وہ اسوقت مارا گیا جب میں نہ تھا اگر میں موجود ہوتا　　　تو زندوں کو اُس پر ماتم کرنے سے روک دیتا۔

وفى غير الايام يا هند فاعلمى　　　لطالب وتر نظرة ان تلوما

ایام جنگ کے علاوہ اے ہندہ تو باخبر رہ　　　کہ انتقام لینے والے کیلئے مہلت ہے اگر اسنے انتظار کیا

لعلى ان مالت بى الريح ميلة　　　على ابن ابى ذبان ان يتندما

پس اگر زمانہ کی آب و ہوا میرے موافق ہوئی　　　تو ابن ابی ذبان کو شرمندہ ہونا پڑے گا۔

امسلم ان تقدر عليك رماحنا　　　نذقك بها قى الاساود مسلما

کیا تو اسوقت بچ سکتا ہے جب ہمارے نیزے تجھ پر پڑے ہوں ہم تجھکو نیزوں کے ذریعہ کالے سانپوں کے زہر اگلنے کا مزہ چکھائیں گے

وان تلق للعباس فی الدھر عثرۃ نکافہ بالیوم الذی کان قدما

اگر عباس پر زمانہ میں کوئی مصیبت آئے ۔ تو ہم اس گذشتہ دن کے بدلے کیلئے یہ کافی سمجھیں گے

قصاصا ولم نعد الذی کان قد اتی الینا وان کان ابن مروان اظلما

ازروئے قصاص کے، اور ہم اس چیز کو جو ہم پر گذر گئی ہے ۔ بار بار نہیں دہرائے اگرچہ ابن مروان جور و ستم کرے ۔

ستعلم ان زلت بک النعل زلۃ واظہر اقوام حیاء مجمجما

عنقریب تجھ کو اسوقت اطلاع ہو جائیگی جب تیرا قدم پھسلے گا۔ اور بہت سی قومیں اپنی پوشیدہ عداوتوں کو ظاہر کرینگی

من الظالم الجانی علی اھل بیتہ اذا احضرت اسباب امر وابھما

اس ظالم انسان سے جس نے اپنے گھر والوں کو ستایا ہو ۔ جبکہ واقعات سخت اور پیچیدہ حالات کا نقشہ پیش کریں گے

وانا لعطافون بالحلم بعد ما نری الجھل من فرط اللئیم تکرما

ہم علم و بردباری کا اسوقت برتاؤ کرتے ہیں ۔ جب جہل کو کینہ کی زیادتی سے معزز پاتے ہیں۔

وانا لحلالون بالثغر لا نری بہ ساکنا الا الخمیس العرمرما

اور اس فوجی چھاؤنی پر حملہ آور ہوتے ہیں ۔ جہاں دیکھتے ہیں کہ عظیم الشان لشکر کے سوا کوئی دوسرا باشندہ نہیں ہے

نری ان للجیران حقا وذمۃ اذا الناس لم یرعوا الذی الجار محرما

ہم پڑوسیوں کے حقوق اور انکی ذمہ داریوں کی اسوقت حفاظت کرتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے اپنے محترم پڑوسیوں کی حفاظت سے غفلت برتی

وانا لنقری الضیف من قمع الذری اذا کان وفد الوافدین تجشما

ہم مہمانوں کی تازہ کھجوروں سے ضیافت کرتے ہیں ۔ جب مہمانوں کی کثرت ہو جاتی ہے ۔

اس نے یزید کی موت پر مختلف طریقہ پر مرثیہ لکھا ہے ۔

ابو عیینہ بن مہلب کے لئے ہند بنت مہلب نے یزید بن عبد الملک سے امان لے لیا ۔ یزید نے اس کو قبول کر لیا ۔ عمرو اور عثمان باقی رہے ۔ جب اسد ابن عبداللہ قسری خراسان کا حاکم ہوا تو اوس نے یزید سے ان کے لئے امان حاصل کر لیا ۔ قطنہ کا اصلی نام ثابت بن کعب بن جابر العتکی الازدی ہے ۔ چونکہ خراسان کی ایک لڑائی میں اس کی ایک آنکھ پر ضرب آگئی تھی اسلئے اس نے روئی کا پھاہا رکھا تھا ۔ اور اسی وجہ سے قطنہ کے لقب سے ملقب ہو گیا ۔ ثابت بن قطنہ سے اور قطنہ میں اکثر تشابہ ہو جاتا ہے لیکن وہ خزاعی اور یہ عتکی ہے ۔

مسلمہ کا عراق اور خراسان میں حاکم ہونا

جب مسلمہ بن عبدالملک یزید بن مہلب کی جنگ سے فراغت پاچکا، تو یزید بن عبدالملک نے بصرہ، کوفہ، خراسان کی حکومت اُس کے سپرد کردی چنانچہ مسلمہ نے محمد بن عمرو ابن ولید کو کوفہ کا عامل بنایا۔ اور بصرہ میں یزید بن مہلب کے بعد شبیب بن حارث حاکم تھا، مسلمہ نے اُسکو معزول کرکے عبدالرحمن بن سلیمان کلبی کو متعین کیا۔ اور اس کے اندرونی انتظامات کے لئے عمرو بن یزید تمیمی کو مقرر کیا۔ جب عبدالرحمن بصرہ پہونچا تو اُس نے یہ چاہا کہ جو لوگ یزید کے ساتھ تھے اُن کو چھیڑ کر مار ڈالا جائے۔ عمرو بن یزید نے اس سے روکا، اور کچھ دن کے لئے مہلت طلب کی۔ عمرو نے مسلمہ کو اس واقعہ سے اطلاع دی۔ مسلمہ نے فوراً عبدالرحمن کو معزول کردیا اور اوسکی جگہ پر عبدالملک بن بشر بن مروان کو منتخب کرکے روانہ کیا، اور عمرو بن یزید کو اپنی جگہ پر باقی رکھا۔

مسلمہ کا سعید خذینہ کو خراسان میں عامل بنانا

مسلمہ نے اس سال سعید بن عبدالعزیز بن الحرث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو خراسان میں عامل بنا کر بھیجا۔ یہ سعید خذینہ کے لقب سے زیادہ مشہور تھا خذینہ لقب ہونیکی وجہ یہ ہوئی کہ وہ نرم اور عیش پسند آدمی تھا۔ ایک مرتبہ ملک الغز کا بادشاہ آیا تو اُس نے سعید کو رنگین لباس میں دیکھا اور اسکے مصاحبین بھی اسی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ جب وہ باہر آیا تو اسکی قوم کے لوگوں نے پوچھا کہ امیر کو کس قسم کا پایا، اس نے جواب دیا کہ خذینہ ہے، اسکے بعد سے اس لقب سے مشہور ہوگیا۔ خذینہ گھر کی اس عورت کو کہتے ہیں جو مالکہ ہو، سعید نے چونکہ مسلمہ کی بیٹی سے شادی کرلی تھی اس لئے اس نے اُسکو خراسان کی حکومت دیدی سعید جب خراسان پہونچا تو اس نے شعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کا حاکم بنادیا۔ شعبہ جب سمرقند کی طرف گیا تو اُسکو یہ پتا چلا کہ اہل صغد عبدالرحمن بن نعیم کے زمانہ میں باغی ہوگئے تھے۔ مگر بعد کو انھوں نے صلح کرلی۔ شعبہ جب پہونچا تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے

تقریر کی ۔ عربوں پر بہت سخت حملے کیے ۔ اُن میں سے بعض باتیں یہ تھیں کہ تم لوگ بالکل نامرد ہو گئے ہو، آج میں تم میں سے کسی کو بھی زخمی یا مجروح نہیں پاتا ۔ تمام عربوں نے معذرت چاہی اور یہ کہا کہ ہمارے سردار علبا بن حبیب عبدی نے ہمکو بزدل بنا دیا ہے ۔ سعید خذینہ نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ سابق حاکم خراسان کے ان عمال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں مقرر ہوئے تھے گرفتار کر لیا ۔ اور بعد کو اُن کو رہا کر دیا ۔ پھر کسی نے سعید سے جا کر کہا کہ جہم بن زحر جعفی، عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی اور منتجع بن عبدالرحمٰن الازدی یہ تینوں یزید بن مہلب کے عمال ہیں ۔ اُن کے پاس خزانہ ہے جسکو چھپا رکھا ہے چنانچہ سعید نے ان سب کو پھر گرفتار کر لیا جنکی کل تعداد آٹھ تھی اور قیدخانہ میں مقید رکھا ۔ اور پھر جہم بن زحر کو گدھے پر سوار کر کے ان سبھوں کی تشہیر کرائی گئی، وہ دو سو درے مارے گئے باقی تمام لوگوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا گیا ۔ سعید خذینہ نے اُن کو ورقاء بن نصر باہلی کو دیا کہ وہ انکو قتل کر ڈالے، اُس نے انکار کیا اور معافی چاہی ۔ پھر ان سبھوں کو عبدالحمید بن وثار اور عبدالملک بن وثار کے سپرد کیا گیا اور زبیر بن تشیط مولٰی باہلہ بھی مسلط کیا گیا ان لوگوں نے جہم بن زحر، عبدالعزیز، اور منتجع کو قتل کر ڈالا، قعقاع اور دوسرے لوگوں کو طرح طرح ستایا، مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کیا اور قیدخانہ میں بند رکھا ۔ جب ترکوں کی لڑائی کا زمانہ آیا تو سعید نے رہا کر دینے کا حکم دیا اور یہ کہنے لگا کہ اللہ زبیر کا برا کرے کہ اس نے جہم کو قتل کر ڈالا ۔

ہشام اور ولید کا ولی عہد ہونا اور انپر بیعت کرنے کا حکم ہونا

جس زمانہ میں یزید بن عبدالملک، یزید بن مہلب کے مقابلہ میں فوجیں روانہ کر رہا تھا اور اپنے بھائی مسلمہ اور عباس بن ولید کو بھی سردار بنا کر بھیج رہا تھا، اسوقت مصاحبین نے اس سے آکر یہ کہا کہ اہل عراق مکار اور دغاباز ہیں، ممکن ہے کہ ہم لڑائی میں مصروف رہیں اور دھوکا دیکر یہ نہ کہدیں کہ امیرالمومنین کا انتقال ہو گیا ۔ تو اوسوقت ہماری ہمت پست ہو جائیگی ۔ اسلئے اگر عبدالعزیز بن ولید کو اپنا ولی عہد بنا دیجئے تو ٹھیک ہوگا ۔ مسلمہ کو جب اوسکی خبر ملی تو وہ یزید کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ اے امیرالمومنین بھائی اور بھتیجے میں آپ کیا فرق کرتے ہیں، اور ان میں سے کون زیادہ محبوب ہے یزید نے

جواب دیا کہ بھائی زیادہ محبوب ہے، اسپر مسلمہ نے کہا کہ تو بھائی ہی ولی عہد ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔ یزید نے کہا کہ اگر میری اولاد نہ ہو تو البتہ بھائی بھتیجے سے افضل ہے مسلمہ نے کہا آپ کا صاحبزادہ تو ابھی نابالغ ہے اسلیئے پہلے ہشام بن عبدالملک کیلئے بیعت لیجئے اور اس کے بعد ولید بن یزید کے لئے لیجئے۔ ولید کی عمر اسوقت کل گیارہ برس کی تھی۔ بہرحال یزید نے ان دونوں کی بیعت لینے کا تمام عمال کو حکم دیدیا، ولید کے جوان ہونے تک یزید زندہ رہا، اسوجہ سے جب وہ اسکو دیکھتا تھا تو یہ کہہ بیٹھتا تھا کہ اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں حکم ہے جس نے ہشام کو اے ولید میرے اور تیرے درمیان میں ڈالدیا۔

غزوۂ ترک

سعید خذینہ خراسان کا جب حاکم ہوا تو چونکہ قدرتاً وہ نیک مزاج نرم دل تھا اسوجہ سے لوگ اُس کے مخالف ہو گئے۔ اس سے قبل سعید کی جانب سے شعبہ سمرقند کا حاکم تھا لیکن وہ معزول کردیا گیا، اس کے بعد ترکوں میں پھر جنگ آزمائی کا جذبہ پیدا ہوا اور خاقان نے اون کو جمع کرکے اہل صغد پر حملہ کیا ترکوں کی فوج کا موجودہ سردار کورصول تھا جب یہ فوجیں قصر باہلی کے قریب پہونچیں تو وہیں مقیم ہوگئیں دہقانیوں کے ایک سردار نے یہ ارادہ کیا تھا کہ باہلہ کی ایک حسین عورت سے شادی کرے جو قصر میں مقیم ہے۔ لیکن اس نے خودداری کے ساتھ انکار کردیا، جسکی وجہ سے اُن میں غصہ زیادہ بڑھ گیا اور عداوت کی آگ بھڑک اٹھی سبھوں نے یہ طے کیا کہ قصر کے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالیں، اسی خیال سے کورصول نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، قصر میں تقریباً سو خاندان آباد تھے جو مع اہل و عیال و مال رہتے تھے، سمرقند میں سعید خذینہ کی طرف سے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر حاکم تھا۔ صغد کے باشندوں نے مدد طلب کی، اور چونکہ امداد پہونچنے میں تاخیر تھی اسوجہ سے اُنھوں نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم پر صلح کرلی، اور اپنے سترہ آدمیوں کو ضمانت کے طور پر اُن کے سپرد کیا۔ عثمان کو جب یہ خبر لگی کہ ترکوں نے صغد کا محاصرہ کرلیا ہے تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا مسیب بن بشر ریاحی چار ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اور بھی مختلف قبائل کے لوگ اسمیں موجود تھے، شعبہ بن ظہیر اور ثابت قطنہ

بھی تھا۔ مسیب نے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا کہ تم لوگ ترکوں سے مقابلہ کے لیے جارہے ہو، جنکا سردار خاقان ہے، پس اگر تم نے اُن کے مقابلہ میں تکالیف اور مصائب کو برداشت کیا تو تمھارے لیے جنت رکھی ہے اور اگر میدان جنگ سے بھاگے تو بڑا سخت عذاب ہوگا۔ اسلیے جو شخص لڑنا چاہتا ہے اور تکلیف کی برداشت کرنے پر قادر ہے وہ چلے ورنہ ساتھ نہ رہے۔ مسیب کے اس کہنے سے ایک ہزار آدمی واپس ہوگئے۔ ایک فرسخ آگے بڑھنے کے بعد مسیب نے اپنا جملہ پھر دہرایا اور ایک ہزار اور دوسرے آدمی لوٹ گئے، دوسرے فرسخ پر پہونچنے کے بعد اُس نے پھر یہ کہا کہ جو چلنا چاہتا ہو وہ چلے ورنہ واپس ہوجائے۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی ایک ہزار آدمی چلے گئے اب جو لوگ باقی رہگئے تھے وہ ساتھ رہے اور ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوئے۔ ملک قمی مسیب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ دہقانی رئیسوں نے ترکوں سے صلح کرلی ہے۔ میرے ساتھ تین سو آدمی ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں۔ مجھ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل صغد نے سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت کے ان کے سپرد کیا ہے۔ جب تک صلح رہیگی وہ اونھیں کے پاس رہیں گے۔ لیکن ترکوں کو جب تمھارے آنیکی خبر معلوم ہوگی تو وہ اُن کو قتل کرڈالیں گے۔ صلح کی میعاد کل ہی تک ہے، وہ کل لڑکر قصر فتح کریں گے۔ مسیب نے رات ہی کو ایک عربی اور ایک عجمی آدمی کو تحقیقات حال کے لیے بھیجا۔ ترکوں نے قصر کے چاروں طرف پانی جمع کردیا تھا تاکہ کوئی اُن کے قریب تک نہ آسکے یہ دونوں آدمی جب نزدیک ہوئے تو محافظوں کی جماعت نے شور مچایا۔ اُن دونوں نے آہستہ سے بلاکر کہا کہ عبدالملک بن دثار کو بھیجدو، چنانچہ اونھوں نے عبدالملک ابن دثار کو بھیجدیا۔ جب عبدالملک اُن کے پاس آیا تو اونھوں نے اُسکو یہ خبر دی کہ مسیب اپنی فوج کے ساتھ تمھاری مدد کے لیے آگیا ہے، اور پوچھا کہ کل کے دن تمھاری حفاظت کس صورت میں ہوگی اس نے کہا کہ ہم نے یہ طے کیا کہ کل اپنی تمام عورتوں کو آگے بڑھادیں گے اور اسکے بعد خود بھی ہلاک ہوجائیں گے۔ یہ دونوں مسیب کے پاس واپس گئے۔ اور اسکو ان حالات سے باخبر کیا، مسیب نے سنتے ہی کوچ کرنے کا حکم دیدیا اور سبھوں سے موت پر بیعت لے لی۔ صبح تک تیاری کرتے رہے اسکے بعد روانہ ہوگئے جب ترکوں کی فوجیں صرف نصف فرسخ کے فاصلہ پر تھیں تو مسیب نے وہیں ٹھیرنے کا

حکم دیا۔ دن بھر وہیں مقیم رہے اور مسیب نے اُن کو رات کے وقت حملہ آور ہونیکے لئے مستعد کیا۔ چنانچہ شام ہوتے ہی تیاری کا حکم ہوا اور یہ منادی کرادی گئی کہ اپنا شعار یا محمد رکھو اور یہ کہ ترک اگر شکست کھا جائیں تو کوئی انکا تعاقب نہ کرے، اور صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کرو۔ سب سے پہلے تمکو سواریوں کے دست و پا کاٹ کر بیکار کر دینا چاہئے کیونکہ یہ اُن کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہوگا، اور تمھارے پاس کچھ کمی نہیں ہے تمھاری تعداد سات سو ہے اگر بڑی سے بڑی فوج تمھارے مقابل میں ہوئی تو وہ پسپا ہو جائے گی۔ اسکے بعد مسیب نے فوج کی ترتیب اس طریقہ پر دی کہ میمنہ پر کثیر دبوسی اور میسرہ پر ثابت قطنہ کو متعین کیا۔ جب یہ لوگ تکبیریں کہتے ہوئے قصر کے قریب پہونچے تو ترک گھبرا گئے اور جلدی سے مستعد ہو گئے مسلمانوں نے سب سے پہلے اپنی سواریوں کو بیکار کر دیا۔ اور پھر حملہ آور ہوئے۔ مسیب چند آدمیوں کو لیکر دوسری طرف بڑھ گیا اسکے بعد دونوں طرف سے مقابلہ ہوا البختری مرائی کا اس جنگ میں داہنا ہاتھ کٹ گیا تو اُسنے بائیں ہاتھ سے مقابلہ کرنا شروع کیا، وہ بھی کٹ گیا تو دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے مدافعت کر رہا تھا آخر کار مارا گیا۔ ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کر ڈالا جسکی وجہ سے ترکوں کی ہمت پست ہو گئی اور وہ بھاگے، مسیب نے پھر اعلان کیا کہ دیکھو شکست خوردہ آدمیوں کا تعاقب مت کرو، کیونکہ وہ تمھارے تعاقب سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔ قصر کا رخ کرو، پانی کے سوا کوئی چیز ساتھ نہ لے جاؤ، جو شخص صحیح و تندرست نہ ہو اور چلنے پر قادر نہ ہو اوسکو ساتھ نہ لیجاؤ جو کوئی کسی عورت یا بچہ یا بڈھے کو خالصۃً للہ لے جائیگا اُسکا اجر خدا اوسکو دیگا۔ اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے اُسکے لئے میری طرف سے چالیس درہم انعام ہے۔ قصر میں اگر کوئی تمھارا معاہد ہو تو ساتھ لے لو۔ چنانچہ قصر کے تمام آدمیوں کو ساتھ لے لیا اسکے بعد ترک خاقان کے پاس آئے اور اس نے اون کو اپنے قصر میں ٹھیرایا اور انکے خورد و نوش کا انتظام کیا، اس سے فراغت پاکر تمام لوگ سمرقند روانہ ہو گئے، دوسرے دن ترک جب واپس آئے تو اونھوں نے قصر کو بالکل خالی پایا۔ صرف اپنے مقتولین کو ادھر اودھر پڑا دیکھا، تو وہ بولے کہ یہ لوگ انسانوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتے ہیں بلکہ جن ہیں۔ ثابت قطنہ نے اس معرکہ میں چند اشعار کہے ہیں۔

فدت نفسی فوارس من تمیم	غداة الروع فی ضنک المقام
میرا دل بنو تمیم کے شہسواروں پر فدا ہو گیا — جو سخت اور گھمسان جنگ کی لڑائی کے وقت

فدت نفسی فوارس اکتنفونی	علی الاعداء فی رہج القتام
میرا دل ان شہسواروں پر بھی فدا ہو گیا جنہوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں میری مدد کی جبکہ جنگ کی گرد و غبار کا بادل چھایا ہوا تھا

بقصر الباهلی وقد رأونی	أحامی حیث ضن به المحامی
وہ قصر باہلی کے پاس انہوں نے مجھ کو اسوقت مدافعت کرتے ہوئے دیکھا جبکہ مدافعین زور شور سے لڑ رہے تھے

بسیفی بعد حطم الرمح قدما	ازودهم بذی شطب حسام
میں نیزے کے ٹوٹنے کے بعد اپنی تلوار سے کام لے رہا ہوں — اور دشمنوں کو تیز دھار کی بڑی تلواروں سے میدان سے ہٹا رہا ہوں

اکر علیهم الیحموم کرا	ککر الشرب آنیة المدام
یحموم نے ان پر متواتر حملہ کیا — جیسے شراب کے پیالہ سے بار بار سیراب ہوا جاتا ہے

اکر به لدی الغمرات حتی	تجلت لا یضیق به مقامی
میرا اسپ مصائب کے وقت سوار ہو کر حملہ کرتا ہوں — یہانتک کہ وہ سب کے سب تل جاتے ہیں اور میرا میدان صاف ہو جاتا ہے

فلو لا الله لیس له شریک	وضربی قونس الملک الهمام
اگر اللہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے مدد نہ کرتا — اور میرا وار سردار ترک کے خود پر پڑا ہوتا —

اذا لسعت نساء بنی دثار	امام الترک بادیة الخدام
تب بنو دثار کی عورتیں — ترکوں کے سامنے اسطرح بھاگتیں کہ انکی پازیب دکھائی دیتی

فمن مثل المسیب فی تمیم	ابی بشر کقادمة الحمام
بنو تمیم میں مسیب کی طرح کون ایسا شخص ہے — جو موت کی طرف پیشقدمی کرنے والا ہو۔

اس جنگ میں معاویہ بن حجاج طائی کی آنکھیں ضائع ہو گئی تھیں اور ہاتھ شل ہو گئے تھے سعید خذینہ کی طرف سے وہ کسی جگہ کا والی تھا، لیکن حسابات کی غلطی کی بنا پر اس نے شداد بن خلید باہلی کے سپرد کر دیا تاکہ وہ اس سے بقیہ روپیوں کو وصول کرے۔ شداد نے اسپر سختی شروع کی تو معاویہ نے بنو قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ میں قصر باہلی کی جنگ میں شریک تھا میرے ہاتھ پیر مضبوط تھے آنکھیں تیز بیں تھیں لیکن اس جنگ میں آنکھیں ضائع ہو گئیں ہاتھ بیکار ہو گئے۔ مگر باوجود اسکے اتنے زور شور سے میں نے مدافعت کی کہ ان کو قتل و غارت سے قید و بند سے بچا دیا۔ اسپر یہ شداد میرے ساتھ بدسلوکی

کرتا ہے، لوگوں نے شداد سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو چنانچہ وہ آزاد کر دیا گیا۔ بعض کا بیان ہے جو جنگ میں شریک تھے کہ یہ جنگ ہماری نظر میں تو قیامت معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ انسانوں کی چیخ و پکار، گھوڑوں کا شور و شغب تلواروں کی جھنکار نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔

غزوۂ صغد

اس سال سعید خذینہ نے نہر بلخ کو عبور کیا اور اہل صغد پر حملہ آور ہوا۔ کیونکہ اہل صغد نے اپنا معاہدۂ صلح پھر توڑ دیا تھا، بلکہ مسلمانوں کے خلاف ترکوں کو مدد دی تھی۔ صائب الرائے لوگوں نے سعید سے آکر کہا کہ جب سے تم نے جنگوں کا سلسلہ بند کر دیا ہے اس وقت سے ترکوں کی ہمت بڑھ گئی ہے۔ اور اہل صغد بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کے مشورہ سے اس نے فوجیں تیار کیں اور پھر صغد کی طرف روانہ ہو گیا۔ نہر عبور کر کے آگے بڑھا تھا کہ راستہ میں اہل صغد اور ترکوں کی فوجیں بھڑ گئیں۔ وہ دونو طرف سے خوب معرکہ آرائی ہوئی، لیکن آخر میں مسلمانوں نے اون کو شکست فاحش دی جب وہ بھاگنے لگے تو سعید نے اپنی فوج کو تعاقب سے روکا، اور کہا کہ صغد امیر المومنین کا ایک باغ ہے اون کے لئے یہ کافی ہے کہ اون کو شکست دیکر تم نے بھگا دیا۔ کیا اب تمہارا یہ ارادہ ہے کہ اُن کو بالکل ہلاک کر دو، اے اہل عراق تم نے بھی خلفاء کے مقابلہ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا لیکن انھوں نے تم کو نیست و نابود نہیں کیا حیان نبطی تعاقب میں تھا سورۃ بن حر نے پکارا کہ اے حیان تم واپس آ جاؤ، حیان نے کہا کہ اللہ کا شکار ہے اوس کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا سورۃ ابن حر نے پھر کہا کہ اے نبطی واپس آ جا، حیان نے کہا کہ اللہ تجھ کو نبطی بنائے۔ اس کے بعد مسلمانوں کی فوج ایک ایسے مقام سے گذری جسکے درمیان ایک وادی حائل تھی، وادی کے اس طرف چراگاہ واقع تھی، مسلمانوں کی فوج میں سے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے کہ ترک ایک کمینگاہ سے برآمد ہوئے اور اونھوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا، مسلمانوں نے انکا پورا مقابلہ کیا اور لڑتے ہی ہوئے وادی کو طے کیا، آخر کار ترکوں نے شکست کھائی اور بھاگے بعض روایت میں ہے کہ شکست کھانے والی جماعت وہ تھی جو مسلمانوں کے آگے آگے تھی، انکو اس کی مطلق خبر نہ تھی کہ ترک جو جھاڑی میں

بیٹھے ہیں۔ حملہ کریں گے، اس دستہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا ترکوں نے گھوڑے پر بھی سوار ہونے کا موقع نہیں دیا، کہ حملہ کر دیا شعبہ نے انکا مقابلہ کیا، لیکن وہ اور اوس کے ساتھ کے پچاس آدمی مارے گئے اور باقی تمام لوگوں نے شکست کھائی مسلمانوں کی شکست کی خبر جب مسلمانوں کی دوسری فوجوں کو ملی تو خلیل بن اوس عبشمی نے لوگوں کو للکارا اے بنوتمیم! میں خلیل ہوں دیکھو مسلمانوں نے شکست کھائی، اب لڑائی کے لئے مستعد ہو جاؤ، چنانچہ ایک دستہ اسکے ساتھ ہو گیا اور وہ اُن کو لیکر دشمنوں پر حملہ آور ہوا، ترکوں سے جنگ ہو ہی رہی تھی کہ مسلمانوں کی دوسری فوجیں بھی آگئیں۔ پھر کیا تھا دشمنوں نے شکست کھائی، خلیل بن اوس بنوتمیم کا اسوقت تک سردار رہا جب تک سعید خذینہ خراسان کا حاکم رہا، اسکے بعد نصر بن سیار کے زمانہ میں حکم بن اوس بنوتمیم کا سردار ہوا۔ جب دوسرا سال آیا تو بنوتمیم ورغیش کی طرف روانہ کئے گئے، اُنھوں نے کہا کہ کاش دشمنوں کا مقابلہ ہوتا تو ہم اُنکو بتاتے سعید خذینہ جب کسی مقام پر سریہ بھیجتا تھا۔ اور وہ غنیمت لیکر واپس آتا اور اُن کے پاس قیدی ہوتے تو سعید قیدیوں کو واپس کر دیتا اور سریہ کے آدمیوں پر بہت بگڑتا ہجری نے اسی مضمون کو ادا کیا۔

سریت الی الاعداء تلهو بلعبة وایرك مسلول وسیفك مغمد

دشمنوں کے مقابلہ میں تو تو سریہ بھیجتا ہے اور خود کھیلتا رہتا ہے۔ تیرا عضو تناسل بڑھ گیا ہے اور تیری تلوار میان میں پڑی رہتی ہے

وانت لمن عادیت عرس خفیة وانت علینا کالحسام المهند

تو اس شخص کی مدد کرتا ہے جو اُنکی اپنی بیوی کیسا تھ ہم بستر ہوتا ہے۔ اور ہم جو دشمن لڑتے ہیں اُن پر تو تیز تلوار کی طرح گرتا ہے"

سعید لوگوں کی نظر سے بالکل گر گیا اور لوگ اُسکو بہت ہی کمزور اور ضعیف سمجھنے لگے۔ بنو اسد کے قبیلہ کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمد کے خاندان سے محبت رکھتا تھا۔ اسمٰعیل نے خذینہ کے سامنے بنو مروان سے اپنی محبت کا اظہار کیا خذینہ نے کہا کہ اے زبان دراز تو کیا کہتا ہے، اسمٰعیل نے یہ شعر پڑھا۔

زعمت خذینة انني مسلط لخذینة المرآة والمشط

خذینہ نے مجھ کو ایک مداح سمجھ رکھا ہے۔ خذینہ کے آئینہ اور اس کی کنگھی کے لئے

ومجامر ومکاحل جعلت وسعاف ونجلاها نفط

انگیٹھی اور سرمہ دانی کے لئے ۔ سانگی اور اسکے سامنے کے نشانوں کے لئے

افذالت امرِ عفٍ مضاعفۃٍ وَمھند من شانہ القط

یا تو یہ ہے یا چوڑی زرہوں کی تعریف کے لئے۔ اور ایسی تلوار کے لئے جو تیزی سے کاٹنے والی ہے

لمقوس ذکر انثی نقتہ لم یغید ہ التانیث واللغرا

جسکا لوہا پرانا ہے اور جسکی دھار پر اعتماد کیا ہے ،، اور جسکو نرمی اور آواز نے مس تک نہیں کیا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی اشعار تھے۔

حیان نبطی کی وفات

حیان نبطی کے مختلف حالات کا تذکرہ قتیبہ کی حکومت کے زمانہ میں اچھی طرح کیا جا چکا ہے قتیبہ کے قتل کے بعد اُس کو سرداری ملی اور وہ خراسان واپس آگیا۔ جب سورہ نے حیان کو اے نبطی کہکر پکارا جسکا اُس نے یہ جواب دیا کہ اللہ تجھ کو نبطی بنائے۔ تو سورہ کے دل میں حیان کی طرف سے عداوت کی چنگاری لگ گئی چنانچہ سورہ نے سعید خذینہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ حیان عالم اور عربوں کا سب سے بڑا دشمن ہے اس نے قتیبہ کے قتل کے وقت خراسان کو تباہ و برباد کردیا تھا۔ اور اب وہ تجھ پر حملہ آور ہوگا۔ تاکہ اہل خراسان کو تم سے برگشتہ کردے۔ اور پھر قلعہ میں چھپ جائے سعید خذینہ نے سورہ سے کہا کہ اس بات کو مشتہر نہ کرو چنانچہ سعید نے ایک مجلس میں دودھ مانگا اور پہلے ہی سے یہ کہدیا تھا کہ حیان کے دودھ میں سونے کا برادہ ملا دو حیان کو اسکی خبر تک نہ تھی۔ جب دودھ کا پیالہ سامنے آیا تو وہ فوراً پی گیا۔ سعید اور دوسرے لوگ اسکی حالت کو متغیر دیکھکر چار میل تک گھوڑے پر سوار ہوکر باہر چلے گئے حیان چار دن تک زندہ رہا اور پھر مرگیا، بعض کہتے ہیں کہ آیندہ سال میں اس کا انتقال ہوا۔

مسلمہ کا خراسان اور عراق سے معزول ہونا اور ابن ہبیرہ کا والی ہونا

مسلمہ کے معزول ہونیکی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب سے وہ عراق کا حاکم ہوا اس نے دار الخلافت میں خراج کا بھیجنا بالکل بند کردیا تھا اسی وجہ سے یزید اس سے ناراض تھا اور اُسکو علیحدہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ وہ بھائی تھا اسوجہ سے ایسا

کرتے ہوئے بھی شرماتا تھا، اس خیال سے اس نے مسلمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی جگہ پر کسی کو قائم مقام بنا کر میرے پاس چلے آؤ۔ مسلمہ عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان کے پاس گیا اور اس مسئلہ میں اس سے مشورہ طلب کیا کہ آیا وہ یزید کے پاس جائے یا نہ جائے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم اپنی خواہش سے جاتے ہو یا اسکی خواہش سے ہے، مسلمہ نے طلبی کا تذکرہ کیا تو وہ بولا کہ تمھاری حکومت کا زمانہ قریب الختم ہے، مسلمہ نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہونے والا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا تو پھر جب تک کوئی دوسرا حاکم نہ آئے تم مت جاؤ۔ اسکے بعد مسلمہ رخصت ہوا، ابھی مکان بھی نہ پہونچا تھا کہ ابن ہبیرہ فزاری عراق سے راستہ میں مل گیا، اور وہ سرکاری ہرکارے کے ساتھ آیا۔ مسلمہ نے ابن ہبیرہ سے پوچھا کہ کیسے آئے۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین نے آل مہلب کے تمام اموال کے مجتمع کرنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمہ یہ سنتے ہی عبدالعزیز کے پاس گیا اور اسکو ابن ہبیرہ کے آنیکی خبر سنائی۔ عبدالعزیز نے کہا کہ میں تو تم سے پہلے ہی کہہ دیکا تھا۔ مسلمہ نے کہا کہ ابن ہبیرہ تو صرف یہ کہہ رہا تھا کہ آل مہلب کے مال جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ عبدالعزیز نے کہا کہ تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ ابن ہبیرہ کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے صرف آل مہلب کے خزانہ کے جمع کرنے کی غرض سے اسکو بھیجا گیا اور اسکے متعلق کوئی فرمان بھی تو تمھارے پاس نہیں آیا ہے۔ مسلمہ نے کہا کہ نہیں۔ چند ہی دنوں کے بعد اسکو یہ خبر ملی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ کے عمال کو معزول کر دیا اور ان پر سختی شروع کر دی ہے، فرزدق نے یہ اشعار کہے ہیں

راحت بمسلمۃ البغال عشیۃ   فارعی فزارۃ لاھناک المرتع

شام کو مسلمہ کے خچر چرا رہے تھے لیکن اسکے بعد فزارہ نے اپنے جانور چرائے (اور کہا وہ سیر نہ ہوں) کہ یہ چراگاہ نہیں ہے

عزل ابن بشر وابن عمرو قبلہ   واخو ہراۃ لمثلھا یتوقع

اور ابن بشر اور ابن عمرو کو پہلے ہی سے معزول کر دیا۔ اور عامل ہرات بھی اسی توقع میں ہے۔

ابن بشر سے مراد عبدالملک بن بشر بن مروان جو بصرہ کا حاکم تھا۔ اور ابن عمرو سے مراد ذوالشامہ جو کوفہ کا عامل تھا۔ صاحب ہرات کے معنی سعید خذینہ ہیں۔ ابن ہبیرہ کی ابتدائی زندگی ان واقعات سے شروع ہوتی ہے۔ اوّل اوّل وہ بدویانہ زندگی سے باہر آیا اور سپہ سالاروں کے ساتھ رہنے لگا۔ اسی زمانہ میں تعلّی کے طریقہ پر کہتا تھا کہ میں آئندہ چلکر عراق کا بادشاہ ہوں گا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن ہبیرہ، عمرو

بن معاویہ عقیلی کے ساتھ روم کی جنگ میں گیا۔ وہاں غنیمت میں ایک بہت ہی خوبصورت اور قیمتی گھوڑا ہاتھ آیا۔ وہ عمرو کے سامنے لایا گیا، لیکن وہ اسقدر شریر تھا کہ اپنی پیٹھ پر کسی کو ہاتھ تک رکھنے نہیں دیتا تھا۔ عمرو نے کہا کہ جو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے وہ اسکا مالک ہو جائے گا۔ عمرو بن ہبیرہ یہ سن رہا تھا کہ یکایک کچھ دور جا کر وہاں سے جھپٹا جیسے نیزہ باز دور ہی سے جھپٹتے ہیں اور دم کے دم میں گھوڑے کی پیٹھ پر پہنچ گیا اور بیٹھتے ہی گھوڑے کو اپنے قابو میں کر لیا۔ حجاج کو جب مطرف بن مغیرہ بن شعبہ نے معزول کر دیا تو عمرو بن ہبیرہ اس فوج میں شریک تھا جو ری سے مطرف سے لڑنے کے لئے بھیجی گئی تھی۔ جب دونوں فوجیں باہم معرکہ آرا ہوئیں تو اسوقت ابن ہبیرہ مطرف کی طرف ہو گیا۔ صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں مطرف کے ساتھیوں میں ہوں۔ لیکن جب فوج میں انتشار پیدا ہو گیا تو وہ مطرف کے قاتلین میں تھا اور اسی نے اسکا سر کاٹا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ قاتل دوسرا تھا۔ مطرف اسکے سر تن سے جدا کیا اور اس کو لیکر عدی کے پاس آیا۔ عدی نے انعام میں بہت کچھ دیا اور سر سمیت حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے اس کو سر کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ عبدالملک نے دمشق کے ایک گاؤں کو جسکا نام برزہ تھا اسکے نام لکھدیا۔ اسکے بعد وہ حجاج کے پاس واپس آیا۔ حجاج نے اسکو کردم بن مرثد فزاری کے مال لوٹ لینے کے لئے مستعد کیا۔ چنانچہ اس نے اس کا تمام مال چھین لیا اور پھر عبدالملک کے پاس بھاگ گیا۔ عبدالملک سے کہا کہ میں اللہ اور اسکے بعد امیرالمومنین سے حجاج کے ظلم سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ اس کے اشارہ سے میں نے اس کے چچازاد بھائی مطرف بن مغیرہ کو قتل کیا اور اسکا سر لیکر امیرالمومنین کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں یہاں سے واپس گیا تو حجاج نے میرے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا، اور اب مجھ کو خطرہ ہے کہ وہ کوئی ایسی بات میری طرف منسوب نہ کرے جس میں میری ہلاکت ہو۔ عبدالملک نے کہا کہ اچھا تم میری امان میں رہو، چنانچہ ابن ہبیرہ وہیں رہا۔ چند دنوں کے بعد حجاج نے عبدالملک کو لکھا کہ ابن ہبیرہ نے دوسرے لوگوں کا مال غصب کر لیا ہے۔ اور بھاگ گیا ہے اسکو بھیجدیجئے۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اور اپنے ہاتھ کو روکو عبدالملک کے

لڑکوں میں سے کسی شخص نے حجاج کی بیٹی سے شادی کر لی، اور ابن ہبیرہ نے اسکے پاس مختلف اوقات میں ہدیہ اور تحفہ بھیجنا شروع کیا اسکے ضروریات میں آسانی پیدا کرنے لگا۔ تاکہ وہ اسکی طرفدار ہو جائے اسی بنا پر اس نے حجاج کو ابن ہبیرہ کی بڑی تعریف لکھ بھیجی۔ حجاج نے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ وہ اپنی ضرورتوں کو اس کے سامنے پیش کرے اور اسطرح اُس کی عزت شام میں بڑھتی گئی۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اُسکو جزیرہ کا حاکم بنا دیا۔ ان کے بعد یزید بن عبد الملک تخت نشین ہوا تو اس نے دیکھا کہ اسکی بیوی حبابہ یزید پر پوری حکومت کرتی ہے۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے حبابہ اور یزید کے پاس متواتر تحفہ و تحائف بھیجے، اس لئے یزید نے اُسکو عراق کا حاکم بنا دیا۔ ابن ہبیرہ اور قعقاع بن خلید عبسی میں جبتک تھی تو قعقاع نے کہا کہ ابن ہبیرہ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے رات کو حبابہ اور دن کو ہدایہ جب حبابہ مرگئی تو قعقاع نے یہ شعر کہا۔

هلم فقد ماتت حبابة سامني بنفسك يقدمك الندى والكواهل

اے ابن ہبیرہ یہاں آؤ، حبابہ تو مرگئی اسلئے اب مجھ سے اور اپنے نفس سے تبادلہ کرو تاکہ تم بلند رتبہ ہو جاؤ

اعزلت ان كانت حبابة مرة تحييك فانظر كيف ما انت فاعل

اگر حبابہ تجھ پہ کبھی بخشش کرتی تو یہ بات تجھ کو معزز بنا دیتی لیکن اب دیکھ کر تو اب کیا کر سکتا ہے۔

اشعار اور بھی ہیں۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ اور قعقاع میں نوک جھونک ہو گئی۔ قعقاع نے کہا کہ اے ابن لخنا، لونڈی بچہ، تجھ کو کس نے آگے بڑھایا اور کیونکر اس مرتبہ پر پہنچا۔ ابن ہبیرہ نے اسکے جواب میں کہا کہ تجھ کو اور تیرے خاندان والوں کو خوبصورت عورتوں کے پچھلے حصے نے بڑھایا اور مجھ کو نیزوں کے اگلے حصے نے ترقی دی۔ قعقاع اس دو ٹوک بار پر چپکا ہو رہا۔ ابن ہبیرہ کے اس بات کے کہنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ عبد الملک نے جب اسکے خاندان میں شادی کی تب اُنکی عزت و وقعت بھی بڑھی کیونکہ ام ولید اور ام سلیمان قبیلۂ عنبسیہ سے تھیں۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اس سال میسرہ نے اپنے دعاۃ کو خراسان بھیجا جب یہ لوگ وہاں پہونچے

اپنے مقاصد کی اشاعت کرنے لگے تو انکا بھانڈا پھوٹ گیا، اور عمرو بن بحیر بن ورقاء سعدی نے سعید خذینہ سے آکر کہا کہ خراسان میں ایک ایسی جماعت آئی ہوئی ہے جو لوگوں کے عقائد خراب کر رہی ہے۔ آپ ان کے صحیح حالات کا جلد پتا لگائیے۔ سعید نے اُن لوگوں کو بلا بھیجا، اور اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ اونھوں نے کہا کہ ہم تاجر پیشہ لوگ ہیں۔ پھر اُن سے سوال کیا کہ یہ تمھارے متعلق کیا روایتیں اڑ رہی ہیں۔ اونھوں نے کہا کہ ہم کو مطلق خبر تک نہیں۔ سعید نے پوچھا کہ تم کسی کی طرف سے داعی بنکر آئے ہو۔ اونھوں نے کہا کہ ہم اپنے جھگڑوں اور تجارتی قصوں سے کہاں فرصت پاتے ہیں کہ اس قسم کا کام اپنے سر لیں۔ سعید نے دریافت کیا کہ ان لوگوں کے چال و چلن سے کون واقف ہے تو خراسان کے چند معزز باشندوں نے جو اکثر بنو ربیعہ اور اہل یمن سے تھے اُن کی تصدیق کی اور ضمانت لی کہ اگر کوئی غیر مناسب بات انسے سرزد ہوگی تو ہم اسکے ذمہ دار ہیں۔ اسی شرط پر سعید نے انکو رہا کر دیا۔

یزید بن ابی مسلم کا قتل

سنہ ۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک نے یزید بن ابی مسلم کو افریقہ کا حاکم بنایا بعض روایت میں ہے کہ یہ تقرر اسی سال ہوا۔ اسکے قتل کا واقعہ اس طریقہ پر ہوا کہ اس نے حجاج کی طرح ان مسلمانوں پر ستم ڈھانے کا ارادہ کر لیا جو اسوقت شہروں میں آباد تھے جنکے آباو اجداد اہل ذمہ میں سے تھے لیکن بعد کو مسلمان ہو گئے تھے۔ یزید نے ان کو دیہاتوں میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا اور اُن پر جزیہ کی ادائی اسی طرح فرض کر دی جسطرح اس سے قبل کے لوگوں پر واجب تھی۔ اس قسم کی خبر جب رعایا میں پھیلی تو تمام لوگ مجتمع ہوئے اور اُنھوں نے یہ طے کیا کہ یزید کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اُنھوں نے موقع پاکر قتل کر ڈالا اور اوسکی جگہ پر محمد بن یزید سابق حاکم افریقہ کو اپنا حاکم بنا لیا اور اسکی اطلاع اُنھوں نے یزید بن عبدالملک کو دی اور لکھا کہ ہم نے خلیفہ کی اطاعت سے روگردانی یا دست کشی نہیں کی ہے۔ لیکن یزید بن ابی مسلم نے ہم پر اسقدر سختیاں شروع کر دی تھیں کہ جس سے خدا اور مسلمان ہرگز خوش نہیں ہو سکتے تھے۔ اس وجہ سے ہم نے اسکو قتل کر دیا۔ اور محمد بن یزید کو حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ یزید بن عبدالملک

نے اسکے جواب میں لکھا کہ میں یزید بن ابی مسلم کے ان افعال سے خوش نہیں ہوں۔
اور اب میں نے محمد بن یزید کو تمھارا مستقل حاکم بنا دیا۔

سنہ ۱۰۲ھ کے مختلف واقعات

اس سال ابن ہبیرہ آرمینیہ کی جانب سے رومیوں پر حملہ آور ہوا۔ لیکن وہ اسوقت تک جزیرہ کا حاکم تھا، عراق کی حکومت اسکے سپرد نہیں ہوئی تھی۔ اس جنگ میں وہ کامیاب ہوا۔ اس نے بہت سے آدمیوں کو قید کیا۔ اور بہت سے قیدیوں کو قتل کیا جنکی تعداد سات سو تھی۔ عباس بن ولید نے بھی روم میں لڑائی کی اور وہ مقام دلسہ پر قابض ہوگیا۔ عبدالرحمن بن ضحاک عامل مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ اسوقت مکہ کا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد تھا، اور کوفہ میں محمد بن عمرو ذوالشامہ تھا اور وہاں کے عہدۂ قضا پر قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود مامور تھے اور بصرہ کا حاکم عبداللہ بن بشر بن مروان تھا، جسکو ابن ہبیرہ نے بعد کو معزول کر دیا خراسان میں سعید خذینہ تھا اور مصر میں اسامہ بن زید تھے۔

سنہ ۱۰۳ھ کی ابتدار

سعید حرشی کا خراسان میں حاکم ہونا

اس سال ابن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مجشر بن مزاحم سلمی اور عبداللہ بن عمیر ابن ہبیرہ کے پاس آئے اور انھوں نے سعید خذینہ کی شکایت کی۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو معزول کر کے سعید بن عمرو بن حرشی کو خراسان کا حاکم بنا دیا وہ بنی حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ سعید خذینہ کو سمرقند میں اپنی معزولی کی خبر ملی تو اس نے ایک ہزار آدمیوں کو وہیں چھوڑ دیا اور خود چلا آیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عمر بن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کے پاس ان لوگوں کے نام لکھکر بھیجے جنھوں نے عقر کی لڑائی میں جو یزید بن مہلب سے ہوئی تھی، بہادری اور جوانمردی سے کام لیا تھا۔ لیکن کسی وجہ سے اس نے سعید حرشی کا نام

نہیں لکھا تھا۔ یزید نے ابن ہبیرہ سے دریافت کیا کہ اسکا نام تم نے کیوں نہیں لکھا بہرحال اسکو خراسان کا حاکم بنا دیا وہ خراسان کا حاکم بنا دیا گیا۔ جب سعید حرشی خراسان پہونچا تو مجشر بن مزاحم سلمی اس کے پاس آیا اور نہار بن توسعہ نے اسکی تہنیت میں دو شعر پڑھے۔

فہل من مبلغ فتیان قومی	بأن النبل ریشت کل ریش
میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر کون سناتا ہے۔	کہ تیروں کے نئے پر لگ گئے اور درست ہو گئے
وأن الله ابدل من سعید	سعیداً لا المخنث من قریش
اور یہ کہ اللہ نے سعید کا سعید سے	مبادلہ کر دیا لیکن وہ قریش کا مخنث نہیں ہے (یعنی بزدلا نہیں ہے)

سعید حرشی جب خراسان پہونچا تو اس نے خذینہ کے عمال سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا۔ مجلس میں ایک شخص نے جب سعید حرشی کا فرمان پڑھنا شروع کیا تو اس میں اس سے کچھ غلطیاں ہوگئیں، سعید کے تیور بدل گئے اور اس نے ڈانٹ کر کہا کہ خاموش ہوجا اسکے بعد سامعین سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم نے جو کچھ سنا اس میں کاتب کی غلطی ہے۔ امیر اس سے بالکل بری الذمہ ہے۔ سعید نے جسوقت خراسان میں قدم رکھا اسوقت اسلامی فوجیں ترکوں سے جنگ میں مصروف تھیں، امارت کی تبدیلی کی وجہ سے وہ کچھ سست پڑ گئی تھیں، مگر سعید نے آنے کے بعد ہی انکو للکارا اور جنگ کے لئے آمادہ کر دیا، اسوقت سعید کے الفاظ یہ تھے اے مسلمانوں تم کثرت تعداد کی وجہ سے نہیں لڑتے اور نہ اسکے ذریعہ سے فتحیاب ہوتے ہو بلکہ صرف اللہ کی مدد شامل حال رہے اور اسلام کی عزت اور ناموس کے بچانے کے لئے لڑتے ہو، اور کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اسکے بعد اس نے وجد میں آکر یہ رجزیہ اشعار پڑھے۔

فلست لعامر ان لم ترونی	امام الخیل نطعن بالعوالی
میں بنی عامر کے قبیلہ سے نہ ہوں گا اگر تم نے	فوج کے سامنے ہم کو نیزہ بازی کرتے ہوئے نہ دیکھا۔
واضرب ھامۃ الجبار منھم	بعضب الحد حودث بالصقال
اور ظالم اور جابر انسانوں کی کھوپڑی کو	اپنی اس تیز تلوار سے کچلتے ہوئے نہ دیکھا جو بار بار صیقل کی گئی ہے
فما انا فی الحروب بمستکین	ولا اخشی مصاولۃ الرجال
پس میں نہ تو لڑائیوں میں آرام پسند ہوں	اور نہ بہادروں کے حملہ سے خائف ہوتا ہوں
أبی لی والدی من کل ذم	وخالی فی الحوادث خیر خال

میرے والد نے میرے تمام عیوب سے انکار کر دیا۔ اور میرے ماموں نے سفا کے برداشت کر لیں گے پر اتر سکے ہیں۔

باشندگان صغد کو جب سعید حرشی کے آنے کی خبر ملی تو وہ بہت خائف ہوئے، کیونکہ انھوں نے سعید خذینہ کے زمانہ میں ترکوں کی مسلمانوں کے خلاف مدد کی تھی ایسی مسئلہ کے طے کرنے کے لیے تمام سرداران ملک جمع ہوئے اور بھاگنے پر مستعد ہوئے اُن کے بادشاہ نے کہا کہ ایسا مت کرو، تم ٹھہرو اور گذشتہ خراج جو تم پر باقی ہے اسکو ادا کر دو، اور آئندہ کے لیے زمین کی آبادی کا قسط بہ قسط خراج ادا کرنے کا پورا وعدہ کر لو۔ اور ضرورت کے وقت مدد دینے اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا وعدہ کر لو، اور امیر سے اپنی خطاؤں کی معافی چاہو۔ بلکہ بطور ضمانت کچھ دیدو۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ہرگز اس پر راضی نہ ہوگا۔ اس لیے ہم کو خجندہ کی طرف بھاگ جانا چاہیے اور وہاں کے بادشاہ سے امان لیکر وہیں رہنا چاہیے۔ پھر ہم وہاں سے امیر خراسان کے پاس قاصد روانہ کریں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ ہماری خطاؤں کو معاف کر دیں اور ہم آئندہ کے لیے وعدہ کرتے ہیں کہ پھر بغاوت اور سرکشی نہ کریں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تو تم ہی میں سے ہوں جو کچھ کہتا ہوں وہ تمہاری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اس سے اچھا مشورہ میں نہیں دیسکتا۔ مگر ان لوگوں نے کچھ نہیں سنا اور خجندہ چلے ہی گئے، ملک فرغانہ سے درخواست کی کہ وہ اپنے شہر میں ٹھہرنے کی اجازت دے۔ اور ہماری حفاظت کرے۔ وہ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ اسکی ماں جو ان تمام معاملات سے خوب واقف تھی اس نے آکر کہا کہ بیٹا یہ لوگ شیاطین ہیں ان کو شہر میں گھسنے مت دو۔ بلکہ کوئی گاؤں خالی کرا دو جس میں وہ رہیں انکو کہلا بھیجو کہ تم لوگ کسی جگہ پر ٹھہرو، جب تک ہم کوئی جگہ تمھارے ٹھہرنے کے لیے خالی کرا دیتے ہیں۔ کم سے کم انتظام کے لیے چالیس دن کی مدت دو، بعض روایت میں ہے کہ بیس دن کی مہلت لی۔ ان لوگوں نے درۂ عصام بن عبداللہ باہلی میں قیام کیا جس میں قتیبہ نے اُن کو محصور کر دیا تھا۔ ملک فرغانہ نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ اسوقت تک میری کوئی ذمہ داری نہیں ہے جب تک تم کو میں اس درہ میں رہنے کی اجازت نہ دیدوں، اور اگر اس میں داخل ہونے سے قبل دشمنوں نے محاصرہ کر لیا تو اس وقت بھی میں تمہارا محافظ نہیں ہوں گا اہل صغد ان شرایط پر راضی ہو گئے، اور اس نے یہ درّہ خالی کر دیا۔

سنہ ۱۰۳ھ کے مختلف واقعات

اس سال ترکوں نے لان پر غارت گری کی۔ عباس بن ولید نے رومیوں سے جنگ کر کے مقام پہلیٰ فتح کر لیا، اس سال مکہ اور مدینہ دونوں کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کے سپرد کر دی گئی، اور عبدالواحد نصری طایف کا حاکم بنایا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد طایف اور مکہ کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰن بن ضحاک ہی نے لوگوں کے ساتھ حج میں شرکت کی، عراق میں عمر بن ہبیرہ اور خراسان میں سعید حرشی تھا۔ کوفہ کے قاضی قاسم بن عبدالرحمٰن تھے اور بصرہ کے عبدالملک بن یعلی تھے۔ امام شعبی نے اسی سال انتقال کیا بعض روائتوں میں ہے کہ وہ ۱۰۴ھ یا ۱۰۵ھ یا ۱۰۶ھ میں فوت ہوئے اُن کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔ یزید بن اصم نے جو حضرت ام المومنین میمونہ رضہ کے بھانجے تھے اسی سال وفات پائی، بعض نے ۱۰۴ھ میں یہ روایت کی ہے اُنکی عمر ۷۳ برس کی تھی، ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ اور یزید بن حصین بن نمیر سکونی، عطا بن یسار جو سلیمان کے بھائی تھے اُنھوں نے بھی اسی سال وفات پائی، عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاریہ نے بھی اسی سال وفات پائی، اُنکی عمر بھی ۷۷ سال کی تھی مصعب بن سعد بن ابی وقاص یحییٰ بن وثاب الاسدی المنقری اور عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان باہلی نے اسی سال وفات پائی۔ عبدالعزیز حضرت عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے جزیرہ کا حاکم تھا۔

سنہ ۱۰۴ھ کی ابتداء

سعید حرشی اور اہل صغد کی جنگ

بعض کہتے ہیں کہ اس سال سعید حرشی صغدیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا نہر بلخ عبور کر کے قصر ریع میں ٹھہرا جو دبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے لیکن قبل اس کے کہ اسکی تمام فوجیں جمع ہو جائیں اس نے کوچ کرنے کا حکم دیا، ہلال بن علیم حنظلی نے کہا کہ اے امیر تیری وزارت تیری امارت سے زیادہ بہتر ہے۔ ابھی تمام فوجیں

پہونچے بھی نہیں ہیں اور آپ نے روانگی کا حکم دیدیا۔ سعید اپنی اس عجلت پر نادم ہوا اور لوگوں
کو روک لیا۔ ابھی وہ قصر ہی میں تھا کہ ملک فرغانہ کا چچازاد بھائی آیا اور اس نے آکر خبر دی
کہ اہل صغد خجندہ میں مقیم ہیں، ان کی حالت اسوقت بدتر ہوگئی ہے اس لئے "درۂ عصام میں
داخل ہونے سے قبل تمکو پہونچ جانا چاہیے اور ہم پر اسوقت تک کوئی ذمہ داری نہیں ہے
جب تک وہ درہ سے باہر ہیں۔ سعید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور عبد الرحمن قشیری اور زیاد
بن عبد الرحمن کو ایک دستہ کے ساتھ اسی طرف روانہ کردیا۔ جب یہ لوگ جا چکے تو وہ بہت
نادم ہوا کہ ایک کافر کی خبر پر ہم نے مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالدیا۔ واللہ اعلم اس نے سچ
کہا یا غلط بیان کیا۔ اسی خیال میں وہ خود بھی روانہ ہوگیا اور "اشروسنہ" میں ٹھیرا۔ وہاں کے
باشندوں سے فوراً صلح کرلی۔ رات کے وقت جب وہ کھانا کھا رہا تھا تو کسی کے منہ سے
یہ نکلا کہ "عطاء دبوسی" آگیا ہے جو عبد الرحمن قشیری کے ساتھ گیا تھا۔ سعید حرشی کے ہاتھ سے
لقمہ گرگیا اور اس نے فوراً عطاء کو بلایا۔ اور پوچھا کہ کیا کوئی جنگ چھڑی؟ اس نے کہا کہ نہیں۔
سعید نے کہا الحمد للہ اطمینان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہوگیا عطاء نے آہستہ آہستہ تمام خبر دل
سے اطلاع دی۔ اسکے بعد سعید نے اپنی فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور جلد ہی سے قشیری سے
جا ملا۔ جب خجندہ پہونچا تو لوگوں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہیے کسی نے تو کہا کہ حملہ
کردینا چاہیے اور کسی نے کہا کہ نہیں اگر کوئی مجروح ہوگیا تو کہاں رکھا جائیگا، مقتول ہوا تو کیسے
پاس پہونچایا جائیگا۔ اسلئے اطمینان سے کہیں مقیم ہوجانا چاہیے اور پھر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے
چنانچہ وہ مقیم ہوگیا۔ اور سامان جنگ مرتب کرنے لگا۔ لیکن دشمن کا کوئی شخص باہر نہیں
نکلا اسپر سعید کو لوگوں نے بزدل بنایا آپس میں لوگ کہنے لگے کہ اس سے قبل تو وہ دیانت اور شجاعت
میں مشہور تھا۔ اور عراق سے آنے کے بعد بالکل احمق ہوگیا۔ مسلمانوں سے ضبط نہ ہوسکا
آخر کار ایک شخص نے خجندہ کے دروازے کو گرزوں سے مار کر توڑ ڈالا۔ اہل صغد نے
فصیل کے اندر بیرونی دروازہ کے پیچھے ایک بڑی خندق کھودی تھی اور اسکو لکڑیوں سے
بھر کر اوپر سے مٹی ڈالدی تھی، تاکہ جب جنگ ہو تو وہ اپنے متعینہ راستہ سے بھاگ جائیں
اور مسلمان حیران اور پریشان ہوکر خندق میں گر پڑیں، لیکن تقدیر نے تدبیر کا ساتھ
نہ دیا، جب بھاگنے لگے تو اپنا راستہ بھول گئے اور خود دھپا دھپ خندق میں گر پڑے
"چاہ کندہ را چاہ درپیش" مسلمانوں نے ان میں سے چالیس آدمیوں کو نکالا اور باقی کا

محاصرہ کرلیا ہر طرف سے منجنیقیں لگا دیں۔ اہل صغد نے جب یہ بدترین نقشہ دیکھا تو ملک فرغانہ سے کہلا بھیجا کہ ہم نے بڑا دھوکہ دیا۔ اب تو خدا کے لئے ہماری مدد کرو۔ اسنے جواب دیا کہ تمہارے دشمن اس مدت سے قبل ہی پہنچ گئے جو ہمارے تمہارے درمیان میں طے ہوئی تھی، اس لئے اب ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں جب اہل صغد بالکل لاچار ہوگئے تو انھوں نے سعید حرشی سے صلح کرلی اور امان حاصل کرلیا اسکے ساتھ یہ وعدہ کیا کہ اب ہم فوراً صغد واپس چلے جائیں گے اور عرب کے جتنے قیدی ہمارے پاس ہیں ہم اون کو تمہارے سپرد کردیں گے۔ اور گزشتہ زمانہ سے جتنا خراج باقی ہے سب کو ادا کردیں گے، اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم دغا بازی نہیں کریں گے، اگر پھر اس قسم کی بدعنوانی ہوئی تو ہمارا خون مسلمانوں کے لئے حلال ہوگا۔ اس مصالحت کے بعد صغد کے رؤسا اور تجار وہاں سے نکل آئے اور اہل خجندہ کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا رؤسا صغد میں سے بعض اسلامی فوجیوں کے پاس آکر مقیم ہوئے جن سے پہلے سے کچھ تعارف تھا۔ چنانچہ کارزنج ایوب بن ابی حسان کے پاس ٹھیرا اور دوسرے مختلف لوگوں کے پاس ٹھہرے۔ سعید کو یہ خبر ملی کہ ایک مسلمان عورت جو قید میں تھی ثابت نے اوس کو قتل کرکے دفن کردیا۔ سعید نے ثابت سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کردیا لیکن واقعہ صحیح تھا، اس لئے سعید نے ثابت کو بلا کر قتل کرڈالا جب کارزنج کو اوس کی اطلاع ملی تو وہ ڈرا کہ کہیں میں بھی نہ قتل کیا جاؤں۔ اسی خیال سے اُس نے اپنے بھتیجے سے پائجامہ مانگ بھیجا، اور اوس کو پہلے ہی سے کہدیا تھا۔ کہ جب میں اپنا پائجامہ طلب کروں تو تم سمجھ لینا کہ میں قتل کرڈالا جاؤں گا۔ اسکے بھتیجے نے اودھر پائجامہ روانہ کیا اور دوسری طرف مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے میدان میں نکل آیا۔ اور اسلامی فوج پر حملہ آور ہوا۔ لوگ چونکہ بے خبر تھے اس وجہ سے بہت سے مارے گئے، لیکن تمام اسلامی لشکر میں ایک کھلبلی مچ گئی اور جنگ کے لئے مستعد ہوگئے۔ یہ شخص جب ثابت بن عثمان بن مسعود کی طرف بڑھا تو اُس نے موقع پاکر رئیس صغد کے بھتیجے کو قتل کرڈالا۔ اہل صغد نے مسلمانوں کے ۱۵۰ قیدیوں کو قتل کرڈالا۔ سعید حرشی کو جب اسکی خبر ملی تو اُسنے پہلے اچھی طرح دریافت کرلیا پھر قتل عام کا حکم دیدیا صرف تجار اس حکم سے مستثنیٰ کردیے گئے۔ اہل صغد کے پاس ہتھیار نہ رہے تو انھوں نے

لکڑیوں سے لڑنا شروع کیا آخرکار سب کے سب مارے گئے مقتولین کی تعداد تین ہزار تھی اور بعض کے نزدیک ۷ ہزار تھی۔ سعید نے اُن کی اولاد کو قید کرلیا اور تمام مال چھین لیا۔ اور اسکی اولاد اور مال میں سے جو پسند آیا اسکو اپنے پاس رکھ لیا۔ باقی کو تقسیم کردیا سعید نے مسلم بن بدیل عدوی کو مال غنیمت کی تقسیم کے لئے مقرر کیا۔ اس نے جواب دیدیا کہ تمھارے عمال نے رات بھر جو چاہا وہ کیا اور جسطرح دل میں آیا تقسیم کیا اس لئے اب کسی دوسرے کا انتخاب کیجئے۔ چنانچہ سعید نے دوسرے کے سپرد کیا۔ اسکے بعد اس نے یزید بن عبد الملک کو ان تمام واقعات سے مطلع کیا لیکن ابن ھبیرہ کو اسکی مطلق خبر نہ دی۔ ابن ھبیرہ سے اسی وجہ سے کشیدگی ہوگئی۔ ثابت قطنہ نے اہل صغد کے سرداروں کے مصائب کا ان شعروں میں ذکر کیا ہے۔

اقر العین مصرع کارزنج وکشکیر وما لاقی بیاذ

آنکھیں کارزنج کی قتلگاہ پر ٹھنڈی ہوئیں۔ اور کشکیر پر اور اسکی تباہی و بربادی پر

ودیوشتی وما لاقی خلنج بحصن خجندۃ اذ دمروا فبادوا

دیوشتی اور خلنج کے مصائب اور آفات پر۔ خجندہ کے قلعہ میں جبکہ یہ لوگ برباد ہوگئے تھے اور ہلاک ہوگئے

دیوشتی سمرقند کا ایک رئیس تھا جسکا اصلی نام دیواشنج تھا، لوگوں نے اسکو معرب کرکے دیوشتی کہنا شروع کیا۔ خجندہ کے مقبوضات پر بعض روائتوں کے لحاظ سے ملیاء بن حارث یشکری مختار بنایا گیا تھا، ایک شخص نے ایک عطردان دو درہم میں خریدا لیکن اس میں سونے کے پترے جڑے تھے اسلئے مشتری نے اسکو اسطرح واپس کردیا کہ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا گویا آنکھیں دکھ رہی ہیں اس نے عطردان واپس کرکے دو درہم لے لئے اسکے بعد اس شخص کی تلاش کی گئی لیکن وہ نہ ملا اسکے بعد سعید نے سلیمان بن ابی السری کو ایک ایسے قلعہ میں بھیجا جسکو صغد کی وادیاں تین طرف سے گھیرے ہوئے تھیں صرف ایک طرف سے اسکا راستہ تھا۔ سعید نے سلیمان کے ساتھ خوارزم شاہ، آخرون اور شومان کو بھی ساتھ کردیا۔ سلیمان نے اپنے مقدمہ پر مسیب بن بشر ریاحی کو روانہ کردیا، ابھی وہ ایک فرسخ بھی نہ گئے ہوں گے کہ اہل صغد ٹوٹ پڑے۔ مسیب نے انکو شکست دیکر پیچھے ہٹانا شروع کیا اور آخرکار قلعہ کے اندر پہونچا دیا اور پھر چاروں طرف سے محصور کرلیا۔ دیوشتی نے کہلا بھیجا کہ ہم حرشی کے حکم سے

قلعہ دیدیں گے۔ چنانچہ وہ حرشی کے پاس گیا اس نے اسکی تعظیم و تکریم کی اور اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ قلعہ والوں کی عورتوں اور اولادوں کو محفوظ رکھے گا چنانچہ دیوشتی نے قلعہ سپرد کردیا۔ حرشی سے سلیمان نے امینوں کو طلب کیا تاکہ وہ غنیمت کے اموال کو اپنے قبضہ میں کرلیں۔ چنانچہ سعید نے ایسے آدمیوں کو منتخب کرکے بھیجدیا انھوں نے اموال کو فروخت کرکے لوگوں میں تقسیم کردیا۔ اس کے بعد حرشی کش کی طرف گیا ان سے دس ہزار جانوروں پر اور بعض کے نزدیک چھ ہزار پر صلح کرلی، اسکے بعد وہ زریخ میں پہونچا، وہیں اسکو ابن ھبیرہ کا خط ملا کہ جس میں یہ حکم تھا کہ دیو شتی کو رہا کردو۔ سعید نے اسکے برخلاف اسکو قتل کرڈالا اور سولی پر لٹکادیا۔ سعید نے نصر بن سیار کو کش میں چھوڑدیا تاکہ وہ تمام اموال غنیمت پر اور دوسری صلح کی چیزوں پر قبضہ کرے اور سلیمان بن ابی السری کو کش کے داخلی اور خارجی انتظامات سپرد کرکے چلدیا۔ جہنیر نے سعید حرشی سے کہا کہ میں ایک ایسا شخص کا تم کو نام بتاتا ہوں جو بغیر کسی جنگ و جدال کے تمام محفوظ خزانوں کو تمھارے حوالہ کروادے۔ سعید نے کہا ضرور بتاؤ۔ اس نے سربل بن حریث بن راشد ناجی کا نام لیا۔ سعید نے اس کو بلا بھیجا اور اس مقام کے بادشاہ کے پاس بھیجدیا جسکا نام سبغری تھا۔ سربل سے اور اس سے قبل کی دوستی تھی۔ اس نے سبغری کو نجندہ کے تمام واقعات سے آگاہ کیا اور اس نے کہا کہ بڑا خطرہ یہ ہے کہ سعید کہیں تم پر نہ حملہ کردے، سبغری نے پوچھا کہ پھر اسکی ترکیب کیا ہے، اس نے کہا کہ تم اس سے امان لے لو۔ سبغری نے کہا تو پھر ان لوگوں کو کیا کروں جو ہماری زندگی سے وابستہ ہیں۔ سربل نے کہا کہ انکے لئے بھی امان حاصل کرلو۔ چنانچہ اس نے سعید سے مصالحت کرلی۔ اور سعید نے اسکے تمام خاندان والوں کو امن دیدیا۔ سبغری بھی حرشی کے ساتھ ہوگیا۔ ایک مقام پر اس نے سبغری کو دھوکہ سے مارڈالا اور اسکی تمام چیزوں پر قبضہ کرلیا۔

خزریوں کا مسلمانوں پر فتحیاب ہونا۔

اس سال مسلمانوں کی فوج بلاد خزر میں ارمینیہ کی طرف سے داخل ہوئی۔ انکی فوج کا سردار ثبیت بھرانی تھا۔ خزریوں نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بہت بڑی

تیاری کی تھی، قفچاق اور دوسرے ترکی رئیسوں نے بھی انکی امداد کی تھی۔ یہ عظیم الشان فوج
مرج الحجارۃ میں مسلمانوں سے آکر بھڑی۔ دونوں فوجوں نے اپنے حریف کو زیر کرنا چاہا،
لیکن مسلمان اپنے بہت سے مقتولین کو میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے، شکست خوردہ
آدمی شام پہونچے۔ یزید بن عبد الملک نے بہت ناراضگی کا اظہار کیا اور ثبیت پر بہت
بگڑا۔ ثبیت نے کہا کہ اے امیر المومنین، ہم نے کسی قسم کی بزدلی نہیں کی۔ دشمنوں سے
ہرگز نہیں گھبرائے بلکہ خوب جم کر لڑے، گھوڑوں کو اُن کے گھوڑوں سے ٹکرایا، آدمی، آدمی
سے بھڑائے۔ اسقدر نیزہ بازی کی گئی کہ سب کے سب ٹوٹ ٹوٹ گئے۔ اسقدر
تلواریں چلیں کہ سب کند ہو کر رہ گئیں۔ پھر کیا کر سکتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا جو چاہتا ہے
وہی کرتا ہے

جراح کا ارمینیہ میں حاکم ہونا۔
اور قلعہ بلنجر کا مفتوح ہونا۔

جب مسلمانوں نے خزریوں کے مقابلہ میں سخت ہزیمت اٹھائی، تو خزریوں
کے حوصلے بلند ہو گئے اور انھوں نے دوسرے اسلامی شہروں پر قبضہ کرنے
کے لئے دوبارہ فوجیں مرتب کیں۔ یزید بن عبد الملک اس شکست سے نادم ہوا
اور اس نے جراح بن عبد اللہ حکمی کو ارمینیہ کا عامل بنایا، اور ایک عظیم الشان فوج
کیساتھ اسکو روانہ کیا، اور یہ حکم دیا کہ خزریوں اور ترکوں سے دل کھولکر مقابلہ کرو،
جراح جب شام سے روانہ ہوا تو خزریوں کو کانوں کان خبر لگ گئی کہ جراح ہم سے
لڑنے کے لئے آرہا ہے، چنانچہ انھوں نے پہلے ہی سے باب الابواب میں آکر
اقامت کرلی اور مورچہ بندی شروع کردی، جراح جلدی جلدی بردعہ میں پہونچا، اور
وہیں دم لینے کے لئے ذرا ٹھیر گیا۔ پھر روانہ ہوا اور نہر کو عبور کر کے آگے بڑھا کہ
اُسکو یہ پتہ چلگیا کہ ہماری فوج میں کوئی ایسا جاسوس بھی ہے جو خزریوں کے بادشاہ
سے خط و کتابت کرتا ہے، اور اُسکو یہاں کی تمام خبروں سے آگاہ کرتا ہے،
اسی خیال سے جراح نے یہ منادی کرائی، کہ امیر ابھی کچھ دن اسی مقام پر ٹھیریں گے
لہذا کھانے کی چیزیں جمع کرلو۔ اس جاسوس نے ملک خزر کو یہ اطلاع دیدی کہ جراح

ابھی مقیم رہے گا، اس لئے بہتر ہے کہ تم بھی خاموش رہو، ورنہ مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو جائیگا۔ جب رات ہوئی تو جراح نے روانگی کا حکم دیا، اور اپنی فوج کو لیکر بہت ہی سرعت کے ساتھ باب ابواب تک پہونچ گیا۔ وہاں کے باشندوں کو پتہ بھی نہ چلا اور یہ شہر میں داخل ہو گئے، وہاں پہونچنے کے بعد جراح نے فوج کے چھوٹے چھوٹے دستوں کو اردگرد کے دیہات اور قصبات میں لوٹ و غارت گری کرنے کے لئے روانہ کیا، وہ صبح تک بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوئے۔ دوسرے دن خزریوں کی فوج میدان میں آئی اسوقت ان کا سردار فوج انکا شاہزادہ تھا۔ نہر راں کے قریب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور جنگ شروع ہوئی، دونوں طرف سے پوری کوشش کی جا رہی تھی، مگر جراح نے اپنی فوج کی اسپرٹ کو چند جملوں سے اور بڑھا دیا، جس سے وہ اور زور شور سے لڑنے لگے، خزریوں نے ان کے اس جوش و خروش کا مقابلہ نہ کیا اور شکست کھا کر بھاگ گئے، مسلمانوں نے اُن کا تعاقب جاری رکھا، راستہ میں جو ملا اُسکو مار ڈالا۔ اسطرح پر خزریوں کی بڑی جماعت ہلاک ہو گئی۔ مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اُسکے بعد جراح اپنی فوج کے ساتھ قلعہ حصین کی طرف بڑھا، وہاں کے لوگوں نے خراج دینے کا وعدہ کیا اور امن کے طلبگار ہوئے۔ جراح نے امن دیدیا اور اُن کو وہاں سے منتقل ہونے کا حکم دیدیا، اسکے بعد شہر برغوائیں پہونچا، وہاں چھ دن تک مقیم رہا۔ جراح ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا، لیکن اُنھوں نے خود ہی امن کے لئے دست سوال بڑھایا اور قلعہ حوالہ کر دیا۔ جراح نے اُن کو بھی وہاں سے علیحدہ ہو جانے کا حکم دیا، اور پھر اُسنے بلنجر کی راہ لی، یہاں پر خزریوں کا بہت ہی مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا، جراح جب بلنجر پہونچ گیا تو اسنے اپنی فوج کو قیام کرنے کے لئے کہا۔ قلعہ والوں نے اپنی حفاظت کا پیشتر ہی سے سامان کر رکھا تھا، اُنھوں نے تین سو چرخیاں جمع کی تھیں، جنکو ایک دوسرے سے باندھکر قلعہ کے چاروں طرف نصب کر دیا تھا تاکہ مسلمان یہاں تک نہ پہونچ سکیں، گویا ایک حد مقرر کر لی تھی جس سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ درحقیقت یہی چرخیاں مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے مانع آئیں بلکہ اون کو اس کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑا، مسلمانوں نے اپنے نقصان عظیم کو دیکھکر یہ طے کیا کہ کسی طرح

وہاں تک پہنچ جانا چاہئے۔ چنانچہ تیس آدمیوں کی ایک جماعت اسکے لئے تیار ہوئی اور اسنے معاہدہ کرلیا کہ خواہ زخمی ہوں یا مارے جائیں مگر بغیر منزل مقصود تک پہونچے ہوئے واپس نہ آئیں گے، تلواریں میانوں سے نکال کر شیروں کی طرح آگے بڑھے۔ سبھوں نے ایک ساتھ ہوکر ایک سخت یورش کی اور اسی حلے میں چرخیوں تک پہونچ گئے کافروں نے بھی پورا مقابلہ کیا اور اسقدر تیروں کی بوچھاڑ کی کہ اگر وہ تیر آفتاب کو لگتے تو وہ بھی چھلنی ہو جاتا۔ لیکن ان چند نفوس کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ نہایت لاپرواہی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے، سبھوں نے ملکر ان رسیوں کو جن سے چرخیاں بندھی تھیں کاٹ ڈالا۔ اور اسکے بعد زور لگا کر کھینچا تو سب کی سب مسلمانوں ہی کے طرف آ گریں۔ اب جنگ کے لئے میدان بالکل صاف تھا، دونوں طرف سے سخت معرکہ آرائی ہوئی، جانبین سے لوگ اسقدر مارے گئے اور اسقدر زخمی ہوئے کہ اسکو بیان کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے ایک ہنگامہ برپا تھا۔ آخر کار خزریوں نے شکست کھائی اور مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کرلیا، تمام سازوسامان غنیمت میں لے لیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا، ہر شہسوار کو تین سو دینار غنیمت میں ملے، اور کل تیس ہزار سے زیادہ تھے۔ جراح نے بلنجر کے فرمانروائی کی اولاد کو گرفتار کرلیا لیکن بعد کو جب اس سے مصالحت ہوگئی تو اُس نے اسکی تمام چیزوں کو واپس کردیا، حتی کہ قلعہ کو بھی اسکے سپرد کردیا۔ اور اس کو مسلمانوں کا جاسوس بنایا تاکہ کفار کے حالات سے وہ اُن کو آگاہ کرتا رہے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوا اور قلعہ الوبندر کی طرف گیا، جہاں ترکوں کے چالیس ہزار مکانات تھے۔ پہلے تو انھوں نے جراح سے کچھ مال پر مصالحت کرلی، لیکن بعد کو راستوں پر قابض ہوگئے اور مسلمانوں کو جانے سے روک دیا، صاحب بلنجر نے فوراً اسکی اطلاع جراح کو دی۔ جراح یہ سنتے ہی ایک گاؤں میں پہونچا جس کا نام نلی تھا۔ وہاں پہونچنے کے بعد ہی موسم سرما شروع ہوگیا، اسلئے مسلمان وہیں مقیم ہوگئے۔ جراح نے یزید بن عبدالملک کو خط لکھا کہ ہم نے خدا کے فضل سے عظیم الشان فتوحات حاصل کئے ہیں۔ لیکن اسوقت ترکوں نے راستہ پر قبضہ کر رکھا اور ہمکو محصور کرلیا ہے۔ لہذا جلد سے جلد امدادی فوجیں روانہ فرمائیے یزید نے کمک بھیجنے کا وعدہ کیا، لیکن اس سے قبل کہ وہ اس وعدہ کو پورا کرے موت کا لقمہ بن گیا

پھر ہشام بن عبدالملک نے جراح کو اپنے کام کو جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اور مدد پہونچانے کا وعدہ کیا۔

عبدالرحمن بن ضحاک کا مدینہ اور مکہ کی امارت سے معزول ہونا۔

اس سال یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمن بن ضحاک کو مدینہ اور مکہ کی حکومت سے معزول کردیا۔ عبدالرحمن تقریباً تین سال تک وہاں کا حاکم رہا۔ یزید نے اُسکی جگہ پر عبدالواحد نضری کو مقرر کیا۔ اسکے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ عبدالرحمن نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے نکاح کرنے کی خواہش کی، لیکن اُنھوں نے صاف انکار کردیا۔ اور کہا کہ میں ان بچوں کی تربیت کے لیے تاحیات بیٹھ گئی ہوں، مگر عبدالرحمن نے جبر کرنا چاہا، اور کہلا بھیجا کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمھارے بڑے بیٹے عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی کو شراب پینے کا جرم لگا کر کوڑے لگواؤں گا۔ مدینہ کی کچہری میں ابن ہرمز شامی ایک شخص کام کرتا تھا، جب وہ یزید بن عبدالملک سے ملنے کو جارہا تھا تو حضرت فاطمہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں خلیفہ کے پاس جاتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا اگر میرے حالات سے امیرالمومنین کو اطلاع کرو تو بہتر ہے، میں بھی انھیں باتوں کی اطلاع کے لیے ان کے پاس ایک قاصد بھیج چکی ہوں۔ ابن ہرمز جب دربار میں پہونچا تو یزید بن عبدالملک نے پوچھا کہ مدینہ کی کوئی نئی خبر بتاؤ۔ ابن ہرمز حضرت فاطمہ کا پیام کہنا بھول گیا۔ اسی اثنا میں دربان نے آکر کہا کہ فاطمہ بنت حسین کا قاصد آیا ہے۔ اسوقت ہرمز نے کہا ہاں اُنھوں نے مجھ سے کچھ کہنے کو کہا تھا۔ اور تمام قصہ اس نے یزید کو سنادیا۔ یزید سنتے ہی بستر پر سے اتر گیا اور غصہ میں کہنے لگا کہ اے ہرمز تیری ماں ہلاک ہو، تو اس واقعہ کو جانتا تھا اور پھر تو نے خبر نہ دی، اسنے بہت ہی عاجزی کے ساتھ معذرت چاہی۔ اسکے بعد قاصد حاضر ہوا اور اُس نے حضرت فاطمہ کا خط پیش کیا، امیرالمومنین نے خط پڑھا اسوقت اُنکے ہاتھ میں بید کی ایک چھڑی تھی اُسکو غصہ سے فرش پر مارتے اور کہتے کہ ابن ضحاک کو یہ جرأت ہو گئی، وہ کون شخص ہے جو اسکو پوری سزا دے، اور اسکی کراہتی ہوئی آواز میرے کانوں تک پہونچائے لوگوں نے عبدالواحد نضری کا نام بتایا، چنانچہ فوراً اپنے ہاتھ سے اُسکے نام فرمان لکھا کہ میں نے تم کو مدینہ کا حاکم بنایا تم وہاں جاؤ

اور ابن ضحاک کو معزول کردو۔ اور اس سے تم فوراً ۴۰ ہزار دینار جرمانہ وصول کرو۔
اور اسکی پوری سزا کرو، میرے کانوں تک اسکے کراہنے کی آواز پہونچے۔ قاصد یہ فرمان
لیکر مدینہ گیا قاصد مدینہ پہونچکر ابن ضحاک کے پاس تو نہیں گیا لیکن اسکو خبر لگ گئی چنانچہ
وہ دوڑا ہوا قاصد کے پاس آیا اور ایک ہزار دینار دیکر اس سے خبر معلوم کرلی اور
پھر وہاں سے بھاگ کر مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہونچا۔ مسلمہ نے اسکو پناہ دی اسکے
بعد مسلمہ یزید کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اسوقت ایک سخت ضرورت درپیش ہے
آپ اسکو پوری کردیجئے۔ یزید نے کہا کہ تمھاری سب ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں لیکن
ابن ضحاک نہیں چھوڑا جاسکتا، مسلمہ نے کہا کہ اسی کے متعلق تو عرض کررہا تھا، یزید نے
کہا کہ خدا کی قسم میں اسکو ہرگز معاف نہ کروں گا اسنے اسکو عبدالواحد کے پاس مدینہ بھیجدیا
عبدالواحد نے اسکی سزا کی ابن ضحاک کی حالت اسکے بعد ناگفتہ بہ ہوگئی صوف کا جبہ
پہن کر بھیک مانگا کرتا تھا۔ عبدالواحد نضری ۱۰۴ھ کے ماہ شوال میں مدینہ پہونچا
ابن ضحاک نے انصار کو بہت ستایا تھا۔ اسی وجہ سے شعراء برابر اسکی ہجو کرتے تھے
لوگ اس سے خوش ہوگئے، ہر کام میں معززین شہر سے مشورہ لیتا تھا اور جو کرنا چاہتا تھا
اس میں قاسم بن محمدؒ اور سالم بن عبداللہ بن عمر سے مشورہ لیتا تھا۔

ابوالعباس سفاح کی ولادت

بعض کہتے ہیں، اس سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن محمد بن علی ربیع الآخر
کے مہینہ میں پیدا ہوئے وہی سفاح تھا۔ اسکے والد محمد بن علی کے پاس ابو محمد صادق
خراسان سے چند آدمیوں کے ساتھ ملنے آئے، انھوں نے ابوالعباس کو دیکھنا چاہا
تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہ باہر لائے اسوقت وہ ۱۵ دن کا تھا جب لوگ دیکھ چکے
تو محمد بن علی نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جسکے ہاتھوں تمھارا کام انجام تک پہونچے گا۔
لوگوں نے اس کے ہاتھ اور پیر تعظیماً چومے، اس کے بعد محمد بن علی نے کہا
کہ اللہ اس کام کو ضرور اختتام تک پہونچائے گا اور تم اپنے دشمنوں سے
پورا بدلا لوگے۔

سعید حرشی کا خراسان سے معزول ہونا

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید حرشی کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو وہاں کا حاکم بنایا اس کے معزول کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ ابن ہبیرہ نے سعید کو لکھا تھا کہ تم دیوشتی کو رہا کر دو لیکن اسنے اس حکم کے باوجود اسکو قتل کر ڈالا علاوہ اسکے یہ بھی تھا کہ سعید ابن ہبیرہ کو ذلیل سمجھتا تھا اور اسکو ابو مثنیٰ کی کنیت سے یاد کرتا تھا، تذکرہ میں ہمیشہ یہ کہتا تھا کہ یہ کام ابو مثنیٰ نے کیا، یہ بات ابو مثنیٰ نے کہی۔ ابن ہبیرہ کو اسکی بد کلامی کی خبر لگ گئی۔ چنانچہ اس نے جمیل بن عمران کو حرشی کے حالات دریافت کرنے کے لیے خراسان بھیجا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ دفاتر کے معائنے کے لیے جا رہا ہے، جب جمیل حرشی کے پاس پہونچا تو اس نے اس سے پہلی بات یہ پوچھی کہ ابو مثنیٰ کیسا ہے۔ اسکے بعد لوگوں نے حرشی سے کہا کہ جمیل صرف تمہاری حالت کو دیکھنے آیا ہے۔ حرشی کو جب یہ پتا چلا تو اس نے ایک خربوزہ میں کچھ زہر ملا کر جمیل کے پاس بھیجدیا، جمیل اس کو کھا گیا لیکن کھاتے ہی وہ سخت مریض ہو گیا۔ اسکے سر کے بال ایک ایک کر کے جھڑ گئے جمیل اسی حال میں ابن ہبیرہ کے پاس واپس گیا۔ ابن ہبیرہ نے جمیل کا علاج کرنا شروع کیا جب وہ شفایاب ہو گیا تو اس نے تمام واقعہ سے اطلاع دی۔ اور یہ کہا کہ بڑی بات یہ ہے کہ حرشی تم ہی کو اپنا محکوم سمجھتا ہے۔ ابن ہبیرہ کو سخت غصہ آیا اور اس نے فوراً حرشی کی معزولی کا حکم لکھا، اور اسکو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈالدیا، اسوقت تک سخت سزائیں دیتا رہا جب تک اسنے تمام مال نہ ادا کر دیا ایک شب کو ابن ہبیرہ نے اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ بنو قیس کا سردار کون ہے؟ سبھوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے کہا اس کو چھوڑ دو قیس کا سردار تو کوثر ابن زفر ہے۔ اگر وہ کسی رات کو مدد کے لیے پکارے تو بیس ہزار آدمی اسکے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور یہ نہ دریافت کریں گے کہ کیوں بلایا، ان کا سردار یہ گدھا ہے جو قید خانہ میں پڑا ہے جسکے قتل کا میں حکم دے چکا ہوں۔ لیکن بنو قیس کے ساتھ بھلائی کرنے والا شاید میں ہوں بنو فزارہ کے ایک بدوی نے کہا کہ اگر تم

سردار ہوتے تو کبھی قیس کے اس سردار کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ ابن ہبیرہ یہ سنکر نادم ہوا اس نے فوراً معقل بن عروہ کے پاس کہلا بھیجا کہ حرشی کو مت قتل کرو۔ ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو خراسان کا حاکم بنایا تو اس کو یہ حکم دیا کہ حرشی کو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو، جب وہ وہاں پہونچا تو اس نے دارالامارہ کے دروازہ کو بند پایا، حرشی کو خبر دی گئی کہ مسلم آیا ہے، اسنے پوچھ بھیجا کہ امیر بنکر آتے ہو یا وزیر بنکر، یا صرف ملاقات کی غرض سے آئے ہو۔ مسلم نے جواب دیا کہ میرا ایسا شخص نہ ملنے کے لئے آسکتا ہے اور نہ کسی کا وزیر بنکر آسکتا ہے۔ مجبوراً حرشی نے دروازہ کھلوا دیا۔ جب حرشی مسلم کے پاس آیا تو مسلم اسپر بہت بگڑا اور اسکو قیدخانہ میں ڈالدیا، اور داروغہ جیل کو حکم دیا کہ اسکے پیر میں بیڑیاں بھی ڈالدو۔ جب حرشی کو اس حکم کی خبر ملی تو اسنے اپنے کاتب کو کہا کہ یہ لکھو، آپ کے داروغہ جیل نے یہ حکم سنایا ہے کہ میرے پیر میں بیڑیاں بھی ڈالی جائیں، اگر کسی افسر بالادست کا حکم ہے تو میں اس کی اطاعت کے لئے تیار ہوں، اگر صرف آپ کی رائے ہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کی روش گھوڑے کی چوکڑی کی طرح خطرہ سے خالی نہیں خط میں یہ دو شعر بھی لکھوائے۔

فَإِمَّا تَثْقَفُونِي فَاقْتُلُونِي ۔۔۔۔۔ وَمَن يُثْقَفْ فَلَيْسَ لَهُ خُلُودُ

اگر تم مجھ سے دشمنی کرتے ہو تو اس سے بہتر ہے کہ قتل کرڈالو۔ کیونکہ جس سے دشمنی کی جاتی ہے اسکو دوام نہیں ہے

هُمُ الْأَعْدَاءُ إِنْ شَهِدُوا وَغَابُوا ۔۔۔۔۔ أُولُو الْأَحْقَادِ وَالْأَكْبَادُ سُودُ

وہی کینہ پرور دشمن ہیں خواہ حاضر ہوں ۔ یا غائب ہوں، انکے دل سیاہ فام ہوگئے ہیں

جب ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے اسکی تلاش میں حرشی روانہ کیا، فرات کے قریب حرشی سے اور اس سے ملاقات ہوئی ابن ہبیرہ نے حرشی سے پوچھا کہ تمھارا میرے متعلق کیا خیال ہے، اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنے قبیلہ کے آدمی کو قیس کے قبیلہ کے کسی شخص کے پاس نہ چھوڑو گے، خالد نے کہا ہاں ایسا ہی ہوگا۔

۱۰۴ھ کے مختلف واقعات۔

عبدالواحد نضری حاکم مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عراق اور مشرقی ممالک پر

عمر بن ہبیرہ حاکم تھا کوفہ کے قاضی حسین بن حسن کندی تھے اور بصرہ کے عبدالملک بن یعلی تھے۔ ابو قلابہ جرمی نے اسی سال وفات پائی، بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۱۰۴ھ میں انھوں نے وفات پائی، عبدالرحمن بن حسان بن ثابت انصاری نے بھی اسی سال انتقال کیا یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ نے بھی اسی سال قضا کیا۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص کی وفات اسی سال ہوئی، موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ، عمیر مولیٰ ابن عباس المکنی بہ ابو عبداللہ، خالد بن معدان بن ابی کرب الکلاعی ان سبھوں نے اسی سال انتقال کیا۔ موخر الذکر شام کے باشندہ تھے۔

سنہ ۱۰۵ھ کی ابتدا، عقفان کی بغاوت

یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں ایک حروری نے علم بغاوت بلند کیا جسکا نام عقفان تھا اس کے ساتھ کل ۸۰ آدمی تھے۔ یزید نے اسکے مقابلہ کے لیے فوج تیار کی، لیکن لوگوں نے کہا کہ اگر ان مقامات پر جنگ کی جائے تو خوارج اسکو دار ہجرت بنالیں گے اس لیے بہتر ہے کہ ہر شخص کے پاس اس کی قوم کا ایک شخص بھیجا جائے تاکہ وہ ان کو پھسلا منا کر اس خیال سے روک دے۔ یزید نے کہا کہ اچھا، انکو راضی کرلو ورنہ ایسا نہ ہو کہ میں تم ہی سے مواخذہ کروں۔ لوگ اپنے اپنے قبیلہ کے آدمی کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ہم سے نہ مواخذہ کیا جائے۔ لوگوں نے امن قبول کرلیا۔ صرف عقفان رہگیا۔ یزید نے اس کے پاس اپنے بھائی کو بھیجا۔ اس نے عقفان کو بھی راضی کرلیا۔ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے عقفان کو باغیوں کی درستگی کے لیے مقرر کیا۔ ایک مرتبہ عقفان کا بیٹا خراسان سے او سی بغاوت کا خیال لیکر آیا۔ عقفان نے اسکو باندھکر ہشام کے پاس بھیجدیا، ہشام نے عقفان کی طرف سے رہا کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر عقفان خائن ہوتا تو وہ اپنے بیٹے کے معاملہ کو ضرور چھپاتا۔ اس کے بعد ہشام نے اسکو صدقہ کے وصول کرنے کے لیے مقرر کیا۔ ہشام کی زندگی تک وہ یہی کام کرتا رہا۔

مسعود عبدی کی بغاوت

مسعود بن ابی زینب عبدی نے اشعث بن عبداللہ بن جارود پر بغاوت کی۔

لیکن اشعث بحرین سے باہر چلا گیا اور مسعود یمامہ کی طرف آیا۔ وہاں کا حاکم سفیان بن عمرو عقلی تھا جسکو ابن ہبیرہ نے مقرر کیا تھا۔ سفیان مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرمیں دونوں سے لڑائی شروع ہوئی، مسعود تو تھوڑے ہی دیر کے بعد قتل ہو گیا۔ اس کے بعد خوارج کا سردار ھلال بن مدلج بنا، دن بھر دونوں فوجیں لڑتی رہیں، خارجیوں کے بہت سے آدمی مارے گئے، مسعود کی بہن زینب بھی ماری گئی، جب شام ہوئی تو ھلال کے ساتھی کچھ منتشر ہو گئے اور کچھ ہمراہ رہے، ھلال نے جب حالت نازک دیکھی تو ایک قصر میں جا کر اس نے پناہ لی، لیکن دشمن نے تعاقب کیا، قصر میں زینے لگا کر داخل ہو گئے اور ھلال کو قتل کر ڈالا۔ باقی لوگوں نے امان کی درخواست کی تو وہ مامون کر دئے گئے فرزدق نے آج کے دن کی لڑائی کے متعلق چند اشعار کہے تھے جن کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں۔

لعمری لقد سلت حنیفة سلة سیوفاً ابت یوم الوغیٰ ان تغیرا

قسم ہے اپنی جان کی کہ بنو حنیفہ نے ایسی تلواریں کھینچیں، جو لڑائی کے دن برابر یکساں کام دیتی رہیں انہیں کوئی تغیر وار ہم نہ ہوا

ترکن لمسعود وزینب اخته رداء وسربالاً من الموت احمرا

ان تلواروں نے مسعود اور اسکی بہن زینب کے لئے۔ صرف موت کی سرخ قمیص اور چادر چھوڑی۔

امین الحروریین یوم لقائهم ببرقان یوماً یجعل الموت اشقرا

حروریوں کو اُن کی لڑائی کے دن۔ مقام برقان میں، جبدن موت بہت شدید ہو گئی تھی

بعض روایت میں ہے کہ مسعود نے بحرین اور یمامہ پر ۱۱۹ھ میں قبضہ کر لیا تھا یہانتک کہ سفیان بن عمرو عقیلی نے اسکو قتل کر ڈالا۔

مصعب بن محمد الوالبی

مصعب خوارج کا سردار تھا، عمر بن ہبیرہ نے اسکو اور مالک بن مصعب اور جابر بن سعد کو جنگ کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ یہ سب ملکر خورنق میں جمع ہوئے، اور اپنا سردار مصعب کو بنایا، مصعب کے ساتھ اُسکی بہن آمنہ بھی تھی، خورنق سے باہر چلے۔ جب ھشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے خالد قسری کو عراق کا حاکم بنایا، خالد نے انکے مقابلہ کے لئے ایک فوج بھیجی، یہ لوگ اسوقت مقام حزہ میں تھے جو موصل کے

متعلقات میں واقع تھا یہ فوج جب وہاں پہونچی تو دونوں میں جنگ چھڑ گئی، خوارج نے شکست کھائی اور بہت سے لوگ مارے گئے، بعض روایت میں ہے کہ وہ یزید ہی کے زمانہ میں مارے گئے خوارج کے بعض شعراء نے موجودہ حالت پر کچھ کہا ہے۔

فتیۃ تعرف التخشع فیھم کلھم احکم القران اماما

بہت سے نوجوان جنکے چہرہ سے تقوی اور ایمان کا نور ٹپکتا ہے۔ اور جنھوں نے قرآن کو مستحکم طریقہ پر اپنا امام بنایا ہے

قد بری لحمہ التھجد حتی عاد جلداً مصفراً و عظاما

تہجد نے ان کے جسم کو گھلا ڈالا ہے۔ حتی کہ زرد کھال اور ہڈی رہ گئی ہے۔

غادروھم بقاع حزۃ صرعی فسقی الغیث ارضھم ایاما

لوگوں نے انکو حزہ کے چٹیل میدان میں پچھڑا ہوا چھوڑ دیا۔ اب بارش نے انکی زمین کو سیراب کیا ہے۔

یزید بن عبد الملک کی وفات

یزید بن عبد الملک کا اسی سال ۵ ۔ شعبان المعظم میں انتقال ہوا، اسکی عمر کل ۴۰ برس کی تھی۔ بعض روایت میں ہے کہ وہ ۳۵ سال کا تھا بعض اور کچھ کہتے ہیں۔ اسکی حکومت کا زمانہ چار برس ایک مہینہ چند دن رہا، اسکی کنیت ابو خالد تھی، مرض سل میں مبتلا ہو کر مرا۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ اسکے مرنے کی وجہ دوسری تھی۔ وہ یہ کہ جب اسکی بیوی حبابہ مرگئی تو اس سے اسکے دل پر گہرا اثر ہوا اور اسی صدمہ میں جان دی۔ اسکا مفصل تذکرہ ہم آگے بیان کریں گے۔ حبابہ کا جب جنازہ نکلا تو وہ بھی آہستہ آہستہ پیچھے سے آرہا تھا، اسکا بھائی مسلمہ ساتھ تھا جو اسکو تسلی دے رہا تھا اور صبر و سکون کی تلقین کر رہا تھا، لیکن یزید بالکل بت کی طرح تھا، بعض کہتے ہیں کہ یزید اس صدمہ کی وجہ سے اسقدر لاغر، نحیف اور کمزور ہو گیا تھا کہ جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا اسلیئے اس نے مسلمہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیدیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مسلمہ نے خود ہی اسکو جنازہ کے ساتھ جانے سے روکدیا، تاکہ لوگ اسکی بری حالت سے برا اثر نہ لیں، حبابہ کے مدفون ہونے کے بعد یزید کل ۱۵ دن زندہ رہا اسکے بعد وہ بھی مرگیا اور اسکے پہلو میں دفن کیا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ چالیس دن تک زندہ رہا، لیکن اس عرصہ میں کوئی اسکی عیادت کے لیئے نہ آسکا، صرف ایک مرتبہ لوگوں کو اس کا موقع ملا

جب انتقال ہوگیا تو اُس کے بھائی مسلمہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بیٹے ولید نے نماز پڑھائی۔ ھشام بن عبدالملک اسوقت حمص میں تھا۔

یزید بن عبدالملک کی زندگی کے بعض حالات

یزید بنو امیہ کے نوجوانوں میں تھا، ایک دن جب اسکے پاس حبابہ اور سلامۃ القس بیٹھی تھی تو وہ جوش میں آکر گنگنا رہا تھا۔ اور بیٹھے بیٹھے یہ کہنے لگا تم لوگ مجھ کو چھوڑو میں مرجاتا ہوں، حبابہ نے کہا کہ امیرالمومنین قوم و ملک کو کس کے سپرد کرکے جاتے ہیں، یزید نے کہا کہ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ ایک دن حبابہ زہ بہ بیدمیں آکر یہ شعر گاکر پڑھ رہی تھی۔

وبین التراقی واللھاۃ حرارۃ　　ومااطمئن ما تسوغ فتبردا

حلق اور سینہ کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے۔ جو گھونٹ گھونٹ پانی پینے سے بھی فرو نہیں ہوتی۔

یزید پھر مست ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں اڑ جاؤں گا، حبابہ نے کہا کہ ایک ضرورت ہماری باقی ہے اسکو پوری کردو۔ اسکے جواب میں بھی اوس نے کہا کہ نہیں میں ضرور اڑوں گا حبابہ نے کہا کہ آخر ملک و قوم کو کسکے سر چھوڑو گے، یزید نے کہا کہ تجھ پر اور پھر حبابہ کا گورا گورا ہاتھ اٹھا کر چومنے لگا۔ خدام اسکی طرف سے گذرے تو اسوقت یزید یہ کہہ رہا تھا کہ اے حبابہ تیری آنکھیں دھس گئی ہیں، آخر تو اسقدر لاغر کیوں ہوگئی ہے۔

اسکے بعد اُسکو لیکر نہر اردن کے کنارہ ٹہلنے گیا۔ وہاں انگور کی بیلیں لگی تھیں۔ یزید نے ایک انگور کا دانہ حبابہ پر کھیل سے پھینکا، اتفاق سے وہ حبابہ کے حلق میں چلا گیا اور اُسکی خراش کی وجہ سے حلق میں زخم ہوگیا۔ اسی عارضہ میں وہ مرگئی، تین دن تک یزید نے اُسکے جنازہ کو دفن ہونے نہیں دیا، بلکہ اُسکو چومتا، اُسکے بدن کو سونگھتا، اور اُسکی صورت دیکھ دیکھ کر خوب دل بھر کے روتا، جب حبابہ کا جسم سڑنے لگا تو مجبوراً اُسنے دفن کی اجازت دی، مدفن سے بہت ہی کبیدہ خاطر پریشاں حال افسردہ دل ہوکر واپس ہوا۔ اسکی لونڈی کو جب حالت معلوم ہوئی تو اُسنے یہ شعر پڑھا۔

کفی حزنا بالھائم الصب ان یری　　منازل من یھوی معطلۃ قفرا

ایک سرگردان عاشق کیلئے اتنا غم کافی ہے۔ کہ وہ معشوق کے ان مقاموں کو ڈھونڈھتا اور ویران دیکھے

یہ شعر سنکر بہت رویا، حبابہ کی موت کے بعد سات دن تک وہ مکان سے باہر نہیں نکلا۔ بلکہ پوشیدہ رہا۔ مسلمہ نے اُسکو اسکا مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ اس طرح کریں گے تو لوگ بیوقوف سمجھیں گے۔ یزید اپنے بھائی سلیمان کے زمانہ میں حج کرنے گیا تو اُس نے حبابہ کو چار ہزار دینار میں خریدا، اسکا نام اسوقت عالیہ تھا سلیمان نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ یزید کے مصارف پر نگرانی کروں اسلئے یزید نے اسکو واپس کر دیا اور ایک مصری شخص نے اسکو خرید لیا۔ جب سلیمان کے بعد یزید خلیفہ ہوا تو اسکی بیوی سعدہ نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز رہگئی ہے جسکی تمنا تمہارے دل میں باقی ہے۔ یزید نے کہا ہاں حبابہ کے دیکھنے کی تمنا ہے۔ سعدہ نے حبابہ کو خرید لیا اور اسکو زیورات سے سجا کر پردہ میں رکھا۔ اور یزید سے پوچھا کہ اے امیرالمومنین آپ کے دل میں کوئی تمنا باقی رہگئی ہے، اسنے کہا کہ میں تو کہہ چکا ہوں کہ حبابہ کی تمنا ہے۔ سعدہ نے فوراً پردہ اٹھا کر کہا لو یہ حبابہ کھڑی ہے اور خود بھاگ گئی۔ یزید کے نزدیک سعدہ کی اس دوراندیشی سے منزلت بڑھ گئی سعدہ عبداللہ بن عمر بن عثمان کی بیٹی تھی۔ جب یزید مرگیا تو اُسکے مرنے کی خبر سے کوئی واقف نہ تھا، جب سلامۃ القس نے ماتم کرنا شروع کیا تو محل میں شور مچا کہ امیرالمومنین کا انتقال ہوگیا سلامہ ان اشعار کو پڑھتی جاتی تھی۔ اور روتی جاتی تھی۔

لا تلمنا ان خشعنا او هممنا بخشوع

تم ہم پر ملامت نہ کرو اگر ہم آہ وزاری کریں۔ یا گریہ وزاری کا ارادہ کریں۔

قد لعمری بت ليلى كاخى الداء الوجيع

اپنی زندگی کی قسم کھاتی ہوں کہ میں نے رات سلاح پر گذاری۔ جیسے سخت درد والا انسان تلملاتا ہے۔

ثم بات الهم منى دون من لى بضجيع

پھر غم والم نے میرے ساتھ رات بسر کی۔ اس شخص کے قائم مقام ہوکر جو میرے پہلو میں سوتا تھا۔

للذى حل بنا اليوم من الامر الفظيع

جس شخص کی وجہ سے آج کا دن ہمارے لئے۔ مصیبت انگیز اور خوفناک ہے۔

كلما ابصرت ربعا خاليا فاضت دموعى

جب میں اُسکی قیام گاہ کو خالی دیکھتی ہوں۔ تو آنکھوں سے آنسو کے دریا بہتے ہیں۔

قد خلا من سیّد کان لنا غیر مضیع

جو ایک ایسے سردار کے نہ ہونیکی وجہ سے خالی پڑی ہے۔ جو ہم کو ضایع کرنے والا نہ تھا۔

اس کے بعد اس نے چلا کر کہا ہائے ہمارے امیرالمومنین۔ اس دردناک آواز نے لوگوں کو یہ سنا دیا کہ یزید کا انتقال ہوگیا یہ اشعار کسی انصاری کے ہیں۔

یزید، سلامہ اور حبابہ کے واقعات بہت زیادہ ہیں جنکے تذکرہ کا موقع نہیں ہے۔ صرف سلامہ کے حالات کچھ لکھد ئے جاتے ہیں۔ لوگ سلامہ کو سلامۃ القس کے نام سے یاد کرتے تھے، اسکی وجہ یہ تھی کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی عمار جو بنو جشم بن معاویہ بن بکر کے قبیلہ سے تھے ایک بڑے فقیہ او ر زاہد و عابد آدمی تھے۔ انکو کثرت عبادت کی وجہ سے لوگ القس کہا کرتے تھے، ایکدن وہ سلامہ کے مولی کے مکان سے گذرے، اتفاق سے اسوقت سلامہ گا رہی تھی۔ آواز چونکہ بہت اچھی تھی اس لئے وہ گانا سننے کے لئے ٹھہر گئے۔ اس کے مولی نے دیکھا تو کہا کہ کیا تم سلامہ کو دیکھنا چاہتے ہو اور گانا سننا چاہتے ہو تو انھوں نے انکار کر دیا۔ اسکے مالک نے کہا کہ میں اسکو ایسی جگہ بٹھاؤں گا جہاں سے وہ دکھائی نہ دیگی اور تم اوسکا گانا بھی سن لوگے اوسکے مولی نے اُن کو مکان کے اندر بلا لیا اور ایک پوشیدہ مقام پر بٹھا یا سلامہ نے گانا شروع کیا اور یہ سنتے رہے، آواز سے بالکل مبہوت ہوگئے تھے، سلامہ کے مولی نے گانا ختم کرنے کے بعد اسکو سامنے بلایا۔ جب وہ سامنے آئی، تو دونوں کی نظریں چار ہوتے ہی محبت کی لہر دوڑ گئی، چونکہ یہ بزرگ بھی خوبصورت، نوجوان اور شکیل تھے اس لئے سلامہ کے بھی محبوب نظر ہوگئے، اکثر ملاقات ہوجاتی تھی۔ ایکدن دونوں کو تنہائی ملگئی تو سلامہ نے کہا کہ میں تمکو بہت چاہتی ہوں۔ اونھوں نے بھی کہا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو پیار کروں۔ انھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ سلامہ نے کہا کہ اسوقت میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنا پیٹ آپ کے پیٹ پر رکھدوں اور لپٹ کر سوجاؤں، انھوں نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پھر اُس نے پوچھا کہ آخر اب کونسی چیز مجامعت سے مانع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کا یہ قول مانع ہے الاخلاء یومئذٍ بعضھم لبعضٍ عدوٌّ الا المتقین اس دن دوست ایک

دوسرے کے دشمن ہوں گے، لیکن صرف وہ لوگ جو متقی اور پرہیزگار ہیں" اس لئے میں نہیں چاہتا کہ ہماری تمہاری محبت قیامت کے دن عداوت پیدا کردے اس کے بعد دامن جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور فوراً خدا کی عبادت میں مشغول ہوگئے ۔ اس کے عشق میں چند اشعار بھی اُنھوں نے کہے تھے۔

ہشام بن عبدالملک کی خلافت

اسی سال ہشام بن عبدالملک شعبان کی آخری تاریخوں میں مسند خلافت پر متمکن ہوا ۔ اسوقت اسکی عمر ۳۴ سال کی تھی اور کچھ مہینے زیادہ تھے ۔ ہشام مصعب بن زبیر کی شہادت کے سال ۷۲ھ میں پیدا ہوا ۔ عبدالملک نے اسکا نام منصور رکھا تھا لیکن اسکی ماں نے اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا، اُسکا باپ ہشام بن اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن مغیرہ مخزومی تھا ۔ عبدالملک نے اس نام سے کوئی انقبت نہیں ظاہر کی ۔ ہشام کی ماں عائشہ بنت ہشام تھی ۔ چونکہ وہ ذرا احمق تھی اس لئے عبدالملک نے بعد کو طلاق دیدی تھی ۔ ہشام کی کنیت ابوالولید تھی ۔ ہشام جب اصافہ میں تھا تو قاصد مہر اور تلوار لیکر پہونچے اور اسکے سپرد کردیا ۔ وہاں سے ہشام دمشق میں آیا ۔

خالد قسری کا عراق میں والی ہونا

ہشام بن عبدالملک نے عمر بن ہبیرہ کو عراق کی حکومت سے معزول کر کے خالد قسری کو وہاں کا حاکم بنایا ۔ یہ شوال کا مہینہ تھا ۔ عمر بن یزید بن عمیر الاسیدی کا بیان ہے کہ میں ہشام سے ملنے گیا، اسوقت وہاں خالد قسری بیٹھا تھا جو اہل یمن کی اطاعت اور فرماں برداری کا نغمہ گا رہا تھا ۔ میں نے یہ سنکر کہا کہ خدا کی قسم ایسی غلط اور بیہودہ بات میں نے نہیں دیکھی، اور واقعہ بھی اسکے برخلاف ہے، اسلام میں کوئی ایسا فتنہ نہ اٹھا جو اہل یمن کے ذریعہ کامیاب ہوا ہو، مثلاً حضرت عثمانؓ کے قتل کے واقعہ میں یہی شریک تھے ۔ عبدالملک سے انھیں نے بغاوت کی اور زندہ مثال یہ ہے کہ ہماری تلواریں اب تک آل مہلب کے خون سے رنگین ہیں

یہ باتیں کہکر جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو ایک بنو مروان کا آدمی میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا کہ اے بنو تمیم تم نے میری موقع پر مدد کی، میں نے تمہاری گفتگو کو اچھی طرح سنا امیرالمومنین نے خالد قسری کو عراق کا حاکم بنادیا اور اے بنو تمیم عراق اب تمہارا گھر نہ رہا۔ اور خالد اسی روز عراق روانہ ہوگیا۔ یاد رکھو کہ وہاں اب تمہاری گذر نہیں ہوسکتی (اسیدی کو محدثین ی، کی تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نحوی تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اس سال بکیر بن ماہان سندھ سے واپس آیا۔ وہ جنید بن عبدالرحمن کے ساتھ وہاں گیا تھا، جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر بھی واپس چلا آیا وہ کوفہ پہونچا اس کے ساتھ چار اینٹیں چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی تھی۔ بکیر نے ابو عکرمہ صادق مغیرہ، محمد بن خنیس، سالم اعین ابو یحیی مولی بنی سلم وغیرہ سے ملاقات کی انھوں نے بنو ھاشم کی دعوت کا اس سے تذکرہ کیا بکیر یہ سنکر خود بھی اس فرقہ میں شریک ہوگیا، اور جو کچھ مال تھا اوسکو ان لوگوں پر صرف کردیا۔ کوفہ سے وہ محمد بن علی کے پاس ملنے گیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں میسرہ کا جو داعیوں کا افسر تھا انتقال ہوگیا محمد بن علی نے بکیر کو اسی جگہ پر مقرر کردیا۔

۱۰۵ھ کے مختلف واقعات

جراح نے اس سال لان میں جنگ کی اور وہاں سے بلنجر کے ان قلعوں اور شہروں کی طرف پہونچا جو اسکے پیچھے واقع تھے، جن میں سے بعض کو فتح کیا اور بعض کو چھوڑ دیا غنیمتیں بے شمار حاصل ہوئیں۔ سعید بن عبدالملک نے روم میں جنگ کی کسی مقام پر اُس نے ایک سریہ جو ایک ہزار آدمیوں کا تھا روانہ کیا لیکن سب کے سب وہاں کام آگئے۔ مسلم بن سعید کلابی امیر خراسان ماوراء النہر کے قریب ترکوں سے جنگ آزما ہوا، لیکن بغیر کسی کامیابی کے لوٹ گیا ترکوں نے اُنکا تعاقب کیا۔ اور جب مسلمان نہر جیحوں کو عبور کر رہے تھے تو یہ پیچھے سے حملہ آور ہوئے فوج کے آخری دستہ پر عبیداللہ بن زھیر بن حیان تھا جو بنو تمیم کے سواروں کے دستہ پر تھا اوس نے ترکوں کی پوری مدافعت کی تو تمام لوگ آسانی سے نہر عبور کر گئے۔ مسلم بن سعید جب آگے بڑھا تو اُس نے افشین میں جنگ کی وہاں کے

باشندوں نے چھ ہزار جانوروں پر صلح کرلی اور قلعہ انکے سپرد کردیا۔ یہ واقعات ۱۰۵ھ
کے آخر میں ہوئے جب یزید کا انتقال ہوچکا تھا۔ مروان بن محمد نے غزوہ صائفہ میں ترکستان
کی تھونیہ اور کمخ جو ارض روم میں واقع ہے اُن کو زیر نگیں کیا۔ اس سال ابراہیم بن ھشام نے
لوگوں کے ساتھ حج کیا جو ھشام بن عبدالملک کا ماموں تھا۔ ابراہیم نے عطاء سے پوچھ بھیجا
کہ میں کس وقت خطبہ دوں، اُنھوں نے کہا کہ یوم الترویہ سے ایک دن قبل اور ظہر کے بعد خطبہ
دو۔ لیکن ابراہیم نے ظہر سے قبل ہی خطبہ دیدیا اور یہ ظاہر کیا کہ عطاء نے یہی کہلا بھیجا تھا۔
لیکن عطاء نے بر سر مجلس یہ کہدیا کہ میں نے تو ظہر کے بعد کہا تھا۔ ابراہیم نے ندامت
سے اپنا سر جھکا لیا۔ مدینہ، مکہ، اور طائف کا حاکم عبدالواحد نضری تھا۔ عراق اور خراسان
پر عمر بن ھبیرہ تھا، کوفہ کے قاضی حسین بن حسن کندی تھے۔ اور بصرہ کے قاضی موسیٰ
بن انس تھے۔ کثیر عزہ نے جو ایک مشہور شاعر تھا اسی سال وفات پائی، عکرمہ مولیٰ
ابن عباس نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ عکرمہ نے سعید بن جبیر کی ماں سے شادی کرلی
تھی۔ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اسی سال انتقال کیا بعض کا بیان ہے کہ ۹۵ھ میں ہوا
اُن کی عمر ۷۳ سال کی تھی۔ ضحاک بن مزاحم، عبید بن حسین دونوں نے اسی سال انتقال کیا۔
عبید کی عمر ۷۵ سال کی تھی۔ ابو رجاء عطاردی اور ابو عبدالرحمٰن سلمی نے بھی وفات پائی،
انکی عمر ۹۰ برس کی تھی اور ابو عبدالرحمٰن کا نام عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ تھا۔ عبداللہ
بن عبداللہ بن عمر نے بھی اسی سال قضا کی اون کی ماں کا نام صفیہ تھا جو مختار کی بہن
تھیں۔ عبداللہ بن عمر نے انھیں سے اپنے لڑکوں کے متعلق وصیت کی تھی اور
انکے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے اسی سال وفات پائی یہ سالم بن عبداللہ
کے علاتی بھائی تھے، ان دونوں کی ماں ام ولد تھی۔ یزید بن عبدالملک کی
زندگی ہی میں ابان بن عثمان بن عفان کا انتقال ہوا جنھوں نے مفلوج ہونے
کے بعد وفات پائی، عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری جنکی عمر ۷۵ سال کی تھی اُنھوں
نے بھی وفات پائی، یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حرث
بن ھشام مخزومی نے قضا کی۔ عطاء بن یزید جندعی لیثی نے بھی اسی سال انتقال
کیا، ان کی پیدائش ۲۵ھ میں ہوئی تھی اور شام کے باشندے تھے۔ عراک بن
مالک غفاری کا جو خیثم بن عراک اور مورق عجلی کے والد تھے انتقال اسی سال ہوا۔

۱۰۶ھ کی ابتدا

بنو مضر اور یمنی قبایل کے درمیان خراسان میں جنگ

بعض کہتے ہیں کہ اس سال بنو مضر اور یمنی قبایل کے درمیان بروقان میں جنگ ہوئی، بروقان بلخ کی سرزمین میں واقع ہے، مسلم بن سعید بن اسلم حاکم خراسان نے ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے تیاری شروع کی، لوگوں نے جنگ کی شرکت میں پس وپیش کیا اور بختری بن درہم اس میں پیش پیش تھا مسلم نے نصر بن سیار، بلعاء بن مجاہد وغیرہ کو بلخ روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو میدان جنگ میں لے آؤ۔ نصر بن سیار نے پہونچکر بختری اور زیاد بن ظریف باہلی کے دروازوں میں آگ لگادی۔ جب یہ لوگ بلخ پہونچے تو عمرو بن مسلم نے جو وہاں کا حاکم اور قتیبہ کا بھائی تھا شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ مسلم بن سعید نہر عبور کرکے آگے بڑھا اور نصر بن سیار کو جب داخلہ کی اجازت نہ ملی تو بروقان میں آکر ٹھرا۔ اہل صغانیان، مسلمہ تمیمی، حسان بن خالد اسدی وغیرہ نصر کے پاس آئے، اور بنو ربیعہ اور بنو ازد نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر مجتمع ہوئے بنو مضر نصر کی طرف ہو گئے، اور باقی عمرو بن مسلم کے ساتھ رہے۔ بنو تغلب نے عمرو بن مسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم اور تم ایک ہی سلسلہ میں ہیں اس لئے ساتھ ہو جانا چاہئے، انھوں نے ایک شعر بھی لکھ بھیجا جسکو کسی باہلی نے بنو تغلب کے بارے میں کہا تھا، کیونکہ قتیبہ اصل میں باہلی تھا۔ لیکن عمرو بن مسلم نے اسکو تسلیم نہیں کیا۔ ضحاک بن مزاحم اور یزید بن مفضل حداتی نے دونوں میں مصالحت کی کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اسکے بعد عمرو بن مسلم کے ساتھیوں نے نصر پر حملہ کیا۔ نصر نے بھی جواب دیا اس میں جو سب سے پہلا شخص مقتول ہوا وہ قبیلہ باہلہ کا آدمی تھا اور عمرو کے ساتھیوں میں تھا اور اسکے ساتھ ۱۸ آدمی تھے۔ آخر میں عمرو بن مسلم نے شکست کھائی۔ اور نصر بن سیار سے امن کا طالب ہوا۔ نصر نے اسکو مامون کردیا۔ بعض کا بیان ہے کہ عمرو بن مسلم نے جب شکست کھائی تو ایک چکی میں اس نے اپنے کو رسی سے باندھ دیا۔ لوگوں نے وہیں سے پکڑ کر نصر کے سامنے حاضر کردیا۔

عمرو کی گردن میں رسی پڑی تھی، نصر نے اسکو رہا کر دیا۔ صرف بختری اور زیاد بن طریف کو سو سو درے لگوائے اُن کے سر اور ڈاڑھی مونڈوا کر اُن کی تشہیر کرائی۔ بعض روایت میں ہے کہ اول اول نصریوں نے شکست کھائی لیکن اثنائے جنگ میں عمرو بن مسلم نے بنو تمیم کے ایک آدمی کو جو اُس کے ساتھ تھا کہا کہ اے شخص تیری قوم کی ... کیسی ہے، یہ محض عار دلانے کے لیئے اس نے کہا تھا۔ اسکے بعد بنو تمیم نے زور شور سے یورش کی جس میں عمرو بن مسلم نے شکست کھائی۔ اسکے بعد اس تمیمی نے عمرو بن مسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو میری قوم کی ... ایسی ہے۔ بعض عمرو بن مسلم کے شکست کھانے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بنو ربیعہ جو عمرو کے ساتھ تھے پہلے بہت کچھ مارے گئے۔ جب اُنھوں نے ایسی صورت دیکھی تو بولے کہ ہم اپنے ہی بھائیوں سے اور امیر سے کیوں لڑیں۔ ہم نے عمرو سے اپنے کو منسوب کیا تو اُس نے انکار کر دیا۔ پھر ہم کیوں ساتھ دیں، اسکے بعد وہ علیحدہ ہو گئے، اور باقی لوگوں نے شکست کھائی۔ نصر نے تمام گرفتار شدہ لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور اُن کو مسلم بن سعید کے ساتھ ملنے کا حکم دیا۔

مسلم بن سعید اور ترکوں کی جنگ

مسلم نے جب نہر بلخ عبور کیا اور جو لوگ اسکے ساتھ ہونیکو باقی رہگئے تھے وہ ملگئے، تو وہ اُن کے ساتھ بخارا کی طرف چلا گیا۔ وہاں پہنچکر خالد قسری کا خط ملا، جس میں اسکے عراق میں حاکم ہونیکی خبر درج تھی اور اُسکو اُسکی ہدایت تھی کہ لڑائیوں کا سلسلہ جلد ختم کرو۔ مسلم اسی طرف سے فرغانہ چلا گیا وہاں پہونچکر اس کو یہ معلوم ہوا کہ خاقان اپنی فوجوں کے ساتھ مقابلہ کے لیئے آرہا ہے اس لیئے مسلم نے اپنی فوج کو کوچ کرنیکا حکم دیا۔، اور ایک دن میں تین تین منزلیں طے کرتا ہوا پہونچ گیا۔ خاقان بھی بڑھتا آرہا تھا کہ یکایک مسلمانوں کی بے خبری کی حالت میں اِن کے ایک دستہ پر آپہونچا اور مسلم کے سواری کے جانوروں کو لے لیا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ مسیب بن بشر ریاحی اور برا، جو مہلب کے مشہور سپہ سالاروں میں تھے مقتول ہوئے۔ غوزک کا بھائی بھی قتل کیا گیا۔ اسکے بعد مسلمانوں نے انپر حملہ کر کے اپنے کو لشکر کے درمیان سے

نکال لیا اور مسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ کر گیا اور آٹھ دن چلتا رہا۔ دشمن ان کے آس پاس گھوم رہے تھے، آخر کار نویں دن سب تھک کر بیٹھ گئے اور یہ مشورہ کیا کہ اب مقیم ہونا چاہیئے اور یہ صورت طے پائی کہ کل صبح تم لوگ اس نہر سے پانی پینے کو جائیں جو ہم سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے انہوں نے لشکر میں کوئی خیمہ وغیرہ نصب نہیں کیا بلکہ آسانی کے خیال سے جتنا سامان زیادہ تھا ان سب کو جلا دیا تاکہ عبور کرنے میں سہولت ہو، سبھوں نے ایک لاکھ کی مالیت پر پانی پھیر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نہر کی طرف چلے، اہل فرغانہ اور شاش سامنے کھڑے تھے مسلم نے کہا کہ ہر شخص تلواریں میان سے نکال لے چنانچہ سبھوں نے ایسا ہی کیا اور سارا میدان تلواروں سے بھر گیا، سبھوں نے پانی چھوڑ کر نہر کو عبور کیا اور ایک دن ٹھہرے دوسرے دن خاقان کے ایک بیٹے نے تعاقب کیا، حمید بن عبداللہ جو آخری دستہ کا افسر تھا اس نے مسلم کو کہلا بھیجا کہ ترکوں کی فوج قریب پہونچ گئی مقابلہ کئے بغیر چین نہیں ہے تم ذرا ٹھہر جاؤ، اس سے فراغت ہو جائے تو پھر چلنا چاہیئے۔ مسلم ٹھہر گیا، حمید پہلے سے زخمی بھی تھا۔ لیکن ترکوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا چنانچہ اس مقابلہ میں ترکوں نے شکست کھائی، اہل صغد اور ترکوں کے ساتھ بڑے بڑے افسر گرفتار ہو گئے، باقی بھاگ گئے۔ اسکے بعد حمید پھرا تھوڑے ہی دور گیا ہوگا کہ کسی نے تیر مارا اسی صدمہ سے وہ مر گیا۔ آگے چلکر مسلمانوں کو بڑی سخت پیاس لگی، اتفاق وقت کہ عبدالرحمن عامری نے بیس مشکیزے پانی کے بھر کر اپنے اونٹ پر لاد لئے تھے اسی سے ایک ایک گھونٹ پانی لوگوں میں تقسیم کیا گیا، مسلم بن سعید کو بھی پیاس لگی اور اس نے پانی مانگا۔ کسی نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی دیا، اسکو بھی، جابر یا حارثہ بن کثیر سلیمان بن کثیر کے بھائی نے مسلم کے منہ سے چھین لیا مسلم نے کہا کہ چھوڑ دو، اور بولا کہ یہ پانی کے لئے اگر کسی نے جھگڑا کیا تو وہ پیاسا تھا۔ اسکے بعد مسلمانوں کی فوج خجندہ پہنچی، وہاں سب کو بھوک لگی، مگر کھانے کو کچھ بھی نہ تھا، اس وجہ سے لوگ غذا کی تلاش میں ادھر ادھر نکل گئے اس اثنا میں دو سوار عبدالرحمن بن نعیم کو تلاش کرتے ہوئے پہونچے۔ جب وہ ملا تو انھوں نے اسد بن عبداللہ، خالد قسری کے بھائی کے متعلق یہ خبر دی کہ وہ خراسان کا حاکم

ہو گیا ہے، اور اس نے تمکو یہ خط دیا ہے، جسکا مضمون یہ تھا کہ تم فوج کے سردار بنائے گئے، عبدالرحمن نے مسلم کو یہ فرمان دکھایا، مسلم نے کہا کہ مجھ کو قبول ہے۔ عبدالرحمن پہلا شخص تھا جس نے آمل کے میدانوں میں خیمے نصب کرائے، خزاج تغلبی نے جنگ کی حالت یوں بیان کی کہ ترکوں نے ہمکو اس طریقہ پر گھیر لیا تھا کہ ہمکو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا۔ لیکن حوثرہ بن یزید بن حر بن حنیف نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور کچھ دیر لڑ کر پھر واپس آ گیا۔ اور فوراً ہی نصر بن سیار نے بھی تیس سواروں کے ساتھ یورش کی۔ ترکوں کے پیر ڈگمگانے لگے، اسکے بعد مسلمانوں نے ملکر ایک ساتھ حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ حوثرہ، رقبہ بن حر کا بھتیجا تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ عمر بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو جب خراسان کا حاکم بنایا تو اُس سے کہدیا تھا کہ اپنا عرض بیگی غلاموں میں سے اس شخص کو بنانا جو سب میں بہتر ہو، کیونکہ وہی تمہاری زبان کی قائم مقامی کریگا۔ اور تمہارے خیالات کا عکس اتاریگا۔ اپنے عمال حکومت کے انتخاب میں تم اپنے کو معذور ظاہر کرو اس نے پوچھا وہ کیسے، ابن ہبیرہ نے کہا کہ ہر شہر کے باشندوں کو خود مختار کردو۔ اگر انھوں نے بُرا اچھا کیا تو وہ تمہارے لئے ہوگا اور اگر بُرا کیا تو اُن کے سر پڑیگی۔ تم معذور سمجھے جاؤ گے، مسلم بن سعید کی مہرداری کی خدمت پر، توبہ بن ابی سعید مامور تھا۔ اسد بن عبداللہ۔ جب والی ہو کر آیا تو اس نے بھی اُن کو اس عہدہ پر بحال رکھا۔

ہشام بن عبدالملک کا حج کرنا

اس سال فریضہ حج کی ادائی میں خود ہشام بن عبدالملک شریک تھا، ابوالزناد نے حج کی سنتوں (طریقہ) کو لکھکر ہشام کے پاس بھیجا تھا۔ ابوالزناد سے روایت ہے کہ میں راستہ میں ہشام سے ملا جبکہ وہ جلوس میں تھا، اسی وقت سعید بن عبداللہ بن عثمان بن عفان نے ہشام سے آکر ملاقات کی اور خفیہ طریقہ پر اس سے یہ کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین خدا ہمیشہ آپ کے خاندان پر اپنی رحمت نازل کرتا رہا، اور اپنے مظلوم خلیفہ کی اسی طریقہ پر مدد کرتا رہا، لوگ ان مقامات پر ابوتراب پر لعنت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ عمدہ مقامات ہیں اسلئے امیرالمومنین کو

بھی چاہیئے کہ اُن پر سب وشتم کریں، ہشام کو یہ بات ناگوار ہوئی اس نے جواب میں کہا کہ ہم کسی کو گالی دینے اور لعنت بھیجنے کیلئے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم حج کیلئے آئے ہیں اسکے بعد ہشام نے منہ پھیر لیا اور مجھ سے مخاطب ہوا، حج کے متعلق چند باتیں دریافت کیں میں نے جو لکھکر بھیجا تھا وہی دہرا دیا۔ سعید کو یہ بات بہت شاق گذری کہ میں نے بھی ان دونوں کی گفتگو سن لی اسی وجہ سے جب وہ مجھ کو دیکھتا تھا تو نگاہیں نیچی کر لیتا تھا

اسد بن عبداللہ کا خراسان میں حاکم ہونا

بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد قسری نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا حاکم بنا دیا، جب وہ وہاں جا رہا تھا تو مسلم بن سعید فرغانہ میں تھا، اسکے نہر عبور کرتے وقت اشہب بن عبید تمیمی نے روکا، اشہب آمل میں کشتیوں کا محافظ تھا، اسلئے اس نے روک دیا اور کہا کہ مجھ کو اسکی ممانعت کی گئی ہے اسد نے اس سے نرمی سے گفتگو کی اور کچھ دیا لیکن وہ راضی نہ ہوا، جب اسد نے یہ کہا کہ میں امیر ہوں تو اس نے اجازت دیدی، اسد نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو، تاکہ موقع ہو تو ہم اسکی امانت کی تعریف کریں اور اسکو انعام دیں اسد صغد پہونچا اور پھر مرج میں آکر مقیم ہوا، سمرقند میں ہانی بن ہانی عامل تھا، وہ سمرقند کے معززین کو ساتھ لیکر اسد سے ملنے گیا اسوقت پتھر پر بیٹھا تھا لوگوں نے یہ دیکھکر بدفالی لی اور بولے کہ اسد اور پتھر پر ہو۔ اسد مرج سے سمرقند گیا، اور وہاں سے دو آدمیوں کو عبدالرحمن بن نعیم کے نام اپنا فرمان دیکر بھیجا اس میں یہ تھا کہ اب فوج کے سردار تم بنائے گئے۔ یہ دونوں عبدالرحمن کو تلاش کرتے ہوئے فرغانہ تک پہونچے جب وہ ملا تو یہ فرمان اس کے حوالہ کر دیا، عبدالرحمن نے یہ حکم نامہ مسلم بن سعید کو دکھایا، مسلم نے کہا کہ میں خوشی سے اسکو تسلیم کرتا ہوں، چنانچہ عبدالرحمن تمام آدمیوں کو ساتھ لیکر حتی کہ مسلم کو بھی ہمراہ لیکر سمرقند پہونچا وہاں اسد سے ملاقات کی، اسد نے سمرقند سے ہانی ابن ہانی کو معزول کر دیا اور حسن بن ابی العمرطہ کندی کو وہاں کا عامل بنایا، حسن سے کسی نے کہا کہ ترک منات ہزار فوج کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوئے تو اس نے کہا کہ یہ غلط ہے ہم نے ان پر حملہ کیا اور غلبہ حاصل کیا۔

اور غلام بنالیا۔ اب بھی میں تم سے انکا مقابلہ کرتا ہوں اور تمہارے سرداروں کو ان سے بھڑاتا ہوں ان پر سب وشتم کیا اور بددعائیں کیں۔ پھر ترکوں کے مقابلہ کے لئے دیر سے نکلا حتی کہ ترک لوٹ مار کر صحیح وسالم واپس گئے، اور سمرقند میں ثابت قطنہ کو اپنا جانشین بنایا، وہاں سے وہ غارت گری کر کے صحیح وسالم واپس آگیا۔ ثابت قطنہ اپنی قائم مقامی کے زمانہ میں ایک مرتبہ خطبہ دینے کھڑا ہوا، لیکن مرعوب ہوگیا، اور صرف من یطع اللہ ورسولہ غلط پڑھا اور پھر خاموش ہوگیا۔ اور کچھ نہ بول سکا۔ جب منبر پر سے اترا تو یہ شعر پڑھنے لگا۔

ان لم اکن فیکم خطیبا   بسیفی اذا جد الوغی لخطیب

اگر میں تم لوگوں کے درمیان بہت بڑا خطیب نہیں ہوں۔ تو لڑائی کے وقت اپنی تلوار سے خطبہ دیتا ہوں

لوگوں نے کہا کہ اگر اسی شعر کو تم نے منبر پر پڑھا ہوتا تو ہمارے نزدیک بڑے خطیبوں میں تمہارا شمار ہوتا، صاحب الفیل الشکری نے طنزاً یہ اشعار سنائے

ابا العلاء لقد لاقیت معضلۃً   یوم العروبۃ من کرب وتخنیق

اے ابو العلاء تجھ کو تقریر کرنے کے دن درد ۔ اور دم گھٹنے کی وجہ سے سخت دقت پیش آئی

تلوی اللسان اذا رمت الکلام بہ   کما ہوی زلق من شاہق النیق

جب تو بولنا چاہتا تھا تو زبان کو بہت حرکت دیتا تھا جیسے بلند پہاڑی سے کوئی چٹان پھسل کر گرتی ہے

لما رمتک عیون الناس ضاحیۃ   انشأت تجرض لما قمت بالریق

جب لوگوں کی گھورتی ہوئی نظریں تجھ پر پڑیں ۔ اور جب تو منہ میں لعاب دہن لیکر کھڑا ہوا تو سہم گیا۔

اما القرآن فلا تہدی لمحکمہ   من القرآن ولا تہدی لتوفیق

تجھے قرآن کی کسی آیت سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا ۔ نہ توفیق الٰہی تیرے شامل حال ہوتی ہے

حر کا شہر موصل میں حاکم ہونا

اس سال ہشام نے حر بن یوسف بن یحیی بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو موصل کا حاکم بنایا، حر نے اپنے رہنے کے لئے ایک محل بنوایا جسکا نام دار منقوشہ تھا، اسکو منقوشہ اس وجہ سے کہتے تھے کیونکہ وہ، ساج، مرمر، بیرہ اور دوسرے منقوش پتھروں سے سجایا گیا تھا، یہ محل قتابین، شعارین، اور بعار کے بازاروں کے قریب واقع تھا

لیکن آج کل اس کی حالت بہت ابتر ہوگئی ہے اور سوق اربعاء اس کے متصل ہے۔
حر نے سب سے بڑا کام یہ انجام دیا کہ موصل میں اس نے ایک نہر بنوادی، ایک
مرتبہ اس نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پانی کا گھڑا لئے جا رہی ہے، لیکن تھوڑی
تھوڑی دور پر جا کر اسکو اتار کر رکھدیتی ہے اور پھر دم لیکر اسکو اٹھاتی ہے، چونکہ پانی
بہت ہی دور پر تھا اسوجہ سے وہ لاتے لاتے تھک گئی تھی حر اس حالت کو دیکھکر
بہت متاثر ہوا۔ اور ہشام کو یہاں نہر بنوانے کیلئے مشورہ دیا ہشام نے اسکی
اجازت دیدی۔ چنانچہ اسکے انتظام سے یہ نہر بنی جس سے شہر کے لوگ برابر
فائدہ اٹھاتے رہے، اور یہیں پر وہ مشہور راستہ ہے جو شارع النہر کے نام سے
معروف ہے، حر وہاں چند سال تک حاکم رہا اور ۱۱۳ھ میں انتقال کرگیا۔

۱۰۶ھ کے مختلف واقعات

اس سال ہشام جب مقام جھریر پر تھا تو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے اس سے مناظرہ
کیا۔ ابراہیم کا پہلا سوال یہ تھا کہ اے ہشام میں تجھ کو خدا کی قسم دیکر اور اس بیت الحرام
کی عظمت کو یاد دلا کر جس کا تو طواف کر رہا ہے کہتا ہوں کہ جو چیز ظلم سے لی گئی وہ واپس
کردے ہشام نے پوچھا کہ کونسی چیز اس نے کہا کہ میرا مکان ہشام نے کہا کہ تو عبدالملک
کے زمانہ میں کہاں تھا، ابراہیم نے کہا کہ اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا، پھر پوچھا کہ ولید اور
سلیمان کے زمانہ میں کہاں تھا ابراہیم نے کہا کہ ان دونوں نے بھی مجھ پر ظلم کیا ہشام
نے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں کہاں تھا، ابراہیم نے کہا اللہ ان پر اپنا رحم
کرے انھوں نے میرا گھر مجھ کو واپس کردیا تھا ہشام نے پوچھا کہ یزید بن عبدالملک کے
زمانہ میں کہاں تھا اس نے کہا کہ اس نے تو میرا گھر پھر چھین لیا حالانکہ میں اس پر قابض
تھا، اب وہ مکان تمھارے قبضہ میں ہے، ہشام نے کہا اگر تو اس سے قبل سزایاب
ہوتا تو میں ضرور مارتا۔ ابراہیم نے کہا واللہ مجھ میں کوڑا اور تلوار دونوں کے مار کی
نشانی ہے۔ ہشام چلا گیا اس نے کسی سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق تمھارا کیا
خیال ہے۔ اس نے کہا بہت عمدہ ہے۔ ہشام نے کہا کہ وہ بہترین گفتگو کرتا
ہے خود قریشی ہے اور اس کی زبان بھی قریشی ہے۔ لوگوں میں ہمیشہ باقیات الصالحات

سہتے ہیں، لیکن اسکے مثل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ھشام نے اس سال عبدالواحد نفری کو مکہ مدینہ، طائف کی حکومت سے معزول کر کے اپنے ماموں ابراہیم بن ھشام مخزومی کو حاکم بنایا۔ چنانچہ وہ جمادی الآخر کے آخری ایام میں مدینہ پہونچا۔ عبدالواحد کی حکومت ایکسال آٹھ مہینہ رہی۔ سعید بن عبدالملک نے غزوہ صائفہ میں شرکت کی۔ اور جراح بن عبداللہ نے لان پر حملہ کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی اور جزیہ ادا کر دیا عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ماہ رجب میں پیدا ہوئے ابراہیم بن ھشام نے مدینہ کا قاضی محمد بن صفوان الجمحی کو بنایا اور پھر اسکو معزول کر کے صلت کندی کو بنایا عراق اور خراسان کا حاکم خالد بن عبداللہ قسری تھا۔ بصرہ میں خالد کی جانب سے امور مذہبی کے لئے عقبہ بن عبدالاعلی تھا اور ملکی انتظام کے لئے مالک بن منذر بن جارود تھا۔ اور وہاں کی قضاءت ثمامہ بن عبداللہ بن انس کے سپرد تھی، حج میں خود ھشام بن عبدالملک شریک تھا۔ یوسف بن ماہک سوا ل حضرمیں اور بکیر بن عبداللہ مزنی نے انتقال کیا۔

۱۰۷ھ کی ابتداء

جنید کا سندھ کے بعض شہروں پر قابض ہونا اور جیسنیہ کا قتل کرنا

خالد نے جنید بن عبدالرحمن کو سندھ کا حاکم بنایا۔ جب جنید نہر مہران کے کنارہ پر پہونچا تو جیشیہ بن داہر نے نہر عبور کرنے سے ممانعت کی، اور کہلا بھیجا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں، اور ایک بہترین شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہمکو ان تمام ممالک کا حاکم بنا دیا ہے، تم سے خطرہ ہے کہ کہیں تم لڑائی نہ کرو، جنید نے اوسکی تسلی کے لئے بعض چیزیں بطور رہن کے رکھیں اور جیشیہ سے بھی اس بات کی ضمانت لی کہ وہ اپنے تمام مقبوضات کا خراج ادا کرے۔ لیکن پھر دونوں نے اپنی اپنی ضمانتیں واپس لے لیں، اور جیشیہ نے اپنے مرتد ہونیکا اعلان کر دیا اور جنید سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جنید نے خود پیشقدمی کی، بہرحال جیشیہ نے ہند سے بہت سی کشتیاں منگائیں اور جنید کے مقابلہ کے لئے

پہونچا، جنید بھی کشتیوں پر سوار ہو کر اسکے مقابلہ میں آیا، اتفاق سے دونوں کی کشتیاں ٹکرا گئیں۔ اور جنید نے جیشیہ کو گرفتار کر لیا اور پھر قتل کر ڈالا، اوس کا بھائی صصہ عراق کی طرف بھاگا تاکہ جنید کے مظالم کی شکایت کرے، لیکن جنید نے دم دلاسا دیکر بلا لیا اور موقع سے مروا ڈالا۔ پھر جنید نے کرج پر حملہ کیا وہاں کے باشندوں نے معاہدہ توڑ دیا تھا اسلیئے ان سے لڑائی کی گئی، جنید نے اسی سال ازین اور مالیہ کو فتح کر لیا۔ چند دوسرے مقامات بھی قبضہ میں آئے۔

عنبسہ حاکم اندلس کا فرانس پر چڑھائی کرنا

اس سال عنبسہ بن شیحیم کلبی حاکم اندلس نے فرانسیسی مقامات پر ایک زبردست جنگ اور قرقسونہ کا محاصرہ کر لیا، ان لوگوں نے جو وہاں آباد تھے ان شرائط پر تنگ آکر صلح کر لی (۱) نصف مواضعات تمہارے قبضہ میں رہیں گے (۲) مسلمانوں کے تمام قیدی ہم واپس کر دیں گے (۳) جزیہ پورا ادا کریں گے، (۴) ذمیوں کے اصول کی پابندی کریں گے (۵) مسلمانوں پر جب کوئی قوم حملہ آور ہوگی تو ہم مسلمانوں کی مدد کریں گے اور جس سے وہ صلح کریں گے ہم بھی صلح رکھیں گے اس کے بعد عنبسہ وہاں سے لوٹ آیا اور شعبان میں ۱۰۷ھ میں انتقال کر گیا۔ اسکی حکومت چار سال چار مہینہ رہی۔ اسکے مرنے کے بعد بشر بن صفوان نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو ذیقعدہ میں اندلس کا حاکم بنا کر بھیجا۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ کا تذکرہ

اس سال بکیر بن ماہان نے ابوعکرمہ ابومحمد صادق محمد بن خنیس عمار عبادی، اور زیاد جو ولید ازرق کا ماموں تھا ان سبھوں کو مختلف جماعتوں میں خراسان کی طرف بھیجا۔ بنو کندہ کے کسی آدمی نے اسد بن عبداللہ کو ان کے آنیکی خبر دیدی، اسد نے ان سبھوں کو بلا بھیجا۔ اور ان کے ہاتھ کٹوا ڈالے، بعد کو پھانسی پر لٹکا دیا، صرف عمار عبادی بچ گیا، اس نے بکیر کو اس واقعہ کی خبر دی، بکیر نے محمد بن علی کو لکھا۔ انھوں نے اسکے جواب میں لکھا کہ اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جسنے تمہاری دعوت کی تصدیق کی اور تمہارے قول کی تائید کی، میرا قتل باقی ہے، میں بھی قتل کیا جاؤں گا۔ اس سال مسلم بن سعید خالد قسری سے ملنے

آیا چونکہ اسد مسلم کی عزت کرتا تھا اسلئے خالد نے بھی خاطر داری کی۔ اسوقت ابن ہبیرہ بھاگ گیا تھا مسلم نے اوس کو روکا اور کہا کہ ہم میں ایک ایسی جماعت ہے جو ہماری قوم کی دوسری جماعتوں سے بہتر رائے رکھتی ہے۔ اسد نے جبال نمرون پر حملہ کیا جو جبال طالقان سے متصل واقع ہے نمرون نے جو غرشتان کا بادشاہ تھا صلح کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ اور روسا اپنے کو موالی نمر خیال کرتے ہیں۔

غزوۂ غور

اسد نے غوریوں پر چڑھائی کی شہر غور جبال ہرات کے درمیان میں واقع ہے وہاں کے باشندوں نے اپنے پوشیدہ خزانوں کے محفوظ رکھنے کے لئے اُس کو غاروں میں آباد کیا ہے تاکہ وہاں تک کوئی نہ پہونچ سکے۔ اسد نے لوگوں کو تابوت بنوانے کا حکم دیا اور اس پر آدمیوں کو بٹھا کر زنجیروں کے ذریعہ سے اون کو لٹکایا اور ان کو جتنا مال ملسکا وہ لے لیا۔

۱۲۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال ہشام نے جراح بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ سے معزول کر دیا۔ اور اُسکی جگہ پر مسلم بن عبدالملک کو حاکم بنایا مسلمہ نے اپنی طرف سے وہاں حرث بن عمرو الطائی کو نائب بنا کر بھیجا۔ اس نے بلاد ترک کی متعدد قبضہ میں کرلی۔ اور وہاں بہت اچھا اثر قایم کیا۔ اسد نے اس سال لوگوں کو بروقان سے بلخ میں آباد ہونے کا حکم دیا، جس شخص کے پاس جتنی زمین اور جتنے مکان تھے اسی حساب سے دیا اور جسکے پاس کچھ نہ تھا اوس کو رہنے کے لیے صرف مکان دیا اور اس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ پانچ پانچ آدمیوں کو ساتھ آباد کرے لیکن کسی نے کہا کہ اگر وہ تعصب کریں گے تو آپس میں متحد ہو جائیں گے۔ اور برمک ابو خالد بن برمک کو شہر بلخ کی تعمیر کے لئے متعین کیا۔ بروقان اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا، ابراہیم بن ہشام نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔ عمال شہر وہی تھے جنکا ذکر آچکا ہے۔ سلیمان بن یسار نے جن کی عمر سو سال کی تھی اسی سال وفات پائی۔ اور عطاء بن یزید لیثی نے جنکی

عمر ۹۸ برس کی تھی - اسی سال انتقال کیا۔ اُنکی وفات کا تذکرہ ۱۰۵ھ میں آچکا ہے -

۱۱۹ھ کی ابتداء غزوۂ ختل اور غور

اس سال اسد نے جنگ کی غرض سے نہر بلخ کو عبور کیا - اور اس کے بعد خاقان اسد سے ملنے کی غرض سے آیا اسوقت ان دونوں میں جنگ نہ تھی بلکہ مصالحت تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ ختل سے شکست کھاکر بھاگا تھا - اسد سے جب ملاقات ہوئی تو اسد نے کہا کہ ہم سرخ درہ میں موسم سرما بسر کریں گے - اسی غرض سے فوجیں جا رہی ہیں، اسکے بعد اُس نے فوجوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا، جب رات کی تاریکی زیادہ ہوئی تو وہ سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں مسلمانوں نے تکبیر کہنی شروع کی - خاقان نے پوچھا یہ کیا ہے، لوگوں نے اس سے کہا کہ جب ہم لوگ واپس ہوتے ہیں تو یہ ہماری علامت ہوتی ہے - اسوقت اسد نے منادی سے کہا کہ یہ کہدو، کہ امیر غور کی طرف جانا چاہتا ہے، چنانچہ سب فوجیں اسی سمت میں روانہ ہوگئیں - غور پہونچکر ایک دن خوب لڑیں اور پھر دم لینے کے لئے مقیم ہوگئیں - دوسرے دن مشرکین کی جماعت سے نکلا ایک شخص میدان میں آیا، سالم بن احوز نے نصر بن سیار سے کہا کہ میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں، کاش یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوجائے تو اسد راضی ہوجائیگا - سالم نے جھپٹ کر اُسکو قتل کر ڈالا، اور فوراً ہی واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد اس نے دوبارہ حملہ کیا اور ایک دوسرے آدمی کو قتل کر ڈالا لیکن اس مرتبہ مجروح ہوگیا - نصر نے کہا کہ اب میں حملہ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے اسقدر زور و شور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا نکل گیا - کئی آدمیوں کو تہ تیغ کیا مگر خود بھی مجروح ہوکر واپس آیا - نصر نے سالم سے کہا کہ ہم نے صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے یہ کیا، اسد کی رضامندی نہ بھی ہو تو ہمیں پرواہ نہیں ہے - اتنے میں اسد کا قاصد ان کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ امیر فرماتے ہیں، کہ ہم نے تمہاری سستی کو خوب دیکھا اور مسلمانوں سے بے توجہی کو بھی دیکھا، خدا تم دونوں پر لعنت بھیجے - اس نے زور سے آمین کہا اور کہا کہ اگر ہم ایسا ہی کریں - دوسرے دن کی لڑائی میں مشرکین نے شکست کھائی، مسلمانوں نے ان کی فوج کو محصور کر لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں، قیدی ہاتھ آئے مقام ختل میں مسلمانوں کو بہت فاقے کرنا پڑے اسد نے

اپنے غلام کی معرفت دو مینڈھے بیچنے کے لئے بھیجا اور کہا کہ پانسو درہم میں فروخت کرنا، اور اس سے یہ بھی کہدیا کہ ابن شخیر کے سوا دوسرا انہیں خریدے گا، یہ غلام اون کو لیکر بازار میں آیا، ابن شخیر نے ان دونوں کو فروخت ہوتے دیکھا تو پانچسو درہم میں خرید لیا، ایک کو اپنے لئے ذبح کیا اور ایک اپنے بھائیوں کے حوالہ کر دیا۔ اسد کے غلام نے اسکو اس واقعہ سے اطلاع دی تو اسد نے ایک ہزار درہم ابن شخیر کے پاس بھیجدئے۔ یہ عثمان بن عبداللہ بن شخیر جنکی کنیت ابو مطرف ہے۔

۱۰۸ھ کے مختلف واقعات

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم کے ان مقامات پر جنگ کی جو جزیرہ کے متصل واقع تھے۔ اسی جنگ میں قیساریہ جو روم کا مشہور شہر تھا فتح ہوا ابراہیم بن ھشام نے بھی روم میں جنگ کی اور ایک قلعہ فتح کیا۔ بکیر بن ہامان نے دعاۃ کی ایک جماعت کو خراسان روانہ کیا جس میں عمارہ عبادی بھی تھا۔ اسد بن عبداللہ حاکم خراسان کو ان لوگوں کے آنیکی کسی نے خبر پہونچا دی۔ اسد نے عمار اور اسکے ساتھیوں کے ہاتھ پیر کٹوا ڈالے، جو لوگ بچ گئے وہ بکیر کے پاس پہونچے بکیر نے محمد بن علی کو لکھا، اُس نے جواب دیا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جسنے تمہاری تائید کی اور تمہارے گروہ کو نجات دلائی اس واقعہ کا ذکر ۱۰۷ھ میں کیا جا چکا ہے لیکن اس میں یہ روایت تھی کہ عمار صحیح و سالم بچ گیا، اور اس میں یہ ہے کہ عمار کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے۔ اختلاف روایت کی وجہ سے ہم نے دوبارہ نقل کر دیا، واللہ اعلم۔ اسی سال دابق میں آگ لگ گئی تھی جس سے چراگاہ اور جانور اور آدمی جلگئے تھے۔ ابن خاقان نے آذربیجان کے چند شہروں کا محاصرہ کر لیا۔ حرث بن عمرو طائی اسکے مقابلہ میں گیا۔ اور اُس نے اسکو شکست دیدی اور ترک بھاگے۔ حرث نے تعاقب جاری رکھا، راستہ میں نہر ارس حائل ہوئی۔ اُسکو عبور کرنے لگا، خاقان نے جب مسلمانوں کو نہر عبور کرتے ہوئے دیکھا تو پلٹ پڑا اور پھر جنگ کے لئے مستعد ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں نے دوبارہ شکست دیدی اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ عباد رعینی نے یمن میں تین سو آدمیوں کے ساتھ بغاوت کی تھی لیکن یوسف بن عمر نے ان کو قتل کر ڈالا۔ معاویہ بن ھشام، اور میمون بن مہران نے ملک شام میں جنگ کی بحر شام

کو قبرس کی طرف سے عبور کیا۔ مسلمہ نے خشکی ممالک میں لڑائی کی۔ اسی سال شام میں سخت طاعون تھا اس سال حج میں ابراہیم بن ہشام شریک تھا عمال حکومت وہی تھے جن کا ذکر ہوچکا ہے محمد بن کعب قرظی نے اسی سال وفات پائی۔ بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۸ھ میں انتقال ہوا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کی زندگی ہی میں پیدا ہو چکے تھے۔ موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ نے جو عیسیٰ کے والد تھے روم میں وفات پائی۔ انکی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق نے اسی سال قضا کی ان کی عمر ۷۰ سال کی تھی اور بعض ۷۲ سال بتاتے ہیں۔ آخر عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ بعض روایت میں ہے کہ ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔ ابو متوکل علی بن داؤد ناجی ابو الصدیق ناجی ، جن کا نام بکر بن قیس تھا اور ابو نضرہ المنذر بن مالک بن قطعۃ العبدی ، محارب بن دثار الکوفی قاضی کوفہ۔ ان تمام بزرگان قوم نے اسی سال وفات پائی۔

۱۰۹ھ کی ابتداء

خالد اور اسکے بھائی اسد بن عبداللہ کا خراسان سے معزول ہونا اور اشرس کا حاکم ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد اور اسد کو خراسان کی حکومت سے معزول کردیا، اسکی وجہ یہ ہوئی کہ اسد نے رعایا پر سخت مظالم کرنا شروع کیا۔ جس سے عام مسلمانوں کی حالت خراب ہوگئی، نصر بن سیار اور اسکے ساتھ معززین کی ایک جماعت کو کوڑوں سے پٹوایا۔ عبدالرحمن بن نعیم، سورہ بن حسر، بختری بن ابی درہم، عامر بن مالک حمانی کو بھی درے لگوائے۔ ان کے سر منڈا کر اپنے بھائی خالد کے پاس بھیجدیا، کہ یہ لوگ مجھ پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے ہم نے یہ سزا دی خالد کے پاس جب یہ لوگ پہونچے تو اس نے اسد کو بہت برا بھلا کہا، اور بولا کہ ان کے سر کاٹ کر میرے پاس کیوں نہیں بھیج دیئے۔ نصر بن سیار نے اس کے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

ان اکن موثقا اسیرا لدیہم فی ہموم وکربۃ وسہوم

اگرچہ ہم ان کے سامنے زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ اس حالت میں کہ غم والم، رنج ومحن، لاغری گھیرے ہوئے ہے۔

وھن تمس فما وجدت بلاء کاسار الکرام عند اللئیم

ہلاکت کے پنجے میں گرفتار ہیں لیکن اس سے زیادہ مصیبت کوئی نہیں ہے کہ شریف قوم رذیلوں کے ہاتھ میں قید ہو کر آ گئی

ابلغ المدعین قسرا و قسرا ھل عود التھناۃ ذات الوسوم

بنو قسر کے ان مدعین کو پہونچا دو جو قسر قسر پکارا کرتے ہیں۔ کہ کیا نیزے کی لکڑیاں بھی عیب دار ہوتی ہیں

ھل فطمتم عن الخیانۃ والغدر ام انتم کالحاکر المستدیم

کیا یہ بے ایمانی اور دغابازی تمہاری گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ یا اس تاجر کی طرح ہو جو ہمیشہ غلہ کو گرانی کے وقت بیچتا ہے

اخالد لولا اللہ لم تعط طاعۃ ولولا بنو مروان لم یوثقوا النصرا

اے خالد خدا کی مشیت نہ ہوتی تو تیری اطاعت کوئی نہ کرتا۔ اگر بنی مروان کی مرضی نہ ہوتی تو لوگ نصر کو ہرگز نہیں گرفتار کر سکتے

اذا للقیتم عند شد وثاقہ بنی الحرب لاکشف اللقاء ولا ضجر

ورنہ تم جب اس کی مشکیں کستے۔ اے بنی حرب تو تم دیکھتے کہ جنگ سے چھٹکارا نہیں کسی طرح ملتی نہیں

اسد نے پھر ایک دن لوگوں کو جمع کر کے تقریر کی۔ جس میں کہا کہ اللہ ان بدمعاشوں کو ہلاک کرے، جو منافق، مفسد، باغی اور سرکش ہیں۔ اے اللہ تو مجھ کو ان سے جدا کر دے اور اپنے گھر پہونچا دے۔ ان تمام واقعات کی خبر جب ہشام بن عبد الملک کو ملی تو اس نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو معزول کر دو۔ خالد نے اسد کو اسکے معزول ہونے کی خبر بھیجدی اسد وہاں سے عراق چلا آیا یہ رمضان ۱۰۹ھ کا واقعہ ہے۔ اسد نے خراسان میں اپنا جانشین حکم بن عوانہ کلبی کو بنایا۔ حکم موسم گرما میں وہیں رہا لیکن کسی قسم کی جنگ نہ کی، اسکے بعد ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو خراسان کا حاکم بنایا، اور اسکو حکم دیا کہ وہ خالد قسری سے اپنے معاملات میں مشورہ لیتا رہے۔ اشرس ایک لائق وفائق آدمی تھا، لوگ اس کو کامل کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جب وہ خراسان پہونچا تو وہاں کے لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں، اس نے ابو منازل کندی کو وہاں کا قاضی بنایا۔ لیکن پھر اس کو معزول کر کے محمد بن زید کو قاضی بنایا۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ کا تذکرہ

بعض روایت میں ہے کہ خراسان میں جو سب سے پہلا داعی اسد کے زمانہ میں آیا تھا وہ زیاد ابو محمد مولیٰ ھمدان تھا۔ محمد بن علی نے اس کو خراسان بھیجا تھا اور یمن میں

قیام کرنے کا مشورہ دیا تھا اور بنومضر سے اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت کی تھی نیشاپور
گئے ایک شخص سے جسکا نام غالب تھا ملنے کی موافقت کی تھی کیونکہ وہ اہل بیت سے محبت
کرتا تھا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ خراسان میں اول داعی حرب بن عثمان مولیٰ بنی قیس بن
ثعلبہ بلخی تھا۔ لیکن زیاد ہی نے لوگوں کو بنو عباس کی دعوت دی بنوامیہ کے مظالم
اور ان کی سفاکیوں کا ذکر کیا۔ ایکدن اس نے اپنے مدعوین کو دسترخوان پر بلایا اتفاق
سے غالب نیشاپوری بھی دعوت میں شریک ہوگیا اوس نے زیاد سے آل علی اور آل
عباس کی فضیلت پر بحث کرنی شروع کی اسکے بعد دونوں جدا ہو گئے۔ زیاد نے موسم سرما
مرو میں گذارا۔ اسکے خاندان کے کچھ لوگ اسکے مخالف بن بیٹھے۔ اور یحییٰ بن عقیل خزاعی
نے اسد کو اسکی خبر کردی، اسد نے اسکو بلا بھیجا اور پوچھا کہ تمہارے متعلق یہ کیا خبریں
اڑ رہی ہیں، زیاد نے کہا کہ یہ سب جھوٹ ہیں، میں یہاں صرف تجارت کے لئے آیا ہوں
اپنا مال لوگوں میں تقسیم کرچکا ہوں، جب ان کی قیمت وصول ہو جاسے گی تو چلا جاؤں گا۔
اسد نے کہا کہ تم میرے شہر سے جلد نکل جاؤ۔ زیاد واپس آیا اور اس نے اپنا کام
پھر شروع کردیا۔ اسد کے پاس پھر کسی نے خبر رسانی کی، اور اس کو بہت ڈرایا
اسد نے اس کو بلا کر قتل کر ڈالا اور اسکے ساتھ کوفہ کے دس آدمیوں کو مار ڈالا صرف
دو لڑکے بچ گئے تھے جنکو اسد نے چھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا ایک روایت میں ہے کہ جب
زیاد پر تلوار لگائی گئی تو تلوار اچٹ کر رہ گئی۔ لوگوں نے جب یہ عجیب واقعہ دیکھا
تو تکبیریں کہنے لگے۔ اسد نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگوں نے کہا کہ تلوار کا پہلا وار
خالی گیا، دوسرا بھی خالی گیا، تیسرے نے سرتن سے جدا کیا۔ اسد نے بقیہ
لوگوں پر یہ پیش کیا کہ وہ اپنے کام سے بری ہونیکا وعدہ کریں لیکن آٹھ آدمیوں
نے برات قبول نہیں کی صرف دو نے اسکو قبول کیا۔ اسکے بعد وہ آٹھ بھی قتل کیے گئے
دوسرے دن ان دونوں میں سے ایک نے آکر کہا کہ مجھ کو بھی میرے اصحاب کے
یہاں پہونچا دو۔ وہ بھی قتل کیا گیا یہ عید اضحیٰ سے چار دن قبل کا واقعہ ہے اس کے
بعد اہل کوفہ میں سے ایک شخص کثیر نامی ابو النجم کے پاس ٹھہرا وہاں زیاد کے معتقدین
آتے جاتے تھے۔ کثیر دو سال تک وہیں رہا۔ لیکن جاہل محض ہونے کی وجہ سے
کچھ نہ کرسکا اسکے بعد خداش آیا جسکا نام عمارہ تھا وہ ان تمام سے کام کے لحاظ سے فوقیت لیگیا

سنہ ۱۰۹ھ کے مختلف واقعات

اس سال عبداللہ بن عقبہ فہری نے بحر شام میں جنگ کی اور معاویہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور قلعہ طیبہ کو فتح کیا۔ اس جنگ میں انطاکیہ کے مسلمانوں کی ایک معتدبہ جماعت کام آئی۔ عمر بن یزید اسیدی کو مالک بن منذر بن جارود نے قتل کر ڈالا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عمر بن یزید نے یزید بن مہلب کے مقابلہ میں بہت ہی شجاعت اور بہادری سے جنگ کی تھی۔ یزید بن عبدالملک نے اسکی تعریف میں کہا کہ یہ البتہ عراق کا بہادر ہے۔ خالد قسری کو یہ بات ناگوار ہوئی، مالک بن منذر کو جو بصرہ کا حاکم تھا خالد نے کہا کہ عمر بن یزید کی تعظیم کرو اور اسکی اطاعت کرو۔ اور پوشیدہ پوشیدہ اسکے قتل کا موقع تلاش کرو۔ مالک بن منذر نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کا تذکرہ کیا۔ اور اسپر افترا کیا۔ عمر بن یزید نے کہا کہ عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر بہتان نہ لگاؤ۔ مالک کو بہت غصہ آیا اوس نے عمر بن یزید کو گالیاں دیں اور کوڑوں سے اسقدر مارا کہ اسکی جان نکل گئی۔ مسلم بن عبدالملک نے ترکوں سے آذربیجان کے قریب جنگ کی اور فتح یاب ہو کر واپس آیا۔ حج کی ادائی میں ابراہیم بن ہشام شریک تھا۔ اس نے خطبہ دیتے وقت کہا کہ ہم سے تم لوگ فقہی مسئلہ پوچھو کیونکہ مجھ سے بڑھکر کوئی شخص تمکو نہیں ملے گا۔ کسی عراقی نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ قربانی واجب ہے یا سنت ہے۔ اس سوال کے بعد وہ ہکا بکا رہگیا۔ اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ بصرہ اور کوفہ میں خالد قسری تھا۔ خالد نے بصرہ کے مذہبی امور کے لئے ابان بن صبارۃ یشکری کو مقرر کیا اور ملکی انتظام کے لئے بلال بن ابی بردہ کو متعین کیا۔ وہاں کا قاضی ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو بنایا۔ خراسان کا حاکم اشرس تھا۔ ابو مجلز لاحق بن حمید بصری نے اسی سال انتقال کیا۔ بشر بن صفوان عامل افریقہ نے جزیرہ صقلیہ میں جنگ کی اور وہاں بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ بشر وہاں سے قیروان آیا اور اسی سال وہیں انتقال کر گیا۔ ہشام نے اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمن بن ابی الاعز سلمی کو وہاں کا حاکم بنایا۔ عبیدہ نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے حذیفہ بن احوص اشجعی کو مقرر کیا۔ چنانچہ وہ ربیع الاول سنہ ۱۱۰ھ میں اندلس پہونچا۔ چھ مہینہ تک وہاں حاکم رہا۔ عبیدہ نے اسکو معزول کر دیا اور عثمان بن ابی نسعہ خثعمی کو متعین کیا۔

سنہ ۱۱۰ھ کی ابتداء

اشرس حاکم خراسان اور اہل سمرقند کے متعلق واقعات

اس سال اشرس نے سمرقند اور ماوراء النہر کے باشندوں کے پاس چند منتخب حضرات کو اشاعت اسلام کے لئے بھیجا۔ اور ان سے یہ وعدہ کیا کہ جو مسلمان ہوگا اسکا جزیہ معاف کر دیا جائیگا۔ چنانچہ اس اہم کام کے لئے ابو الصیداء صالح بن طریف مولی بنی ضبہ، ربیع بن عمران تمیمی وغیرہ کا انتخاب ہوا ابو الصیداء نے اشرس سے یہ شرط منظور کرا لی تھی کہ جو دائرہ اسلام میں داخل ہوگا اسکا جزیہ معاف کر دیا جائے گا اور خراسان کا خراج آدمیوں کی تعداد کے لحاظ سے وصول ہوتا تھا اشرس نے ان شرائط کو تسلیم کر لیا۔ ابو الصیداء نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہا کہ اب ہم تو روانہ ہوتے ہیں، اگر عمال حکومت نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا تو تم کو ایسے وقت پر ہماری مدد کرنی چاہئے لوگوں نے موقع پر مدد کرنے کا حتمی وعدہ کر لیا۔ اسکے بعد ابو الصیداء سمرقند پہونچا یہاں حسن بن عمرطہ کندی حاکم تھا۔ وہاں اس نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا اسکا جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ لوگ یہ مژدہ سنکر جوق جوق مسلمان ہونے لگے غوزک نے اشرس کو لکھا کہ کیا خراج اب وصول نہ کیا جائے گا۔ اشرس نے حسن بن عمرطہ کو لکھا کہ خراج مسلمانوں کی جان ہے اس کو مت بند کرو، مجھکو یہ معلوم ہوا ہے کہ باشندگان صغد خوشی سے اسلام نہیں لائے ہیں۔ بلکہ جزیہ کی معافی کے لالچ میں ایسا کر بیٹھے ہیں۔ اس لئے تم دیکھو کہ لوگوں نے ختنہ کرایا یا نہیں، فرائض کی پوری پابندی کرتے ہیں یا نہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا نہیں، اگر وہ ان تمام باتوں پر عامل ہوں تو خراج معاف کردو۔ اسکے بعد اشرس نے حسن سے خراج کی تحصیل کا کام چھین لیا، اور ہانی بن ہانی کو مقرر کیا اور ابو الصیداء نے ان لوگوں سے جزیہ لینے کو روکدیا جو مسلمان ہوگئے تھے۔ ہانی نے اشرس کو لکھ بھیجا کہ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں انھوں نے مسجدیں بنوالی ہیں، اس میں پنج وقتہ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اشرس نے اس کے جواب میں اسکو اور تمام دیگر عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے تم خراج وصول کرتے تھے ان سے وصول کرو۔ چنانچہ نومسلموں پر پھر جزیہ کی ادائگی واجب کر دی گئی، ان لوگوں نے

جزیہ کے ادا کرنے سے صاف انکار کر دیا، اور لڑنے کیلئے مستعد ہو گئے، سات ہزار کی ایک جماعت سمرقند سے چند فرسنگ کے فاصلہ پر جمع ہوئی۔ ابوالصیدا، ربیع بن عمران تمیمی، ہثیم شیبانی ابو فاطمہ ازدی، عامر بن قشیر، بجیر بن خجندی، بنان عنبری، اسماعیل بن عقبہ یہ تمام لوگ نومسلموں کی جماعت سے ملگئے۔ اور اُن کی مدد اور حمایت کے لئے تیار ہو گئے۔ اشرس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے حسن بن عمرطہ کو سمرقند سے بالکل معزول کر دیا۔ اور اُس کی جگہ پر مجشر بن مزاحم سلمی کو متعین کیا اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو بھی اسکے ساتھ کر دیا۔ جب مجشر سمرقند میں پہونچا تو اُس نے ابوالصیدا، کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ ثابت قطنہ اور ابوالصیدا ملنے آئے مجشر نے ان کو گرفتار کر لیا۔ ابوالصیدا نے کہا کہ تم نے دھوکا دیا، جس چیز کا وعدہ کیا اس سے پھر گئے۔ ہانی نے جواب میں کہا کہ جس شئے میں بیکار خونریزی ہو اور فساد برپا ہو، اسکا روکنا دھوکا اور دغا بازی سے موسوم نہیں کیا جا سکتا۔ اسکے بعد ابوالصیدا اشرس کے پاس بھیجدیا گیا۔ اسکے جانے کے بعد تمام نومسلموں نے مجتمع ہو کر ابو فاطمہ کو اپنا سردار بنایا۔ اور جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ ہانی نے کہا کہ ذرا تم لوگ ٹھہرو۔ تاکہ میں اس معاملہ میں اشرس سے خط و کتابت کروں۔ اس نے اشرس کو خط لکھا، اشرس نے لکھا کہ اُن پر خراج قایم کردو۔ ابوالصیدا کے اصحاب اسکے بعد لوٹ آئے۔ اور انکا معاملہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا۔ سردارانِ قوم میں جو لوگ تھے وہ گرفتار کر کے مرو بھیجدیئے گئے، صرف ثابت قطنہ گرفتار رہا۔ ہانی نے جب میدان صاف دیکھا، تو پھر خراج وصول کرنا شروع کیا۔ سردارانِ عجم اور امرار کی بےعزتی کرنے لگا۔ اِن کو ذلیل کر کے اُن کے کپڑوں کی دھجیاں اڑادی گئیں اِن کے پٹکے اُنکے گلے میں ڈالے گئے۔ اور جبراً اِن سے جزیہ وصول کیا گیا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بخارا اور صغد کے نومسلم مرتد ہو گئے اور انھوں نے ترکوں کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ابھارا۔ ثابت قطنہ مجشر ہی کے پاس گرفتار رہا، اسی اثنار میں نصر بن سیار سمرقند کا حاکم ہو کر آگیا، اس نے ثابت قطنہ کو اشرس کے پاس بھیجدیا، اشرس نے اُن کو پھر گرفتار کرایا۔ نصر نے ثابت کے ساتھ قید خانہ میں بھی بہت اچھا سلوک کیا، اسی وجہ سے اسنے نصر کی مدح میں اشعار کہے تھے

ما هاج شوقك من نؤى و احجار ومن رسوم عفاها صوب امطار

تیری محبت کھجوروں کی گٹھلی اور پتھر کی چٹانوں سے نہیں بڑھی۔ اور نہ ان قدیم کھنڈروں سے جنکو بارش نے مٹا دیا ہے

ان کان ظنی بنصر صادقا ابدا — فیما ادبر من نقضی وامراری

میرا یہ گمان نصر کے متعلق ہمیشہ سچا رہا۔ اس چیز میں کہ جسے میں اپنے مشکل اور سخت موقع پر بھی تدبیر کیا تھا

لا یصرف الجند حتی یستفئ بهم — نهبا عظیما ویحوی ملك جبار

وہ لشکر کو کبھی محروم واپس نہیں کرتا، تا وقتیکہ اسکے ذریعے سے۔ بہت بڑی غارتگری، اور ظالم بادشاہ کے ملک پر قبضہ نہ کرلیتا

انی وان کنت من جذم الذی نضرت — منه الفروع وزندی الثاقب الواری

میں اگرچہ اس اصل سے ہوں جسکی شاخیں تر و تازہ ہیں۔ ساتھ ہی اور میں خود بھی ایک کامیاب زندگی رکھنے والا انسان ہوں

لذاکر منك امرا قد سبقت به — من کان قبلك یا نصر بن سیار

تاہم تیرے اس احسان کو برابر یاد کرتا رہوں گا۔ جسکی وجہ سے تو اے نصر بن سیار پیش رو لوگوں سے بازی لے گیا

ناضلت عنی نضال الحر قد قصرت — دونی العشیرة واستبطأت انصاری

تو نے شرفا کی طرح ہمارے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا۔ جسکے کرنے سے میرے ہم قوم اصحاب اور احباب قاصر رہے

وصار کل صدیق کنت امله — الباً علیّ ورث الحبل من جاری

اور ہر وہ دوست جس سے میں بھلائی کی توقع رکھتا تھا۔ میرا جانی دشمن ہو گیا اور میری ہمسائیگی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔

وما تلبست بالامر الذی وقعوا — به علیّ ولا دنست اطماری

جو کچھ انھوں نے میرے ساتھ کیا اسکا میں مرتکب نہ ہوا۔ اور نہ میں نے اپنے دامن پر داغ آنے دیا۔

ولا عصیت اماما کان طاعته — حقا علیّ ولا قارفت من عار

اور نہ میں نے کسی اس سردار کی نافرمانی کی جس کی۔ اطاعت مجھ پر واجب تھی اور نہ میں نے ننگ و عار کو گوارا کیا

اس سال اشرس جنگ کی نیت سے نکلا اور عامل میں آکر مقیم ہوا، وہاں مسلسل تین مہینے تک ٹھہر گیا۔ اسکے بعد قطن بن قتیبہ نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ نہر کو عبور کیا۔ اہل صغد اور بخارا حملہ کی نیت سے آگے بڑھے، اُن کے ساتھ ترک اور خاقان بھی تھا، انھوں نے آگے بڑھکر قطن کا جو خندق میں تھا محاصرہ کرلیا۔ خاقان نے چند آدمیوں کو ارد گرد میں لوٹ و غارت گری کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اشرس نے ثابت قطنہ کو عبد اللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی ضمانت پر رہا کردیا اور اسکو ایک فوج کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ میں بھیجدیا۔ اس نے ترکوں سے آمل میں جنگ شروع کی، حتیٰ کہ جو کچھ اُنکے پاس تھا اُسکو چھین لیا اور ترک بھاگ گئے۔ اشرس نہر عبور کرکے قطن کے پاس پہنچا اور وہاں سے مسعود نامی ایک شخص کو جو بنو حیان کے قبیلہ سے تھا۔ ایک دوسری

فوج کے ساتھ دشمنوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ترکوں نے ان سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دی، مسعود اشرس کے پاس بھاگ کر چلا آیا، اور اسکے پیچھے پیچھے دشمن بھی سیلاب کی طرح بڑھتے چلے آرہے تھے۔ آخر کار اشرس کی فوجوں سے مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے بہت کوشش کی جس میں اُن کے بہت سے آدمی ضائع ہوئے لیکن آخر میں بڑی سخت جانفشانیوں کے بعد دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اشرس وہاں سے ہٹ کر بیکند میں مقیم ہوا، دشمنوں نے پانی پر چاروں طرف سے قبضہ کرلیا۔ مسلمان ایک دن اور ایک رات پیاسے رہے، دوسرے دن شہر کے اس طرف گئے جہاں سے دشمنوں نے پانی کا راستہ بند کردیا تھا۔ آگے آگے قطن بن قتیبہ کا لشکر تھا، دشمنوں نے فوراً حملہ کردیا، لیکن مسلمان بشدت تشنگی سے بیتاب ہورہے تھے، چنانچہ سات سو آدمیوں نے پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جان دی۔ اور لڑائی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حرث بن سریج نے آگے بڑھکر للکارا کہ اے مسلمانوں، تلوار سے کٹ کر مرنا، پیاسے مرنے سے دنیا میں زیادہ باعث عزت اور آخرت میں زیادہ باعث رحمت ہے۔ حرث اور قطن چند آدمیوں کو ساتھ لیکر آگے بڑھے اور اسقدر لڑے کہ ترکوں کو پانی کے اس مقام سے ہٹا دیا جہاں وہ جمے ہوئے تھے۔ پانی کا راستہ جب کھل گیا تو لوگ دل کھول کر سیراب ہوئے۔ ثابت قطنہ نے عبدالملک بن وثار باهلی سے کہا کہ چلو جہاد کریں۔ عبدالملک نے کہا کہ ذرا ٹھہر میں غسل کرلوں اور خوشبو وغیرہ لگالوں پھر دونوں روانہ ہوئے، ثابت نے اپنی فوج سے کہا کہ میں اِن لوگوں کی جنگی قوت سے تم سے زیادہ باخبر ہوں۔ وہاں پہونچکر دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ جب جنگ نے زور پکڑا، تو ثابت قطنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور کہا، اے خدا میں رات ابن بسطام کا مہمان تھا۔ آج رات تو مجھ کو اپنا مہمان بنالے، مجھ کو بنوامیہ زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ دیکھیں، اسکے بعد اس نے شرارت کے ساتھ حملہ کیا، اسکے ساتھی تو واپس آگئے لیکن وہ تنہا دشمنوں کے نرغہ میں رہگیا۔ کسی نے اسکے گھوڑے کو تیر مارا جس سے وہ زخمی ہوا، ثابت نے آگے بڑھانے کی ہزار کوشش کی لیکن وہ نہ چل سکا۔ اسی اثناء میں ایک تیر ثابت کو بھی لگا، جس سے وہ بھی مجروح ہو کر گر پڑا، گرتے وقت یہ کہنے لگا، اے اللہ آج صبح میں بسطام کا مہمان تھا۔ اور اب شام تیرا مہمان ہوں۔ اسلئے تو جنت سے میری ضیافت کر، اسکے بعد

دشمنوں نے قتل کرڈالا۔ محمد بن مسلم بن نعمان عبدی، عبدالملک بن وثار باہلی وغیرہ بھی مقتول ہوئے۔ مسلمانوں کی اس حالت کو جب قطن اور اسحق بن محمد بن حیان نے دیکھا، تو انھوں نے چند ایسے آدمیوں کو تیار کیا جن سے موت پر بیعت لے لی۔ اس کے بعد دشمنوں پر بجلی کی طرح گرے اور ان کی آن میں مطلع صاف کردیا، رات آگئی اور دشمن بھاگتے نظر آئے، اسکے بعد اشرس نے بخارا پہونچکر اسکا محاصرہ کرلیا۔

کمرجہ کا واقعہ

خاقان نے کمرجہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہ خراسان کے بڑے شہروں میں تھا۔ یہاں مسلمان آکر مجتمع ہوگئے تھے، خاقان کے ساتھ فرغانہ، افشینہ، نسفا کے باشندے اور بخارا کی مختلف جماعتیں تھیں، مسلمانوں نے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا، اور خندق کے پل کو توڑ ڈالا۔ ابن خسرو بن یزدگرد مسلمانوں کے پاس آیا اور اس نے کہا، کہ اے اہل عرب تم کیوں اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہو، ہم لوگ جو خاقان کے ہمراہ آئے ہیں صرف اس غرض سے آئے ہیں کہ تم ہماری حکومت ہمارے ہاتھ میں دیدو، اور یہ یقین رکھو کہ ہم تمکو امن دیدینگے مسلمانوں نے اسکو دور ہٹاکر نکالدیا۔ اس کے بعد بازغری دوسو آدمیوں کے ساتھ آیا۔ بہت ہی چالاک آدمی تھا، خاقان اسکی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ وہ مسلمانوں سے امان لیکر ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ کوئی ایسا شخص ہمارے پاس بھیجو جس سے مصالحت کی ہم گفتگو کرسکیں اور خاقان جس غرض سے آیا ہے وہ بتادیں، مسلمانوں نے یزید بن سعید باہلی کو اس غرض سے بھیجا کیونکہ وہ تھوڑی بہت ترکی زبان سے بھی واقف تھا۔ بازغری نے اس سے کہا کہ خاقان یہ کہتا ہے کہ میں ہر شخص کا وظیفہ جسکا تین سو درہم ہے چھ سو کردونگا اور جسکا چھ سو درہم ہے اسکو ایک ہزار دونگا اور وعدہ کرتا ہوں کہ سب کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤنگا۔ یزید نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے، عرب بھیڑیے کے مانند ہیں اور ترک بکری کی طرح ہیں، پھر دونوں میں مصالحت کیسے ہوسکتی، بازغری یہ سنکر بہت بگڑا، اسکے ساتھ دو ترکی تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ حکم دیجیے کہ میں اسکی گردن اڑادوں۔ بازغری نے کہا کہ میں مار ڈالتا لیکن چونکہ امان دیکر بلایا ہے اسلئے ایسا نہیں کرسکتا۔ یزید ان کی گفتگو کو سمجھ کر خوفزدہ ہوگیا، اور وہ کہنے لگا کہ ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تم ہماری تقسیم کردو نصف آدمیوں کو

اموال اور دوسری چیزوں کی حفاظت کے لئے رکھو۔ اور نصف کو تم اپنے ساتھ لے لو۔ اگر تم نے کسی موقع پر فتح حاصل کی تو ہم بھی اس میں شریک رہیں گے۔ اور اگر ناکامیاب ہوئے تو اسی طرح رہیں گے جیسے طرح اہل صغد میں بازغری نے یہ صورت منظور کرلی۔ یزید سے کہا کہ میں جاکر تمام لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتا ہوں اگر وہ منظور کریں گے تو میں خبر دیدوں گا۔ یزید جب فصیل کی دیوار پر پہونچا تو اس نے لوگوں کو پکار کر کہا۔ اسے اہل کمرجہ، یہ ایک ایسی قوم آئی ہے جو تمکو ایمان کے بعد کفر کی طرف لے جانا چاہتی ہے بولو اب تمہاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے ایک آواز ہو کر کہا کہ ہم لوگ ہرگز راضی نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ تم کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ساتھ ہو کر لڑنا پڑے گا۔ انھوں نے کہا کہ ہم اس سے قبل ہی اپنی جانیں خدا کی راہ میں دیدیں گے۔ یزید نے بازغری کو بے نیل مرام وہاں سے واپس کردیا۔ خاقان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ خندق عبور کر جاؤ، چنانچہ انھوں نے تر لکڑیوں سے خندق کو بھرنا شروع کیا، مسلمانوں نے اس پر خشک لکڑیاں بچھانی شروع کیں، اسطرح جب خندق بھر گئی تو مسلمانوں نے اس میں آگ لگادی اتفاق وقت ہوا کی رفتار تیز ہوگئی اس نے آگ اور بھڑکادی اور دم کے دم میں سب کو خاک سیاہ کردیا۔ لوگوں نے ایک ہفتہ میں اپنی محنت سے اسکو بھرا تھا اور ایک گھنٹہ کے اندر سارا صاف ہوگیا۔ خاقان نے خندق کو بھرنے کی دوسری ترکیب لگائی وہ یہ کہ بکریاں بہت سی تقسیم کیں اور کہا کہ ان کا گوشت کھالو۔ اور کھال میں مٹی بھر کر خندق میں رکھتے جاؤ۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا لیکن خدا کی قدرت ایسی ہوئی ہے کہ ایک دن بڑی سخت بارش ہوگئی، سیلاب ان تمام کھالوں کو جس میں مٹی بھری گئی تھی بہاکے لے گیا اور اس نے بڑی نہر میں ان کو ڈالدیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے قلعہ پر سے تیراندازی کرنا شروع کیا، جس سے بہت آدمی زخمی ہوئے، ایک تیر بازغری کے پیٹ میں پیوست ہوگیا اور اسی صدمہ سے وہ مرگیا۔ اس کے مرنے سے ترکوں میں سخت کمزوری آگئی۔ صبح ہوتے ہی، انھوں نے مسلمان قیدیوں کو جو ان کے قبضہ میں تھے قتل کر ڈالا۔ ان کی تعداد تقریباً ایک سو تھی۔ انھیں مقتولین میں ابو العوجاء عتکی، حجاج بن حمید نضری وغیرہ تھے۔ ترکوں نے حجاج کا سر کاٹ کر قلعہ کے اندر پھینکدیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت غصہ آیا اور انھوں نے مشرکوں کے ان بچوں کو جنکی تعداد دوسو تھی اور جو بطور ضمانت کے ان کے

پاس رکھے گئے تھے۔ سب کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر سخت لڑائی ہو گئی اہل کرجہ اس مصیبت میں اسوقت تک گرفتار رہے جب تک عربوں کی فوجیں فرغانہ پہونچ گئیں۔ خاقان کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے اپنے آدمیوں کو بہت سخت سست کہا، اور کہا کہ کیا تم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس قلعہ میں صرف پچاس ہی گدھے ہیں اور ہم پانچ دن میں اس کو فتح کر لیں گے۔ حالانکہ پانچ دن سے دو مہینہ ہو گئے۔ اب ہم کو یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے۔ اسکے اصحاب نے کہا کہ ہم اپنی کوشش کو نہ چھوڑیں گے۔ کل آؤ تو پھر دیکھو کہ ہم کیا کرتے ہیں دوسرے دن خاقان تو ٹھہرا رہا اور ملک طار بندہ جنگ کے لئے آگے بڑھا، اس نے مسلمانوں پر حملہ کیا جس میں آٹھ آدمی مارے گئے، لڑتے لڑتے وہ ایک مقام پر پہونچا جہاں ایک مکان تھا اور اُسکی دیوار میں ایک سوراخ تھا، اس مکان میں ایک بنو تمیم کا آدمی مریض تھا، اُس نے جب اُسکو دیکھا۔ تو ایک سنسی پھینک کر مارا جو زرہ میں پھنس گئی۔ عورتوں اور بچوں نے اسکو گھسیٹ لیا۔ وہ منہ کے بل گر پڑا۔ پہلے تو ایک شخص نے اس کے کان پر پتھر مارا جس سے اس کا کان زخمی ہو گیا۔ اور پھر کسی نے قتل کر ڈالا۔ ترکوں کو اس کے قتل سے بھی بڑی شدید تکلیف پہنچی خاقان نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا۔ کہ ہم اس شہر سے واپس جانا نہیں چاہتے جس کا ہم اتنے دن سے محاصرہ کئے بیٹھے ہیں۔ اس لئے تم لوگ شہر کو خالی کر دو، اور چلے جاؤ۔ مسلمانوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے مذہب میں یہ نہیں ہے کہ قتل ہونے سے پہلے اپنے آپ کو سپرد کر دیں۔ اس لئے تمہارے جو جی میں آئے کرو۔ اسکے بعد ترکوں نے اس شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا کہ خاقان اپنے وطن میں واپس جاتا ہے اور تم لوگ سمرقند یا دبوسیہ میں چلے جاؤ۔ اہل کرجہ جو اس محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے اس صورت پر راضی ہو گئے۔ ترکوں نے ضمانت کے طور پر کچھ مسلمان آدمیوں کو طلب کیا۔ مسلمانوں نے بھی ضمانت میں لوگوں کو مانگا۔ اور کہا کہ کورصول ترکی اُن کے ساتھ رہے گا تاکہ دبوسیہ تک انکی حفاظت کرے۔ اس مصالحت کے بعد خاقان واپس چلا گیا۔ اور مسلمان بھی وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کورصول کے ساتھ جو ترکی تھے اُنھوں نے کہا کہ دبوسیہ میں مسلمانوں کی دس ہزار فوج ہے خطرہ ہے کہ وہ ہم کو قتل نہ کر ڈالے۔ مسلمانوں نے اطمینان دلایا کہ اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمہارا ساتھ دینگے جب دبوسیہ صرف ایک فرسخ باقی رہ گیا تھا تو وہاں کے باشندوں نے اس فوج کو دیکھکر یہ خیال کیا کہ کرجہ کو خاقان نے فتح کر لیا اور دبوسیہ کو فتح کرنا چاہتا ہے لیکن کرجہ کے مسلمانوں نے

چند آدمیوں کو بھیجکر اطمینان دلایا چنانچہ وہاں کے لوگ اُن کے استقبال کے لیے نکلے، اور جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اُن کو سواری پر لے گئے۔ جب سب لوگ دبوسیہ پہونچ گئے۔ تو مسلمانوں نے اس شخص کو حکم دیا جسکے پاس ترکوں کے آدمی ضمانتاً رکھے تھے کہ اُن کو آزاد کر دو عرب ایک ترکی کو آزاد کرتے تھے اور ترک ایک مسلمان کو آزاد کرتے تھے۔ اس طریقہ پر سب رہائی پا گئے، لیکن ایک ترکی مسلمانوں کے پاس رہگیا اور سباع بن نعمان ترکوں کے پاس باقی بچ گیا۔ ہر فریق دوسرے سے خطرہ میں سہے کہ کہیں آخری وقت میں دھوکہ نہ دیدے۔ سباع نے مسلمانوں سے کہا کہ ترکوں کی اس آخری امانت کو بھی چھوڑدو۔ مسلمانوں نے اسکے کہنے پر چھوڑدیا۔ اب صرف سباع ترکوں کے پاس رہگیا۔ کورصول نے اس سے پوچھا کہ آخر تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے کو تم پر اعتماد تھا، تمھاری شان سے یہ بعید تھا کہ تم مجھ کو دھوکا دیتے۔ آخر میں کورصول نے اسکو بھی ایک گھوڑا اور اُسکے ہتھیار سے اُسکو آراستہ کرکے رہا کر دیا۔ کمرجہ کا محاصرہ (۵۵) دن تک باقی رہا، ۳۵ دن تک اونٹوں نے پانی نہیں پیا تھا۔

اہل کرور کا مرتد ہونا

اس سال کرور کے باشندے مرتد ہوگئے۔ اشرس نے اُن کی درستی کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ جو وہاں سے کامیاب واپس ہوئی۔ عرفجہ نے فخریہ طور پر یہ شعر کہا۔

ونحن کفینا اھل مرو وغیرھم   ونحن نفینا الترك عن اھل کردر

ہم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کے لئے کافی ہوئے۔ ہم نے کرور سے ترکوں کو ہمیشہ کے لئے ہٹا دیا

فان تجعلوا ما قد غنمنا لغیرنا   فقد یظلم المرء الکریم فیصبر

پس اگر تم نے ان غنیمتوں کو جو ہم نے حاصل کی ہیں دوسروں کیلئے رکھا ہے۔ تو شریف انسان پر جب ظلم کیا جاتا ہے تو وہ صبر ہی کرتا ہے

سنہ ۱۱۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال خالد قسری نے بلال بن ابی بردہ کو بصرہ کا مستقل حاکم بنا دیا حتیٰ کہ قضاءت کوتوالی، شہر کا انتظام، اور دوسرے امور عامہ اسی کے سپرد کردئے گئے تمام قضاء اسکے عہدے سے سبکدوش کر دئے گئے۔ مسلمہ نے باب لان پر جنگ کی، خاقان اپنی جرار فوج لیکر مقابلہ کے لئے آیا۔ ایک مہینہ تک دونوں فوجیں جنگ آزما رہیں۔ ایک دن موسلادھار

بارش ہوگئی۔ جسکی وجہ سے خاقان اپنی فوج لیکر بھاگ گیا۔ مسلمہ اس درہ سے ذو القرنین کے راستہ سے ہوکر واپس چلا آیا۔ معاویہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور شہر صملہ کو فتح کیا عبداللہ بن عقبہ فہری غزوۂ صائفہ میں شریک تھا۔ بحر شام کی طرف جو فوجیں تھیں انکا سردار عبدالرحمن بن معاویہ بن حدیج تھا۔ ابراہیم بن اسمٰعیل نے اس سال حج میں شرکت کی۔ عمال حکومت وہی تھے۔ جنکا تذکرہ گذشتہ سال کیا جا چکا۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اسی سال وفات پائی۔ ان کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔ محمد بن سیرین جو بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے انکا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ اُن کی عمر ۸۱ برس کی تھی، اور اسی سال عرب کا شاعر فراغ جو فرزدق کے نام سے معروف ہے انتقال کرگیا۔ اسکا سن ۹۱ سال کا تھا، اور عرب کے دوسرے شاعر جریر خطفی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

سنہ ۱۱۱ھ کی ابتدا

اشرس کا خراسان سے معزول کیا جانا اور جنید کا حاکم ہونا

ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو خراسان سے معزول کردیا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ شداد بن خلید باہلی نے، ہشام کے پاس اسکی شکایت لکھی تھی۔ اس پر اس نے معزول کردیا۔ اور جنید بن عبدالرحمن کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ جنید کا نسب نامہ یہ ہے، جنید بن عبدالرحمن بن عمرو بن الحرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری۔ اسکے حاکم ہونیکی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ اُس نے ایک مرتبہ ہشام کی بیوی ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم کو جواہرات کا ایک خوبصورت ہار تحفۃً بھیجا تھا۔ جو ہشام کو بہت پسند آیا۔ جنید نے اسی قسم کا دوسرا ہار صرف ہشام کے لئے بھیجدیا۔ ہشام بہت خوش ہوا اور اس صلہ میں اس نے خراسان کی حکومت اسکے سپرد کردی۔ جنید خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اسکی سواری کے لئے ڈاک کے آٹھ جانور متعین ہوے جب ماوراءالنہر کے قریب پہونچا تو اسکے ساتھ خطاب بن محرز سلمی بھی ہولیا جو اشرس کا وہاں قائم مقام تھا۔ ان دونوں نے نہر کو ساتھ ملکر عبور کیا۔ جنید نے اشرس کو کہلا بھیجا۔ کہ ایک دستہ میری مدد کے لئے بھیجدو اشرس اسوقت بخارا اور اہل صغد سے برسرپیکار تھا چونکہ جنید کو ترکوں کے حملہ سے خطرہ تھا۔ اسلئے اشرس نے عامر بن مالک بن حمانی کو ایک دستہ کے ساتھ روانہ کردیا۔ ابھی عامر راستہ ہی میں

تھا کہ ترکوں نے آگھیر لیا۔ عامر ایک محفوظ قلعہ میں گھس گیا اور ایک بلند مقام پر اس نے ترکوں سے لڑنا شروع کیا۔ وردبن زیاد بن ادہم بن کلثوم اور واصل بن عمرو بھی عامر کے ہمراہ تھے یہ سب جمع ہو کر اس ندی کے کنارہ پہونچے جو ان کے پیچھے بہہ رہی تھی۔ اور لکڑیوں اور تختوں پر بیٹھ کر عبور کر گئے۔ خاقان کو اسکی خبر اسوقت ہوگئی جب کہ یہ لوگ تکبیریں کہتے ہوئے پیچھے سے حملہ آور ہوئے مسلمانوں نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کر ڈالا جس سے اُن کی ہمت پست ہوگئی اور بھاگ گئے۔ عامر وہاں سے نجات پاکر جنید سے آملا۔ اور پھر سب ساتھ ملکر روانہ ہوئے۔ جنید کے مقدمہ پر عمارہ بن حریم تھا جب بیکند پہونچنے میں صرف دو فرسخ کا فاصلہ رہگیا تھا تو ترکوں نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا۔ جنید کی فوج قریب تھا کہ پسپا ہو جائے۔ لیکن خدا نے غلبہ دیدیا۔ پیچھے سے جنید بھی اپنی فوج لئے ہوئے پہونچ گیا۔ اور میدان جیت لیا۔ اسکے بعد خاقان اپنی جماعت کو لئے ہوئے رزمان میں جو سمرقند کا ایک شہر تھا جنید سے آکر بھڑا۔ قطن بن قتیبہ جنید کے آخری دستہ پر تھا۔ اس نے اس حملہ میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کرلیا اور اُسکو ہشام کے پاس بھیجدیا۔ جنید نے ان جنگوں کیلئے اور مرو کیلئے مجشر بن مزاحم سلمی کو اپنا جانشین بنایا۔ اور سورہ بن حر تمیمی کو بلخ کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد ہشام کے پاس ان تمام حالات کی خبر دینے کے لئے ایک وفد کو روانہ کیا۔ اور خود کامیابی کے ساتھ مرو واپس آگیا خاقان نے پے در پے شکست کھانے کے بعد کہا کہ ایک معزز آدمی نے مجھکو اس سال شکست دی ہے آیندہ سال ہم اسکا پورا بدلہ لیں گے۔ اسکے بعد جنید نے مختلف شہروں میں اپنے عمال روانہ کئے۔ اور اکثر بنو مضر میں سے انکا انتخاب کیا۔ چنانچہ قطن بن قتیبہ کو بخاری کا حاکم بنایا۔ ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات کا حاکم بنایا۔ اور حبیب بن مرہ عبسی کو اسکے ہمراہ کیا۔ اور مسلم بن عبدالرحمن باہلی کو بلخ کی حکومت سپرد کی۔ وہاں اسوقت نصر بن سیار حاکم تھا۔ نصر سے اور بنو باہلہ سے جو پہلے بروقان میں جنگ ہوئی تھی، اسی زمانہ سے مسلم سے ناچاقی تھی۔ جب مسلم حاکم بنکر آیا تو اُس نے چند آدمیوں کو نصر کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ یہ لوگ اسوقت پہونچے جب وہ سو رہا تھا۔ اسی حالت میں اُسکو اٹھا لائے، جنید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے مسلم کو معزول کر دیا۔ کیونکہ نصر صرف قمیص پہنے ہوئے تھا، کوئی تہبند یا پائجامہ تک نہ تھا جنید نے کہا کہ بنو مضر کے ایک شیخ کو تم لوگوں نے ایسی

حالت میں گرفتار کرلیا۔ جنید نے یحیٰی بن ضبیعہ کو سمرقند کا حاکم بنایا۔ اور وہاں کے خراج کے لئے شداد بن خلید باہلی کو مقرر کیا۔

۱۱۱ھ کے مختلف واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسریٰ میں جنگ کی۔ اور سعید بن ہشام نے صائفہ یمنیٰ میں شرکت کی۔ اور وہ قیساریہ تک پہونچا۔ بحر شام کی لڑائیوں میں عبداللہ بن ابی مریم کو مقرر کیا، ہشام نے شام کے مختلف شہروں اور مصر پر حکیم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف کو حاکم مقرر کیا۔ ترکوں نے آذربیجان پر حملہ کی تیاری کی حرث بن عمرو ان کے مقابلہ کے لئے گیا۔ اور اُن کو شکست دیکر بھگا دیا، ہشام نے اس سال پھر جراح بن عبداللہ حکمی کو آرمینیہ اور آذربیجان کا حاکم بنایا اور مسلمہ کو معزول کردیا۔ جراح تفلس کی طرف سے بلاد خزر میں داخل ہوا اور اس نے شہر بیضار کو فتح کیا اور وہاں سے صحیح وسالم واپس آیا۔ خزریوں نے جب جراح کے آنے کی خبر سنی تو انھوں نے ایک بہت بڑی فوج تیار کی تاکہ اسلامی شہروں پر قبضہ کریں۔ اور اس عظیم الشان جنگ میں جراح مارا گیا۔ جسکا تذکرہ آیندہ ہوگا عبیدہ بن عبدالرحمٰن عامل افریقہ نے عثمان بن نسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کردیا اور ہیثم بن عبید کنانی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا وہ ۱۱۱ھ کے ماہ محرم میں اندلس پہونچا۔ اور اسی سال ذوالحجہ میں مرگیا۔ کل دس مہینہ اس نے اندلس پر حکومت کی۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف خراسان میں جنید کا تقرر جدید ہوا تھا اور آرمینیہ میں جراح بن عبداللہ حکمی کا تعین ہوا تھا۔

۱۱۲ھ کی ابتدا جراح حکمی کا قتل

اس سال جراح بن عبداللہ حکمی خزریوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسکا سبب یوں ہوا۔ کہ جسوقت جراح بلاد خزر میں داخل ہوا۔ اور خزریوں کو اس نے شکست فاش دی، تو تمام خزریوں میں ایک آگ سی لگ گئی اور وہ جلدی جلدی لان کے قریب مجتمع ہونے لگے۔ چند ہی دنوں میں ترکوں اور خزریوں کی ایک زبردست فوج تیار ہوگئی۔ جراح شامی فوجوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا۔ دو نو طرف فوجیں مرتب ہوئیں، اور جانبین سے حملے شروع

ہوئے۔ ترکوں نے بہت ہی شاندار دھاوا کیا جس کے ذریعہ سے وہ مسلمانوں پر غالب آ گئے۔ اونھوں نے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا۔ جراح بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اردبیل کے چٹیل میدان میں شہید ہوا۔ اس نے آرمینیہ میں اپنا جانشین حجاج بن عبداللہ کو بنایا تھا۔ جب جراح مقتول ہوگیا، تو ترکوں کے حوصلے بڑھے اور انھوں نے ارادہ کیا کہ تمام اسلامی بلاد کو اپنے قبضہ میں کرلیں، چنانچہ اسی خیال میں وہ موصل تک پہونچ گئے وہاں کے مسلمانوں پر بہت سخت مظالم کئے اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں۔ جراح حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بہترین عمال حکومت میں تھا۔ اسکی شہادت پر بڑے بڑے شعراء نے مرثیہ لکھے۔ بعض روایت میں ہے کہ اس نے بلنجر میں شہادت پائی۔ جب یہ خبر ہشام کو ملی کہ جراح مارا گیا تو اس نے سعید حرشی کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ جراح نے دشمنوں کے مقابلہ میں شکست کھائی۔ سعید نے کہا کہ اے امیرالمومنین ایسا کہیں ہوسکتا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ اس نے شکست نہیں کھائی بلکہ مارا گیا۔ ہشام نے کہا کہ اچھا تو اب کیا رائے ہے۔ سعید نے کہا کہ مجھ کو چالیس ڈاک کی سواریوں کے ساتھ روانہ کیجئے۔ اور روزانہ چالیس آدمیوں کی ایک جماعت میرے پاس بھیجا کیجئے۔ اسلامی فوج کے ان سرداروں کو حکم دیجئے جو ادھر اودھر ہیں کہ وہ مجھ سے آکر ملیں اور اسکام میں میری مدد کریں۔ ہشام نے اس مشورہ کو پسند کیا اور سعید کو فوراً روانہ ہونیکا حکم دیا۔ سعید روانہ ہوا، راستہ میں جس شہر سے اسکا گذر ہوتا وہاں کے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرتا اور ساتھ لے لیتا، اسی طریقہ پر وہ ارزن پہونچا جہاں اوسکو جراح کی بقیہ فوج ملی جو نہایت ابتری میں تھی۔ اس نے بہت کچھ آہ، واویلا مچایا، سعید بھی ان کے گوناگوں مصائب کو سنکر رو پڑا اور ان کو تسلی دی، کھانے پینے کی چیزیں دیں۔ اور پھر ان کو ساتھ لیکر روانہ ہوگیا۔ جو شخص راستہ میں ملتا اوس کو ساتھ لے لیتا۔ اسی طرح شہر خلاط میں پہونچا اس کا محاصرہ کرکے اسکو فتح کیا۔ اور اموال غنیمت تقسیم کرکے، دوسرے قلعوں اور مقامات کو فتح کرتا ہوا برذعہ میں جا کر مقیم ہوا، ابن خاقان، آذربیجان کے گرد و نواح میں قتل و غارت، جنگ و جدال کا بازار گرم کئے ہوئے تھا۔ شہر ورثان کو محصور کرلیا تھا۔ حرشی کو جب اسکی خبر ملی تو وہ ڈرا کہ کہیں خاقان اس پر اپنی فتح کا جھنڈا نہ نصب کردے۔ اس خیال سے اس نے چند آدمیوں کو پوشیدہ طریقہ پر باشندگان ورثان کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کو اطمینان دلادیں

اور تھوڑی دیر صبر سے کام لینے کو کہیں، ہم جب تک مدد کے لئے پہونچتے ہیں۔ قاصد کو
خزریوں نے گرفتار کر لیا۔ اور اس سے تمام باتیں معلوم کر لیں۔ تو اونھوں نے کہا کہ اگر تم نے
ہمارے حکم کی تعمیل کی۔ تو ہم تمکو رہا کر دیں گے۔ ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔ قاصد نے پوچھا کہ
آخر تم کیا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم اہل ورثان سے کہدو کہ تمھاری
کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے جو تم کو اس مصیبت سے نجات
دلائے۔ اس لئے شہر کو تم خاقان کے سپرد کر دو قاصد نے اُن کی یہ شرط منظور کر لی جب
وہ شہر کے قریب پہونچا تو جو لوگ سامنے تھے۔ ان سے اس نے دریافت کیا کہ کیا تم لوگ مجھکو
پہچانتے ہو۔ لوگوں نے کہا، ہاں تم فلاں بن فلاں ہو۔ قاصد نے کہا کہ حرشی نے ہمکو بھیجا ہے
اور کہا ہے کہ ہم فلاں جگہ پر پہونچ گئے ہیں۔ اور عنقریب تمھاری مدد کے لئے پہونچ جائیں گے
تم اپنے شہر کی حفاظت کرو اور صبر سے کام لو۔ ورثان کے مسلمان اس خوشخبری کے سنتے ہی
اچھل پڑے، اور زور زور سے تکبیریں کہنے لگے۔ خزریوں کو پتہ چلگیا، اونھوں نے
قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اور ورثان کا محاصرہ چھوڑ بھاگ گئے۔ جب حرشی اپنی فوج کے ساتھ وہاں
پہونچا تو کسی کا پتہ نہ پایا، اردبیل کی طرف بڑھا تو وہاں سے بھی خزری فرار ہو گئے تھے، حرشی
تھک کر باجروان میں مقیم ہو گیا۔ وہاں ایک سوار سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اس نے سلام
کر کے کہا کہ اے امیر، کیا آپ جہاد کرنا اور غنیمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حرشی نے کہا کہ
اس سے بڑھکر کیا چیز ہو گی۔ اس نے کہا کہ خزریوں کی یہ دس ہزار فوج پڑی ہے، جس میں
پانچ ہزار مسلمان قیدی ہیں۔ وہ یہاں سے صرف چار فرسخ کے فاصلہ پر ہیں۔ حرشی نے اپنی
فوج کو فوراً تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہو گیا، دشمن بے خبر سو رہے تھے حرشی
نے وہاں قریب پہونچکر اپنی فوج کو چار سمتوں میں منقسم کر دیا اور یکا یک صبح کے وقت
حملہ آور ہوئے، یہ وہ وقت تھا جب کہ ترک میٹھی نیند لے رہے تھے، مسلمانوں
نے تلواریں میان سے نکالیں اور ایک طرف سے کاٹنا شروع کیا چنانچہ طلوع آفتاب تک
ایک روحی کے سوا جو کسی طرح بچگیا سب کے سب مارے گئے۔ وہ مسلمان جو اُن کے ہاتھ
میں قید تھے ان سب کو آزاد کرالیا، اور باجروان میں آکر مقیم ہوئے۔ ابھی چین سے بیٹھنے
بھی نہ پائے تھے کہ وہی شخص پھر آیا اور وہ کہنے لگا کہ یہاں سے قریب ہی میں خزریوں کی اور
بھی فوج ہے جسکے پاس مسلمانوں کے اموال اور جراح کی اولاد اور اسکے خاندان کے لوگ

قید میں حرشی پھر مستعد ہو کر روانہ ہوا اور اس مقام پر پہونچا جہاں پر خزری پڑاؤ ڈالے تھے، پہونچنے کے ساتھ ہی مسلمانوں نے انپر یورش کی اور چن چن کر سب کو قتل کر ڈالا اور وہ مسلمان مرد اور عورتیں جو اُن کے پنجہ میں پھنسی تھیں اون کو رہا کر لیا۔ اور بہت سے اموال غنیمت کو قبضہ میں کیا۔ سعید حرشی جراح کی اولاد کے ساتھ بہت خوش خلقی کیساتھ پیش آیا۔ اور اُن تمام کو باجروان میں بھیجدیا۔ حرشی کے مقابلہ میں خزریوں کی پے درپے شکست کی خبر جب اون کے شاہزادہ کو ملی، تو اس نے اپنی فوج کو دھمکایا۔ اور انکی مذمت اور برائی اُن کے منہ پر کرنے لگا۔ جس سے تمام خزریوں کے دل میں ایک جوش پیدا ہوا اور سب کے سب دوبارہ جنگ کے لیے مستعد ہو گئے۔ اس نے آذربیجان کے گرد و نواح سے لوگوں کو جمع کیا اور ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ حرشی کے مقابلہ میں آیا۔ حرشی نے بھی اپنی منتشر فوج کو یکجا کیا اور دونوں مقام برزند میں معرکہ آرا ہوئے دونوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، مسلمان آخر میں کچھ بھاگتے نظر آئے۔ لیکن حرشی نے فوراً للکارا اور میدان میں جمے رہنے کی تاکید کی۔ مسلمانوں نے پھر حملہ کیا۔ اسی اثنا میں وہ مسلمان جو ترکوں کے پاس قید تھے چلا اٹھے اور فریاد کرنے لگے تکبیر، تہلیل اور دعا کرنے لگے۔ اس فریاد نے مسلمانوں کے جوش کو پھر تازہ کر دیا اور کوئی شخص نہ تھا جو اُن کی مصیبت سنکر رو نہ دیا ہو۔ اور وہ اس شان سے جھپٹے کہ دشمنوں کو بھاگتے ہی بنی۔ مسلمانوں نے پھر انکا تعاقب شروع کیا، اور اسی طرح نہر ارس تک پہونچ گئے۔ اس کے بعد وہاں سے پھرے تو بہت سے قیدی اور اموال غنیمت ہاتھ آئے۔ اور قیدیوں کو رہا کر دیا۔ باقی تمام کو لاد کر باجروان پہونچے۔ شاہزادہ خزر نے باقی ماندہ آدمیوں کو پھر جمع کیا اور حرشی سے مقابلہ کے لئے نکلا۔ نہر سیلقان میں آکر ٹھہرا۔ حرشی کو جب اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کو لیکر اُسی طرف روانہ ہوا، اور اس مقام پر پہونچا جہاں خزریوں کی فوجیں مجتمع تھیں۔ حرشی نے اپنی فوج کو جوش دلانے والے الفاظ سے غضبناک کر دیا اور وہ اسطرح ٹوٹے کہ دم کے دم میں مخالفین کی صفوں کو نیست و نابود کر دیا۔ اور مطلع صاف ہو گیا۔ دشمنوں کے بہت سے آدمی ڈوب کر مر گئے بلکہ زیادہ تعداد انھیں کی تھی۔ حرشی نے مال غنیمت جمع کیا اور اوسکو تقسیم کرکے باجروان لوٹ گیا۔ اور تمام کا خمس ہشام کے پاس بھیجدیا۔ اور اوسکو مسلمانوں کی ان عظیم الشان فتوحات سے

خبر دی جو اسوقت حاصل ہوئے تھے۔ ہشام نے اوسکو شکریہ کا خط لکھا۔ حرشی باجروان میں مقیم تھا کہ ہشام نے اُسکو اپنے پاس بلالیا۔ اس کے بعد مسلمہ بن عبدالملک کو آرمینیہ اور آذربیجان کا حاکم بنایا۔ مسلمہ شدید موسم سرما میں ترکوں کا تعاقب کرتا ہوا مقام باب تک پہونچا۔

جنید کا ایک درہ میں جنگ کرنا

اس سال جنید نے طخارستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ طخارستان کی طرف روانہ کیا اور ابراہیم بن بسام لیثی کو بھی دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری طرف روانہ کیا۔ جب یہ خبر ترکوں کو ملی تو وہ ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ سمرقند پہونچے جہاں اسوقت سورہ بن حر حاکم تھا۔ سورہ نے جنید کو لکھا کہ ترک جذبۂ انتقام میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور سمرقند پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، میں اُنکی مدافعت کے لئے نکلا ہوں، لیکن اتنی طاقت نہیں ہے کہ سمرقند کو محفوظ رکھ سکوں۔ اس لئے مدد کی ضرورت ہے۔ جنید نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنیکا حکم دیا مجشر بن مزاحم اور ابن بسطام وغیرہ نے کہا کہ ترک دوسری قوموں کی طرح نہیں ہیں کہ مختلف مقامات پر تم سے جنگ کریں، وہ تو ایک ہی جگہ پر جم کر لڑتے ہیں، لیکن تم نے اپنی تمام فوجوں کو منتشر کردیا، عبدالرحمن کو بیرونہ کوہ بھیجا، بختری کو ہرات کی طرف روانہ کیا، عمارہ بن حریم کو طخارستان بھیجا لیکن خود حاکم خراسان کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ نہر ہرگز عبور نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اپنی روانگی سے قبل عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آجائے۔ اور اتنی دیر انتظار کیجئے۔ جنید نے کہا کہ سورہ اور دوسرے مسلمانوں کا اتنی دیر میں کیا حال ہوجائیگا اگر میرے ہمراہ صرف بنو مرہ یا شامی فوجیں ہوتیں تو بھی میں نہر عبور کرتا اسکے بعد اُسنے یہ شعر پڑھے۔

الیس أحق الناس ان یشہد الوغا　　وان یقتل الابطال ضخمل علی ضخم

کیا لوگوں میں میں زیادہ مستحق نہیں ہوں کہ لڑائیوں میں شریک ہوں۔ اور یکے باد یگرے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کروں۔

ماعلتی ماعلتی ماعلق　　ان لم اقتلہم فجزو المنی

میری بیماری اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں لڑوں۔ — اگر میں اُنسے لڑوں تو تم میری زلف کے بال پکڑ کر گھسیٹنا

اس کے بعد جنید نہر عبور کرکے کش میں مقیم ہوا پھر وہاں سے آگے بڑھنے کے لئے

تیاری شروع کی جب ترکوں کو اسکے آنیکی خبر ملی تو انھوں نے کش کے راستہ کے کنوؤں کو بھر دیا، جنید نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ سمرقند کی طرف جانیکا سہل ترین راستہ کون ہے، لوگوں نے کہا کہ وہ راستہ جو محترفہ کے نام سے موسوم ہے مجشر نے کہا کہ تلوار سے لڑکر مرنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم لوگ آگ میں جلیں، اس راستہ میں بڑے بڑے درخت اور بڑی بڑی گھانسیں ہیں، تمام خاردار جنگل ہے، دو سال سے اسطرف کسی قسم کی زراعت بھی نہیں ہوئی۔ اسوجہ سے بہت دشوار گزار راہ ہے، اگر خاقان نے ان درختوں میں آگ لگا دی تو ہم لوگ آگ میں جلکر خاک سیاہ ہو جائیں گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ گھاٹیوں کا راستہ اختیار کیجئے، کیونکہ اس میں جو دشواریاں ہیں وہ ہمارے لئے اور دشمنوں کے لئے برابر ہیں۔ جنید نے یہ رائے پسند کی اور اسی طرف پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے روانہ ہوا مجشر نے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑی اور جنید کو مخاطب کر کے بولا کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنو قیس کے ایک متکبر شخص کے ساتھ خراسان کی فوج ہلاک ہو جائے گی مجھ کو ڈر ہے کہ وہ کہیں تم ہی نہ ہو۔ جنید نے کہا کہ ڈرنے کی کیا ضرورت ہے، جب تم ایسے مدبر اور تجربہ کار شخص ہمارے ساتھ ہو، تو ایسا واقعہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں نے اس کوہستانی علاقہ میں کچھ رات بسر کی اور پھر روانہ ہوئے جب سمرقند کو صرف چار فرسخ کا فاصلہ رہگیا۔ تو یہ لوگ ایک درہ میں گھسے۔ صبح ہوتے ہی خاقان ایک جم غفیر لیکر اس درہ پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ صغد، فرغانہ، شاش کے باشندے اور ترکوں کی مختلف جماعتیں تھیں خاقان نے مسلمانوں کے پہلے دستہ پر جسکا سردار عثمان بن عبداللہ بن الشخیر تھا حملہ کیا۔ یہ دستہ شکست کھا کر اپنے لشکرگاہ کی طرف بھاگا۔ ترکوں نے تعاقب کیا اور وہاں پہونچ کر ہر طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے جنید نے بنو تمیم اور بنو ازد کو میمنہ پر رکھا اور بنو ربیعہ کو جو پہاڑوں سے متصل کھڑے تھے میسرہ پر رکھا۔ بنو تمیم کی ایک جماعت پر عبداللہ بن زہیر بن حیان کو مقرر کیا۔ اور انکے پیادہ سواروں پر عمرو بن جرفاش المنقری اور بنو تمیم کی ایک اور جماعت پر عامر بن مالک حمانی، اور بنو ازد پر عبداللہ بن بسطام بن عمرو کو مقرر کیا، اور دوسرے دستوں پر فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوزان کو متعین کیا۔ دشمنوں نے سب سے پہلا حملہ میمنہ پر کیا، کیونکہ میسرہ تنگ مقام پر تھا۔ حسان بن عبداللہ بن زہیر پیادہ لڑنا چاہتا تھا

اُن کے والد نے اُن کو روکا اور سوار ہونے کا حکم دیا۔ دشمنوں نے میمنہ کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ جنید نے نصر بن سیار کو مدد کے لئے بھیجا، اس نے بہت زور لگایا تو دشمنوں کے قدم کچھ پیچھے ہٹے لیکن ذرا ٹھہر کر انھوں نے پھر زور لگایا اور اس حملہ میں بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر ڈالا عبید اللہ بن زہیر، ابن جرقاش، فضیل بن ہناد یہ سب اسی میں مقتول ہوئے۔ میمنہ میں ایک عجیب ہنگامہ تھا۔ جنید جو قلب میں تھا، میمنہ کی طرف پہونچا، اور بنو ازد کے جھنڈے کے نیچے آکر کھڑا ہوا۔ اس نے بنو ازد کو کچھ تکلیف دی تھی، اس لئے، صاحب اللواء نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابھی ہم ہلاک نہیں ہوئے ہیں کہ تم ہماری مدح و ستائش کرنے کے لئے آتے ہو۔ چونکہ تم کو معلوم ہو گیا کہ دشمن تم تک نہیں پہونچ سکتے اسلئے ادھر چلے آئے۔ ہماری ایک جماعت آگے بڑھ چکی ہے، اگر ہم نے کامیابی حاصل کی تو وہ تمہارے لئے ہوگی۔ اور اگر ہلاک ہوئے تو ہم پر تم ماتم کرنے والے اور مرثیہ پڑھنے والے بھی نہ ہو گے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھا۔ اور شہید ہو گیا، ابن مجاعہ نے رایت اپنے ہاتھ میں لیا، مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی شہید ہو گیا، اس طریقہ پر ۱۸ آدمیوں نے پے در پے علم اُٹھائے اور مارے گئے، صرف بنو ازد کے ۸۰ آدمی مقتول ہوئے۔ لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے حتیٰ کہ تلواریں بالکل کند ہو گئیں، غلاموں نے لکڑیاں کاٹ کر دیں تو اس سے لڑنے لگے، یہاں تک کہ دونوں فوجیں علیحدہ ہو کر پھر ٹکرا گئیں۔ بنو ازد میں سے عبد اللہ بن بسطام، محمد بن عبد اللہ بن حوفان، حسن بن شیخ۔ فضیل جو سواروں کے افسر تھے۔ یزید بن فضل الحدانی یہ سب کے سب مارے گئے۔ یزید بن فضیل نے اس سال حج میں ایک لاکھ ۸۰ ہزار درہم خرچ کیا۔ اپنی والدہ سے رخصت ہوتے وقت کہا کہ آپ دعا فرمائیے کہ اللہ مجھ کو شہادت نصیب کرائے اُنھوں نے دعا کی اور اُن پر غشی طاری ہو گئی۔ حج سے واپسی کے تیرہ دن کے بعد شہید ہوئے۔ نضر بن راشد جبیدی بھی شہید ہوئے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو یہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا کہ اُسوقت تمہارے دل کی کیا حالت ہوگی جب مجھے تم خون میں ڈوبا ہوا زین پر پڑا ہوا دیکھو اس نے اپنا گریبان چاک کر کے دکھایا اور اپنی ہلاکت کے لئے دعا کی، نضر نے کہا، کہ بس کرو اگر تمام عورتیں مجھ پر نوحہ کریں تب بھی میں اُن سے اعراض کروں گا اور یہ حور عین کے

شوق میں۔ اسکے بعد میدان جنگ میں جاکر شہید ہوگئے۔ تمام لوگ اس پریشان کن حالت میں تھے کہ شہسواروں کی ایک جماعت نظر آئی۔ جنید نے منادی کرادی کہ پیدل چلو چنانچہ سب پا پیادہ ہوگئے اور اسکے بعد حکم دیا کہ ہر سپہ سالار ایک خندق کھود والے چنانچہ سبھوں نے خندقیں کھودوالیں۔ بنوازد میں سے آج کے دن ۱۰۰ آدمی مارے گئے، یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی، سنیچر کے دن خاقان نے پھر حملہ کا ارادہ کیا لیکن بنو بکر بن وائل کے مقام سے زیادہ قریب کوئی مقام نظر نہ آیا، اس لئے اُس نے اسی طرف سے ابتدا کی بنو بکر نے جنکا سردار زیاد بن حرث تھا اُنکے حملہ کا دنداں شکن جوابدیا، اور اُن کو بہت دور تک پیچھے ہٹائے گئے، جنید یہ دیکھکر سجدہ میں گر پڑا اور اس نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد لڑائی نے زیادہ زور پکڑا۔

سورۃ بن حر کا قتل ہونا

جب جنگ نے اپنی صورت مہیب بنالی اور جنید نے نازک حالت کا معائنہ کیا تو فوراً لوگوں کو مشورہ کے لئے بلایا۔ عبیداللہ بن حبیب نے کہا کہ دو باتوں میں سے ایک بات کرنا ضروری ہے یا تو آپ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھئے۔ اور یا پھر سورہ کو ہلاکت میں ڈالئے۔ جنید نے کہا کہ سورہ کا ہلاک ہونا مجھ پر زیادہ آسان ہے، عبیداللہ نے کہا کہ اچھا تو پھر اوسی کو لکھیئے کہ وہ سمرقندیوں کو ساتھ لیکر آپ کے پاس چلا آئے۔ اس لئے کہ جب یہ ترکوں کے سامنے آجائے گا تو ترک اپنی فوج کا رخ ادھر کردیں گے اور ہم چھوٹ جائیں گے۔ جنید نے سورہ بن حر کو طلبی کا خط لکھا۔ جب یہ قاصد وہاں پہونچا تو سورہ نے حلیس بن غالب شیبانی سے مشورہ لیا، اوس نے کہا کہ ترک جنید اور تمہارے درمیان میں حائل ہیں، اگر تم اسطرف گئے تو وہ اپنا سارا زور تم پر لگادینگے اور تم کو نوچ کر کھا لیں گے۔ اس لئے جانا غیر مناسب ہے، آخر کار سورہ نے جنید کو لکھا کہ میں آنے سے مجبور ہوں۔ یہ جواب سنکر جنید بہت خفا ہوا اور اسکو لکھ بھیجا، اے بدمعاش تجھ کو آنا ہے تو جلد آجا ورنہ تیرے جانی دشمن شداد بن خلید کو تیرے سر پر مسلط کردوں گا، خیریت اسی میں ہے کہ تم وہاں سے جلد روانہ ہو جاؤ اور نہر کا راستہ اختیار کرو، سورہ نے چار و ناچار جانے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور اوس نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اگر میں نہر کی طرف سے جاؤں تو دو دن سے

تمہیں نہیں پہونچوں گا۔ اور دوسرے راستہ سے صرف رات بھر کی مسافت ہے۔ اگر یہ شخص کسی کی قید نہ لگاتا تو میں اسی راستہ سے جاتا۔ ترکوں کے جاسوس وہاں بھی گھسے تھے انھوں نے سورہ کی گفتگو فوج میں پہونچادی۔ اسکے بعد سورہ ۱۲ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوگیا اور سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا قایم مقام بنایا سورہ جب صبح کے وقت پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا، تو ترک اپنی فوج کے ساتھ آدھمکے۔ اب جنید اور سورہ کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ رہگیا تھا۔ ترکوں نے جنگ شروع کردی، غوزک نے خاقان سے کہا کہ آج گرمی بہت ہے، اس لئے تم اس وقت تک ٹھرو جب تک یہ تمام اسلحات گرم ہوجائیں۔ اس نے یہ رائے پسند کی۔ اسکے بعد ترکوں نے نہر کے درمیان کی گھانس وغیرہ میں آگ لگادی، اور سورہ کے لشکر اور پانی کے درمیان حائل ہوگئے سورہ نے عبادہ سے کہا کہ اے ابوسلیم کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ ترک غنیمت لوٹنا چاہتے ہیں، اس لئے تم اپنی سواریوں کو بیکار کردو، اور اپنی تمام چیزوں میں آگ لگادو تلوار میان سے نکال کر آگے بڑھو اسوقت یہ راستہ دیدیں گے۔ اور اگر اسپر بھی راستہ ندیں تو ہم کو اپنے بھالے کھینچے ہوئے آگے بڑھنا چاہئے صرف ایک ہی فرسخ فوج تک پہونچنے کو رہگیا ہے تاکہ اپنی فوج سے ملجائیں۔ سورہ نے کہا کہ ہم اسقدر نقصان نہیں برداشت کرسکتے ہیں تو تمام فوجوں کو جمع کرتا ہوں اور اُن کو لڑائی کے لئے تیار کرتا ہوں، خواہ وہ ہلاک ہوجائیں یا صحیح وسالم رہیں سورہ نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دی۔ جنگ میں گرد وغبار اسقدر اٹھا کہ زمین وآسمان تمام پر چھاگیا۔ لوگوں کو کچھ دکھائی تک نہیں دیتا تھا۔ مسلمان جو آگے بڑھتے تو سب کے سب اور خود دشمن بھی اس دہکتی ہوی آگ میں جو ترکوں نے پیچھے تھی گر پڑے، سورہ بھی اسی میں گرا، اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی مسلمانوں کی جماعت منتشر ہوگئی، تو ترکوں نے پلٹ کر پھر حملہ کیا، اور دو ہزار قتل کر ڈالے اور بعض روایت میں ہے کہ ایک ہزار کو قتل کر ڈالا۔ صرف عاصم بن عمیر سمرقندی بچ گیا علیس بن غالب شیبانی بھی شہید ہوا مہاجب بن زیاد عجلی سات سو آدمیوں کے ساتھ بھاگا۔ اور ایک گاؤں جسکو مرغاب کہتے تھے وہاں کے ایک قصر میں جا چھپا، اسکند ملک نسف اور غوزک اُن کے پاس آئے۔ اور اُن کو امان دینے کا وعدہ کیا۔ قریش بن عبداللہ عبدی نے کہا کہ ان کا قول پر ہرگز بھروسا نہ کرو۔ رات کے وقت ہم خود نکل کر بھاگ جائیں گے

اور سمرقند چلے جائیں گے۔ لیکن کسی نے اس کی رائے پر توجہ نہیں کی۔ اور امان لے لیا۔ غوزک انہوں کو خاقان کے پاس لے گیا خاقان نے ان سے کہا کہ میں غوزک کے وعدہ کو اور اسکے امان کو قطعاً ناجائز قرار دیتا ہوں۔ اسکے اس جملہ نے تمام مسلمانوں کو برانگیختہ کر دیا اور سب کے سب لڑنے کے لئے مستعد ہو گئے۔ جنگ میں سب مارے گئے صرف سترہ آدمی اس میں سے بچے۔ اور بعد کو ان میں سے بھی چودہ آدمی مار ڈالے گئے اور صرف تین آدمی بچ گئے سورہ اسی آگ میں گر کر مارا گیا۔ جب جنید کو سورہ کے قتل کی خبر ملی تو وہ درہ سے نکلا سمرقند کی طرف جانے لگا۔ خالد بن عبید اللہ نے کہا کہ جلدی روانہ ہو جاؤ مجشر نے سواری کی لگام پکڑ کر کہا کہ اتر جاؤ۔ سب لوگ اتر گئے ابھی اچھی طرح مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ کہ ترک پھر نمودار ہوئے مجشر نے کہا کہ اگر ہم راستہ میں ہوتے تو وہ ہم کو ہلاک و برباد کر دیتے۔ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں نے حملہ کا ارادہ کیا، جنید نے ان کو روکا کہ اس طرف آگ ہے مت جاؤ۔ جنید نے اپنی فوج میں یہ اعلان کیا کہ جو غلام کوئی کارنامہ انجام دے وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ غلاموں نے ملکر ایک بڑا سخت حملہ کیا جس نے دشمنوں کے چھکے چھوڑا دئے اور وہ بھاگ گئے، موسیٰ بن تعراء نے کہا کہ آج غلاموں نے وہ کارنامہ کیا ہے جو ازروبان میں لوگوں نے کیا تھا جسکی وجہ سے تم لوگ بے حد خوش ہو دشمنوں کا بادل چھٹ گیا اور جنید نہایت اطمینان کے ساتھ سمرقند واپس آگیا۔ سورہ کے بال بچوں کو مرو بھجوا دیا۔ اور اسکے بعد خود صغد میں چار مہینے تک مقیم رہا۔ خراسان کے جنگی امور میں مجشر بن مزاحم سلمی، عبدالرحمٰن بن صبح خرفی۔ عبید اللہ بن حبیب ہجری تینوں بڑے تجربہ کار اور مدبر تھے۔ مجشر بن مزاحم میں خاص کمال یہ تھا کہ فوج کو اپنے جھنڈے کے نیچے اتارتا تھا، اور فوج کے ہتھیار اچھی طرح رکھتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن صبح میں یہ بات تھی کہ جب جنگ میں کوئی اہم یا ہولناک واقعہ ہو جاتا تو اسوقت کے مناسب بہترین رائے دیتا۔ عبید اللہ فوج کی ترتیب اور جنگی انتظام میں خاص ملکہ رکھتا تھا۔ بعض موالی بھی ایسے تھے جو ان کی طرح صائب الرائے اور مدبر تھے جنگ کی تمام اونچ نیچ سے واقف تھے۔ فضل بن بسام مولی لیث، عبداللہ بن ابی عبداللہ مولی سلیم بختری بن مجاہد مولی شیبان۔ وغیرہ خصوصیت سے قابل تذکرہ ہیں۔ جب ترکوں کی جنگ سے جنید کو فراغت ملی تو اوس نے نہار بن توسعہ، زیل بن سوید مری کو

ہشام کے پاس بھیجدیا۔ ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی اسوجہ سے مارا گیا۔ میں نے اوسکو کہا تھا کہ نہر کے راستہ سے آؤ، لیکن وہ نہ مانا، اُسکی فوجیں متفرق ہو گئیں، کچھ تو لوگ ہمارے پاس آئے اور باقی لوگ سمرقند بھاگ گئے اور سورہ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مارے گئے۔ ہشام نے نہار بن توسعہ سے صحیح خبر دریافت کی تو اُس نے سچا سچا واقعہ بیان کر دیا۔ ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے دس ہزار کوفہ سے اور دس ہزار بصرہ سے فوجیں روانہ کیں تیس ہزار تیر اور اسی قدر ڈھال بھیجے گئے۔ اُن میں سے زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار ضایع جاتے، باقی پندرہ ہزار کہاں ہیں۔ ہشام کو جب سورہ کے قتل کی خبر ملی تو اُس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور بولا کہ سورہ کا قتل خراسان میں اور جراح کا قتل باب ابواب میں عجیب حیرت انگیز اور افسوسناک واقعہ ہے اس جنگ میں نصر بن سیار نے بڑی جوانمردی اور بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جنید جب عبدوہ میں تھا تو اسنے ایک آدمی سے کہا کہ لوگوں کے حال چال دیکھو، کہ وہ کیا کر رہے ہیں، وہ ادھر اودھر گشت لگا کر واپس آیا۔ اور اُس نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو بہت ہی خوش و خرم پایا، بعض تو بزم مشاعرہ منعقد کر رہے تھے بعض درود وظائف اور تلاوت قرآن میں مشغول تھے عبید بن حاتم بن نعمان نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان خیموں کے سوا کچھ نہیں ہے قریب جا کر پوچھا کہ یہ کس کے خیمے ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن بسطام اور ان کے اصحاب کے خیمے ہیں کل کے دن یہ سب شہید ہو گئے ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ میں بہت زمانہ کے بعد اسطرف سے گذرا تو مجھ کو مشک اور عنبر کی خوشبو ملی جنید کچھ دن سمرقند میں ٹھرا، اور خاقان نے بخارا کی راہ لی۔ جہاں قطن بن قتیبہ بطور حاکم کے تھا۔ جنید کو یہ خطرہ ہوا کہ خاقان قطن کو ہلاکت میں ڈالدے گا اس خیال سے اس نے لوگوں سے مشورہ لیا۔ ایک جماعت نے کہا کہ ہم تو سمرقند ہی میں رہیں اور اُسکی حفاظت کریں، دوسری نے کہا کہ ہم جانے کے لئے تیار ہیں، پہلے ربنجن کیطرف جائیں اور پھر کشش، اور نسف ہوتے ہوئے زم کے اطراف سے گذرتے ہوئے نہر عبور کریں اور آمل میں اتر جائیں اور خاقان کا راستہ روک لیں گے جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ مولی بنی سلیم سے اوس کے متعلق مشورہ لیا اور لوگوں کے

ان خیالات کو اسکے سامنے ظاہر کیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں جانے کے لئے تیار ہوں لیکن اس شرط پر کہ وہ ہمارے مشورہ کی پوری تعمیل کرے۔ جہاں میں ٹھہرنے کا حکم دوں وہاں وہ ٹھہرے، جہاں سے کوچ کرنے کا حکم دوں وہاں سے فوراً کوچ کر جائے، جہاں لڑنے کا اشارہ کروں وہاں جان توڑ کر لڑیں جنید نے کہا کہ یہ سب منظور ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں تم سے چند باتوں کا خواہشمند ہوں کہ جب کہیں ٹھہرو تو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ خندق کھودلو۔ اور پانی کے اہتمام سے غافل نہ ہو، خواہ نہروں ہی کے کنارہ پر کیوں نہ ہو۔ اور یہ بھی کہتا ہوں کہ تم قیام وسفر میں میری رائے پر چلا کرو۔ جنید نے اسکا بھی وعدہ کر لیا اسکے بعد عبداللہ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ تم سمرقند ہی میں رہو تاکہ مدد کا انتظار کرو اور مدد کے آنے میں تاخیر ہوگئی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کش نسف کے راستہ سے جائیں گے۔ تو اسکے متعلق میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم دوسرے راستہ سے جاؤ گے تو تمکو اسقدر دقتیں برداشت کرنی پڑیں گی جس سے لوگوں کے اعضاء چور چور ہو جائیں گے اور وہ دشمنوں کے مقابلہ سے عاجز ہو جائیں گے۔ خاقان تم پر بہت جری ہو گیا ہے وہ بخاری کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اہل بخاری موقع نہیں دیتے۔ اور اگر کوئی اور راستہ اختیار کیا تو تمہارے حرکات وسکنات کی خبر اہل بخاری کو ہوتی رہیگی اور پھر وہ اپنے دشمن کے مطیع ہو جائیں گے۔ اگر تم نے مشہور راستہ اختیار کیا تو دشمن تم سے خوفزدہ رہیں گے۔ میرا خیال ہے کہ تم ان لوگوں کے اہل وعیال کو جو سورہ کے ساتھ مقتول ہوئے ہر قبیلہ میں تقسیم کر دو اور اپنے ساتھ لے لو۔ ہمکو خدا سے امید رکھنی چاہیئے کہ وہ ان مظلوموں کی وجہ سے ہم کو فتح دیگا۔ اور ہر اس شخص کو جو سمرقند میں مقیم رہنا چاہے اسکو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم دیدو۔ جنید نے اسکی تمام رایوں پر عمل کیا، سمرقند میں عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو چار سو شہسواروں کے ساتھ اور چار سو پیادہ فوج کے ساتھ چھوڑ دیا، اور اسکے بعد روانہ ہوا، جو لوگ جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے انھوں نے عبداللہ کے اس مشورہ کو بڑی ناپسندیدگی سے دیکھا۔ بلکہ آپس میں یہ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ دیکھو اسنے ہلاکت وبربادی کا پورا سامان کر لیا۔ جنید نے اپنی روانگی سے قبل اشحب بن عبید حنظلی کو دس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور اس سے کہا کہ ہر منزل پر جب تم پہونچو تو ایک شخص کو میرے پاس تمام حالات کی آگاہی کیلئے

بھیجدو۔ اس کے بعد جنید بڑی سرعت کے ساتھ روانہ ہوا۔ عطاء دبوسی نے کہا کہ اے جنید تمکو ضعیف اور کمزور آدمیوں کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔ ایک سب سے زیادہ بڈھے کو اور ہتھیاروں سے پورا مسلح کردو تلوار، نیزہ، ڈھال، ترکش، یہ سب چیزیں انکو دیدو اور انکی طاقت کے مطابق ہلکی رفتار رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ ہم ایسے کمزور لوگ اسقدر تیزی کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ اور نہ اتنی عجلت کے ساتھ جنگ کر سکتے ہیں۔ جنید نے اسکے مشورہ کو پسند کیا۔ اسکے بعد فوجیں نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ ان پرخطر مقامات سے گذر گئیں جہاں دشمنوں کے حملے کا ڈر تھا اور اسی طرح طواویس تک پہونچ گئیں خاقان نے کرمینیہ سے اسی طرف کا رخ کیا اور سامنے آپہونچا۔ یہ رمضان المبارک کا پہلا دن تھا کہ دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور باہم نبرد آزمائی کرنے لگیں۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا کہ ہنسنے کا وقت نہیں ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ الحمد للہ یہ لوگ اس وقت تو پہونچے نہیں جب ہم لوگ پہاڑوں سے گذر رہے تھے جہاں نہ کہیں پانی کا پتہ تھا نہ کھانے کا اور نہ کہیں سایہ تھا، دوسرے خدا کا شکر ہے کہ اسوقت آئے جب کہ تم شام تک خندق کھود والوگے اور تمہارے پاس رسد بھی کافی موجود ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خاقان تھوڑی سی جنگ کے بعد واپس گیا۔ عبداللہ نے جنید کو مشورہ دیا کہ تم فوراً یہاں سے کوچ کرجاؤ۔ کیونکہ خاقان نے یہ سمجھا کہ تم یہیں پر مقیم رہوگے، اس لئے جب دل میں آئیگا تو پھر ہم حملہ بھی کرسکتے ہیں۔ فوج روانہ ہوئی۔ عبداللہ فوج کے آخری دستہ پر تھا۔ جب شام ہوگئی تو سب ایک جگہ پر ٹھہر گئے اور وہیں رات گذاری، رات بھر کھاپی کر اچھی طرح آسودہ ہوگئے تو صبح کو پھر روانہ ہوئے۔ عبداللہ نے جنید سے کہا کہ ہم کو یہ خطرہ ہے کہ کہیں خاقان پیچھے سے آخری دستہ پر حملہ نہ کردے۔ اسلئے پہلے ہی سے اسکے کیل کانٹے درست کردینا چاہیئے، جنید نے آخری دستہ پر اور دوسرے مضبوط آدمیوں کو بھیجا اور اسکو اچھی طرح مستحکم کردیا واقعتاً ایسا ہوا کہ کچھ دور جانے کے بعد ترکوں نے آخری دستہ پر حملہ کر ہی دیا۔ عبداللہ نے بھی اپنا زور صرف کردیا مسلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کردیا، جس کے مرنے سے انھوں نے بدفالی لی اور طواویس واپس گئے، مسلمانوں کی فوجیں قدم بڑھاتی چلی گئیں اور مہرجان کے دن بخارا میں داخل ہوگئیں۔ اہل بخارا بخاری درہم لیکر آئے تقریباً

دس دس درہم ہر مجاہد کو ملے۔ عبدالمومن بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو اُسکے مرنے بعد خواب میں دیکھا۔ اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ لوگوں میں میری وہ رائے مشہور کردو جو میں نے یوم الشعب میں دی تھی۔ جنید خالد بن عبداللہ کا جب تذکرہ کرتا تھا تو ان الفاظ سے یاد کرتا تھا بہت ہے اور بہتر ایک اولاد سے ہے۔ اکلوتا ہے۔ اور اکلوتے کی اولاد سے ہے بے مثل اور دلیر ہے اور ایسے ہی شخص کا لڑکا ہے اسکے بعد بصرہ اور کوفہ سے بھی امدادی فوجیں آگئیں۔ لیکن چونکہ وہ اب بے ضرورت تھیں اس لئے ان کو واپس کردیا گیا اور حوثرہ بن زید عنبری بھی انکے ساتھ کردیا گیا۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ جانا چاہتے تھے اون کو واپس کردیا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ درہ کی جنگ کا واقعہ سالہ میں ہوا۔ نصر بن سیار جو اس واقعہ میں شریک تھا اس نے یہ اشعار لکھے تھے۔

انی نشأت وحسادی ذوو عدد ۔۔۔ یا ذا المعارج لا تنقص لھم عددا

میں جب سے دنیا میں آیا میرے حاسدین بکثرت ہو گئے۔ اے صاحب مراتب تو ان کی تعداد میں کمی نہ کر۔

ان تحسدونی علی مثل البلاء لکم ۔۔۔ یوما فمثل بلائی جرالی الحسدا

اگر تم مجھ سے اسبات کیلئے حسد کرو کہ کسی دن تم بہتر کام انجام دو۔ تو میرے ایسا کارنامہ مجھ کو بھی تمہارا حاسد بنا دیگا۔

یابی الالٰہ الذی اعلی بقدرتہ ۔۔۔ کعبی علیکم واعطی فوقکم عددا

وہ خدا اس سے انکار کرتا ہے جس نے اپنی قدرت کا ملہ سے۔ مجھکو تم پر شرف بخشا اور تم سے زیادہ مراتب عطا کئے

ارمی العداۃ بافراس مکلمۃ ۔۔۔ حتی اتخذن علی حسادھن یدا

میں دشمنوں سے ان گھوڑوں پر سوار ہوکر تیر اندازی کرتا ہوں جو زخم لئے ہوئے ہیں۔ حتی کہ میں ان کے حاسدین پر غالب ہوگیا۔

من ذا الذی منکم فی الشعب اذ وردوا ۔۔۔ لم یتخذ حومۃ الاثقال معتمدا

تم میں سے وہ کون شخص ہے جس نے درہ میں داخل ہوتے وقت۔ اس عظیم الشان جنگ کی ضرورتوں کا سردار مجھ کو نہیں بنایا تھا۔

ھلا شھدتم دفاعی عن جنیدکم ۔۔۔ وقع القنا وشھاب الحرب قد وقدا

کیا تم نے میری اس مدافعت کو جو میں تمہارے جنید کیلئے کررہا تھا نہیں دیکھا۔ جبکہ نیزے برس رہے تھے اور جنگ کا شعلہ بھڑک چکا تھا۔

ابن عرس نے نصر بن سیار کی مدح میں چند اشعار لکھے ہیں۔

یا نصر انت فتی نزار کلھا ۔۔۔ فلک المآثر والفعال الارفع

اے نصر تو تمام بنو نزار کا سپوت ہے۔ تیرے ہی لئے اخلاق و بہترین افعال ہیں۔

فرجت عن کل القبائل کربۃ ۔۔۔ بالشعب حین تخاضعوا وتضعضعوا

تو نے تمام قبائل کی اس تکلیف کو دفع کر دیا جو اس دن انکو پہنچی تھی۔ جب کہ وہ زیر و زبر ہو رہے تھے اور ذلیل و خوار ہو رہے تھے

یوم الجنید اذ القناۃ شاجر والبحر دام والخوافق تلمع

جنید کی لڑائی کے دن جب تیزے ہل رہے تھے۔ اور خون کا دریا بہہ رہا تھا اور تلواروں کی شعاعیں ہر چہار طرف آسمان چمک رہا تھا

ما زلت ترمیھم بنفس حرۃ حتی تفرج جمعھم و تصدعوا

تو اپنے نفس نفیس سے ان پر حملے کرتا رہا۔ یہانتک کے دشمنوں کی جماعت منتشر ہوگئی اور وہ متفرق ہو گئے

فالناس کل بعدھا عتقاؤکم ولک المکارم والمعالی اجمع

پس تمام لوگ اس واقعہ کے بعد تمہارے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور تم ہی کو ساری عزتیں اور مرتبے حاصل ہیں۔

۱۱۲ سنہ کے مختلف واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفہ کی جنگ کی اور خرشنہ کو فتح کیا۔ حج میں ابراہیم بن ہشام شریک تھا اور بعض روایت میں ہے کہ حج میں سلیمان بن ہشام بن عبد الملک تھا۔ باشندگان اندلس نے ہیثم کے انتقال کے بعد محمد بن مالک اشجعی کو وہاں کا حاکم بنایا، اور وہ صرف دو مہینہ تک وہاں کا حاکم رہا اس کے بعد عبد الرحمن بن عبد اللہ غافقی کا تقرر عمل میں آیا، باقی عمال حکومت وہی تھے جنکا تذکرہ کیا جاچکا ہے اور اس سال رجاء بن حیوۃ نے قسنین میں انتقال کیا۔ مکحول ابو عبد اللہ الشامی الفقیہ اور عبد الجبار بن وائل بن حجر حضرمی نے اس سال وفات پائی جب عبد الجبار کے والد کا انتقال ہوا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اسلئے انکی جتنی روایتیں لوگوں نے اُن کے والد سے کی ہیں وہ سب منقطع ہیں۔

۱۱۳ سنہ کی ابتداء

عبد الوہاب کا مقتول ہونا

اس سال عبد الوہاب بن بخت قتل کیا گیا۔ وہ عبد اللہ البطال کے ساتھ روم میں جنگ کرنے کیلئے گیا تھا جب عبد اللہ بطال کے اصحاب نے شکست کھائی اور بھاگنے لگے تو اسپر عبد الوہاب نے، حملہ شروع کیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے گھوڑے میں نے تم سے بڑھکر بزدل کوئی نہیں دیکھا، اللہ میرا خون بہادے اگر میں تیرا خون نہ بہاؤں اپنے خود کو اتار کر اسنے لوگوں کو للکارا کہ دیکھو میں عبد الوہاب بن بخت ہوں، کیا تم لوگ

جنت سے بھاگے جاتے، اسکے بعد دشمنوں کے مقابلہ میں آیا ایک شخص نے کہا اف پیاس لگی۔ عبدالوہاب نے اس سے کہا کہ آگے بڑھو سیرابی تو تمہارے سامنے ہے، لوگ لڑنے لگے، اور اسی میں عبدالوہاب بھی مارا گیا۔ اور اسکا گھوڑا بھی مارا گیا۔

مسلمہ کا ترکوں سے لڑنا اور پھر واپس ہونا۔

اس سال مسلمہ نے اپنی فوجوں کو خاقان کی مملکت میں مختلف مقامات پر منقسم کر دیا تھا جس نے مختلف شہر فتح کیے بہت سے ترکوں کو تہ تیغ کیا اور بہت سوں کو قید کیا۔ اور ایک بڑی تعداد کو جلا دیا، غرضکہ مختلف سزائیں دی گئیں۔ اسکے بعد بلنجر کے پہاڑوں کے پاس تمام لوگ مطیع ہو گئے وہاں بن خاقان کو قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل نے تمام خزریوں اور ترکوں کو مشتعل کر دیا، اور وہ ایک بڑی تعداد میں جمع ہوئے جنکا حد و حساب نہ تھا، مسلمہ بلنجر سے آگے بڑھ گیا تھا۔ کہ اُن کو ترکوں کی تیاری کی خبر ملی۔ اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ بہت سی آگ روشن کرو۔ چنانچہ انھوں نے بہت سی لکڑیاں جمع کیں اور اس میں آگ لگا دی خیموں اور بھاری سازوسامان کو وہیں چھوڑ دیا۔ اسکے بعد اس نے کوچ کا حکم دیا، جوانوں کو فوج کے آخری دستہ پر رکھا اور بڈھوں کو آگے بڑھایا۔ اور جلدی جلدی منزلیں طے کرتا ہوا باب الابواب میں پہونچ گیا۔

عبدالرحمٰن امیر اندلس کا قتل اور عبدالملک بن قطن کا حاکم ہونا

سنہ ۱۱۳ھ میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی نے عبیدہ بن عبدالرحمٰن کی آمد کے بعد ایک جنگ کی تھی۔ اور یہ اسی کے اشارہ سے تھی۔ عبیدہ سنہ ۱۱۰ھ میں افریقیہ اور اندلس کا حاکم بنایا گیا۔ جب عبیدہ افریقہ پہونچا تو اُس نے مستنیر بن حرث حرشی کو صقلیہ میں مشغول بہ جنگ پایا۔ مستنیر لڑ بھڑ کر وہیں مقیم رہا۔ اور موسم سرما گذار کر وہاں سے واپس آیا اسکے ساتھی ڈوب گئے اور مستنیر اپنے جہاز میں بچ گیا۔ عبیدہ نے مستنیر کو گرفتار کر لیا اور اُسکو درے لگوائے قیروان میں اُسکی تشہیر کرائی اسکے بعد عبیدہ نے اندلس میں عبدالرحمٰن کو حاکم بنایا۔ عبدالرحمٰن نے فرانس پر حملہ کیا اسکے بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ اور بہت سی چیزیں غنیمت میں لوٹیں ایک شخص نے غنائم میں ایک مرد کی مورت پائی جس میں موتی یاقوت جواہر زمرد سب جڑے

ہوئے تھے۔ عبد الرحمن نے اُسکو توڑ کر تمام لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب اس کی خبر عبیدہ کو لگی تو اس نے عبد الرحمن سے باز پرس کی۔ عبد الرحمن چونکہ بہت ہی سلیم الطبع اور پرہیزگار آدمی تھا اس لئے اُس نے یہ جواب دیا کہ اگر زمین اور آسمان دونوں ملے ہوئے ہوتے اور راستہ بند ہوجاتا۔ تو بھی خدا اپنی قدرت سے متقی اور پرہیزگاروں کے لئے راستہ نکالدیگا۔ اسکے بعد عبد الرحمن فرانس کے دوسرے شہروں کو فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ عبد الرحمن نے یہ فتوحات ۱۱۴ھ میں حاصل کئے۔ انھیں جنگوں میں عبد الرحمن اور اوسکے ساتھی مارے گئے۔ اسکے بعد عبیدہ افریقہ سے شام میں چلا آیا اور اُس نے ہشام کے پاس بہت سی لونڈیاں اور بہت سے غلام اور دوسری قسم کے تحائف بھیجے۔ اور اس سے یہ درخواست کی کہ مجھ کو اس خدمت سے سبکدوش کیا جائے۔ ہشام نے اسکو معزول کر دیا اور اندلس میں عبیدہ نے عبد الرحمن کی جگہ پر عبد الملک بن قطن کو مقرر کیا۔ اور افریقہ میں ہشام نے عبیدہ کی جگہ پر عبید اللہ بن حبحاب کو مقرر کیا جو اس سے پہلے مصر کا حاکم تھا۔ ۱۱۶ھ میں عبید اللہ افریقہ پہونچا اس نے جانے کے بعد فوراً مستنیر کو قید خانہ سے نکالا اور تونس کا حاکم بنایا۔ اور حبیب بن ابی عبیدہ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ سوداں کی طرف بھیجا وہاں مسلمانوں کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سے قبل ایسی شاندار کامیابی کم ہوئی ہوگی۔ بحری لڑائی کے بعد پھر وہ واپس آگیا۔

۱۱۳ھ کے مختلف واقعات

عدی بن ثابت انصاری، اور معاویہ بن قرہ بن ایاس مزنی جو قاضی ایاس کے والد تھے ان دونوں نے اسی سال وفات پائی۔ قاضی ایاس اپنی ذہانت اور ذکاوت میں مشہور ہیں۔ حرام بن سعید بن محیصہ ابو سعید نے بھی اسی سال وفات پائی۔ انکی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ طلحہ بن مصرف الایالی اور عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر لیثی، عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری الملکنی بہ ابو جعفر ان سبھوں نے اسی سال وفات پائی۔ موخر الذکر کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ وہب بن منبہ صنعانی نے جنکا سب سے چھوٹا بھائی ہمام تھا۔ اسی سال انتقال کیا۔ یہ پانچ بھائی تھے، ہمام، وہب، عیلاق، عقیل، معقل، بعض روایت میں ہے کہ وہب نے ۱۱۰ھ

میں انتقال کیا۔ حر بن یوسف امیر موصل نے اس سال ذی الحجہ میں انتقال کیا۔ اور موصل ہی میں نبیلہ کے قبرستان میں جو محل منقوشہ کے سامنے تھا دفن کیا گیا۔ ہشام نے حر کی جگہ پر ولید بن تلید عبسی کو موصل کا حاکم بنایا۔ اور اُسکو حکم دیا کہ وہ نہر کی تکمیل کردے۔ ولید نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اُس کو تیار کرایا۔ معاویہ بن ہشام نے اس سال بھی روم میں جنگ کی اور مرعش کی طرف سے حملہ آور ہوا۔ پھر وہاں سے واپس آگیا اس سال بھی بنو عباسیہ کے داعیین کی جماعت خراسان پہونچی ان میں سے ایک شخص کو جنید نے قتل کرڈالا اور وہ بولا کہ میں جسکو قتل کرتا ہوں اُسکا خون میرے لئے معاف ہے اس سال حج میں سلیمان بن ہشام بن عبدالملک تھا۔ لیکن بعض روایت میں ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جنکا ذکر کیا جاچکا ہے۔

۱۱۴ھ کی ابتداء

مروان بن محمد کا آرمینیہ اور آذربیجان میں حاکم ہونا۔

اس سال ہشام نے اپنے ابن عم مروان بن محمد بن مروان کو جزیرہ، آرمینیہ اور آذربیجان کا حاکم بنایا۔ اسکی صورت یوں ہوئی کہ محمد بن مروان مسلمہ کی اس فوج میں داخل تھا جو آرمینیہ کے قریب خزریوں سے مقابلہ کے لئے گئی تھی۔ جب مسلمہ وہاں سے لوٹا۔ تو مروان ہشام کے پاس آیا۔ لیکن بے شان وگمان پہونچا، ہشام نے آنکی وجہ دریافت کی تو مروان نے کہا کہ میں جس چیز کو کہنا چاہتا ہوں اُس کی قدرت خود نہیں رکھتا۔ لیکن یہ بھی دیکھتا ہوں کہ میرے سوا کوئی اسکو انجام بھی نہیں دیسکتا ہشام نے پوچھا کہ آخر وہ کیا شئے ہے۔ مروان نے کہا کہ خزریوں نے بلاد اسلامیہ پر پورا قبضہ کرلیا تھا، جراح بھی قتل کیا جاچکا تھا مسلمانوں میں ہر طرح سے ضعف آچکا تھا۔ اس کے بعد امیرالمؤمنین کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنے بھائی مسلمہ کو اُنکی طرف روانہ کردیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے مقبوضات میں سے چند معمولی مقامات قبضہ میں آئے ہیں۔ اور مسلمہ نے جب دیکھا کہ اپنے لشکر کی تعداد بڑھگئی ہے تو وہ بہت مغرور ہوا اور اُس نے خزریوں کو اعلان جنگ دیا۔ اور پھر تین مہینہ تک مقیم رہا اس عرصہ میں دشمن تیار ہوگیا اور باہم دیگر مجتمع ہوگئے۔ جب شہروں میں داخل ہوا

تو کسی قسم کی غیر معمولی جنگ نہ کرنی پڑی، قصہ مختصر یہ کہ وہ ہمیشہ جنگوں سے بچتا رہا۔ اور
برابر اسی کی کوشش میں مصروف رہا۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ سے اس میں اجازت لے کر
مسلمانوں کے دامن سے یہ بدنما دھبہ مٹادوں۔ اور دشمنوں سے پورا بدلہ لے لوں۔
ہشام نے کہا کہ میں نے تمکو اُسکی اجازت دیدی کہ بلاد خزر میں خوب لڑو۔ مروان نے کہا کہ کیا
آپ ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے ہماری امداد کریں گے تو ہشام نے کہا کہ میں ایک لاکھ بیس ہزار
فوج سے تمھاری مدد کروں گا۔ اس پر مروان نے کہا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ فرمائے گا۔ ہشام
نے کہا ہاں اور جاؤ میں نے تم کو آرمینیہ کا حاکم بنادیا۔ مروان خوشی خوشی آرمینیہ کی طرف روانہ
ہوا۔ اور ادھر ہشام عراق، شام، جزیرہ وغیرہ سے فوجیں بھیجنے لگا۔ چنانچہ تمام فوج
رضاکاروں کی جماعت کو محسوب کر کے ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ مروان نے پہلے
تو یہ ظاہر کیا کہ میں لان کی طرف جارہا ہوں۔ لیکن خزریوں کی طرف چلا۔ بلاد خزر کے قریب
پہونچکر ملک خزر کو لکھا کہ ہم تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے اس دعوت کو منظور
کرلیا۔ اور ان معاملات کے طے کرنے کے لئے اپنا ایک آدمی اسکے پاس بھیجا۔ مروان
نے اس قاصد کو روک لیا اور اس اثناء میں اپنی فوج کو تیار ہوجانے کا حکم دیا۔ مروان
باتوں ہی باتوں میں قاصد پر بگڑ گیا اور اُسکے سامنے اعلان جنگ کردیا۔ اسکے بعد قاصد
کو ایک ایسے شخص کی معرفت واپس کیا، جسکو یہ ہدایت کردی تھی کہ دور سے دور راستہ
سے اُسکو وہاں پہونچادو جب قاصد چلا گیا تو خود اپنی فوج کے ساتھ ایک قریب راستہ
سے روانہ ہوا۔ چنانچہ قاصد کے پہونچنے سے قبل مروان وہاں پہونچ گیا۔ ملک خزر
کو جب یہ معلوم ہوا کہ مروان فوجیں جمع کر کے جنگ پر آمادہ ہے تو اُس نے اپنے
اصحاب سے مشورہ لیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اسنے تم کو سخت دھوکہ دیا۔ اگر تم فوج جمع
کروگے تو اسکے لئے ایک مدت درکار ہے۔ اور اس عرصہ میں وہ اپنے مقصد میں
کامیاب ہوجائے گا۔ اور اگر اسی حالت میں جنگ چھیڑ دی تو شکست یقینی ہے اسلئے
مناسب صورت یہ ہے کہ اپنی حکومت کے کسی دور ملک میں چلے جاؤ۔ اور اس عرصہ
میں جو جی میں آئے اسکو کرنے دو۔ ملک خزر نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے اہل وعیال
کو لیکر روانہ ہوا مروان نے راستہ صاف پایا اس لئے اسنے ان شہروں میں داخلہ شروع
کردیا اور لوگوں کو قید کرتا ہوا، قتل و غارت کرتا ہوا آخر تک پہونچ گیا۔ کسی مقام پر

کچھ دن مقیم رہا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہاں کے باشندوں کو اپنا مطیع کر لیا اور ان سے اپنا بدلہ لیا۔ اسکے بعد ملک سریر کی حکومت میں داخل ہوا، اور ان کے قلعہ اور مکانات کو چھین لیا وہاں کے بادشاہ نے مجبور ہو کر ایک ہزار جانوروں پر اور پانچسو غلاموں پر اور اسی طرح پانچسو کالے بال والی لونڈیوں پر اور ایک لاکھ مد اناج باب تک پہونچایا جانے پر صلح کر لی پھر وہ زریکران میں داخل ہوا اور وہاں کے بادشاہ سے صلح کر لی اس کے بعد مروان تومان پہونچا، وہاں کے لوگوں سے بھی ایکسو غلاموں پر اور ۲۰ ہزار مد اناج پر صلح کر لی۔ اسکے بعد حمزین کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کے باشندوں نے پہلے مصالحت سے انکار کر دیا۔ مروان نے ان کا محاصرہ کر لیا اور چند ہی دنوں میں ان کے سب قلعوں کو چھین لیا۔ سغدان کے لوگوں سے بھی صلح کر لی اور طبرشانشاہ پر دس ہزار سالانہ مد اناج بطور خراج کے مقرر کیا اور یہ شرط لگائی کہ باب تک پہونچایا جائے پھر قلعہ لکز پر حملہ آور ہوا۔ صاحب قلعہ نے خراج دینے سے انکار کر دیا۔ وہ ملک خزر سے ملنے جا رہا تھا کہ راستہ میں کسی چرواہے نے تیر مار دیا جسکے صدمہ سے وہ مر گیا۔ وہاں کے باشندوں نے پھر مروان سے صلح کر لی۔ اس نے اپنا عامل مقرر کر دیا۔ اور قلعہ شروان کی راہ لی۔ یہ قلعہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے اسکو فتح کر کے دودانیہ کی طرف گیا اور انسے جنگ کی پھر وہ واپس آگیا۔

۱۱۴ھ کے مختلف واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صائفۃ الیسریٰ میں جنگ کی۔ عبداللہ البطال اور قسطنطین میں جنگ ہوئی، جس میں عبداللہ نے اسکو شکست دی اور پھر گرفتار کر لیا۔ سلیمان بن ہشام نے صائفۃ الیمنی میں جنگ کی اور قیساریہ تک دھاوا کرتا ہوا پہونچ گیا۔ ہشام نے اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی کو مدینہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن حرث بن حکم کو وہاں کا حاکم بنایا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کے مہینہ کا تھا ابراہیم نے آٹھ برس تک حکومت کی۔ مکہ اور طائف کی حکومت سے بھی معزول کر دیا گیا۔ اور مکہ اور طائف میں محمد بن ہشام مخزومی کا تقرر عمل میں آیا۔ بعض روایت میں ہے کہ محمد بن ہشام ۱۱۳ھ میں مکہ اور طائف کا حاکم بنا دیا گیا۔ اور ابراہیم کے بعد وہ مستقل

حاکم بنا دیا گیا۔ واسط میں اس سال بہت سخت طاعون آیا۔ خاقان کے شکست کھانے کے بعد مسلم واپس آگیا لیکن جو کچھ اس نے فتح کیا تھا اونکو مستحکم کر دیا۔ شہر باب کی تعمیر کرائی۔ اس سال خالد بن عبد الملک نے حج کیا لیکن بعض روایت میں ہے کہ محمد بن ہشام نے حج ادا کیا۔ عمال حکومت وہی تھے۔ صرف مدینہ میں خالد بن عبد الملک کا جدید تقرر ہوا تھا۔ اور مکہ او رطائف میں محمد بن ہشام کا تعین ہوا تھا۔ آرمینہ او ر آذربیجان میں مروان بن محمد حاکم بنایا گیا تھا۔ عطاء بن ابی رباح کا اسی سال انتقال ہوا، بعض ۱۱۵ھ ہجری میں بتاتے ہیں۔ اُن کی عمر تقریباً ۸۸ برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُن کی عمر سو برس کی تھی محمد بن علی بن حسین المعروف بہ باقر نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ان کے متعلق بھی بعض ۱۱۸ھ میں وفات لکھتے ہیں۔ عمر ۷۳ سال یا ۵۸ سال کی تھی حکم بن عتیبہ بن نہاس ابو محمد نے اسی سال انتقال کیا۔ یہ بنو کندہ کی کسی عورت کے آزاد غلام تھے۔ اُنکی پیدائش ۵۰ھ کی ہے۔ عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اسلمی قاضی مرو نے اسی سال انتقال کیا۔ اُنکی پیدائش خلافت فاروقی کے تیسرے سال میں ہوئی۔

۱۱۵ھ کی ابتدا

اس سال معاویہ بن ہشام نے رومیوں سے جنگ کی شام میں اس سال سخت طاعون آیا۔ خراسان میں شدید قحط پڑا، جنید نے کورسول کو لکھا کہ کھانے پینے کی چیزیں مرو روانہ کرو جنید نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی اور یہ درہم جنید ہی نے اُسکو دیا تھا اسلئے اس نے کہا کہ تم لوگ بھوک کی شکایت کرتے ہو اور ایک درہم میں ایک روٹی خریدتے ہو میں نے ہندمیں دیکھا کہ اناج کا ایک دانہ ایک درہم میں بکتا تھا اس سال حج میں محمد بن ہشام مخزومی شریک تھا خراسان کا حاکم جنید تھا بعض روایت میں ہے کہ اس سال جنید کا انتقال ہوگیا اور اپنی جگہ پر عمارہ بن حریم کو جانشین بنایا بعض کے نزدیک ۱۱۶ھ میں وفات پائی اس سال عبد الملک بن قطن عامل اندلس نے بشکنس میں جنگ کی اور پھر اندلس میں صحیح و سالم واپس آگیا۔

۱۱۶ھ کی ابتداء

اس سال معاویہ بن عبد الملک نے صائفہ میں شرکت کی۔ عراق اور شام کے

تمام مقامات میں طاعون کا بہت زور تھا اور خصوصاً شہر واسطہ جو کوفہ کے قریب تھا اسمیں اسکا اثر بہت زیادہ تھا۔

جنید کی وفات اور اسکا خراسان سے معزول ہونا۔ اور عاصم کا حاکم ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے جنید بن عبدالرحمن مری کو خراسان سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی کو متعین کیا، اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے شادی کر لی تھی۔ یہ بات ہشام کو بہت ناگوار خاطر ہوئی اور اسی غصہ میں اس نے اسکو معزول کر دیا جنید کو استسقاء کا عارضہ ہوگیا تھا۔ ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تو اس میں ذرا بھی دم پائے تو گلا گھونٹ دے۔ عاصم اسوقت خراسان پہونچا جب جنید کا انتقال ہو چکا تھا۔ جنید اور عاصم میں مدت سے عداوت چلی آتی تھی۔ چنانچہ اس نے آنیکے ساتھ ہی عمارہ بن حریم کو جو جنید کے چچا کا بیٹا بھائی اور اسکا جانشین تھا گرفتار کر لیا۔ اور قید میں ڈالدیا۔ اور ان تمام عمال کے درپے ہوگیا جو جنید کی طرف سے مختلف شہروں میں متعین تھے۔ عمارہ، ابوالہیندام کا دادا تھا جس نے شام میں عظیم الشان تفرقہ ڈالا، اسکا تذکرہ ہم پھر کسی موقع سے کریں گے۔ جنید نے مرو میں وفات پائی۔ اس شخص کی سخاوت بھی مشہور تھی لیکن لڑائیوں میں نامور نہ تھا۔

حرث بن سریج کا خراسان میں باغی ہونا۔

اس سال حرث بن سریج نے خراسان میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور سب سے پہلے فاریاب کی طرف آیا۔ عاصم بن عبداللہ چند تجربہ کار اور ہوشیار آدمیوں کو قاصد بنا کر اسکے پاس بھیجا۔ جن میں مقاتل بن حیان نبطی، اور خطاب بن محرز سلمی خصوصیت سے قابل تذکرہ ہیں۔ اُن دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم حرث سے پہلے امان حاصل کرلیں اور پھر اس کے پاس جائیں۔ مقاتل کے جو اور اصحاب تھے اُنھوں نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ جب یہ لوگ وہاں پہونچے تو حارث نے سبھوں کو گرفتار کر لیا اور ایک شخص کو انکی حفاظت کے لئے متعین کر دیا، اُنھوں نے اسکو باندھ دیا اور قید خانہ سے نکلکر یہ لوگ

عاصم کے پاس واپس گئے تو انھوں نے اسکے سامنے اسکے حکم سے حارث کی بڑی مذمت کی، اسکی بد باطنی اور مکاری کا قصہ بیان کیا حارث نے سیاہ لباس پہنکر تمام لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دی تھی اور اسکا محرک تھا کہ ہر شخص کی رضامندی سے خلیفہ کا انتخاب ہو حرث فاریاب سے بلخ میں آیا، جہاں نصر بن سیار تحیبی حاکم تھا نصر دس ہزار فوج کے ساتھ حرث کے مقابلہ کے لئے نکلا اور حرث کے پاس کل چار ہزار آدمی تھے۔ لیکن قلت تعداد کے باوجود حرث نے اہل بلخ کو شکست دی اور لوگوں کو پیچھے ہٹاتا ہوا شہر میں داخل ہوگیا۔ نصر بن سیار وہاں سے بھاگا۔ لیکن حرث نے اوس کا تعاقب نہیں کیا۔ اسکے بعد حرث نے جب شہر بلخ پر قبضہ کرلیا تو عبداللہ بن خازم کے لڑکوں میں سے ایک کو وہاں کا حاکم بنادیا۔ اور خود اپنی فوج کے ساتھ جوزجان آیا اور اسکو فتح کرکے طالقان اور مرورود پہونچا۔ جب وہ جوزجان میں تھا تو اسنے اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ اب کس شہر پر دھاوا کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ مرو تو خراسان کا پایۂ تخت ہے اور وہاں فوجوں کی بڑی بڑی چھاؤنیاں ہیں۔ اگر تم نے اون پر حملہ کیا اور وہ صرف غلاموں کی فوج کو تمہارے مقابلہ میں کھڑا کردیں تو تم سے اچھی طرح بدلہ لے لیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم یہیں مقیم رہو اگر وہ یہاں مقابلہ کے لئے آئیں گے تو ہم اسکا جواب دیں گے اگر نہ آئے تو انکے رسد کے بند کرنیکی کوشش کریں گے۔ حرث نے اس رائے پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔ بلکہ وہ مرو ہی کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں کے اہل الرائے لوگوں کو لکھا کہ عاصم اگر نیشاپور میں مجھ سے ملا تو وہ ہماری جمعیت کو منتشر کردیگا اور اگر یہاں آیا تو نامراد واپس جائے گا۔ عاصم کو یہ خبر لگی کہ اہل مرو حرث سے خط و کتابت کر رہے ہیں، تو اس نے اہل مرو کو لکھ بھیجا کہ اے اہل مرو تم نے حارث کو لکھ بھیجا کہ اگر وہ تمہارے شہر میں آجائے تو تم شہر خالی کردو گے میں نیشاپور کے قریب ہوں، امیر المومنین سے خط و کتابت کر رہا ہوں عنقریب وہ دس ہزار فوج ہمارے پاس روانہ کریں گے۔ مجشر بن مزاحم سلمی نے کہا کہ اگر وہ طلاق اور عتاق کی قسم کھاکر تمہاری اطاعت پر بیعت کرلیں اور جنگ میں ساتھ دینے کا وعدہ کریں تو تم اون کو اپنے سے علیحدہ مت کرو۔ حرث ۶۰ ہزار فوج کے ساتھ مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اسی میں بنو ازد اور بنو تمیم کے بہادر تھے، جن میں سے بعض

کے نام یہ ہیں محمد بن مثنّیٰ، حماد بن عامر حمانی، داؤد الاعدابشر بن انیف ریاحی، عطاء دبوسی اور روساء ترک میں سے جوزجان، فاریاب، ملک طالقان، مرورود کا دہقان ساتھ تھا۔ عاصم بھی باشندگان مرو اور دوسرے جرار سپاہیوں کے ساتھ میدان میں نکلا۔ اور اس نے ایک مقام پر مورچہ بندی کر دی اور ان پلوں کو توڑ ڈالا جو لوگوں کی آمدورفت کے لئے تھے۔ اصحاب حرث نے پھر پل کو مرتب کر لیا۔ اس کے بعد محمد بن مثنّیٰ فراہیدی الازدی دو ہزار فوج کے ساتھ عاصم کے مقابلہ میں آیا، اور حماد بن عامر حمانی آگے بڑھا تو بنو تمیم اُس کے مقابلہ میں آئے۔ حرث کے میمنہ پر رابض بن عبداللہ بن زرارہ تغلبی تھا۔ اس کے بعد جانبین سے جنگ چھڑی، جس میں اصحاب حرث نے شکست کھائی۔ اور بہت سے آدمی نہروں میں ڈوب کر مر گئے۔ وہ روساء ترک جو حرث کے ہمرکاب تھے واپس گئے۔ خازم بن عبداللہ بن خازم بھی ڈوب کر مر گیا۔ اور بہت سے آدمی مارے بھی گئے۔ حرث ہراساں ہوا اور وادی مرد سے آگے بڑھ کر اوس نے اس مقام پر خیمہ نصب کیا جہاں اکثر راہب ٹھہرا کرتے تھے۔ عاصم نے حرث کا تعاقب نہیں کیا۔ اسکے بعد حرث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے جو جنگ سے ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے۔

۱۱۶ھ کے مختلف واقعات

اسی سال ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ بن حبحاب موصلی کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے افریقہ کا حاکم بنایا۔ وہ اسی سال افریقہ روانہ ہو گیا وہاں پہونچکر اُس نے ایک فوج کو صقلیہ کی طرف روانہ کیا جس سے رومیوں سے جنگ ہوئی۔ اور مسلمانوں نے اُن کو شکست دی۔ رومیوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا جس میں عبدالرحمٰن بن زیاد بھی تھا، جو ۱۲۱ھ تک قید میں رہا۔ عبیداللہ بن حبحاب نے ایک دوسری فوج سوس اور سودان کی طرف روانہ کی جس نے بیش بہا غنائم حاصل کئے اور کامیاب واپس ہوئی۔
ابن حبحاب نے عطیہ بن حجاج قیسی کو اندلس کا حاکم بنایا، اور عبدالملک بن قطن کو وہاں سے معزول کر دیا۔ عطیہ شوال کے مہینہ میں اندلس پہونچا۔ عبدالملک بن قطن نے اپنی حکومت کے زمانہ میں ہر سال ایک جنگ کی جنکے ذریعہ سے جلیقہ، الیتہ وغیرہ فتح کیا بعض روایت میں ہے کہ ابن حبحاب ۱۱۷ھ میں افریقہ کا حاکم ہوا، اس کے دیگر حالات کا تذکرہ آئندہ سال

سلسلہ میں ہوگا۔ لیکن صحیح روایت یہی ہے کہ وہ اسی سال حاکم بنایا گیا۔ ولید بن یزید بن عبد الملک نے جو اس وقت ولی عہد تھا اس سال حج میں شرکت کی، عمالِ حکومت وہی تھے جن کا ذکر کیا گیا، صرف خراسان پر عاصم بن عبد اللہ کا تقرر کیا گیا۔

سنہ ۱۱۱ ہجری کی ابتداء

معاویہ بن ہشام نے صائفہ یسریٰ میں جنگ کی اور سلیمان بن ہشام نے جزیرہ کے طرف سے صائفہ یمنیٰ میں جنگ کی، اپنی فوج کے چھوٹے دستوں کو اطراف و جوانب میں روانہ کر دیا۔ مروان بن محمد نے اس سال آرمینیہ سے دو مرتبہ فوجیں بھیجیں۔ پہلی مرتبہ تو اس نے شہرلان کے تین قلعوں کو فتح کیا اور دوسری مرتبہ اس نے توماتشاہ پر چڑھائی کی، لیکن وہاں کے لوگوں نے مصالحت کر لی۔

عاصم کا خراسان سے معزول ہونا اور اسد کا حاکم ہونا۔

اس سال ہشام نے عاصم بن عبد اللہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اور خالد بن عبد اللہ قسری کو اس کی جگہ پر دوبارہ تقرر کر دیا خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبد اللہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا عاصم کی معزولی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ہشام کو اس مضمون کا خط لکھا تھا۔ اما بعد گھر کا بچہ اپنے گھر والوں سے جھوٹ نہیں کہتا خراسان کی حالت اسوقت تک درست نہیں ہوسکتی جب تک اسکو عراق کی حکومت سے ملا نہ دیا جائے۔ کیونکہ اسوقت سازوسامان اور دوسرے امدادی وسائل امیرالمومنین سے بہت قریب ہو جائیں گے۔ ہشام نے خالد بن عبد اللہ جو عراق کا حاکم تھا خراسان کو بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ اور اسکو لکھا کہ تم اپنے بھائی اسد کو وہاں بھیجدو۔ تاکہ وہ وہاں کی حالت کو درست کر دے، مفاسد اور خرابیوں کو دفع کردے۔ اور اگر یہی وجہ ہوگی جسکو عاصم نے لکھا ہے تو وہ بھی رفع دفع ہو جائے گی۔ چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان بھیجدیا۔ جب عاصم کو اسد کے آنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے محمد بن مالک ہمدانی کو پہلے ہی روانہ کر دیا ہے تو اس نے حرث بن سریج سے مصالحت کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ دونوں میں اس قسم کا معاہدہ ہوا کہ حرث خراسان کے جس شہر میں چاہے رہ سکتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں ہشام کو لکھی جائیں اور اسکو کتاب اللہ

اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہونیکی تاکید کیجائے اگر وہ ان پر عمل درآمد کرنے سے انکار کرے تو ہم دونوں متحد ہوکر کام کریں گے۔ اس عہدنامہ پر بعض رؤسا شہر نے بھی دستخط کیے لیکن یحییٰ بن حصین بن منذر نے اس سے انکار کردیا اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت کرنی ہے اور اُن کو معزول کرنیکی ترکیب ہے یحییٰ نے سارا بھانڈا پھوڑ دیا جب عاصم مرو کے ایک گاؤں میں تھا تو حرث اس سے لڑنے کے لیے آمادہ ہوا۔ دونوں اپنی اپنی فوجوں کیساتھ ایک جگہ جمع ہوئے، اور خوب سختی کیساتھ ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے لیکن حارث نے شکست کھائی اور اسکے بہت سے آدمی گرفتار کرلئے گئے جنمیں عبداللہ بن عمرو مازنی بھی تھا۔ جو مرورود کے باشندوں کا سردار تھا۔ عاصم نے ایک طرف سے تمام قیدیوں کو قتل کرڈالا، حارث کے گھوڑے کو بھی ایک تیر لگ گیا جسکی وجہ سے وہ زخمی ہوگیا۔ اس نے تیر نکال کر پھینکدیا، اور اسکو تیز چلنے پر بہت مجبور کیا۔ ایک شامی نے حارث کا تعاقب کیا، جب وہ قریب پہونچا تو حارث اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور شامی کا برابر تعاقب کرتا رہا۔ جب نزدیک پہونچ گیا تو شامی نے چلا کر کہا کہ اسلام کی عزت اور حرمت کی قسم دیتا ہوں کہ تم میرے قتل سے باز آجاؤ لیکن حارث نے کہا کہ تم اپنے گھوڑے سے اتر جاؤ، چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور حارث اوس پر سوار ہوکر چلا گیا، بنوعبد القیس کے ایک شاعر نے کہا ہے

تولت قریش لذة العیش واتقت ۔۔۔ بنا کل فج من خراسان اغبرا

قریش عیش و آرام کی لذت کے دلدادہ ہیں ۔ لیکن ہماری کارِ عالم ہے کہ ہم سنے خراسانکے ہر گرد آلود راستہ میں رہتے ہیں

فلیت قریشا اصبحوا ذات لیلة ۔۔۔ یعومون فی لج من البحر اخضرا

کاش قریش کسی دن ۔ بحر اخضر کی موجوں میں تیرتے نظر آتے ۔

اہل شام نے یحییٰ بن حصین کے اس فعل کی بہت تعظیم کی اس کے متعلق انھوں نے ایک خط لکھا تھا جس میں حرث اور محمد بن مسلم کی شکست کی خبر دی تھی۔ راستہ میں یہ قاصد اسد سے مقام ری یا بیہق میں ملا۔ اسد نے اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ ہم نے حرث کو شکست دیدی اور یحییٰ کی دانشمندی کی تعریف کی۔ خالد قسری نے یحییٰ کو دس ہزار دینار اور ایکسو گھوڑے انعام میں دیئے۔ عاصم کی حکومت کل ایک سال رہی اسد نے عاصم کو گرفتار کرلیا اور سلطنت کے حسابات کا معائنہ کیا تو اس میں ایک لاکھ درہم کا غبن نکلا۔

اسد نے اس سے ان کا مطالبہ کیا اور اُس نے عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عمال جو قید میں تھے اُن سب کو رہا کر دیا۔ اسد جب خراسان پہونچا تو عاصم کے قبضہ میں مرو اور نیشاپور کے سوا کچھ نہ تھا، اور حرث مرو روذ میں مقیم تھا، اور خالد بن عبداللہ ہجری جو حرث کا معین و مددگار تھا۔ مقام آمل میں تھا۔ اسد کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر میں حرث کا رخ کرتا ہوں تو ہجری آمل کی طرف سے حرث کی مدد کے لئے آجائیگا۔ اور اگر ہجری کی طرف جاتا ہوں تو حرث مرو روذ سے ادھر چلا آئیگا۔ اس خیال سے اُس نے عبدالرحمن بن نعیم کو کوفہ اور شام کی فوجوں کے ساتھ حرث کے مقابلہ میں روانہ کیا اور خود آمل کی طرف چلا۔ جب وہاں پہونچا تو فوجیں لڑنے کو تیار تھیں انکا سردار زیاد قرشی تھا جو حیان نبطی کا مولیٰ تھا۔ اسد نے ان سے جنگ کی اور اُن کو شکست دیدی اور وہ لوگ شہر کی طرف بھاگے، اسد نے آگے بڑھکر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور چہار طرف سے منجنیقیں لگادیں۔ ہجری نے مجبور ہو کر اسد سے امان طلب کیا، اسد نے امن دیدیا اس کے بعد اس نے ایک شخص کو ان کے پاس اس لئے بھیجا تاکہ وہ دریافت کرے کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں اور اُن کا مطالبہ کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حقیقی تعمیل کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ اور آپ سے اس کی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری وجہ سے شہر کے اور باشندوں کو تکلیف نہ پہونچائی جائے اسد نے ان دونوں شرطوں کو منظور کر لیا۔ اور یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔ اس کے بعد اسد بلخ کی طرف روانہ ہوا، کیونکہ اُسکو یہ معلوم ہوا تھا کہ انھوں نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم پر بیعت کر لی ہے وہاں پہونچکر اس نے کشتیاں تیار کرائیں اور پھر اون پر سوار ہو کر ترمذ کی طرف چلا گیا۔ وہاں حرث کو دیکھا کہ وہ ترمذ کا محاصرہ کئے ہوے ہے۔ اور سنان اعرابی بھی اسکے ساتھ ہے۔ اسد نہر کے قریب مقیم ہو گیا، کیونکہ اسکو نہر عبور کرنے کی ہمت نہ پڑی اور نہ اہل ترمذ کی مدد کر سکا۔ اہل ترمذ نے حرث کا پورا مقابلہ کیا۔ حرث نے یہ چالاکی کی کہ وہ ظاہرا تو شکست کھا کر پیچھے ہٹ آیا، لیکن جب اونھوں نے تعاقب کیا تو فوجیں کمیں گاہ سے نکل پڑیں اور اہل ترمذ کو شکست کھانی پڑی۔ نصر بن سیار اسد کے ساتھ بیٹھا تھا اس نے اسوقت جبکہ حرث کی فوجیں پیچھے ہٹ رہی تھیں ایک غیر معمولی کراہت کا اظہار کیا۔ کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ حرث ان کو

دھوکا دینا چاہتا ہے۔ مگر اسد کو یہ گمان ہوا کہ حرث کی شکست پر یہ کبیدہ خاطر ہوا ہے، اس خیال سے اس نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ ان کو اسکی سزا دیں گے۔ لیکن یکایک کمیں گاہ کے لوگ اہل ترمذ پر ٹوٹ پڑے اور وہ بھاگ گئے اسد وہاں سے بلخ واپس آیا اہل ترمذ نے حرث پر پھر حملہ شروع کیا اور اسکی ایک بڑی جماعت کو ہلاک و برباد کردیا، جس میں اکثر بڑے بڑے سرداران قوم تھے مثلاً عکرمہ، ابوفاطمہ وغیرہ اسد بلخ سے سمرقند چلا آیا، لیکن زم کے راستہ سے روانہ ہوا۔ جب زم پہونچا تو اس نے ہیثم شیبانی کو کہلا بھیجا۔ کہ تم لوگوں نے کج خلقی اور بدکاری سے پرہیز کرنیکا حلف اٹھایا ہے حالانکہ اس شہر میں جسقدر مشرکین کا غلبہ اور فسق و فجور ہوتا ہے دوسرے شہروں میں کم ہوگا، لیکن تمکو اسکی اصلاح کی فکر نہیں۔ میں اسوقت سمرقند جارہا ہوں اور تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمکو کسی قسم کی تکلیف یا اذیت نہیں پہونچیگی، بلکہ ہر وقت تمھاری ہمدردی اور غمخواری کروں گا۔ اور تم کو اور تمھارے اصحاب کو امان دوں گا۔ لیکن اگر تم نے مصالحت سے انکار کردیا تو یاد رکھو کہ میں تم کو تیروں کا نشانہ بناؤں گا۔ اور پھر کبھی امن ندوں گا۔ ہیثم شیبانی نے واقع کو غنیمت جانا اور اس سے صلح کرلی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی سمرقند چلا گیا۔ پھر وادی فسکر سے ہوتا ہوا بلخ واپس آیا۔ بعض روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ۱۱۸ھ ہجری میں ہوا تھا۔

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اسد بن عبداللہ نے بنو عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا، جن میں سے بعض قتل کئے گئے، بعض کا مثلہ کیا گیا اور بعض کو قید میں رکھا گیا، گرفتار شدہ میں مشاہیر یہ تھے۔ سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریط، خالد بن ابراہیم، طلحہ بن زریق، یہ سب اسد کے سامنے حاضر کئے گئے۔ اسد نے ان سے پوچھا کہ اے فاسقو، اور فاجرو کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا ہے۔ عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منہ اللہ گذشتہ خطاؤں کو معاف کردیتا ہے۔ اور اگر کوئی پھر اس کا اعادہ کرتا ہے تو اس سے مواخذ اکرتا ہے۔ سلیمان بن کثیر نے اسکے جواب میں کہا کہ

ہم تمھارے ہی قوم کے لوگ ہیں، اسوقت ہماری قسمت کا فیصلہ تمھارے ہاتھ ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ بنو مضر نے یہ غلط خبر تم تک پہونچائی کیوں کہ ہم قتیبہ بن مسلم پر اس زمانہ میں بہت سخت تھے۔ آج اونھوں نے اسی کا بدلہ لیا ہے۔ اسد نے تمام لوگوں کو قید خانہ میں داخل کر دیا۔ اسکے بعد اسد نے عبدالرحمن بن نعیم سے مشورہ لیا کہ کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ان قبائل پر احسان کیجئے، اسد نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا اس کے بعد عبدالرحمن نے ان تمام لوگوں کو جو یمنی قبائل سے تھے کیونکہ وہ خود یمنیوں میں تھا اور بنو ربیعہ کو جو اُن کے حلیف تھے۔ رہا کر دیا، اور جو بنو مضر سے تھے اون کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب کو قید خانہ سے نکالا اور اس کے منہ میں گدھے کی لگام ڈالکر کھینچی۔ تو اوسکے دانت ٹوٹ کر گر پڑے اور اسکی ناک اور منہ زخمی ہو گئے پھر لاہز بن قریظ کو بلایا۔ اسنے اسد کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ کیا انصاف ہے کہ یمنی قبائل کو اور بنو ربیعہ کو چھوڑ دیا جائے اور صرف ہمارے ساتھ برا سلوک کیا جائے اسد نے تین سو کوڑے لگوائے لیکن حسن بن زید ازدی نے اُن کے بری ہونے کی شہادت دی اور وہ چھوڑ دیے گئے۔

عبیداللہ بن الحبحاب کا افریقہ اور اندلس میں حاکم ہونا۔

اس سال ہشام بن عبدالملک نے عبیداللہ بن الحبحاب کو اندلس اور افریقہ کا حاکم بنایا اور اوسکو وہاں روانہ ہونے کا حکم دیا عبیداللہ اس سے قبل مصر کا حاکم تھا جب افریقہ جانے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے کو مصر میں جانشین بنایا اور خود افریقہ چلا گیا۔ جب وہاں پہونچا تو اندلس میں عقبہ بن الحجاج کو حاکم بنایا اور طنجہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو عامل بنایا۔ اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو مغربی ممالک کے فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ وہ عظیم الشان فوجوں کے ساتھ مختلف شہروں کو فتح کرتا ہوا، سوس کے آخری حصّہ تک اور سوڈان پہونچا، اور جس طرف رخ کیا، وہیں فتحیابی کا جھنڈا نصب کیا بہت سے غنائم اور قیدی حاصل کئے۔ اس کے فتوحات نے اہل مغرب پر ایک زبردست سکہ بٹھا دیا۔ قیدیوں میں دو مالیسی بربری لڑکیاں تھیں، جنکی چھاتیوں پر صرف ایک ہی پستان تھا

حبیب سوڈان سے واپس آگیا، اور اسکے بعد اسی نے ۱۱۷ھ ہجری میں ایک فوج جزیرہ دانیہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجی۔ اس فوج نے بڑی جوانمردی اور دلیری سے جزیرہ کو فتح کیا۔ ابن الحبحاب نے ۱۲۲ھ میں حبیب کو شہر صقلیہ کی طرف روانہ کیا۔ اسکے ساتھ اُس کا لڑکا عبدالرحمن بن حبیب بھی تھا۔ جب حبیب صقلیہ پہونچا تو اُس نے عبدالرحمن کو گرد اگرد کے مقامات فتح کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ عبدالرحمن نواحی صقلیہ کو فتح کرتا ہوا سرقوسہ پہونچا جو اس کا مشہور شہر تھا۔ سرقوسہ کے باشندوں نے پہلے تو جنگ کی۔ لیکن جب اُنھوں نے شکست کھائی تو جزیہ کی ادائی پر صلح کرلی۔ عبدالرحمن ان عظیم الشان فتوحات کیساتھ اپنے باپ کے پاس لوٹ آیا۔ حبیب کا یہ ارادہ تھا کہ میں صقلیہ میں اسوقت تک مقیم رہوں گا، جب تک ان تمام شہروں کو جو مشرکین کے قبضہ میں ہیں فتح نہ کرلوں لیکن اوس کی مراد بر نہ آئی۔ کیونکہ اسی درمیان میں عبیداللہ ابن الحبحاب نے اسکو افریقہ میں بلالیا۔ اس کی صورت یوں ہوئی کہ ابن الحبحاب نے طنجہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو حاکم بنایا اور اس کے ساتھ عمر بن عبداللہ المرادی کو مشیر کار کے طور پر رکھا۔ لیکن یہ شخص ایسا بدخصلت تھا کہ اُس نے لوگوں پر بے تحاشا ظلم کرنا شروع کئے۔ بربری مسلمانوں سے خمس وصول کرنے کی نیت کی کیونکہ اسکا یہ خیال تھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہیں، جتنا دل میں آئے لوٹ کر کھاؤ۔ لیکن یہ ایک ایسی نئی بات تھی کہ جسکو کسی نے نہیں کیا تھا، جب بربریوں کو یہ معلوم ہوا کہ حبیب اپنی فوجوں کے ساتھ صقلیہ جارہا ہے تو اُنھوں نے ابن الحبحاب کے معاہدہ کو توڑ ڈالا، اور باغی ہوگئے اور تمام مسلمان اور کافر سب مقابلہ کے لئے مجتمع ہوگئے اور معاملہ بڑھ گیا۔ طنجہ کے بربریوں نے میسرۃ السقاء المذعوری کو جو کہ خارجی المذہب اور صفری تھا اپنا سردار بنالیا اور طنجہ پر حملہ آور ہوئے۔ چنانچہ اس میں مسلم اور غیر مسلم ہر دو قومیں تیار ہوگئیں۔ اور عمر بن عبداللہ سے مقابلہ ہوا، اسکو قتل کرکے اُنھوں نے طنجہ پر قبضہ کرلیا۔ اور میسرہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرلی۔ اسکے نام پر مساجد میں خطبہ پڑھنے لگے۔ بربریوں کی طاقت اب بالکل مستحکم ہوگئی اور اطراف طنجہ میں اُنکی فوجیں پھیل گئیں۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ ایک جماعت افریقہ میں اس قسم کی نمودار ہوئی جو خوارج کی طرح تھی۔ ان مختلف اسباب کی بنا پر ابن الحبحاب نے حبیب کو بلالیا۔ اس سے قبل اس نے خالد بن حبیب کو

میسرہ کے مقابلہ میں بھیجدیا تھا۔ جب حبیب افریقہ پہونچا تو ابن الحجاب نے فوراً طنجہ کی طرف روانہ کردیا۔ خالد اور میسرہ سے اطراف طنجہ میں جنگ ہوئی میسرہ شکست کھا کر طنجہ واپس چلا آیا۔ جس سے تمام بربریوں میں ایک نفرت پیدا ہوگئی اور اسی غصہ میں اونھوں نے میسرہ کو قتل کر ڈالا۔ اور اُس کی جگہ پر خالد بن حمید الزناتی کو اپنا خلیفہ بنایا، خالد بن حمید اپنی فوجوں کو لیکر خالد بن حبیب کے مقابلہ میں آیا، خالد بن حبیب کے ساتھ عرب اور شام کی فوجیں بھی تھیں۔ ان دونوں میں خوب زور دار جنگ ہوئی عربوں نے بہت کچھ ہزیمتیں اٹھائیں لیکن میدان میں جمے رہے۔ بربریوں نے ایک کمینگاہ سے دوسرا حملہ کردیا، جس نے اُنکو بالکل پست کردیا۔ لیکن خالد بن حبیب نے میدان سے شکست کھا کر جانے کو بالکل غیر مناسب سمجھا۔ اس لئے وہ ثبات قدمی سے لڑتا رہا۔ اس کے ٹھہرنے کی وجہ سے بڑے بڑے سرداران قوم اور بہادران عرب مارے گئے۔ اسی سبب سے اس جنگ کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔ طنجہ کے باشندوں کی دیکھا دیکھی اطراف وجوانب کے تمام شہروں میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی، حتیٰ کہ اُسکی لو اندلس میں بھی پہونچ گئی۔ وہاں کے لوگوں نے بھی اپنے حاکم عقبہ بن ابی الحجاج کو معزول کرکے عبدالملک بن قطن کو حاکم بنا لیا۔ ان باتوں نے ابن حبحاب کو متحیر کردیا، ہشام کو جب اُن واقعات کی خبر ملی تو وہ بہت بگڑا، اور یہ کہنے لگا کہ عربوں کے لئے میں سخت غصہ کام میں لاؤں گا، اس لئے ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں جسکا پہلا حصہ وہاں ہوگا تو آخری دستہ میرے پاس ہوگا۔ ہشام نے ابن الحبحاب کو لکھا کہ تم چلے آؤ، چنانچہ ۱۲۳ھ ہجری میں جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں وہ شام پہونچ گیا ہشام نے اوس کی جگہ پر کلثوم بن عیاض قشیری کو منتخب کیا۔ اور اسکو ایک بڑے زبردست لشکر کے ساتھ روانہ کیا، اور ان تمام شہروں کے عمال کو جو کلثوم کے راستہ میں پڑتے تھے یہ حکم دیا گیا کہ اسکے ساتھ فوجیں روانہ کریں کلثوم جسوقت افریقہ کے قریب پہونچا تو اسکا مقدمۃ الجیش جو بلج بن بشر کے سپرد تھا وہ قیروان پہونچا۔ اس نے وہاں کے باشندوں پر سخت ظلم اور تکبر سے کام لیا۔ اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج کو وہیں اتار دے وہاں کے باشندوں نے حبیب بن ابی عبیدہ کو لکھا جو مقام تلمسان میں بربریوں کو روکے ہوئے تھا۔ کہ بلج اور کلثوم ہم پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ اس لئے اس نے کلثوم کو لکھا کہ بلج اس قسم کی ناز یبا حرکتیں کر رہا ہے۔ اسلئے

بہتر یہ ہے کہ تم قیروان سے کوچ کر جاؤ، ورنہ عظیم الشان فوجوں کو تمھارے مقابلہ میں کھڑا کر دوں گا۔ کلثوم نے معذرت چاہی اور پھر بلج کو لیا تھا ایک حبیب کے پاس چلا آیا کچھ دن تو دونوں میں چشمک رہی، لیکن پھر مصالحت ہوگئی، اور دونوں ملکر بربریوں سے جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ طنجہ سے بربریوں کی زبردست فوج کلثوم کے مقابلہ میں آئی۔ حبیب نے کلثوم کو یہ مشورہ دیا کہ پیدل فوج کو پیدل کے مقابلہ میں رکھو اور سواروں کو سواروں کے مقابلہ میں کھڑا کرو۔ لیکن اور لوگوں نے اوسکی رائے پسند نہیں کی۔ بلکہ کلثوم نے پہلے سواروں کا دستہ آگے بڑھایا۔ بربریوں کی پیدل فوج نے اون کو شکست دیدی اور کلثوم شکست کھا کر لوٹا جس سے لوگ پست پڑ گئے۔ لیکن لڑائی جاری رہی بربریوں کے رسالے بھی بیکار ثابت ہوئے کیونکہ وہ میدان میں نہ ٹھہر سکے۔ صرف پیدل فوج بڑی ثبات قدمی سے مقابلہ کرتی رہی، بلکہ اس نے جب اپنا قدم آگے بڑھایا تو کلثوم اور حبیب بن ابی عبیدہ اور دوسرے سردار عرب کو قتل کر ڈالا۔ باقی عربوں نے شکست کھائی اور ادھر ادھر بھاگ گئے۔ شامی فوجیں اندلس کی طرف گئیں اون کے ساتھ عبد الرحمن بن حبیب اور بلج بن بشر بھی تھے۔ اور کچھ لوگ قیروان میں بھی آئے۔ جب عربوں کو اس جنگ میں شکست فاحش حاصل ہوگئی تو ایک شخص شہر قابس میں عکاشہ بن ایوب فزاری کے نام سے نمودار ہوا، یہ خوارج صفریہ کے متبعین میں تھا اسکے مقابلہ کے لئے قیروان سے فوجیں روانہ کی گئیں۔ عکاشہ نے بہت دلیری کے ساتھ انکا مقابلہ کیا اور شکست دی۔ لیکن جب پھر فوج روانہ کی گئی اس میں عکاشہ ہی نے شکست کھائی۔ لیکن بڑی جانکاہیوں سے یہ فتح حاصل ہوئی عکاشہ کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور وہ خود بلا درمل کی طرف بھاگ گیا۔ جب ہشام کو کلثوم کے قتل کی خبر ملی تو اس نے حنظلہ بن صفوان کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ حنظلہ سنہ ۱۲۴ ہجری ربیع الاول کی آخری تاریخوں میں افریقہ پہونچا۔ قیروان میں تھوڑے ہی دن ٹھہرا ہوگا کہ بربریوں نے اسپر حملہ کر دیا، جب وہ شکست کھاتے تو عکاشہ خارجی پھر انکو جنگ کے لئے مستعد کرتا۔ عکاشہ کی مدد عبد الواحد بن یزید الہواری مذہبی نے کی تھی عکاشہ اور عبد الواحد قیروان دو مختلف راستہ سے روانہ ہوئے۔ عکاشہ پہلے پہونچ گیا اور اس نے جنگ شروع کر دی، حنظلہ بھی اسکے مقابلہ کے لئے نکلا۔ دونوں میں خوب لڑائیاں

دہیں لیکن آخر میں عکاشہ ہی نے شکست کھائی اور بہت سے بربری قتل کئے گئے۔ اس کے بعد خنطلہ قیروان واپس آیا۔ کیونکہ اسکو خطرہ تھا کہ عبدالواحد نہ حملہ کردے خنطلہ نے قیروان پہونچنے کے بعد ہی چالیس ہزار فوج تیار کی اور اسکو عبدالواحد کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ یہ فوج عبدالواحد کے مقابلہ میں گئی۔ تو اسکے پاس جانوروں کے کھلانے کے لئے چارہ تک نہ تھا، جو کی بجائے گیہوں کھلانے لگے۔ دوسرے دن جنگ ہوئی، جس میں عبدالواحد نے انکو شکست دی۔ جب لوگ قیروان واپس آئے تو ان کے جانور گیہوں کے کھانے سے ہلاک ہوگئے، جب قیروان پہونچے تو دیکھا کہ بیس ہزار گھوڑے مرچکے ہیں۔

عبدالواحد کو جب فتح حاصل ہوئی تو اس نے قیروان سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر جسکا نام اضام تھا اقامت کرلی اور اسوقت تین ہزار آدمی اسکے پاس جمع ہوگئے خنطلہ کو اس شکست سے بہت بڑا جذبہ پیدا ہوا تو اس نے تمام قیروان کے باشندوں کو جمع کیا، اور ان میں ہتھیار۔ روپیہ پیسے تقسیم کرائے، جسکے بعد ایک بڑی جماعت مقابلہ کے لئے تیار ہوگئی۔ جب عبدالواحد خوارج کے ساتھ قیروان کے قریب پہونچا تو خنطلہ بھی اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ میں آیا۔ اپنی فوج کو اس نے صفوں میں ترتیب کرلیا۔ علمائے اسلام نے اہل قیروان کو جہاد کے لئے اُبھارا، خوارج کے قتل کا ان میں جذبہ پیدا کیا۔ ان کو بتلایا کہ یہ لوگ عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے ہیں، لڑکوں کو غلام بنا لیتے ہیں آدمیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ ان جملوں سے لوگوں میں ایک زبردست جوش پیدا ہوگیا اور سبھوں نے تلواریں کھینچ لیں اور مقابلہ میں آگئے۔ عورتیں آگے بڑھیں اور انھوں نے لعنت اور ملامت کرنا شروع کیا، اور اُن کو برانگیختہ کرنے لگیں لوگ گرمائے ہوئے تو تھے ہی، عورتوں کے ان جوش دلانے والے الفاظ نے اُن میں اور اسپرٹ بھر دی۔ خوارج نے بھی کم جوش سے مقابلہ نہیں کیا لیکن یہ اپنے سر ہتھیلیوں پہ لئے ہوئے لڑتے رہے، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں نے فتح پائی اور خوارج کو شکست نصیب ہوئی۔ عربوں نے جلولا تک انکا تعاقب کیا۔ لیکن یہ نہ معلوم ہوسکا کہ عبدالواحد بھی مارا گیا یا نہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اسکا سر خنطلہ کے سامنے کسی نے پیش کیا۔ لوگ یہ فتح دیکھتے ہی سجدہ شکر بجا لائے۔

بعض روایت میں ہے کہ مغربی ممالک میں اس سے زیادہ خونریز معرکہ کبھی نہیں ہوا خنطلہ نے مقتولین کے شمار کرنے کا حکم دیا تو لوگ عاجز ہوگئے پھر اونھوں نے شمار کرکے

ایک لاکھ ۸۰ ہزار کی تعداد بتائی۔ کچھ دنوں کے بعد عکاشہ بھی ایک گروہ کے ساتھ گرفتار ہو گیا حنظلہ نے اسکو قتل کر ڈالا۔ اور اسکے بعد اس نے ہشام کو لکھ بھیجا کہ یہ فتوحات حاصل ہوئے اور یہ دونوں سردار مارے گئے، لیث کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد اصنام سے زیادہ عربوں میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

سنہ ۱۱۷ھ کے مختلف واقعات

اس سال معاویہ بن ہشام نے صایفہ یسری میں جنگ کی اور سلیمان بن ہشام نے صایفہ یمنی میں لڑائی کی۔ اس نے اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں مختلف واقعات پر بھیجدیا۔ اس سال خالد بن عبدالملک نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مکہ طائف اور مدینہ میں محمد بن ہشام مخزومی تھا۔ ارمنیہ اور آذربیجان میں مروان بن محمد حاکم تھا۔ فاطمہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب اور سکینہ بنت الحسین نے اسی سال وفات پائی۔ عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج نے بھی اسی سال اسکندریہ میں وفات پائی۔ ابن ابی ملیکہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ جسکا اصلی نام عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ تھا۔ ابو رجاء عطاردی اور ابو شاکر مسلمہ بن ہشام نے اس سال قضا کی میمون بن مہران فقیہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ بعض سنہ ۱۱۸ھ میں روایت کرتے ہیں نافع مولیٰ بن عمر نے اسی سال وفات پائی بعض سنہ ۱۲۰ھ میں بتاتے ہیں۔ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بھی اسی سال قضا کی بعض سنہ ۱۲۰ھ اور بعض سنہ ۱۲۶ھ اور بعض سنہ ۱۳۰ھ میں بتاتے ہیں۔ عایشہ بنت سعد بن ابی وقاص، سعید بن یسار قتادہ بن دعامہ بصری، ان سبھوں نے اس سال انتقال کیا، قتادہ بن دعامہ کی آنکھ کی روشنی جاتی رہی تھی، ان کی پیدائش سنہ ۶۰ھ کی ہے۔

سنہ ۱۱۸ھ کی ابتداء

اس سال معاویہ بن ہشام اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے روم میں مختلف لڑائیاں کیں

دولت عباسیہ کے دعاۃ

اس سال بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو خراسان میں بنو عباس کے مقتدین کا سردار

بنا کر بھیجا۔ وہ مرو پہونچا اور وہاں اُس نے اپنا نام بدلدیا۔ اور خداش رکھا۔ مرو میں اسی نام سے مشہور ہوا۔ جب اوس نے محمد بن علی کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو لوگ جوق جوق اسکے حلقہ میں شریک ہونے لگے اس گروہ عظیم کو دیکھکر اس کے دل میں خیالات اور وساوس پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ اس نے لوگوں میں ایک نیا مذہب پھیلانا چاہا جو خرمیوں کے مشابہ تھا۔ مسلمان عورتوں کو دوسرے کے لئے حلال سمجھتا تھا۔ معتقدین کو اسنے یہ کہا کہ اجی میاں، یہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ کچھ نہیں ہے، روزہ کے معنی یہ ہیں کہ اس دن اپنے امام کا نام نہ لیا جائے۔ نماز کے معنی صرف اسکے لئے دعا کرنے کے ہیں، حج کے معنی اسکی طرف مصمم ارادہ کرنے کے ہیں۔ اس سے بڑھکر اس نے یہ صورت اختیار کی کہ کلام پاک کی اس آیت کی تاویل کرنے لگا۔

لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصالحات

ان لوگوں پر جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں ان چیزوں میں جنکو انھوں نے کھایا ہے کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ متقی ہوں، مومن ہوں اور اچھے کام کرتے ہوں۔

خداش اصلاً نصرانی تھا۔ کوفہ میں اس نے اسلام قبول کیا اور پھر خراسان میں آیا۔ اسکے موئیدین میں مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم الاعجمی تھے خراسان میں یہ بات پھیلنے لگی کہ محمد بن علی نے اس قسم کی تبلیغ کا حکم دیا۔ یہ خبر اسد کے کانوں میں جب پڑی تو اسنے خداش کو گرفتار کرلیا۔ خداش نے اسد سے سخت کلامی کی اسد کو سخت غصہ آیا اور اُسنے اوسکی زبان کٹوا ڈالی، اسکی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں چبھوئیں۔ اس کے بعد اسد نے کہا کہ اس خدا کے لئے حمد ہے جس نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف سے تجھ سے بدلہ لے لیا۔ اور پھر اُس نے یحیی بن نعیم شیبانی کو قتل کرنے کا حکم دیا، چنانچہ خداش مارڈالا گیا۔ اسکے بعد اسد کے سامنے بجنزور مولی مہاجر بن دارۃ الضبی لایا گیا اور اس کے حکم سے اُسکی گردن نہر کے کنارہ پر اڑادی گئی۔

حرث اور اسکے اصحاب کے حالات

اس سال اسد پھر بلخ پہونچا اور جدیع کرمانی کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جسمیں اصحاب حرث اور اس کے خاندان کے لوگ تھے اس قلعہ کا نام تبوشکان تھا جو طغارستان کے ایک

بلند مقام پر واقع تھا۔ اسی قلعہ میں بنو برزی بھی تھے جو تغلبی تھے۔ اور حرث کے سسرالی رشتہ داروں میں تھے۔ کرمانی نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ اور اسکو فتح کیا۔ اور بنو برزی کو قتل کرڈالا۔ اس کے خاندان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرکے ان لوگوں کے ہمراہ کردیا جو سوق بلخ میں تجارت کی غرض سے جارہے تھے حارث کے ساتھیوں میں سے چار سو پچاس آدمی اسکے مخالف ہو بیٹھے جنکا سردار جریر بن میمون قاضی تھا۔ حارث نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اگر تم مجھ سے مفارقت چاہتے ہو تو تم ان سے امان لے لو، جسوقت تک میں یہاں ہوں وہ قبول کرلیں گے، لیکن میرے جانے کے بعد وہ کبھی امن نہ دیں گے۔ اسکے اصحاب نے کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ہم اپنا بچاؤ کرلیں گے۔ حرث چلدیا۔ اسد کو یہ معلوم ہوا کہ اُن لوگوں کے پاس خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ تو اس نے جدیع کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا، جدیع نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ قلعہ والے جب سخت بھوکے پیاسے ہوئے تو وہ امن کے طالب ہوئے۔ جدیع نے اُن کی عورتوں اور بچوں کو چھوڑدیا اور باقی لوگوں کو امن دیدیا۔ اسد نے کرمانی کو لکھا کہ ان میں سے ۵۰ سرداروں کو میرے پاس بھیجدو۔ جس میں مہاجر بن میمون بھی ہو۔ کرمانی نے ان سبھوں کو اسد کے پاس جب بھیجا تو وہ قتل کرڈالے گئے۔ اور اس نے پھر کرمانی کو لکھا کہ جو تمھارے پاس قیدی ہوں اُن کے تین حصّے کرو۔ ایک کو قتل کرڈالو، ایک کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالو اور ایک کے صرف ہاتھ کاٹ ڈالو۔ کرمانی نے اسپر پورا عمل درآمد کیا۔ اور بہت سے اموال کو چھین کر فروخت کردیا۔ اسد نے اس سال بلخ کو دارالحکومت بنایا جس میں اس نے تمام دفاتر سرکاری کو بھجوادیا۔ اسکے بعد اس نے طخارستان اور جبوریہ میں لڑائی کی۔ اور فتح حاصل کی۔

۱۱۸ھ کے مختلف واقعات

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبدالملک بن الحرث بن الحکم کو مدینہ سے معزول کردیا اور اسکی جگہ پر اپنے ماموں محمد بن ہشام بن اسمٰعیل کو حاکم بنایا مروان بن محمد ارمینہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا، اور ورنیس کی حکومت میں داخل ہوا اس نے تین سمتوں سے اپنی فوجیں داخل کیں۔ ورنیس وہاں سے ملک خزر کے پاس

چلا گیا اور اسکے قلعہ میں پناہ گزیں ہوا مروان نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور ہر چہار طرف منجنیق لگا دی، ونیس کو کسی شخص نے قتل کر دیا اور اسکا سر کاٹ کر مروان کے پاس بھیجدیا۔ اس نے اہل قلعہ کو دکھلانے کے لئے ایک بلند مقام پر نصب کر دیا، قلعہ والوں نے مجبور ہو کر ہتھیار ڈالدئے۔ مروان نے سپاہیوں کو تو قتل کر ڈالا، اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اور علی بن عبد اللہ بن عباس کا اسی سال حمیمہ میں انتقال ہو گیا حمیمہ شام میں واقع ہے۔ اِن کی عمر، ، اور بعض کے نزدیک ۸ ، تھی۔ بعض یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ جس دن پیدا ہوئے اسی دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ قتل کئے گئے۔ اس لئے اِن کے والد نے انکا نام علی رکھا۔ اور کہا کہ میں نے اپنے محبوب ترین انسان کے نام پر تمہارا نام رکھا ہے، اور ابو الحسن اُنکی کنیت رکھی۔ ایک دن یہ عبد الملک بن مروان کے پاس آئے اس نے اُنکی بڑی تعظیم و تکریم کی، پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ اور کنیت کیا ہے، اُنھوں نے کہا کہ میرا نام علی اور کنیت ابو الحسن ہے۔ عبد الملک نے یہ سنکر کہا کہ یہ کنیت اور یہ نام دونوں میرے لشکر میں سے ایک کے لئے جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر پوچھا کہ تمہارے لڑکے کا کیا نام ہے اونھوں نے کہا کہ محمد ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ تو ابو محمد کنیت ہونی بہتر ہے۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل نے اس سال حج کیا۔ جو مدینہ کا امیر تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال خالد بن عبد الملک ہی حاکم مدینہ تھا۔ عراق اور مشرق کے تمام ممالک پر خالد قسری حکمراں تھا۔ خراسان میں اسکا بھائی اسد تھا۔ اور بصرہ میں بلال بن ابی بردہ تھا۔ اور ارمینہ میں مروان بن محمد تھا، عبادہ بن نسی جو اردن کے قاضی تھے اسی سال انتقال کر گئے عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العباس نے اسی سال انتقال کیا۔ طائف میں ابو صفرہ جامع بن شداد اور ابو عشابہ المعافری اور عبد الرحمٰن بن سلیط ان تینوں اصحاب کا اسی سال انتقال ہوا۔

۱۱۹ھ کی ابتداء

خاقان کا قتل ہونا

جب اسد ختل میں داخل ہوا تو ابن السایجی نے خاقان کو اسد کے داخلہ کی اطلاع دی اور یہ لکھا کہ اس نے اپنی تمام فوجیں ادھر اُدھر پھیلا دی ہیں تاکہ ختل کے تمام

باشندوں کو ہلاک کردے۔ جب یہ خط خاقان کو ملا تو اُس نے اپنی فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ اور ختل کی طرف روانہ ہوگیا۔ ابن السایجی کو جب خاقان کی آمد کی خبر ملی تو اسنے اسد کو ایک قاصد کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ تم ختل سے بھاگ جاؤ خاقان اپنی فوج کے ساتھ بہت قریب پہونچ گیا ہے۔ اسد قاصد پر بہت خفا ہوا، اور اُس نے اس خبر کو بالکل جھوٹ سمجھا، لیکن ابن السایجی نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ میں نے تم کو جھوٹی خبر نہیں دی ہے، میں ہی نے تمھارے آنے کی اطلاع خاقان کو دی ہے اور اُسکو مدد کے لئے بلایا ہے۔ اگر اسکا اور تمھارا مقابلہ ہوگیا تو یہ یقین ہے کہ وہ فتح یاب ہو جائے گا۔ اور پھر میں جب تک زندہ رہوں گا عرب ہم سے بغض و عداوت رکھیں گے۔ یہ یاد رکھو کہ خاقان کی قوت اور طاقت اس قدر زیادہ ہے کہ وہ عربوں کو ان شہروں سے نکال دیگا، اور یہ ممالک تم سے چھین لئے جائیں گے۔ اب اسد کو معلوم ہوگیا کہ ابن السایجی نے صحیح خبر دی اس لئے اس نے اسباب اور سازو سامان کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ اور ابراہیم بن عقیلی کو اُن پر نگران بنایا، جو لوگ کمزور تھے اور بچے تھے اون کو بھی بار برداری کے ساتھ روانہ کردیا، اہل صغانیاں اور صغان خداہ بھی ساتھ ہوئے۔ اس کے بعد اسد جبل ملح کی طرف سے نہر عبور کرنے کے لئے ساحل پر آیا۔ ابراہیم اسوقت تک نہر عبور کرچکا تھا۔ اسد نے نہر کے کنارہ ایک دن قیام کیا۔ اور دوسرے دن عبور کرنے کے لئے چلا۔ یہ لوگ ابھی کچھ اس کنارہ پر تھے اور کچھ پار ہو چکے تھے کہ خاقان اپنی فوج کے ساتھ آپہونچا، جو لوگ ابھی لب ساحل تھے وہ پھنس گئے بنو ازد اور بنو تمیم نے ان کا مقابلہ کیا، لیکن شکست کھا کر بھاگے، جو مسلمان نہر عبور کر چکے تھے وہ اب یہ سمجھے کہ خاقان اب اسطرف نہیں آئے گا۔ لیکن صورت اسکے برخلاف ہوئی، خاقان نے اپنی فوج کو نہر عبور کرنے کا حکم دیا۔ وہاں پہونچکر جو کچھ ان کے ہاتھ میں آیا اُسکو لوٹ لیا، اور چونکہ مسلمان اپنی چھاؤنی میں پہونچ چکے تھے۔ اس لئے ترکوں نے ادھر اُدھر کے آدمیوں کو مار ڈالا۔ اسد کی لشکر گاہ سے غلاموں کا ایک گروہ نکلا جسنے ترکوں کو خوب پیٹا اور میدان سے اون کو بھگا دیا۔ رات بھر اسد اور دوسرے مسلمانوں نے آرام حاصل کیا۔ جب صبح ہوئی تو خاقان دکھائی نہ دیا۔ اسد نے اہل الرائے لوگوں کو مشورہ کے لئے بلایا۔ اونھوں نے کہا کہ خدا کی دی ہوئی راحت کو قبول کر لیجیے۔ اسد نے کہا کہ یہ مصیبت اور تکلیف کا وقت ہے۔ یا آرام و آسایش کا۔

خاقان نے کل جو کچھ غارت گری کی وہ تم کو معلوم ہے آج وہ اسطرف اسوجہ سے نہیں آیا کہ اس کو
مسلمان قیدیوں میں سے کسی نے یہ بتادیا ہے کہ سازو سامان کا قافلہ آگے جاچکا ہے۔
لوگوں نے کہا کہ اموال کے ضائع جانے سے آرام کو ترجیح دینی چاہیئے۔ کیونکہ ان کے نقصان
ہوجانے سے ہمارا اور اہل خراسان کا نفع ہے کہ قتل و غارت سے بچ جائیں گے۔ نصر بن سیار
خاموش تھا۔ اسد نے پوچھا کہ تم کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا کہ اے امیر اسوقت صرف
دو تدبیریں کارگر ہوسکتی ہیں جو آپ کے لئے مفید ہیں۔ اگر آپ روانہ ہوجائیں تو ان لوگوں
کی جو سازوسامان کے ساتھ ہیں ان کو چھڑا سکتے ہیں اور وقت پر انکی مدد کرسکتے ہیں۔ اور
اگر ایسے وقت پہونچے جب وہ ہلاک ہوگئے تو ایک بلا سر سے ٹل جائے گی جسکا آنا ضروری
تھا۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا اور فوراً روانہ ہونیکا حکم دیا اور سعید صغیر مولی باہلیہ کو
بلا بھیجا، یہ ختل کے بہترین شہسواروں میں تھا اور اس کو ایک خط دیا کہ ابراہیم کو جاکر دے آئے
جسکا مضمون یہ تھا کہ خاقان تمہاری طرف جارہا ہے تم مستعد ہوجاؤ۔ اسد نے سعید
کو تیز جانے کی ہدایت کی۔ سعید نے ایک تیز رفتار گھوڑا جسکا نام ذنوب تھا۔ مانگا۔
اسد نے کہا کہ اگر میں اپنے پاس رکھوں اور تجھ سے بخالت کروں تو میں کمینہ ہوں گا۔ اسد
نے اپنا گھوڑا سعید کے حوالہ کردیا۔ سعید نے اسکو گھوڑے کے ساتھ کوتل رکھا اور پھر روانہ ہوگیا
جب ترک کے قریب پہونچا تو وہ مال و اسباب کی طرف جارہے تھے جاسوسوں نے اسکو
پکڑنا چاہا تو وہ ذنوب پر سوار ہوکر جلدی سے ابراہیم کے پاس خط لیکر پہونچ گیا ترک اس گھوڑے
تک نہ پہونچ سکے۔ ابراہیم کو جب اسکی اطلاع ملی تو اس نے فوراً ایک خندق کھودلی۔ ترک
اس مقام پر اسوقت پہونچے جب یہ لوگ خندق تیار کرکے کھڑے تھے۔ خاقان نے اہل صغد
کو آگے بڑھنے کا حکم دیا مسلمانوں نے ان کو ایک ہی حملہ میں شکست دیدی۔ خاقان ایک
ٹیلہ پر چڑھکر یہ دیکھنے لگا کہ کوئی ایسا مقام ملے جس میں چھپ کر ہم انپر حملہ کرسکیں۔ اس نے
دیکھا کہ اس لشکر کے پیچھے ایک جزیرہ ہے جسکے سامنے ایک نہر جاری ہے اس نے اپنے
فوجی سرداروں کو بلاکر کہا کہ اس لشکرگاہ کے باہر باہر تم جاؤ اور اس جزیرہ میں پہونچکر پھر
وہاں سے پلٹو اور پلٹ کر ان پر حملہ کردو۔ اور سب سے پہلے عجمیوں اور صغانیوں سے
لڑو۔ اگر مسلمانوں کی فوج تمپر دھاوا کریگی تو ہم ادھر سے حملہ کردیں گے۔ ترکوں نے اسی صورت
پر عمل کیا۔ چنانچہ جس مقام پر عجمی قومیں اتری تھیں اسی طرف سے انہوں نے جنگ کی

ابتدا کی۔ صغانیان خنداہ والوں کو قتل کرنا شروع کیا اور اُن کے تمام اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر ابراہیم کی طرف پہونچے اور جو کچھ اون کو ملسکا وہ سب لے لیا۔ مسلمانوں نے تعاقب بھی نہیں کیا بلکہ ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور سوچنے لگے کہ ہلاکت سے کیونکر بچا جائے یکایک گرد و غبار کی آندھی اٹھی جو زمین سے آسمان تک چھا گئی۔ لوگوں کی نظریں اسپر پڑیں تو معلوم ہوا کہ اسد اپنی فوج کے ساتھ آگیا۔ ترک انکو چھوڑ کر فوراً اس مقام پر پہنچے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم اسپر متعجب تھا کہ فتحیابی اور قتل و غارت کے باوجود ترک کیوں چلے گئے۔ خاقان اسد سے لڑنا بھڑنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ اوسکی اصلی غرض یہ تھی کہ تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے۔ چونکہ اس میں وہ کامیاب ہوگیا تھا اس لئے وہ وہاں سے چلدیا۔ اسد جب پہونچا تو سیدھا اس ٹیلے پر پہونچا جہاں خاقان اپنی فوج لئے تھا۔ لیکن خاقان اتر کر ایک پہاڑ کے دامن میں چھپ گیا۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ بچ گئے تھے وہ روتے کلپتے ہوئے اسد کے پاس آئے لیکن ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی ماری جا چکی تھی۔ خاقان قیدیوں اور قیمتی ساز و سامان کیساتھ روانہ ہوگیا۔ خاقان نے ایک ایسے شخص سے جو حرث بن سریج کا ساتھی تھا یہ کہا کہ اسد کو پکار کر کہدو کہ نہر کے اس طرف تم کو جنگ کرنے کا موقع تھا۔ تم بڑے حریص اور لالچی ہو۔ یہ بالکل غیر ممکن بات تھی کہ ختل تمہارے قبضہ میں ہوتا۔ کیونکہ یہ تو ہمارے آباؤ اجداد کی زمین ہے۔ اسد نے اسکا یہ جواب دیا کہ اسکا بدلہ اللہ ہی لے گا۔ اسد وہاں سے بلخ کی طرف چلا آیا اور وہاں کے میدان میں اپنی فوج مرتب کرنے لگا۔ اسی زمانہ میں موسم سرما آگیا تو اسنے تمام لوگوں کو اپنے اپنے گھر جانیکی اجازت دیدی۔ اور خود شہر میں داخل ہوگیا۔ حرث بن سریج طخارستان کے کسی مقام پر تھا وہ خاقان سے ملگیا تھا۔ چنانچہ خاقان اسی موسم سرما میں طخارستان پہونچا۔ جبویہ میں اور پھر جوزجان میں مقیم ہوا۔ وہاں سے اسنے اپنی فوج کو مختلف مقامات میں غارت گری اور لوٹ مار کرنے کے لئے بھیجدیا۔ خاقان کے آنیکی وجہ یہ ہوئی کہ حرث نے اسکو یہ پٹی پڑھادی کہ اسد میں اب دم باقی نہیں ہے کیونکہ اسکے پاس فوج ہی نہیں ہے۔ خاقان اسی لالچ میں چلا آیا۔ جوزجان سے وہ جب حزہ میں آیا تو اسد کو اس کے آنیکی خبر ملگئی۔ تو اس نے شہر میں آگ جلانے کا حکم دیا۔ آگ جلتے ہی تمام لوگ ہر طرف سے جمع ہونے لگے۔ صبح کے وقت اسد نے سب کے ساتھ ملکر عید الضحی کی

نماز پڑھی اور اس مضمون کا خطبہ دیا۔ اللہ کے دشمن حرث نے ظالموں کو دعوت دی ہے تاکہ صفحۂ عالم سے اللہ کا نور بجھا دیا جائے اور اسکے دین کو مٹا دیا جائے لیکن اللہ ہی انشاءاللہ اسکو ذلیل کرے گا۔ تمھارے دشمن نے تمھارے عزیز بھائیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ لیکن اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو تمھاری قلت کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتی اور نہ اُن کی کثرت اُنکو فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اے مسلمانو! اللہ ہی سے مدد کے طالب ہو۔ سب سے قریب تر بندہ وہ ہے جو اپنے رب کے آگے اپنی جبین نیاز زمین پر رکھدے۔ اس لئے میں اپنے خالق حقیقی کے سامنے اپنی پیشانی رکھتا ہوں، تم لوگ بھی سجدہ کرو۔ اور صدق دل سے دعائیں مانگو۔ تمام مسلمانوں نے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنا سر اپنے مالک کے سامنے رکھکر دعائیں کیں۔ جسوقت سبھوں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو اسی وقت اُنکو فتح کا یقین ہو گیا، یہ وہ الہام خداوندی تھا جو ان کے دل میں اسوقت ڈالدیا گیا تھا۔ نماز سے فراغت پا کر لوگوں نے قربانیاں کیں۔ اسد نے اسکے بعد پھر لوگوں سے مشورہ لیا۔ تو ایک جماعت نے کہا کہ آپ بلخ کی حفاظت کیجئے۔ خالد اور خلیفہ سے مدد طلب کیجئے۔ دوسرے نے کہا کہ زم کے راستہ سے مرو پہونچ جائے تاکہ خاقان اسپر قبضہ نہ کر سکے۔ تیسرے نے کہا کہ نہیں خاقان کے مقابلہ میں چلنا چاہیئے اسد نے اس آخری جماعت کا ساتھ دیا اور سات ہزار فوج کے ساتھ خاقان کے مقابلہ کے لئے نکلا جس میں خراسان اور شام دونوں کی فوجیں شامل تھیں۔ کرمانی بن علی کو بلخ کا حاکم بنایا اور اسکو حکم دیا کہ کسی شخص کو بھی شہر سے باہر نہ نکلنے دو۔ خواہ ترک باب بلخ تک پہونچ جائیں۔ چلتے وقت اسد بلخ کے کسی دروازہ پر آیا اور وہاں پر دو رکعت نماز پڑھی اور لوگوں کو دعائیں مانگنے کے لئے کہا۔ سبھوں نے ملکر دربار الٰہی میں اسلام کی فتح کے لئے دعا مانگی۔ اسد جب دعا سے فارغ ہوا تو بولا کہ خدا کی قسم اللہ تمھاری مدد کریگا۔ انشاءاللہ اسکے بعد روانہ ہو گیا، جب عطار کے پل سے پار ہوا تو ذرا لوگوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا مگر معلوم نہیں پھر کیا سوچ کر آگے بڑھا اور یہ کہنے لگا کہ ہمکو پیچھے رہنے والے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ مقدمۃ الجیش پر سالم بن منصور بجلی تھا۔ اس سے اور ترکوں کے ایک دستہ سے ایک مقام پر جنگ چھڑ گئی، دونوں حریفوں کی تعداد ایک ہی تھی۔ سالم نے ایک سپہ سالار کو اور دوسرے سات معززین فوج کو گرفتار کر لیا۔ اور باقی بھاگ گئے یہ سپہ سالار جب

اسد کے پاس لایا گیا تو وہ رونے لگا۔ اسد نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اس نے کہا کہ میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ خاقان کی تباہی پر افسوس کر رہا ہوں کیونکہ اس نے اپنی فوج کو مرو کے اطراف منتشر کر دیا ہے۔ اسد اسکے بعد جوزجان تک پہونچ گیا۔ اور خاقان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ خاقان نے تو یہ سمجھا تھا کہ اب اسپر میرا ہی قبضہ رہے گا۔ جب صبح ہوئی اور اس نے فوجیں اتری ہوئی دیکھیں تو گھبرا اُٹھا، اور حرث سے کہا کہ تم نے مجھ کو یہ کہا تھا کہ اسد میں اب دم باقی نہیں ہے۔ حالانکہ یہ فوجیں آگئی ہیں، آخر یہ کون ہے؟ حرث نے کہا کہ یہ محمد بن مثنیٰ ہے۔ خاقان کو حرث کی بات پر یقین نہ آیا، اس نے اپنے آدمیوں کو بھیجا اور کہا کہ یہ دیکھو کہ اسکے اوسط پر تخت یا کرسی ہے یا نہیں۔ لوگوں نے آکر خبر دی کہ ہے، خاقان نے کہا تو بلاشبہ وہ اسد ہے۔ اسد ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ سالم بن جناح ملا اور اس نے یہ خوش خبری دی کہ خاقان کے پاس کل چار ہزار فوج ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ تم فتحیاب ہو گے اور خاقان مجروح ہو گا۔ اسد جب وہاں پہونچا تو اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کرنا شروع کیا خاقان نے بھی ترتیب دے لی۔ جب دونوں فوجیں ٹکرائیں تو حرث اہل صغد کے جو خاقان کے میمنہ پر تھے اور اسد کے ساتھ میسرہ پر تھا۔ حملہ آور ہوا، حرث نے میسرہ کو تو شکست دیدی۔ لیکن صرف اسد کے خیمہ کو دیکھتے ہی یہ لوگ پیچھے ہٹے۔ اسد کے میمنہ نے جس میں بنو ازد اور بنو تمیم تھے ترکوں پر بڑے زور سے حملہ آور ہوئے، حرث اور اسکے ساتھی اس حملہ کی تاب نہ لا سکے اور بھاگے۔ ترکوں نے بھی شکست کھائی۔ مسلمان ایک مرتبہ اور جھپٹے تو ترکوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہو گیا۔ مسلمانوں نے تین فرسخ تک انکا تعاقب کیا، جسکو پایا قتل کیا۔ اور اُن کی لشکر گاہ سے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ جانوروں کو اور دوسری چیزوں کو حاصل کیا۔ خاقان پہاڑی راستوں سے بھاگنے لگا، اور حرث اس کی حفاظت کرتا جا رہا تھا۔ لیکن دونوں شکستہ حال جا رہے تھے۔ جوزجانی نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اسطرف کے راستوں سے خوب واقف ہوں، چلو خاقان کا تعاقب کریں اور اُسکو ہلاک کر دیں تاکہ ہمیشہ کے جھگڑے سے نجات مل جائے۔ عثمان نے کہا کہ تم بہت ٹھیک کہتے ہو۔ دونوں ساتھ ہو کر ایک راستہ سے روانہ ہوئے، کچھ اور آدمی بھی اُن کے ہمراہ ہو گئے تھوڑی ہی دور کے بعد اس مقام پر پہونچے جہاں خاقان مقیم ہو گیا تھا۔ پہونچنے کے

ساتھ ہی اسپر حملہ آور ہوے خاقان نے شکست کھائی اور وہاں سے بھی بھاگا۔ مسلمانوں نے ترکوں کی تمام چیزوں پر قبضہ کرلیا، عرب عورتیں جو اُن کی قید میں تھیں اُن کو چھین لیا اور ان کی عورتوں کو قید کرلیا۔ خاقان جب بھاگنے لگا تو اُسکا گھوڑا کیچڑ میں دھنس گیا لیکن حارث نے اوسکو بچالیا۔ چونکہ لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوسکا کہ یہی خاقان ہے اسوجہ سے کسی نے حملہ بھی نہیں کیا۔ حرث بن سریج نے اسکو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا۔
خاقان کے پاس ایک خصی کردہ غلام تھا اس نے یہ ارادہ کیا کہ جلدی سے خاقان کی بیوی کو اٹھا کر لے جائے لیکن لوگ جب اوسکی طرف جھپٹے تو اُسنے اوسکی بیوی کو خود قتل کر ڈالا خاقان کے ساتھ جو مسلمان قیدی تھے وہ آزاد ہو گئے۔ اسد نے اس کے بعد ترکوں کی ان فوجوں کا تعاقب کیا جو مرو کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھیں۔ جو سامنے آئے وہ قتل کئے گئے۔ اس طریقہ پر بہت کم ترکی صحیح و سالم واپس گئے ہوں گے۔ اسد بلخ میں واپس آیا، بشر کرمانی جو فوجی دستوں میں تھا۔ اس نے بھی دو چار اور اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کیا۔ خاقان بھاگتا ہوا طغارستان پہونچا اور جبویہ جزلجی کے پاس ٹھہرا وہاں سے اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا جب اشروسنہ پہونچا تو اس سے خاناجرہ کا باپ خرابغرہ جو کاوس ابی افشین کا دادا تھا وہ ملا۔ اور اسکو تحفہ و تحائف دیے۔ اس سے قبل دونوں میں کوئی رابطۂ اتحاد نہ تھا۔ لیکن اس نے سوچا کہ اس طریقہ پر خاقان پر ایک احسان کریگا۔ خاقان کسی نہ کسی طرح اپنے ملک میں پہونچ گیا۔ اور پھر اس نے جنگ اور محاصرۂ سمرقند کی تیاری شروع کی حرث اور اوسکے اصحاب نے پانچ ہزار بار برداری کے لئے اونٹ مہیا کئے۔ اسی اثناء میں ایک دن خاقان کورصول سے شطرنج کھیل رہا تھا، کھیل ہی کھیل میں دونوں میں ناچاقی ہوگئی، کورصول نے غصہ میں آکر خاقان کا ہاتھ پکڑ کر توڑ ڈالا۔ اور پھر علیحدہ ہوگیا اور ایک فوج جمع کرلی اسکو جب یہ معلوم ہوا کہ خاقان نے اسکی قسم کھائی ہے کہ وہ کورصول کا ہاتھ بھی توڑیگا۔ تو کور نے ایک دن موقع پاکر رات کے وقت خاقان کو قتل کر ڈالا۔ خاقان کا ادھر قتل ہونا تھا کہ ترکوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہوگیا۔ ترکوں کی جماعت نے اسکی تجہیز وتکفین کی۔ اور دوسرے ترک ادھر اُدھر غارتگری میں مصروف ہوگئے۔ اہل صغد نے اس طرح لوٹنے کا ارادہ کیا۔
اسد نے ہشام کے پاس اس فتح کی خوشخبری اور خاقان کے قتل کئے جانے

کی بھیجی۔ لیکن ہشام کو اس خبر کی تصدیق میں تامل ہوا اُس نے اپنے حاجب ربیع سے کہا کہ میں اسکو سچا نہیں سمجھتا تم اُسکو لیجاؤ اوس کو وعدہ دیکر حال دریافت کرو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ اُس نے خبر دی اسکی اطلاع ہشام کو دیدی۔ اسد نے پھر دوسرا قاصد خوشخبری لکھکر بھیجا قاصد نے دروازہ شاہی پر پہونچکر بڑے زور سے تکبیر کہی، ہشام نے بھی تکبیر کیساتھ جواب دیا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس گیا قاصد نے فتح کی مسرت بخش خبر سنائی۔ بنو قیس اسد سے جلنے لگے، اور حسد کرنے لگے، انھوں نے ہشام سے کہا کہ آپ اسد کو لکھیئے کہ مقاتل بن حیان کو میرے پاس بھیجدو۔ ہشام نے اسد کو اسی قسم کا خط لکھا۔ اسد نے ہشام کے پاس مقاتل کو بھیجدیا۔ مقاتل جب دربار میں حاضر ہوا اور اوس نے سب حال کہہ سنایا تو ہشام نے پوچھا کہ تم کو کیا ضرورت ہے اس نے کہا کہ یزید بن مہلب نے میرے والد سے ایک لاکھ درہم ناواجب طریقہ پر لیا تھا ہشام نے مقاتل سے اسپر حلف اٹھوایا۔ اسکے بعد اسد کو اسنے لکھبھیجا کہ ایک لاکھ درہم اس کے اداکردو۔ اسد نے اداکردیا۔ مقاتل نے اسکو حیان کے ورثا میں کتاب اللہ کے موافق تقسیم کردیا۔ ابو الہندی ان واقعات کا تذکرہ ان اشعار میں کرتا ہے۔

ابا منذر رمت الامور وقستها	وسائلت عنها کالحریص المساوم
اے ابو منذر تم نے بڑے بڑے امور کا خوب تجربہ اور اندازہ کرلیا ہے،	تم نے ان کو اسی طرح معلوم کیا ہے جیسے ایک لالچی گاہک مختلف دوکانوں پر پھرتا ہے۔
فما کان ذو رای من الناس قسته	برائك الا مثل راے البهائم
جن سے تو لے لیتا ہے وہ تیری رائے زنی	کے مقابلہ میں حیوانات کا مرتبہ رکھتے ہیں۔
ابا منذر لولا مسیرك لم یکن	عراق ولا انقادت ملوك الاعاجم
اے ابو منذر اگر تو نہ ہوآتا تو نہ	عراق بچ سکتا تھا اور نہ عجمی سلاطین زیرنگیں ہوتے
ولا حج بیت الله من حج راکبا	ولا عمر البطحاء بعد المواسم
خطرات کی بناپر نہ تو کوئی سواری پر حج کرنے جاسکتا تھا۔	اور نہ موسم حج کے بعد پھر عمرہ کرسکتا تھا۔
وکم من قتیل بین شان وحزة	کسیر الایادی من ملوك قماقم
بہت سے مقتولین ہیں جو شان وحزہ کے درمیان میں پڑے ہیں۔	جن کے ہاتھ پیر ٹوٹے ہوئے ہیں اور وہ بڑے جاہ و جلال والے سلاطین میں سے ہیں۔

ترکت بارض الجوزجان تزوره سباع وعقبان لحز الغلاصم

تم نے انکو جوزجان کے میدان میں اس لئے چھوڑ دیا ہے۔ کہ درندے اور شکاری پرندے اس پر گریں اور گوشت نوچ کر کھائیں۔ ۔ ۔

وذی سوقة فیه من السیف خبطة به رمق ملقی لحوم الحوائم

ان میں جو صاحب مملکت ہیں وہ تلواروں سے۔ ان کا دم گھٹ رہا ہے، اور پیاسی چڑیاں اسپر زخمی ہیں۔ منڈلا رہی ہیں۔

فمن هارب منا ومن ائن لنا اسیرا یقاسی مهمات الاداهم

جو ہم سے بھاگتے ہیں اور جو قریب ہوتے ہیں۔ وہ قید کے مصائب کو خوب برداشت کرتے ہیں۔

فداك نفوس من تمیم وعامر ومن مضر الحمراء عند المآزم

بنو تمیم اور عامر کے لوگ تجھ پر فدا ہوئے۔ اور بنو مضر الحمراء مصائب کے وقت تجھ پر قربان ہوئے

هم اطمعوا خاقان فینا فاصبحت جلائبه ترجو خلوق المغانم

اُنھوں نے خاقان کو ہمارے بارے میں لالچ دلایا ۔ چنانچہ اسکی فوجیں اس حالت میں ہوگئیں تھیں کہ اسباب سے خود پیچھا چھوڑا رہی تھیں۔

ابن السایجی جس نے اسد کو خاقان کے آنیکی خبر دی تھی، ملک سبل نے اسکو اپنا جانشین بنایا تھا۔ اور مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ تم اہل ختل پر میری طرح سختی سے نہ پیش آنا، کیونکہ میں بادشاہ تھا اور تم انھیں میں کے ایک آدمی ہو، دوسری بات یہ کہ حنیش کو تمام ملک سپرد کردو کیونکہ وہ میرے بعد بادشاہ ہوتا حنیش چین کی طرف بھاگ گیا تھا تیسری بات یہ کہ عربوں سے کبھی جنگ نہ کرنا، بلکہ حیلہ کر کے ٹال دینا۔ ابن السایجی نے کہا کہ ہم دو پہلی باتیں تو تسلیم کرتے ہیں، لیکن تمھاری یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ میں عربوں سے جنگ نہ کروں، آخر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ تم نے خود اُنکے بڑے بڑے امراء سے جنگ کی ہے۔ سبل نے کہا کہ میں نے اپنی اور تمھاری قوت و طاقت کا خوب اندازہ کر لیا ہے، تم میرے قایم مقام ہو کر نہیں کھڑے ہو سکتے۔ میں جب کبھی عربوں سے لڑا ہوں تو بڑی مشکلوں سے نجات حاصل کی ہے، اور اگر تم ان سے لڑو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے، اس وجہ سے ابن السایجی عربوں سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

مغیرہ بن سعید اور بیان کا قتل

اس سال مغیرہ بن سعید اور بیان چھ آدمیوں کے ساتھ بغاوت کے لئے تیار ہوئے، اونھوں نے اپنی جماعت کا نام وصفاء رکھا، مغیرہ ایک جادوگر تھا، اسوجہ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ اگر میں اس بات کا ارادہ کروں کہ عاد اور ثمود اور اسکے درمیان دوسری قدیم قوموں کو زندہ کردوں تو یہ یقیناً کرسکتا ہوں یہ خبر خالد قسری کو ملی کہ اس قسم کے لوگوں نے بغاوت کی ہے۔ لیکن اس وقت ملی جب وہ خطبہ دیرہا تھا، اثنائے خطبہ ہی میں اس نے پانی پینے کو مانگا یحییٰ بن نوفل نے یہ اشعار کہے۔

أخالد لاجزاك الله خيرا   وايرٌ في حرامك من امير

اے خالد اللہ تجھ کو جزائے خیر نہ دے۔ تیری ماں کی فرج میں امیر کا قضیب ہے

وكنت لدى المغيرة عبد سوءٍ   تبول من المخافة للزئير

مغیرہ کے معاملہ میں تو بہت ہی برا شخص ثابت ہوا۔ شیر کی آواز کے ڈر سے تو پیشاب کردیتا ہے۔

وقلت لما اصابك اطعموني   شراباً ثم بلت على السرير

جب تجھ کو اسکی خبر ملی تو تو نے ڈر کر شربت۔ پینے کو مانگا اور پھر تخت ہی پر تو نے چھلا چھلا دیا۔

لاعلاج ثمانية وشيخ   كبير السن ليس بذي نصير

آٹھ آدمیوں پر اور اس بڈھے پر قبضہ حاصل کرنیکے۔ جو ضعیف العمر ہے اور نہ اسکا کوئی مددگار معاون ہے

اس کے بعد خالد نے چند آدمیوں کو ان لوگوں کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا، جب وہ پابہ زنجیر ہو کر آگئے تو اس نے جامع مسجد سے اپنا تخت منگوایا اور اسپر بیٹھا۔ لکڑیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور جلانے کا روغن منگوایا۔ جتنے قیدی آئے تھے ان سبھوں کو جلا دیا۔ مالک بن اعین جرمی بھی گرفتار ہو کر آیا خالد نے اس سے چند سوالات کئے، مالک نے تمام باتوں کی تصدیق کی اور صحیح جواب دئے۔ خالد نے پھر اسکو رہا کردیا۔ مغیرہ کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا آدمی کی صورت میں ہے۔ اس کے سر پہ ایک تاج ہے، اسکے تمام اعضاء حروف تہجی کی تعداد میں ہیں، اور ایسی لغو باتیں خدا کے متعلق کہتا تھا جو اب تک کسی نے اپنی زبان سے نہ کہیں ہونگی۔ کہتا تھا کہ جب خدا نے تخلیق عالم کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے اسم اعظم سے گفتگو کی وہ اڑکر اسکے تاج پر پہونچا، پھر

خدا نے اپنی انگلی سے اپنی ہتھیلی پر اپنے بندوں کے اعمال صالحہ اور سیئہ لکھے۔ معاصی کی جب کثرت دیکھی تو اسکے بدن سے پسینہ آنے لگا۔ اسی پسینہ سے دو دریا جاری ہوئے ایک کھاری اور تاریک دوسرا میٹھا اور روشن، جب دریا کو دیکھنے لگا تو خدا نے اپنے سایہ کو دیکھا اور اُسکو پکڑنے کے لئے دوڑا، جب اوس نے اُسکو اپنے قبضہ میں کرلیا، اور اسکی آنکھوں سے سایہ ہٹ گیا تو اُسنے آنکھوں سے آفتاب پیدا کیا اور آسمان کا دوسرا طبق پیدا کیا۔ اور دریائے شور سے کفار کو اور دریائے شیریں سے مومنین کو پیدا کیا۔ وہ حضرت علیؑ کی الوہیت کا بھی قائل تھا باقی تمام صحابہ کو کافر سمجھتا تھا، لیکن صرف ان لوگوں کو ایسا نہیں سمجھتا تھا جنھوں نے حضرت علی کا ساتھ دیا یہ بھی کہتا تھا کہ انبیاء نے شریعتوں میں اختلاف نہیں رکھا ہے۔ دریائے فرات کے پانی کو اور اس کنویں یا یا چشمہ یا نہر کو جس میں کبھی کوئی نجاست گرگئی ہو حرام کہتا تھا۔ جب وہ مقابر میں جاتا تھا اور مردوں سے باتیں کرتا تھا تو ٹڈیوں کا ایسا ہجوم قبر پر ہو جاتا تھا، مغیرہ، امام محمد باقر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم اس بات کا اقرار کرو کہ میں علم غیب جانتا ہوں تو میں تم کو عراق کی مالگزاری دیدوں گا۔ اونھوں نے اُسکو اپنے گھر سے نکلوا دیا، پھر یہ جعفر بن محمد صادق کے پاس آیا۔ اور ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کرنے لگا، اُنھوں نے فرمایا کہ نعوذ باللہ یہ تو کیا بکتا ہے، امام شعبی مغیرہ سے پوچھا کرتے تھے کہ امام نے تمکو کیا جواب دیا تو وہ کہتا ہے کہ کیا تم امام کا ٹھٹھا کرنا چاہتے ہو شعبی کہتے امام کا نہیں بلکہ تیرا ٹھٹھا کرنا چاہتا ہوں یہاں بھی حضرت علی کی الوہیت کا قایل تھا۔ اور حسن اور حسین کو بھی دو خدا مانتا تھا۔ اور پھر محمد بن حنفیہ اور ابو ہاشم بن محمد کو بھی تناسخ کی صورت سے خدا جانتا تھا۔ یہ بھی کہتا تھا کہ خدا کی سب چیزیں سوائے اسکے چہرہ کے فانی ہیں۔ اس کے استدلال میں کلام پاک کی یہ آیت پیش کرتا تھا، ویبقی وجہ ربک ذی الجلال والاکرام حالانکہ خدا کی ذات، ان شیاطین کے اقوال سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے۔ آخر میں اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا، اور دلیل میں ھذا بیان للناس کی آیت پیش کرتا تھا۔

اس سال کے خوارج کے حالات

اس سال بہلول بن بشر الملقب بہ کثارہ نے بغاوت کی ابتداء کی یہ بنو شیبان کے

قبیلہ سے تھا اور موصل کا باشندہ تھا، اس سال یہ حج کی نیت سے نکلا، راستہ میں کسی گاؤں میں ٹھہرا، اور اپنے غلام کو بھیجا کہ ایک درہم کا سرکہ خرید کرے لاؤ، دوکاندار نے سرکہ کی جگہ پر شراب دیدی۔ بہلول نے شراب واپس کرنے اور درہم لے لینے کا حکم دیا۔ جب یہ دوکاندار کے پاس گیا تو اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بہلول اس جگہ کے حاکم کے پاس آیا، اور اس سے شکایت کی، حاکم نے جواب دیا کہ شراب تجھ سے اور تیرے قول سے زیادہ بہتر ہے، اسکے بعد بہلول حج کے لئے چلا گیا، لیکن بغاوت کا ارادہ اسی وقت اس کے دل میں پیدا ہو گیا تھا، مکہ میں اسکے ہم خیال لوگ ملگئے، اور حج سے واپسی کے وقت یہ سب ساتھ آئے اور موصل کے کسی گاؤں میں ٹھہرے، اسوقت ان کی کل تعداد چالیس تھی، وہاں پہونچ کر انھوں نے اپنی سرداری کے لئے بہلول ہی کو منتخب کیا۔ اور اس معاملہ کو پوشیدہ رکھا وہاں سے جس مقام پر سے گذرتے اوسکے عامل سے یہ کہکر کہ ہشام نے ہمکو چند ضروری امور کے طے کرنے کے لئے بھیجا ہے اسوقت ہمکو سواریوں کی ضرورت ہے۔ ڈاک کی سواریاں وصول کر لیتے، جب اس گاؤں میں پہونچے، جہاں سے بہلول کے غلام نے شراب خریدی تھی، تو بہلول نے کہا کہ سب سے پہلے ہم یہاں کے حاکم کو قتل کریں گے۔ اسکے اصحاب نے اسکی اس رائے سے اختلاف کیا اور بولے کہ ہم کو تو خالد کا قتل مقصود ہے، اگر ہم اس سے ابتداء کریں تو ہمارا راز فاش ہو جائیگا، اور خالد بچ جائیگا، ہم تمکو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ اس کو نہ مارو، ورنہ خالد ہم سے چھٹکارا پا جائے گا۔ اور وہ خالد جو مساجد کو منہدم کرتا ہے، گرجوں کی تعمیر کرتا ہے، غیر مسلم قوموں کو مسلمانوں پر حکمراں بناتا ہے، مسلمان خواتین کو ذمیوں کے سپرد کر دیتا ہے، اس لئے ہم کو سب سے پہلے اسی کا خاتمہ کر دینا چاہیے، بہلول نے کہا کہ اسوقت کے کام کو ہم کل پر نہیں چھوڑ سکتے، اسوقت یہ انجام دے لیں پھر اس طرف توجہ کریں گے، بہر حال بہلول نے اس عامل کو قتل کر ڈالا۔ پھر کیا تھا ہر طرف یہ مشہور ہو گیا کہ یہ لوگ خوارج میں سے ہیں، لوگوں میں اس خبر سے انتشار پیدا ہو گیا، خالد کے پاس ہرکارے دوڑائے گئے، اسکو مطلع کیا گیا کہ خوارج نے پھر بغاوت شروع کر دی ہے، مگر ان کے سردار کا پتہ نہیں چلا، خالد یہ خبر سنتے ہی، واسط سے حیرہ میں چلا آیا، حیرہ میں شامیوں کی ایک فوج تھی جو ہند کے

حاکم کی مدد کے لئے جا رہی تھی، خالد نے اون کو پھسلا کر خوارج کی جنگ کے لئے مستعد کر دیا، اُن سے کہا کہ جو ایک خارجی کو قتل کرے گا میں اوسکو اس انعام سے علاوہ ایک انعام دونگا جو بادشاہ کے یہاں اسکو ملے گا، اور ہند کے پر تکلیف سفر سے نجات دلا دونگا۔ شامی پھول کر کپا ہو گئے اور لڑنے کو تیار ہو گئے، ان کا پہلا دستہ بنو قین کا تھا جس میں چھ سو آدمی تھے، خالد نے دو سو اور دوسرے سپاہیوں کو جو کوفہ کے باشندے تھے ان کے ہمراہ کر دیا۔ سب کے سب بہلول کی تلاش میں چلے۔ بہلول کا فرات کے قریب پتہ چلا، بنو قین نے ان رنگروٹوں سے کہا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ مت چلو، ہماری فتحیابی میں تم کو شریک ہونے کا کوئی حق نہیں حاصل ہے۔ بہلول جب مقابلہ میں نکلا تو اُس نے سب سے پہلے بنو قین کے سردار پہ حملہ کیا اور اُسکو نیزوں سے زخمی کر دیا، اسکا مجروح ہونا تھا کہ تمام شامیوں اور کوفیوں نے میدان سے بھاگنا شروع کیا، بہلول انکے تعاقب میں رہا۔ اور اس طرح وہ کوفہ کے قریب پہونچ گیا، شامی چونکہ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار تھے اسلئے وہ نکل بھاگے، لیکن کوفہ کے سپاہی پھنس گئے اُنھوں نے بہلول کے سامنے فریاد کرنی شروع کی، اللہ سے ڈرو، ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں، تم ہم پر رحم کرو، لیکن بہلول کے اصحاب نے کچھ شنوائی نہیں کی اور نیزوں سے اُنکے سروں کو چھلنی کر دیا۔ قینی کے پاس سے بہلول نے ایک تھیلی پائی جسکو اس نے اپنے پاس رکھ لیا، چھ آدمیوں کی ایک جماعت کوفہ سے بہلول سے ملنے کے لیئے آئی جو اسکے ہم خیال تھے لوگوں نے مقام صریفین میں اُنکو مار ڈالا، بہلول نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کو کسنے مارا، میں اُن کو انعام میں جواہرات کی یہ تھیلی دونگا۔ وہ جماعت آئی اور اسنے کہا کہ ہم نے مارا، کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ خالد کی فوج کا آدمی ہے۔ بہلول نے گاؤں والوں سے پوچھا تو اُنھوں نے بھی تصدیق کی، اسکے بعد بہلول نے ان آدمیوں کو بھی مار ڈالنے کا حکم دیا۔ گاؤں والوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ خالد کو جب شکست کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صریفوں میں بہلول نے سخت ظالمانہ برتاؤ کیا ہے۔ تو اُسنے بنو شیبان کے ایک سردار کو جو بنی حوشب بن یزید بن رویم سے تھا اوسکے مقابلہ میں روانہ کیا، وہ بہلول سے موصل اور کوفہ کے درمیان ملا۔ لیکن اہل کوفہ پھر شکست کھا کر بھاگے۔ اور خالد کے پاس واپس آئے۔ بہلول اس جنگ سے

فارغ ہونے کے بعد موصل کی طرف چلا، موصل کے حاکم نے ہشام بن عبد الملک کو اس کی اطلاع دی اور مدد کے لئے فوج مانگی، ہشام نے اسکے جواب میں لکھا کہ تم کثارہ بن بشر کو اسکے مقابلہ میں بھیجو، کیونکہ ہشام بہلول کو اسکے لقب ہی سے جانتا تھا۔ عامل نے لکھا کہ کثارہ ہی نے تو بغاوت کی ہے، بہلول نے اب اپنے ارادہ میں پھر تبدیلی پیدا کی اپنے ساتھیوں سے اس نے کہا کہ ہم نصرانیہ کے بیٹے خالد کو ہلاک کر کے کیا کریں گے ہمکو تو اس شخص کو ہلاک و برباد کر دینا چاہیئے، جس نے اسکو حاکم بنایا ہے۔ اسی خیال سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا، عمال حکومت نے خیال کیا کہ اگر ہم اس کو آگے بڑھنے دیتے ہیں تو پھر یہ دوسرے شہروں پر بھی قابض ہو جائیگا۔ اسی درمیان میں خالد نے ایک دوسری فوج عراق سے روانہ کی، عامل جزیرہ نے بھی ایک فوج روانہ کی، اور خود ہشام نے بھی ایک فوج بھیجی، اور یہ تینوں فوجیں جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک مقام دیر میں اتریں، بہلول بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادھر آیا بعض روایت میں ہے کہ یہ اجتماع کحیل میں ہوا جو موصل سے قریب میں واقع ہے، اور بہلول دیر میں مقیم تھا اس وقت اسکے ساتھ کل ستر آدمی تھے، اور اس کے مخالفین کی تعداد ۲۰ ہزار تھی، دونوں نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں بہلول نے پیشقدمی کی، جس میں کچھ لوگ تو مارے گئے لیکن دن بھر مقابلہ کرتے رہے جانبین سے لوگ مقتول اور مجروح ہوتے گئے، بہلول اور اوس کے اصحاب نے سواریوں کے پیر کاٹ ڈالے اور پیدل ہو کر لڑنا شروع کیا، اور پھر خوب مقابلہ رہا۔ لیکن بہت سے ساتھی کام آ گئے، خود بہلول بھی مجروح ہو گیا۔ بقیہ اصحاب نے کہا کہ تم ہمارے سردار کا انتخاب کر دو، بہلول نے کہا کہ میں اگر مر جاؤں تو دعامہ شیبانی تمہارا امیر المومنین ہوگا۔ اور اسکے بعد یشکری کو اپنا امیر بنا لینا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا، صبح ہوتے ہی دعامہ بھاگ گیا۔ اور ان کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا ہے۔

بدّلت بعد ابی بشرٍ وصحبتہ قوماً علیّ مع الاحزاب اعوانا

ابو بشر اور اوس کے اصحاب کے بعد مجھے ان لوگوں سے سابقہ پڑا جو میرے مقابلہ میں دشمنوں کی مدد کرتے ہیں

کانّهم لم یکونوا من صحابتنا ولم یکونوا لنا بالامس خلّانا

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھی ہی نہیں تھے، اور نہ کل وہ ہمارے دوستوں میں سے تھے،

یا عین اذری دموعاً منک تہتانا ۔۔۔ وابکی لنا صحبة ماتوا واخوانا

اے میری آنکھ تو آنسوؤں کے دریا بہا ۔۔۔ اور ان دوستوں اور عزیزوں پر گریہ وزاری کر جو ہم سے جدا ہو گئے

خلّوا لنا ظاہر الدنیا وباطنہا ۔۔۔ واصبحوا فی جنان الخلد جیرانا

انھوں نے ہمارے لئے دنیا کو ظاہراً اور باطناً چھوڑ دیا۔ اور خود جنت کے باغوں کے پڑوسی بن گئے ہیں

جب بہلول مارا جا چکا، تو عمرو الیشکری باقی لوگوں کے ساتھ نکلا تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ بھی مارا گیا۔ اور خوارج کی جماعت منتشر ہو گئی۔ اسکے چند دن کے بعد بختری نے بغاوت پھیلانی شروع کی۔ اسکے ساتھ بھی تقریباً ۹ آدمی تھے، خالد نے شمط بن مسلم بجلی کو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ اسکے مقابلہ پر بھیجا یہ دونوں دریائے فرات کے ساحل پر مجتمع ہوئے، اور جنگ چھڑ گئی، خوارج نے شکست کھائی اور میدان جنگ سے بھاگے۔ راستہ میں کوفہ کے چند بازاری لوگ اور غلام جا رہے تھے، انھوں نے جب ان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو ان پر پتھر پھینکنے شروع کئے اور قتل کر ڈالا، اس کے بعد وزیر سختیانی نے حیرہ میں خالد کی مخالفت شروع کی، اسکے ہمراہی بھی پیدا ہو گئے، وہ جس قصبہ یا دیہات سے گزرتا اس میں آگ لگا دیتا، لوگوں کو قتل کر دیتا، خزانہ اور اسباب وغیرہ لوٹ لیتا، خالد نے اسکے مقابلہ میں بھی فوج روانہ کی، وزیر کے اصحاب بڑی دلیری سے لڑتے رہے۔ لیکن آخر میں شکست کھا کر بھاگے اور وزیر گرفتار ہو گیا اور خالد کے پاس لایا گیا۔ وزیر نے خالد کے سامنے تقریر کی جس سے اس کے دل پر بہت اثر پڑا، اور اسکو قتل کرنیکے بجائے قید خانہ میں ڈالدیا، جب رات ہوتی تھی تو اپنے پاس بلا لیتا اور اسکی باتوں سے اپنے دل کو خوش کرتا۔ اسکی شکایت ہشام تک پہونچی بعض روایت میں ہے کہ ایک حروری کو خالد نے گرفتار کرایا تھا جس نے بہت سے مقامات کو جلایا تھا اور بہت سے آدمیوں کو مارا تھا، خالد نے اوس کو قید میں رکھا، رات کو روزانہ اس سے گپ بازی کرتا تھا۔ ہشام اسکی اس حرکت پر بہت خفا ہوا اور اوس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن خالد کو اسکا مارنا پسند نہ تھا، اسوجہ سے وہ تساہل برتتا تھا، ہشام نے پھر غصہ میں خط لکھا، اسکی بڑی مذمت کی، اور پھر قتل کرنے کا اور جلانے کا حکم دیا۔ مجبوراً خالد نے اسکو اور اسکے اصحاب کو قتل کر ڈالا، اور پھر جلا دیا، وہ خارجی آخری دم تک یہ آیت پڑھتا رہا

قل نار جہنم اشد حر الو کانو یفقہون کہدو کہ جہنم کی آگ بہت سخت گرم ہو گی کاش اسکو وہ سمجھتے،

صحاری بن شبیب کی بغاوت

اس سال صحاری بن شبیب نے جبل میں بغاوت کی، وہ اسی سال خالد کے پاس آیا اور اسنے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے وظیفہ کیا ہیں، خالد نے طنزاً یہ جواب دیا کہ صحاری بن شبیب فریضہ جان کر کیا کریگا صحاری بگڑ کر چلا گیا، خالد بعد کو نادم ہوا، اور ڈرا کہ یہ بغاوت نہ کر دے۔ اسلئے پھر بلا بھیجا مگر صحاری نہیں آیا بلکہ جبل کی طرف چلا گیا، وہاں بنو تیم اللات بن ثعلبہ نے اس سے پوچھا تو اسنے واقعہ کی اطلاع دی۔ اونھوں نے کہا کہ تم ابن النصرانیہ سے اور کیا توقع رکھتے تھے، تمکو تلوار ہی لیکر جانا چاہیے تھا تاکہ اوسکو مار ڈالتے، صحاری نے کہا کہ واللہ میں کو فریضہ دریافت کرنا نہ تھا، بلکہ صرف اس غرض سے ملنے گیا تھا کہ وہ مجھکو پہچان لے اور پھر میں اوسکو فلاں شخص کے عوض میں قتل کر دوں جو خوارج کا سردار تھا اور خالد ہی نے اسکو قتل کیا تھا لوگوں کو اسنے اسکی دعوت دی، تیس آدمیوں کے ساتھ وہ لڑنے کے لئے نکلا، خالد کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا کہ میں نے تو یہ سمجھ لیا تھا۔ اسکے بعد اس نے ایک فوج روانہ کی جو مناذر کے قریب اس سے آکر ملی، اس لڑائی میں کچھ دیر تک خوارج قائم رہتے لیکن پھر سب کے سب مارے گئے حتیٰ کہ صحاری بھی مارا گیا۔

اسد کا ختل پر حملہ آور ہونا۔

اس سال اسد نے پھر ختل پر چڑھائی کی، چنانچہ اس خیال سے اس نے مصعب بن عمر وخزاعی کو وہاں پہلے بھیجدیا، مصعب بدر طرخان کے قریب مقیم ہوا بدر طرخان نے مصعب سے امان حاصل کی اور اسد سے ملنے کی اجازت چاہی مصعب نے اسکو جانیکی اجازت دیدی۔ بدر طرخان جب اسد سے ملا تو اس نے یہ گزارش کی کہ ہم سے لاکھ درہم لے لو لیکن ہمارے ملک کو چھوڑ دو، اسد نے اسکو قبول نہیں کیا، اور کہا کہ تو نے اس حالت میں حکومت حاصل کی جب کہ ...

بھی زیادہ غریب تھا، لہٰذا اب تم ختل سے نکل جاؤ، بدرطرخان نے اسکے جواب میں کہا کہ تم خراسان میں صرف دس اونٹوں کے ساتھ آئے تھے، اور جب لوٹو گے تو پانسو اونٹوں پر بھی تمہارا ساز و سامان نہ آئیگا، میں ختل کا عالم جوانی میں بادشاہ ہوا تھا اب بڈھا ہوگیا ہوں، اگر تم میری جوانی لوٹا دو تو میں نے جتنی چیزیں حاصل کی ہیں اس کو تمہارے سپرد کردیتا ہوں۔ اسد بہت خفا ہوا، اور اسنے اسکو قلعہ میں داخل ہونے کیلئے کہدیا، مصعب کو لکھدیا کہ اسکو قلعہ میں داخل کردو۔ بدرطرخان اسد کے غلام کے ساتھ مصعب کے پاس چلا گیا۔ مسلمہ بن عبداللہ جو اسد کا مولیٰ تھا اس نے اسکو گرفتار کرلیا۔ اور کہنے لگا کہ اس کے چھوٹ جانے پر امیر بہت نادم ہوں گے۔ اسد پھر اپنی تمام فوج کے ساتھ روانہ ہوا، راستہ میں اسنے مجشر بن مزاحم سے پوچھا کہ تم کیسے ہو، اسنے کہا کہ میں کل کے دن بہت اچھی حالت میں تھا بہ نسبت آج کے، جس دن بدرطرخان ہمارے ہاتھ میں تھا کیونکہ اسنے اسوقت گزارش کی تھی نہ تو آپ نے اسکو قبول اور نہ قید کیا۔ بلکہ اسکو اپنے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ اسد کو بڑی ندامت حاصل ہوئی اور اسنے فوراً مصعب سے پوچھ بھیجا کہ بدرطرخان اپنے قلعہ میں داخل ہوا یا نہیں۔ قاصد جب آیا تو اسنے بدرطرخان کو مسلمہ کے قبضہ میں دیکھا۔ اسد جب وہاں پہنچ گیا تو اسنے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ اسکے بعد پھر اسنے پوچھا کہ ابوفدیک کے خاندان کا کوئی شخص ہے جسکو بدرطرخان نے قتل کرڈالا تھا۔ اس سوال پر ایک شخص جو بنو ازد میں سے تھا اُٹھ کھڑا ہوا، اور کہنے لگا کہ میں ابوفدیک کے خاندان سے ہوں، اسد نے اسکو حکم دیا کہ تم بدرطرخان کو قتل کرڈالو۔ چنانچہ اسنے بدرطرخان کو قتل کرڈالا اسد نے ختل کے بڑے قلعہ کو فتح کرلیا۔ اور چھوٹے قلعہ کو جس میں بدرطرخان کے خاندان کے لوگ تھے چھوڑ دیا۔ بلکہ اس نے ختل کی وادیوں میں اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں روانہ کردیا، انھوں نے بہت سے غنائم حاصل کئے، اطراف و جوانب کے باشندے چین کی طرف بھاگ گئے۔

سنہ ۱۱۹ھ کے مختلف واقعات

اس سال ولید بن قعقاع نے روم میں لڑائی کی، اس سال حج میں ابوشاکر مسلمہ

بن ہشام شریک تھا اور اسکے ساتھ ابن شہاب بھی تھا۔ مکہ، مدینہ، طائف یہ سب محمدؐ بن ہشام مخزومی کے سپرد تھا۔ عراق اور مشرقی ممالک خالد قسری کے قبضہ میں تھے، خراسان میں اسکا بھائی اسد تھا۔ مروان بن محمد نے ارمینیہ میں جنگ کی، لان فتح کرکے بلاد خزر میں داخل ہوا البلنجر اور سمندر ہوتا ہوا خاقان کے دارالسلطنت میں داخل ہوا، خاقان ڈر کر بھاگ گیا۔ بعض روایت میں ہے کہ اسد نے اس سال انتقال کیا اور اسنے اپنا جانشین جعفر بن حنظلہ بھرانی کو بنایا۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ ۱۲۰ھ میں وہ مرا ہے۔ حبیب بن ابی ثابت اور عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع مخزومی، قیس بن سعد مکی، سلیمان بن موسیٰ الاشدق، اور ایاس بن مسلمہ بن الاکوع ان سبھوں نے اسی سال انتقال کیا۔

سنہ ۱۲۰ھ کی ابتدار

اسد بن عبداللہ قسری کی وفات کا بیان

اس سال ربیع الاول کے مہینہ میں اسد بن عبداللہ قسری نے مقام بلخ میں وفات پائی۔ اسکے مرنے کا سبب یہ ہوا کہ کچھ دن قبل اسکے جسم میں ایک دُمّل نکلا تھا جس کا منہ اندر تھا جو چند دنوں کے بعد مرجھا گیا تھا (لیکن پورا اثر زائل نہ ہونیکی وجہ سے مواد موجود تھا) ایک دن جب باہر آیا تو سب سے پہلے کسی نے تحفتہً اُس کے پاس امرود بھیجے، اسنے انکو ایک ایک کرکے لوگوں پر تقسیم کردیا اور ایک امرود کو خراسان نامی رئیس ہرات پر پھینک کر مارا، پھینکنے میں جب ہاتھ پر زیادہ زور پڑا تو دُمّل پھوٹ گیا، اور اسی صدمہ سے وہ مرگیا۔ مرتے وقت جعفر بن حنظلہ بھرانی کو اپنا جانشین بنایا۔ چار مہینہ تک وہ اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ لیکن ماہ رجب میں نصر بن سیار کا خراسان کی حکومت پر تقرر کردیا گیا خراسان شہر ہرات کا ایک رئیس تھا۔ اسد سے اسکو خاص الفت تھی۔ ایک مرتبہ مہرجان (مجوسیوں کے عید کا دن ہے) کے دن اسنے اسد کے پاس اسقدر تحفہ و تحائف بھیجے کہ جنکا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ اس سے قبل کسی نے اسقدر کثیر اور قیمتی تحفہ اسد کے پاس نہیں بھیجا تھا۔ ان سب کی قیمت لاکھوں سے متجاوز تھی۔ خراسان نے اسد سے کہا کہ ہم عجمیوں نے بڑی دانشمندی اور فراست کے ساتھ

عزت اور وقار کیساتھ چار سو برس تک شاندار طریقہ پر حکمرانی کی ہے۔ اور نہایت آرام و آسایش کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ ہم میں تین قسم کے اوصاف کے آدمی سردار ہوتے تھے یا تو وہ بہترین مدبر ہوتے تھے جدھر رخ کرتے تھے اللہ انکو فتحیاب کرتا جاتا تھا۔ یا وہ بہت ہی خلیق ہوتے تھے کہ جب کوئی آتا تو سلام کرتے اور مرحبا کہکر استقبال کرتے تھے، یا وہ بہت ہی سخی اور دریا دل ہوتے تھے جو لوگوں کو دیتے دلاتے رہتے تھے، لیکن خدا نے یہ تینوں صفتیں تم میں جمع کردی ہیں، اہل خاندان اور اپنے خدم و حشم پہ پورا قبضہ رکھتے ہو، اون میں کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ کسی بڑے یا چھوٹے پر ظلم کر سکے۔ تمہاری حسن تدبیر کا یہ بہترین نمونہ ہے کہ تم نے میدانوں اور جنگلوں میں بڑے بڑے قصر و ایوان تعمیر کرائے ہیں۔ تمہاری ہی شجاعت اور بہادری کی یہ برکت ہے کہ تم نے خاقان سکے، اس جرار لشکر پر جو لاکھوں کی تعداد میں تھا فتحیابی حاصل کی ہے۔ جب کہ حرث بن سریج بھی اپنی فوجیں لئے ہوئے اسکی مدد کر رہا تھا۔ لیکن تم نے اسکے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور اسکی فوج کو منتشر کردیا۔ رہی تمہاری سخاوت اور دریا دلی تو اسکے متعلق صرف یہ کہوں گا کہ مجھ کو اب تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ تم کو کونسا مال زیادہ محبوب ہے آیا وہ جو خزانہ میں داخل ہوتا ہے یا وہ جو خزانہ سے باہر جاتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال ہے کہ جو مال باہر جاتا ہے اس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اسد کو اسکی اس بات پر ہنسی آگئی اور بولا کہ تم ہمارے بہترین رؤسا میں سے ہو۔ اسد نے ان تمام ہدیوں کو لوگوں میں تقسیم کردیا۔ جب وہ مرگیا تو ابن عرس عبدی نے مرثیہ میں یہ شعر لکھے۔

نعی اسد بن عبد اللہ ناع　　قریع القلب للملک المطاع

اسد بن عبد اللہ کے موت کی خبر ایک مخبر نے دی۔ جو اپنے رعایا پر در بادشاہ کی وفات پر دلخراش تھی

ببلخ وافق المقدار یسری　　وما لقضاء ربک من دفاع

بلخ میں تقدیر کا لکھا ہوتا ہے۔ تیرے خدا کے فیصلہ کا کوئی مٹانے والا نہیں ہو سکتا

فجودی عین بالعبرات سحا　　الم یحزنک تفریق الجماع

اے آنکھ تو آنسوؤں کے دریا بہا۔ کیا جماعتوں کی تفریق نے تجھ کو غمگین نہیں بنایا۔

اس کے علاوہ اور بھی دوسرے اشعار ہیں لیکن طول کے خیال سے ترک کئے جاتے ہیں۔

ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک نے خالد قسری کے پاس یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

ارا ح من خالدٍ فاھلکہ ربٌ اراح العباد من اسد

وہی خدا خالد سے ہمکو نجات دے اوسکو ہلاک کرے جس نے بندوں کو اسد سے نجات دلائی

اما ابوہ فکان مؤتشبًا عبدًا لئیمًا لاعبدٍ فقد

اس کا باپ تو اوباش تھا۔ اور کمینہ خصلت تھا فقط غلام ہی نہ تھا غلاموں کا غلام تھا

یری الزنا والصلیب والخمر وال خنزیر حلًّا والغی کالرشد

زنا، صلیب، شراب اور۔ خنزیر کو حلال سمجھتا تھا اور گمراہی کو ہدایت خیال کرتا تھا

وامہ ھمھا وبغیتھا ھم الاماء العواھر الشود

اس کی ماں کے ارادے اور خواہشات۔ ان فاحشہ اور بدکار لونڈیوں کی طرح ہیں جو کسی ایک کے قبضہ میں نہیں رہتی ہیں۔

کافرۃ بالنبی مومنۃ بقسہا والصلیب والعمد

نبی کی نبوت سے انکار کرنے والی تھی لیکن۔ اپنے پادری صلیب اور بپتسمہ پر ایمان رکھتی تھی

خالد کو جب یہ رقعہ ملا تو اس نے اپنے احباب سے کہا کہ آج تک کسی نے بھی کسی کے بھائی کے مرنے پر ایسا تعزیت نامہ نہ لکھا ہوگا، مسلمہ اور خالد میں کچھ شکر رنجی تھی جسکا سبب یہ تھا کہ ہشام نے مسلمہ ہی کو خلافت کے کاموں کے لئے تیار کیا تھا، کمیت نے اسپر یہ شعر کہا۔

ان الخلافۃ کائن اوتادھا بعد الولید الی ابن ام حکیم

خلافت کے ارکان ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کی طرف ہوں گے۔

یعنی ابو شاکر مسلمہ بن ہشام، جسکی ماں کا نام ام حکیم تھا۔ جب یہ شعر خالد کے کانوں تک پہونچا تو اس نے کہا کہ میں ہر اس خلیفہ کی مخالفت کروں گا جسکی کنیت ابو شاکر ہوگی۔ مسلمہ کو یہ خبر لگ گئی کہ خالد نے یہ کہا ہے۔ چنانچہ اسی دن سے موقع کی تاک میں بیٹھا تھا۔

فرقۂ بنو عباس خراسان میں۔

فرقۂ عباسیہ کے جو اصحاب خراسان میں مقیم تھے اونھوں نے محمد بن علی کے پاس سلیمان بن کثیر کو یہاں کے حالات کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ محمد بن علی نے خداش کے واقعہ کے بعد خراسان والوں سے خط وکتابت بالکل بند کردی تھی اور قاصدوں

کی آمد و رفت کو بھی روک دیا تھا۔ کیونکہ انھوں نے خداش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور وہ اس کی جھوٹی باتوں پر یقین لے آئے تھے۔ جب خط و کتابت کا سلسلہ ایک زمانہ تک بند رہا تو انھوں نے سلیمان بن کثیر کو وہاں بھیجا۔ محمد بن علی کو سلیمان کا آنا ناگوار معلوم ہوا اور اوس نے فوراً اوسکو واپس ہو جانیکا حکم دیا، صرف ایک خط کو مہر کرکے دیدیا یہ خط جب خراسان میں چاک کیا گیا تو اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سوا کچھ نہ تھا۔ گو یہ بات اُن پر شاق گذری لیکن یہ سمجھ گئے کہ محمد بن علی خداش کی مخالفت چاہتا ہے سلیمان کے واپس آنے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط کے ساتھ بھیجا۔ جس میں اوس نے انکو خداش کی غلط بیانی سے مطلع کیا لوگوں نے بکیر کی تصدیق نہیں کی بلکہ ایک حد تک توہین کی۔ اسلئے بکیر واپس آگیا۔ محمد نے پھر بکیر کو چند چھڑیاں دیں جن میں سے بعض کے قبضے لوہے کے تھے اور بعض تانبے کے تھے تاکہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دے۔ بکیر دوبارہ خراسان آیا اور اسنے نقباء اور رفرقہ کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان میں ایک ایک چھڑی تقسیم کر دی اس کے بعد وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ ہم محمد بن علی کی طبیعت کے خلاف چل رہے ہیں۔ اسکے بعد اونھوں نے توبہ کی اور اپنے خیالات سے پھر گئے۔

خالد قسری کا معزول ہونا اور یوسف بن عمر ثقفی کا والی ہونا

اس سال ہشام بن عبدالملک نے خالد قسری کو تمام اضلاع اور قطاع کی حکومت سے معزول کر دیا لوگ اسکے مختلف سبب بیان کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ فروخ ابو المثنیٰ جو نہر رمان کے قریب کی اس جائداد کا نگراں تھا جو ہشام کی خاص ملکیت میں تھی۔ خالد کو اسکا وہاں رہنا بار معلوم ہوا۔ چنانچہ اسنے اسی خیال سے حیان نبطی سے کہا کہ تم ہشام کے پاس جاؤ اور فروخ پر کوئی الزام قایم کرو تاکہ اس سے یہ خدمت چھین لی جائے) حیان نے ایسا ہی کیا) (اور ہشام سے کہکر فروخ کو معزول کرا دیا) اسکے بعد حیان ہی وہاں کا نگراں کار بنایا گیا۔ چند دنوں کے بعد خالد کو حیان کا بھی اس جگہ پر رہنا فروخ کے رہنے سے زیادہ ناگوار معلوم ہوا۔ بلکہ اسکو ستانے لگا۔ حیان نے کہا کہ تم مجھ کو کیوں تکلیف پہونچاتے ہو۔ جب کہ میں تمھارا ہی زیر بار احسان ہوں۔ لیکن خالد اس سے باز نہ آیا حیان جب عاجز آگیا، تو اس نے نہر کی بندش جو کھیت کی طرف تھی توڑ دی جس سے پانی سیلاب کی طرح تمام کھیتوں میں گھس آیا۔ اور خود ہی پھر ہشام کے پاس چلا گیا اور

جاکر یہ شکایت کی کہ خالد نے نہر رمان کی وہ بندش جو آپ کے کھیتوں کے متصل تھی توڑ ڈالی۔ ہشام نے یہ سنکر ایک آدمی کو اس مقام کو دیکھنے کے لئے بھیجا۔ اس عرصہ میں حیان نے ہشام کے خدام میں سے ایک خادم سے یہ کہا کہ میں تمکو ایک ہزار دینار اس شرط پر دونگا کہ تم ہشام کی موجودگی میں یہ بات کہنے کا مجھ سے وعدہ کرو جسکو وہ اچھی طرح سن لے اس نے اسکو قبول کر لیا اور انعام طلب کیا۔ حیان نے ایک ہزار دینار اسکے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ ہشام کے لڑکوں میں سے کسی ایک کو رُلا دو۔ جب وہ رونے لگے تو تم یہ کہدو کہ اجی میاں تم روتے کیوں ہو واللہ تم خالد قسری کے بیٹے معلوم ہوتے ہو جس نے ایک کروڑ تیس لاکھ من غلہ جمع کیا ہے۔ خادم نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ بات ہشام کے کان میں پڑی تو اسنے فوراً حیان کو بلاکر پوچھا کہ خالد کے پاس کتنا غلہ ہے حیان نے کہا کہ ایک کروڑ تیس لاکھ من غلہ موجود ہے۔ یہ بات ہشام کے دل میں پتھر کی لکیر کی طرح جم گئی۔ بعض روایت میں ہے کہ خالد کے غلہ کی مقدار کل ۴۰ ہزار من تھی۔ خالد نے اپنی حکومت کے زمانہ میں بہت سی نہریں کھدوائی تھیں۔ مثلاً۔ نہر خالد، نہر باجبری، نہر تارانا، نہر مبارک، نہر جامع، نہر کورہ سابور، نہر صلح وغیرہ۔ خالد اکثر اپنے احباب سے کہا کرتا تھا۔ میں بہت ہی مظلوم ہوں جو کچھ میرے قدموں کے نیچے ہے وہ سب اگر ہماری ملک میں ہو بشرطیکہ عمر وفا کرے تو سطح زمین کے چوتھائی حصہ کی آبادی قبیلہ بجیلہ کے قبضہ میں ہو۔ عریان بن ہیثم اور بلال بن ابی بردہ نے خالد کو یہ مشورہ دیا کہ تم اپنی تمام مملوکہ چیزوں کو ہشام کے سامنے پیش کردو۔ اس میں سے جسکو وہ پسند کرے اسکو لے لینے دو۔ اور ہم دونوں رضامندی کے ضامن ہیں۔ لیکن خالد نے ان کے مشورہ پر عمل نہیں کیا بلکہ اون کو اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔ ہشام سے کسی نے یہ بھی کہدیا کہ خالد نے ایک مرتبہ اپنے بیٹے کو بلاکر کہا کہ تم مسلمہ بن ہشام سے کم رتبہ نہیں ہو۔ ایک دفعہ عمرو بن سعید بن عاص کے خاندان کا کوئی شخص خالد کے پاس آیا۔ خالد نے اسکے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ اسنے فوراً ہشام بن عبدالملک کو شکایت لکھ بھیجی۔ ہشام نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسکی بڑی مذمت اور توبیخ کی اور اسکو حکم دیا کہ تم پاپیادہ چلکر اس اموی کے گھر جاؤ اور اس سے معافی مانگو ہم نے تمہاری سزا کی وبحالی اسکے سپرد کردی ہے۔ خالد جب کبھی ہشام کا تذکرہ کرتا تھا تو ابن الحمقی کے نام سے یاد کرتا تھا اپنے خطبہ میں وہ کہتا تھا کہ اے لوگو تم کو یہ خیال ہے کہ میں نے تمہارے

اجناس کے نرخ کو گراں کر دیا۔ جو شخص ایسا کرتا ہو، اسپر اللہ کی لعنت ہو۔ ہشام نے اُس کو لکھ بھیجا تھا۔ کہ غلوں میں سب سے پہلے امیر المومنین کا غلہ فروخت کراؤ۔ چنانچہ اسکا ایک پیمانہ چند درہموں میں بکا۔ خالد نے اپنے لڑکے سے کہا کہ دیکھو امیر المومنین بھی تمہارے محتاج ہو گئے یہ تمام باتیں ہشام کے کانوں تک پہونچتی رہیں جس سے اُسکے دل میں خالد کی جانب سے نفرت پیدا ہو گئی۔ ہشام کو یہ بھی خبر لگی کہ خالد عراق میں اپنی مستقل حکومت قایم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اسنے خالد کو اس مضمون کا خط لکھا۔ اے ام خالد کے بچے مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی حکومت میرے لئے کوئی باعث شرف نہیں ہے۔ اے کمینی عورت کے بچے کیونکر عراق کی حکومت تیرے لئے باعث افتخار نہیں ہے حالانکہ تو قبیلہ بجیلہ سے ہے جو ذلیل اور چھوٹا ہے۔ واللہ میرا یہ خیال ہے کہ قریش کے خاندان کا جو بچہ تجھ پر مسلط کیا جائے وہ تیری چوکڑی بھلا دیگا۔ ہشام نے اسکے بعد خالد کے معزول کر دینے کا تہیہ کر لیا۔ اور یوسف بن عمر کو جو یمن میں تھا پوشیدہ طریقہ پر یہ حکم دیا کہ میں نے تم کو عراق کا حاکم بنایا ہے، ۳۰ آدمیوں کے ساتھ تم عراق روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہونچکر ایک مقام پر ٹھہرا طارق جو خالد کی جانب سے کوفہ میں حکومت کا کام انجام دیرہا تھا اُسنے اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا۔ اسی تقریب میں خالد نے کئی ہزار غلام اور لونڈیاں اور دوسرے تحایف کو طارق کے پاس روانہ کیا۔ عراق کے کچھ لوگ یوسف کے راستہ سے بھی گذرے تو انھوں نے یوسف اور اسکے ساتھیوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جا رہے ہو۔ اور کون ہو۔ یوسف کے اصحاب نے ایک مبہم سا یہ جواب دیا کہ ادھر ہی اودھر جا رہے ہیں۔ یہ عراقی، جب طارق کے پاس پہونچے تو انھوں نے اسکو ان لوگوں کی خبر دی اور کہا کہ یہ خوارج معلوم ہوتے ہیں اونکو قتل کرنا چاہیے۔ یوسف وہاں سے روانہ ہوا اور بنو ثقیف کے محلہ میں پہونچا، وہاں بھی لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ لیکن اُنھوں نے اپنے کو چھپائے رکھا اسکے بعد یوسف نے بنو مضر کو مجتمع ہونے کا حکم دیا۔ جب وہ اکٹھا ہو گئے تو فجر کی نماز کے وقت مسجد میں اون کے ساتھ داخل ہوا۔ موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اور پھر نماز باجماعت پڑھی۔ اِس کے بعد خالد اور طارق کو گرفتار کرنے کے لیئے آدمیوں کو بھیجا چنانچہ اون کو اونھوں نے ایسے وقت گرفتار کیا جس وقت ہانڈیاں جوش کھا رہی تھیں بعض روایت میں ہے کہ جب ہشام نے

یوسف بن عمر کو عراق کا حاکم بنانا چاہا۔ تو اس نے اس ارادہ کو دل ہی میں رکھا۔ جب
یوسف کا غلام جندب نامی ہشام کے پاس خط لیکر آیا تو ہشام نے اس خط کو پڑھا اور
سالم بن عنبسہ کو جو وزیر خاص تھا حکم دیا کہ اس خط کا جواب لکھو اور پھر مجھ کو دکھلا کر روانہ
کرو۔ اور ہشام نے خود بھی ایک رقعہ یوسف بن عمر کو لکھا جس میں عراق روانہ ہو جائیگا
حکم تھا اور وہاں کی حکومت اسکے سپرد کرنے کی اطلاع بھی تھی۔ سالم جب خط لیکر آیا تو
ہشام نے اپنا خط بھی درمیان میں رکھدیا۔ اور پھر مہر کر دی۔ یوسف کے غلام کو بلایا
اوسکی سزا کی کپڑوں کو پھاڑ ڈالا گیا۔ اور خوب زدوکوب کی گئی۔ اور پھر خط اوس کے
سپرد کیا گیا۔ بشیر بن ابی طلحہ دیکھکر کچھ ہکا بکا ہو گیا اور یہ سمجھا کہ اس میں کوئی حیلہ ضرور ہے
بشیر سالم بن عنبسہ کا نایب تھا اس نے کہا کہ یوسف بن عمر کو عراق کی حکومت ملگئی اسنے
عیاض کو جو سالم کی طرف سے عراق کا نائب تھا لکھ بھیجا کہ تمھارے خاندان کے لوگوں نے
تمھارے پاس یمنی کپڑا بھیجا ہے جب وہ تمھارے پاس پہونچے تو تم اوس کو پہن لو۔
اور خدا کا شکر ادا کرو اور اسکی خبر طارق کو بھی دیدو۔ عیاض یہ خط طارق کے پاس لیکر گیا اور
اوسکو اس سے مطلع کیا۔ بشیر بعد کو بہت نادم ہوا کہ اس نے ایسا خط کیوں لکھا چنانچہ
اسی ندامت کے خیال سے اس نے دوسرا خط لکھا۔ کہ تمھارے خاندان والوں کے کپڑوں
کے بھیجنے میں تاخیر ہو گئی۔ عیاض یہ خط بھی طارق کے پاس لیکر گیا۔ طارق نے دیکھکر کہا کہ
پہلا خط ٹھیک تھا لیکن بشیر اسوجہ سے گھبرا گیا کہ کہیں یہ بات آگے نہ بڑھ جائے۔ اسی
خیال سے اسنے یہ دوسرا خط لکھا ہے اس کے بعد طارق کوفہ سے فوراً خالد کے پاس گیا
جو اسوقت واسط میں مقیم تھا۔ دریاؤں میں اور شیہ کاروں میں اسوقت داؤد بیدی
تھا۔ جب اس نے طارق کو آتا دیکھا تو خالد کو اسکے آنے کی خبر دی۔ خالد نے طارق
کو اندر آنیکی اجازت دیدی۔ طارق جب اندر گیا تو خالد نے پوچھا کہ بغیر اجازت کیوں
چلے آئے۔ اس نے کہا کہ ایک ایسے امر کے لئے جس میں ہم نے غلطی کی ہم نے
امیر المومنین کو لکھا کہ آپ کے بھائی اسد کی تعزیت خط میں لکھی تھی۔ حالانکہ ہم کو آپ کی
خدمت میں پاپیادہ آنا چاہیئے تھا۔ خالد کو بہت رقت آئی حتی کہ اسکی آنکھیں ڈبڈبا
گئیں۔ خالد نے طارق سے کہا کہ تم اپنے کام پر واپس جاؤ۔ جب داؤد واپس گیا تو طارق
نے اصل واقعہ سے باخبر کیا۔ خالد نے اصل حقیقت سے واقفیت کے بعد یہ پوچھا کہ

پھر کیا رائے ہے۔ طارق نے کہا کہ بہتر تو یہی ہے کہ امیر المومنین کے پاس جاکر ان لغزشوں کی معافی مانگ لو۔ خالد نے کہا کہ بغیر اجازت میں کیونکر جا سکتا ہوں۔ طارق نے کہا کہ اچھا تو تم مجھ کو اجازت حاصل کرنے کے لئے بھیجدو۔ خالد نے اسکو بھی منظور نہیں کیا۔ اسپر طارق نے کہا کہ اچھا تو میں جاتا ہوں اور امیر المومنین سے تمہارے برقرار رکھنے کے لئے فرمان لکھا کر لاتا ہوں اور ان سے ضمانت کرتا ہوں کہ ان فصلوں میں جتنا نقصان ہوا ہے اسکا ضامن میں ہوں۔ خالد نے کہا کہ اسکی مقدار کتنی ہوگی۔ طارق نے کہا کہ ایک کروڑ۔ خالد نے کہا کہ میں اتنی بڑی رقم کہاں سے لا سکتا ہوں۔ خدا کی قسم میرے پاس ایک کروڑ درہم بھی موجود نہیں ہیں۔ طارق نے کہا کہ میں اور فلاں فلاں اشخاص اس بار کو اٹھالیں گے۔ خالد نے کہا کہ میں سوقت بہت ہی کمینہ شخص کہلاؤں گا جبکہ لوگوں کو دینے کے بعد پھر ان سے واپس لوں۔ طارق نے کہا کہ ہم لوگ اپنا مال صرف کرکے آپ کی اور اپنی جان بچالیں گے۔ اور پھر دنیا بنالیں گے۔ آپ پر اور ہم پر نعمت کا باقی رہجانا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ دوسرا شخص آئے اور ہم سے اموال کا مطالبہ کرے۔ ہمارا مال تو اہل کوفہ کے پاس ہے وہ خواہ مخواہ موقع کے منتظر رہیں گے جب ہم قتل کردئے جائیں گے تو وہ ہمارا مال کھا جائیں گے۔ لیکن خالد نے ان میں سے کسی صورت کو منظور نہیں کیا۔ طارق مجبوراً نہایت افسردہ ہوکر یہ کہتا ہوا رخصت ہوگیا۔ کہ ہماری اور آپ کی دنیا میں آخری ملاقات ہے طارق وہاں سے کوفہ چلا گیا اور خالد مقام حمہ میں آیا۔ یوسف کا غلام یمن میں پہونچا اور اس نے یوسف سے کہا کہ امیر المومنین بہت ناراض اور خفا تھے انھوں نے مجھے سخت سزا دی۔ خط کا بھی انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ سالم بن عنبسہ نے جو وزیر ہے یہ جواب دیا ہے۔ یوسف نے اس لفافہ کو چاک کیا تو اندر ہشام کا رقعہ بھی تھا، جس میں عراق کی حکومت کی خبر تھی اور یہ حکم تھا کہ ابن نصرانیہ یعنے خالد اور اسکے عمال کو گرفتار کرلو۔ اور اسکو خوب سزا دو۔ چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہوا اور یمن میں اپنے بیٹے صلت کو جانشین بنایا۔ یوسف سنہ ۱۲۰ھ کے جمادی الآخر میں کوفہ پہونچا۔ سب سے پہلے وہ نجف میں ٹھہرا اور وہیں اس نے اپنے غلام کیسان کو حکم دیا کہ طارق کو گرفتار کرکے لاؤ۔ اگر وہ خاموشی سے آجائے تو گدھے پر سوار کرکے لیتے آؤ ورنہ گھسیٹ کر لاؤ۔ چنانچہ کیسان حیرہ پہونچا اور وہاں سے عبد المسیح کو ساتھ لیکر جو حیرہ کا سردار تھا طارق کے پاس گیا اور اس سے

جاکر کہا کہ یوسف عراق میں حاکم ہو کر آگیا ہے تمکو بلاتا ہے ۔ طارق نے کہا کہ اگر امیر کو مال کی ضرورت ہے تو میں دیتا ہوں ۔ مگر کیسان راضی نہوا اور اُسکو پکڑ کر یوسف کے پاس لے آئے یوسف نے اُسکو پانچ سو درے مارے اور پھر وہ کوفہ میں داخل ہوگیا ۔ وہاں سے عطاء بن مقدم کو جو خالد کے پاس بھیجا ، خالد اسوقت حمہ ہی میں مقیم تھا ۔ عطاء نے پہونچکر خالد کے دربان سے اجازت مانگی اور کہا کہ ابوالہیثم سے میرے لئے اندر آنے کی اجازت مانگو ۔ دربان خالد کے یہاں پراگندہ حال اور پراگندہ صورت داخل ہوا ، خالد نے پوچھا کہ کیا ہے ۔ اس نے کہا کہ خیر ہے خالد نے کہا کہ خیر تو نہیں معلوم ہوتی ہے ۔ دربان نے کہا کہ عطاء نے مجھ سے کہا ہے ابوالہیثم سے میرے لئے اجازت مانگو خالد نے کہا کہ اسکو اجازت دیدو ۔ عطاء پھر اندر گیا اور خالد کواس نے گرفتار کرلیا ۔ لیکن ابان بن ولید اور اُسکے احباب نے ۹۰ لاکھ پر مصالحت کرادی جب عطا یہاں سے واپس گیا تو لوگوں نے یوسف سے کہا کہ اگر تم اسکو ٹے نہ کرتے تو دس کروڑ ضرور وصول کرلیتا یوسف شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی زبان دیدی ہے اب میں پھر نہیں سکتا اور نہ مامون کرسکتا ہوں ۔ خالد کے اصحاب نے جب اُسکو ان واقعات کی اطلاع دی تو اسنے کہا کہ تم لوگوں نے غلطی کی مجھکو اطمینان نہیں ہے کہ اس رقم کے لینے کے بعد پھر وہ تقاضا نہ کرے ، اس لئے تم لوگ واپس جاؤ ۔ لوگ واپس ہوئے اور انھوں نے یوسف کو خبر دی کہ خالد اس مصالحت پر رضامند نہیں ہے ۔ یوسف نے کہا کہ تم لوگ پھر بدلگئے لوگوں نے کہا ہاں اس نے کہا اچھا تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اتنی اور اسکی دوگنی مقدار پر بھی راضی نہ ہوں گا ۔ اور اس سے زیادہ لیا اور بعض کہتے ہیں کہ ۔ آخر کار ایک ہی لاکھ اس سے وصول کیا یوسف نے بلال بن ابی بردہ کے پاس آدمی بھیجے اور وہ اُسکو قید کرکے لے آئے ۔ بلال نے کوفہ میں ایک گھر بنایا تھا جو اب تک غیر آباد تھا ۔ یوسف نے خالد کو اسی گھر میں مقید کیا اور پھر اُسکو قید خانہ بنادیا ۔ خالد بنو ہاشم سے اچھا سلوک کرتا تھا اور انسے صلہ رحمی کا برتاؤ کرتا تھا ۔ ایک مرتبہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان خالد کے پاس کچھ امداد کی غرض سے آیا تھا لیکن کوئی فایدہ نہ پہونچا ۔ اسلئے ناخوش ہوکر کہنے لگا کہ بنوہاشم کے لئے تو اسقدر انعام واکرام دیا جاتا ہے ، اور ہمارے لئے اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ حضرت علی پر لعنت کرتا ہے

خالد کو جب اسکی خبر لگی تو اسنے کہا کہ اگر وہ پسند کرے تو ہم عثمان کے حق میں بھی کچھ کہدیا کریں باوجود ان باتوں کے خالد حضرت علی کی سب وشتم میں غلو کرجاتا تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ ایسا اسلیئے کرتا تھا کہ لوگوں میں متہم نہ ہو اور قوم کی نظروں میں مقرب رہے۔ خالد کو عراق کی حکومت ماہ شوال ۱۰۵ھ میں ملی اور ۱۲۰ھ کی جمادی الاخریٰ میں وہ معزول کردیا گیا۔ جسوقت یوسف بن عمر عراق کا حاکم ہوا اسوقت اسلام ذلیل حالت میں تھا اور اہل ذمہ کا غلبہ اور انکی حکومت تھی۔ اسی واقعہ پر یحییٰ بن نوفل نے یہ اشعار کہے۔

اتانا واهل الشرك اهل زكوتنا — وحكامنا فيما نسر ونجهر

ہمارے پاس یوسف ایسے وقت آیا جبکہ مشرکین ہمارے زکوٰۃ کے مالک تھے۔ — اور ہمارے ظاہر اور مخفی معاملات کے حاکم تھے۔

فلما اتانا يوسف الخير اشرقت — له الارض حتى كل واد منور

پس جب یوسف ہمارے پاس اپنی نیکی اور بھلائی کے ساتھ آیا۔ — تو تمام روئے زمین اسکی روشنی سے جگمگا اٹھی حتیٰ کہ ہر وادی روشن ہوگئی۔

وحتى رأينا العدل في الناس ظاهرا — وما كان من قبل العقيلي يظهر

اور ہم نے اسکے عدل وانصاف کو لوگوں میں نمایاں پایا — لیکن عقیلی کے قبل اسکا نام ونشان بھی نہ تھا۔

چند شعراء میں یہ بھی اسی نے کہا ہے۔

ارانا والخليفة اذ رمانا — مع الاخلاص بالرجل الجديد

ہماری آزمائش کی گئی جب کہ خلیفہ — نے اپنی محبت اور شفقت سے ہمارے پاس ایک نیا شخص بھیجا۔

كاهل النار حين دعوا اغيثوا — جميعا بالحميم وبالصديد

دوزخیوں کی طرح جب اونھوں نے فریاد کی۔ — تو ریم اور گرم پانی کے ساتھ انکی فریاد رسی کی گئی۔

یوسف میں بعض متضاد اور متباین عادتیں تھیں۔ وہ بہت دیر تک مسجد میں نماز پڑھتا تھا، خدمتگاروں اور گھر والوں کی نگہداشت کرتا تھا لوگوں سے اون کو محفوظ رکھتا تھا۔ نرم اور ہلکی آواز سے بولتا تھا۔ خلیق اور منکسر المزاج تھا، دعا اور نماز میں بہت مشغول رہتا تھا۔ صبح کی نماز پڑھکر چاشت کے وقت تک کسی سے کلام نہیں کرتا تھا۔ صرف اللہ کی عبادت اور کلام پاک کی تلاوت میں مصروف رہتا تھا۔ اسکو شاعری اور فن ادب سے

خاص ذوق تھا مجرموں کو سخت سزائیں دینے کا عادی تھا اور بے محابا لوگوں کے منہ پر مارتا تھا۔ وہ نیا کپڑا لیتا تھا اور اسپر ناخن پھیرتا تھا۔ اور اگر کوئی تاگا پھنس گیا تو کپڑے والے کی زدوکوب کرتا تھا۔ اور کبھی تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالتا تھا۔ یوسف ذرا احمق اور بیوقوف بھی تھا۔ ایک شخص اسکے پاس کپڑا لایا۔ اس نے اپنے کاتب سے پوچھا کہ اس کپڑے کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ اسنے کہا کہ اسکے خانے اور چھوٹے ہونے چاہئیں۔ یوسف نے جولاہے سے ماں کی گالی دیکر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتا ہے۔ جولاہے نے جواب دیا کہ میں اس بات سے زیادہ واقف ہوں۔ پھر وہ کاتب سے ماں کی گالی دیکر مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ کیا یہ ٹھیک کہتا ہے۔ کاتب نے کہا کہ یہ تو سال میں ایک یا دو کپڑوں کو بنتا ہوگا۔ میرے ہاتھ پر سے تو سال میں سینکڑوں کپڑے گذرتے ہیں۔ یوسف نے پھر جولاہے سے اسی قسم کا سوال کیا۔ غرضکہ دیر تک وہ کبھی اسکو جھوٹا بناتا رہا اور کبھی اسکو۔ آخرکار اس نے خود خانوں کو شمار کیا تو ایک طرف ایک خانہ کم تھا۔ اسی جرم پر اسنے جولاہے کو سو کوڑے مارے۔ بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ یوسف نے ایک مرتبہ سفر کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی لونڈیوں کو بلایا اور ان میں سے ایک سے پوچھا کہ تو میرے ساتھ چلے گی۔ اس نے کہا کہ ہاں میں جاؤں گی۔ یوسف نے کہا کہ اے خبیثہ یہ سب جماع کی خواہش سے ہے اور اسی کی محبت ہے۔ اے خادم اسکو ایک دھول مار۔ پھر دوسری لونڈی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں رہوں گی اور بچوں کی حفاظت کروں گی۔ یوسف نے کہا کہ کیا سب کی سب مجھ سے بیزار ہو کر کہہ رہی ہیں اے خادم اسکو بھی دھول لگا۔ تیسری سے پوچھا تو کیا کہتی ہے۔ اسنے کہا کہ میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیا کہوں۔ اگر میں وہی کہوں جو ان دونوں نے کہا تو سزا سے نجات نہ پاسکوں گی۔ یوسف نے کہا کہ اے بدمعاش تو مجھ سے مناظرہ اور مباحثہ کرتی ہے اے خادم اسکو بھی مار چنانچہ سبھوں نے مار کھائی یوسف پست قد تھا لیکن ڈاڑھی بہت لمبی رکھتا تھا۔ اسکے لئے کپڑا ہمیشہ لانبا لیا جاتا تھا تاکہ کتر کر اسکا لباس بنایا جائے۔ لیکن اگر درزی یہ کہتا کہ اس میں سے بچ جائیگا تو اسکو مارتا تھا۔ اور اگر یہ کہتا کہ کپڑا کافی نہ ہوگا۔ لیکن ترا شنے اور کاٹنے کے بعد شاید ہو جائے۔ تو خوش ہوتا تھا۔ چنانچہ درزی اسکے لئے کپڑا لانبا لیتے تھے اور باقی جو حقیقتاً زائد ہوجاتا تھا اوسکو پھر نکال لیتے تھے۔ تاکہ یوسف کو یہ خیال ہو کہ

یہ کپڑا کافی نہیں ہے۔ یوسف کے بعض واقعات اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہیں۔ ایک دن اسکا کاتب غیر حاضر ہو گیا جب وہ دوسرے دن آیا تو اس نے پوچھا کل کیوں نہیں آئے تھے اس نے عذر کیا کہ دانت میں سخت درد تھا اسوجہ سے نہ آسکا فوراً اس نے حجام کو بلایا اور اس دانت کے ساتھ دوسرے دانت کو بھی اکھاڑنے کا حکم دیا

نصر بن سیار کنانی کا خراسان میں حاکم ہونا۔

جب اسد بن عبداللہ کا انتقال ہو گیا تو ہشام نے عبدالکریم بن سلیط الحنفی سے جو خراسان کے حالات سے زیادہ واقف تھا مشورہ لیا کہ خراسان میں کسکو والی بنایا جائے اس نے کہا کہ اے امیر المومنین خراسان کے لئے شجاعت اور بہادری کے لحاظ سے کرمانی بہت مناسب ہوگا۔ ہشام نے کچھ اعراض کیا اور پھر پوچھا کہ اسکا کیا نام ہے اسنے کہا کہ جدیع بن علی۔ ہشام نے کہا کہ مجھکو ایسے آدمی کی ضرورت نہیں ہے اور اس سے اس نے بدفالی کی۔ عبدالکریم نے کہا کہ بزرگی اور تجربہ کاری کے لحاظ سے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی زیادہ مناسب ہوگا۔ ہشام نے کہا کہ بنو ربیعہ سرحدوں اور قلعوں کی حفاظت نہیں کر سکتے عبدالکریم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بنو ربیعہ اور اہل یمن سے تو ناپسندیدگی کا اظہار کیا اب بنو مضر کو پیش کر کے اندازہ کروں چنانچہ میں نے کہا کہ عقیل بن معقل لیثی مناسب ہوگا۔ اگر آپ اسکی ایک لغزش کو معاف کر دیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا میں نے کہا کہ وہ پاکباز نہیں ہے۔ ہشام نے کہا کہ ایسے شخص کی مجھکو ضرورت نہیں ہے میں نے پھر منصور بن ابی الخرقاء سلمی کا نام پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ اسکی نحوست کا خیال نہ فرمائیں تو اچھا ہے۔ ہشام نے اسکو بھی نامنظور کیا۔ اور کہا کہ دوسرے شخص کا نام لو۔ میں نے مجشر بن مزاحم سلمی کا نام لیا اور کہا کہ وہ عقلمند اور ہوشیار، اور تجربہ کار ہے۔ مگر عیب یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہشام نے کہا کہ جھوٹ میں کبھی بھلائی نہیں ہوتی۔ میں نے یحییٰ بن حضین کا نام لیا تو اسپر اسنے کہا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ بنو ربیعہ سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتے آخر میں میں نے نصر بن سیار کو پیش کیا۔ اسپر وہ فوراً راضی ہو گیا۔ میں نے کہا اس میں بھی ایک عیب ہے جسکو اگر آپ نظر انداز کر دیں تو اچھا ہے۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا۔ میں نے کہا

کہ اس میں تمام خوبیاں ہیں، عقلمند ہے۔ پاک باز ہے، شجاع اور بہادر ہے لیکن اسکا قبیلہ بہت چھوٹا ہے۔ ہشام نے کہا کہ تیرا باپ نہ رہے میں جسکا ساتھی ہونگا وہ قلیل التعداد کیونکر ہوگا۔ چنانچہ اس نے فوراً نصر بن سیار کے نام فرمان لکھکر روانہ کردیا اور عبدالکریم کے ساتھ ہی روانہ کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ جب عثمان بن شخیر کا نام پیش کیا گیا تو یہ بھی کہا گیا کہ وہ شرابی ہے اور یحییٰ بن حضین کا نام پیش ہوا تو کہا گیا کہ وہ متکبر ہے۔ قطن بن قتیبہ کا نام لیا گیا تو کہا گیا کہ وہ بہت سست ہے۔ آخر میں ہشام نے نصر بن سیار ہی کا انتخاب کیا۔ اسد نے مرتے وقت اپنا جانشین جعفر بن حنظلہ کو بنایا تھا۔ اس نے اس سے قبل نصر کو کہلا بھیجا کہ ہم تمکو بخارا کی حکومت دینا چاہتے ہیں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ تم بنو مضر کے ایک شیخ کی حیثیت رکھتے ہو تمکو یہ عہدہ نہ قبول کرنا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ خراسان کی حکومت تمہارے ہی سپرد کردیجائے۔ چنانچہ جب نصر کے پاس ہشام کا فرمان پہونچا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اسی وقت اپنے اصحاب سے کہا کہ نصر خراسان کا حاکم ہوگیا۔ جب وہ نصر کے پاس آیا تو اسنے نصر کو امیر کہکر سلام کیا۔ نصر نے پوچھا کہ تم کو کسطرح خبر لگی۔ اس نے جواب دیا کہ پہلے آپ میرے پاس آتے تھے اور آج آپنے مجھ کو بلا بھیجا تھا اس سے مجھ کو پتہ لگ گیا کہ آپ کو خراسان کی حکومت ملی ہے۔ نصر نے عبدالکریم کو اس خوشی میں کہ اس نے اتنی بڑی خوشخبری سنائی دس ہزار درہم انعام [illegible] نصر نے بلخ میں مسلم بن عبدالرحمن کو اور مرو روذ میں وشاح بن بکیر بن وشاح کو اور ہرات میں حارث بن عبداللہ بن الحشرج کو حاکم بنایا اور اسی طرح نیشاپور میں عبدالرحمن قشیری کو، خوارزم میں ابوحفص بن علی اپنے داماد کو عامل بنایا۔ صغد میں قطن بن قتیبہ کو مقرر کیا۔ ان تقررات پر ایک یمنی نے کہا کہ میں نے اس شخص کی طرح کسی اور میں عصبیت نہیں دیکھی۔ نصر نے جواب دیا کہ یہ بات تو پہلے ہی سے تھی۔ نصر نے تقریباً چار سال تک بنو مضر کے سوا کسی کو حاکم نہیں بنایا۔ اس نے خراسان کو ایسا آباد کردیا کہ اس سے قبل کبھی ایسا آباد نہ ہوا تھا اسکی انتظامی حالت اور تحصیل وصول دونوں قابل تعریف تھے۔ سوار بن الاشعر نے نصر کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر کہا۔

اضحت خراسان بعد الخوف آمنة ۔ من ظلم کل غشوم الحکم جبار

خراسان خوف وخطر کے بعد بالکل مامون ہوگیا۔ ہر بڑے ظالم اور جابر کے ظلم وستم سے۔

لما اتی یوسفا اخبار ها الفیت اختار نصرًّا لها نصر بن سیّار

یوسف کو جب ان واقعات کی خبر ملی (جو خراسان میں ہوئے تھے۔) تو اسنے خراسان کے لئے نصر کو منتخب کیا جو نصر بن سیّار ہے۔

نصر نے سنہ ۱۲۰ھ میں رجب کے مہینہ میں خراسان کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

سنہ ۱۲۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک غزوہ صائفہ میں شریک تھا اور اسنے مقام سندرہ فتح کیا۔ اسحٰق بن مسلم عقیلی نے تومانشاہ میں رومیوں سے جنگ کی اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ اور اس سرزمین کو اسنے بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا بعض روایت میں ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک حج میں شریک تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا بھائی یزید بن ہشام تھا۔ مدینہ مکہ اور طایف کا حاکم محمد بن ہشام مخزومی تھا۔ عراق اور مشرقی ممالک پر یوسف بن عمرو حاکم تھا اور خراسان میں نصر بن سیار تھا ہشام بن عبدالملک نے اسکو ہدایت کی تھی کہ یوسف بن عمرو سے خط و کتابت کرتے رہو۔ بعض روایت میں ہے کہ اس سال خراسان میں جعفر بن حنظلہ ہی حاکم تھا۔ بصرہ میں یوسف بن عمر والی عراق کی طرف سے کثیر بن عبداللہ سلمی عامل تھا۔ اور عامر بن عبیدہ وہاں کے قاضی تھے۔ آرمینیہ اور آذربیجان میں مروان بن محمد برسر حکومت تھا۔ اور کوفہ کے قاضی ابن شبرمہ تھے۔ صحیح روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے اسی سال وفات پائی۔ مسلمہ بن عبدالملک بن مروان نے بھی اس سال انتقال کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ۱۲۱ھ میں اس کی وفات شام میں ہوئی ہے۔ قیس بن مسلم، محمد بن ابراہیم ابن حارث تیمی، حماد بن سلیمان الفقیہ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، علی بن مدرک نخعی کوفی اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفی، ان تمام اصحاب نے اسی سال وفات پائی۔

سنہ ۱۲۱ ہجری کی ابتداء

اس سال مسلمہ بن ہشام نے روم میں لڑائی کی اور مطامیہ کو فتح کیا۔

زید بن علی بن حسین کا نمودار ہونا۔

بعض روایت میں ہے کہ اسی سال زید بن علی بن حسین مقتول ہوئے۔ اور بعض ۱۲۲ھ میں بتاتے ہیں ہم اسوقت زید اور ہشام کی مخالفت کے اسباب کا ذکر کرتے ہیں اور پھر آیندہ سال کے سلسلۂ بیان میں انکے قتل کا واقعہ لکھیں گے۔ ان دونوں کی مخالفت کے اسباب لوگوں نے مختلف بیان کئے ہیں۔ چنانچہ بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ زید اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب یہ تینوں ساتھ ہو کر خالد قسری کے پاس آئے۔ خالد نے انپر بہت کچھ انعام و اکرام کیا۔ اور پھر وہ سب کے سب مدینہ واپس چلے گئے۔ جب یوسف بن عمر عراق کا حاکم ہوا تو اس نے ہشام کو اطلاع دی اور یہ لکھا کہ خالد نے زید سے مدینہ میں دس ہزار دینار پر ایک زمین خریدی تھی لیکن پھر اسنے اسکو واپس کردیا۔ ہشام نے فوراً ہی حاکم مدینہ کو لکھ بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدے۔ چنانچہ اس نے ان لوگوں کو شام میں بھیجدیا۔ جب یہ لوگ ہشام کے پاس حاضر ہوئے۔ تو اس نے ان سے اسکے متعلق دریافت کیا۔ سبھوں نے انعام ملنے کا تو اقرار کیا۔ لیکن باقی تمام چیزوں سے انکار کیا۔ وہ اسقدر اسپر مصر ہوئے کہ اونھوں نے قسمیں کھائیں۔ ہشام نے اونکے قول کی تصدیق کی اور ساتھ ہی عراق جانے کا حکم دیا، تاکہ وہ خالد سے بالمشافہ گفتگو کرسکیں۔ یہ لوگ طوعاً و کرہاً عراق کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں پہونچے تو یوسف بن عمر کے سامنے خالد سے گفتگو کی۔ اسنے بھی انکی تصدیق کی۔ اسکے بعد سب کے سب مدینہ کی طرف واپس پھرے۔ جب یہ لوگ قادسیہ میں مقیم ہوئے تو اہل کوفہ نے زید سے مراسلت شروع کی اور ان کو واپس بلایا۔ چنانچہ وہ وہیں سے واپس پھرے بعض روایت میں یہ ہے کہ خالد قسری ہی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ زید اور داؤد بن علی اور دوسرے قریشیوں کے پاس اس نے کچھ مال امانتاً رکھا ہے۔ یوسف نے ہشام کو اسکی اطلاع دی۔ ہشام نے ان لوگوں کو طلب کیا اور پھر وہاں سے یوسف کے پاس عراق بھیجدیا تاکہ خالد اور ان کے درمیان مقابلۃً گفتگو ہوسکے۔ یہ لوگ جب یوسف کے پاس پہونچے تو اسنے زید سے کہا کہ

خالد تمہارے متعلق یہ کہتا ہے کہ اسنے اپنا کچھ مال تمہارے پاس امانتاً رکھا ہے زید نے جواب دیا کہ وہ ایسا کیونکر کر سکتا ہے تم کو معلوم ہے کہ وہ میرے آبا و اجداد کو علی الاعلان گالیاں دیتا ہے۔ یوسف نے خالد کو بلا بھیجا اور وہ ایک عبا میں لپٹا ہوا حاضر ہوا۔ تو یوسف نے کہا کہ زید اس بات سے صاف انکار کرتا ہے۔ خالد نے زید اور داؤد کو ایک نظر دیکھا اور یوسف سے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جسطرح مجھ پر ظلم کر کے گناہ کے مرتکب ہوئے اسیطرح ان پر ظلم کر کے ایک گناہ کا اور اضافہ ہو جائے۔ میں زید کے پاس کیونکر امانت رکھ سکتا ہوں جبکہ میں اسکے آبا و اجداد پر علی الاعلان سب وشتم کرتا ہوں۔ زید اور داؤد وغیرہ نے خالد سے پوچھا کہ بھائی تم کو یہ کیا سوجھی تھی خالد نے کہا جب مجھ پر شدت کیساتھ سختی کی گئی تو میں نے اس خیال سے اسکا اعلان کیا کہ تم لوگوں کے آنے سے قبل ہی شاید خدا کوئی صورت رہائی کی نکالدے۔ اسکے بعد تمام لوگ واپس گئے صرف زید اور داؤد کوفہ ہی میں مقیم رہے۔

بعض یہ بیان کرتے ہیں یزید بن خالد نے امانت رکھنے کا دعویٰ کیا تھا جب ہشام نے زید اور داؤد وغیرہ کو عراق روانہ ہونے کا حکم دیا، تو اونھوں نے ہشام سے معافی چاہی اور کہا کہ ہمکو یوسف سے خطرہ ہے اسلیئے ہمکو معذور سمجھا جائے۔ ہشام نے جواب دیا کہ تم ڈرو نہیں میں اسکو خط لکھدیتا ہوں پھر وہ کسی قسم کی تکلیف نہ دیگا۔ مجبوراً یہ لوگ روانہ ہوئے۔ جب عراق پہونچے تو یوسف نے یزید بن خالد کو بلا بھیجا اور پھر اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو۔ یزید نے کہا کہ میرا مال اُنکے پاس بہت کم مقدار میں ہے نہ زیادہ یوسف اسکے اس جواب سے برافروختہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ کیا تو مجھ سے مسخراپن کرتا ہے یا امیر المومنین کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اس جرم پر اسنے یزید کی بڑی سخت سزا کی۔ اور درے لگوائے اسکے بعد زید چھوڑ دیا گیا اور باقی تمام لوگوں سے حلف لیا گیا پھر اون کو رہا کر دیا گیا۔ چنانچہ تمام لوگ مدینہ چلے آئے صرف زید کوفہ میں مقیم رہا۔ زید جسوقت ہشام کے پاس سے عراق آرہا تھا تو اسنے ہشام سے کہا کہ اگر تم نے مجھ کو وہاں جانے پر مجبور کیا تو مجھکو یہ خطرہ ہے کہ ہم دونوں زندگی میں پھر ملاقات نہیں کر سکتے۔ ہشام نے کہا کہ وہاں جانا تو ضروری ہے۔ بعض لوگوں نے یہ روایت کی ہے کہ زید اپنے ابن عم جعفر بن حسن بن حسن بن علی سے حضرت علی کے وقف

کی تولیت کے مسئلہ میں جھگڑتے رہتے تھے زید خاندان حسین کے طرف سے لڑتے تھے اور جعفر خاندان حسن کی طرف سے جھگڑتے تھے۔ اور دونوں اس میں غلو کر جاتے تھے، بحث و گفتگو کرنے کے بعد چلے جاتے اور پھر کسی سے ان باتوں کو دہراتے نہ تھے۔

جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ ابن حسن بن حسن بن علی نے زید سے مناظرہ کرنا شروع کیا ایک دن دونوں خالد بن عبدالملک بن حارث کے سامنے مدینہ میں جھگڑ رہے تھے اثنائے مناظرہ میں عبداللہ کو غصہ آگیا اور اس نے زید کو اے سندھیہ کے بیٹے کہکر پکارا۔ زید ہنس پڑے اور یہ بولے کہ حضرت اسمٰعیل بھی لونڈی کے بطن سے تھے۔ علاوہ بریں میری ماں نے اپنے آقا کی وفات کے بعد صبر و تحمل کے ساتھ کام لیا جسکو دوسرے برداشت نہ کر سکے یعنی فاطمہ بنت حسین، کیونکہ اونھوں نے عبداللہ کے والد حسن بن حسن کے انتقال کے بعد دوسرا عقد کر لیا تھا۔ زید اپنے اس کلام سے بہت شرمندہ ہوئے اور فاطمہ جو انکی پھوپھی ہوتی تھیں اُن سے منہ چھپاتے پھرے۔ ایک عرصہ تک ان کے سامنے نہیں گئے آخرکار ایک مرتبہ فاطمہ نے خود ہی بلا بھیجا اور کہا کہ میں یہ جانتی ہوں کہ تمکو تمھاری ماں اسیقدر محبوب ہے جس قدر عبداللہ کو اپنی ماں عزیز ہے۔ اور پھر عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے ام زید کو بہت برے الفاظ میں یاد کیا کیونکہ وہ بہترین عورت تھیں جو ہماری قوم میں داخل ہوئیں۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن عبدالملک حاکم مدینہ نے ایک مرتبہ اعلان کیا کہ تم دونو ہمارے پاس کل صبح ہوتے آؤ۔ اگر میں تمھارے قضیہ کا فیصلہ نہ کروں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہ ہونگا۔ رات بھر شہر میں ایک چہل پہل رہی۔ ہر شخص بیٹھے بیٹھے یہ کہتا کہ زید نے ایسا کہا اور عبداللہ نے اسکا ایسا جواب دیا۔ جب صبح ہوئی تو خالد مسجد میں آیا اور تمام لوگ جمع ہوئے جن میں سے کچھ مسرور تھے اور کچھ مغموم اور افسردہ دل تھے۔ خالد نے ان دونوں کو بلایا اور یہ چاہتا تھا کہ دونوں میں گالی گلوچ ہو جائے۔ عبداللہ نے مناظرہ کی ابتدا کی۔ زید نے کہا کہ اے ابو محمد جلدی نہ کرو کہ اگر ایسا کرو گے تو زید اپنی تمام مملوکہ چیزوں کو آزاد کر دیگا، اسکے بعد پھر وہ خالد سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ اے خالد تم نے خاندان نبوی کو ایک ایسے امر کے لئے جمع کیا ہے جسکے لئے حضرت ابوبکر و عمر نے کبھی انکو جمع نہیں کیا خالد نے کہا کہ کیا اسکو کوئی ٹھیک کرنے والا نہیں ہے اسپر ایک انصاری نے جو عمرو بن حزم کے خاندان سے تھا یہ کہا کہ اے ابو تراب کے بیٹے اور حسین سفیہ کے بیٹے کیا حاکم کا تمپر کوئی حق نہیں ہے

اور کیا اسکی اطاعت تم پر واجب نہیں ہے۔ زید نے کہا کہ اے قہطانی تو خاموش رہ میں تجھ ایسے لغو آدمیوں کا کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔ اس انصاری نے جواب دیا کہ تم مجھ سے کیوں اعراض کرتے ہو، خدا کی قسم میں تم سے زیادہ افضل ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے زیادہ بہتر ہے اور میری ماں تمہاری ماں سے زیادہ اچھی ہے۔ زید کو اسکی ان باتوں پر ہنسی آگئی۔ اور کہنے لگے کہ اے اہل قریش، تمہارا دین تو رخصت ہو گیا۔ یہ حسب نسب کے جھگڑوں کو بھی ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن یہ عجب بات ہے کہ قوم کا مذہب تو جا چکا لیکن اسکے حسب و نسب کے مناظرے جاری ہیں اسکے بعد عبداللہ بن واقد بن عبد اللہ بن عمر کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے قہطانی تو جھوٹ بولتا ہے یہ تم سے باعتبار حسب نسب اور والدین کی فضیلت کے کہیں زیادہ اعلیٰ و اشرف ہیں۔ عبداللہ نے اور بھی باتیں کہیں۔ اور غصہ میں آکر ایک مٹھی کنکریوں کی لیکر زمین پر دے مارا اور بولے کہ واللہ ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے۔ اسکے بعد زید ہشام بن عبد الملک کے پاس گئے ہشام نے انکو ملنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ بار بار رقعہ لکھکر اسکے پاس بھیجتے اور ہشام اسکے نیچے یہ لکھ دیتا کہ تم اپنی جگہ پر جاؤ اور وہ یہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں خالد کے پاس ہرگز نہ جاؤں گا۔ آخرکار ہشام جب بہت مجبور ہو گیا تو اُسنے آنکی اجازت دی اور خود ایک بلند مقام پر چڑھ گیا۔ چنانچہ جب وہ زینوں پر چڑھنے لگے تو ہشام نے اپنے ایک خادم کو پوشیدہ طریقہ پر ساتھ کر دیا تاکہ یہ معلوم کرے کہ زید کیا کہتے ہیں۔ زید چونکہ جسیم اور بھاری بھرکم تھے اس لئے وہ زینوں پر ٹھہر ٹھہر کر چڑھتے تھے۔ ہشام کے خادم نے یہ کہتے سنا کہ جس شخص نے دنیا سے الفت کی وہ ذلیل ہوگا۔ جب ہشام کے پاس پہونچے اور باتیں کرنے لگے۔ اثناء گفتگو میں زید نے کسی بات پر قسم کھائی۔ ہشام نے کہا کہ میں تمہاری بات کی تصدیق نہیں کرتا۔ اس پر وہ بولے کہ اے امیر المومنین جب خدا کسی کو بلند مرتبہ دیتا ہے تو اس وجہ سے نہیں دیتا ہے کہ وہ اس سے خوش ہے اور جب کسی کو ذلیل و خوار کرتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس شخص سے ناراض ہے۔ ہشام نے پوچھا اے زید مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کا دعویٰ کرتے ہو اور اسکی تمنا کرتے ہو۔ حالانکہ تم کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہے اور تم تو ایک لونڈی کے بطن سے ہو۔ زید نے کہا کہ آپ کی بات کا میرے پاس صرف ایک جواب ہے۔

ہشام نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ زید نے کہا کہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی شخص صاحب مرتبہ اور ذی عزت نہیں ہو سکتا جسکو اس نے دنیا میں نبی بنا کر بھیجا ہے۔ حالانکہ حضرت اسمٰعیل خود لونڈی کے بطن سے تھے اور ان کے بھائی آزاد اور شریف عورت کے بطن سے تھے۔ مگر خدا نے حضرت اسمٰعیل ہی کو انپر ترجیح دی اور ممتاز بنایا اور انھیں کے خاندان سے خیر البشر کو نبی بنا کر بھیجا۔ کسی شخص کو اس سے زیادہ کیا فضیلت حاصل ہوگی کہ جسکا نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا شخص ہو اور جسکا باپ حضرت علی بن ابی طالب کے ایسا ہو۔ خواہ ماں کوئی بھی ہو۔ ہشام نے اسکے بعد کہا کہ تم چلے جاؤ۔ زید نے کہا کہ میں تو جاتا ہوں لیکن آیندہ تم مجھ سے نفرت ہی کرتے رہو گے۔ سالم بن عنبسہ نے کہا کہ اے ابوالحسن یہ باتیں آپ کی زبان سے نہ ظاہر ہونی چاہئیں۔ اسکے بعد زید وہاں سے کوفہ چلے گئے۔

محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے زید سے کہا کہ اے زید میں تمکو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں تم اپنے خاندان کے لوگوں کے پاس چلے جاؤ اور کوفہ کے لوگوں کے پاس ہرگز نہ جاؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ ایفاء عہد نہیں کریں گے۔ لیکن زید نے کچھ نہ مانا اور بلکہ اسکا جواب دیا کہ ہم لوگ بلا جرم قید کر کے حجاز سے شام بھیجے گئے اور وہاں سے جزیرہ اور جزیرہ سے عراق میں بنو ثقیف کے سرداروں کے پاس بھیجے گئے۔ گویا ہم سے تمسخر اور کھیل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اونھوں نے یہ اشعار پڑھے۔

بکرت تخوفنی بالحوف کانی	اصبحت عن عرض الحیوۃ بمعزل
وہ مجھ کو خوفزدہ بنانے لگی گو یا کہ میں	زندگی جان کو خطرہ کرنے سے روگردانی کرنا ہوا
فاجبتھا ان المنیۃ منھل	لابدان اسقی بکاس المنھل
میں نے اسکو یہ جواب دیا موت سیراب کرنے والا۔ ضرور ہے کہ میں اس گھاٹ کے جام سے گھاٹ ہے۔	سیراب ہوں۔
ان المنیۃ لو تمثل مثلت	مثلی اذا نزلوا بضیق المنزل
اگر موت کسی صورت میں متشکل ہو	تو وہ میری صورت میں ہوگی جبکہ لوگ تنگ مقام پر آجاتے ہیں
فاقنی حیاءک لا ابالک فاعلمی	انی امرء سا موت ان لم اقتل
اے کم بخت تیری حیا دامن گیر ہے۔	تو خبردار ہو جا کہ اگر میں مارا نہ جاؤں گا تو عنقریب مر جاؤں گا

میں تمکو خدا کے سپرد کرتا ہوں میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ ان لوگوں کی اطاعت

میں اسوقت تک رہوں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ اور زید سے محمد بن عمر جدا ہو گئے۔ اسکے بعد زید کوفہ پہونچے۔ اور وہاں مختلف مقامات میں پوشیدہ طور سے ٹھہرے۔ اسی اثنا میں لوگوں کے بہت سے گروہ بیعت کرنے کے لئے آگئے۔ چنانچہ ایک بہت بڑی جماعت نے انکے ہاتھ پر بیعت کرلی جس میں خصوصیت کے ساتھ سلمہ بن کہیل، نصر بن خزیمہ عبسی، معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثہ انصاری اور دوسرے سرداران کوفہ بھی تھے۔ زید بیعت لیتے وقت یہ کہتے جاتے تھے کہ میں تمکو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف بلاتا ہوں اور ظالموں پر جہاد کرنے کی، ضعیف اور ناتوان لوگوں کی حفاظت کی اور غریبوں کو مال دینے کی، غنیمت کو تمام لوگوں میں برابر برابر تقسیم کرنے کی، اہل بیت کی مدد کرنیکی دعوت دیتا ہوں کیا تم ان تمام باتوں کے پورا کرنے کے لئے بیعت کرتے ہو یا نہیں۔ جب لوگ ہاں کہتے تو اپنا ہاتھ اون کے ہاتھ میں رکھدیتے۔ اور اسکے بعد یہ کہتے کہ اس بات کا اقرار کرو کہ تمہارا اللہ اور اسکے رسول سے ایک عہد ہے وہ یہ کہ تم میری بیعت کے شرائط کو پورا کرو۔ یعنی میرے دشمنوں سے مقابلہ کرو۔ مجھ کو ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں صحیح مشورہ دیا کرو۔ جب بیعت کرنے والا ان تمام باتوں کا اقرار کرلیتا تو وہ اپنا ہاتھ ملاکر علیحدہ کرلیتے اور یہ کہتے کہ اللہ تو شاہد ہے۔ تقریباً پندرہ ہزار آدمیوں نے اسی طرح ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ بعض بیان کرتے ہیں کہ ۴۰ ہزار آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ اسکے بعد انھوں نے اپنے اصحاب کو جہاد کے لئے تیار ہو جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ جو لوگ ساتھ دینا چاہتے تھے وہ تیاری میں مصروف ہو گئے۔ اسی مدت میں جبکہ لوگ ادھر اودھر مذاکرے کر رہے تھے راز فاش ہو گیا۔ یہ تمام واقعہ ان اصحاب کی روایت کے لحاظ سے صحیح ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زید شام سے کوفہ آئے اور اونھوں نے لوگوں کی بیعت کو مخفی رکھا۔ لیکن جو لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ یوسف بن عمر کے پاس خالد بن عبداللہ یا اسکے بیٹے یزید بن خالد کے معاملہ کی وجہ سے عراق آئے۔ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ زید اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس علانیہ طریقہ سے کوفہ ہی میں مقیم رہے۔ اثناء قیام میں زید کے پاس کوفہ کے مختلف گروہ آئے جنھوں نے اُن کو بغاوت اور جہاد کیلئے

ابھارا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ ہم کو پوری توقع ہے کہ آپ اس میں اچھی طرح کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ یہ وہی زمانہ ہے جس میں بنوامیہ تباہی و بربادی کے گرداب بلا میں پھنسیں گے۔ زید وہیں مقیم رہے۔ یوسف نے کئی مرتبہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ زید ابھی یہیں مقیم ہے۔ اسلئے اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے فوراً روانہ ہو جاؤ۔ زید نے کہا کہ مجھ کو ایک درد کی شکایت ہے اسلئے ابھی جانے سے معذور ہوں اسی طرح کچھ دن اور رہا سکئے۔ یوسف نے پھر جانے کی تاکید کی۔ زید نے جواب دیا کہ مجھے چند ضروری چیزیں خریدنی ہیں۔ اس کے بعد چلا جاؤں گا۔ یوسف نے سہ بارہ سختی کی کہ چلے جاؤ۔ زید نے کہا کہ آل طلحہ بن عبداللہ سے مدینہ کی زمین کے متعلق کچھ طے کرنا ہے اسلئے ٹھہرا ہوا ہوں۔ یوسف نے کہا کہ کسی کو وکیل بنا کر چلے جاؤ۔ جب یوسف انکے چلے جانے پر بہت مصر ہوا تو وہ کوفہ سے قادسیہ چلے آئے اور بعض کا بیان ہے کہ وہ وہاں سے ثعلبیہ پہونچے۔ باشندگان کوفہ کا ایک گروہ انکے ساتھ ہو گیا اور وہ اُن کو اسپر اطمینان دلاتے تھے کہ ہم چالیس ہزار کی تعداد میں ہیں۔ جو شخص تمھاری مخالفت کرے گا ہم اپنی تلوار کے زور پر تمھاری حفاظت کریں گے یہاں شامیوں کی تعداد بھی بہت کم ہے اور جو شامی ہیں ان کے لئے انشاء اللہ ہم کافی ہو جائیں گے۔ سبھوں نے زید کے دل کو مطمئن کرنے کے لئے قسمیں کھائیں۔ زید نے ان سے کہا کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ تم لوگ مجھ کو چھوڑ نہ دو اور دشمنوں کے حوالے نہ کردو۔ جیسا کہ تم نے میرے والد اور دادا کیساتھ برتاؤ کیا ہے۔ ان لوگوں نے زید کو ہر طریقہ سے اطمینان دلایا۔ داؤد بن علی نے زید سے یہ کہا کہ اے بھائی یہ لوگ تم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ کیا ان لوگوں نے تمھارے دادا علی کو جو تم سے زیادہ ان کے نزدیک ہر دلعزیز تھے تنہا نہیں چھوڑا کیا وہ انھیں کے مکر و فریب سے قتل نہیں کئے گئے۔ اسکے بعد انھیں لوگوں نے حضرت حسن پر بیعت کی تھی۔ لیکن پھر یہی لوگ ان پر حملہ آور ہوئے ان کی چادر گھسیٹی اور اُن کو زخمی کیا کیا انھوں نے تمھارے جدا علیٰ حضرت امام حسین کو مدینہ سے نہیں نکالا۔ انکو اطمینان دلانے کے لئے قسمیں کھائی تھیں حلف اٹھائے تھے، بڑی بڑی زبانوں سے وعدے کئے تھے لیکن پھر انکا بھی ساتھ چھوڑ دیا اور دشمنوں کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ لوگوں نے

اُن کو بھی شہید کر دیا۔ اس لئے خدا را آپ ہرگز ان کے ساتھ نہ جائے کوفیوں نے زید سے کہا کہ یہ شخص نہیں چاہتا کہ تم غلبہ پاؤ بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اور اس کا خاندان اس خدمت کے لئے زیادہ مستحق ہے۔ زید نے داؤد سے کہا کہ حضرت علی سے حضرت معاویہ نے پوری چالاکی سے لڑائی کی تھی۔ اور حضرت امام حسین سے یزید نے لڑائی کی تھی لیکن اس وقت تو یہ حکومت انھیں کے ہاتھ میں تھی داؤد نے کہا کہ مجھ کو پورا اندازہ ہے کہ اگر تم ان کے ساتھ جاؤ گے تو یہی لوگ تم پر سب سے زیادہ سخت اور ظالم ہوں گے۔ اور باقی رہا تم ان معاملات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اسکے بعد وہ مدینہ کی طرف چلے گئے۔ اور زید کوفہ میں آگئے۔ یہاں سلمہ بن کہیل ان سے ملنے آیا۔ اس نے زید کے سامنے انکی اس قرابت کا تذکرہ کیا جو سردر کائنات سے تھی اور ان کے حقوق جو امت پر ہیں انکا ذکر کیا سلمہ نے زید سے پوچھا کہ تم سچ بتاؤ کہ کتنے آدمیوں نے ابتک تمہارے ہاتھ پر بیعت کی ہے زید نے کہا کہ چالیس ہزار۔ پھر پوچھا کہ تمہارے جد اعظم کے ہاتھ پر کتنے اشخاص نے بیعت کی تھی۔ اونھوں نے کہا کہ ۸۰ ہزار۔ سلمہ نے کہا کہ پھر ساتھ کتنے رہے اونھوں نے کہا کہ صرف تین سو باقی رہے۔ سلمہ نے پھر کہا کہ میں خدا کو تم سے پوچھتا ہوں کہ تم اچھے ہو یا تمہارے دادا اچھے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں میرے دادا مجھ سے ہر طرح افضل تھے۔ پھر پوچھا کہ موجودہ زمانہ بہتر ہے یا گذشتہ زمانہ بہتر تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ گذشتہ زمانہ بہتر تھا۔ سلمہ نے کہا کہ پھر کیا تمکو اسکی توقع ہے کہ جن لوگوں نے تمہارے دادا کے ساتھ دغا اور فریب سے کام لیا وہ تمہارے ساتھ وفا کریں گے۔ زید نے کہا کہ چونکہ ان لوگوں نے مجھ پر بیعت کر لی ہے۔ اور اُن کی بیعت کا قلادہ میری اور اُنکی گردن میں پڑ چکا ہے تو مجھ کو اُسکو اختتام تک پہونچانا چاہیئے۔ سلمہ نے کہا کہ اچھا تو مجھ کو اس شہر سے باہر چلے جانیکی اجازت دیدو، اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی حادثہ واقع ہو جائے اور میں خود اپنے نفس کو بھی نہ بچا سکوں۔ زید نے اسکو چلے جانے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ وہ یمامہ چلا گیا۔ (سلمہ کی بیعت کے متعلق ابتدا میں ذکر آگیا ہے)، عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا۔ اما بعد اہل کوفہ ظاہر میں بڑے شاندار اور بھڑک دار معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل

بودے اور کمزور ہیں۔ آسائش اور آرام کے وقت بہت تیز رو ہوتے ہیں لیکن جنگ کے موقع پر بھاگ جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں پیشقدمی کرتی ہیں لیکن ان کے قلوب ساتھ نہیں دیتے۔ میرے پاس بھی اونھوں نے متواتر خطوط لکھے لیکن میں نے ان کی آواز پر کان نہ دھرا بلکہ میں نے اپنے دل پر انکی باتوں کے سننے سے پردہ ڈالدیا تاکہ میں انکی یاد نہ کرسکوں۔ یہ صرف ان سے ناامید اور مایوس ہوکر میں نے ایسا کیا۔ انکی مثال اس قسم کی ہے جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضؓ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے حال پر چھوڑ دئے گئے تو تمھاری بے پروائی بڑھ جاتی ہے اور اگر تم سے جنگ کی جاتی ہے تو تم کمزور ہوکر گر پڑتے ہو۔ اور اگر تمام لوگ کسی امام پر متفق ہو جاتے ہیں تو تم انپر طعن کرتے ہو۔ اور اگر کسی بڑے کام کے لئے تمھیں بلایا گیا تو تم الٹے پیر جاتے ہو۔ زید نے ان نصائح سے کوئی اثر نہیں لیا۔ بلکہ اسی حالت میں لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔ اور لوگوں کو جنگ کے لئے مشتعل کرتے رہے۔ کوفہ میں اُنھوں نے دو شادیاں کرلیں۔ ایک یعقوب بن عبداللہ سلمی کی لڑکی سے اور دوسری عبداللہ بن ابی العنبی الازدی کی لڑکی سے کی۔ دوسری شادی یوں ہوئی کہ اسکی بیوی کی ماں ام عمرو بنت الصلت نے جو شیعی مذہب رکھتی تھی اُن کو مودبانہ سلام کیا۔ یہ بہت ہی خوبصورت اور حسین عورت تھی لیکن سن یاس کو پہنچ چکی تھی۔ چہرہ سے کچھ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ زید نے اوسے شادی کا پیام دیا اسنے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میرا سن اس قابل نہیں رہا کہ میں شادی کروں۔ لیکن میری لڑکی جو مجھ سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے اور ہر حیثیت سے یگانہ زمانہ ہے اس سے تم شادی کرلو۔ زید ہنس پڑے اور اس منسوب کو منظور کرلیا۔ اور پھر شادی کرلی۔ کوفہ میں وہ کبھی اس بیوی کے پاس اور کبھی دوسری بیوی کے پاس رہتے تھے اور کبھی بنو عبس اور کبھی بنو تغلب وغیرہ کے ساتھ رہتے تھے یہانتک کہ ظاہر ہوئے۔

نصر بن سیار کا ماوراء النہر میں جنگ کرنا

اس سال نصر بن سیار نے ماوراء النہر پر دوبار لڑائیاں کیں۔ ایک تو باب جدید کی طرف سے، اسکے لئے وہ بلخ سے اسی سمت پر روانہ ہوا لیکن پھر وہاں سے فارغ ہوکر مرو واپس آگیا۔ مرو میں اس نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر

کی جس میں یہ ظاہر کیا کہ اس نے منصور بن عمر بن ابی الخرقاء کو مظالم اور مصائب کے رفع دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اور یہ کہ اس نے ان لوگوں سے جو مشرف باسلام ہو گئے ہیں جزیہ معاف کر دیا۔ اور جن مشرکین سے جزیہ کم مقدار میں لیا جاتا تھا اُن پر اضافہ کر دیا جائے۔ ایک ہفتہ نہ گذرا ہو گا کہ تیس ہزار مسلمان آئے جنکا جزیہ معاف کر دیا گیا اور ۸۰ ہزار مشرکین آئے جن پر جزیہ لگا یا گیا۔ غرض کہ جو مسلمانوں پر تھا وہ اُن پر عاید کر دیا گیا۔ اور مسلمانوں سے بالکل معاف کر دیا گیا۔ اس کے بعد نصر نے خراج کی مقدار میں اضافہ کر دیا جو جزیہ کے قایم مقام ہو گئی نصر نے دوسرا حملہ ورغسر اور سمرقند پر کیا۔ وہاں سے واپس ہو کر تیسرا حملہ شاش پر کیا۔ جب وہ مرو سے شاش کی طرف جا رہا تھا تو نہر شاش کے عبور کرنے میں کورصول پندرہ ہزار فوج کے ساتھ حائل ہو گیا۔ حرث بن سریج بھی اسکے ساتھ تھا۔ کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ نہر شاش کو عبور کیا اور تاریک رات میں لشکر میں شب گذاری اور اس کنارہ پر پہونچا جہاں پر مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ نصر کے ساتھ بخارا خندہ اور اہل بخارا، سمرقند، کش اور نسف کے ۲۰ ہزار آدمی تھے۔ نصر نے اپنی فوج میں یہ منادی کرادی کہ سپاہ اپنے مقام پر جمے رہیں۔ لیکن اس ممانعت کے باوجود عاصم بن عمیر جو سمرقندیوں کا سردار تھا شب کو باہر نکلا۔ ترکوں کی یہ جماعت جس میں کورصول تھا اسی کی طرف سے گذری۔ عاصم نے سب سے آخری شخص پر حملہ کیا اور اسکو گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے بعد یہ پتہ چلا کہ وہ ترکوں کے بادشاہوں میں سے کوئی شخص ہے جو چار ہزار گھر کا مالک ہے عاصم اسکو نصر کے پاس لیکر آیا۔ نصر نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں کورصول ہوں۔ نصر نے نام سنتے ہی یہ کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے تم ایسے بڑے دشمن اسلام کو ہمارے قبضہ میں دیدیا۔ کورصول نے کہا کہ مجھ ایسے بڈھے اور ضعیف شخص کے قتل سے تم کو کیا فائدہ پہونچے گا۔ میں اسکے عوض میں چار ہزار اونٹ اور ایک ہزار عمدہ اور اچھے گھوڑے دیتا ہوں جس سے تمھاری فوج کو تقویت پہونچے گی۔ نصر نے اسکے متعلق اپنے اصحاب سے مشورہ لیا۔ اونھوں نے رہا کرنیکی صلاح دی۔ نصر نے پھر کورصول سے پوچھا کہ تمھاری کیا عمر ہے اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اسکا علم نہیں ہے نصر نے دریافت کیا کہ اپنی زندگی میں کتنی بار لڑائیوں میں شریک ہوئے

اس نے کہا کہ ۳۲ لڑائیوں میں شریک رہا ہوں۔ نصر نے پوچھا کہ یوم العطش کی جنگ
میں تم حاضر تھے اس نے جواب دیا کہ ہاں میں موجود تھا۔ نصر نے کہا کہ اگر تم اتنی چیزیں مجھ کو
دیدو جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے تو میں تمہارے ان کارناموں کے سننے کے بعد تم کو اپنے
قبضہ سے جانے نہیں دے سکتا۔ نصر نے عاصم بن عمیر کو حکم دیا کہ اسکے بدن کے کپڑے اور
ہتھیار چھین لو کورصول نے پوچھا کہ مجھ کو کس شخص نے گرفتار کیا ہے۔ نصر نے ہنس کر کہا
کہ یزید بن قران حنظلی نے تم کو گرفتار کیا ہے۔ کورصول نے کہا کہ ایسا شخص جو اپنے پیشاب کو
نہیں روک سکتا اور جو پیشاب بھی پورا نہیں کرسکتا وہ مجھ کو کیا گرفتار کرسکتا ہے۔ سچ سچ
بتاؤ کہ مجھ کو کس نے گرفتار کیا۔ نصر نے کہا کہ عاصم بن عمیر نے گرفتار کیا۔ کورصول نے کہا کہ اب
مجھ کو قتل کی مطلق تکلیف نہ ہوگی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوگیا کہ میرا گرفتار کرنے والا عرب
کا ایک بہادر نوجوان ہے۔ آخرکار کورصول نہر کے قریب قتل کیا گیا اور اسکی نعش لٹکا دی
گئی۔ یہ عاصم بن عمیر وہی شخص ہے جو ہزار مرد کے نام سے ملقب ہے اور یہ نہاوند
کے مقام پر قحطبہ کی لڑائی میں مارا گیا۔ جب کورصول مارا جاچکا تو ترکوں نے اسکے
خیموں میں آگ لگادی اور اپنے کان اور بال کاٹ لئے۔ اور اپنے گھوڑوں کی
دُمیں کاٹ لیں۔ جب نصر واپس ہونے لگا تو اس نے کورصول کی نعش کو اس خیال
سے جلادیا کہ ترک اوسکی ہڈیوں کو بھی نہ لے جائیں۔ نصر کا یہ فعل ترکوں کے لئے
کورصول کے قتل سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوا۔ نصر ادھر سے فرغانہ میں پہنچا اور
ایک ہزار ترکوں کو گرفتار کرلیا۔ اس اثناء میں یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا کہ اس بدمعاش
لامذہب، حرث بن شریح کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوجاؤ۔ اگر خدا تمکو اسپر اور اہل شاش
پر فتحیاب کرے تو تمام شہر کو مسمار کردو اور بچوں اور عورتوں کو قید کرلو۔ لیکن مسلمانوں
کو تباہی اور بربادی سے بچائے رہو۔ جب یہ خط نصر کے پاس پہونچا تو اس نے اپنے
اصحاب کو سنایا اور پھر ان سے مشورہ طلب کیا یحییٰ بن حضین نے نصر سے کہا کہ آیا
یہ خط امیر المومنین کی طرف سے ہے یا امیر عراق کی طرف سے ہے، نصر نے کہا کہ
اے یحییٰ تم نے اسوقت وہی بات کی جو عاصم کے ساتھ کی تھی جسکے ذریعہ سے تم
خلیفۃ المسلمین تک پہونچ گئے تھے اور ان کے دربار سے بہت بڑا مرتبہ پایا تھا۔
پس اگر تم چاہو تو میں ویسے ہی کہوں کہ اے یحییٰ تم جنگ کے لئے روانہ ہوجاؤ۔

میں نے تمیم کو اپنے مقدمہ کا سردار بنایا۔ لوگوں نے یحییٰ کی بہت ملامت کی۔ آخر کار وہ ایک دستہ کے ساتھ تشاش کی طرف روانہ ہوگیا۔ حرث بن سریج بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ اس نے شہر کی حفاظت کے لئے دو منجنیقیں لگادی تھیں۔ اخرم جو ترکوں کا بہت بڑا سردار تھا۔ وہ میدان میں آکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں نے اسکے حملہ کا جواب دیا اور اوسکو قتل کر ڈالا اور اسکا سر کاٹ کر ترکوں کی فوج میں پھینکدیا۔ ترکوں نے جب اپنے سردار کو اسطرح پڑا پایا تو انکی ہمت پست ہوگئی۔ اور شکست کھاکر بھاگے۔ اسکے بعد نصر بھی تشاش پہونچ گیا۔ والی تشاش نے اس سے ملاقات کی اور مصالحت کی درخواست پیش کی۔ بہت سے تحفہ و تحائف نصر کی خدمت میں پیش کئے۔ اور کچھ چیزیں بطور ضمانت کے رکھیں۔ نصر نے صلح میں یہ بھی شرط لگائی کہ حرث بن سریج کو اپنے ملک سے نکالدو۔ چنانچہ اس نے فوراً حرث کو فاراب کے ملک کی طرف بھگادیا۔ نصر نے تشاش میں نیزک بن صالح مولیٰ عمرو بن العاص کو عامل بنایا۔ اس صلح کے بعد نصر وہاں سے روانہ ہوگیا اور فرغانہ کے ایک مقام قبا میں آکر مقیم ہوا۔ اہل فرغانہ اس کی آمد سے باخبر تھے چنانچہ اونھوں نے گھاس وغیرہ میں آگ لگادی۔ اور رسد کا انتظام بند کردیا۔ نصر نے چند آدمیوں کو منتخب کیا اور ان کو فرغانہ کی طرف روانہ کیا۔ اونھوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ ایک مرتبہ محاصرہ کرنے والے غفلت میں تھے کہ ترکوں کی جماعت قلعہ سے باہر نکلی اور مسلمانوں کے لشکرگاہ سے سواریاں وغیرہ چرالے گئی۔ نصر کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے بنو تمیم کے چند آدمیوں کو محمد بن مثنیٰ کیساتھ بھیجا۔ مسلمانوں نے خود اپنے کو اور اپنی سواریوں کو پوشیدہ مقام میں رکھا تھا۔ لیکن ترک پھر موقع پاکر پہونچے اور جانوروں کو لئے جارہے تھے۔ کہ یکایک مسلمانوں نے کمینگاہ سے حملہ کیا۔ ترکوں نے اس حملہ سے سخت شکست کھائی اور انکا سردار بھی قتل کر ڈالا گیا۔ باقی لوگوں کو مسلمانوں نے قید کرلیا جس میں ابن دھقان بھی تھا۔ نصر نے اسکو بھی قتل کردیا۔ اسکے بعد نصر نے سلیمان بن صول کو ایک خط دیکر والی فرغانہ کے پاس بھیجا۔ والی فرغانہ نے اسکو آنے کی اجازت دی۔ اور اپنے وزرار کو حکم دیا کہ اسکو شاہی خزانے دکھا دیئے جائیں۔ سلیمان ان چیزوں کو دیکھکر واپس ہوا۔ والی فرغانہ نے پوچھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کا

راستہ کیا ہے۔ سلیمان نے کہا کہ بہت ہی آسان اور آرام وہ ہے جس میں پانی اور چراگاہ بہت ہے والی فرغانہ کو یہ برا معلوم ہوا اور اس نے پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا اسنے کہا میں تو غور ختل غرستان طبرستان کی بڑی بڑی جنگوں میں شریک رہا ہوں پھر کیونکر ان راستوں سے واقف نہ ہونگا۔ اسنے سلیمان سے پھر سوال کیا کہ ہمارا سامان جنگ اور اسکی تیاری کس قسم کی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ قدرے اچھی ہے۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ بادشاہ ان باتوں سے کیونکر محفوظ رہ سکتا ہے یا تو وہ اپنے اعزہ اور اقربا اور ان لوگوں سے جن پر اعتماد ہے غیر مامون ہوجائے اور یا اپنی تمام چیزوں کو صرف کردے۔ پس یا تو وہ اپنی باقی چیزوں کے ساتھ بچ رہے گا۔ یا کوئی بیماری آئیگی جس سے وہ ہلاک ہوجائیگا والی فرغانہ کو سلیمان کی یہ گفتگو ناگوار معلوم ہوئی۔ اسکے بعد اسنے سلیمان کو حکم دیا کہ صلح کا خط پیش کرے چنانچہ اس نے نصر کا خط اسکے سامنے پیش کیا۔ والی فرغانہ نے اسکی صلح کی دعوت کو قبول کرلیا۔ اور سلیمان کے ساتھ اپنی ماں کو روانہ کردیا۔ اسکی ماں حکومت کے نظم ونسق سے خوب واقف تھی۔ چنانچہ جب وہ نصر بن سیار کے پاس پہونچی اور اس سے باتیں کرنے لگی تو اثنا گفتگو میں یہ بولی۔ کہ ہر بادشاہ کے لئے چھ چیزوں کا ساتھ رہنا ضروری ہے۔ ایک تو اس کے لئے ایک ایسا وزیر ہو جس سے وہ اپنے دل کی باتیں کہہ سکے اور اس میں مشورہ لے سکے اور جس پر وہ اپنا پورا اعتماد کرسکے۔ دوسرے اسکے لئے ایک بہترین باورچی کی ضرورت ہے جب غذا کھانے کا اسکا دل نہ چاہے وہ ایسا کھانا تیار کرسکے جس سے اسکی اشتہا پیدا ہوجائے تیسرے ایسے ملکہ کی ضرورت ہے کہ افسردگی اور پژمردگی کی حالت میں جب نظر پڑجائے تو وہ اسکے دل سے غم کو بھلا دے۔ چوتھے اسکے لئے ایسے پناہ گاہ کی ضرورت ہے کہ جب اس کے پاس آئے تو اسکو بچائے یعنی تیز رو گھوڑا پانچویں ایک صاف اور شفاف تلوار کی ضرورت ہے جو وقت پر خیانت نہ کرے۔ چھٹے ایک ایسے ذخیرہ کی ضرورت ہے کہ جب اسکو اٹھائے تو جہاں چاہے بیٹھکر زندگی بسر کرے، اور آرام سے رہ سکے۔ اسی وقت تمیم بن نصر ایک جماعت کے ساتھ وہاں پہونچا۔ اس عورت نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خراسان کا یکہ بدست بہادر ہے جسکا نام تمیم بن نصر ہے۔ یہ سنکر اس عورت نے کہا کہ اس میں نہ تو بڈھوں کی سی جرأت

ہے اور نہ بچوں کی سی شیرینی ہے اس کے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اس عورت نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے صرف اسکا نام بتا دیا۔ لیکن اس نے اس سے بہت محبت اور الفت کا اظہار کیا۔ اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے عربو! تم میں وفا شعاری کا نام تک نہیں۔ تم آپس میں صلح و آشتی نہیں رکھتے قتیبہ ہی وہی شخص ہے جس نے ان ممالک کو اپنی جرات اور بہادری سے زیر نگیں کیا ہے۔ اور یہ اسکا بیٹا ہے جسکو تم نے اپنے سامنے بٹھایا ہے۔ اسکا تو یہ حق تھا کہ تم اسکو اپنی جگہ پر بٹھاتے اور خود اسکی جگہ پر بیٹھتے۔

مروان بن محمد بن مروان کی لڑائی۔

سنہ ۱۲۱ ہجری میں مروان بن محمد جو آرمینیہ کا حاکم تھا اس نے آرمینیہ ہی کی سمت سے قلعۂ بیت السریر پر حملہ کیا۔ جہاں اسنے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت کو قید کیا۔ اسکے بعد اسنے دوسرے قلعہ پر حملہ کیا اسکو اسی طرح فتح کیا۔ پھر وہ قلعۂ غومیک پر پہونچا جہاں اس ملک کی شاہزادی رہتی تھی اور بادشاہ کا تاج و تخت بھی وہیں رکھا جاتا تھا جب مروان وہاں پہونچا تو بادشاہ فرار ہو گیا اور قلعۂ خیزج میں اس نے پناہ لی۔ جس میں اسکا ایک تخت تھا جو خالص سونے کا تھا مروان سیدھا اسی طرف آیا۔ اور کچھ دن کے لئے وہیں مقیم ہو گیا۔ موسم سرما اور گرما اسی مقام پر گذارا۔ اسکے بعد وہاں کے بادشاہ نے صلح کی خواہش کی اور ہر سال ہزار جانوروں کے دینے کا اور ایک لاکھ مد غلہ (مد ایک پیمانہ ہوتا ہے جو دو رطل کا ہوتا ہے) دینے کا وعدہ کیا۔ مروان نے اس سے ان چیزوں پر صلح کر لی اسکے بعد وہاں سے وہ ارزد بطران کی سرحد میں داخل ہوا۔ اور وہاں کے بادشاہ سے بھی مصالحت کر لی۔ اور پھر تومان کی طرف سے مصالحت کرتا ہوا حمزین میں آیا ایک مہینہ تک اس شہر کا محاصرہ کرتا رہا اور موقع بموقع محصورین پر حملہ آور ہوتا رہا۔ آخر میں وہاں نے لوگوں نے بھی مصالحت کر لی۔ یہاں سے وہ سدان میں پہونچا اور مصالحت کیساتھ اسپر بھی قابض ہو گیا۔ پھر وہ کیران پہنچا طبرستان اور فیلان نے اس سے صلح کر لی۔ یہ تمام ریاستیں ساحل پر واقع ہیں جنکا سلسلہ آرمینیہ سے طبرستان تک چلا گیا ہے۔

۱۲۱ھ کے مختلف واقعات

اس سال مسلمہ بن ہشام نے روم میں جنگ کی اور مطامیہ کو فتح کیا۔ حج میں محمد بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی شریک تھا۔ جو اسوقت مدینہ، مکہ اور طایف کا حاکم تھا۔ عراق میں یوسف بن عمر اور خراسان میں نصر بن سیار اور ارمینیہ اور آذربیجان میں مروان بن محمد برسر حکومت تھے۔ بصرہ کے قاضی عامر بن عبیدہ تھے اور کوفہ کے قاضی ابن شبرمہ تھے۔ اس سال ولید بن بکیر حاکم موصل نے نہر کی تعمیر سے جو شہر کے اندر داخل کی گئی تھی فراغت پائی۔ اس نہر کی تیاری میں ۸۰ لاکھ درہم کا صرفہ ہوا اور اسپر آٹھ چکیاں جو پانی کے زور سے چلا کرتی تھی بنوائی گئیں۔ ہشام بن عبدالملک نے ان چکیوں کی آمدنی کو نہر کے کام کے لئے وقف کردیا تھا۔ اس سال سلمہ بن اسہیل کا انتقال ہوگیا۔ بعض روایت میں ہے کہ اونھوں نے ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔ عامر بن عبداللہ بن الزبیر نے بھی اسی سال وفات پائی۔ لیکن بعض ۱۲۲ھ اور ۱۲۴ھ میں اون کی وفات ملک شام میں بیان کرتے ہیں۔ محمد بن یحییٰ بن حیان نے بھی اسی سال مدینہ میں انتقال کیا انکی عمر ۷۴ سال کی تھی۔ روم میں یعقوب بن عبداللہ بن الاشج اسی سال شہید ہوگئے۔

۱۲۲ہجری کی ابتدار

زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کا مقتول ہونا۔

اسی سال زید بن علی مقتول ہوئے۔ ان کے قیام کوفہ کے اسباب اور انکی بیعت کا مفصل تذکرہ اس سے قبل کیا جاچکا ہے۔ جب اونھوں نے اپنے اصحاب کو جنگ کے لئے مستعد ہوجانے کا حکم دیا۔ اور جو لوگ اپنے عہد کو پورا کرنا چاہتے تھے، وہ تیاری میں مصروف ہوگئے تو سلیمان بن سراقہ بارقی یوسف بن عمر کے پاس گیا اور اسکو ان واقعات سے اطلاع دی۔ یوسف نے فوراً زید کی تلاش میں آدمی دوڑائے۔ لیکن وہ ہاتھ نہ آسکے۔ زید کو جب اپنی گرفتاری کا خطرہ ہوا تو انھوں نے اس مدت سے قبل ہی جنگ کا ارادہ کرلیا جسکو اہل کوفہ نے انکی رہنمائی سے

متعین کیا تھا۔ کوفہ کا حاکم حکم بن صلت تھا اور اسکی کوتوالی میں عمر بن عبدالرحمن بن قارہ تھا۔ اور اسکے ساتھ عبید اللہ بن عباس کندی اور کچھ شامی لوگ تھے۔ یہ سب مختلف عہدوں پر تھے۔ اسوقت یوسف بن عمر حیرہ میں تھا۔ جب زید کے اصحاب کو یہ معلوم ہوا کہ ان واقعات کی اطلاع یوسف کو ملگئی ہے اور یہ کہ وہ زید کی گرفتاری کے فکر میں ہے۔ تو ان میں کے سردار زید کے پاس جمع ہوئے۔ اور ان سے یہ بولے کہ اللہ تم پر اپنا رحم کرے۔ تمھارا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کے متعلق کیا خیال ہے۔ زید نے کہا کہ اللہ اُن پر رحم کرے اور اُنکی مغفرت کرے میں نے اپنے خاندان میں کسی کو بھی اُن کو اچھے لفظوں کے سوا یاد کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن ایک بات ہے جو بہت بڑی ہے اور جسکو اب میں کہتا ہوں وہ اسکے متعلق ہے جسکا تم نے ابھی تذکرہ کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم خلافت کے تمام لوگوں سے زیادہ مستحق تھے۔ کیونکہ جو قربت آنحضرت سے ہمکو ہے کسی سے نہیں ہے۔ لیکن لوگوں نے ہم کو اس سے بالکل علٰحدہ رکھا۔ اس فعل کے ارتکاب سے وہ کافر نہیں ہو سکتے۔ لوگوں نے جب اُنکو بادشاہ اور خلیفہ بنایا۔ تو انھوں نے لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا۔ کتاب اللہ اور سنت نبوی کی پوری اقتدا کی۔ ان لوگوں نے زید سے پوچھا کہ پھر یہ لوگ تم پر کیوں ظلم کرتے ہیں۔ جبکہ گذشتہ خلفاء نے تم پر سختی نہیں کی۔ اور پھر تم ان سے لڑنے کے لئے کیوں آمادہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ یہ لوگ ویسے تھوڑے ہی ہیں۔ یہ ہم پر اور تم پر تو ظلم کرتے ہی ہیں، خود اپنے نفسوں پر بھی ظلم کرتے ہیں، ہم نے تم کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف دعوت دی ہے اور اسکی دعوت دی ہے کہ ان سنتوں کو زندہ کرو جو پس پشت ڈالدی گئیں اور ان بدعتوں کو مٹا دو جو آجکل رائج ہیں۔ اگر تم نے میری اس دعوت پر لبیک کہا تو یہ تمھاری سعادت ہوگی اور اگر اس سے انکار کیا تو میں تمھارا ضامن نہیں ہوں یہ لوگ زید کے یہاں سے رخصت ہوئے اور بیعت توڑدی۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے امام (باقر) ان چیزوں میں سبقت لے گئے۔ اب ہم نے انکے بیٹے جعفر کو اپنا امام بنالیا ہے۔ زید نے ان کو روافض کے نام سے یاد کرنا شروع کیا۔ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مغیرہ نے انکا نام رافضہ رکھا ہے اس کے بعد ان لوگوں کی ایک جماعت جعفر بن محمد الصادق کے پاس زید کی لڑائی سے قبل آئی۔ اور اُن کو زید کی بیعت سے

باخبر کیا ۔ جعفر نے کہا کہ تم لوگ زید پر ضرور بیعت کرو وہ ہم سے افضل اور اعلیٰ ہیں ، ہمارے سردار ہیں ۔ جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو انھوں نے امام جعفر کی اس گفتگو کو پوشیدہ رکھا ۔ زید نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا تھا کہ جنگ کی تاریخ پہلی صفر کو متعین رہیگی ۔ اسکی خبر یوسف بن عمر کو لگ گئی ۔ اسنے حکم بن صلت کو لکھ بھیجا کہ اہل کوفہ کو شہر کی بڑی مسجد میں مجتمع کر لو اور چاروں طرف سے ان کو محصور کر لو ۔ حکم نے اسکے حکم کی تعمیل کی ۔ زید کے اصحاب اُن کو دار معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ میں تلاش کرنے لگے لیکن زید رات ہی کو وہاں سے نکل چکے تھے ۔ ان لوگوں نے لکڑیوں میں گھاس لپیٹ کر مشعلیں بنائیں اور اسکو بلند کیا تاکہ لوگوں کو جمع کریں اور لوگوں نے یا منصور کہکر پکارنا شروع کیا ۔ رات اسی طرح کٹی ۔ جب صبح ہوئی تو زید نے قاسم تبعی کو پھر حضرمی اور ایک دوسرے شخص کو لوگوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو شعار کے نام سے پکاریں ۔ جب یہ دونوں صحرائے عبد القیس سے گذر رہے تھے تو راستہ میں جعفر بن عباس کندی ملا ۔ ان دونوں نے اسپر اور اسکے اصحاب پر حملہ کیا ۔ لیکن قاسم کا ساتھی مارا گیا اور خود قاسم بھی مجروح ہو گیا ۔ جعفر قاسم کو گرفتار کر کے حکم کے پاس لے آیا ۔ حکم نے اُسکو قتل کر ڈالا ۔ اصحاب زید میں سے یہ دونوں شخص سب سے پہلے قتل کیے گئے ۔ حکم نے بازار کے راستوں اور مسجد کے دروازوں کو بند کرا دیا تھا تاکہ لوگ باہر نہ نکل سکیں ۔ اسکے بعد حکم نے یوسف بن عمر کو ان حالات کی اطلاع دی ۔ اس نے جعفر بن عباس کو پچاس سواروں کی معیت میں تحقیقات کے لئے بھیجا ۔ جعفر احاطۂ بنی سالم تک پہونچا اور وہاں سے حالت دریافت کر کے واپس گیا ۔ یوسف بن عمر بھی حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آکر مقیم ہوا اسکے ساتھ معززین اور سرداران قوم بھی تھے ۔ اس نے وہاں سے ریان بن سلمہ اراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور تین سو پیدل جوان (جن میں تیر انداز بھی تھے) کے ساتھ کوفہ کے طرف روانہ کیا ۔ زید نے صبح کے وقت دیکھا کہ رات بھر میں ان کے پاس کل دو سو اٹھارہ آدمی جمع ہوئے ۔ زید نے کہا سبحان اللہ اور دریافت کیا کہ اور لوگ کہاں گئے ۔ کہا گیا کہ باقی لوگ جامع مسجد میں محصور ہیں ۔ زید نے کہا کہ واللہ جن لوگوں نے مجھ پر بیعت کی ہے اُن سب کے لئے یہ عذر کافی نہیں ہو سکتا ۔ نصر بن خزیمہ عبسی نے جب منادی کی آواز سنی تو وہ زید کی طرف روانہ ہوا ۔ راستہ میں عمرو بن عبد الرحمن جو حکم کا کوتوال تھا جہنیہ کے سواروں کے ساتھ آ گیا ۔ اُن پر شدید سے

حملہ کیا جس میں عمرو خود مقتول ہوگیا۔ اور اس کے باقی اصحاب بھاگ گئے۔ زید ان موجود آدمیوں کو ساتھ لیکر احاطہ بنو سالم سے ہوتے ہوئے احاطہ صائدین میں پہونچے۔ وہاں پانچسو شامی سپاہی کھڑے تھے۔ زید اور اُنکے اصحاب نے انپر حملہ کیا اور اُن کو شکست دیکر بھگا دیا۔ زید اسی طرح آگے بڑھتے گئے اور انس بن عمرو ازدی کے مکان تک پہونچے۔ انس گھر میں چھپا تھا۔ زید نے اُسکو پکارا لیکن اسنے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسنے بھی زید پر بعیت کی تھی۔ جب زید کو کوئی جواب نہیں ملا تو وہ بولے کہ کیا تم لوگوں نے دغا بازی اور مکاری کی۔ اللہ تم سے اسکا حساب لے گا۔ اسکے بعد زید اپنے ساتھیوں کے ساتھ کناسہ میں آئے وہاں بھی شامیوں کی فوج کھڑی تھی۔ وہ بھی شکست کھاکر بھاگے اسکے بعد یہ اور آگے بڑھے۔ اودھر یوسف بن عمرو دوسو آدمیوں کے ساتھ زید کی نقل و حرکت کو خوب غور سے دیکھ رہا تھا۔ اگر وہ وہاں سے زید پر حملے کا قصد کرتا تو زید کو یقیناً قتل کرڈالتا[۱]۔ ریان اپنی فوج کے ساتھ کوفہ میں زید کے تعاقب میں تھا۔ جب زید مصلےٰ خالد کے راستہ سے شہر کوفہ میں داخل ہوا اور اوسکے کچھ ساتھی احاطہ محمد مخنف بن سلیم کی طرف چلے گئے۔ تو شامیوں نے انپر حملہ کیا اور اُنمیں سے ایک آدمی کو گرفتار کرلیا جو یوسف کے حکم سے قتل کرڈالا گیا۔ زید نے جب اپنے اصحاب کی بیوفائی کی حالت دیکھی تو اونھوں نے نصر بن خزیمہ کو پکارکر کہا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ یہ لوگ اسی قسم کی دغا بازی اور دھوکہ بازی نہ کریں جو حضرت امام حسین کے ساتھ کی گئی تھی۔ نصر نے جوابدیا کہ میں آپ کی طرف سے اسوقت تک لڑونگا جب تک زندہ رہوں گا۔ لوگ مسجد میں ہیں اسلئے ہمکو اسی طرف چلنا چاہئے چنانچہ زید اپنے بقیہ اصحاب کو لیکر اسی طرف چلے۔ راستہ میں عبید اللہ بن عباس کندی عمر بن سعد کے مکان کے قریب ملا۔ دونوں میں لڑائی شروع ہوئی لیکن عبید اللہ اور اوسکے ساتھی بھاگ گئے اسکے بعد زید جامع مسجد کے دروازہ تک پہونچ گئے اُنکے ساتھیوں نے مسجد کے دروازے کے اوپر سے جھنڈیاں دکھلانی شروع کیں اور محصورین کو پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے، کہ اے اہل مسجد ذلت سے نکلکر عزت کے

---

[۱] طبری کی یہ عبارت ہے واللہ لو اقبل علی یوسف لقتلہ اگر زید اسکا قصد کرتے تو یوسف کو قتل کرڈالتے۔

مقام پر آؤ دین اور دنیا کی طرف آؤ۔ کیونکہ اسوقت تم نہ دین کا کام کر رہے ہو اور نہ دنیا کا۔ شامیوں نے مسجد کے اوپر سے پتھر برسانا شروع کئے ریان شام کے وقت حیرہ واپس چلا گیا اور زید اپنے اصحاب کے ساتھ دار الرزق میں مقیم ہوئے۔ کوفہ کے کچھ اور لوگ بھی اسوقت انکے ساتھ ہو گئے۔ ریان پھر واپس آیا اور دار الرزق کے پاس زید سے لڑنے لگا جس میں بہت سے شامی زخمی ہوئے اور اسی وجہ سے وہ رات کو حیرہ بھاگ آئے۔ دوسرے دن یوسف بن عمر نے عباس بن سعید مزنی کو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ عباس جسوقت دار الرزق میں پہونچا۔ اس نے دیکھا کہ زید جنگ کے لئے مستعد ہے۔ اسکے ایک بازو پر نصر بن خزیمہ ہے۔ اور دوسرے بازو پر معاویہ بن اسحاق کھڑا ہے دونوں طرف سے فوراً جنگ چھڑ گئی۔ نابل بن فردہ عبسی نے جو شامیوں کے ساتھ تھا نصر پر حملہ کیا۔ پہلے ہی وار میں نصر کی ران کٹ گئی۔ نصر نے جوابی حملہ میں اسکو ٹھنڈا کر دیا اور فوراً گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد خود بھی انتقال کر گیا۔ دونوں بہادروں کے قتل سے لڑائی سخت ہو گئی عباس کے ساتھیوں میں سے تقریباً ستر آدمی مقتول ہوئے۔ اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ جب عشار کا وقت آیا تو یوسف نے دوبارہ ان لوگوں کو ابھارا اور زید کے مقابلہ میں بھیجا۔ یہ لوگ جب زید کے قریب پہونچے تو انھوں نے پہلے ہی حملہ کر دیا اور سبخہ تک بھگاتے ہوئے چلے آئے۔ یہاں پر دوبارہ حملہ کیا تو سبخہ سے دار بنو سلیم تک ہٹاتے چلے آئے۔ کیونکہ عباس کی سوارہ فوج زید کے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ آخر کار عباس نے یوسف کو اس سے باخبر کیا اور تیر اندازوں کو مدد کے لئے بلایا یوسف نے فوراً تیر اندازوں کو بھیج دیا۔ یہ لوگ جب میدان میں پہونچے تو اندھا دھند تیر برسانے لگے۔ معاویہ بن اسحٰق انصاری جو بہت ہی دلیری اور جوانمردی سے لڑ رہا تھا زید کے سامنے مارا گیا۔ اب صرف زید اور اسکے بقیہ اصحاب رات تک جمے رہے۔ لیکن اتفاقاً زید کو ایک تیر لگا جو اسکی پیشانی کے بائیں جانب پڑا۔ اور فوراً دماغ میں پیوست ہو گیا۔ اسکو مجروح دیکھکر اصحاب زید میدان سے واپس آئے اہل شام یہ سمجھے کہ وہ رات کی وجہ سے چلے گئے ہیں۔ اور زید بنو ارحب کے مکان میں ٹھہرے۔ ان لوگوں نے

ایک طبیب کو بلایا۔ اس نے تیر کو پکڑ کر کھینچا۔ زید کو اسقدر تکلیف ہوئی کہ وہ چلا اٹھے۔ تیر نکلتے ہی اُنکی روح پرواز کر گئی۔ اِن کے اصحاب اس میں متردد ہوئے کہ اِن کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ پانی میں پھینکدو۔ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ سر کاٹ کر مقتولین میں ڈالدو۔ زید کے بیٹے یحییٰ بولے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے باپ کے جسم کو کتے نوچیں۔ اسپر لوگوں نے کہا کہ ایک گڑھے میں جس سے مٹی نکالی جاتی ہے دفن کردو اور اسپر سے پانی ڈالدو۔ چنانچہ اونکو ایک گڑھے میں دفن کردیا اور قبر کو پانی سے مستور کردیا۔ بعض روایت میں ہے کہ نہر یعقوب میں مدفون ہوئے۔ اور اُسپر سے پانی جاری کردیا گیا۔ اِن لوگوں کے اس کام میں زید کا ایک سندھی غلام بھی شریک تھا۔ جس نے زید کی قبر کو بناتے دیکھا تھا۔ اسی نے دشمنوں کو جاکر اسکا پتہ دیا۔ باقی لوگ منتشر ہوگئے یحییٰ بن زید کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوی میں سابق موالی بشر بن عبدالملک بن بشر کے پاس مقیم ہوئے۔ اسکے بعد یوسف نے مجروحین کو اسکے گھروں میں تلاش کرنا شروع کیا۔ جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے یوسف کو اسکا پتہ دیا کہ وہ فلاں مقام پر مدفون ہے۔ چنانچہ انکی قبر کھودی گئی اور اُنکا سر کاٹ لیا گیا، یہ سر حکم بن صلت نے یوسف کے پاس بھجوادیا یوسف نے حکم بن صلت کو یہ حکم دیا کہ زید کی لاش اور نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحق اور زیاد ہندی کی لاشوں کو کناسہ میں لٹکادو۔ اور اُن پر پہرہ داروں کو متعین کردو۔ اسکے بعد یوسف نے یہ سر ہشام کے پاس بھیجدیا اسنے دمشق کے دروازہ پر اس کو لٹکا دیا۔ پھر چند دنوں کے بعد انکا سر مدینہ بھیجدیا گیا۔ بقیہ جسم ہشام کی زندگی تک اسی طرح لٹکا رہا، جب ولید تخت نشین ہوا تو اسنے اتروا کر جلانے کا حکم دیا۔ خراش بن حوشب بن یزید شیبانی زید[۱] کا مشیر کار تھا۔ لیکن اسی نے زید کی قبر کھودی اور اسی نے کناسہ میں اسکی لاش کو لٹکایا۔ سید حموی اس واقعہ کو ان اشعار میں کہتے ہیں۔

بتّ لیلاً مُسَهَّدا	ساهر العین مُقصَدا
میں رات بھر جاگتا رہا	اس حال میں کہ آنکھیں بیدار تھیں اور میں قصیدہ پڑھ رہا تھا
ولقد قلت قوله	واطلت التبلدا
میں نے صرف ایک بات کہی	جس سے دیر تک پریشان ہوتا رہا۔

[۱] طبری میں یوسف ہے۔

لعن اللہ حوشبا　　وخراشا ومزیدا

اللہ نے حوشب　　اور خراش پر اپنی لعنت بھیجی اور زیادہ لعنت کی

ویزید آفاتہ　　کان اعتی واعتدا

اور یزید پر بھی کیونکہ وہ　　سب سے زیادہ سرکش اور ظالم تھا۔

الف الف الف الف　　من اللعن سرمدا

لاکھوں بار　　بلکہ اُن پر ہمیشہ لعنت کرے۔

انہم جادلوا الالہ　　وآذوا محمدا

اِن لوگوں نے خدا سے جنگ کی ہے۔　　اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہونچائی۔

شرکوا فی دم الحسین[1]　　وزید تعبدا

یہ لوگ امام حسین اور زید　　کے قتل میں عبادت سمجھ کر شریک تھے۔

ثم عالوہ فوق جذ　　ع صار بہا مجددا

پھر اونھوں نے اُن کو ایک شاخ پہ　　لٹکا دیا اس حال میں کہ وہ کشتہ و زخمی تھے۔

یا خراش بن حوشب　　انت اشقی الوریٰ غدا

اے خراش بن حوشب　　تو کل کے دن سب مخلوق سے زیادہ بدبخت ہوگا

یحییٰ بن زید کے متعلق ایک اور روایت ہے وہ یہ کہ جب زید مقتول ہو گئے تو بنو اسد کے کسی شخص نے کہا کہ خراسان میں تمہارے دوست موجود ہیں اسلئے بہتر ہے کہ تم وہیں چلے جاؤ۔ یحییٰ نے کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ اس نے کہا کہ تم روپوش ہو جاؤ۔ جب تمہاری تلاش اور جستجو ختم ہو جائے اس کے بعد پھر موقع سے چلے جاؤ۔ چنانچہ پہلے پہل اسنے یحییٰ کو اپنے پاس رکھا۔ لیکن پھر کچھ ڈرا، اور عبدالملک بن بشر بن مروان کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ زید سے تمکو تو بہت قرابت ہے اور تم اسکے حقدار بھی ہو۔ عبدالملک نے کہا کہ ہاں اس سے درگذر کرنا بہت بہتر ہے اس نے کہا کہ وہ تو قتل کر ڈالا گیا۔ یہ اسکا جوان بیٹا ہے جسکی کوئی خطا نہیں ہے۔ لیکن اگر یوسف کو خبر ہوگی تو وہ اسکو قتل کر ڈالیگا۔ کیا تم اسکو پناہ دے سکتے ہو۔ عبدالملک

[1] طبری میں ہے بئتر کوا فی دم المطہر زیداً تعتدا۔ لوگوں نے بزرگ اور پاک زید کے خون بہانے میں زیادتی کی۔

نے کہا کہ ہاں - چنانچہ یحییٰ عبدالملک کے پاس رہنے لگا - جب لوگوں کو اس کی جستجو کم ہو گئی تو وہ زید کے متبعین کیساتھ خراسان چلا گیا - جب یوسف کو خبر ملی تو وہ بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ اے اہل عراق یحییٰ بن زید تمہاری عورتوں کے پردہ میں ادھر ادھر جاتا رہتا ہے - جسطرح اسکا باپ زید کرتا تھا - اگرچہ چلا جائے تو میں اسکو اسکے خصیہ سے پہچان لوں گا جیسے ہیں نے اسکے باپ کو اسکے خصیہ سے پہچان لیا تھا۔ یوسف نے اور بھی لوگوں کو دھمکیاں دیں - اور ان پر بے حد خفا ہوا -

بطال کے مقتول ہونیکا بیان

اسی سال بطال مقتول ہوا۔ اسکا نام عبداللہ ابوالحسین الانطاکی تھا - یہ مسلمانوں کی فوج کے ساتھ روم کی لڑائیوں میں مارا گیا - بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۱۲۳ھ میں یہ واقعہ ہوا - اسنے روم کی عظیم الشان لڑائیوں میں بڑی بڑی مہمیں سر کی ہیں وہاں کے باشندوں پر اسکی بہادری اور شجاعت کا اتنا رعب تھا کہ صرف نام سے تھر تھر کانپتے تھے - اسکے متعلق ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ وہ کسی لڑائی کے سلسلہ میں سرزمین روم میں داخل ہوا - رات کو وہ گاؤں میں پہونچا - اسنے دیکھا کہ ایک عورت اپنے شیرخوار بچہ کو جو رو رہا تھا چپ اور خاموش کر رہی تھی اور اس سے یہ کہتی چپ ہونا ہو تو چپ ہو جا ورنہ بطال کے ہاتھ میں ڈالدوں گی اور اسکو ڈرانے کی غرض سے اپنے دونوں ہاتھ کو اوپر اٹھاتی اور یہ کہتی کہ اے بطال تو اسکو لے لے - پھر اپنے دونوں ہاتھ سمیٹ لیتی - عبدالملک نے بطال کو مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ روم کی طرف روانہ کیا اور روساء جزیرہ اور شام پر اسکو سردار بنایا - اور اسنے سلمہ سے یہ تاکید کی کہ بطال کو ہمیشہ اپنے مقدمہ اور طلیعہ پر رکھا کرو کیونکہ یہ شخص معتمد علیہ ہے بہادر اور شجاع ہے - ساتھ ہی میدان میں اُس کے قدم آگے بڑھتے رہتے ہیں - چنانچہ سلمہ نے اسکو دس ہزار فوج کا سردار بنا کر مقدمۃ الجیش کے طور پر روانہ کر دیا - وہ روم اور سلمہ کے درمیان میں آکر مقیم ہوا - ابھی تک چرواہے اور راہ چلنے والے اطمینان سے آتے جاتے تھے - ایک دن وہ لڑائی کی غرض سے اطراف شہر میں داخل ہوا - لیکن اتفاقاً وہ تنہا ہو گیا اور اُسکی فوج اس سے

علیٰحدہ ہو گئی وہ ایک شہر کے قریب پہونچا۔ وہاں پر اسکو ترکاریوں کے کھیت دکھائی دئے۔ وہ گھوڑے پر سے اترا اور ترکاریاں توڑ کر کھانے لگا۔ کھانے کے ساتھ ہی اسکو دست آنے لگے۔ اور پیٹ میں درد شروع ہوا۔ دست کی کثرت سے اسکو خطرہ ہوا کہ میں اسقدر کمزور ہو جاؤنگا کہ پھر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکوں گا اس خیال سے وہ جلدی سے اُسپر سوار ہو گیا۔ لیکن دست کا سلسلہ برابر جاری رہے زین ہی پر اجابت ہوتی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ اس ڈر سے اوترنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ پھر سوار ہونا مشکل ہے کمزوری نے جب اوسپر غلبہ کر لیا تو گھوڑے کی گردن سے لپٹ کر پڑا رہا۔ اسی حالت میں اسکی آنکھ لگ گئی۔ اُسکو اسکی خبر بھی نہ تھی کہ کہاں جا رہا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے کو ایسے مقام پر دیکھا جہاں چند عورتیں جمع تھیں۔ اُن میں سے ایک نے مریض کو دیکھ کر ہمدردی ظاہر کی اور اُسکو گھوڑے سے اوتار کر دوا پلائی۔ اسکے تمام کپڑوں کو خوب صاف کر کے دھو یا۔ بطال کو اس دوا سے افاقہ ہوا۔ بطال تین دن تک اسی مقام پر رہا۔ اسی اثنا میں ایک رومی سردار اس کلیسا میں آیا۔ اسکو یہ معلوم ہو گیا کہ بطال اسی مقام میں ہے۔ اس عورت نے بطال کو بہت ہی چھپا کر رکھا تھا۔ بلکہ اسکی حفاظت بھی کرتی تھی۔ چند دنوں کے بعد وہ رومی سردار وہاں سے چلا گیا۔ بطال نے اسکے تعاقب میں اپنا گھوڑا دوڑا یا۔ اور اُسکو راستہ ہی میں قتل کر ڈالا۔ اسکے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس نے اوسکا سر کاٹ لیا اور ان عورتوں کے سامنے اسکو لا کر ڈالدیا۔ ان عورتوں کو مسلمانوں کے لشکر میں پہونچا دیا۔ امیر العسکر نے (بطال) کو وہ عورت غنیمت میں دی اور پھر یہی بطال کے بچوں کی ماں ہوئی۔

سنہ ۱۲۲ھ کے مختلف واقعات

اس سال کلثوم بن عیاض قشیری قتل کیا گیا۔ اسکو ہشام نے شامیوں کے ساتھ بربریوں کے فتنہ و فساد کو دفع کرنے کے لئے افریقہ بھیجا تھا۔ اس سال فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ابن شبرمہ کو سجستان کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کو اسکے قائم مقام قاضی بنایا۔ حج محمد بن ہشام مخزومی

شریک تھا۔ حکام وہی تھے جنکا ذکر کیا جا چکا۔ بعض روایت میں ہے کہ موصل میں ابو قحافہ، ولید بن تلید عبسی کا بھتیجا حاکم تھا۔ اسی سال ایاس بن معاویہ قاضی بصرہ نے وفات پائی۔ یہ اپنی ذکاوت اور ذہانت میں شہرۂ آفاق تھے۔ زید بن حرث یامی اور محمد بن منکدر بن عبداللہ تیمی نے اسی سال انتقال کیا۔ بعض روایت میں ہے کہ محمد بن منکدر نے ۱۳۰ ہجری میں وفات پائی اور بعض ۱۳۱ھ بتاتے ہیں۔ انکی کنیت ابوبکر تھی یزید بن عبداللہ بن قسط اور یعقوب بن عبداللہ بن اشج کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

۱۲۲ ہجری کی ابتداء

نصر بن سیار اور اہل صغد کی صلح

اس سال نصر بن سیار نے اہل صغد سے مصالحت کرلی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب خاقان اسد کے زمانہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ تو ترکوں کا شیرازہ بالکل منتشر ہوگیا اور ایک دوسرے کی غارتگری میں مصروف ہوگئے۔ اہل صغد نے جب ترکوں کی یہ پراگندہ حالت دیکھی تو انھوں نے صغد میں لوٹنے کا ارادہ کرلیا۔ اس میں سے کچھ لوگ تو شاش میں جاکر سکونت پذیر ہوگئے اور باقی اسی کا ارادہ کر رہے تھے کہ نصر بن سیار خراسان کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس نے ان کو صغد میں واپس ہونیکے لئے کہا اور یہ وعدہ کیا کہ جو کچھ تم مانگو گے میں تمکو دوں گا۔ اہل صغد نے اس سے قبل بھی چند شرطیں پیش کی تھیں جنکو اسوقت کے حکام نے منظور نہیں کیا تھا۔ نصر کے کہنے سے اونھوں نے پھر وہی شرطیں پیش کیں۔ ایک یہ ہے کہ جو مسلمان مرتد ہو چکے ہیں ان سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی شخص پر کسی مذہب کے قبول کرنے کے لئے سختی نہ کی جائے۔ تیسرے وہ مسلمان قیدی جو ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ اسوقت تک نہ لئے جائیں جب تک عادل گواہوں کے ذریعہ سے قاضی اسکا فیصلہ نہ کردے۔ نصر نے ان تمام شرطوں کو قبول کرلیا۔ باشندگان خراسان نصر کے اس فیصلے سے ناراض ہوگئے۔ اور اوسکو سخت سست کہنے لگے۔ لیکن اس نے ان تمام لوگوں کو بلا کر کہا کہ اگر تم نے اُن کی اس شان و شوکت کو جو مسلمانوں کی حکومت میں اُن کو حاصل تھی دیکھا ہوتا تو تم مجھ پر یہ اعتراض نہ کرتے۔ لیکن

میں خوب واقف ہوں۔ نصر نے ہشام کو بھی اسکے متعلق لکھا اس نے بھی یہ تجویز منظور کرلی۔

عقبہ بن حجاج کی وفات اور بلج کا اندلس میں داخلہ

اسی سال عقبہ بن حجاج سلولی حاکم اندلس نے وفات پائی۔ لیکن بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ اندلس کے باشندوں نے اسکو تخت سے اتار دیا تھا اور اسکی جگہ پر عبدالملک بن قطن کو اپنا حاکم بنایا۔ عبدالملک دوسری مرتبہ اندلس کا حاکم بنایا گیا۔ اس سے قبل وہ ماہ صفر ہی میں تخت نشین ہوا تھا۔ بربریوں نے جو ہنگامہ افریقہ میں مچا رکھا تھا اسکا تذکرہ ہم ۱۲۳ھ کے سلسلہ میں کر چکے ہیں۔ انھوں نے بلج بن بشر کو اسکے تمام ساتھیوں کے ساتھ محصور کر لیا یہانتک کہ بلج اور اسکے اصحاب بالکل عاجز آ گئے۔ اس مصیبت اور تکلیف کو وہ اس سال کے آخر تک برداشت کرتے رہے۔ جب عبدالملک اندلس کا حاکم ہوا تو بلج نے اس سے جہاز مانگے تاکہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ اندلس پہونچ سکے۔ اسنے اپنی گوناگوں مصائب کا تذکرہ کیا۔ اور یہ لکھا کہ بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم نے اپنی سواریاں ذبح کر کے کھالیں۔ عبدالملک نے بلج کو اندلس میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ کچھ مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر اُسکو بھی پورا نہ کر سکا۔ اتفاقاً بربریوں کی طاقت اور قوت اندلس میں غالب ہونے لگی۔ تو عبدالملک اسپر مجبور ہوا کہ بلج کو اندلس میں بلائے۔ چنانچہ اس نے اپنے اصحاب سے اسکے متعلق مشورہ لیا۔ لوگوں نے بلج سے اسکو ڈرایا عبدالملک نے کہا کہ مجھ کو یہ خطرہ ہے کہ امیرالمومنین یہ نہ کہیں کہ تم نے ہماری فوج کو دیدہ و دانستہ ہلاکت میں ڈالدیا۔ آخرکار اسنے بلج اور اسکے اصحاب کو اندلس آنے کی اجازت دی لیکن یہ شرط لگائی کہ ایک سال سے زیادہ نہ ٹھیریں بلکہ اس مدت کے بعد افریقہ چلے جائیں۔ بلج اور اسکے ساتھیوں نے اسکی یہ شرط قبول کرلی۔ عبدالملک نے رہن کے طریقہ پر چند چیزیں ان سے لیکر قبضہ میں کیں۔ اسکے بعد بلج اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندلس پہونچا۔ جب یہ لوگ اندلس میں داخل ہوئے۔ تو وہ واقعہ دیکھا کہ وہ اور تمام مسلمان محاصرہ کی سختی کی وجہ سے سخت پریشان اور بری حالت میں تھے۔ کھانے کیلئے کوئی چیز نہ تھی۔ پہننے کو کپڑا بھی نہ تھا۔ اندلس کے مسلمانوں نے کپڑے پہنائے۔ انکے خورد و نوش کا انتظام کیا۔ جن بربریوں نے اُن کو تکلیف پہونچائی تھی انسے سبھوں نے

ملکر مقابلہ کیا۔ اُنکو شکست دی۔ ان کے اموال اور دوسری چیزوں کو لوٹا جس سے ان مسلمانوں
اصحاب بلج کی حالت درست ہو گئی حتیٰ کہ سواریاں بھی ملگئیں عبدالملک اندلس سے قرطبہ
چلا گیا اور وہاں سے بلج کو اندلس سے چلے جانے کا حکم دیا۔ بلج اور اسکے اصحاب نے
اس حکم سے انکار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ہم کو یہاں سے روانہ ہونے کے لئے جہازوں کا انتظام
کردو۔ کیونکہ ہم جزیرہ خضرا کی طرف سے جانا نہیں چاہتے۔ بربری جنھوں نے ہمارا محاصرہ
کیا تھا کہیں پھر روک نہ لیں۔ عبدالملک نے کہا کہ جزیرہ کے سوا ہمارے پاس کہیں جہاز
نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم اسطرف سے جانا نہیں چاہتے۔ جہاں بربریوں کی
جماعت موجود ہے وہ اپنے شہر میں ہمکو قتل کرڈالیں گے۔ عبدالملک نے ان پر جانے
کے لئے سختی سے تقاضا کیا۔ ان لوگوں نے جب انکار دیہ اس قسم کا دیکھا تو اسپر حملہ
کردیا اور اسکو شکست دیکر قصر سے باہر نکالدیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ کے ابتدائی ایام کا واقعہ
ہے۔ جب بلج کو فتح حاصل ہوگئی تو اسکے اصحاب نے اسکو مشورہ دیا کہ عبدالملک
کو قتل کرڈالے۔ چنانچہ اسنے اسکو گھر سے نکالکر قتل کرڈالا۔ وہ ضعیفی کی وجہ سے ایک چڑیا
کے مثل ہوگیا تھا کیونکہ اسکی عمر ۹۰ برس کی تھی۔ اب بلج اندلس کا حاکم ہوگیا۔ عبدالملک کے
دونوں لڑکے قطن اور امیہ اندلس سے بھاگ گئے ایک نے ماردہ میں پناہ لی اور دوسرا
سرقسطہ میں پہونچا۔ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل سے پیشتر بھاگ گئے تھے اس کے
بعد اُنھوں نے جو کچھ کیا اسکا ہم پھر تذکرہ کریں گے۔

۱۲۳ھ کے مختلف واقعات

اس سال یوسف بن عمر نے حکم بن صلت کو ہشام بن عبدالملک کے پاس اس
غرض سے بھیجا تاکہ وہ اپنے متعلق اس سے درخواست کرے کہ ہشام اسکو خراسان کا حاکم
بنادے۔ اور اس پر یہ ظاہر کرے کہ میں خراسان کے حالات سے بہت واقف
ہوں اور وہاں حکومت کا کام انجام دے چکا ہوں۔ ہشام نے حکم کو دارالضیافہ
میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور مقاتل بن [illegible] خراسان سے ایک سو پچاس ترکوں کے
ساتھ آیا تھا اسکو بلا بھیجا۔ اور اس سے حکم بن صلت کے متعلق دریافت کیا اور پوچھا
کہ حکم نے خراسان کے کس شہر میں حکومت کی ہے۔ مقاتل نے کہا کہ فاریاب کا حاکم تھا

جسکا خراج ... ہزار درہم ہے۔ حرث بن سریج نے اسکو گرفتار کیا تھا اور گوشمالی کر کے چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ تجھ کو قتل کرنا میرے لئے باعث ذلت ہے۔ اسکے بعد ہشام نے نصر بن سیار کو خراسان کی حکومت سے معزول نہیں کیا۔ اس سال نصر نے فرغانہ میں جنگ کی۔ اس کے بعد اس نے ایک وفد عراق روانہ کیا تاکہ وہ یوسف سے ملتا ہوا امیر المومنین کے پاس چلا جائے۔ اس وفد کا سردار معن بن احمر نمیری بنایا گیا۔ جب یہ وفد یوسف کے پاس پہونچا تو اسنے معن بن احمر سے کہا کیا یہ مقطوع الید تمکو تمہارے سلطان پر غالب کریگا۔ معن نے کہا اے گروہ قریش وہ تو ہو چکا، دیکھو جب تم ہشام کے پاس جاؤ تو اسکی برائی بیان کرو۔ معن نے کہا کہ میں اسکی کس چیز میں نقص نکالوں۔ اسکے تجربہ میں یا تدبیر میں اسکی سیاست میں یا حکومت میں۔ یوسف نے کہا کہ اسکے بڑھاپے کی برائی کرو۔ چنانچہ جب معن ہشام کے پاس گیا تو اُس نے خراسان کی فوج کی بڑی تعریف کی لیکن یہ کہا کہ افسوس یہ ہے کہ کوئی زبردست سردار نہیں ہے۔ ہشام نے کہا کہ نصر کیا کرتا ہے۔ معن نے کہا کہ وہ بڑے بہادر ہے لیکن عیب یہ ہے کہ وہ کسی شخص کو پہچانتا نہیں ہے۔ اور نہ کسی آواز کو سنتا ہے۔ جب تک وہ قریب نہ ہو جائے اور کوئی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ محض ضعف پیری کی وجہ سے ہے۔ شبل بن عبدالرحمن مازنی نے فوراً کہا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے وہ بوڑھا نہیں ہے کہ اسکی کمزوری دماغ اور اس کے فتور عقل کا خطرہ ہو نہ تو وہ اتنا جوان ہے کہ بیوقوفی کرجاتا ہو۔ بلکہ وہ تجربہ کار ہے۔ اس سے قبل کہ وہ خراسان کا حاکم ہوا اسنے خراسان کی سرحد پر حکومت کی ہے لڑائیوں میں فتحیابی حاصل کی ہے۔ ہشام تاڑ گیا کہ معن نے جو کچھ کہا وہ یوسف کی لگائی بجھائی تھی۔ اسی وجہ سے وہ معن کی طرف متوجہ نہیں ہوا معن جب یوسف کے پاس واپس آیا تو یوسف نے اس سے کہا کہ خراسان سے اپنے بیٹے کو ہمارے پاس بھیجدو۔ چنانچہ معن نے خراسان پہونچکر ایساہی کیا نصر بن سیار جب خراسان کا حاکم ہوا اسنے معن پر بڑی نوازش کی اور اسکا درجہ بہت بڑھا دیا تھا، اور اسکی تمام حاجتیں پوری کردیں تو قلیس نے زیادتیاں کیں لیکن انھوں نے فوراً معذرت چاہی۔ اس سال حج میں یزید بن عبدالملک بن ہشام شریک تھا۔ عمال حکومت وہی تھے جنکا تذکرہ گذشتہ سال کیا جا چکا۔ محمد بن واسع ازدی بصری کا انتقال اسی سال ہوا بعض کہتے ہیں کہ سنہ ۱۲۰ ہجری کا یہ واقعہ ہے۔ جعفر بن

ایاس نے بھی اسی سال وفات پائی۔ اور ثابت بنانی بھی اسی سال قضا کی بعض ۱۲۷ھ ہجری میں بتاتے ہیں ان کی عمر ۸۶ برس کی تھی۔ سعید بن ابی سعید المقبری کا بھی اسی سال انتقال ہوا ابو سعید کا نام کیسان تھا۔ بعض روایت میں ہے کہ ۱۲۵ھ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۱۲۶ھ میں انکا انتقال ہوا۔ مالک بن دینار زاہد نے بھی اسی سال قضا کی۔

۱۲۴ھ کی ابتدا

ابومسلم خراسانی کے ابتدائی حالات

ابومسلم خراسانی کے متعلق لوگوں میں شدید اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ شریف حر تھا۔ اسکا اصلی نام ابراہیم بن عثمان بن بشار بن سدوس بن جودزدہ تھا۔ بزرجمہر کے خاندان سے تھا اسکی کنیت ابو اسحٰق تھی۔ اصبہان میں یہ پیدا ہوا اور کوفہ میں اس نے پرورش پائی۔ اسکے باپ نے مرتے وقت عیسٰی بن موسیٰ سراج کو اسکی پرورش کرنے کی وصیت کی تھی۔ اسی لئے وہ اسکو کوفہ میں لے آیا تھا۔ اسوقت اسکی عمر کل سات سال کی تھی جب یہ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس گیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ تم اپنا نام بدل دو۔ کیونکہ ہمارا کام تمھارے نام کو بدلے بغیر نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ ہم نے کتابوں میں دیکھا ہے اسی وجہ سے اس نے اپنا نام عبدالرحمٰن بن مسلم رکھا۔ اور کنیت ابومسلم رکھی۔ وہ اپنے زین دار گدھے پر سوار ہوکر ادھر اودھر آتا جاتا تھا۔ بچپن سے اس کے سر میں ایک چوٹی تھی۔ جسوقت اسکی عمر ۱۹ برس کی تھی تو امام ابراہیم نے عمران بن اسمٰعیل طائی کی لڑکی سے اسکی شادی کردی جو ابوالنجم کی کنیت سے معروف اور مشہور تھا۔ یہ لڑکی خراسان میں اپنے باپ کے ساتھ تھی چنانچہ ابومسلم نے خراسان ہی میں شب زفاف گذاری اسکے بعد ابومسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کی شادی محرز بن ابراہیم سے کردی اور دوسری لڑکی اسمار کا نہم بن محرز سے نکاح کردیا۔ لیکن اسمار نے تو اولاد چھوڑی اور فاطمہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ فاطمہ وہی لڑکی تھی جسکا تذکرہ فرقہ خرمیہ کیا کرتا تھا۔ اسی سال سلیمان بن کثیر مالک بن ہیثم لاہز بن قریظ یا قریط قحطبہ بن شبیب سب کے سب خراسان سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب کوفہ پہونچے تو عاصم بن مونس عجلی کے پاس آئے جو اسوقت قیدخانہ میں تھا اور اس الزام میں مقید کیا گیا تھا کہ وہ بنو عباس کے دعاۃ میں شریک تھا۔ اسی کے

ساتھ عیسیٰ اور ادریس، معقل عجلی کے دونوں بیٹے بھی مقید تھے۔ یہ ادریس وہی ہے جو ابو دلف کا دادا تھا۔ ان دونوں کو یوسف نے خالد قسری کے عمال کے ساتھ گرفتار کیا تھا۔ انھیں دونوں کی معیت میں ابو مسلم بھی تھا جو انکی خدمت کرتا تھا۔ ان خراسانیوں نے جب اسکو دیکھا تو چہرہ اور بشرہ سے کچھ تاڑ گئے اور پوچھا کہ یہ کسکا لڑکا ہے۔ ادریس اور عیسیٰ نے کہا کہ یہ زین گر کے خاندان کا بچہ ہے۔ ابو مسلم عیسیٰ اور ادریس کی یہ گفتگو سن رہا تھا۔ سنتے ہی سنتے رو پڑا۔ ان لوگوں نے جب اُسکو روتے ہوئے دیکھا تو اسکو پاس بلایا جب وہ انکے نزدیک گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پیشہ در بنو معقل عجلی کے خاندان سے تھا جو اصبہان کے باشندہ تھے یا کسی اور پہاڑی مقام کے رہنے والے تھے اسکا اصلی نام ابراہیم تھا اور حیکان لقب تھا۔ امام ابراہیم نے اسکا نام عبدالرحمن اور کنیت ابو مسلم رکھی۔ وہ ابو موسیٰ زین گر کے ساتھ رہتا تھا اور زین بنایا تھا۔ اُسکو بھی ساتھ رہتے رہتے زینوں کے بنانے کی اچھی مشق ہو گئی تھی۔ چنانچہ وہ زین کو اصبہان، جزیرہ، موصل، نصیبین، آمد وغیرہ میں بیچا کرتا تھا۔ جس زمانہ میں عاصم بن یونس اور ادریس اور عیسیٰ قید تھے تو ابو مسلم ان لوگوں کی خدمت کرتا تھا۔ خراسان سے جب سلیمان بن کثیر وغیرہ کوفہ آئے اور عاصم سے ملنے آئے۔ تو وہ ابو مسلم کو دیکھکر حیرت میں رہ گئے۔ اور پھر اُسکو ساتھ لے گئے۔ ابو موسیٰ سراج نے ابو مسلم کو ایک خط دیا تھا جسکو اس نے امام ابراہیم کے نام لکھا تھا۔ چنانچہ جب یہ لوگ مکہ پہونچے اور وہاں امام ابراہیم سے ملاقات کی تو انھوں نے ابو مسلم کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اسکے بعد دوبارہ یہ لوگ امام سے ملنے آئے اور ان سے درخواست کی کہ ایک شخص ہمارے ساتھ کیجئے جو ہم کو خراسان تک پہونچا دے۔ یہ نسب نامہ جو ذکر کیا گیا ان لوگوں کی روایت کے مطابق ہے جو ابو مسلم کو حر کہتے ہیں۔ جب ابو مسلم کو طمانیت اور تقویت حاصل ہوئی تو اسنے اپنے کو سلیط بن عبداللہ ابن عباس کی اولاد سے منسوب کر دیا۔ سلیط بن عبداللہ بن عباس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رض کے پاس ایک گوری لونڈی تھی جو انکی خدمت کیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اس کے ساتھ اتفاقاً ہم بستر ہو گئے تھے لیکن پھر حمل کی فکر نہ کی بلکہ اسکو چھوڑ دیا۔ اس نے مدینہ کے کسی رومی غلام سے نکاح کر لیا اور اس سے حاملہ ہو گئی کچھ دنوں کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض کو جب اسکو خبر ملی تو انھوں نے اسکو حد ماری اور اسکے بیٹے کو اپنا غلام بنا لیا۔ جسکا نام سلیط رکھا

یہ لڑکا بہت ہی ہونہار اور تیز نکلا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس کی خدمت میں رہا کرتا تھا ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں سلیط کو اس سے بہت قرب حاصل ہوگیا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے اسکا دعویٰ کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ چونکہ ولید کو علی بن عبداللہ بن عباس سے کد تھی۔ اسلئے اسنے سلیط کو مخاصمت کے لئے مشتعل کیا اور شاہدوں کو عبداللہ بن عباس کے اقرار پر کہ سلیط انکا بیٹا ہے متفق کیا۔ قاضی دمشق اس مقدمہ کے فیصلے کے لئے بیٹھے۔ یہ شہادتیں پیش ہوئیں کہ سلیط عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے قاضی نے ولید کے اشارہ سے سلیط کے حسب دلخواہ فیصلہ کر دیا۔ جب نسب ثابت ہوگیا تو سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس پر اپنے ترکہ کا دعویٰ کیا۔ اور اس میں اس قدر سختی کی کہ کہ اس سے علی بن عبداللہ کو شدید تکلیف پہونچی۔ علی کے ساتھ ابورافع مولیٰ رسول اللہ کی اولاد سے ایک شخص تھا جسکا نام عمرالدن تھا۔ اسنے ایک دن علی سے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں اس کتے کو قتل کر ڈالوں۔ اور آپ کو ہمیشہ کے لئے نجات دلا دوں۔ علی بن عبداللہ نے اس سے رو کا قطع رحمی کا خوف دلایا اور خود نرمی اور اخلاق کے ساتھ سلیط سے برتاؤ کرتے رہے۔ ایک دن سلیط علی بن عبداللہ کے ساتھ اُن کے باغ میں سیر کی غرض سے گیا۔ علی بن عبداللہ وہاں جاکر سو رہے سلیط اور عمرالدن میں کچھ جھگڑا ہوگیا۔ عمرالدن تو موقع کا متلاشی تھا ہی اس نے فوراً سلیط کو قتل کر ڈالا۔ اور اسی باغ میں دفن کر دیا سلیط کے اس کام میں علی بن عبداللہ کے دوسرے غلام نے بھی مدد دی۔ اسکے بعد دونوں بھاگ گئے۔ سلیط کا ایک دوست تھا جسکو یہ معلوم تھا کہ وہ باغ میں گیا ہے وہ باہر سے اندر تلاش کی غرض سے گیا لیکن جب سلیط کا پتہ نہ چلا تو وہ دوڑ ہوا اسکی ماں کے پاس آیا اور سلیط کے گم ہونے کی خبر سنائی علی جب ہوشیار ہوے تو نہ سلیط کا پتہ نہ عمرالدن کا پتہ اور نہ انکے دوسرے غلام کا پتہ تھا۔ کوئی دوسرا شخص نہ تھا جس سے وہ دریافت کرتے ام سلیط دوسرے دن ولید کے دربار میں حاضر ہوئی۔ اور علی بن عبداللہ پر استغاثہ دائر کیا۔ ولید کو اپنی عداوت سے ستانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا اس نے فوراً علی بن عبداللہ کو بلا بھیجا۔ اور سلیط کے متعلق دریافت کیا۔ اونھوں نے قسم کھائی کہ مجھ کو اسکی کوئی خبر نہیں کہ سلیط کہاں ہے۔ اور نہ میں نے اسکے ساتھ برا سلوک کرنے کے لئے کچھ کہا تھا۔ ولید نے علی کو حکم دیا کہ عمرالدن کو حاضر کرے۔ علی بن عبداللہ نے

کہا کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ ولید نے باغ میں پانی ڈلنے کا حکم دیا چنانچہ جب پانی اس گڑھے میں پہونچا جس میں وہ مدفون تھا تو زمین دھسنے لگی۔ اور سلیط کی لاش نکل آئی۔ ولید کو جب معلوم ہو گیا تو اس نے علی بن عبداللہ کو درے مارنے کا حکم دیا۔ اور پھر اونی جبہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیا تاکہ وہ سلیط کی خبر دیں اور عمر الدن کا پتہ دیدیں۔ لیکن سچ بات تو یہ تھی کہ انکو اسکا مطلق علم نہ تھا۔ عباس بن زیاد نے ولید سے سفارش کی تو پھر انکو رہائی ملی۔ اسکے بعد وہاں سے وہ حمیمہ میں آئے اور بعض کے نزدیک حجر میں آئے اور وہاں اسوقت تک مقیم رہے جب تک ولید زندہ رہا۔ جب سلیمان تخت نشین ہوا تو اس نے انکو دمشق میں بلا لیا۔ منصور عباسی نے جب ابو مسلم خراسانی کو قتل کیا ہے تو اسنے انھیں باتوں کا تذکرہ کیا ہے اور اس سے یہ کہا ہے کہ تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ تم سلیط کی اولاد سے ہو۔ اسی حد تک نہیں بلکہ اپنے کو حضرت عبداللہ بن عباس سے منسوب کرتے ہو تم بہت سخت اور دشوار گذار منزل پر گذرنا چاہتے ہو۔ ولید کو علی بن عبداللہ بن عباس سے عداوت کی وجہ یہ تھی۔ کہ عبدالملک بن مروان نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دیدی۔ جو عبداللہ بن جعفر کی لڑکی تھی۔ علی بن عبداللہ نے اس مطلقہ عورت سے نکاح کر لیا یہی بات عبدالملک کو ناگوار گذری اور اسی وجہ سے وہ ان کو برا بھلا کہنے لگا۔ ایک دن اس نے یہ بھی کہدیا کہ علی نمازیں ریا سے پڑھتا ہے۔ ولید نے یہ بات اپنے باپ سے سن لی تھی اس وجہ سے تخت نشین ہونے کے بعد بھی یہ عداوت دلسے نہیں گئی۔ بعض کا بیان یہ ہے کہ ابو مسلم حر نہ تھا بلکہ غلام تھا۔ بنو عباس کے پاس جانیکی صورت یہ ہوئی کہ بکیر بن ماہان جو عمال سندھ کا کاتب تھا جب کوفہ میں واپس آیا تو وہ فرقہ بنو عباس میں شریک ہو گیا۔ اسکی خبر حاکم کوفہ کو لگی اسنے ان تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن باقی لوگوں کو رہا کر دیا اور بکیر کو قیدخانہ میں ڈالدیا۔ اسی قیدخانہ میں یونس اور عیسیٰ بن معقل بھی تھا۔ ابو مسلم ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ ایکدن بکیر نے ان لوگوں سے اپنی رائے پر عمل کرنے کیلئے کہا جسکو ان لوگوں نے قبول کر لیا۔ اور عیسیٰ بن معقل سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے۔ عیسیٰ نے کہا کہ غلام ہے۔ بکیر نے کہا کہ بیچ دو۔ عیسیٰ نے کہا کہ وہ تمھارا ہے۔ بکیر نے کہا کہ اسکی قیمت لے لو۔ عیسیٰ نے کہا کہ تمھارے دل میں جو آئے وہ دیدو۔ بکیر نے چار سو درہم عیسیٰ کو دیدیئے۔ اسکے بعد جب یہ لوگ قیدخانہ سے نکلے

تو بکیر نے ابو مسلم کو امام ابراہیم کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسکو ابو موسیٰ سراج کے حوالہ کر دیا ابو مسلم نے ابو موسیٰ سے علم سنا اور حفظ کیا پھر خراسان کو جانے آنے لگا بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ باشندگان ہراۃ یا پوشنج میں سے کسی کا غلام تھا ابو مسلم اپنے مولیٰ کے ساتھ امام ابراہیم کے پاس آیا۔ انھوں نے اسکی ذکاوت اور ذہانت کو دیکھکر اوسکو خرید لیا۔ اور پھر آزاد کر دیا۔ وہ اُن کے ساتھ کئی سال تک رہا۔ اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر متعدد بار امام کے خطوط خراسان لے گیا۔ اسکے بعد امام نے فرقہ بنو عباسیہ کا اوسکو سردار بنا کر خراسان بھیجا۔ اور اُنکو اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ ابو سلمہ خلال کو لکھا کہ تم خراسان جا کر ابو مسلم سے ملو۔ ابو سلمہ اس فرقہ کا کوفہ میں داعی تھا اور وزیر کی حیثیت رکھتا تھا چنانچہ ابو سلمہ سلیمان بن ابو کثیر کے مکان پر جا کر ٹھیرا اسکے بعد کے واقعات ۱۲۹ھ کے سلسلۂ بیان میں ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔ ابو مسلم نے خراسان کے بادشاہ ہونے سے قبل ایک خواب دیکھا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ وہ خراسان کے ملک پر غلبہ حاصل کریگا۔ جب وہ نیشاپور آیا تو لونا باذ میں آکر مقیم ہوا جو اسوقت ایک آباد مقام تھا مسافر خانہ کے مالک نے لوگوں سے اسکے متعلق گفتگو کی جسنے ابو مسلم کو اتارا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خراسان کا حاکم ہوگا۔ ایک دفعہ ابو مسلم کسی ضرورت سے باہر گیا ہوا تھا۔ کسی دیوانہ نے اسکے گدھے کی دم کاٹ ڈالی۔ جب وہ واپس ہوا تو اسنے پوچھا کہ یہ کسنے کیا ہے صاحب خانہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ابو مسلم نے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا کہ لونا باذ۔ ابو مسلم نے کہا کہ اگر میں اسکو کندا آباد نہ بناؤں تو میں ابو مسلم نہ ہوں گا۔ چنانچہ جب وہ خراسان کا حاکم ہوا تو اس مقام کو ویران کر دیا

بلج اور عبد الملک کے دونوں لڑکوں کی جنگ

بلج کی وفات اور ثعلبہ بن سلامہ کا اندلس میں حاکم ہونا

اس سال اندلس میں پھر سخت لڑائی ہوئی۔ بلج سے اور امیہ اور قطن سے سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب یہ لوگ اندلس سے بھاگے اور اس عرصہ میں ان کے باپ عبد الملک کو بلج نے قتل کر ڈالا۔ تو انھوں نے مختلف شہر کے لوگوں اور بربریوں سے مدد چاہی۔ بربریوں کی بہت بڑی جماعت اُن کے ساتھ ہوئی تقریباً ایک لاکھ آدمی

مجتمع ہوئے۔ جب بلج کو اس تیاری کی خبر ملی تو وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ اُنکے مقابلہ کے لئے آگیا اور بربریوں سے خوب دل کھولکر لڑا۔ اس لڑائی میں بلج بہت زخمی ہوا۔ لیکن آخر میں اس نے میدان جیت لیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور قید کیا اس فتح کے بعد وہ قرطبہ میں واپس آیا۔ لیکن اس لڑائی کے سات دن کے بعد وہ مرگیا۔ اسکی وفات اسی سال شوال کے مہینہ میں ہوئی۔ اور گیارہ مہینہ تک اس نے اندلس میں حکومت کی جب وہ مرگیا تو لوگوں نے ثعلبہ بن سلامہ عجلی کو اندلس کا امیر بنایا۔ کیونکہ ہشام بن عبدالملک نے یہ لکھ بھیجا تھا کہ اگر کلثوم اور بلج کسی حادثہ کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں تو ثعلبہ تمہارا امیر ہے۔ ثعلبہ نے نہایت دوراندیشی سے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔ اسی زمانہ میں ماردا کے بربریوں نے بہت کچھ شورو شر بپا رکھا تھا ثعلبہ نے اُن سے خوب جنگ کی ہزار آدمیوں کو مارا اور قید کیا۔ اسکے بعد قرطبہ میں واپس آیا۔

سنہ ۱۲۴ھ کے مختلف واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام نے غزوۂ صایفہ میں شرکت کی۔ اور الیون نامی بادشاہ روم سے جنگ کی اور اس میں غنیمت حاصل کی۔ اسی سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بعض کی روایت کے مطابق وفات پائی۔ اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اُسکی وصیت کی کہ اسکام کو انجام دیتا رہے جسکی میں نے ابتدا کی ہے محمد بن ہشام بن اسمٰعیل نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ محمد بن مسلم بن شہاب زہری نے اسی سال انتقال کیا۔ اُن کی پیدائش ۵۸ ہجری میں ہوئی تھی بعض کہتے ہیں کہ ۵۰ھ میں ہوئی تھی۔

سنہ ۱۲۵ھ کی ابتداء

ہشام بن عبدالملک کی وفات

اسی سال ۷۔ ربیع الآخر کو ہشام بن عبدالملک نے مقام رصافہ میں وفات پائی۔ اسکی مدت خلافت ۱۹ سال ۹ مہینہ ۲۱ دن ہوئی بعض کے نزدیک ۱۹ سال آٹھ مہینے پندرہ دن ہوئی۔ اسوقت اُسکی عمر ۵۵ سال کی تھی اور بقول بعض ۷۶ سال کی تھی۔ وہ درد گلو کے مرض میں بیمار ہوا۔ جب انتقال ہوگیا تو لوگوں نے کسی خزانچی سے اس کے

غسل کا پانی گرم کرنے کے لئے کوئی برتن مانگا۔ ولید کے کاتب عیاض نے خزانچی کو دینے سے روک دیا۔ اس وجہ سے لوگوں نے مستعار برتن لیکر اس میں پانی گرم کیا جنازہ کی نماز اُسکے لڑکے مسلمہ بن ہشام نے پڑھائی اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

ہشام کی زندگی کے بعض حالات

عقال بن شبہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ہشام کے پاس آیا تو اُس نے مجھ کو خراسان جانے کا حکم دیا اور وہ اُسکے متعلق مختلف ہدایتیں کر رہا تھا۔ اُسوقت اوس کے جسم پر ایک سبز رنگ کی بہترین قبا تھی۔ میری نظر برابر اسی پر پڑتی تھی وہ کچھ سمجھ گئے اور پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ خلافت کے قبل بھی میں نے آپ کے جسم پر اسی قسم کی قبا دیکھی تھی۔ اسی وجہ سے میں اس غور و فکر میں تھا کہ آیا یہ وہی ہے یا دوسری ہے ہشام نے کہا واللہ یہ وہی ہے۔ اور یہ جو کچھ تم مجھ کو مال جمع کرتے اور حفاظت کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ وہ سب تم لوگوں کے لئے ہے۔ اور وہ بہت ہی عقلمند تھا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نصرانی نے محمد بن ہشام کے ایک غلام کو اسقدر مارا کہ وہ زخمی ہو گیا پھر محمد کے خواجہ سرا نے نصرانی کو مارا غلام نے محمد کے پاس آکر شکایت کی۔ جب یہ خبر کسی طریقہ سے ہشام بن عبد الملک کو ملی۔ اسنے اس غلام کو بلا بھیجا۔ خواجہ سرا نے محمد کے پاس جاکر پناہ لی۔ محمد نے اپنے غلام سے کہا کہ کیا میں نے تجھ کو اسکا حکم نہیں دیا تھا۔ غلام نے کہا ہاں۔ بلاشبہ آپ نے مجھ کو اسکا حکم دیا تھا اسپر ہشام نے خواجہ سرا کو بڑی سزا کی اور اپنے لڑکے کو بہت برا بھلا کہا۔ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے بنوامیہ کے تمام دواوین جمع کئے لیکن ان میں سب سے اچھا اور صحیح اور رعایا اور بادشاہ دونوں کے لئے مفید ہشام بن عبد الملک کے دیوان کو پایا۔ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کے ساتھ گانے والی اور رقص و سرود کرنے والی لونڈیاں تھیں۔ شراب اور بربط بھی تھا۔ ہشام نے حکم دیا کہ اسکا طنبور اسکے سر پر توڑ دیا جائے۔ جب لوگوں نے اسکو مارنا شروع کیا تو وہ بڈھا رونے لگا۔ ہشام نے اس سے کہا کہ صبر کر۔ اسنے جواب دیا۔ آپ کا یہ خیال ہے کہ میں اس مار کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ نہیں بلکہ آپنے میرے بربط کو طنبور کہکر اسکی تحقیر کی۔ (بربط اور طنبور

میں سرے کی زیادتی اور کمی کا فرق ہے اسی وجہ سے رو رہا ہوں۔
ایک مرتبہ ایک شخص ہشام پر بہت خفا ہوا تو اس نے کہا کہ تو اپنے امام
پر خفا ہوتا ہے۔ یہ تیرے لئے مناسب نہیں ہے یہ بیان کیا جاتا
ہے کہ ایک مرتبہ جب ہشام نے اپنے کسی لڑکے کو جمعہ کی نماز میں
نہیں پایا۔ تو اس نے تلاش کرایا۔ جب ملا تو پوچھا کہ نماز میں کیوں نہیں
آیا اس نے کہا کہ میرا مرکب مرگیا اس وجہ سے نہ آسکا۔ ہشام نے کہا
کہ کیا تو چل بھی نہیں سکتا تھا۔ آخرش ایک سال تک اس کی سواری
بند کردی۔ ہشام کے عمال میں کسی نے اس کو لکھا کہ میں نے امیرالمومنین
کے پاس ایک ٹوکری شفتالو کی بھیجی ہے اس کے جواب میں ہشام نے
لکھا کہ شفتالو ملگئے اور امیرالمومنین کو پسند آئے اور بھیجو مگر احتیاط سے
رکھنا اور بند کرنا۔ ایک مرتبہ اس نے ایک عامل کو جس نے
کلاہ یاراں یا سانپ کی چھتری (جسے مشروم کہتے ہیں) بھیجی تھی لکھا کہ "
چھتریاں پہنچیں یہ تعداد میں چالیس تھیں کچھ ان میں اندر ہی اندر نرم ہوگئی تھیں
جب کچھ بھیجو تو اچھی طرح ریت سے بھر دیا کرو کہ نہ ملیں نہ راستے میں ایک دوسرے
سے ٹکرا کر خراب ہوں" ہشام سے ایک دفعہ کہا گیا کہ کیا تمکو خلافت کی خواہش
ہے؟ حالانکہ تم تو بخیل اور بزدل ہو۔ ہشام نے کہا کہ میں کیوں نہ خواہش
کروں جبکہ میں عفیف اور حلیم ہوں۔ ہشام بن عبدالملک قنسرین کے علاقہ
بمقام رصافہ میں مقیم ہوتا تھا اور اس سے قبل بھی اکثر خلفاء اور ان کے
شاہزادے طاعون کے زمانہ میں خوف سے بھاگ جایا کرتے تھے اور
ان شہروں میں جاکر ٹھیرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہشام نے وہاں جانے کا ارادہ
کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ وہاں نہ جایئے۔ کیونکہ خلفاء طاعون میں مبتلا نہیں ہوتے
اور نہ اس سے قبل کوئی خلیفہ طاعون میں مرا۔ ہشام نے جواب دیا کہ کیا تم
لوگ یہ آزمائش میرے ہی ساتھ کرنا چاہتے ہو اس کے بعد وہ وہاں گیا اور
مقیم ہوا۔ یہ ایک رومی شہر تھا۔ جعد بن درہم ہشام بن عبدالملک کے زمانہ
میں خلق قرآن کا مدعی ہوا ہشام نے اسکو گرفتار کرایا اور عراق کے گورنر خالد قسری کے

پاس اسکو بھیجدیا اور یہ حکم دیا کہ اسکو قتل کرڈالو۔ مگر خالد نے قتل نہیں کیا بلکہ قید خانہ میں رکھا۔ جب یہ خبر ہشام کو ملی تو اُس نے خالد کو بہت کچھ لعنت ملامت کی اور دوبارہ قتل کرنے کا حکم دیا۔ خالد نے اسکو عید الضحیٰ کے دن قید خانہ سے اسی حالت میں نکالا جس میں وہ تھا۔ اور جب لوگ نماز پڑھ چکے تو اُس نے اپنے خطبہ کے آخر میں یہ کہا کہ لوگو جاؤ۔ قربانیاں کرو، خدا کرے تمہاری قربانیاں قبول ہو جائیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں جعد بن درہم کی قربانی کروں۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے موسیٰ کلیم اللہ سے کلام نہیں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ کو خلیل نہیں بنایا۔ جو کچھ یہ کہتا ہے خداوند تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں زیادہ برتر اور اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد وہ منبر پر سے اترا اور جعد بن درہم کو ذبح کیا۔ یہ بھی مروی ہے کہ غیلان بن یونس یا ابن مسلم ابو مروان نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں قدر کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت عمر نے اسکو بلاکر اس سے توبہ کرائی۔ لیکن ہشام کے عہد حکومت میں اس نے دوبارہ شور و شر مچایا۔ ہشام نے ناصرہ سے اسکو پکڑ بلایا۔ اور اسکے ہاتھ و پیر کٹوا کر پھانسی دلوادی۔ ایک مرتبہ محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ہشام کے پاس آئے۔ ہشام نے کہا کہ میرے پاس تیرے لئے کوئی صلہ نہیں ہے۔ محمد نے کہا تو اپنا دامن سنبھال تجھے کوئی معزول نہ کردے۔ ہشام نے کہا کہ تجھ کو امیر المؤمنین نہیں پہچانتے[1] لیکن میں پہچانتا ہوں کہ تو ابن زید ہے۔ تو یہاں نہ ٹھہر اور جو کچھ تیرے پاس ہے اسکو صرف کر کیونکہ میرے پاس تیرے خاندان کے لئے کوئی حق نہیں ہے۔ مجمع بن یعقوب الانصاری سے مروی ہے کہ ہشام نے ایک شریف شخص کو گالیاں دیں۔ اس شخص نے ہشام کو ڈانٹا۔ اور کہا کہ تجھ کو گالی دیتے ہوئے شرم نہیں آتی حالانکہ تو اللہ کی طرف سے خلیفہ ہے۔ اس پر ہشام بہت نادم ہوا اور اس سے کہا کہ تو مجھ سے اسکا بدلا لے لے۔ اُس نے کہا کیا میں بھی تیرے جیسا بیوقوف ہوں۔ ہشام نے کہا کہ اچھا تو اسکا کچھ معاوضہ لے لو۔ اس نے کہا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ مجبوراً ہشام نے کہا کہ خدا کے واسطے

---

[1] ان لیعزلک لیدن کے نسخہ میں سے جسکا ترجمہ کیا گیا۔ اور مصری نسخہ میں (انا لیعرف) ہے جسکے معنی ہیں کہ کوئی تجھکو پہچانا دے کہ امیر المؤمنین تجھکو پہچانتے ہیں۔

معاف کردو۔ اس نے کہا کہ میں نے خدا کے لئے پھر تیرے لحاظ سے تیرا قصور معاف کر دیا۔ مارے شرم کے ہشام نے اپنی گردن جھکا لی۔ اور کہنے لگا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر کبھی ایسا نہ کروں گا۔

ولید بن یزید بن عبد الملک کی بیعت کا تذکرہ۔

اسی سال ۶ ربیع الآخر کو ولید کے ہاتھ پر لوگوں نے خلافت کی بیعت کی۔ اسکے والد نے ہشام بن عبد الملک کے بعد اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور لوگوں سے بیعت لے لی تھی۔ اسوقت ولید کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ جب وہ پندرہ سال کا ہوا تو یزید کہنے لگا کہ خدا میرے اور اس شخص کے درمیان میں ہے جس نے میرے اور تیرے درمیان ہشام کو کر دیا، جسوقت ہشام بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اسوقت سے ولید بن یزید کے ساتھ بہت نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا رہا۔ لیکن جب ولید سے شراب نوشی کی حرکت اور دوسرے برے افعال سرزد ہوئے تو ہشام نے خیال کیا کہ ولید کو ان حرکتوں سے روکنا چاہیئے اور اسکے برے دوستوں سے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ ولید کو ان افعال کی جانب اسکا اتالیق عبد الصمد بن عبد الاعلیٰ مائل کیا کرتا تھا، اور اس نے ولید کے لئے ندما مقرر کر رکھے تھے جو اسکے ساتھ شراب پیا کرتے تھے۔ ہشام نے اسی خیال سے ۱۱۶ھ کے حج کی ولایت ولید کے سپرد کی۔ ولید نے جاتے وقت اپنے صندوقوں میں کتے بند کئے اور شراب ساتھ لی اور کعبہ کے برابر ایک خیمہ تیار کرایا۔ تاکہ اس خیمہ کو کعبہ پر لگا کر اس کے نیچے شراب نوشی کرے۔ لیکن اسکے ساتھیوں نے اسکو بہت کچھ ڈرایا اور کہا کہ نہ تو ہم تم کو لوگوں سے بچا سکتے ہیں اور نہ ہماری جان محفوظ رہ سکتی ہے۔ پھر وہ ان ارادوں سے باز آیا۔ ان حرکتوں سے لوگوں پر اسکے مذہب کی اہانت روشن ہو گئی اور پھر وہ انکی نظروں سے گر گیا۔ یہ حالت دیکھکر ہشام نے اپنے لڑکے مسلمہ کے لئے بیعت لینی چاہی اور ولید کو اسکی ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کیا۔ ولید کو اسپر رضامند کرنا چاہا۔ لیکن وہ برابر انکار کرتا رہا۔ ہشام نے کہا کہ اچھا تم اسکو اپنا ولی عہد بنا لو ولید نے اس سے بھی انکار کیا جسپر ہشام بہت بگڑا اور اسکو سخت و سست کہا۔ اور رضا ر پہنچانے کا ارادہ کر لیا۔ پھر

اپنے لڑکے کے لئے اس نے خفیہ طریقہ پر بیعت لے لی۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے بیعت کر لی جن میں اسکے دونوں ماموں محمد اور ابراہیم ہشام بن اسمٰعیل کے بیٹے تھے اور قعقاع بن شلید عبسی تھا۔ اور دوسرے مخصوص لوگ بھی تھے۔ اسکے بعد ولید نے شراب نوشی اور عیش پرستی میں دوگنی ترقی کی۔ ہشام نے ایک دن اس سے کہا کہ اے ولید واللہ میں نہیں سمجھتا کہ تو مذہب اسلام پر ہے یا نہیں۔ تو نے ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کو ایسا نہ چھوڑا ہوگا جسکو بر سر اعلان نہ کیا ہو۔ اسپر ولید نے جواب میں یہ لکھا۔

یا ایها السائل عن دیننا — نحن علیٰ دین ابی شاکر

اے ہمارے دین کے متعلق سوال کرنے والے۔ ہم ابو شاکر کے دین پر ہیں۔

نشربها صرفاً وممزوجة — بالسخن احیاناً وبالفاتر

خالص شراب بھی پیتے ہیں اور ملی ہوئی بھی۔ کبھی کبھی تو اسمیں گرم پانی ملا ہوتا ہے اور کبھی نیم گرم

ہشام یہ اشعار دیکھکر اپنے لڑکے پر بہت خفا ہوا۔ کیونکہ اسکی کنیت ابو شاکر تھی اس سے کہا کہ ولید تیری وجہ سے مجھ کو عار دلاتا ہے۔ حالانکہ میں تجھ کو خلافت کیلئے تیار کر رہا ہوں۔ ہشام نے اسکے بعد سخت تاکید کی اور جماعت میں حاضر رہنے کا حکم دیا۔ ۱۱۹ہجری کے حج میں اسکو مکہ روانہ کیا جس میں اس نے تمام مناسک حج اور فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے اور لوگوں سے ملائمت سے پیش آیا۔ اور مکہ اور مدینہ کے باشندوں میں بہت سے اموال تقسیم کئے۔ اہل مدینہ کے موالی میں سے کسی نے یہ کہا

یا ایها السائل عن دیننا — نحن علیٰ دین ابی شاکر

اے ہمارے دین کے متعلق سوال کرنے والے۔ ہم تو ابو شاکر کے دین پر ہیں۔

الواهب الجُرد باثمانها — لیس بزندیق ولا کافر

گھوڑوں کے ریوڑ کے گلے بخشدیا کرتا ہے۔ نہ تو زندیق ہے اور نہ کافر ہے۔

اس میں ولید پر تعریض تھی ہشام ولید پر عیب لگاتا اسکی برائیاں بیان کرتا اور بے عزتی کرتا اسی وجہ سے ولید اپنے خدام اور خاص احباب کے ساتھ دمشق سے روانہ ہو گیا اور اردن کے مقام ازرق پر مقیم ہوا۔ لیکن اپنے کاتب عیاض بن مسلم کو ہشام ہی کے پاس چھوڑتا آیا۔ تاکہ وہ ہشام کی تمام باتوں سے اسکو مطلع کرے۔ ہشام نے اسکا وظیفہ بھی بند کر دیا۔ ولید نے اپنے وظیفہ کے اجرا کے لئے ہشام کو لکھا۔ جسکا

اسنے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ یہ حکم دیا کہ عبدالصمد کو اپنے پاس سے نکالدو ولید نے اسکو نکالدیا۔ اور ہشام سے درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنیکی اجازت دیدی جائے ہشام نے اسکو بھیجدیا۔ لیکن پہلے اوسکو خوب مارا اور پھر بھیجا۔ اور ولید کے کاتب عیاض بن مسلم کو گرفتار کر کے سخت سزا کی اور قید خانہ میں ڈالدیا ولید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ کیونکر کوئی شخص کسی پر اعتبار کرسکتا ہے۔ اور کون اس احول بدبخت کے ساتھ بھلائی کرسکتا ہے۔ جسکو میرے والد نے خلافت کی حیثیت سے اپنے خاندان پر مقدم کیا۔ اور ولی عہد بنایا۔ پھر اوسکا جو میرے ساتھ برتاؤ ہے اس سے ہر شخص واقف ہے۔ یہ جس کسی کے ساتھ میری محبت دیکھتا ہے۔ اسکو برباد کردیتا ہے۔ اور اذیت پہنچاتا ہے پھر ولید نے ہشام کو سخت غصہ میں ایک خط لکھا جس میں لکھا کہ میرے کاتب عیاض کو میرے پاس بھیجدو۔ ہشام نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔ ولید نے پھر یہ اشعار لکھکر بھیجے۔

رایتک تبنی دائما فی قطیعتی ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی

میں دیکھتا ہوں کہ تو مجھ سے دائمی قطع تعلق کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ اگر تو دانشمند ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کردیتا۔

تثیر علی الباقین مجنی ضغینة فویل لهم ان مت من شر ما تجنی

تو دوسرے لوگوں سے میرا کینہ نکال رہا ہے۔ افسوس ہے ان کے لئے اگر میں تیری شرارت سے مر گیا

کأنی بهم واللیت افضل قولهم الا لیتنا واللیت اذ ذاک لا یغنی

گویا میں انکے ساتھ ہوں حال یہ ہے کہ ان کا سب سے اچھا قول اُن کی تمنا ہے۔ کاش اون کی یہ تمنا پوری ہوتی۔ لیکن صرف تمنا اسوقت فایدہ نہیں دیتی۔

کفرت یدًا من منعم لو شکرتها جزاک بها الرحمان ذو الفضل والمن

تو نے منعم کے احسان کی ناشکری کی اگر اس کا شکریہ ادا کرتا۔ تو تجھ کو خدائے مہربان جو صاحب فضل و احسان ہے اسکی جزا دیتا۔

ولید اس مقام پر ہشام کی وفات تک مقیم رہا جس صبح کو اُسکو خلافت ملنے والی تھی۔ اسی دن اس نے ابوزبیر المنذر بن ابی عمرو سے کہا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسوقت سے ابتک گزشتہ رات کی ایسی ہولناک رات میں نے کبھی نہیں دیکھی

جس میں تم وارد ہو کا اسقدر ہجوم ہوا ہوا اور اس شخص یعنی ہشام کے متعلق دل میں مختلف قسم کے خطرات گزر رہے ہوں۔ اسوقت تم میرے ساتھ تفریح کی غرض سے چلو۔ چنانچہ یہ دونوں سوار ہو کر دو میل تک گئے اور ایک ٹیکری پر جا کر ٹھہرے اتفاقاً ولید کی نظر گرد و غبار پر پڑی۔ یہ دیکھتے ہی اس نے کہا کہ غالباً یہ ہشام کے قاصد ہوں گے۔ خداوند اخیر ہو۔ جب تک دو آدمی بھی ڈاک سواری پر آتے ہوئے نظر آئے جن میں سے ایک مولی ابو محمد سفیانی تھا جب قریب پہونچے تو دونوں سواریوں سے اتر پڑے اور دوڑتے ہوئے ولید کے پاس پہونچے اور خلافت کا سلام و آداب بجالائے۔ یہ سنکر وہ حیران سا رہ گیا۔ اور پوچھا کہ کیا ہشام کا انتقال ہو گیا۔ دونوں نے کہا ہاں۔ اور یہ کہ ہمارے پاس سالم بن عبد الرحمٰن ناظر پروانہ جات کا خط بھی موجود ہے۔ ولید نے اسکو لیکر پڑھا۔ اور پھر مولی ابو محمد سفیانی سے اپنے کاتب عیاض کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا کہ وہ ہشام کی وفات تک تو مقید تھا لیکن اپنے خزانچی کو یہ تاکید کردی تھی کہ تمھارے ہاتھ میں جو کچھ ہو اسکو محفوظ کر لو۔ درمیان مرض میں ہشام کو ایک مرتبہ افاقہ ہوا تو اس نے کوئی چیز مانگی۔ لوگوں نے دینے سے روکدیا۔ اسپر ہشام نے کہا کہ انا للہ میں صرف ولید کا خازن تھا اسکے بعد اسکا انتقال ہو گیا۔ عیاض پھر قید خانہ سے نکلا اور خزانہ کے تمام دروازوں کو مقفل کر کے مہر لگا دی۔ اور ہشام کو فرش سے نیچے اتار دیا یعنی تمام چیزیں اسکے قبضہ سے لے لیں حتیٰ کہ لوگوں نے غسل کا پانی گرم کرنے کے لئے خزانہ سے برتن مانگا تو برتن بھی نہ ملا۔ بلکہ مستعار لیا گیا۔ اسی طرح خزانہ سے کفن بھی نہیں ملا تو اُسکے مولی غالب نے کفن دیا۔ ولید نے یہ شعر کہا

هلك الاحول المشئوم فقد ارسل المطر ... وملكنا من بعد ذاك فقد اورق الشجر

یہ بدبخت احول ہلاک ہو گیا اب بارش ہوئی ... اور اسکے بعد میں مالک بنا دیا گیا تو درختوں میں پتیاں لگیں

فاشكروا الله انه زائد كل من شكر

خدا کا شکر رو وہ ہر شکر کرنے والے کو زیادہ دیتا ہے

بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار ولید کے نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے شاعر کے ہیں جب ولید کو ہشام کی وفات کی خبر ملی تو اسنے عباس بن عبد الملک بن مروان کو لکھا کہ تم رصافہ چلے آؤ اور ہشام کے اہل و عیال اسکے خدم و حشم اور اموال کو محفوظ کر لو بجز مسلمہ بن ہشام کے کیونکہ اسنے اپنے والد کو ولید کے ساتھ نرمی اور ملاطفت برتنے کا مشورہ دیا تھا۔ چنانچہ

عباس نے رصافہ میں آکر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور اسکو اسکی اطلاع دی ولید نے کہا۔

لیت ہشاما کان حیا فیری ۔ محلبہ الاوفر قد انترعا

کاش ہشام زندہ ہوتا تو دیکھتا۔ کہ اس کا کثیر خزانہ چھین لیا گیا۔

لیت ہشاما عاش حتے یری ۔ مکیالہ الاوفر قد طبعا

کاش ہشام زندہ ہوتا تو دیکھتا۔ کہ اس کا بیش بہا خزانہ مقفل کر دیا گیا۔

کلناہ بالصاع الذی کالہ ۔ وما ظلمنا بہ اصبعا

جتنا اس نے ہمارے ساتھ کیا اتنا ہی ہم نے اسکے ساتھ کیا۔ ہم نے ایک انگل برابر بھی اسکے ساتھ زیادتی نہیں کی۔

وما اتینا ذاک عن بدعۃ ۔ احلہ الفرقان لی اجمعا

ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے۔ اگر اس نے نفاق کیا تو اتفاق کروں گا۔

پھر ہشام کے اہل و عیال اور اوس کے اصحاب پر بہت کچھ سختی شروع کی۔ ایک مرتبہ ہشام کا خادم اس کی قبر کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین کاش آپ دیکھتے کہ ولید ہم پر کیا ستم توڑ رہا ہے۔ ایک شخص وہیں پکڑا اتھا تو اس نے کہا کہ اگر تو یہ دیکھتا کہ ہشام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو تو اپنے کو بڑی نعمت میں پاتا۔ اور خدا کا شکر ادا کرتا۔ اسوقت ہشام تم سے الگ مصیبت میں پھنسا ہے۔ ولیدنے اُسکے بعد عاملوں کو مقرر کر کے اطراف و جوانب میں بھیجا اور حکم دیا کہ تمام لوگوں سے بیعت لے لی جائے۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں۔ چاروں طرف سے لوگوں کی بیعت لینے کی خبریں آنے لگیں۔ مروان بن محمد نے بھی ولید کو اپنی بیعت کی اطلاع دی اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ ہونے کے ساتھ ہی ولید نے اہل شام کے معذورین لنگڑے لولوں اور اندھوں کے لئے وظائف مقرر کر دیئے اور ان میں سے ہر شخص کے لئے ایک خادم مقرر کر دیا۔ اور محتاج لوگوں کے لئے کھانے اور کپڑے کا انتظام کر دیا لوگوں کے وظائف میں دس دس کا اضافہ کیا۔ اہل شام کو خصوصیت کیساتھ اس پر بھی دس دس اور زیادہ دیئے وفود کے انعامات میں اضافہ کر دیا۔ ولید سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو یہ اشعار پڑھتا۔

ضمنت لکم ان لم یعقنی عائق ۔ بان سماء الضر عنکم ستقلع

اگر میرے کاموں میں کوئی رخنہ نہ ڈالے تو میں تمہارے لئے اس بات کا ضامن ہوں۔ کہ تمہارے مصائب کا آسمان عنقریب توڑ دیا جائے گا۔

سیوشک الحاقا معا وزیادۃ واعطیۃ منی علیکم تبرع

عنقریب اور اضافہ کر دیا جائے گا اور میری یہ بخششیں تم پر بطور احسان کے ہوں گی

فیجمعکم دیوانکم وعطائکم بہ تکتب الکتاب شھرا وتطبع

تمہارے دیوان اور وظیفے جمع کئے جائیں گے۔ انکو کاتب مہینوں لکھتے اور شایع کرتے رہیں تو بھی ختم نہ ہوں

حسلم الوادی مغنی کا بیان ہے کہ جسوقت ولید کو ہشام کی وفات کی خبر ملی اور خلافت کی خوشخبری عصا اور انگشتری (مہر) خلافت کے ساتھ آئی تو ہم لوگ تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور پھر ہم نے اسکو خلافت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد اس نے کہا کہ یہ گاؤ۔

طاب یومی ولذ شراب السلافۃ واتانا نعی من بالرصافۃ

میرا وقت خوش ہوگیا شراب نوشی میں لذت آگئی۔ اور ہمارے پاس اس شخص کے موت کی خبر آئی جو رصافہ میں تھا

واتانا البرید ینعی ھشاما واتانا بخاتم للخلافۃ

ہمارے پاس انتقال ہشام کی ڈاک آئی۔ اور خاتم خلافت ساتھ لائی۔

فاصطبحنا من خمر عانۃ صرفا ولھونا بقینۃ عرافۃ

تو ہم نے مقام "عانہ" کی خالص شراب کی صبوحی کی۔ اور گانیوالی چودھرائن سے کھیلتے رہے۔

ولید نے اسکے بعد پھر قسم کھائی کہ جب تک یہ شعر بار بار نہ گایا جائے گا اور جام شراب کا دور نہ ہوگا اسوقت تک میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور رات بھر گاتے بجاتے رہے۔ ولید نے اسی سال اپنے دونوں لڑکے حکم اور عثمان کے لئے بیعت لے لی جس میں پہلا ولی عہد حکم کو بنایا اور دوسرا عثمان کو۔ اس حکم کی اطلاع تمام ممالک عراق اور خراسان میں بھیجدی۔

ولید کی جانب سے نصر بن سیار کا خراسان پر حاکم ہونا۔

اس سال ولید نے نصر بن سیار کو اپنی طرف سے تمام صوبہ خراسان کا حاکم بنایا لیکن اسی اثنا میں یوسف بن عمر ولید کے پاس آیا اور اس سے نصر بن سیار اور اسکے عمال کو خرید لیا (کتاب میں اشتری کا لفظ ہے غالباً تصحیف ہوگئی ہے قیاس اشتکی کا لفظ چاہتا ہے) اس لئے ولید نے یوسف کو خراسان کی حکومت واپس دیدی۔ یوسف نے

نصر کو لکھا کہ تم مع اپنے اہل و عیال اور تحفہ تحائف کے چلے آؤ۔ اور جو کچھ مل سکے لیتے آؤ۔ ولید نے نصر کو لکھا کہ تم میرے لئے بربط اور طنبور، سونے چاندی کے ظروف خراسانی جھانج اور چنگ اور نوع بنوع کے کھلونے اور کئی قسم کے شکاری باز، عمدہ قسم کے گھوڑے خراسان کے چند سرداروں کو بھی ہمراہ لیتے آؤ۔ اس سے قبل منجموں نے نصر کو ایک فتنہ کے اٹھنے سے باخبر کیا تھا۔ یوسف نے نصر کو آنے پر مجبور کیا۔ بلکہ اسنے ایک قاصد بھی بھیجا کہ تم وہاں سے نصر کو جلد روانہ کر دو یا لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ نصر امارت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ لیکن نصر نے قاصد کو رام کر لیا اور انعام دیا۔ ابھی تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا ہو گا کہ اس فتنہ کے برپا ہونیکی خبر ملی جسکی اطلاع نجومیوں نے دی تھی اسلئے وہ فوراً اپنے قصر ماجان میں چلا گیا، اور عصمہ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر، موسیٰ بن ورقاء کو شاش پر، حسان مغانی کو سمرقند پر اور مقاتل بن علی السعدی کو آمل پر اپنا جانشین بنایا۔ اور ان کو یہ حکم دیا کہ جب تمکو یہ معلوم ہو جائے کہ میں مرو سے گذر گیا تو تم ترکی فوجوں کو لیکر ماوراء النہر کو عبور کر جانا تاکہ میں تمہارے ساتھ واپس ہو سکوں۔ اسکے بعد وہ عراق کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دور پر مولی بنی لیث ملا جس نے ولید کے قتل ہونے کی اطلاع دی۔ نصر واپس آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کو جمع کیا گیا۔ چنانچہ جب لوگ جمع ہوئے تو ولید کے قاصدوں کو بھی بلوایا۔ نصر نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تمکو میرے سفر کی غرض اور تحفہ و تحائف کے ساتھ لیجانیکا منشا بخوبی معلوم ہے میں ابھی بیہق تک بھی نہ پہونچا تھا کہ رات مجھ کو فلاں شخص ملا جس نے ولید کے قتل کی خبر دی۔ اور کہا کہ شام میں فتنہ برپا ہو گیا اور منصور بن جمہور عراق میں پہونچ گیا۔ اور یوسف بن عمر بھاگ گیا ہے۔ اسکے علاوہ تمکو یہ بھی معلوم ہے کہ ہم جس شہر میں رہتے ہیں اس میں دشمنوں کی کتنی کثرت ہے۔ سالم بن احوز نے کہا کہ اے امیر! یہ قریش کے مکر و فریب ہیں۔ وہ آپ کی وفاداری میں عیب لگانا چاہتے ہیں۔ اسلئے آپ جائیے۔ اور ہمارا اسوقت امتحان نہ لیجئے۔ نصر نے کہا کہ سالم، تو فن حرب کا ماہر ہے اور بنو امیہ کا فرماں بردار ہے۔ اسلئے ایسے معاملوں میں تمہاری رائے بنی امیہ کی رائے ہو گی۔ پھر وہ اور تمام لوگ واپس ہوئے

یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین کے قتل کا واقعہ

اس سال یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابو طالب خراسان میں قتل کئے گئے

ان کے قتل کی صورت یہ ہوئی کہ وہ اپنے والد کے قتل کے بعد خراسان آئے۔ جسکا مفصل تذکرہ ہوچکا ہے۔ جب یہ بلخ آئے تو حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس مقیم ہوئے اور ہشام کی وفات تک وہیں رہے۔ جب ولید بن یزید خلیفہ بنایا گیا تو یوسف نے نصر کو حریش کی نظر میں یحییٰ کی قدر و منزلت اور ان میں ارتباط پیدا ہونے کی خبر دی۔ اور لکھا کہ جلد از جلد یحییٰ کو گرفتار کر لو۔ نصر نے پہلے حریش کو بلا بھیجا اور اسکو حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کرو۔ حریش نے کہا کہ مجھ کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اسپر نصر نے اسکو چھ سو کوڑے لگوائے۔ جب کوڑے مارے گئے تو حریش نے کہا کہ واللہ اگر وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں انکو ہرگز نہ اٹھاؤں گا۔ حریش کے لڑکے قریش نے یہ حالت دیکھی تو اس نے کہا کہ میرے باپ کو قتل نہ کرو، میں ابھی یحییٰ کا پتہ دیتا ہوں نصر نے اوسکو گرفتار کر لیا اور پھر اس سے ولید کو مطلع کیا۔ ولید نے حکم دیا کہ یحییٰ اور انکے اصحاب کو رہا کر دو۔ نصر نے رہا کر دیا۔ اور ان کو ولید سے ملنے کا حکم دیا ساتھ ہی دو ہزار درہم اسکو ہدیہ دیا یحییٰ وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور سرخس میں آئے۔ نصر نے وہاں کے حاکم عبداللہ بن قیس بن عباد کو حکم دیا کہ یحییٰ کو وہاں سے روانہ کردو۔ اوس نے انکو روانہ کیا۔ اور وہ بیہق کی طرف چلے آئے۔ مگر پھر خطرہ ہوا کہ یوسف دھوکا نہ دے اسلئے اولٹے پاؤں نیشاپور چلے گئے۔ اسوقت وہاں کا حاکم عمر بن زرارہ تھا یحییٰ کے ساتھ ۷۰ آدمی تھے اونھوں نے تاجروں کو دیکھا تو اون سے سواری کے جانور چھین لئے اور کہا کہ انکے دام ہم پر ہیں اسکی خبر جب عمر بن زرارہ کو ملی تو اس نے نصر کو اطلاع دی۔ نصر نے لڑائی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ عمر بن زرارہ دس ہزار کی جمعیت لیکر یحییٰ کے ۷۰ آدمیوں کے مقابلہ میں آنکلا جس میں یحییٰ کو فتح ہوئی۔ اور عمر بن زرارہ اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مقتول ہوگیا۔ اور بہت کچھ اسباب غنیمت فاتحین کے ہاتھ آیا۔ یحییٰ وہاں سے ہرات پہونچے۔ یہاں کسی نے جنگ نہیں کی۔ اسلئے وہاں سے بھی امن و عافیت کے ساتھ گذر گئے ادھر نصر نے سالم بن احوز کو ان کی جستجو میں روانہ کیا۔ ان دونوں سے جوزجان میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ چنانچہ بہت سخت خونریز جنگ ہوئی اتفاقاً ایک تیر یحییٰ کی پیشانی میں آکر لگا یہ بنی عنزہ کے عیسیٰ نامی ایک شخص نے مارا تھا جس سے وہ جانبر نہ ہوسکے۔ اس میں ان کے اصحاب بھی مارے گئے لوگوں نے یحییٰ کا سر

کاٹ لیا اور قمیص اتار لیا۔ جب ولید کو اسکی خبر معلوم ہوئی تو یوسف کو حکم دیا کہ اہل عراق کے گوسالہ زید کی لاش کو اتار کر جلا دو اور پھر اسکو دریا میں بہا دو۔ چنانچہ یوسف نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اسکو کشتی میں ڈالکر فرات میں بکھیر دیا۔ یحییٰ کی لاش جوزجان میں لٹکائی گئی اور اسوقت تک لٹکی رہی جب تک کہ ابو مسلم کا دور دورہ نہ ہوا۔ ابو مسلم نے اسکو اتارا اور جنازہ کی نماز پڑھکر تجہیز و تکفین کرائی۔ اسکے بعد ابو مسلم نے بنو امیہ کی فہرست منگائی۔ اور یہ معلوم کیا کہ یحییٰ کے قتل کے وقت کون کون لوگ شامل تھے۔ جو لوگ ان میں زندہ رہگئے تھے انکو قتل کروا ڈالا۔ اور جو مر گئے تھے ان کے اعزا اور اقرباء کے ساتھ بری طرح پیش آیا۔ یحییٰ کی والدہ کا نام رابطہ بنت ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ تھا۔

حنظلہ کا افریقہ پر اور ابو الخطار کا اندلس پر حاکم ہونا

اس سال رجب کے مہینہ میں ابو الخطار حسام بن ضرار کلبی اندلس پر امیر ہو کر آیا۔ جب والیان اندلس بنو قیس سے اندلس میں امارت کی بیعت لے رہے تھے تو ابو الخطار نے کچھ اشعار پڑھے جس میں یوم مرج راہط اور مروان بن حکم کے ساتھ بنو کلب کے کارنامے اور ضحاک بن قیس الفہری کے ساتھ بنو قیس کا مروان سے مقابلہ کرنے کا تذکرہ تھا۔ ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں۔

افادت بنو مروان قیسا دماءنا	وفی اللہ ان لم یعدلوا حکم عدل
بنو مروان نے قیس سے ہمارے خون کا بدلہ لیا	اللہ نے بچایا اگر وہ انصاف نہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے
کانکم لم تشہدوا مرج راہط	ولم تعلموا من کان ثم لہ الفضل
گویا تم مرج راہط میں نہیں تھے	اور نہیں جانتے کہ وہاں کس نے فضیلت حاصل کی تھی
وقیناکم حر القنا بنحورنا	ولیس لکم خیل تعد ولا رجل

ہم نے تم کو نیزوں کی نوک کی حرارت سے سینہ سپر ہو کر بچایا۔ اسوقت نہ تمہارے پاس سوار تھے اور نہ پیادہ تھے

جب یہ اشعار ہشام بن عبد الملک کے کان تک پہنچے تو اس نے ابو الخطار کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بنو کلب کا شخص ہے ہشام نے سنہ ۱۲۴ھ میں حنظلہ بن صفوان کلبی کو افریقہ کا حاکم بنایا تھا۔ اس نے اس کو لکھا کہ ابو الخطار کو

اندلس کا والی مقرر کردو۔ چنانچہ حنظلہ نے اسکو اندلس کا والی بنایا اور اسکو وہاں سے روانہ ہو جانے کا حکم دیا۔ ابو الخطار جسوقت جمعہ کے دن قرطبہ میں پہونچا تو دیکھا کہ وہاں کے امیر ثعلبہ بن سلامہ کے سامنے ان بربریوں میں سے جنکا تذکرہ گذر چکا ہے ایک ہزار قیدی حاضر ہیں تاکہ وہ اُن کو قتل کرڈالے۔ لیکن ابو الخطار کے پہونچتے ہی ثعلبہ نے اسکے حوالہ کردیا۔ ابو الخطار نے سبھوں کو رہا کردیا گویا اسکی ولایت نے ان کے لئے حیات بخشدی۔ جب یہ وہاں پہونچا تو شامیوں کا ارادہ ہوا کہ ثعلبہ بن سلامہ کے ساتھ شام چلے جائیں۔ لیکن ابو الخطار نے اُن کو اپنے حسن اخلاق سے اسطرف مائل کردیا کہ وہ یہیں رہیں۔ یہانتک کہ وہ اس ارادہ سے باز آ گئے پھر ہر ایک قوم کو ایسے مکانوں میں اوتارا کہ وہ شام کے گھروں کی طرح بنائے گئے تھے۔ اور لوگوں نے اس شہر کو شام کے بالکل مشابہ دیکھ لیا تو وہیں بودوباش اختیار کرلی۔ اور شام کی یاد دل سے بھلادی۔ بعض روایت میں ہے کہ ابو الخطار نے اہل شام کو اِدھر اُدھر دوسرے شہروں میں بھیجدیا تھا۔ کیونکہ قرطبہ میں انکے لئے گنجائش نہ تھی۔ ہم اسکے بعض واقعات کا تذکرہ ۱۳۹ھ کے واقعات میں کریں گے۔

۱۲۵ھ کے مختلف واقعات

اس سال ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد ثقفی کو مدینہ مکہ اور طائف کا والی بناکر بھیجا۔ ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کو دو پھٹی ہوئی عبائوں اور بیڑیوں میں باندھکر اُن کے پاس بھیجدیا۔ یوسف اِن دونوں کو شعبان کے مہینہ میں مدینہ میں لیکر آیا۔ اور لوگوں کے عبرت کے لئے کچھ دن وہاں رکھا۔ اور پھر شام میں ولید کے پاس بھیجدیا۔ ولید نے اُنکو دُرّے مارنے کا حکم دیا۔ محمد نے کہا کہ اے ولید میں تجھ کو قرابت کا واسطہ دلاتا ہوں۔ ولید نے کہا کہ کیسی قرابت۔ محمد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درہ مارنے سے منع فرمایا ہے اور صرف حد میں اسکی اجازت دی ہے۔ ولید نے کہا کہ میں تجھ کو تو حد اور قصاص ہی میں مارتا ہوں۔ تو وہی شخص ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لڑکے عرجی کو جو میرا چچازاد بھائی تھا سخت سزادی۔ محمد نے عرجی کو قید کردیا تھا اور پھر لوگوں

کے سامنے دُرّے لگوائے۔ اور قید خانہ میں اسوقت تک رہا کہ وہ موت کا لقمہ بن گیا۔ محمد نے اُسکی سزا اسوجہ سے کی تھی کہ اس نے اسکی ہجو لکھی تھی۔ آخرکار ولید نے اوسکو اور اوسکے بھائی ابراہیم کو دُرّے لگوائے اور زنجیروں میں باندھکر یوسف بن عمر والی عراق کے پاس بھیجدینے کا حکم دیا۔ یوسف نے ان دونوں کی سخت سزائیں کیں حتیٰ کہ دونوں اسی سال اسی حالت میں انتقال کر گئے۔ اس سال ولید نے سعد بن ابراہیم کو مدینہ کی قضارت سے برخاست کردیا اور اسکی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کا تقرر کیا۔

رومیوں نے اس سال زبطرہ نامی ایک قدیم قلعہ پر حملہ کیا۔ اس قلعہ کو حبیب بن مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا۔ اب رومیوں نے اسکو تباہ کردیا۔ اسوقت معمولی طریقہ پر اسکی مرمت کردی گئی۔ لیکن مروان بن حمار کے زمانہ میں رومیوں نے پھر اسکو مسمار کردیا رشید نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی اور اس کی حفاظت کے لئے پہرہ داروں کو مقرر کیا۔ پھر رومیوں نے مامون کے عہد حکومت میں اسکو خراب کردیا۔ اس وجہ سے مامون نے اسکی تعمیر اور حفاظت کا سامان کیا۔ رومیوں نے معتصم کے زمانہ میں بھی اس کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جس کا بیان ہم آیندہ کسی موقع پر کریں گے ابتک مجھ کو بھی ان واقعات کی اصلیت کا پتہ نہیں چلا ہے اور ابھی تحقیق بھی نہیں ہوئی

اسی سال ولید نے اپنے بھائی غمر بن یزید کو غزوہ کے لئے بھیجا اور بحری افواج پر اسود بن بلال المحاربی کو سردار مقرر کیا اور اسکو قبرس جانیکا حکم دیا تاکہ وہاں جاکر باشندوں کو یہ اختیار دے کہ خواہ وہ بلاد روم میں چلے جائیں یا شام روانہ ہو جائیں۔ ان میں سے ایک جماعت نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی اور شام کا رخ کیا۔ اور ایک گروہ نے روم جانا پسند کیا۔ اسلئے وہ وہاں چلے گئے۔ اسی سال سلیمان بن کثیر مالک بن ہیثم لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ پہونچے۔ اور بعض اہل سیر کی روایت کے مطابق وہ محمد بن علی بن عباس سے ملے اور ان سے ابومسلم کے تمام واقعات جو کچھ انھوں نے دیکھا تھا بیان کیا۔ محمد بن علی نے پوچھا کہ وہ حر ہے یا غلام ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عیسیٰ کا خیال ہے کہ وہ غلام ہے۔ لیکن وہ خود اپنے کو حر کہتا ہے۔ محمد بن علی نے کہا کہ اچھا تو اسکو خرید کر آزاد کردو۔ اسوقت لوگوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دئے۔ پھر محمد بن علی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ

شاید تم لوگ آیندہ مجھ سے نہ مل سکو گے۔ اگر میرے متعلق کوئی حادثہ پیش آجائے تو میرا لڑکا ابراہیم تمہارا سردار ہے۔ مجھ کو اسپر اعتماد کلی ہے۔ اس لیے تم لوگ اسی کو اپنا سردار منتخب کرو میں تمکو وصیت کرتا ہوں کہ اسکے ساتھ بہتری اور بھلائی کے پیش آنا۔ یہ لوگ ان کے پاس سے واپس آئے۔ بعض روایت میں ہے کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ میں انکا انتقال ہوگیا۔ اسوقت انکی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ انکے والد کی وفات انکی وفات سے سات سال پیشتر ہوئی اس سال یوسف بن محمد بن یوسف نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اور نعمان[1] بن یزید بن عبدالملک نے جنگ صائفہ کی۔ ابو حازم الاعرج نے اسی سال وفات پائی۔ بعض ۱۴۰ھ اور بعض ۱۴۴ھ میں بتاتے ہیں۔ ہشام بن عبدالملک کے آخری زمانہ میں سماک بن حرب کی وفات ہوئی قاسم بن ابی برہ نے (ابو برہ کا نام یسار تھا) جو مشہور قرا میں تھے اسی سال وفات پائی۔ اشعث بن ابی الشعثا، سلیم بن اسود المحاربی، اور سید ابن ابیسیۃ الجیزری مولی بنی کلاب نے اسی سال انتقال کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مؤخر الذکر یزید بن الخطاب کے مولی تھے اور بعض غنی کے مولی بتاتے ہیں۔ اسوقت اُن کی عمر ۴۶ سال کی تھی۔ یہ بہت بڑے عابد اور فقیہ تھے۔ ان کے بھائی یحیی محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ ہشام ہی کے زمانہ میں محمد بن ہشام مخزومی کے قید خانہ میں جو مکہ، مدینہ کا حاکم تھا، عرجی نے وفات پائی۔ اس کو قید کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عرجی نے محمد بن ہشام کی ہجو لکھی تھی۔ جب اس کو اُس کی خبر ہوئی تو اسنے تلاش کرایا آخرش جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اپنے مولی کے پاس ہے۔ اس لئے مولی کو گرفتار کر کے سزا دلوائی اور پھر قتل کر ڈالا اور قتل کے بعد اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی بیوی سے زنا کریں۔ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد محمد نے عرجی کو گرفتار کرلیا اور سزا دیکر تشہیر کرائی۔ پھر قید خانہ میں ڈالدیا۔ اور نو سال تک قید میں رکھا۔ اور وہیں انتقال کرگیا۔ عمال امصار سابق بدستور تھے

[1] نعمان بن یزید غلط ہے بلکہ غمر بن یزید ہونا چاہیئے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ سید ہاشم ندوی۔

۱۲۶ھ ہجری کی ابتداء

خالد بن عبداللہ قسری کا قتل

اس سال خالد بن عبداللہ قتل کیا گیا۔ اس کے عراق اور خراسان سے معزول ہونے کا واقعہ بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ عراق میں پندرہ سال تک برسر حکومت رہا جب ہشام نے اسکو معزول کر دیا۔ اور اسکی جگہ پر یوسف بن عمر کو حاکم بنا کر بھیجا۔ یوسف نے واسط پہونچکر خالد بن عبداللہ کو گرفتار کر لیا اور اسکو لیکر حیرہ گیا وہیں خالد کو اسکے بھائی اسمٰعیل اور اسکے بیٹے یزید بن خالد اور اسکے بھتیجے منذر بن اسد کے ساتھ اٹھارہ مہینہ تک قید خانہ میں رکھا۔ پھر یوسف نے ہشام سے خالد کو سزا دینے کی اجازت چاہی۔ ایک مرتبہ ہشام نے اسکی اجازت دیدی۔ لیکن اس بات پر قسم کھائی کہ اگر خالد ہلاک ہو گیا تو میں یوسف کو قتل کر ڈالوں گا۔ یوسف نے اسکو سزا دیکر پھر قید خانہ میں ڈالدیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بہت سخت سزا دی۔ ہشام نے ۱۲۱ھ کے ماہ شوال میں یوسف کو حکم دیا کہ خالد کو رہا کر دو۔ یوسف نے اسکو رہا کر دیا۔ وہ رہا ہونے کے بعد رصافہ کے قریب ایک گاؤں میں مقیم ہوا۔ اور وہیں صفر ۱۲۲ھ تک رہا۔ لیکن جس زمانہ میں زید بن علی نے علم بغاوت بلند کیا اور اس میں وہ مقتول ہوئے۔ تو یوسف بن عمر نے ہشام کو لکھا کہ بنو ہاشم اس سے پہلے بھوک کی وجہ سے مر رہے تھے۔ سب کی ہمتیں اپنے اہل و عیال کی قوت مہیا کرنے کے سوا اور کسی کام کی نہ تھیں لیکن جب خالد عراق کا حاکم ہوا تو اسنے انکو اسقدر مال دیا کہ وہ مسند خلافت کا خواب دیکھنے لگے۔ زید کی بغاوت خالد کے مشورہ کے بغیر نہیں ہوئی۔ ہشام نے جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یوسف جھوٹا ہے۔ اس کے قاصد کو سخت سزا دلائی اور کہا کہ میں نے خالد کی اطاعت میں ایک ذرہ برابر بھی نقص نہیں پایا۔ جب خالد کو یہ واقعات معلوم ہوئے تو وہ رصافہ سے روانہ ہوا اور دمشق پہونچا پھر جنگ صائفہ میں چلا گیا۔ اس زمانہ میں دمشق کا حاکم کلثوم بن عیاض تھا جو خالد سے بہت بغض رکھتا تھا۔ ابن العمرس نامی ایک عراقی ہر شب میں دمشق کے مکانوں میں آگ

لگاتا پھرتا تھا اور جب آگ لگ جاتی تھی تو چوری کرنے میں مصروف ہو جاتا تھا۔ خالد کے بال بچے اور ان کے بھائی دریا کے کنارے پر دمیوں سے لڑنے کے لئے مقیم تھے کلثوم نے اس پر ہشام کو خبر دی کہ خالد کے موالی کا ارادہ بیت المال کے لوٹنے کا ہے اس خیال سے وہ ہر شب کو شہر میں آگ لگاتے پھرتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے لڑکوں اور اسکے موالی کو قید کر لو چنانچہ کلثوم نے حکم دیا تو خالد کی تمام اولاد اور اسکے بھائی ساحل سے زنجیروں میں جکڑے ہوئے گرفتار کر کے حاضر کئے گئے اور خالد کی لڑکیوں اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا گیا۔ اسکے بعد علی بن العمرس اور اسکے اصحاب کا پتہ چل گیا تو خراج کے امیر ولید بن عبد الرحمن نے ہشام کو علی بن العمرس اور اسکے اصحاب کی گرفتاری کی اطلاع دی جس میں تفصیلی طور پر ان کے نام اور ان کے قبائل کا ذکر تھا۔ مگر اس میں خالد کے کسی عزیز یا غلام کا ذکر نہ تھا اس پر ہشام کلثوم پر بہت خفا ہوا اور اسی خفگی کی حالت میں اس نے حکم دیا کہ خالد کی اولاد کو رہا کر دو۔ مجبوراً لڑکوں کو تو رہا کر دیا لیکن غلاموں کو اس وجہ سے آزاد نہیں کیا کہ خالد غزوہ صایفہ سے آکر ان کے لئے شاید سفارش کریگا جب خالد دمشق میں واپس آیا تو اپنے مکان میں اترا۔ اور لوگوں کو ملنے کی اجازت دی۔ لوگ جب آئے تو لڑکیاں پردہ کرنے لگیں خالد نے کہا کہ پردہ کی کیا ضرورت ہے تم کو تو ہر روز ہشام جیلخانہ بھیجتا رہا ہے۔ آخر کار جب لوگ اندر آئے تو لڑکے پردہ کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خالد نے کہا کہ میں تو غزوہ میں شرکت کے لئے گیا تھا اور اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ گیا تھا۔ لیکن میرے پیچھے بدعہدی کی گئی اور میرے حرم اور اہل بیت کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ان کو اہل جرائم کیساتھ رکھا گیا اور اسی قسم کا برتاؤ کیا گیا جو مشرکین اور کافرین کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن تم میں سے کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ روئے اور کہے کہ ایسے مطیع اور فرماں بردار شخص کے گھر والوں کو کیوں قید کیا جاتا ہے۔ تم ڈرے کہ تم قتل کر دئے جاؤ گے۔ ارے میں تم سے کہتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ ہشام کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے پیچھے پڑ گیا اسکو میری ایذا رسانی سے رک جانا چاہئے۔ میں بلاشبہ عراقی الھوی۔ شامی الدار حجازی الاصل محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو دعوت دوں گا میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو یہ خبر پہونچا دو۔ جب یہ ہشام کو معلوم ہوا تو کہا کہ

ابو الہیثم پاگل ہو گیا ہے۔ ادھر یوسف بن عمر کے خطوں کا سلسلہ جاری تھا کہ یزید بن خالد بن عبداللہ کو میرے پاس بھیجدیجیے۔ ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید بن خالد بن عبداللہ کو یوسف بن عمر کے پاس بھیجدو۔ لیکن جب کلثوم نے اسکو بلایا تو وہ بھاگ گیا پھر خالد کو بلا بھیجا تو وہ حاضر ہوا کلثوم نے اسکو قید کر لیا۔ اسکی خبر جب ہشام کو ملی تو بہت خفا ہوا اور فوراً رہا کر دینے کا حکم دیا۔ اسلئے کلثوم نے اسکو چھوڑ دیا۔ جب ہشام کسی کو کچھ لکھنا چاہتا تھا تو ابرش کلبی کو لکھنے کا حکم دیتا۔ وہی خالد کو بھی ہشام کی طرف سے خط لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ ابرش نے خالد کو یہ لکھا کہ امیر المومنین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نے تجھ سے یہ کہا ہے کہ میں تجھ کو دس خصلتوں کی بنا پر پسند کرتا ہوں "اللہ کریم ہے۔ اور تو بھی کریم ہے "اللہ جواد ہے اور تو بھی سخی ہے" اللہ رحیم ہے اور تو بھی رحیم ہے۔ اسی طریقہ سے اس نے دس صفتوں کا شمار کیا۔ ان باتوں پر امیر المومنین نے قسم کھائی ہے کہ اگر ان باتوں کی تصدیق ہو گئی تو میں خالد کو ضرور قتل کر ڈالوں گا۔ خالد نے جواب میں لکھا کہ اس قسم کی مجالسوں میں اکثر وہ شخص رہتے ہیں جو باغیوں اور فاسقوں کی طرح سے باتوں کو بدل دیا کرتے ہیں۔ مجھ سے اس شخص نے صرف یہ کہا تھا کہ خالد میں تجھ کو دس خصلتوں کی وجہ سے محبوب رکھتا ہوں۔ اللہ کریم ہے اور کریم کو محبوب رکھتا ہے اس لئے میں بھی تجھ کو محبوب رکھتا ہوں۔ الغرض اسی طریقہ سے اس نے دس باتیں شمار کرائیں۔ لیکن اس سے بڑی بات تو ابن شقی الحمیری کا امیر المومنین کے پاس رہنا اور یہ کہنا کہ اے امیر المومنین تیرا خلیفہ تیرے گھر میں زیادہ معزز ہے یا تمہارا قاصد جسکو تم نے کسی ضرورت سے بھیجا ہے۔ اور امیر المومنین کا یہ جواب دینا کہ نہیں میرے اہل میں خلیفہ زیادہ معزز ہے۔ ابن شقی کا پھر یہ کہنا کہ تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکے رسول ہیں۔ قبیلۂ بجیلہ کے ایک شخص کی (یعنی میری) گمراہی وضلالت عامۂ مسلمانوں کے لئے خلیفہ کی ضلالت اور گمراہی سے کم نقصان رساں ہے۔ ہشام نے جب خالد کا یہ خط پڑھا تو کہا کہ ابو الہیثم دیوانہ ہو گیا ہے۔ خالد دمشق میں ہشام کے انتقال تک مقیم رہا۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو اس نے خالد کو لکھا کہ تمہارا اس پانچ کروڑ درہم کا کیا حال ہے جسکو تم خوب جانتے ہو۔ تم امیر المومنین کے پاس جلد حاضر ہو۔ خالد ولید کے پاس گیا جب وہ باب سرادق میں پہونچا تو ولید نے یہ دریافت کر دیا کہ تیرا لڑکا یزید کہاں ہے۔ خالد نے کہا کہ وہ ہشام کے خوف سے چلا آیا تھا۔

اور اب ہم اسکو امیر المومنین کے پاس دیکھتے تھے یہاں تک کہ خدا نے انکو خلافت عطا کی۔ پھر جب ہم نے اسکو انکے پاس نہیں پایا تو خیال کیا کہ شاید وہ اپنی قوم کا کوئی سردار ہوگا قاصد ولید کے پاس سے واپس آیا اور خالد سے کہا کہ تو نے اپنے بیٹے یزید کو فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ خالد نے جواب دیا کہ امیر المومنین کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم بہت ہی فرماں بردار اور اطاعت گذار خاندان کے لوگ ہیں۔ مگر قاصد نے پھر آکر کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ اپنے لڑکے کو جلد حاضر کرو ورنہ میں تمکو ہلاک کر دونگا۔ اسپر خالد نے زور سے کہا کہ کہدو ہاں میرا یہی ارادہ ہے۔ اگر وہ میرے ان قدموں کے نیچے بھی ہو تو میں کبھی نہ اٹھاؤنگا۔ تاکہ ظاہر ہو جائے ولید نے یہ سنکر مارنے کا حکم دیا۔ جب اسپر مار پڑنے لگی تو وہ چپ چاپ رہا اور کچھ نہ بولا۔ اور پھر اس سزا کے بعد قید کر دیا گیا کچھ دنوں کے بعد یوسف بن عمر عراق سے بہت سا مال لیکر ولید کے پاس آیا اور ایک کروڑ درہم میں ولید سے خالد کو خرید لیا۔ ولید نے خالد کو اطلاع دی کہ یوسف تجھ کو ایک کروڑ میں خریدتا ہے۔ اسلئے یا تو تم اس مقدار کی ضمانت دو ورنہ تجھکو یوسف کے حوالہ کر دونگا۔ خالد نے جواب دیا کہ میں نے عرب کو کبھی فروخت ہوتے نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اگر تو مجھ سے ایک لکڑی کی ضمانت مانگے تو میں اسکی بھی ضمانت نہ دونگا۔ آخر کار ولید نے خالد کو یوسف کے حوالہ کر دیا یوسف نے کپڑے اتار لیئے اور گدڑی پہنا دی۔ اور اسکو ایک کجاوہ میں جس میں کوئی بچھونا تک نہ تھا سوار کیا۔ اور اسکے ساتھ بہت برا سلوک کرنے لگا مختلف طریقہ سے اذیتیں دیں لیکن خالد کی زبان سے اف تک نہیں نکلا۔ یوسف اسکو وہاں سے کوفہ لے گیا اور وہاں پہونچکر بہت ظالمانہ اور بیدردانہ رویہ اختیار کیا پھر اسکے سینہ پر بڑے بڑے پتھر رکھکر اسی رات میں یوسف نے اسکو قتل کر ڈالا اور اسی گدڑی میں اسکو لپیٹ کر اسی وقت حیرہ کی خاک کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ محرم ۱۲۶ھ ہجری کا ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ یوسف نے قتل کا حکم دیا تھا۔ تو لوگوں نے اسکے پاؤں پر لکڑی رکھی اور خود اس پر کھڑے ہو گئے حتی کہ اسکے پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ مگر اسکی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا اور نہ اسکی پیشانی پر ذرہ برابر بھی شکن پڑی۔ خالد کی ماں روم کی باشندہ

اور نصرانیہ تھی جس سے اسکے والد نے نصاریٰ کی عید کے دن شادی کی تھی۔ اس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک خالد تھا اور دوسرا اسد تھا۔ لیکن وہ مسلمان نہ ہوئی۔ خالد نے اپنی ماں کے لئے گرجا بنوایا تھا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے خالد کی بہت مذمت کی بہت سے شعراء نے اسکی مذمت میں اشعار کہے ہیں۔ اُن میں سے فرزدق کے اشعار یہ ہیں۔

الا قطع الرحمن ظهر مطية ۔ اتتنا تهادى من دمشق بخالد

خدا نے اس سواری کی پیٹھ کیوں نہ توڑ ڈالی ۔ جو ہمارے پاس خالد کو دمشق سے لائی۔

فكيف تؤم الناس من كانت امه ۔ تدين بان الله ليس بواحد

وہ شخص لوگوں کی کسطرح امامت کرسکتا ہے۔ جسکی ماں کا یہ دین ہو کہ اللہ ایک نہیں ہے۔

بنى بيعة فيها النصارى لامه ۔ ويهدم من كفر منار المساجد

نصاریٰ نے اسکی ماں کے لئے کلیسا بنایا تھا۔ اور وہ کفر کی وجہ سے مسجدوں کے میناروں کو منہدم کرتے تھے

خالد نے کسی شاعر کے یہ اشعار سنے تو اسنے مسجد کے مناروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا تھا۔

لیتنی فی المؤذنین حیاتی ۔ انهم يبصرون من فی السطوح

کاش میری زندگی مؤذنوں میں ہوتی۔ کیونکہ وہ لوگ بالا نشینوں کو دیکھتے ہیں۔

فيشيرون او تشير اليهم ۔ بالهوى كل ذات دل مليح

اور یا تو خود اشارہ اور کنایہ کرتے ہیں یا انکی طرف نازک اندام نمکین عورتیں محبت سے اشارہ کرتی ہیں

خالد نے جب یہ اشعار کسی سے سنے تو اسنے مناروں کے انہدام کا حکم دیا لیکن جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ لوگ اسکی اس حرکت پر مذمت کرتے ہیں کہ اس نے اپنی ماں کے لئے گرجا تعمیر کرایا ہے تو وہ لوگوں سے معذرت مانگنے کے لئے کھڑا ہوا اور اسنے کہا کہ اگر انکا دین تمہارے دین سے برا ہے تو خدا ان پر لعنت بھیجے گا خالد کہا کرتا تھا کہ کسی شخص کا خلیفہ اس کے گھر میں اس کے پیغام رساں سے جو کسی کام سے بھیجا گیا ہے افضل ہے (نعوذ باللہ من ذالک) یعنی خلیفہ ہشام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے (ہم ایسی باتوں سے خدا سے برات چاہتے ہیں)

ولید بن یزید بن عبدالملک کا مقتول ہونا

اس سال جمادی الآخر میں ولید بن یزید جسکو لوگ ناقص کہا کرتے تھے قتل کیا گیا۔ اسکے قتل کی وجہ اسکی مذہب کیساتھ بیباکی اور مجنونانہ عادات تھے جسکا بیان پہلے گذر چکا ہے جب سے خلیفہ ہوا تو وہ اپنے افعال قبیحہ مثلاً لہو ولعب، شراب نوشی، سیر و شکار، فساق اور فجار کی صحبت میں تجاوز کرتا گیا۔ حتیٰ کے عام طور پر اسکی شہرت ہوگئی لوگوں کی نظروں سے اسکی وقعت جاتی رہی۔ تمام رعایا اور بالخصوص فوجیوں پر اسکے یہ حرکات اور سکنات شاق گزرنے لگے۔ اسکے علاوہ سب سے بڑی زیادتی اسنے یہ کی کہ وہ اپنے دونوں چچا ہشام اور ولید کی اولاد کیساتھ بہت برا برتاؤ کرنے لگا۔ سلیمان بن ہشام کو سو کوڑے مارے، داڑھی مونچھ منڈوا کر شہر بدر کر کے عمان میں قید کر دیا۔ وہ ولید کے مقتول ہونے تک وہیں رہا۔ ولید نے ولید بن عبدالملک کے خاندان کی لونڈی پر قبضہ کر لیا۔ جب عثمان بن ولید نے واپس کرنے کی درخواست کی، تو اسکے جواب میں کہا کہ میں اس کو واپس نہ کروں گا۔ عثمان نے کہا کہ فوج میں اور زیادہ بدنی اور شور برپا ہو جائے گا۔ ولید نے افقم یزید بن ہشام کو بھی قید کر لیا۔ اور روح بن ولید اور اُسکی عورت میں جدائی کرادی۔ ولید کے بہت سے لڑکوں کو اس نے قید کر لیا۔ بنو ہشام اور بنو ولید نے اسکو کافر کہنا شروع کیا اور اسکو اوس کے باپ کے امہات الاولاد سے متہم کرنا شروع کیا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ولید نے بنو امیہ کے سو معزز آدمیوں کو گرفتار کیا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑا شخص یزید بن ولید بن عبدالملک تھا۔ لوگوں کا رجحان اسکی طرف بہت تھا۔ کیونکہ وہ عابد اور زاہد تھا۔ لوگوں سے خوش خلقی سے ملتا تھا جب ولید نے اپنے لڑکے حکم اور عثمان کے لئے بیعت لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو سعید بن بیہس بن صہیب نے اسکو منع کیا۔ اور کہا کہ یہ دونوں کم عمر ہیں ابھی بیعت نہ لیجیے۔ ولید نے اسکی سزا میں اسکو بھی قید کر دیا۔ یہانتک کہ وہ جیل خانہ ہی میں مر گیا۔ اسی طرح جب خالد بن عبداللہ کو بیعت کرنے پر مجبور کیا تو اسنے انکار کر دیا۔ یہ سنکر ولید بہت خفا ہوا۔ لوگوں نے خالد سے کہا کہ امیر المومنین کی مخالفت نہ کرو۔ تو اسنے کہا کہ میں ایسے شخص پر کیونکر بیعت کروں جس کے پیچھے

نماز تک درست ہو نہیں سکتی۔ اور نہ اسکی شہادت مقبول ہو سکتی۔ لوگوں نے کہا کہ پھر ولید کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو حالانکہ وہ فاسق ہے۔ خالد نے کہا کہ امیر المومنین ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں اور یہ لوگوں کی خبریں ہیں۔ خالد کے اس انکار پر یمانی اور بنو قضاعہ ولید سے بغاوت کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ اور تمام یمانی شام کے فوجوں سے تعداد میں زیادہ تھے چنانچہ شعیب بن ابی مالک غسانی، منصور بن جمہور الکلبی۔ اور منصور کا چچا زاد بھائی حبال بن عمر یعقوب بن عبد الرحمن، حمید بن منصور لخمی، اصبغ بن ذوالہ، طفیل بن حارثہ اور سری بن زیاد یہ سب کے سب خالد بن عبد اللہ کے پاس آئے اور اسکو اپنے اس کام میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ لیکن اسنے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی عرصہ میں ولید نے حج کا ارادہ کیا۔ خالد کو خطرہ ہوا کہ لوگ راستہ میں ولید کو قتل نہ کر ڈالیں۔ اسلئے اس نے ولید کو حج میں شریک ہونے سے روک دیا۔ ولید نے پوچھا کیوں اسنے اسکی اطلاع نہ دی۔ اس وجہ سے ولید نے اسکو بھی قید خانہ میں ڈالدیا اور حکم دیا کہ اس سے عراق کا مال وصول کیا جائے۔ پھر ولید نے یوسف بن عمر کو عراق سے بلایا تو اسکو حکم دیا کہ تمام اموال کے ساتھ دربار میں حاضر ہو۔ ولید نے ارادہ کیا تھا کہ یوسف کو معزول کر کے عبد الملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم بنا دے۔ یوسف اسقدر بکثرت مال لیکر روانہ ہوا کہ اتنی مقدار میں کبھی عراق سے مال نہیں آیا تھا۔ اتفاقاً راستہ میں یوسف اور حسان نبطی سے ملاقات ہوئی تو اسنے کہا کہ ولید کا ارادہ ہے کہ عبد الملک بن محمد کو عراق کا والی بنائے اور تمکو معزول کر دے۔ حسان نے یہ بھی مشورہ دیا۔ کہ کچھ مال اسکے وزراء کو رشوت دو۔ اسلئے یوسف نے دو لاکھ درہم وزراء میں تقسیم کر دیا۔ اور حسان نے یہ بھی کہا کہ تم اپنے عراق کے خلیفہ کی جانب سے اپنے نام اس مضمون کا خط لکھو کہ میں تمکو لکھتا ہوں کہ میں دو قسم کا مالک ہوں یہاں خط کو تم اپنے پاس مہر کر کے رکھ لو اور خلیفہ کے پاس جا کر خالد کو خرید لو۔ چنانچہ یوسف اسی طریقہ پر دربار میں حاضر ہوا اور خالد قسری کو ایک کرور درہم میں خرید لیا۔ پھر ولید نے اسکو عراق پر واپس جانے کا حکم دیا۔ خالد یوسف کے سپرد کیا گیا اور وہ اسکو بری طرح پر لیکر عراق روانہ ہوا۔ یمنی قبائل کے شعراء نے ولید

کی طرف سے بلکہ اسکی زبان حال سے یہ اشعار کہے جس میں یمنیوں کو مشتعل کیا ہے۔
بعض روایت میں ہے کہ یہ اشعار جو ولید کے ہیں جس میں یمنیوں کو خالد کی امداد نہ کرنے پر تہدید تھی

الم تھتج فتذکروا وصالا　　وحبلا کان متصلا غزالا

کیا تم مشتاق نہیں ہوئے کہ تم اپنے ارتباط کو یاد کرو۔ اور اس رشتہ داری کو یاد کرو جو بٹی ہوئی رسی کی طرح مضبوط ہے

بلی فالدمع منک الی انسجام　　کماء المزن ینسجل انسجالا

ہاں تمہاری آنکھوں سے آنسو ایسے رواں تھے۔ جیسے ابر سے پانی رواں ہوتا ہے۔

فدع عنک اذکارک آل سعدی　　فنحن الاکثرون حصی ومالا

پس آل سعدی کے تذکروں کو تم چھوڑ دو　　ہم تعداد اور مال میں سب سے زیادہ ہیں

ونحن المالکون الناس قسراً　　نسومھم المذلۃ والنکالا

اور ہم ہی تمام لوگوں کے جبراً مالک ہیں۔　　اور ہم ہی انکو ذلت اور عذاب کا مزا چکھاتے ہیں

وطئنا الاشعری بعز قیس　　فیالک وطأۃ لن تستقالا

ہم نے اشعری کو بنو قیس کی شوکت سے پامال کر دیا۔ اور کیسی پامالی جو کبھی مٹ نہیں سکتی۔

وھذا خالد فینا اسیر　　الا منعوہ ان کانوا رجالا

اور یہ خالد ہمارے پاس قید ہے۔　　اگر وہ لوگ مرد تھے تو کیوں نہیں روکا۔

عظیمھم وسیدھم قدیما　　جعلنا المخزیات لہ ظلالا

جو ان میں کا سب سے بڑا اور قدیم سردار ہے۔　　ہم نے اُسپر ذلت و رسوائی سایہ کی طرح ڈالدی۔

فلو کانت قبائل ذات عز　　لما ذھبت صنائعہ ضلالا

اگر وہ عزت اور شرافت والے قبائل ہوتے۔ تو اون کے کارنامے ضائع نہ ہو جاتے۔

ولا ترکوہ مسلوبا اسیرا　　یعالج من سلاسلنا الثقالا

اور نہ اسکو لٹا ہوا قیدی رہنے دیتے۔　　جو ہماری بھاری بھرکم زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے

وکندۃ والسکون فما استقاموا　　ولا برحت خیولھم الرحالا

بنو کندہ اور سکون کا کبھی نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور نہ اُن کی سپاہ اور فوج ٹھہر سکی۔

بھا سمت البریۃ کل خسف　　وھدمنا السھولۃ والجبالا

اسی وجہ سے تمام مخلوق پر ذلت چھا گئی۔　　اور ہم نے پہاڑ اور نرم زمین سب کو روند ڈالا

ولکن الوقائع ضعضعتھم　　وجذ تھم وردتھم شلالا

لیکن لڑائی کے صدموں نے انکی کمر توڑ دی۔ تم اُن کو پاؤ گے کہ جنگ و جدال نے انکو متفرق کر دیا ہے

فما زالوا لنا ابداً عبید ۔ نسومھم المذلۃ والسفالا

پس شہر ہمارے ہمیشہ مطیع رہے۔ ہم ان پر ذلت اور خرابی نازل کرتے رہے

فاصبحت الغداۃ علی تاج ۔ لملک الناس ما یبغی انتقالا

پس لوگوں کے بادشاہ کا تاج میرے سر پر ہو گیا۔ جس میں اب انقلاب نہیں ہو سکتا۔

یہ اشعار لوگوں کو بہت تکلیف دہ ثابت ہوئے اور ولید کی طرف سے رنج و غصہ بڑھ گیا، حتیٰ کہ اس کے قتل کے درپے ہو گئے۔ اور حمزہ بن بیض نے ولید کے متعلق یہ کہا۔

وصلت سماء الضر بالضر بعدما ۔ زعمت سماء الضر عنا ستقلع

تو نے پے درپے مصائب کے آسمان توڑے۔ جبکہ تجھ کو اسکا یقین ہو گا کہ یہ مصائب ہم سے دور ہو جائیں گے

فلیت ہشاماً کان حیاً یسوسنا ۔ وکنا کما کنا نرجی ونطمع

اگر ہشام زندہ ہوتا تو ہمکو بلند مرتبہ پر پہونچاتا۔ جیسی ہماری امید اور خواہش تھی۔

یا ولید الخنا ترکت الطریقا ۔ واضحاً وارتکبت فجاً عمیقا

اے بیہودہ ولید تو نے صاف اور سیدھا راستہ چھوڑ دیا۔ اور تنگ اور عمیق راستہ اختیار کر لیا۔

وتمادیت واعتدیت واسرفت ۔ واغویت وانبعثت فسوقا

تو نے سرکشی کی ظلم کیا، اسراف کیا۔ لوگوں کو گمراہ کیا اور فسق و فجور کا بازار گرم کیا

انت سکران ما تفیق فما تر ۔ تق فتقاً وقد فتقت فتوقا

تو تو نشہ میں اسقدر چور رہتا ہے کہ کبھی افاقہ نہیں ہوتا۔ اور نہ تو لوگوں کی اصلاح کرتا بلکہ نفاق پیدا کرتا ہے

وابداً ہات ثم ہات وہاتی ۔ ثم ہاتی حتی تخر صعیقا

ہمیشہ تم لاؤ اور تم لاؤ اور پھر لاؤ ۔ وہ لاؤ حتیٰ کہ اسی طرح بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے

یمنی قبائل یزید بن ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تاکہ اس سے بیعت کریں۔ لیکن اس نے عمر بن یزید الحکمی سے مشورہ لیا تو اوس نے کہا کہ لوگ تجھ سے اسکام کیلئے بیعت نہ کریں گے۔ تم اسکے متعلق اپنے بھائی عباس سے مشورہ لو۔ اگر وہ تم سے بیعت کر لیں تو پھر کوئی مخالفت نہ کریگا۔ اگر انہوں نے انکار کیا تو مشکل ہے کیونکہ لوگ اون کو عزیز رکھتے ہیں اور مطیع ہیں۔ اگر تم مشورہ لینا نہیں چاہتے

تو جیسا جی میں آئے کرو۔ لیکن یہ ضرور ظاہر کردو کہ میرے بھائی عباس نے مجھ سے بیعت کرلی ہے۔ اس زمانہ میں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے لوگ میدانوں اور صحراؤں میں چلے گئے تھے۔ یزید بھی صحرا میں مقیم تھا لیکن عباس قسطل میں تھا۔ ان دونوں کے درمیان چند ہی میل کا فاصلہ تھا۔ یزید عباس کے پاس آیا اور جب مشورہ لیا تو عباس نے اسکو اس سے روکا۔ یزید الٹے پاؤں واپس ہوا۔ اور لوگوں سے خفیہ طریقہ پر بیعت لینے لگا بلکہ اطراف میں اپنے دعاۃ بیعت لینے کے لئے بھیجدئے۔ ایک مرتبہ یزید عباس کے پاس پھر گیا اور اسکو اسطرف مائل کیا کہ وہ اسپر بیعت کرے۔ لیکن عباس نے اسکو بہت ڈانٹا۔ اور کہا کہ اگر پھر تونے ایسا کہا تو میں تجھ کو بند ھوا کر امیرالمومنین کے پاس بھیجدوں گا۔ یزید وہاں سے واپس گیا۔ اور عباس نے کہا کہ میرے خیال میں یہ بنو مروان کی بدترین اولاد ہے۔ جب یہ خبر مروان بن محمد کو آرمینیہ میں ملی تو سعید بن عبدالملک بن مروان کو اس نے لکھا کہ لوگوں کو روکو اور اس سے باز رکھو فتنہ و فساد سے منع کرو۔ اور ان کو یہ بتادو کہ ہمارے ہاتھ سے عنان حکومت جاتی رہیگی۔ سعید کو یہ کام اہم معلوم ہوا۔ اسلئے اسنے وہ حکم فوراً عباس بن ولید کے پاس بھیجدیا۔ عباس نے یزید کو بلاکر دوبارہ تہدید و توبیخ کی یزید نے اپنے ارادہ کو پوشیدہ رکھا اور ظاہرہ عباس کی بات مان لی۔ عباس نے اپنے بھائی بشر بن ولید سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ بنو مروان کی ہلاکت کا سامان خدا نے پیدا کردیا ہے پھر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

انی اعیذکم باللہ من فتن ۔۔۔ مثل الجبال تسامی ثم تندفع

میں تم کو خدا کی پناہ دلاتا ہوں ان فتنوں سے۔ جو پہاڑوں کے مثل بلند ہو کر ٹکراتے ہیں اور پھر گر پڑتے ہیں

ان البریۃ قد ملت سیاستکم ۔۔۔ فاستمسکوا بعمود الدین وارتدعوا

تمام عالم تمہاری حکمرانی سے آزردہ ہے۔ اسلئے تم لوگ دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑلو اور باز آؤ

لا تلحمن ذئاب الناس انفسکم ۔۔۔ ان الذئاب اذا ما الحمت رتعوا

تم لوگ اپنا گوشت بھیڑیوں کو نہ کھلاؤ۔ کیونکہ بھیڑئے کو جب گوشت کا مزہ ملجاتا ہے تو اور چاہتا ہے۔

لاتبقرن بایدیکم بطونکم فلثم لاحسرۃ تغنی ولاجزع

تم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ چاک نہ کرو۔ پھر حسرت وافسوس سے بھی کوئی فایدہ نہیں پہونچیگا

جب یزید نے اپنا انتظام کرلیا تو اسی پریشانی کے عالم میں دمشق روانہ ہوگیا۔ وہاں سے دمشق کا کل فاصلہ چار دن کا تھا اور بھیس بدلکر سات آدمیوں کی جماعت کیساتھ حمیر آیا اور دمشق سے ایک منزل کے فاصلہ پر جرود پہونچا پھر وہاں سے دمشق میں داخل ہوا اسوقت وہاں کے بہت سے باشندوں نے خفیہ طور پر اور اہل مزہ نے بھی بیعت کرلی۔ اس زمانہ میں دمشق کا حاکم عبدالملک بن محمد بن حجاج تھا جوکہ وبا کے خوف سے قطن چلا گیا تھا اور اپنے لڑکے کو دمشق کا حاکم اور ابوالعاج کثیر بن عبداللہ السلمی کو شہر کا کوتوال بنا گیا تھا۔ جب یزید نے بغاوت کی تیاری شروع کی تو لوگوں نے اس سے کہا کہ یزید جنگ کے لئے نکلنے والا ہے۔ تو اس نے ان باتوں کا اعتبار نہیں کیا۔ اسکے بعد یزید نے جمعہ کی رات کو مغرب کے بعد اپنے اصحاب کو بھیجا وہ لوگ باب فرادیس کے قریب آکر چھپ گئے۔ جب عشاء کی اذان ہوئی تو مسجد میں داخل ہوگئے۔ اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ مسجد میں چند پاسبان متعین تھے۔ جو شب میں لوگوں کو مسجد سے نکالدیتے تھے۔ چنانچہ جب سب لوگ نماز پڑھ چکے تو پاسبانوں نے مسجد سے نکالنا شروع کیا۔ لیکن یزید کے اصحاب نے اسقدر تاخیر کی کہ ان کے اور پاسبانوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ ان لوگوں نے جب موقع پایا تو پاسبانوں کو قید کرلیا۔ یزید بن عنبسہ یزید بن ولید کے پاس دوڑا ہوا گیا اور حالت سے اُسکو باخبر کیا اور ہاتھ پکڑکر کہا کہ اے امیرالمومنین اٹھئے، خدا کی نصرت اور امداد کی بشارت لیجئے۔ یزید ۱۲ آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا، جب سوق حمر کے قریب پہونچا تو اس کے اصحاب میں سے ۴۰ اور آگئے۔ مسجد تک پہونچتے پہونچتے تقریباً دوسو آدمی ساتھ ہوگئے۔ یزید مسجد میں پہونچا اور باب مقصورہ کو کھٹکھٹایا اور کہا کہ ہم ولید کے قاصد ہیں خادم نے یہ سنکر دروازہ کھول دیا۔ یزید نے داخل ہوتے ہی خادم کو گرفتار کرلیا اور ابوالعاج جو اسوقت نشہ میں مست تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ بیت المال کا جتنا خزانہ تھا وہ اپنے قبضہ میں کیا۔ جو لوگ اوسکو ڈرایا دھمکایا کرتے تھے ان سب کو گرفتار کرلیا۔ ان میں

محمد بن عبیدہ بھی تھا جو شہر بعلبک کا حاکم تھا محمد بن عبد الملک بن محمد بن الحجاج بھی گرفتار ہوا۔ مسجد میں اسلحہ رکھے تھے وہ بھی قبضہ میں آئے۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کی آمد کا تانتا بندھ گیا۔ اہل مزہ سکاسک، اہل داریا آئے، اور یعقوب بن محمد بن ہانی العبسی عیسیٰ بن شبیب التغلبی، اہل دومہ اور حرستا کے ساتھ آئے۔ حمید بن حبیب النخمی دیر مران اور ارزہ اور سطرا والوں کے ساتھ آئے۔ اہل جرش، اہل حدیثہ، اور اہل دیر زکے ساتھ لکر آئے۔ ربعی بن ہاشم الحارثی بنو عذرہ اور سلامان کے ساتھ آیا۔ اور جہینہ اور ان کے ساتھی بھی آئے اس کے بعد یزید نے عبد الرحمن بن مصادف کو دو سو سوار کے ساتھ عبد الملک بن محمد بن الحجاج کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ عبد الرحمن جب وہاں پہونچا تو اوس نے عبد الملک کو امان کے وعدہ پر گرفتار کر لیا۔ عبد الرحمن کو دو طشت اشرفیوں سے بھرے ہوئے ملے جن میں تیس تیس ہزار اشرفیاں تھیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں سے آپ ایک لے لیجئے۔ لیکن اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ نہیں میں عرب میں ضرب المثل کی طرح ہو جاؤں گا۔ کہ میں ہی نے اول اول اس کام میں خیانت کی۔ اس کے بعد یزید نے ایک فوج عبد العزیز بن الحجاج کی سرکردگی میں ولید بن یزید کی طرف بھیجی۔ جب یزید نے دمشق پر قبضہ کر لیا تو ولید کے غلام نے اسی وقت اسکو خبر دی۔ اسوقت وہ عمان کے مقام اغدف میں تھا۔ ولید نے اپنے غلام کو سخت سزا دی اور قید کر دیا۔ لیکن ابو محمد عبد اللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی جانب روانہ کیا۔ وہ روانہ ہوا اور کسی مقام پر ٹھہر کر یزید بن ولید نے عبد الرحمن بن مصادف کو اسکی طرف بھیجا۔ ابو محمد نے اس سے کچھ دریافت کیا اور پھر یزید کے لئے بیعت کر لی جب یہ خبر ولید کو ملی تو یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا کہ یہاں سے چلکر حمص میں قیام فرمائیے۔ کیونکہ وہ محفوظ جگہ ہے۔ اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ فرمائیے تاکہ یزید کو یا تو قتل کیا جائے یا قید کر کے لایا جائے۔ لیکن عبد اللہ بن عنبسہ نے کہا کہ خلیفہ کے لئے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ بغیر جنگ کئے ہوئے لشکر اور اپنے حرم کو چھوڑ دے۔ اللہ امیر المومنین کی مدد کرے گا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ ہم کو حرم کے متعلق کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ جو آتا ہے وہ عورتوں کا چچازاد بھائی عبد العزیز ہے ولید نے عنبسہ کے قول پر عمل کیا اور وہاں سے بخراء قصر نعمان بن بشیر میں آیا اور اسکے ساتھ

ضحاک بن قیس کے خاندان کے چالیس آدمی ساتھ ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم غیر مسلح ہیں۔ آپ ہمیں اسلحہ دیجئے۔ لیکن ولید نے کچھ نہیں دیا۔ اسکے بعد عبدالعزیز مقابلہ کے لئے نکلا اسکے ساتھ منصور بن جمہور بھی تھا اس نے پہلے زیاد بن حصین کلبی کو لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت نبوی کی طرف دعوت دینے کو بھیجا۔ اصحاب ولید نے اسکو قتل کر ڈالا۔ اسی پر لڑائی شروع ہو گئی۔ ولید کے پاس عباس بن ولید بن عبدالملک نے اطلاع بھیجی کہ میں آتا ہوں۔ ولید تخت نکلوا کر انتظار میں بیٹھا تھا مروان کے اس جھنڈے کو جو جابیہ میں بلند کیا گیا تھا نکالا۔ جب عبدالعزیز کو عباس کے آنے کی اطلاع ملی تو منصور بن جمہور کو اس نے راستہ میں بھیجدیا جو عباس کو زبردستی پکڑ لیا۔ عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ اپنے بھائی یزید کے لئے بیعت کرو۔ عباس نے مجبوراً بیعت کر لی۔ پھر ایک جھنڈا نصب کیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ عباس کا جھنڈا ہے انھوں نے امیر المومنین یزید کے لئے بیعت کر لی۔ عباس نے کہا انا للہ یہ شیطان کے دھوکوں میں سے ایک دھوکا ہے۔ واللہ بنو مروان ہلاک ہو گئے۔ اسکے بعد ولید کے پاس جو لوگ تھے وہ عبدالعزیز اور عباس کے پاس آ گئے۔ ولید نے عبدالعزیز کو لکھا کہ اگر تم جنگ سے باز آؤ تو ہم پچاس ہزار دینار دیں گے اور تمہاری زندگی تک حمص کی ولایت تمہارے ہاتھ میں دیدیں گے۔ اور خطرات اور مصائب سے مامون اور محفوظ رکھنے کے ذمہ دار ہیں گے۔ لیکن عبدالعزیز نے اس سے انکار کر دیا۔ اور کچھ جواب نہیں دیا۔ مجبوراً ولید نے دو زرہیں پہنیں اور اوسکے پاس ایکے دو گھوڑے جس کا سندی اور رایہ نام تھا حاضر کئے گئے اور اون سے خوب لڑا اسوقت ایک آدمی نے للکارا کہ اس خدا کے دشمن کو قوم لوط کی طرح قتل کر ڈالو۔ اور پتھر برساؤ۔ ولید نے جب یہ الفاظ سنے تو جھٹ سے محل میں داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

دعوالی سلمی والطلاء وقینۃ وکاسا الا حسبی بذالک مالا

میرے لئے میری محبوبہ سلمی اور گاڑھی شراب اور گانیوالی لونڈیاں اور جام شراب کو چھوڑ دو بس اسی قدر مال مجھ کو کافی ہے

اذا ماصفی عیشی برملۃ عالج وعانقت سلمی ما ارید بدلا

جبکہ عالج کی ٹیکری پر میرا عیش خوشگوار ہو۔ اور میں اپنی معشوقہ سلمی سے گلے مل رہا ہوں تو میں اسکے بدلنے کی خواہش نہ کرونگا

خُذُوا مُلْكَكُمْ لَا ثَبَّتَ اللّٰهُ مُلْكَكُمْ　ثَبَاتًا يُسَاوِي مَا حَيِيتُ عِقَالَا

تم اپنا ملک لے لو۔ اللہ تمہارے ملک کو جب تک میں رہوں اتنا بھی باقی نہ رکھے جتنی دیر ایک تسمہ باقی رہتا ہے۔

وَخَلُّوا عِنَانِي قَبْلَ عَيْرٍ وَمَا جَرَى　وَلَا تَحْسُدُونِي إِنْ أَمُوتَ هُزَالَا

قبل ذلت اور پیش آنے والے امر کے تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو۔　اگر میں کمزوری اور لاغری سے مرجاؤ تو مجھ پر حسد نہ کرو۔

• ولید نے جب دروازہ بند کر لیا تو عبدالعزیز نے قصر کا محاصرہ کر لیا۔ ولید نے دروازہ پر آ کر کہا کہ کیا تم میں کوئی شریف اور حیادار شخص نہیں ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں یزید بن عنبسہ سکسکی نے کہا کہ مجھ سے گفتگو کرو۔ ولید نے کہا کہ اے اخی السکاسک کیا میں نے تمہارے عطیات میں اضافہ نہیں کیا یا میں نے تم سے مشقتیں اور تکلیفیں دور نہیں کیں۔ کیا میں نے تمہارے فقراء کی امداد نہیں کی۔ اور کیا میں نے تمہارے معذوروں کے لیے خدام مقرر نہیں کیے۔ یزید بن عنبسہ نے کہا کہ ہم کو آپ سے کوئی عداوت نہیں ہے ہمارے دل میں کوئی بغض نہیں ہے۔ البتہ ہمارا جو کچھ غصہ ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ تم نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دیا شراب پی، سوتیلی ماؤں سے شادی کی۔ خدا کے احکام کی توہین کی ولید نے کہا کہ اے اخی السکاسک۔ خدا اختم کرے تیری اپنی عمر کی قسم کہا کرتا ہوں کہ تم نے بہت کچھ کہا اور پوری نصیحت کی مگر خدا نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں وسعت ہے جیسا کہ جن چیزوں کا تم نے ذکر کیا ہے اسکے بعد ولید اندر واپس آیا۔ اور کلام پاک کھولکر تلاوت کرنے لگا اور یہ بولا کہ آج کا دن حضرت عثمان کے دن کی طرح ایسا ہے۔ اسکے بعد لوگ دیواروں پر چڑھ آئے۔ سب سے پہلے یزید بن عنبسہ دیوار پر چڑھا۔ اتر کر اُس نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا اسکا ارادہ تھا کہ اسکو قید کر کے اسکے متعلق حکم چاہیے کہ اسوقت تک دس آدمی دیوار اتر کر نیچے آ گئے۔ ان میں منصور بن جمہور اور عبدالسلام لخمی بھی تھے۔ عبدالسلام نے ولید کے سر پر مارا، اور سندی بن زیاد بن ابی کبشہ نے چہرہ پر مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے سر کاٹ لیا اور یزید بن ولید کے پاس بھیج دیا یزید کے پاس اسوقت سر پہنچا جبکہ وہ صبح کا کھانا کھا رہا تھا۔ اسکے بعد اسنے سجدہ شکر ادا کیا یزید بن عنبسہ نے

ولید کے آخری الفاظ بیان کئے۔ اللہ تمھارے نفاق کو دفع نہ کرے اور تمھاری پریشانی کو زائل کرے اور نہ تم میں اتحاد پیدا کرے۔ یزید نے ولید کے سر کو نصب کرنے کا حکم دیا تو مولی بنی مرہ یزید بن فردہ نے کہا کہ خوارج کے سر نصب کئے جاتے ہیں۔ یہ تو آپ کا ابن عم تھا۔ اور خلیفہ تھا اگر آپ نے ایسا کیا تو لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا ہو جائیگی۔ اور اُسکے خاندان کے لوگوں میں غصّہ کی آگ بھڑک اُٹھیگی۔ یزید نے اوسکی بات پر کان تک نہیں دھرا۔ اور اوسکے سر کو نیزے پر رکھکر تشہیر کرائی پھر حکم دیا کہ اسکو اسکے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس لیجاؤ۔ سلیمان بن یزید نے دیکھا تو کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو بہت بڑا فاسق اور فاجر تھا۔ شرابی اور نشہ خور تھا۔ سلیمان بھی اسکے قاتلین کے ساتھ تھا۔ جسوقت ولید کا محاصرہ کرلیا گیا تو مالک بن ابی سمح المغنی اور عمر والوادی مغنی (یہ دونوں مشہور گویے تھے) باقی رہگئے، مالک نے عمرو سے کہا کہ ہم لوگ بھاگ چلیں۔ عمرو نے کہا کہ یہ وفاداری کے خلاف ہے اسکے علاوہ ہم کو قتل بھی نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ہم لوگ تو جنگ کرنے والوں میں سے تو ہیں نہیں۔ مالک نے کہا کہ واللہ اگر وہ لوگ مجھکو یا تجھکو پاجائیں گے تو سب سے پہلے ہم ہی کو قتل کریں گے۔ اور پھر ہمارے سروں کے درمیان ولید کا سر رکھکر لوگوں سے یہ کہیں گے کہ دیکھو کہ اس حالت میں بھی اسکے ساتھ کس قسم کے لوگ ہیں۔ اسلئے ولید کے لئے اس سے بڑھکر کوئی معیوب چیز نہ ہوگی۔ یہ آخرکار یہ دونو بھاگ گئے۔ ولید ۱۲۶ھ میں جب جمادی الآخر کے آخری دو دن باقی رہگئے تھے تو قتل کیے گئے۔ اسکی مدتِ خلافت ایک سال تین مہینہ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک سال دو مہینہ بائیس دن سلطنت کی۔ اسوقت اسکی عمر ۴۲ سال کی تھی اور بعض کہتے ہیں ۳۸ سال کی تھی، بعض کہتے ہیں کہ ۴۱ سال کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۶ سال کی تھی۔

ولید کا نسب نامہ اور اسکے بعض حالات بیان

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اموی۔ کنیت ابو العباس تھی، ماں کا نام ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الثقفی

یہ حجاج بن یوسف کے بھائی کی بیٹی تھی اسکی دادی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن
ابی سفیان تھی۔ اسکی دادی کی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر بن کریز تھی عامر بن کریز کی ماں
ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب تھی۔ اسی وجہ سے ولید یہ اشعار پڑھا کرتا تھا۔

نبی الهدی خالی ومن یك خاله　　نبی الهدی یقهر به من یفاخره

ہدایت دینے والا نبی میرا ماموں ہے اور جسکا ماموں۔ ہدایت کرنیوالا نبی ہو اس سے جو مفاخرت کریگا وہ مقہور ہوگا

ولید بنی امیہ کے نوجوانوں، ظریفوں اور بہادروں میں سخیوں اور سخت مزاجوں میں
تھا وہ سب سے زیادہ لہو ولعب، شراب وکباب، ناچ و رنگ میں منہمک رہتا تھا۔ اسکے
یہ حرکات جب مشہور ہو گئے تو قتل کر دیا گیا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ ہشام اسکو ولی عہدی
سے معزول کرنا چاہتا ہے۔ تو اسپر اسنے جو اشعار کہے اس میں سب سے بہترین
شعر یہ تھا۔

کفرت یدا من منعم لو شکرتها　　جزاك بها الرحمن ذو الفضل والمن

تونے اپنے محسن کے احسان کی ناشکری کی۔ اگر تو شکر ادا کرتا تو تجھ کو خدا جو صاحب فضل و احسان ہے جزا دیتا

اس میں سے چار شعر لکھے جا چکے ہیں۔ ولید نے غزل، عتاب وصف شراب
اور دوسری چیزوں کے متعلق بہت اچھے اشعار کہے ہیں۔ اکثر شعراء شراب کی تعریف
میں اسی کے اشعار سے مضامین سرقہ کرتے ہیں خصوصاً ابو نواس نے تو بکثرت
سرقہ کیا ہے۔ ولید کے اقوال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راگ کی الفت شہوت
کو بڑھاتی ہے۔ اور مروت کو زائل کر دیتی ہے اور شراب کے قائم مقام ہوتی ہے
یہ وہی کام کراتی ہے جو نشہ کراتا ہے۔ اگر تم ایسے کرنے پر مجبور ہو تو عورتوں کو
اس سے دور رکھو اس لئے کہ راگ زنا کا منتر ہے۔ میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں۔
لیکن مجھ کو یہ تمام لذات سے زیادہ محبوب ہے۔ مجھے اسکی اس سے زیادہ خواہش
ہے جتنا کہ پیاسے کو پانی کی ہوتی ہے۔ لیکن حق زیادہ مستحق ہے کہ اسکی تقلید کی
جائے۔ یہ مروی ہے کہ یزید بن ضبہ مولی ثقیف نے ولید کی ایک دفعہ تعریف کی
اور خلافت کی مبارکباد دی۔ تو ولید نے حکم دیا کہ اشعار کا شمار کر کے ہر شعر کے عوض
میں ہزار درہم دئے جائیں۔ چنانچہ ان کی تعداد پچاس تھی۔ اس لئے پچاس ہزار درہم

دے دے گئے۔ اور یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے اشعار کو گن کر ہر شعر کے لئے ایک ہزار درہم
دئے۔ ولید کے متعلق یہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اسنے کلام پاک کھولا تو یہ آیت نکلی
"واستفتحوا وخاب کل جبار عنید" اسنے کلام پاک کو ڈال دیا اور اسپر تیر مارے اور
پھر یہ شعر پڑھنے لگا۔

تهددنی بجبار عنید   فها انا ذاک جبار عنید

تو مجھے جبار عنید کہکر دھمکاتا ہے   ہاں بیشک میں وہی سخت گیر سرکش ہوں

اذا ما جئت ربک یوم حشر   فقل یا رب مزقنی الولید

جب تو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس آئے۔ تو کہدے کہ اے خدا مجھکو ولید نے پارہ پارہ کردیا

اس واقعہ کے چند ہی دن بعد ولید قتل کردیا گیا۔ اسکے بہترین کلام نثر میں سے وہ کلام
ہے جو اسنے مسلمہ بن عبد الملک کی وفات کے بعد کہا تھا۔ اسوقت ہشام اس کی
تعزیت میں بیٹھا تھا کہ ولید نشہ میں چور، ریشمی جھالر دار چادر زیب تن کیے ہوئے اسکو کھینچتا
ہوا آیا اور ہشام کے قریب کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین بقیہ لوگوں کا بھی انجام
یہ ہوگا۔ کہ وہ دوسرے جانے والوں سے ملجائیں۔ مسلمہ کے بعد شکار اسی کے قبضہ
میں آئیگا جو اسے مارے گا اور سرحدوں پر وہی شخص قابض ہوگا جو اسکی خواہش کریگا اور
اُنھی جانیوالوں ہی کے نقش قدم پر وہ چلیگا جو خلیفہ ہونا چاہتا ہے اسلئے توشہ جمع کرو اور بہترین توشہ
انسان کے لئے تقویٰ ہے ہشام نے منہ موڑ لیا اور اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور
دوسرے لوگ بھی سکتہ میں کھڑے رہے۔ ایک گروہ نے ولید کو ان برائیوں سے
بری الذمہ کیا ہے۔ اور انھوں نے ان سے انکار کیا اور ان کو بچا کر یہ کہتے ہیں کہ
یہ ولید کا کلام نہیں ہے بلکہ دوسرے لوگوں نے اُس کی طرف منسوب کردیا ہے لیکن
صحیح نہیں۔ مدائنی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ولید بن یزید کے بھائی عمر بن یزید کا لڑ
کا ہارون رشید کے پاس آیا۔ رشید نے پوچھا کہ تو کس خاندان سے ہے۔ اسنے
کہا کہ میں قریش کے خاندان سے ہوں۔ رشید نے پھر پوچھا کہ قریش کے کس خاندان
سے ہو۔ اسکے جواب دینے میں وہ ذرا جھجکا اور رک گیا۔ رشید نے کہا کہ میں نے تجھ کو امن
دیدیا اگرچہ تو بنو مروان ہی سے کیوں نہ ہو۔ اسنے کہا کہ میں عمر بن یزید کا بیٹا ہوں۔
رشید نے کہا کہ خدا تیرے چچا ولید پر رحم کرے اور یزید ناقص پر لعنت بھیجے کیونکہ

اس نے سفق علیہ خلیفہ کو قتل کیا۔ تم اپنی ضرورت پیش کرو۔ اسنے اپنی حاجت پیش کی اور رشید نے اسکی ضرورت فوراً پوری کر دی۔ سبیب بن شبہؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مہدی کے پاس بیٹھے تھے تذکرہ کلام میں ولید کا بھی ذکر آگیا۔ مہدی نے کہا کہ وہ تو زندیق تھا۔ ابو علاثہ فقیہ اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اے امیر المؤمنین خدا کسی کو خلافت نبوت اور امارت امت دینے میں سب سے زیادہ منصف ہے کیا وہ خلافت نبوت اور امارت امت کسی زندیق کو دیگا۔ مجھسے ایک شخص نے جو ولید کی ہر قسم کی محفلوں میں شریک رہتا تھا بیان کیا کہ اسکو طہارت کے ساتھ نماز کا بہت خیال رہتا تھا جب نماز کا وقت آجاتا تھا تو وہ رنگین اور منقش کپڑوں کو اُتار دیتا۔ اور پھر اچھے طریقہ سے وضو کرکے سفید پاک کپڑے پہنکر نماز پڑھتا۔ اور جب نماز سے فارغ ہو جاتا تو پھر انھیں کپڑوں کو پہنکر لہو ولعب اور شراب نوشی میں مشغول ہو جاتا۔ تو کیا یہ اس شخص کے افعال ہو سکتے ہیں جو اللہ پر ایمان نہ لایا ہو۔ مہدی بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے ابو علاثہ خدا تجھ کو برکت دے۔

یزید بن ولید ناقص کی بیعت کا بیان

اسی سال یزید بن ولید جو ناقص کے نام سے مشہور تھا۔ لوگوں نے اسکی بیعت خلافت کی۔ اسکا نام ناقص اس وجہ سے پڑا کہ ولید نے جو کچھ لوگوں کے عطیات میں دس دس اضافہ کیا تھا اس نے انکو کم کرکے ہشام کے زمانہ کے عطیات کے برابر کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل یہ نام مروان بن محمد نے رکھا تھا جب ولید قتل کر دیا گیا تو یزید نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں ولید کی برائی بیان کی اور اسکے الحاد اور کفر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ صرف اپنے بدترین افعال کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ اے لوگو تمھارے لئے مجھ پر فرض ہے کہ میں اسوقت تک پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں اور نہ کوئی نہر کھدواؤں اور نہ عطیات میں اضافہ کروں۔ نہ اموال کو بڑھاؤں گا اور نہ کسی بیوی یا بچہ میں اسکو تقسیم کروں گا جبتک سرحدیں محفوظ نہ ہو جائیں اور ہر جگہ کے لوگوں کی ضرورتیں پوری نہ ہو جائیں پھر جب کچھ بچ جائیگا تو اسی شہر کے متصل ہی منتقل کر دیں گے۔ مجھ پر یہ بھی فرض ہے کہ

میں تم کو سرحدوں کی حفاظت اور نگرانی کے لیے جمع نہ کروں تاکہ تم فتنہ و فساد میں پڑ جاؤ اور نہ تمہارے لیے اپنا دروازہ بند کروں اور نہ اہل جزیہ پر بیجا بار ڈالوں۔ تمہارے سالانہ عطیات ہر سال اور ماہانہ ہر مہینہ میں دیئے جائینگے، حتیٰ کہ تمہارے دور کے لوگ اسی طرح قریب ہو جائیں گے جس طرح تمہارے قریب ہیں۔ پس اگر میں اپنے قول و قرار کو پورا کروں تو تم پر میری اطاعت فرماں برداری اور خیر خواہی فرض ہے۔ اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کروں تو تم پر یہ فرض ہے کہ تم مجھکو علیحدہ کردو بشرطیکہ میں اپنے گناہ سے توبہ نہ کروں۔ اگر تمہاری نظر میں کوئی بہترین مصلح شخص ملجائے۔ جو کہ میری ہی طرح سے تم پر مہربانی اور شفقت رکھتا ہو۔ اور تم اُس پر بیعت بھی کرنا چاہتے ہو تو سب سے پہلا شخص میں ہونگا کہ اسپر بیعت کروں گا۔ یَا أَیُّهَا النَّاسُ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ لوگو خالق کی معصیت اور نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جایز نہیں ہے۔

بنو امیہ کی حکومت کا انتشار

اسی سال بنو امیہ کی حکومت میں پراگندگی اور انتشار پیدا ہوگیا۔ ہر طرف سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا۔ کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبد الملک عمان میں لڑنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ سلیمان کو ولید نے وہیں مقید کردیا تھا لیکن جب وہ قتل کردیا گیا تو وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور جسقدر شاہی خزانہ اس مقام پر موجود تھا سب پر قبضہ کرلیا۔ ولید پر لعنت کرتا اور اسکو کافر کہتا۔ وہاں سے اس نے دمشق کا راستہ لیا۔

اہل حمص کے اختلافات

جب ولید قتل کردیا گیا۔ تو باشندگان حمص نے اپنے شہر کے دروازے بند کر لیے اسپر نوحہ خوانی کرنے لگے۔ کسی نے ان سے یہ کہدیا کہ عباس بن ولید بن عبد الملک نے ولید کے قتل میں عبد العزیز کی اعانت و امداد کی ہے اس وجہ سے انھوں نے عباس کے مکان کو منہدم کردیا۔ اس کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ گھر کی

عورتوں کو نکال لے گئے۔ عباس کو بہت ڈھونڈھا لیکن وہ اپنے بھائی یزید کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں میں جذبۂ انتقام بڑھ گیا تو انہوں نے فوجیوں کو لکھا کہ ولید کے خون کا مطالبہ کرو۔ فوجیوں نے اُن کی اس دعوت کو قبول کر لیا اور اُس پر متفق ہو گئے کہ ہم یزید کی اطاعت نہ کریں گے اسکے بعد انہوں نے اپنا سردار معاویہ بن یزید بن الحصین بن نمیر کو منتخب کیا۔ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک نے بھی انکی تائید کی اور اُن کے ساتھ ہو گیا۔ جب یزید نے اپنے قاصد بھیجے تو سبھوں نے اطاعت سے انکار کر دیا بلکہ قاصدوں کو مجروح کر دیا۔ اسکے بعد یزید نے اُن کے مقابلہ کے لئے اپنے بھائی مسرور کو ایک کثیر جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ حوارین میں آکر مقیم ہوا جب سلیمان بن ہشام یزید کے پاس پہونچا تو یزید نے اُس کی تمام ضبط شدہ جائداد اور اموال کو واپس کر دیا اور پھر اسکو مسرور کی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ اور اسکو حکم دیا کہ وہ مسرور کی اطاعت کرے اسوقت اہل حمص اس ارادہ میں تھے کہ ہمکو دمشق جانا چاہیئے اس پر مروان نے کہا کہ سب سے پہلے اس فوج سے مقابلہ کر لینا چاہیئے جو سامنے ہے۔ اگر یہاں فتح حاصل ہو گئی تو سب کام آسان ہو جائیں گے۔ تیزی سے ان کے مقابلہ کو چھوڑ کر دمشق جانے میں کوئی فائدہ بھی نہیں دیکھتا۔ سمط بن ثابت نے اسکی مخالفت کی۔ اور کہا کہ لوگو یہ تمہارا مخالف ہے یہ یزید اور قدریہ کی طرف مائل ہے۔ لوگوں نے یہ سنکر مروان کو قتل کر ڈالا اور اسکے ساتھ اسکے لڑکے کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور ابو محمد سفیانی کو اپنا سردار بنا لیا۔ اس کے بعد اہل حمص نے سلیمان کے لشکر کو بائیں جانب چھوڑ کر دمشق کی راہ لی۔ سلیمان نے جب یہ حالت دیکھی تو خود اُن کے پیچھے تیزی سے روانہ ہوا۔ اور بڑی محنت اور جانفشانی سے انکو مقام حذرار کے بعد سلیمانیہ میں جس میں سلیمان بن عبدالملک کے کھیت تھے ان کو پالیا۔ ادھر یزید نے عبدالعزیز بن حجاج کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ ثنیۃ العقاب کی طرف روانہ کیا اور ہشام بن مصاد کو پانچسو کی جمعیت کے ساتھ عقبۃ السلامیہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہاں سلیمان کی فوج سے اور اہل حمص سے سخت مقابلہ ہوا جس میں سب سے پہلے سلیمان کے میمنہ اور میسرہ نے شکست کھائی

لیکن خود قلب میں کھڑا ہوا یہ حالت دیکھ رہا تھا۔ سلیمان کی فوج نے اہل حمص پر پھر ایک جارحانہ حملہ کیا اور انکو انکے اصلی مقام تک پیچھے ہٹا دیا۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے کہ اس عرصہ میں عبدالعزیز بن حجاج تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ عقاب کی گھاٹی سے آنکلا۔ اور تازہ دم ہو کر فوراً اہل حمص پر حملہ آور ہوا اور خود اُن کی فوج میں گھس گیا اور جو سامنے آیا اوس کو تہ تیغ کیا۔ آخرش حمص والوں نے شکست کھائی۔ اور یزید بن خالد قسری نے آواز دی کہ اللہ کی پناہ اللہ کی پناہ، یہ تیری قوم ہے۔ اسپر لوگ رک گئے۔ پھر سلیمان ابن ہشام نے لوگوں کو یزید پر بیعت کرنے کی دعوت دی۔ اور ابو محمد سفیانی اور یزید خالد بن معاویہ دونوں گرفتار کر کے سلیمان کے پاس لائے گئے۔ اس نے ان دونوں کو یزید کے پاس بھیجدیا۔ یزید نے قید کر دیا۔ اور دمشق کے تمام لوگوں نے یزید کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اہل حمص نے بھی یزید کے لئے بیعت کر لی۔ اس کے بعد یزید نے ان کو بہت سے عطیات دیے۔ اور شریفوں میں انعام تقسیم کئے۔ اور معاویہ بن یزید بن الحصین کو انکا سردار مقرر کیا۔

اہل فلسطین کی مخالفت کا بیان

اسی سال اہل فلسطین اپنے حاکم سعید بن عبدالملک کے مخالف بن بیٹھے اور اسکو وہاں سے بھگا دیا۔ سعید کو ولید ہی نے فلسطین کا حاکم مقرر کیا تھا۔ باشندگان فلسطین یزید بن سلیمان بن عبدالملک کے پاس آئے اور اسکو اپنا حاکم بنایا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین تو قتل کر دئے گئے اب آپ ہمارے معاملات کے مالک بن جاتے۔ یزید نے لوگوں کی یہ دعوت قبول کر لی۔ اور حاکم ہونے کے ساتھ ہی لوگوں کو یزید سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ لوگ فوراً اس کام کے لئے مستعد ہو گئے کیونکہ سلیمان کے لڑکے اکثر فلسطین میں رہا کرتے تھے۔ جب اہل اردن کو فلسطین والوں کی حالت کا پتہ چلا تو اونھوں نے بھی اپنا والی محمد بن عبدالملک کو بنایا۔ اور فلسطین والوں کے ساتھ ہو کر یزید بن ولید سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسوقت اہل فلسطین کا معاملہ دو آدمیوں

کے ہاتھ میں تھا سعید بن روح اور ضبعان بن روح۔ جب یہ خبر یزید بن ولید کو ملی تو اس نے سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کو ان اہل دمشق اور اہل حمص کے لوگوں کے ساتھ بھیجا جو سفیانی کے ساتھ تھے اور جنکی تعداد ۸۴ ہزار تھی۔ یزید نے سعید اور ضبعان کو جو روح کے بیٹے تھے یہ کہلا بھیجا کہ میں تم کو ۔ اگر تم جنگ و جدال سے باز آجاؤ۔ حکومت اور مال دوں گا۔ چنانچہ یہ دونوں اہل فلسطین کو ساتھ لیکر واپس ہوگئے۔ اب صرف اہل اردن باقی رہ گئے۔ سلیمان نے پانچ ہزار فوج کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا جس نے قریوں کو لوٹنا شروع کیا اور پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا۔ اہل طبریہ نے کہا کہ ایسی حالت میں جب کہ فوجیں ہمارے مکانات کو تلاش کر کر کے لوٹ رہی ہیں اور سارے خاندان پر جور و ستم کر رہی ہیں تو ہم نہیں ٹھہر سکتے اسکے بعد انھوں نے یزید بن سلیمان اور محمد بن عبد الملک کے جانوروں اور ہتھیاروں کو لوٹ لیا اور پھر اپنی اپنی جگہ پر پہونچ گئے۔ جب اہل فلسطین اور اہل اردن متفرق ہوگئے تو سلیمان صنبرہ پہنچا۔ اور اہل اردن نے یزید بن ولید کے لئے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ سلیمان پھر وہاں سے طبریہ پہنچا۔ اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ اس نے جمعہ کی نماز پڑھی۔ اور جو وہاں موجود تھے اُن سے یزید کے لئے بیعت لی۔ پھر وہاں سے رملہ پہنچکر یزید کے لئے اس نے بیعت حاصل کی۔ اور ضبعان بن روح کو فلسطین پر اور ابراہیم بن ولید بن عبد الملک کو اردن پر حاکم مقرر کیا

یوسف بن عمر کا عراق سے معزول ہونا

جب ولید قتل کر دیا گیا تو یزید بن ولید نے عراق پر منصور بن جمہور کو حاکم مقرر کیا اور اس سے قبل عبد العزیز بن ہارون بن عبد اللہ بن وحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو اسکے لئے منتخب کیا تھا۔ لیکن اسکے بعد یزید نے اسکو چھوڑ دیا اور منصور کو حاکم بنایا۔ عبد العزیز نے کہا کہ اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کر لیتا۔ منصور نے اسی بنا پر اسکو چھوڑ دیا۔ منصور کچھ متشرع یا متدین شخص نہ تھا وہ یزید کے اسوجہ سے ساتھ ہو گیا تھا کہ غیلانیہ کے متعلق یزید کی رائے اچھی تھی اور دوسرے یوسف کا خالد قسری کے قتل کرنے کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا چنانچہ جب یزید نے

اسکو عراق کا حاکم بنایا تو یہ کہا کہ اللہ سے ڈرو۔ اور یہ جان لو کہ میں نے ولید کو صرف اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ فاسق اور فاجر تھا۔ اس لئے تم ایسے افعال کے ہرگز مرتکب ہو نا کہ جنکی بنا پر میں نے ولید کو قتل کیا ہے جب یوسف بن عمر کو ولید کے قتل کی خبر ملی اسوقت جسقدر یمانی اسکے پاس موجود تھے تمام کو مقید کر لیا۔ اور بنو مضر کے ہر ہر فرد سے تخلیہ میں یہ پوچھنے لگا کہ اگر سلطنت میں کسی قسم کا اضطراب لاحق ہو۔ تو تم کیا کرو گے۔ ان میں سے ہر مضری نے یہ جواب دیا کہ ہم اہل شام میں سے ہیں شام والے جو کچھ کریں گے ہم بھی وہی کریں گے۔ اور جس شخص پر وہ بیعت کریں گے اُس پر ہم بھی کریں گے۔ یوسف نے جب اپنے خیال کے مطابق کسی کو نہ پایا تو تمام یمانیوں کو رہا کر دیا۔

منصور جب والی مقرر ہو کر روانہ ہوا اور عین التمر پہنچا تو اس نے شام کے تمام ان سرداروں کو جو حیرہ میں مقیم تھے ولید کے قتل کی اور اپنے امارت کی بذریعہ خط کے اطلاع دی اور اُن کو حکم دیا کہ یوسف اور اسکے عمال کو مقید کر لو منصور نے ان تمام خطوط کو سلیمان بن سلیم بن کیسان کے پاس بھیجدیا تاکہ وہ انکو تمام سرداروں میں تقسیم کر دے۔ سلیمان نے ان خطوں کو اپنے پاس روک لیا اور پھر اپنے نام کا خط لے گیا یوسف کو پڑھکر سنایا۔ یہ سنکر یوسف متحیر ہو گیا۔ اور سلیمان سے کہنے لگا کہ اب کیا صورت کیجائے۔ سلیمان نے کہا کہ تمھارا کوئی امام نہیں ہے کہ اسکے ساتھ ہو کر جنگ کرو۔ اور نہ شامی جنگ میں تمھارا ساتھ دیں گے میں تمکو منصور سے مامون اور محفوظ بھی نہیں پاتا ہوں۔ اسلئے اسوقت صرف یہی صورت ہے کہ تم ان شامیوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یوسف نے کہا کہ اسکی ترکیب کیا ہو گی۔ سلیمان نے یہ کہا کہ یزید کی اطاعت کا اظہار کرو۔ اور اپنے خطبوں میں یزید کے لئے دعائیں کرو۔ اور جب منصور قریب پہنچ جائے۔ تو تم میرے پاس چھپ جاؤ اور اسکو اور تمام کام کو چھوڑ دو اسکے بعد سلیمان عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آیا اور اسکو ان تمام باتوں کی خبر دی اور اس سے پوچھا کہ کیا تم یوسف کو اپنے پاس چھپا سکتے ہو۔ عمرو نے کہا کہ ہاں چنانچہ یوسف اسکے پاس چلا گیا۔ عمرو بن محمد نے کہا کہ کوئی مجرم بھی اسقدر خوفزدہ نہیں دیکھا گیا جتنا

کہ یہ شخص اپنے اس تکبر کے بعد خوف زدہ دیکھا گیا منصور کوفہ پہونچا اور اس نے خطبہ دیا جس میں جب ولید اور یوسف کے نام لیے گئے تو مذمت کی۔ اسکے بعد اور دوسرے خطبا نے بھی اسکے برائیاں بیان کیں جب یوسف سے ان لوگوں کا تذکرہ عمرو بن محمد نے آکر کیا تو ہر اس شخص کے تذکرے کے وقت جسکو بری طرح یاد کرتا یہ کہتا کہ قسم خدا کی مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں اُن کو اتنے کوڑے لگواؤں۔ عمرو اسکی حکومت کے اس طمع اور لوگوں کے دھمکانے کی خواہش پر سخت متعجب ہوا۔ اسکے بعد یوسف کوفہ سے پوشیدہ طریقہ پر شام میں آکر بلقاء میں ٹھہرا۔ لیکن جب اسکی خبر یزید بن ولید کو ملی تو اس نے پچاس سواروں کو اسکی طرف بھیجدیا۔ یوسف سے بنو نمیر کے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ اے یوسف واللہ تم قتل کیے جاؤ گے تم میری اطاعت کرو اپنی حفاظت کا سامان کرو۔ یوسف نے اطاعت کرنے سے انکار کردیا تو وہ شخص بولا کہ اچھا تو تم مجھ کو اسکی اجازت دو کہ میں تم کو قتل کرڈالوں تاکہ تجھکو یمنی نہ قتل کرسکیں اور ہم کو تمہارے قتل کی وجہ سے عار اور غصہ نہ دلائیں۔ یوسف نے کہا کہ مجھے کو اس بات کے قبول کرنیکا کوئی حق نہیں ہے جسکو تم نے پیش کیا ہے اس نمیری نے کہا کہ تو اپنی حالت کو خوب جانتا ہے۔ وہ سوار جو یوسف کو تلاش کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے پہونچ گئے اور یوسف کو تلاش کرنے لگے۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو اُن لوگوں نے اسکے لڑکے کو دھمکایا اور پتہ بتانے پر مجبور کیا اسنے کہا کہ وہ اپنے کھیت کھلیان گئے ہیں۔ یہ سوار اسی طرف اسکی تلاش میں روانہ ہوئے یوسف کو جب اُنکے آنیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ بھاگ گیا۔ اور جلدی میں اپنا جوتا چھوڑتا گیا۔ سوار برابر جستجو اور تلاش میں رہے۔ آخر کار اسکو عورتوں کے درمیان اس حالت میں پایا کہ انھوں نے ریشمی کپڑوں سے اسکو چھپا دیا تھا اور خود اُسکے کنارے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان سواروں کو جب پتہ چلگیا تو انھوں نے اسکی ٹانگ پکڑکر گھسیٹی اور اسکو پکڑکر مقید کرکے یزید کے پاس لے آئے بعض سپاہیوں نے اسپر حملہ بھی کیا اور اسکی ڈاڑھی کے کچھ بال بھی نوچے۔ اسکا قد بہت ہی چھوٹا تھا اور ڈاڑھی لمبی تھی۔ جب یہ یزید کے سامنے لایا گیا تو وہ ڈاڑھی کو جو ناف تک تھی ہاتھ میں

لیکر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین لوگوں نے میری ڈاڑھی نوچ لی اور ایک بال بھی نہیں چھوڑا حالانکہ اسوقت اُسکی ڈاڑھی ناف تک تھی۔ پھر یزید نے اسکو مقید کرنیکا حکم دیا چنانچہ وہ خضراء میں مقید کیا گیا۔ قید خانہ میں ایک شخص نے آکر کہا کہ کیا تجھ کو اسکا خوف نہیں ہے کہ اگر تیرے بعض دشمنوں کو تیرے یہاں قید ہونے کی خبر ملجائے اور وہ آکر اوپر پتھر گرادیں جس سے تو ہلاک ہو جائے۔ یوسف نے کہا کہ میں نے اسکا خیال نہیں کیا تھا۔ اسکے بعد اس نے یزید سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو خضراء کے قید خانہ کے علاوہ جہاں چاہے بھیجدے۔ خواہ وہ اس سے تنگ و تاریک ہی کیوں نہ ہو۔ یزید اسکی اس حماقت پر متعجب ہوا اور اسکو وہاں سے ہٹا کر اس قید خانہ میں بھیجدیا جہاں ولید کے دونوں لڑکے مقید تھے۔ چنانچہ یوسف اسی قید خانہ میں یزید کے پورے عہد خلافت میں اور ابراہیم کے عہد حکومت میں دو مہینہ دس دن تک رہا۔ پھر جب مروان دمشق کے قریب پہونچا تو یزید بن خالد قسری نے اپنے باپ خالد کے مولی کو جسکا نام ابوالاسود تھا ان لوگوں کے قتل کے لئے متعین کیا منصور بن جمہور عراق میں ماہ رجب کی چند تاریخوں کے گذرنے کے بعد پہونچا۔ اور آنے کے ساتھ ہی بیت المال پر قبضہ کرلیا۔ لوگوں کے وظائف اور عطیات کو جاری کردیا۔ اور اسکے علاوہ تمام اِن لوگوں کو جو قید خانہ میں تھے آزاد کردیا جس میں عمال حکومت اور اہل خراج تھے۔ اور عراق کے لوگوں سے یزید کے لئے بیعت لی۔ اسکے بعد بقیہ ماہ رجب، شعبان اور رمضان میں وہیں رہا۔ ماہ رمضان ختم ہونے کو چند دن باقی تھے کہ وہاں سے واپس آیا۔

نصر بن سیار کا منصور کی ولایت سے انکار کرنا۔

اسی سال نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کو خراسان پر حاکم ماننے سے انکار کردیا۔ حالانکہ یزید بن ولید نے جب منصور کو عراق کا حاکم بنایا تھا تو اسی کے ساتھ ہی خراسان کی حکومت بھی اسکے سپرد کی گئی تھی۔ یوسف بن عمر کا خط بھیجکر نصر کو بلانا اور نصر کا تحفہ و تحائف کے ساتھ دیر کرکے روانہ ہونے کا بیان ہم کرچکے ہیں۔

جب نصر کو ولید کے قتل کی خبر ملی تو وہ ان تمام تحائف کے ساتھ واپس آیا۔ آنیکے بعد ہی اس نے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ خوبصورت لونڈیوں کو اپنے لڑکوں اور مخصوص احباب میں تقسیم کر دیا۔ اور ان ظروف کو عوام الناس کے حوالہ کر دیا۔ عمال کو ملکوں کی طرف روانہ کر دیا اور ان کو حسن سیرت اور اخلاق کے ساتھ رہنے کی ہدایت کی۔ منصور نے اپنے بھائی کو خراسان اور رے پر حاکم بنایا۔ لیکن نصر نے اسکو قبضہ کرنے نہ دیا بلکہ اس نے اپنے آپ کو اور شہر کو منصور اور اسکے بھائی کی زد سے محفوظ کر لیا۔

اہل یمامہ اور انکے عامل کے درمیان جنگ کا بیان

جب ولید بن یزید مقتول ہو گیا۔ تو اسوقت یمامہ کا عامل علی بن مہاجر تھا جسکو یوسف بن عمر نے مقرر کیا تھا ول بن حنیفہ کی اولاد میں سے ہبیر بن سلمی بن ہلال نامی شخص نے اس سے کہا کہ ہمارے شہر کو خالی کر دو۔ علی بن مہاجر نے شہر خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ ہبیر نے اسکے مقابلہ کے لئے فوج جمع کی اور حملہ کے لئے روانہ ہوا۔ اسوقت علی اپنے محل ہجر میں جو ایک کھلے ہوئے میدان میں تھا۔ اسوجہ سے وہیں جنگ چھڑ گئی۔ علی نے شکست کھائی یہانتک کہ محل میں چلا گیا۔ اور پھر محل سے بھاگا۔ اور شہر کی طرف چلا گیا۔ ہبیر نے اسکے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ یحییٰ بن ابی حفصی نے ابن مہاجر کو جنگ کرنے سے منع کیا تھا لیکن اس نے بات نہ مانی تو یہ اشعار کہے۔

بَذَلْتُ نَصِيْحَتِيْ لِبَنِيْ كِلَابٍ ۔ فَلَمْ تَقْبَلْ مَشَاوَرَتِيْ وَ نُصْحِيْ

میں نے بنو کلاب کو نصیحت کی۔ لیکن انھوں نے میری نصیحت اور مشورہ کو قبول نہیں کیا

فِدًى لِبَنِيْ حَنِيْفَةَ مَنْ سِوَاهُمْ ۔ فَاِنَّهُمْ فَوَارِسُ كُلِّ فَتْحٍ

بنو حنیفہ پر تمام لوگ فدا ہو جائیں۔ بس وہی ہر میدان فتح کے شہسوار ہیں۔

شقیق بن عمرو السدوسی نے یہ کہا۔

اِذَا اَنْتَ سَالَمْتَ الْمُهَيَّرَ وَ رَهْطَهٗ ۔ اَمِنْتَ مِنَ الْاَعْدَاءِ وَالْخَوْفِ وَالذُّعْرِ

اگر تم نے ہبیر اور اسکی قوم سے صلح کر لی ہوتی ۔ تو تم دشمنوں سے اور خوف و دہشت سے مامون ہو جاتے

فتی راح یوم القاع روحۃ ماجد اراد بہا حسن السماع مع الاحرار

وہ ایسا جوان ہے جو یوم القاع میں معذورین کی طرح آیا۔ جہاں اُسنے اجرت دیکر بہترین گانا سننے کا ارادہ کیا

یہ یوم القاع کی لڑائی تھی۔ اسکے بعد ہبیرہ یمامہ کا امیر ہوگیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کا انتقال ہوا تو بنو قیس بن ثعلبہ بن دؤل میں سے ایک شخص عبداللہ بن نعمان امیر ہوا۔ اور اس نے مندلث بن ادریس حنفی کو فلج کا عامل بنایا۔ یہ عامر بن صعصعہ قریوں میں ایک قریہ ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ بنو تمیم کا گاؤں ہے۔ مندلث کے مقابلہ کے لیے بنو کعب بن ربیعہ بن عامر جمع ہوئے اُنھیں کے ساتھ بنو عقیل اور ابو الفلج المندلث بھی ہوگئے۔ مندلث سے اور ان سے جنگ ہوئی جس میں مندلث اور اُسکے اکثر ساتھی مقتول ہوئے۔ لیکن اُسکے ساتھیوں میں سے جو بنو عامر تھے وہ بالکل محفوظ رہے۔ اسی دن یزید بن طثریہ بھی مقتول ہوا۔ طثریہ اسکی ماں کا نام تھا۔ یہ طثر بن عمر بن وائل کی جانب منسوب ہے۔ یزید بن طثرہ اصل میں یزید بن منتشر ہے اسکے بھائی ثور بن طثریہ نے اسکے مرنے پر یہ مرثیہ لکھا۔

اری الاصل من نحو العقیق مجاوری مقیما و قد غالت یزید غوائلہ

یہ کیا ہے کہ میں بھاؤ کے درخت کو باوجود یزید کے ہلاک ہو جانیکے عقیق کی سمت میں اپنا پڑوسی دیکھ رہا ہوں

وقد کان یحمی المحجرین بسیفہ ویبلغ اقصی حجرۃ الحی نائلہ

وہ سارا یمن کی چراگاہوں کی حفاظت اپنی تلوار سے کرتا تھا۔ اور اُسکی سخاوت اُسکے اپنے قبیلہ کے گوشہ گوشہ تک پہنچتی تھی

یہ یوم الفلج اول تھا۔ جب عبداللہ بن نعمان کو مندلث کے قتل کی خبر ملی تو اُسنے بنو حنیفہ اور دوسرے قبائل میں سے ایک ہزار آدمیوں کو جمع کیا اور فلج پر حملہ آور ہوئے۔ جب لوگ صف بستہ ہوگئے۔ اور جنگ شروع ہوئی تو ابو لطیفہ پسپا ہو کر بھاگا۔ اسپر کسی لکھنے والے نے کہا۔

فر ابو لطیفۃ المنافق والجعفونیان و فر طارق

ابو لطیفہ منافق اور دونوں جعفونی بھاگ گئے اور طارق بھی بھاگا۔

لما احاطت بہما البوارق

جبکہ چمکدار تلواروں نے اُن کو گھیر لیا۔

طارق بن عبداللہ قشیری تھا اور دونوں جعفونی بنو قشیر میں سے تھا۔ بنو جعدہ

میدان میں اترے لیکن بھاگے جسکی وجہ سے اکثر آدمی مقتول ہوئے زیاد بن حیان الجلای کا ہاتھ کٹ گیا تو اُس نے یہ شعر کہا۔

انشد کفا ذہبت وساعدا　　انشدھا ولا ارانی واجدا

میں اپنی گم شدہ ہتھیلی اور کلائی کو ڈھونڈھ رہا ہوں۔ لیکن میں اب کسی کو بھی نہیں پاتا۔

اس کے بعد زیاد مار ڈالا گیا کسی ربعی نے یہ کہا۔

سمونا لکعب بالصفائح والقنا　　وبالخیل شعثا تنتحی فی الشکائم

ہم بنو کعب کے مقابلہ میں تلوار نیزے سے۔　　اور پراگندہ بال سرکش گھوڑوں کے ساتھ آگے بڑھے۔

فما غاب قرن الشمس حتی رائینا　　نسوق بنی کعب کسوق البھائم

ابھی سورج کی کرنیں غائب نہ ہونے پائی تھیں۔　　کہ تم نے دیکھا کہ ہم بنو کعب کو جانوروں کی طرح ہنکا رہے ہیں

بضرب یزیل الھام عن سکناتہ　　وطعن کافواہ المزاد الثواجم

ایک ایسی ضرب کیسا تھ جسنے کھوپریوں کو اپنی جگہوں سے ہٹا دیا۔　　اور ایسی نیزہ بازی سے جسکے زخم بہنے والے مشکیزوں کے منہ کی طرح تھا

یہ دن فلج ثانی کا دن تھا۔ پھر بنو قشیر، جعدہ، عقیل اور نمیر سب کے سب اکٹھا ہوئے انکا سردار ابو سہلہ النمیری تھا اونھوں نے بنی حنیفہ کے اون لوگوں کو جو معدن صخرا میں اونھیں ملے قتل کر دیا۔ اور اون کی عورتوں کے زیور اور کپڑے اوتار لئے۔ لیکن بنو نمیر نے عورتوں پر کوئی زیادتی نہیں کی، جب عمر بن وازع الحنفی کو عبید اللہ بن نعمان کی حرکتوں کا جو اوس نے فلج ثانی کی جنگ میں کی تھیں علم ہوا تو اُس نے یہ کہا کہ میں عبد اللہ سے اور اسکے ان ساتھیوں سے جنھوں نے غارت گری کی ہے۔ بدلہ لئے بغیر نہ رہوں گا۔ اور یہ یک ایسا زمانہ ہے جسمیں عقوبت سلطانی سے امن ہے اس نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور شریف پہونچا وہاں پہونچکر اسنے اپنی فوج کو ہر طرف پھیلا دیا اور پھر وہ تمام کا تمام لشکر لوٹ اور غارت گری میں مشغول ہو گیا جس میں اوس کے ہاتھ غنائم سے مالا مال ہوگئے پھر وہاں سے وہ اپنے لوگوں کے ساتھ واپس پھرا اور النشاش میں پہونچا ادھر بنو عامر مجتمع ہوکر آگے بڑھے۔ اسکی عمر بن وازع کو مطلق خبر نہ تھی۔ مگر جب اونٹوں کی بلبلاہٹ کی آواز اوسکے کانوں میں پڑی تو وہ خبردار ہوا۔ چنانچہ اسنے عورتوں کو خیمہ میں جمع کر دیا اور ان پہ پہرا بٹھا دیا۔ اور خود لڑنے کے لئے میدان میں

چلا گیا۔ وہاں جب لڑائی سخت ہوئی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکست کھا گیا اور عمر بن الوازع بھاگ کر یمامہ پہنچا۔ بنی حنیفہ کے بہت سے لوگ گرمی کی شدت اور پیاس کی وجہ سے کنوؤں میں گر پڑے۔ بنو عامر بہت سے قیدی اور عورتوں کو ساتھ لیکر لوٹے۔ نحیف نے کہا ہے۔

وبالنشاش یوم طار فیه ۔ لنا ذکر وعد لنا فعال

نشاش کی لڑائی کے دن ہمارے نام مشہور ہوئے اور اس دن ہمارے کارنامے شمار کئے گئے۔

فداء خالتی لبنی عقیل ۔ ولکعب حین تزدحم الجدود

میری خالہ بنو عقیل اور بنو کعب پر فدا ہے۔ جب کہ لوگوں کی قسمتیں ایک دوسری کی مدافعت کر رہی تھیں۔

هم ترکوا علی النشاش صرعی ۔ بضرب ثم اهونه شدید

جنھوں نے نشاش پر نعشوں کا ڈھیر لگا دیا۔ ایک ایسی ضرب کے ساتھ جسکی اونچی انکے لئے کاری تھی۔

نشاش کے دن بنو قیس نے لوٹ مار نہیں کی مگر بنی عقیل نے آکر انکو لوٹ لیا۔ نشاش کی لڑائی کا بیان تھا۔ اسکے بعد بنو حنیفہ پھر مجتمع نہ ہو سکے۔ بجز اسکے کہ عبید اللہ بن مسلم نے ان کو ایک مرتبہ جمع کیا تھا اور بنو قشیر کے پانی پر حملہ کیا۔ جو حلبان کے نام سے مشہور تھا شاعر نے کہا ہے۔

لقد لاقت قشیر یوم لاقت ۔ عبید اللہ احدی المنکرات

بنو قشیر کو عبید اللہ کے مقابلہ کے دن سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

لقد لاقت علی حلبان لیثا ۔ هزبر الا ینام علی التراب

ان کو مقام حلبان میں ایک ایسے سخت شیر سے مقابلہ کرنا پڑا جو زمین سے پیٹھ ہی نہ لگاتا۔

عبید اللہ نے عقیل پر حملہ کر کے انکے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اسکے بعد مثنی بن یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری اپنے باپ کی جانب سے یمامہ پر والی ہو کر آیا۔ اسکا باپ یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری مروان الحمار کی طرف سے عراق کا حاکم تھا۔ مثنی یمامہ میں اس وقت پہنچا

جب کہ وہاں کے باشندے صلح وامن سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ کوئی جنگ وجدل نہ تھی۔ مگر جب بنو عامر نے بنو حنیفہ کے خلاف شہادت دی تو قشیری کے دل میں بھی تعصب کی آگ بھڑک اٹھی۔ کیونکہ وہ بھی قیسی تھا۔ اوس نے بنو حنیفہ کے بعض لوگوں کو مارا اور انکے سر منڈوا ڈالے۔ بعض نے اس پر یہ شعر کہا ہے۔

فان تضربونا بالسیاط فاننا ۔ ضربناکم بالمرہفات الصوارم

اگر تم نے ہم کو کوڑے سے مارا تو کیا ہوا۔ ہم نے تم کو تیز کاٹنے والی تلواروں سے مارا ہے

وان تحلقوا منا الرؤس فاننا ۔ قطعنا رؤسانکم بالغلاصم

اگر تم نے ہمارے بعض آدمیوں کے سر منڈوائے ہیں۔ تو ہم نے بھی تمھارے سروں کو گردن سمیت کاٹ لیا ہے۔

اسکے بعد شہر میں سکون ہوگیا۔ اور اس مدت میں عبید اللہ بن مسلم الحنفی برابر پوشیدہ رہا یہاں تک کہ بنو عباس کی جانب سے سری بن عبد اللہ الہاشمی یمامہ پر والی ہوکر آیا۔ لوگوں نے اسکو عبید اللہ کا پتہ دیا اس نے اسکو قتل کر ڈالا۔ نوح بن جریر الخطفی نے کہا۔

فلولا السری الهاشمی وسیفه ۔ اعاد عبید الله شرا علی عکل

اگر سری ہاشمی اور اسکی تلوار نہ ہوتی ۔ تو عبید اللہ پھر عکل پر آفت ڈھاتا

عراق سے منصور کی معزولی اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کی ولایت

اسی سال یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق سے معزول کیا اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کو وہاں کا حاکم بنایا جب اسکو وہاں کا والی مقرر کیا تو اس سے کہا کہ عراق جاؤ۔ کیونکہ وہاں کے باشندے تیرے باپ کے زیادہ معتقد ہیں چنانچہ جب وہ عراق میں پہنچا تو اس نے اپنے جانے سے پہلے ان شامی سرداروں کے پاس قاصد بھیجے جو اس وقت عراق میں تھے۔ وہ اس سے خائف تھا کہ منصور حکومت کو اسکے سپرد نہ کریگا۔ لیکن اہل شام نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور منصور نے بھی ولایت اسکے سپرد کر دی اور خود شام کی طرف چلا گیا۔ عبد اللہ نے مختلف مقامات پر اپنے عمال روانہ کئے اور لوگوں کو انکے وظائف اور عطایا تقسیم کئے۔ مگر اسپر سرداران شام چیں بہ جبیں ہوتے اور انھوں نے کہا کہ تم ہمارے مال کو ان لوگوں پر تقسیم کرتے ہو جو ہمارے دشمن ہیں۔ اس نے کہا کہ اے اہل عراق میرا ارادہ ہے کہ تمھاری تمام مالگزاری

تم ہی کو دیدوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اسکے زیادہ حقدار ہو۔ لیکن ان لوگوں نے مجھ سے جھگڑا کیا۔ اسکے بعد اہل کوفہ جبانہ میں مجتمع ہو گئے تو اس نے شامیوں کو معذرت طلب کرنیکے لئے بھیجا۔ لیکن دونوں فریقوں میں شور وشغب مچ گیا۔ جس میں ایسے لوگ مقتول ہوئے جو غیر معروف تھے۔ عبداللہ نے اپنا کوتوال اور خراج وحسابات کا ذمہ دار عمر بن غضبان قبعثری کو بنایا۔

خراسانیوں کے درمیان اختلافات کا بیان

اسی سال خراسان میں نزاری اور یمنی عربوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ کرمان نے نصر بن سیار کی مخالفت کا اعلان کیا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب نصر نے یہ دیکھا کہ فتنہ بڑھ رہا ہے تو اس نے بیت المال کے تمام روپیہ کو اپنے ساتھ لے لیا اور لوگوں کو چاندی اور سونے کے وہ ظروف بعض عطیات کے عوض میں دئے جن کو ولید کے لئے اس نے بنوایا تھا۔ لوگوں نے اپنے عطیات کا تقاضا شروع کیا تو وہ مخبوط ہو کر رہ گیا۔ پھر نصر نے کہا کہ میری نافرمانی سے بچو تم پر میری اطاعت اور فرماں برداری فرض ہے اور اتفاق اور اتحاد ضروری ہے۔ اسکے کہنے کے بعد دوکاندار اپنے اپنے بازاروں کی طرف جھپٹے۔ نصر انکی اس حرکت پر بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ تمہارا کوئی عطیہ یا وظیفہ نہیں ہے۔ اوس نے کہا کہ مجھے یقین کامل ہے کہ تمہارے قدموں کے نیچے ایسا فتنہ جوش مارتا ہے کہ جسکا روکنا مشکل ہے اور میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بازاروں میں مذبوحہ بھیڑ بکریوں کی طرح پڑے ہوگے۔ کسی شخص کی ولایت اور حکومت کے چند دن بھی گزرنے نہیں پاتے کہ تم اوس سے بیزار ہو جاتے ہو۔ اے اہل خراسان تم دشمنوں کے وسط میں فوجی چوکی ہو۔ تم اس سے بچو کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تم ایسے کام کر رہے ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتے ہو۔ اللہ تم پر رحم نہ کرے۔ میں نے تمہارے ساتھ ارتباط پیدا کیا اور آپس میں رشتہ داری اور قرابت پیدا کی۔ لیکن اب تم میں اور ہم میں اتحاد اور دوستی نہیں ہے پس میری اور تمہاری حالت اس شعر کی طرح ہے۔

استمسکوا اصحابنا نحدو بکم ۔ فقد عرفنا خیرکم وشرکم

اے ہمارے دوستو ذرا ٹھہرو ہم تم کو چلا ئیں گے کیونکہ ہم نے تمہارے اچھے اور بروں کو پہچان لیا ہے۔

اے اہل خراسان اللہ سے ڈرو اگر تم میں دو تلواریں بھی کھنچ گئیں یعنی ذرا بھی نااتفاقی پیدا ہوگئی تو تم میں کا ہر شخص اسکی آرزو کریگا کہ وہ مال و دولت، اور اہل و عیال سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اے اہل خراسان تم نے اتفاق کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور نااتفاقی کی طرف مائل ہوگئے۔ پھر نصر نے نابغہ ذبیانی کا یہ شعر پڑھا۔

فان یغلب شقاء کم علیکم ۔ فانی فی صلاحکم سعیت

اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آجائے تو مجبوری ہے۔ ورنہ میں نے تو تمہاری بھلائی کی پوری کوشش کی

اس عرصہ میں نصر کے پاس عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے اس کے خراسان پر بحال رہنے کے متعلق حکم آیا۔ کرمانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس وقت لوگ فتنہ میں مبتلا ہیں۔ اس لئے تم لوگ اپنے ضروریات کے لئے اپنا سردار منتخب کرلو۔ اس کو کرمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ اسکی پیدائش کرمان کی تھی۔ اسکا نام جدیع بن علی الازدی المعنی تھا اسکے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہی ہمارے امیر ہو۔ مضریوں نے نصر سے کہا کہ کرمانی تمہارے معاملات میں رخنہ اندازی کریگا، تم اسکو پکڑ کر قتل کر ڈالو یا قید کرلو۔ نصر نے کہا کہ نہیں میری بہت سی اولاد ہے جن میں ذکور بھی ہیں اور اناث بھی ہیں۔ میں اپنے لڑکوں کی شادی اسکی لڑکیوں سے کردونگا اور اپنی لڑکیوں کی شادی اسکے لڑکوں سے کردوں گا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ نصر نے کہا کہ میں اسکے پاس ایک لاکھ درہم بھیجتا ہوں۔ چونکہ وہ بہت بخیل ہے اس لئے اپنے ساتھیوں کو کچھ نہ دیگا اور اس بنا پر لوگ خود ہی اس سے الگ ہو جائیں گے۔ مضریہ نے اس کو بھی ناپسند کیا اور کہا کہ یہ تو اسکی تقویت کا باعث ہوگا۔ لوگ برابر نصر کو اس پر آمادہ کرتے رہے حتی کہ اس سے یہ بھی کہا کہ اگر کرمانی کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بادشاہت اور سلطنت پر یہودی اور نصرانی بغیر قبضہ و تسلط حاصل نہیں کرسکتا تو وہ فوراً یہودی و نصرانی ہو جائیگا نصر اور کرمانی دونوں مخلص دوست تھے۔ کرمانی نے اسد بن عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں نصر کے ساتھ احسان کیا تھا، لیکن جب نصر والی ہوکر آیا تو اس نے کرمانی کو ریاست سے معزول کردیا اور دوسرے شخص کو متعین کردیا۔ اس وجہ سے دونوں کے دلوں سے خلوص جاتا رہا۔ جب مضریہ کا اصرار حد سے متجاوز ہوگیا۔ تو نصر نے کرمانی کے قید کرنیکا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ اس نے اپنے کوتوال کو حکم دیا کہ اسکو لے آؤ۔ بنوازد نے

ارادہ کیا کہ کرمانی کو چھڑالیں۔ لیکن کرمانی نے خود ہی ان کو ایسا کرنے سے روکدیا۔ اور خوشی سے اسکے ساتھ نصر کے پاس چلا گیا۔ بلکہ ہنستا ہوا گیا وہاں پہنچنے کے بعد نصر نے کہا کہ اے کرمانی کیا میرے پاس تیرے قتل کے لئے یوسف بن عمر کا حکم نہیں آیا تھا اور میں نے اسکو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ کرمانی خراسان کا ایک بزرگ ہے اور بہادر ہے۔ کیا اس طریقہ پر میں نے تیری جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا ہاں تم نے ایسا کیا ہے۔ نصر نے پھر پوچھا کہ کیا میں نے تیرا تاوان معاف نہیں کیا جسکی ادائی تجھ پر واجب تھی اور اسکو لوگوں کے عطایا میں محسوب نہیں کیا۔ کرمانی نے اسکے جواب میں کہا کہ ہاں۔ نصر نے پھر کہا کہ کیا میں نے تیرے لڑکے علی کے ساتھ باوجود تیری قوم کی ناراضی کے کیا بھلائی نہیں کی۔ کرمانی نے کہا ہاں۔ نصر نے کہا تو پھر اسکا یہی نتیجہ ہوا کہ تم نے فتنہ کر کے ان تمام احسانات کو خاک میں ملا دیا۔ آخر کار کرمانی نے کہا کہ امیر نے جتنی باتیں بیان کیں درحقیقت وہ اس سے زیادہ ہیں جنکا میں شکر گزار ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسد کے زمانہ میں میں کیا طرز عمل رکھتا تھا۔ میں خود فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ سالم بن احوز نے کہا کہ اے امیر اسکی گردن اڑا دیجئے۔ عقبہ بن عبداللہ الاسدی نے کہا اے کرمانی تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے یا اس چیز کو چاہتا ہے جسکو تو پا نہیں سکتا۔ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے دونوں لڑکے مقدام اور قدامتہ نے کہا کہ اے لوگو ندماء فرعون تم سے بہتر تھے کیونکہ انھوں نے فرعون سے کہا کہ ارجہ واخاہ۔ اسکو اور اسکے بھائی کو چھوڑ دو۔ واللہ تم دونوں کے کہنے سے کرمانی نہیں قتل کیا جاسکتا۔ آخر کار نصر نے اسکو سزا دیکر قہندز میں قید کرنیکا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۲۷ رمضان ۱۲۶ھ کا ہے۔ اسکے بعد بنوازد نے نصر سے اسکے متعلق گفتگو کی۔ نصر نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اسکو قید کر دونگا مگر میں اوسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤنگا لیکن اگر تم کو کسی قسم کا خوف ہو تو کسی آدمی کو منتخب کرو جو اسکے ساتھ رہے۔ اوسکے طرفداروں نے یزید النحوی کو اس کام کے لئے منتخب کیا جو اسکے ساتھ رہنے لگا۔ اسکے بعد ایک شخص نسف کا رہنے والا کرمانی کے خاندان کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ اگر میں کرمانی کو وہاں سے نکال لاؤں تو تم مجھ کو کیا دوگے۔ اونھوں نے کہا کہ جو کچھ تم مانگوگے وہ دیں گے۔ چنانچہ وہ قہندز آیا اور اس نے پانی کے راستہ کو وسیع کر دیا۔ اور کرمانی کے لڑکوں سے کہا کہ تم اپنے باپ کو لکھدو کہ آج رات کو نکلنے کیلئے تیار ہو جائے۔

لوگوں نے خط لکھکر کھانے کے ساتھ بھیجدیا کرمانی نے رات کو یزید نحوی اور خضر بن حکیم کے ساتھ کھانا کھایا۔ مگر جب یہ دونوں چلے گئے تو کرمانی اس راستہ میں داخل ہوا اتفاقاً ایک سانپ اسکی کمر میں لپٹ گیا لیکن اس نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ اطمینان سے اپنے گھوڑے بشیر پر سوار ہوکر روانہ ہوگیا حالانکہ اسکے پیر میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ لوگ اسی حال میں کرمانی کو عبدالملک بن حرملہ کے پاس لے آئے۔ اس نے بیڑیاں نکالڈالیں۔ اور اسکو آزاد کردیا۔ بعض کا بیان ہے کہ خود کرمانی کے آزاد کردہ غلام نے قید سے نکالا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ اوس نے تھنبز میں ایک سوراخ دیکھا تو وہ اسکو وسیع کرکے کرمانی کو اسی راستہ سے نکال لایا۔ کرمانی نے ابھی صبح کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ تقریباً ایک ہزار آدمی مجتمع ہوگئے اور آفتاب بلند ہوتے ہوتے تین ہزار انسانوں کا جمگھٹا ہوگیا۔ اس زمانہ میں بنوازد نے عبدالملک بن حرملہ کی کتاب اللہ اور سنت نبوی پر بیعت کرلی تھی۔ جب کرمانی قید سے نکلا عبدالملک نے اپنی بیعت توڑ ڈالی جب کرمانی قید سے بھاگا تو نصر نے باب مروالروذ میں لوگوں کو جمع کیا۔ اور انکے سامنے تقریر کی۔ اس نے کہا کہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تو کرمانی ہوا۔ پھر وہ ہرات میں ڈالدیا گیا اس سے ہروی ہوگیا) اور دو فرشوں پر سونیوالے السان کی نہ کوئی مستحکم اصل ہوتی اور نہ بڑھنے والی فرع ہوتی۔ پھر بنوازد کا تذکرہ کرتے ہوئے اس نے کہا کہ اگر اونکو گھیرا جائے تو یہ ذلیل ترین قوم سے ہیں اور اگر اون سے اعراض کرتے ہیں تو وہ اخطل کے اس شعر کے مانند ہیں۔

ضفادع فی ظلماء لیل تجاوبت ۔ فدل علیها صوتها حیة البحر

مینڈک ہیں جو تاریک راتوں میں بولتے ہیں۔ پس انھیں کی آواز دریائی سانپ کو انکا پتہ دیتی ہے۔

نصر نے پھر اپنی اس زیادتی پر ندامت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ میں خدا کو یاد کرتا ہوں کیونکہ وہ خیر محض ہے اس میں شر نہیں ہے پھر نصر کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ نصر نے سالم بن احوز کو مسلح رسالہ کے ساتھ کرمانی کے پاس بھیجا۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی نصر اور کرمانی کے درمیان آمدورفت شروع کی۔ لوگوں نے نصر سے کہا کہ کرمانی کو امن دیدو اسکو قید نہ کرو۔ اسکے بعد کرمانی خود نصر کے پاس آیا اور اوس نے اپنا ہاتھ نصر کے ہاتھ میں رکھدیا۔ چنانچہ نصر نے اسکو حکم دیا کہ تم ہمیشہ اپنے مکان پر مقیم رہو۔ لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد کرمانی کو نصر سے کوئی تکلیف پہنچی تو وہ اپنے ایک قریہ میں چلا گیا۔ یہ خبر سنکر نصر نے باب مرو پر فوج کا اجتماع کیا۔

لیکن پھر لوگوں نے کہہ سن کر کرمانی کو مامون کر دیا۔ اسکے بعد نصر کا ارادہ ہوا کہ اسکو خراسان سے نکلوا دے۔ اس پر سالم بن احوز نے کہا کہ اگر آپ اسکو نکال دیں گے تو اوسکی شہرت ہو جائیگی دوسروں نے کہا اسے خارج کر دیجے کیونکہ وہ اسی سے ڈرتا ہے نصر نے کہا جس چیز کا مجھے اسکی جانب سے اس وقت خطرہ ہے وہ اسکے خارج ہونیکے بعد نہ رہیگا۔ کیونکہ جب کوئی شخص شہر بدر کیا جاتا ہے تو اوسکا اثر کم ہو جاتا ہے لوگ برابر نصر کے اس خیال کی مخالفت کرتے رہے اور امن کے خواستگار رہے۔ چنانچہ نصر نے پھر اسکو مامون کر دیا اور اسکے ساتھیوں کو دس دس درہم انعام دئے۔ کرمانی جب نصر کے پاس آیا تو نصر نے اسکو امن دیدیا۔ پھر جب ابن جمہور عراق سے معزول کیا گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو شوال ۱۲۶ھ میں عراق کا حاکم بنایا گیا۔ تو نصر نے خطبہ دیا اور اس میں ابن جمہور کا ذکر کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ عراق کے عمال سے نہیں ہے۔ اور اب خدا نے اس کو معزول کر دیا۔ اور بہتر شخص کو جو بہتر شخص کا بیٹا ہے وہاں کا حاکم مقرر ہوا ہے کرمانی ابن جمہور کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے بہت خفا ہوا۔ اور وہاں سے واپس آکر لوگوں کے جمع کرنے اور ہتھیار جمع کرنے میں مشغول ہو گیا چنانچہ وہ ہر جمعہ میں کم وبیش ایک ہزار یا پانسو آدمیوں کے ساتھ مسجد مقصورہ کے باہر نماز پڑھتا۔ پھر مقصورہ میں داخل ہو کر نصر کو صرف سلام کر کے واپس چلا جاتا بیٹھتا نہ تھا۔ آخر میں نصر کے پاس آمدورفت بھی ترک کر دی۔ بلکہ اسکی مخالفت کا اظہار کیا۔ نصر نے سالم بن احوز کے ذریعہ کرمانی کو کہلا بھیجا کہ واللہ میں نے تم کو کسی برائی یا تکلیف دینے کے خیال سے نہیں قید کیا تھا بلکہ مجھ کو فتنہ و فساد کا خوف تھا۔ اس لئے تم میرے پاس چلے آؤ۔ کرمانی نے سالم سے کہا کہ اگر تم میرے مکان میں نہ ہوتے تو میں بلاشبہ تم کو قتل کر ڈالتا تم ابن الاقطع (ہاتھ کٹے ہوئے کے بیٹے) کے پاس جاؤ اور جو برا بھلا جی میں آئے کہدو۔ چنانچہ سالم نصر کے پاس واپس گیا اور تمام باتیں بیان کر دیں لیکن نصر بار بار لوگوں کو بھیجتا رہا حتی کہ کرمانی نے آخر میں یہ کہلا بھیجا کہ مجھ کو تجھ پر اسکا اطمینان نہیں ہے کہ تجھ کو لوگ تیرے ارادے کے خلاف مجبور کریں اور تو میرے ساتھ کوئی ایسا فعل کر بیٹھے جسکے بعد کسی دوستی یا الفت کا لحاظ باقی نہ رہیگا۔ اس لئے اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے پاس سے چلا جاؤں تو میں چلا جاتا ہوں لیکن ہیبت وخوف سے نہیں جاتا۔ بلکہ میں یہ برا سمجھتا ہوں کہ اس شہر کے لوگوں کو تکلیف پہنچاؤں اور یہاں خونریزی کروں۔ اسکے بعد اس نے جرجان جانیکی تیاری کی۔

حارث بن سریج کا حال اور اسکے امان کا بیان

اسی سال حارث بن سریج کو جو بلاد ترک میں تھا امن دیا گیا۔ یہ وہاں بارہ برس سے مقیم تھا۔ اسکے بعد حکم دیا گیا کہ وہ خراسان میں واپس آجائے۔ اسکی صورت یوں ہوئی کہ جب خراسان میں نصر اور کرمان کے درمیان جھگڑے چھڑے تو نصر کو یہ خطرہ ہوا کہ اگر حارث کی طاقت اپنے ساتھیوں اور ترکوں کے ساتھ ملکر بڑھ جائیگی تو کرمانی وغیرہ سے زیادہ اسکے دفعیہ میں مشکل پڑے گی۔ اور اب اوس نے حارث سے دوستی پیدا کرنا چاہی۔ اور مقاتل بن حیان نبطی وغیرہ کو بھیجا کہ اسکو بلاد ترک سے واپس لے آئے۔ پھر خالد بن زیاد الترمذی اور خالد بن عمرو مولی بنی عامر یزید بن ولید کے پاس گئے اور حارث کیلئے اس سے امن طلب کیا۔ چنانچہ اس نے امن دینے کا فرمان لکھدیا اور نصر اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عامل کوفہ کو لکھا کہ حارث کا جو کچھ مال ضبط کرلیا گیا وہ سب واپس کردیا جائے۔ یہ دونوں امن کا حکم لیکر کوفہ آئے اور پھر خراسان پہنچے۔ نصر نے پھر اپنا قاصد حارث کے پاس بھیجا جس سے اس وقت ملاقات ہوئی جب وہ مقاتل بن حیان اور اسکے ساتھیوں کے ساتھ واپس آرہا تھا۔ چنانچہ وہ نصر کے پاس آیا اور مرو روذ میں مقیم ہوا۔ نصر نے اسکی تمام چیزیں واپس کردیں۔ اسکی یہ مراجعت ۱۲۷ھ میں ہوئی تھی۔

شیعہ بنی عباس کا بیان

اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے ابو ہاشم بکیر بن ماہان کو وصیت اور ہدایت کے ساتھ خراسان بھیجا۔ اس نے مرو پہنچکر نقباء اور دعاۃ کو جمع کیا اور محمد بن علی کی وفات کی خبر دی اور ان کو محمد بن علی کے لڑکے ابراہیم کی بیعت کی دعوت دی اور اسکا خط انکے حوالہ کیا۔ لوگوں نے اس خط کو اور دعوت کو قبول کرلیا۔ اور شیعہ کا جو کچھ نفقہ انکے پاس جمع تھا اسکو اسکے حوالہ کیا اور وہ انکو لیکر ابراہیم کے پاس واپس آیا۔

ابراہیم بن ولید کی ولی عہدی کی بیعت

اسی سال یزید بن ولید نے اپنے بھائی ابراہیم اور اسکے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی

ولی عہدی کی بیعت لینے کا حکم دیا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب ۱۲۶ھ میں یزید بیمار ہوا تو اس سے لوگوں نے کہا کہ ان دونوں کے لئے بیعت لے لے۔ مگر یزید ہمیشہ سے قدریوں کے ساتھ تھا آخر کار اس نے ان دونوں کی بیعت لینے کا حکم دیا۔

مروان بن محمد کی مخالفت کا بیان

اسی سال مروان بن محمد نے یزید بن ولید کی مخالفت کا اظہار کیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب ولید قتل کر دیا گیا تو عبدالملک بن مروان بن محمد ولید کے بھائی عمر بن یزید کے ساتھ صائفہ سے واپس آکر حران میں مقیم تھا۔ ولید کی طرف سے جزیرہ کا حاکم عبدۃ بن رباح الغسانی تھا۔ جب ولید مقتول ہو گیا تو وہ جزیرہ چھوڑ کر شام چلا آیا۔ اس موقع کو غنیمت سمجھکر عبدالملک بن مروان بن محمد نے جزیرہ اور حران پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے والد کو جو آرمینیہ میں تھے اسکی اطلاع دی۔ اور جلد سے چلے آنیکی درخواست کی چنانچہ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ لوگوں کو سرحد کی جانب بھیجدیا تاکہ وہ ان پر قبضہ کر کے انکو محفوظ کر لیں۔ اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ولید کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ پھر وہ فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ اہل فلسطین میں سے اسکے پاس ثابت بن نعیم الجذامی تھا۔ اسکے ساتھ رہنے کی صورت یہ واقع ہوئی کہ جب افریقہ کے حاکم کلثوم بن عیاض کو لوگوں نے قتل کر ڈالا تو ہشام نے اسکو افریقہ میں حاکم بنا کر بھیجا۔ لیکن اس نے فوج کو اطاعت خلیفہ سے منحرف کر دیا۔ اس لئے ہشام نے اسکو قید کر دیا۔ مروان بن محمد ایک وفد کے ساتھ ہشام کے پاس آیا اور اسکی رہائی کی درخواست کی۔ ہشام نے اسکو رہا کر دیا۔ اسکے بعد مروان نے اسکو اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا جب مروان روانہ ہوا تو ثابت بن نعیم نے ان شامیوں کو جو مروان کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ اسکے ساتھ ہو جائیں اور مروان کا ساتھ چھوڑ دیں تاکہ وہ انکو لیکر شام چلا جائے چنانچہ تمام شامیوں نے مروان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور اسکے ساتھ ہو گئے حتیٰ کہ انکی تعداد مروان کے بقیہ لوگوں سے دوگنی ہو گئی۔ رات بہت ہی بیداری اور ہوشیاری سے گزاری۔ اور جب صبح ہوئی تو جنگ کے لئے صف آرا ہوئے۔ مروان کو جب خبر ملی تو اس نے منادیوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ منادی کر دیں اے شامیو۔ تم کو کس چیز نے اس کام کی طرف بلایا کیا میں تمہارے ساتھ خوش خلقی سے نہیں پیش آیا۔ شامیوں نے

جواب دیا کہ ہم لوگ آپکی اطاعت خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے کرتے تھے۔ اب وہ قتل کر دیا گیا۔ اہل شام نے یزید کے لئے بیعت کرلی تو ہم ثابت کی ولایت سے راضی ہیں۔ تاکہ وہ ہم کو ہمارے شہروں کی طرف لیجائے۔ منادیوں نے کہا کہ تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ جو کہتے ہو اسکا ارادہ نہیں ہے۔ بلکہ تمھاری یہ خواہش ہے کہ راستہ میں جو اہل ذمہ ملیں انکا مال واسباب لوٹ لو۔ اس لئے ہمارے اور تمھارے درمیان اس وقت تک شمشیر برہنہ رہیگی جب تک تم مطیع نہ ہو جاؤ۔ اسکے بعد میں تم کو لیکر غزوہ کیلئے نکلوں گا۔ اسکے بعد تم کو اجازت دونگا کہ تم اپنے اپنے شہروں میں چلے جاؤ۔ لوگوں نے اسکے بعد مروان کی اطاعت قبول کرلی اور مروان نے ثابت بن نعیم اور اسکی اولاد کو قید کرلیا۔ اور لشکر پر پورا قبضہ کرلیا۔ لیکن جب حران پہنچا تو اس نے ان کو شام روانہ کر دیا۔ اور اہل جزیرہ کو آنیکا حکم دیا۔ چنانچہ جزیرہ سے بیس ہزار سے زیادہ لوگ آئے۔ ان کو لیکر اس نے یزید کے مقابلہ کی تیاری کی۔ اسی اثنا میں ولید کا یہ پیغام پہنچا کہ اگر تم مجھ پر بیعت کرلو۔ تو میں تم کو ان مقامات کا والی بنا دونگا جنکا عبدالملک بن مروان نے تمھارے باپ محمد بن مروان کو والی بنایا تھا یعنی جزیرہ، آرمینیہ، موصل، آذربیجان۔ مروان نے فوراً ان شرائط پر یزید کی بیعت کرلی۔ اور یزید نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

یزید بن ولید بن عبدالملک کی وفات کا بیان

اسی سال ۲۰ ذی الحجہ کو یزید بن ولید نے وفات پائی۔ اسکی مدت خلافت چھ مہینے اور دو راتیں رہیں۔ بعض لوگ چھ مہینے بارہ دن اور بعض پانچ مہینہ بارہ دن بیان کرتے ہیں۔ اسکی وفات دمشق میں ہوئی۔ اس وقت اسکی عمر ۴۶ برس کی تھی اور بعض ۳۷ سال بتاتے ہیں۔ ام ولد تھی۔ اسکا نام شاہفرند بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ چنانچہ یزید نے اسکو شعر میں یوں کہا ہے۔

انا ابن کسریٰ وابی مروان ۔ وقیصر جدی وجدی خاقان

میں کسریٰ کا بیٹا ہوں اور میرا باپ مروان تھا۔ اور میرے جد قیصر وخاقان تھے۔

اس نے قیصر وخاقان کو جد اس وجہ سے کہا کہ فیروز بن یزدجرد کی ماں کسریٰ شیرویہ بن کسریٰ کی صاحبزادی تھی۔ اور اسکی ماں (یعنی فیروز کی نانی) قیصر کی لڑکی تھی اور شیرویہ کی ماں خاقان ملک الترک کی صاحبزادی تھی۔ یزید کے زبان سے مرتے وقت جو الفاظ نکلے

وہ یہ تھے واحسرتاہ۔ واسفاہ۔ ہائے افسوس۔ یزید نے اپنی مہر پر العظمۃ للہ کندہ کرایا تھا یہ پہلا شخص تھا جو عید کے دن دو صفوں کے درمیان مسلح ہو کر نکلا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قدریہ تھا۔ رنگ گندمی تھا۔ قد کا لانبا تھا۔ سر چھوٹا تھا لیکن خوبصورت آدمی تھا۔

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کی خلافت کا بیان

جب یزید بن ولید انتقال کر گیا۔ تو اسکی جگہ پر اسکا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا لیکن حکومت اسکے پورے قبضہ میں نہیں آئی۔ اسی وجہ سے کبھی خلیفہ مانا جاتا تھا اور کبھی امیر تسلیم کیا جاتا تھا اور کبھی ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں۔ چار مہینہ تک یہ برسر حکومت رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ صرف ۰۰ دن حکمراں رہا۔ پھر مروان بن محمد نے آکر اسکو تخت سے علیحدہ کر دیا۔ جسکا مفصل تذکرہ ہم پھر کریں گے۔ اسکے دو سال کے بعد وہ وہاں انتقال کر گئے۔ اسکی کنیت ابو اسحٰق تھی، اسکی ماں بھی ام ولد تھی۔

عبدالرحمٰن بن حبیب کا افریقہ پر غلبہ حاصل کرنا

جب عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کے والد اور کلثوم بن عیاض سنہ ۱۲۲ھ میں مقتول ہو گئے۔ تو یہ بھی شکست کھا کر اندلس کی طرف روانہ ہوا جسکا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اسکا ارادہ کیا کہ اندلس پر قبضہ کر لے۔ لیکن ایسا نہ کر سکا۔ پھر جب حنظلہ بن صفوان آفریقہ کا حاکم ہو کر آیا جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اور اس نے ابو الخطار کو اندلس کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ تو عبدالرحمٰن کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور وہ ابو الخطار سے ڈر کر آفریقہ چلا آیا۔ اور پھر وہاں سے جمادی الاخریٰ سنہ ۱۲۶ھ میں تونس پہنچا۔ جب ولید بن یزید شام میں خلیفہ بنایا گیا۔ تو عبدالرحمٰن نے وہاں کے لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ جب لوگوں نے اسکی دعوت قبول کر لی۔ تو انکو لیکر قیروان کی طرف روانہ ہوا۔ قیروان کے باشندے اس سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے لیکن حنظلہ نے انکو روک دیا۔ کیونکہ وہ اس خیال کا آدمی تھا کہ جنگ صرف کافروں اور خارجیوں سے کرنی چاہیئے۔ حنظلہ نے قیروان کے چند سردار اور رؤسائے قبائل کو اپنا خط دیکر عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ اور اسکو ترغیب دی کہ وہ پھر اطاعت قبول کر لے

لیکن اس نے ان سبھوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کو قیروان ساتھ لایا۔ وہاں کے لوگوں سے اس نے کہا کہ اگر کسی نے مجھ کو ایک پتھر بھی مارا۔ تو میرے پاس تمہارے جتنے آدمی ہیں ان سب کو قتل کر ڈالونگا۔ چنانچہ اس ڈر سے کسی نے اس سے لڑائی نہیں کی۔ اسکے بعد حنظلہ وہاں سے نکل کر شام چلا آیا۔ اور عبدالرحمٰن ۱۲۷ھ میں قیروان اور تمام آفریقہ کا حاکم بن بیٹھا۔ لیکن جب حنظلہ وہاں سے نکلا تو اس نے افریقہ والوں اور عبدالرحمٰن کے لئے بد دعا کی۔ چنانچہ وہ مقبول ہو گئی۔ اور سات سال تک مسلسل تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ طاعون اور وبا پھیلی رہی۔ عبدالرحمٰن سے انتقام لینے کے لئے عربوں اور بربریوں کی ایک جماعت تیار ہوئی اس کے بعد عبدالرحمٰن مارا گیا۔ عبدالرحمٰن کے مخالفین میں عروہ بن ولید صدفی تھا جس نے تونس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور ابو عطاف بن عمران بن عطاف الازدی بھی اسکی مخالفت کے لئے کھڑا ہوا اور وہ طیفاس میں مقیم رہا۔ اور تمام بربری پہاڑوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ثابت صنہاجی نے باجہ پر حملہ کیا اور اوس پر قبضہ کر لیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو بلایا اور ۶۰۰ سوار اسکے ساتھ کئے اور کہا کہ تم ابو عطاف کے لشکر تک پہنچ جاؤ۔ جب اسکی فوج تم کو دیکھ لے تو تم انکو چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ جس سے یہ معلوم ہو کہ تمہارا ارادہ تونس جانیکا ہے اور عروہ بن ولید سے لڑنیکا ہے۔ پھر جب تم فلاں مقام پر پہنچ جاؤ تو وہاں ٹھہرو۔ یہاں تک کہ فلاں شخص میرا خط لا کر تم کو دے اور جو کچھ اس میں لکھا ہو اسکے مطابق عمل کرو۔ چنانچہ الیاس روانہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے اس شخص کو بلایا جس کے متعلق اس نے اپنے بھائی سے تذکرہ کیا تھا۔ اور اسکو اپنا ایک خط دیا اور ہدایت کی کہ تم یہاں سے جا کر ابو عطاف کے لشکر میں داخل ہو جاؤ۔ پھر جب دیکھو کہ الیاس وہاں پہنچ گیا اور وہ لوگ ہتھیار اور سواری تلاش کرنے لگے لیکن پھر جب وہ گزر گیا تو لوگ اپنی کمریں کھولکر مطمئن ہو بیٹھے تو اس وقت یہ میرا خط الیاس کو جا کر دیدینا۔ غرضکہ یہ شخص روانہ ہو کر ابو عطاف کے لشکر میں پہنچا اور دیکھتا رہا کہ جب الیاس قریب پہنچا تو لوگوں نے جنگ کی تیاری شروع کی اور اپنی اپنی سواریوں پر چڑھنے لگے۔ لیکن جب وہ گزر گیا اور تونس کا رخ کیا تو لوگوں نے ہتھیار اتار دئے اور مطمئن ہو بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ اب یہ شہر کے دونوں جبڑوں کے درمیان میں آگیا ہے۔ ہم لوگ یہاں ہیں اور اہل تونس وہاں ہیں۔ اس پر مطمئن ہو گئے۔ اور اسکا ارادہ کیا کہ اسکا تعاقب کریں۔ جب اس شخص نے دیکھا کہ یہ لوگ مطمئن ہو گئے تو الیاس کے پاس پہنچکر

عبد الرحمٰن کا خط دیدیا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ قوم تجھ سے بے خوف ہو گئی اس لئے پلٹ کر ان پر حملہ کر دو اور وہ اپنی غفلت میں پڑے رہیں۔ چنانچہ الیاس وہاں سے پلٹا اور اسی حالت میں حملہ کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس قدر بے خبر سوئے تھے کہ ہتھیار بھی نہ سنبھال سکے۔ اس نے ابو عطاف اور اسکے ساتھیوں کو جلد جلد موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے۔ پھر الیاس نے اپنے بھائی کو اسکی خوشخبری روانہ کی۔ جسکے بعد عبد الرحمٰن نے لکھا کہ تونس کی طرف کوچ کرو۔ اور یہ ہدایت کی کہ جب اہل تونس تم کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ یہ ابو عطاف ہوگا۔ اس لئے وہ جنگ کی تیاری نہ کریں گے۔ پھر اس وقت تمہاری کامیابی کا موقع ہوگا۔ چنانچہ جب الیاس تونس پہنچا تو واقعتہً لوگوں کو اسی حالت میں دیکھا۔ جیسا کہ عبد الرحمٰن نے لکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہاں کا حاکم عروہ بن ولید اس وقت حمام میں تھا۔ الیاس نے فوراً محاصرہ کر لیا اور اسکو کپڑے پہننے کا بھی موقع نہیں دیا۔ اور وہ تولیہ لپیٹ کر برہنہ بدن گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن جب الیاس نے للکارا یا فارس العرب اے عرب کے شہسوار تو وہ اسی وقت پلٹ پڑا الیاس نے اس پر ایک وار کیا۔ عروہ لپٹ گیا۔ اور آخر کار دونوں زمین پر گر پڑے اور قریب تھا کہ عروہ الیاس پر غلبہ پا جائے۔ لیکن الیاس کے غلام نے عروہ کا کام تمام کر دیا۔ اسکے بعد الیاس نے اسکا سر کاٹ کر عبد الرحمٰن کے پاس بھیجدیا۔ اور الیاس تونس ہی میں مقیم رہا۔ پھر جب طرابلس میں دو شخص عبد الجبار اور حارث نامی عبد الرحمٰن کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے شہر کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کیا تو ۱۳۱ھ میں عبد الرحمٰن انکے مقابلہ کو آیا۔ اور ان سے لڑ کر دونوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ دونوں شخص فرقۂ خوارج اباضیہ سے تھے۔

پھر عبد الرحمٰن نے بربریوں سے مقابلہ کے لئے فوج مرتب کی۔ اور ۱۳۲ھ میں طرابلس کی فصیل تعمیر کرائی۔ اور وہاں سے قیروان کی طرف گیا اور تلمسان پر چڑھائی کی جہاں بہت سے بربری جمع تھے۔ اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔ یہ ۱۳۵ھ کا واقعہ ہے۔ اسکے بعد اس نے ایک لشکر صقلیہ پر روانہ کیا جس نے کامیابی کے ساتھ غنیمتیں بھی حاصل کیں۔ دوسرا لشکر سردانیہ کی طرف بھیجا اس نے رومیوں کو خوب اچھی طرح قتل کیا۔ اور تمام مغربی ممالک کو روند ڈالا اور بہت سے غنائم کے ساتھ واپس آیا۔ الغرض اسکا کوئی دستہ ہزیمت کھا کر واپس نہیں پھرا اسی عرصہ میں جب کہ عبد الرحمٰن افریقہ میں تھا۔ مروان بن محمد کے قتل کا واقعہ پیش آگیا۔ اور دولت بنی امیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے افریقہ میں

عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور سفاح کی اطاعت قبول کرلی۔ پھر اسکے پاس بنو امیہ کی ایک جماعت آئی جنکے یہاں اس نے اور اسکے بھائیوں نے شادی کرلی۔ جو لوگ آئے تھے ان میں ولید بن یزید بن عبدالملک کے دونوں لڑکے عاص اور عبدالمومن تھے ان کی چچازاد بہن عبدالرحمن کے بھائی الیاس کے نکاح میں تھی۔ لیکن عبدالرحمن کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں فساد پھیلانے کی غرض سے آئے ہیں۔ اس لئے اُس نے ان دونوں کو قتل کروا ڈالا۔ انکی چچازاد بہن نے جو الیاس کے نکاح میں تھی اپنے شوہر سے کہا کہ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے۔ کہ تیرے ہی بھائی نے تیرے ان رشتہ داروں کو قتل کر ڈالا۔ اور تیرا کچھ بھی خیال نہیں کیا۔ بلکہ اس نے تیری ہتک عزتی کی۔ حالانکہ تو ہی وہ تلوار ہے جسکی وجہ سے وہ ظفریاب ہوتا ہے۔ مگر تعریف یہ ہے کہ جب تو نے کوئی نئی فتح حاصل کی تو اس نے خلفاء کو لکھا کہ میرے لڑکے حبیب نے فتح کیا۔ چنانچہ اسی کو اپنا ولیعہد بنایا اور تجھ کو اس حق سے محروم رکھا۔ غرض کہ وہ اکثر اسکو اس قسم کے الفاظ سے بھڑکاتی رہی اور جوش دلاتی رہی حتیٰ کہ وہ ان باتوں میں آگیا۔ اور اپنے بھائی کے لئے تدبیریں سوچنے لگا۔ اسی اثنا میں سفاح کا انتقال ہوگیا اور منصور خلیفہ ہوا تو اس نے بھی عبدالرحمن ہی کو افریقہ کا حاکم بنایا۔ اور اسکے پاس سیاہ خلعت بھیجا۔ یہ پہلے سیاہ خلعت تھا جو افریقہ میں داخل ہوا۔ اسکے بعد عبدالرحمن نے بھی منصور کے پاس تحفہ و تحائف بھیجے۔ اور خط میں یہ لکھا کہ آج کل افریقہ پورا اسلامی شہر ہے اس لئے یہاں سے غلام اور مال نہیں وصول ہوسکتے۔ اس وجہ سے آپ بھی اسکا مطالبہ نہ کیجیے گا۔ منصور یہ سنکر بہت خفا ہوا اور اسکو بہت سخت تہدید آمیز خط لکھا۔ جس پر عبدالرحمن نے افریقہ کو منصور سے علٰحدہ کرلیا۔ اور منبر ہی پر اسکے خلعت کو چاک کر ڈالا۔ عبدالرحمن کے اس فعل کی کہ منصور کی خلافت سے افریقہ میں انکار کیا جائے الیاس نے مخالفت کی تھی اور قیروان کے سرداروں کی ایک جماعت الیاس کو وہاں کا والی بنانے اور خطبہ میں منصور کے لئے دعا پڑھنے اور عبدالرحمن سے جنگ کرنے پر متفق ہوگئی۔ جب عبدالرحمن کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے الیاس کو تونس جانیکا حکم دیا۔ الیاس فوج وغیرہ مرتب کرکے رخصت ہونے گیا۔ اور ساتھ ہی اپنے بھائی عبدالوارث کو بھی لیتا گیا دونوں نے جاتےہی ساتھ ہی عبدالرحمن کو قتل کر ڈالا۔ یہ قتل ماہ ذی الحجہ ۱۳۷ھ میں ہوا۔ اس نے افریقہ میں دس سال سات مہینہ حکومت کی جب یہ قتل کیا جاچکا تو الیاس نے مکان کا دروازہ بند کردیا۔ تاکہ اس کے لڑکے حبیب کو بھی گرفتار کرے۔ لیکن وہ ہاتھ نہ لگا بلکہ تونس بھاگ گیا۔ اور وہاں پہنچکر

اپنے چچا عمران بن حبیب سے ملا۔ اور اسکو اپنے والد کے قتل کی خبر دی۔ الیاس پھر ان دونوں سے لڑنیکے لئے گیا۔ تھوڑی سی جنگ کے بعد ان میں اس بات پر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ، قسطیلیہ، اور نفزاوہ حبیب کو دیا جائے۔ اور عمران کو تونس صطفورہ اور جزیرہ دیا جائے اور تمام افریقہ الیاس کے قبضہ میں رہے۔ یہ صلح ۱۳۸ھ میں ہوئی جب صلح ہوچکی تو حبیب بن عبدالرحمن اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوا۔ اور الیاس اپنے بھائی کے ساتھ تونس کی طرف چلا۔ راستہ میں اس نے بھائی کو دھوکا دیکر قتل کر ڈالا اور تونس پر قابض ہوگیا۔ وہاں کے سرداران عرب کی ایک جماعت کو قتل کر کے قیروان چلا آیا۔ ان تمام جھگڑوں سے جب اسکو اطمینان ہوگیا تو منصور کو اپنی اطاعت کی خبر دینے کے لئے وفد بھیجا۔ جس میں افریقہ کا قاضی عبدالرحمن بن زیاد بن نعم بھی تھا۔

پھر حبیب نے تونس پر آکر قبضہ کرلیا۔ یہ سنکر الیاس بھی اسکے مقابلہ کے لئے آیا لیکن پہلے معمولی سی جنگ ہوئی جب رات کی تاریکی زیادہ چھاگئی۔ تو حبیب اپنے خیمہ سے تنہا نکل کر قیروان آیا اور وہاں جو لوگ قید خانہ میں تھے ان کو نکال لایا جسکی وجہ سے اس کے پاس بہت بڑی جمعیت ہوگئی۔ الیاس بھی اسکی جستجو میں روانہ ہوا۔ لیکن اسکے بہت سے ساتھی اس کی رفاقت چھوڑ کر حبیب سے مل گئے۔ اور حبیب کی فوج کی تعداد اور بڑھ گئی۔ جب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں تو الیاس کے بہت سے ساتھیوں نے اسکا ساتھ دھوکہ سے چھوڑ دیا۔ حبیب دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اور اس نے یہ کہا کہ اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنے معین اور مددگاروں کا خون بہائیں۔ اس لئے تو ہی میدان میں آ۔ ہم میں سے جو شخص دوسرے کو قتل کر ڈالیگا اس سے اسکو اطمینان ہوجائیگا یہ سنکر الیاس نے کچھ توقف کیا۔ لیکن پھر میدان میں آیا اور سخت جنگ ہوئی۔ پہلے پہل دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور پھر تلواریں ٹوٹ گئیں اس کے بعد حبیب نے ایک مرتبہ ایسا وار کیا کہ اسکا کام تمام ہوگیا۔ اور خود قیروان میں داخل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔ وہاں سے الیاس کے باقی دوسرے بھائی بھاگ کر بربر کے ایک قبیلہ ورفجومہ کے پاس چلے آئے اور یہاں آکر پناہ لی۔ لیکن حبیب نے یہاں بھی انکا پیچھا نہ چھوڑا اور آکر ان لوگوں سے بھی جنگ کی۔ مگر ان لوگوں نے حبیب کو شکست دیدی۔ اس وجہ سے وہ قابس کو چلا گیا۔ اس عرصہ میں ورفجومہ کے لوگوں کی طاقت بڑھ گئی۔ اور بربری اور خوارج بھی انکے ساتھ مل گئے۔ انکا سردار عاصم بن جمیل نامی

ایک شخص تھا جس نے نبوت اور کہانت کا بھی دعویٰ کیا تھا اور دین میں تغیر و تبدل کر دیا تھا۔ نمازوں میں زیادتی کر دی تھی اذان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو نکال دیا تھا۔ اس نے عربوں کی ایک جماعت تیار کر کے قیروان کا ارادہ کیا۔ باشندگان قیروان کی ایک جماعت کی جانب سے قاصد آئے جنھوں نے اسکو یہ پیغام پہنچایا کہ قیروان والوں نے آپ کو بلایا ہے اور آپ کی حمایت و اعانت اور حفاظت اور منصور کے لئے دعا کا مضبوط اور پختہ وعدہ کرتے ہیں۔ چنانچہ عاصم عرب اور بربر کی جماعتوں کو لیکر انکی طرف روانہ ہوا لیکن جب قیروان کے قریب پہنچے تو وہاں کے لوگ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جنگ میں وہ شکست کھا کے بھاگ گے اور عاصم قیروان میں داخل ہو گیا۔ ورفجومہ نے وہاں کے محرمات کو اپنے لئے حلال کر دیا۔ عورتوں لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنا غلام بنا لیا۔ جانوروں کو جامع مسجد میں باندھکر اسکو ملوث کر دیا۔ اس کے بعد عاصم حبیب کی تلاش میں نکلا۔ وہ اس وقت قابس میں تھا۔ اس نے قابس پہنچکر اس سے لڑائی کی جس میں حبیب شکست کھا کر جبل اوراس کی طرف بھاگا۔ لیکن اسکے ساتھیوں نے اسکو جوش دلایا اور مدد کرنیکا وعدہ کیا۔ چنانچہ پھر جنگ ہوئی جس میں عاصم اور اسکے اکثر رفقاء قتل کئے گئے۔ اسکے قتل کے بعد حبیب پھر قیروان آیا ورفجومہ کا سردار عبدالملک بن ابی الجعد جنگ کے لئے نکلا۔ اس لڑائی میں حبیب کو شکست ہوئی اور وہ مع اپنے ساتھیوں کے مقتول ہو گیا یہ محرم ۱۴۰ھ کا واقعہ ہے۔ آفریقہ پر عبدالرحمن کی حکومت دس سال کئی مہینہ رہی اور الیاس کی ایک سال چھ مہینہ رہی اور عبدالرحمن کے لڑکے حبیب کی تین سال رہی۔

ورفجومہ کا قیروان سے اخراج

جب حبیب بن عبدالرحمن قتل کیا جاچکا تو عبدالملک بن ابی الجعد نے قیروان میں آکر ویسا ہی ظلم کیا اور دین کی تحقیر کی جیسا کہ عاصم نے کیا تھا۔ اس لئے وہاں کے باشندے قیروان چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً اباضی فرقہ کا کوئی شخص قیروان میں کسی ضرورت سے گیا تو اس نے دیکھا کہ چند ورفجومیوں نے ایک عورت کو زبردستی پکڑ لیا ہے اور اسکو جامع مسجد میں لئے جا رہے ہیں۔ دوسرے لوگ یہ تماشہ ہی دیکھتے رہے۔ اس شخص نے اپنی ضرورت کو چھوڑ کر ابو الخطاب عبدالاعلیٰ بن السمح المعافری کو آکر خبر دی۔ چنانچہ ابو الخطاب آئے اللہ اکبر

اے اللہ تیرا گھر کہتا ہوا نکلا۔ اس کہنے پر تمام لوگ ہر طرف سے جمع ہو گئے۔ وہ ان تمام کو لیکر طرابلس غرب کی طرف چلا۔ بہت سے خارجی اور اباضیہ فرقہ کے لوگ اسکے ساتھ ہو گئے۔ ان کے مقابلہ کے لئے عبدالملک نے ورفجومہ کی ایک فوج روانہ کی جسکو ان لوگوں نے شکست دی اور قیروان کا رخ کیا۔ جب قیروان کے قریب پہنچے تو ورفجومہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور دونوں میں شدید جنگ ہوئی۔ وہ اہل قیروان جو ورفجومہ کے ساتھ تھے انکا ساتھ چھوڑ کر خود پسپا ہوئے اونکے ساتھ ورفجومہ بھی شکست کھا کر بھاگے۔ جس میں بہت سے لوگ مقتول ہوئے۔ عبدالملک ورفجومی بھی قتل کیا گیا۔ ابوالخطاب ورفجومیوں کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ بلکہ اس نے افراط سے کام لیا۔ جب وہ جنگ سے فارغ ہو گیا تو عبدالرحمن بن رستم الفارسی کو قیروان کا حاکم مقرر کیا اور خود طرابلس چلا آیا۔ یہ عظیم الشان جنگ صفر ۱۴۱ھ میں ہوئی۔ پھر منصور کے عامل مصر محمد بن اشعث خزاعی نے سرداروں کی ایک جماعت کو ابوالاحوص عمر بن احوص کی سرداری میں ابوالخطاب سے جنگ کرنیکے لئے طرابلس کی طرف بھیجا۔ ابوالخطاب انکے مقابلہ کے لئے نکلا اور ۱۴۲ھ میں انکو اس نے شکست دی۔ یہ لوگ شکست کھا کر مصر واپس آئے اور اب ابوالخطاب تمام افریقہ کا حاکم بن گیا۔ پھر ۱۴۳ھ میں منصور نے اغلب بن سالم التمیمی کے ہمراہ محمد بن اشعث الخزاعی کو افریقہ کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ یہ پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ وہاں آپہنچا۔ جب اسکی خبر ابوالخطاب کو ملی تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو چاروں طرف سے جمع کیا۔ اسکی فوج اس قدر کثیر التعداد ہو گئی کہ محمد بن اشعث خوف کھانے لگا۔ لیکن اتفاقاً قبیلہ زناتہ اور ہوارہ کے درمیان ایک زناتہ کے ایک مقتول کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا۔ زناتہ نے ابوالخطاب پر یہ الزام لگایا کہ اسکا میلان زیادہ تر قبیلہ ہوارہ کی طرف ہے۔ اس بنا پر ایک جماعت اس سے علیحدہ ہو گئی۔ اس تفرقہ سے ابن اشعث کے دل کو تقویت پہنچی اور اس نے آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھانا شروع کیا۔ لیکن پھر اس نے یہ بات مشہور کی مجھ کو منصور کا حکم پہنچا ہے کہ تم واپس آجاؤ اس لئے وہ آہستہ آہستہ واپس ہو گیا۔ جب اسکی خبر ابوالخطاب کے جاسوسوں نے اسکو دی کہ وہ چلا گیا تو اسکے بہت سے اصحاب رخصت ہو گئے اور باقی بالکل مطمئن ہو گئے۔ ابن اشعث اپنی بہادر فوج کو لیکر تیزی سے ان پر جا پڑا۔ جب صبح ہوئی تو ابوالخطاب جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ لوگوں نے خارجیوں میں اپنی تلواریں تیزی سے چلائیں۔ ابوالخطاب اور اسکے بہت سے اصحاب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ صفر ۱۴۴ھ میں ہوا۔ ابن اشعث نے اب یہ خیال کیا کہ خارجیوں کی جڑ کٹ گئی لیکن اسی سال

ابو ہریرہ زناتی سولہ ہزار کی فوج ساتھ لیکر آپہنچا۔ ابن اشعث نے اس سے بھی مقابلہ کیا اور شکست دی اور ۱۴۴ھ میں ان سب کو قتل کرڈالا۔ ابن اشعث نے اس فتح کی خوشخبری منصور کو بھی دی۔ پھر اس نے تمام مقامات پر اپنے عمال مقرر کئے۔ قیروان کی فصیل تعمیر کرائی۔ یہانتک کہ ۱۴۶ھ ختم ہوگیا۔ اس وقت تمام افریقہ اسکے قبضہ میں آچکا تھا۔ وہ بربریوں وغیرہ کی ہر اس جماعت کو جو مخالف تھی اسکے گرفتار کرنیکے درپے ہوگیا تھا۔ چنانچہ وران اور زویلہ کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ ان فوجوں نے وران کو فتح کرکے تمام اباضیہ کو قتل کرڈالا۔ زویلہ کو فتح کرکے وہاں کے سردار عبداللہ بن سنان الاباضی کو اور بقیہ لوگوں کو قتل کیا بربر اور دوسرے لوگوں نے امراء ملک کا یہ حال دیکھا تو اوس سے ڈر کر اوسکی اطاعت کرلی۔ لیکن ابن اشعث کی فوج میں ایک آدمی جسکا نام ہاشم بن شاحج تھا قمونیہ میں ابن اشعث کے خلاف اوٹھ کھڑا ہوا۔ ابن اشعث نے ایک سردار کو کچھ فوج دیکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ ہاشم نے انکو شکست دیدی اور اس سردار کو قتل کرڈالا۔ مضریہ جو ابن اشعث کے سرداران فوج تھے ابن اشعث سے نفرت کی بنا پر انھوں نے اپنے لوگوں کو ہاشم کے ساتھ ملنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ابن اشعث نے اس کے ساتھ تعصب سے کام لیا تھا اسی اثنا میں ابن اشعث نے دوسری فوج بھیجی جس سے ہاشم شکست کھاکر تاہرت بھاگ گیا۔ وہاں اس نے آوارہ دشت بربریوں کو جمع کرکے ایک لشکر تیار کیا جسکی تعداد تقریباً بیس ہزار تھی۔ اسی فوج کو لیکر وہ مقام تہوذہ میں پہنچا۔ ابن اشعث نے اس کے مقابلہ کے لئے بھی ایک فوج روانہ کی جس نے ہاشم کو شکست دی اور بہت سے بربریوں کو قتل کیا۔ ہاشم شکست کھاکر طرابلس کے اطراف میں چلا گیا۔ اسکے بعد ہاشم کے پاس منصور کا قاصد آیا جس نے اس پر بہت لعنت ملامت کی کہ تم نے اطاعت اور فرمانبرداری سے منہ موڑ لیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے مخالفت نہیں کی بلکہ میں نے امیرالمومنین کے بعد مہدی کے لئے دعوت دی اور جس سے ابن اشعث نے انکار کیا اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ قاصد نے کہا کہ اگر واقعی تو خلیفہ کی اطاعت کرتا ہے تو گردن بڑھا۔ جونہی اس نے اپنی گردن بڑھائی۔ قاصد نے ایسی تلوار ماری کہ وہ ختم ہی ہوگیا۔ یہ صفر ۱۴۷ھ کا واقعہ ہے۔ پھر قاصد نے تمام اصحاب ہاشم کو امان دیدی اس وجہ سے لوگ واپس آگئے۔ لیکن اسکے بعد بھی ابن اشعث نے انکا پیچھا کیا اور قتل کیا۔ اس وجہ سے مضریہ بگڑ گئے اور سب کے سب اسکی مخالفت اور عداوت پر تل گئے۔ اور اس پر متفق ہو گئے کہ اسکو یہاں سے نکالدینا چاہئے۔ لیکن جب ابن اشعث نے یہ رویہ دیکھا تو وہاں سے چلدیا۔

اوسکے پاس منصور کے قاصد خلعت و انعام کے وعدے کے ساتھ بلانے آئے ابن اشعث اوسکے پاس گیا۔ اسکے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی کو افریقہ کا حاکم مقرر کیا۔ ابن اشعث کی روانگی اور عیسیٰ خراسانی کی حکومت کو تین مہینے بھی نہ گزرے ہوں گے کہ ربیع الاول ۱۵۱ھ میں منصور نے اغلب تمیمی کو وہاں کا عامل مقرر کیا جسکا بیان آئندہ آئیگا ہم نے ان واقعات کا تذکرہ ایک ساتھ محض اس وجہ سے کر دیا ہے تاکہ آپس میں مربوط رہیں۔ اور علاوہ اسکے ہر واقعہ کا ذکر ہر سال کے بیان میں ہم نے علیحدہ کر دیا ہے۔ ہماری دونوں غرضیں اس سے حاصل ہو گئیں۔

۱۲۶ھ کے مختلف واقعات کا بیان

اسی سال یزید بن ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینہ سے معزول کر کے عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ میں وہاں پہنچا۔ اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں حج ہوا۔ بعض کا بیان ہے کہ عمر بن عبداللہ بن الملک کی امارت میں حج ہوا۔ عراق کے عامل عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھے۔ کوفہ کی قضاوت پر ابن ابی لیلیٰ تھے۔ بصرہ کا حاکم مسور بن عمر بن عباد تھا اور وہاں کے قاضی عامر بن عبیدہ تھے اور خراسان پر نصر بن سیار کنانی تھا۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن حکم نے جزیرہ کے عامل عمر بن یزید بن عبدالملک کو برانگیختہ کیا کہ تم اپنے بھائی ولید کے خون کا مطالبہ کرو۔ میں تمہاری مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اسی سال سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۱۲۷ھ میں انتقال ہوا اس سال سعید بن ابی سعید المقبری اور مالک بن دینار الزاہد کا انتقال ہوا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ موخر الذکر کا انتقال ۱۲۷ھ اور بعض کے نزدیک ۱۳۰ھ میں ہوا۔ اسی سال کمیت بن زید اسدی شاعر کا انتقال ہوا یہ ۶۰ھ میں پیدا ہوا تھا۔ یوسف بن عمر کی حکومت عراق کے زمانہ میں جمرۃ الضبعی صاحب ابن عباس کا انتقال ہوا (جمرۃ بالجیم و راء المہملۃ)

۱۲۷ھ کی ابتدا

مروان کا شام جانا اور ابراہیم کے معزول کرنے کا بیان

اسی سال مروان شام کی طرف ابراہیم بن ولید سے جنگ کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ اسکے بعض اسباب کا ذکر ہم قتل ولید کے بعد بیان کر چکے ہیں جیسے مروان کا جانا اسکا ولید کے قتل کو

ناپسند کرنا۔ جزیرہ پر قبضہ کرنا پھر یزید نے جب اسکو عامل مقرر کرنیکا وعدہ کر لیا تو اسکا یزید پر بیعت کرنا ان سب باتوں کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ جب یزید بن ولید کا انتقال ہو چکا تو مروان نے اپنے لڑکے عبد الملک کو ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ رقہ پر اپنا قائم بنایا اور خود جزیرہ کی فوجیں لیکر روانہ ہو گیا۔ جب قنسرین پہنچا تو وہاں کا حاکم بشر بن ولید جسکو اسکے بھائی یزید نے وہاں مقرر کیا تھا مقابلہ کے لئے نکلا۔ اسکے ساتھ اسکا بھائی مسرور بن ولید بھی تھا۔ جب دونوں فوجیں صف بستہ ہوئیں تو مروان نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا۔ یزید بن قیس بنو قیس کے ساتھ مروان سے مل گیا۔ بشر اور اسکے بھائی مسرور کو سبھوں نے چھوڑ دیا۔ مروان نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ اور پھر اہل قنسرین کے ساتھ حمص کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں یہ واقعہ تھا کہ حمص کے باشندے ابراہیم اور عبد العزیز کی بیعت سے انکار کر رہے تھے۔ اسی وجہ سے ابراہیم نے عبد العزیز کو دمشق کے لشکر کے ساتھ حمص بھیجدیا تھا۔ عبد العزیز نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مروان تیزی سے روانہ ہوا۔ لیکن جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو عبد العزیز حمص کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور اہل حمص نے نجات پاکر مروان کی بیعت کر لی اور اسکے ساتھ ہو گئے۔ پھر ابراہیم نے سلیمان بن ہشام کو دمشق کی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جو عین الجر پر ایک لاکھ بیس ہزار کے ساتھ مقیم ہوا۔ ادھر سے مروان اسی ہزار کی جمعیت کے ساتھ پہنچ گیا۔ مروان نے انکو جنگ و جدل سے منع کیا۔ اور اسکی نصیحت کی کہ ولید کے دونوں لڑکے حکم اور عثمان کو قید سے رہا کرا لینا چاہئے اور یہ بات ظاہر کی کہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے ولید کے خون کا مطالبہ نہ کرونگا مگر ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ جنگ کے لئے مصر ہوئے۔ آخرکار دن چڑھے سے عصر تک جنگ ہوتی رہی۔ جس میں سلیمان کی فوج کے بہت سے لوگ مقتول ہوئے مروان چونکہ بہت ہی دانشمند اور چالاک تھا۔ اس لئے اس نے تین ہزار سواروں کو بھیجا۔ جنھوں نے سلیمان کے لشکر کے پیچھے سے نہر کاٹ دی اور پھر ابراہیم کے لشکر پر غارتگری کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ انکی خبر سلیمان اور اسکے لشکر کو اس وقت تک نہ ہوئی جب تک انھوں نے پیچھے سے گھوڑوں کی آواز تلواروں کی جھنکار اور تکبیریں نہ سن لیں۔ کیونکہ یہ لوگ جنگ کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ جب انھوں نے یہ حال دیکھا تو شکست کھا گئے۔ اہل حمص جنکے دل میں بغض و عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی ان پر اپنی تلواریں اندھا دھند چلا رہے تھے۔ چنانچہ سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اہل جزیرہ اور قنسرین نے اس قتل میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ وہ اس سے

رک گئے تھے۔ مروان کے پاس مقتولین کی تعداد میں یا ان سے کچھ زیادہ قیدی لائے گئے۔ مروان نے ان سے ولید کے دونوں لڑکوں کیلئے بیعت لیکر سب کو رہا کر دیا۔ صرف دو آدمیوں کو سزا دی ایک تو یزید بن عقار الکلبی اور دوسرا ولید بن مصاد الکلبی۔ یہ دونوں ولید کے قاتلین میں سے تھے۔ انکو مروان نے قید کر دیا تھا اور اسی قید میں دونوں ہلاک ہوگئے۔ جب سلیمان دمشق بھاگا تو اسکے ساتھ اور لوگ بھی بھاگے۔ اور انھیں میں یزید بن خالد بن عبداللہ قسری بھی تھا۔ چنانچہ جب یہ سب کے سب ابراہیم اور عبدالعزیز کے پاس جمع ہوئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر ولید کے دونوں لڑکے زندہ رہ گئے تو مروان انکو نکال لیگا اور ہم خلافت انھیں کے سپرد دیکھائیگی۔ تو وہ اپنے باپ کے قاتلین میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے رائے تو یہ ہے کہ کسی طرح دونوں کو قتل کر ڈالا جائے۔ یہ یزید بن خالد قسری کی رائے تھی۔ چنانچہ اس نے خالد کے مولی ابوالاسد کو انکے قتل کا حکم دیا۔ یوسف بن عمر کو قید خانہ سے نکالا اور اسکی گردن اڑا دی۔ ان لوگوں نے ابومحمد سفیانی کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن وہ قید خانہ کی ایک کوٹھری میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ اس وجہ سے لوگ اسکو نہ پاسکے تو جلا دینے کا منصوبہ باندھا۔ ابھی آگ بھی نہ لا سکے تھے کہ یہ شور مچ گیا کہ مروان کی فوج شہر میں داخل ہوگئی۔ یہ سنتے ہی سب کے سب ابراہیم کے ساتھ بھاگ نکلے۔ ابراہیم کہیں جا کر چھپ گیا سلیمان نے تمام بیت المال کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے شہر سے باہر نکل گیا۔

مروان بن محمد بن مروان کی بیعت کا بیان

اس سال مروان کے ہاتھ پر لوگوں نے دمشق میں خلافت کی بیعت کی۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب وہ دمشق میں آیا تو ابراہیم اور سلیمان بھاگ گئے۔ اور ولید کے موالی عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کے مکان پر ٹوٹ پڑے اور اسکو قتل کر ڈالا۔ یزید بن ولید کی قبر کھود کر اسکی نعش کو باب الجابیہ میں لٹکا دیا۔ مروان کے پاس ولید کے دونوں لڑکے حکم اور عثمان اور یوسف بن عمر سب کے سب مقتول لائے گئے تو اس نے انکو دفن کر دیا۔ ابومحمد سفیانی بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا لایا گیا تو اس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ حالانکہ اب تک مروان کو صرف امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا مروان نے اس سے کہا چپ رہو سفیانی نے کہا کہ

ان دونوں نے یعنی حکم اور عثمان نے اپنے بعد تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ اور پھر اس نے یہ شعر پڑھے جن کو حکم نے جیلخانہ میں کہا تھا۔ یہ دونوں لڑکے بالغ ہو چکے تھے بلکہ حکم کے اولاد بھی ہو چکی تھی۔ حکم نے یہ اشعار کہے ہیں۔

الا من مبلغ مروان عنی۔	وعمی الغمر طال به حنینا
کیا کوئی شخص میرا پیغام مروان کو	اور میرے چچا غمر کو پہنچا دیگا جسکے ساتھ ہمارا شوق بڑھ گیا ہے
بانی قد ظلمت وصار قومی۔	علی قتل الولید متا یعینا
یہ کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے اور ہماری قوم	ولید کے قتل کی وجہ سے ہمارے درپے ہے
ایذھب کلھم بدمی ومالی۔	فلا غثا اصبت ولا سمینا
کیا وہ ہماری جان ومال سب کو لے لیں گے۔	تاکہ میں کوئی معمولی یا اچھی چیز بھی نہ پاؤں
ومروان بارض بنی نزار۔	کلیث الغاب مفترس عرینا
حال یہ ہے کہ مروان بنو نزار کے ملک میں	جنگل کے خونخوار شیر کی طرح اپنی گوی میں ہے
انکث بیعتی من اجل امی۔	فقد بایعتم قبلی ھجینا
کیا میری بیعت میری ماں کی وجہ سے توڑ دیجائیگی۔	حالانکہ تم مجھ سے پہلے ایک کمینہ نسب شخص پر بیعت کر چکے تھے۔
فان اھلک انا وولی عھدی۔	فمروان امیر المومنینا
پس اگر میں اور میرا ولی عہد ہلاک ہوجائیں۔	تو مروان امیر المومنین ہوگا

سفیانی نے کہا ہے کہ ہاتھ پھیلائیے کہ ہم آپکی بیعت کرلیں۔ مروان کے ساتھیوں نے اس بات کو سنا۔ سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور حمص کے سرداروں نے بیعت کی۔ بعد ازیں تمام لوگوں نے بیعت کی پھر جب بیعت کا سلسلہ ختم ہوچکا اور حکومت مروان کے سپرد کردی گئی تو وہ اپنی منزل میں چلا گیا جو حران میں تھی۔ لوگوں نے اسکے بعد ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کے لئے امان کی خواہش ظاہر کی۔ مروان نے ان کو امن دیدیا۔ اور وہ دونوں اسکے پاس آئے۔ اس وقت سلیمان تدمر میں اپنے بھائیوں اور اہل وعیال کے اور ذکوانی موالیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ سب نے مروان کی بیعت کرلی۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا خروج

اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں لوگوں کو

اپنی بیعت کی دعوت دی۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ جب یہ کوفہ میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے۔ تو اس نے بڑی تعظیم اور تکریم کی۔ انکے اور انکے بھائیوں کے لئے تین سو درہم روزینہ مقرر کر دیا اسی اثنا میں یزید بن ولید کی وفات ہوئی۔ اور لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کی بیعت کر لی اور اسکے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی بیعت کی جب یہ خبر کوفہ میں عبداللہ بن عمر کو ملی تو اس نے عطایا میں اضافہ کر دیا اور لوگوں سے بیعت لی۔ اطراف و جوانب میں بھی بیعت لینے کے لئے حکم بھیجدیا۔ اور ہر طرف سے بیعت کے قبول ہونیکی اطلاع بھی آنے لگی۔ اسی زمانہ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ مروان نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور خود شام میں ان دونوں کے مقابلہ کے لئے آنا چاہتا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک رکھا اور انکے روزینہ میں اضافہ کر دیا۔ اور انکو مروان بن محمد سے جنگ کرنیکے لئے تیار کر دیا اور کہا کہ اگر مروان ابراہیم بن ولید پر فتحیاب ہو جائے تو وہ انکے لئے بیعت لے گا اور انکے لئے مروان سے لڑیگا۔ تمام لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا مروان بھی شام پہنچ گیا اور اس نے ابراہیم پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اسمٰعیل بن عبداللہ القسری شکست کھا کر کوفہ چلا آیا۔ اور ابراہیم کی طرف سے ایک فرمان لے لیا جس میں اسکو کوفہ کی امارت سپرد کرنیکا حکم تھا۔ یمنیوں کو جمع کر کے اس نے یہ فرمان سنایا۔ جب لوگوں نے فرمان سن لیا تو انھوں نے اسکی امارت قبول کر لی۔ لیکن عبداللہ بن عمر نے انکار کیا اور اس سے جنگ کی۔ جب اس نے حالت خطرناک دیکھی تو ڈرا کہ اگر راز فاش ہو گیا تو بڑی ذلت اوٹھانی پڑیگی اور قتل کر دیا جاؤنگا۔ چنانچہ اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ میں خون بہانا بار سمجھتا ہوں۔ اس لئے تم لوگ لڑائی سے رک جاؤ۔ وہ لوگ باز آ گئے۔ ابراہیم کی اصلی حالت اور اوسکا فرار ہونا ظاہر ہو گیا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے تعصب کرنے لگے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبداللہ بن عمر بنو مضر اور بنو ربیعہ کو بکثرت عطایا دیا کرتا تھا لیکن جعفر بن قعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیبری کو جو تیم اللات بن ثعلبہ سے تھا کچھ نہیں دیتا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں بنو ربیعہ میں سے تھے۔ یہ دونوں اسی وجہ سے ناراض ہو گئے تھے۔ ان دونوں کے لئے ثامہ بن حوشب بن رویم شیبانی بھی بگڑا۔ اور یہ سب مل کر جب عبداللہ بن عمر کے پاس سے جو حیرہ میں تھا کوفہ چلے آئے اور وہاں پہنچکر انھوں نے بنو ربیعہ کو للکارا۔ چنانچہ وہ سب مجتمع ہو گئے۔ اور غرّانے لگے۔ جب اسکی خبر عبداللہ بن عمر کو ملی تو اس نے اپنے بھائی عاصم کو بھیجا۔

جس وقت وہ پہنچا تو یہ لوگ دیر ہند میں تھے۔ عاصم نے اپنے کو انکے درمیان میں ڈالدیا اور کہا کہ لو یہ میرا ہاتھ جو تمہارا جی چاہے کرو۔ اس پر وہ لوگ بہت شرمائے اور واپس چلے گئے۔ بلکہ عاصم کی بڑی تعظیم کی اور اسکا شکریہ ادا کیا۔ جب شام ہوئی تو ابن عمر نے عمر بن غضبان القبعثری کے پاس ایک لاکھ بھیجا جسکو اس نے اپنی قوم بنو حمام بن مرۃ بن ذہل شیبانی میں تقسیم کردیا اور ثمامہ بن حوشب کے پاس بھی ایک لاکھ بھیجا گیا جسکو اس نے بھی اپنی قوم میں تقسیم کردیا۔ اسی طریقہ سے جعفر بن نعقاع اور عثمان بن الخیبری کے پاس بھی کچھ روپیہ بھیجا۔ جب شیعان علیؓ نے عبداللہ کی کمزوری کا یہ حال دیکھا تو اوسے علیحدہ کردینے کی سوچنے لگے۔ اور سب کے سب عبداللہ بن معاویہ کی طرف مائل ہوگئے۔ پہلے سب مسجد میں جمع ہوئے پھر عبداللہ بن معاویہ کے پاس گئے۔ ان کو مکان سے نکال کر قصر شاہی میں داخل کیا۔ اور عاصم بن عمر کو قصر میں داخل ہونے سے روکدیا۔ مجبوراً وہ اپنے بھائی کے پاس حیرہ میں چلا آیا۔ ابن معاویہ کے پاس کوفیوں کی جماعت آئی جس نے انکی بیعت کرلی۔ جن میں عمر بن غضبان، منصور بن جمہور۔ خالد کا بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ القسری تھا۔ ابن معاویہ کئی دن تک لوگوں سے بیعت لیتا رہا۔ نیز مداین اور فم نیل سے بھی بیعت کی اطلاع آئی۔ جب ابن معاویہ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوگئے تو ان تمام کو لیکر ابن عمر کے مقابلہ کے لئے حیرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب ابن عمر کو خبر دیگئی کہ ابن معاویہ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ آرہا ہے۔ تو تھوڑی دیر تک خاموش رہا کہ اتنے میں باورچیوں کا داروغہ آیا جس نے اطلاع دی کہ کھانا تیار ہے عبداللہ نے کھانا لانیکا حکم دیا۔ کھانا لایا گیا اور وہ لوگوں کے ساتھ بے پروائی سے کھانا کھاتا رہا حالانکہ لوگ خوف کھارہے تھے کہ ابن معاویہ اچانک پہنچ جائیگا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوچکا تو اموال کو نکال کر اپنے سرداروں میں تقسیم کردیا۔ اسکے بعد اس نے اپنے ایک مولی کو بلا بھیجا جس کے نام سے وہ اکثر فال لیا کرتا تھا اوسکا نام میمون یا رباح یا ایسا ہی کوئی اور عمدہ نام تھا۔ جب وہ آیا تو جھنڈا اوسکے سپرد کیا اور کہا کہ فلاں مقام پر اسکو نصب کردو اور اپنے لوگوں کو آواز دو اور میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب ابن عمر میدان میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ابن معاویہ کی فوجوں سے زمین سفید ہوگئی ہے۔ اس لئے اس نے منادیوں کو حکم دیا کہ یہ منادی کردو کہ جو شخص ایک سر لائیگا اسکو پانسو انعام دیا جائیگا۔ یہ اعلان ہوتے ہی لوگوں نے بہت سے سر لاکر جمع کردئے۔ اور اس نے بھی جو وعدہ کیا تھا

اسکو پورا کر دیا۔ ایک شامی میدان میں مقابلہ کے لئے نکلا۔ جسکے مقابلہ میں قاسم بن عبدالغفار نکلا۔ شامی نے اس سے کچھ پوچھا تو اس سوال و جواب میں اس نے اسکو پہچان لیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ بکر بن وائل میں سے کوئی شخص میرے مقابلہ کے لئے نہیں نکلیگا۔ واللہ میرا ارادہ تجھ سے لڑنیکا نہیں ہے۔ لیکن تم کو ایک بات کی خبر دیتا ہوں کہ اہل یمن، اسمعیل منصور اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس نے ابن عمر سے معاہدہ نہ کر لیا ہو۔ بنو مضر نے بھی اس سے معاہدہ کر لیا۔ لیکن اے بنو ربیعہ میں نہ تمہارا معاہدہ دیکھتا ہوں اور نہ قاصد۔ میں بنو قیس کا ایک آدمی ہوں اس لئے اگر تم معاہدہ کرنا چاہتے ہو تو میں اسکی خبر ابن عمر کو دیتا ہوں۔ اب ہم سے اور تم سے کل مقابلہ ہوگا کیونکہ وہ آج تم سے نہیں لڑیں گے۔ یہ خبر ابن معاویہ کو عمر بن غضبان نے دی اس نے اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے یہ کہا کہ منصور اور اسمٰعیل اور دوسرے لوگوں سے ضمانت لے لی جائے۔ لیکن ابن معاویہ نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا دوسرے دن صبح کے وقت لوگ جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ عمر بن غضبان نے ابن عمر کے میمنہ پر حملہ کیا جو پسپا ہو گیا۔ اسمٰعیل اور منصور جلدی سے حیرہ کی طرف چل دئے۔ اصحاب ابن معاویہ نے شکست کھائی اور ابن معاویہ کو ساتھ لیکر کوفہ کی طرف بھاگے۔ سبھوں نے قصر میں آکر پناہ لی۔ مگر میسرہ پر جو بنو ربیعہ و مضر اور انکے مقابل ابن عمر کی جو فوج تھی وہ اوسی طرح میدان کارزار میں جمع رہی۔ لوگوں نے ابن غضبان سے کہا کہ آج جو کچھ لوگوں نے کیا اس سے ہم کو تمہارے اوپر بہت زیادہ خطرہ تھا اسلئے واپس چلو۔ ابن غضبان نے کہا کہ میں اوسوقت تک نہیں جاؤنگا۔ جب تک میں یہیں قتل نہ کر دیا جاؤں آخر کار اسکے ساتھیوں نے زبردستی اسکو گھوڑے کی لگام پکڑ کر اسکو کوفہ لے گئے۔ شام کے وقت ابن معاویہ نے لوگوں سے کہا کہ اے بنو ربیعہ تم نے دیکھ لیا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا حالانکہ ہم نے اپنا خون تمہاری گردنوں پر ڈال دیا تھا۔ اس لئے اگر تم لڑائی کرتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ لڑنیکے لئے تیار ہیں اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ لوگ ہم کو اور تم کو چھوڑ رہے ہیں تو اپنے اور ہمارے لئے امان حاصل کر لو۔ عمر بن غضبان نے کہا کہ نہ تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور نہ جیسے کہ ہم اپنے لئے امان لیں گے تمہارے لئے لیں گے۔ اس کے بعد یہ لوگ قصر ہی میں ٹھہرے رہے۔ زیدیہ راستوں میں ابن عمر کی فوج سے کئی دن تک لڑتے رہے۔ پھر بنو ربیعہ نے اپنے، ابن معاویہ اور زیدیہ کے لئے امان لے لی۔ کہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔

ابن معاویہ وہاں سے نکل کر مدائن میں مقیم ہوا اور جب اسکے پاس کوفہ کے کچھ لوگ آئے تو ان کو ایکر حلوان ۔ جبال ۔ ہمدان ۔ اصبہان اور رے پر قابض ہوگیا ۔ اہل کوفہ کے غلام اس کے پاس آگئے ابن معاویہ ایک اچھا شاعر تھا اوسی نے یہ شعر کہے ہیں ۔

ولا تركبن الصنيع الذی ۔ تلوم اخاك على مثله

تو خود ایسے کام کا مرتکب نہ ہو ۔ کہ جیسے کام پر تو اپنے بھائی کی ملامت کرتا ہے

ولا يعجبنك قول امرء ۔ يخالف ما قال فی فعله

تجھ کو اس شخص کی بات تعجب میں نہ ڈالے ۔ جسکا فعل اسکے قول کے مخالف ہو ۔

حارث بن سریح کا مرو آنے کا بیان

اسی سال حارث مرو واپس آیا ۔ یہ ایک مدت تک مشرکین کے ساتھ رہا ۔ اسکے واپس آنیکی وجہ اس سے پہلے بیان کیجا چکی ہے یہ جمادی الآخر ۱۲۷ھ میں مرو آیا لوگ مقام کشمیہین تک اسکے استقبال کے لئے گئے ۔ جب لوگوں سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ جب سے میں گیا اس دن سے آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور بجز خدا کی اطاعت میری آنکھ ٹھنڈی بھی نہیں ہوسکتی ۔ نصر نے جب ملاقات کی تو اس نے اسکو مہمان بنایا اور پچاس درہم روزانہ مقرر کردیا ۔ لیکن یہ ہمیشہ ایک قسم کا کھانا کھاتا تھا ۔ نصر نے اسکے اہل عیال کو بھی رہا کردیا ۔ نصر نے اس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اسکو والی بنانا چاہتا ہے اور ایک لاکھ دینار دینا چاہتا ہے ۔ مگر حارث نے اسکو قبول نہیں کیا ۔ بلکہ یہ کہلا بھیجا کہ مجھ کو دنیا اور اسکی لذتوں سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں رہا ۔ میں تم سے صرف کتاب اللہ اور سنت نبوی پر عمل چاہتا ہوں ۔ تم اچھے لوگوں کو اپنا عامل بناؤ ۔ اگر تم نے ان پر عمل کیا تو میں دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد کرونگا ۔ اسکے علاوہ اس نے کرمانی کو بھی لکھا کہ اگر نصر نے کتاب اللہ پر عمل کیا تو میں اسکی مدد کرونگا اور اللہ کے حکم پر قائم ہوجاؤنگا اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو میں تمہارے پاس آجاؤنگا بشرطیکہ تم عدل و سنت رسول پر عمل کرنیکی ضمانت کرو ۔ اور حارث نے بنو تمیم کو اپنی طرف دعوت دی ۔ چنانچہ بنو تمیم اور دوسرے قبائل کے لوگوں نے اسکی دعوت پر لبیک کہا ۔ حتیٰ کہ اسکے پاس تین ہزار آدمی جمع ہوگئے پھر نصر کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر سے محض جور و ظلم کی وجہ سے تیرہ برس تک باہر رہا اور اب پھر تم مجھے اس ظلم کے ارتکاب میں شریک کرنا چاہتے ہو ۔

اہل حمص کا نقض بیعت کرنا

اسی سال اہل حمص نے مروان کی بیعت توڑ دی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مروان جب شام سے فارغ ہوکر حران پہنچا تو تین مہینہ تک وہیں مقیم رہا۔ اس عرصہ میں حمص والوں نے بیعت توڑ دی۔ جس شخص نے اسکو اس طرف متوجہ کیا تھا اور خط و کتابت کی تھی وہ ثابت بن نعیم تھا۔ اہل حمص نے قبیلہ کلب کے ان لوگوں کو جو تدمر میں تھے بلا بھیجا۔ چنانچہ وہاں سے اصبغ بن ذوالة الکلبی اپنی اولاد کے ساتھ پہنچا اور معاویہ سکسکی بھی پہنچا۔ شامی سوار اور دوسرے لوگ جنکی تعداد ایک ہزار تھی شب عید الفطر میں داخل ہوئے۔ مروان یہ خبر سنتے ہی ابراہیم (معزول شدہ) اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ جن کو اس نے امن دے رکھا تھا اور بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا عید الفطر کے دو دن بعد پہنچا۔ لیکن جب یہ پہنچا تو شہر والوں نے شہر کے دروازے بند کر دئے۔ چنانچہ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور خود ایک دروازہ کے قریب ٹھہرا۔ اور نقیب نے ان لوگوں سے جو دروازہ کے قریب تھے پوچھا کہ تم نے کیوں نقض بیعت کر لی اور اسکی وجہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو بیعت نہیں توڑی۔ بلکہ ہم تو آپکے مطیع ہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ دروازہ کھولدو۔ انھوں نے دروازہ کھولدیا۔ عمر بن وضاح تین ہزار وضاحیوں کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہوگیا۔ اور شہر والوں سے لڑائی شروع کر دی۔ مروان کی فوج نے انکو سخت شکست دی۔ باب تدمر پر جو لوگ تھے وہ اس طرف سے بھاگنے لگے مروان کی فوج نے ان سے لڑائی کی۔ جو وہاں سے گزرتا اسکو قتل کر ڈالتے۔ اصبغ بن ذوالہ اور اسکا بیٹا فرافصہ دونوں بھاگ گئے مروان نے جن لوگوں کو قید کیا تھا ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ مقتولین میں پانسو آدمیوں کو شہر کے اطراف میں سولی پر لٹکا دیا۔ شہر کی سو گز فصیل مسمار کر دی بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمص کی فتح اور فصیل کا انہدام ۱۲۸ھ میں ہوا۔

اہل غوطہ کی بغاوت کا بیان

اسی سال اہل غوطہ نے بھی بغاوت کی۔ انھوں نے اپنا والی یزید بن خالد قسری کو بنایا۔ اور دمشق کا مع اسکے حاکم زامل بن عمر کے محاصرہ کر لیا۔ مروان نے جب یہ سنا تو

اس نے حمص سے ابو الورد بن کوثر بن زفر بن الحارث اور عمرو بن وضاح کو دس ہزار فوج کے ساتھ انکے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جب یہ شہر کے قریب پہنچا تو اس نے محاصرہ کرنیوالوں پر حملہ کردیا۔ اندر سے شہر والوں نے بھی نکل کر دوسرا حملہ کردیا جسکی وجہ سے یہ لوگ شکست کھا گئے۔ مروان کے اصحاب نے انکے پڑاؤ کا استیصال کردیا۔ مزہ اور دوسرے یمنی عربوں کے دیہاتوں کو جلا دیا۔ یزید بن خالد گرفتار کیا گیا اور قتل کر ڈالا گیا۔ زامل نے اسکا سر کاٹ کر مروان کے پاس بھیجدیا۔ اس جنگ کے مقتولین میں عمر بن ہانی عبسی بھی یزید کے ساتھ قتل کیا گیا۔ یہ بہت بڑا عابد اور مجاہد آدمی تھا۔

اہل فلسطین کی بغاوت کا بیان

اس سال اہل حمص اور غوطہ کے بعد ثابت بن نعیم نے فلسطین کے باشندوں کو ساتھ لیکر علم بغاوت بلند کیا اور مروان سے نقض بیعت کرلی۔ یہ طبریہ پہنچا اور اس نے اسکا محاصرہ کرلیا۔ اس وقت وہاں کا حاکم ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم تھا جو عبدالملک کے بھائی کا بیٹا تھا۔ چند دن تک وہاں کے لوگوں سے جنگ ہوتی رہی۔ مروان نے پھر ابو الورد کو لکھا کہ تم ثابت سے مقابلہ کے لئے جلد روانہ ہو جاؤ۔ جب ابو الورد قریب پہنچ گیا تو اہل طبریہ بھی ثابت سے جنگ کرنیکے لئے نکلے۔ انھوں نے اسکو شکست دی اور اس کے تمام لشکر کو تباہ و برباد کردیا۔ شکست خوردہ ثابت فلسطین کی طرف بھاگا۔ لیکن ابو الورد نے اسکا تعاقب کیا راستہ میں ایک جگہ پر اور لڑائی چھڑی جس میں اس نے انکو دوبارہ شکست دی۔ اسکے بعد ثابت کے اصحاب متفرق ہو گئے۔ ابو الورد نے اسکی اولاد میں سے تین کو گرفتار کرکے مروان کے پاس بھیجدیا۔ مگر ثابت اور اسکا لڑکا رفاعہ دونوں بھاگ گئے جنکا پتہ نہ چلا۔ مروان نے اسکے بعد فلسطین پر رماحس بن عبد العزیز کنانی کو حاکم مقرر کیا جس نے دو مہینے کے بعد ثابت کو گرفتار کرکے مروان کے پاس بھیجدیا۔ مروان نے اسکے اور اسکے تینوں لڑکوں کے ہاتھ پیر کاٹنیکا حکم دیا چنانچہ انکے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور دمشق لائے گئے۔ پہلے تو انکو مسجد کے دروازہ پر ڈال دیا گیا تھا۔ لیکن پھر انکو دمشق کے دروازوں پر سولی دیکر لٹکا دیا گیا۔ اس وقت مروان دیر ایوب میں تھا۔ وہیں اس نے اپنے دونوں لڑکے عبداللہ اور عبیداللہ کی ولیعہدی کیلئے بیعت لی۔ انکی شادی ہشام بن عبدالملک کی دو لڑکیوں سے کردی۔ اس طرح پر بنو امیہ

پھر یکجا ہو گئے۔ اور بجز تدمر کے تمام شام پر اقتدار کلی حاصل ہو گیا اب مروان تدمر ہی کے فتح کرنیکے لئے روانہ ہوا۔ پہلے قسطل میں آکر اترا۔ جہاں سے تدمر چند دن کی مسافت پر تھا۔ تدمر کے باشندوں نے راستہ کے تمام کنوئیں اور چشمے خراب کر دئیے تھے اس وجہ سے مروان چند دن تک اپنے توشہ، مشکیزے اور اونٹوں کا انتظام کرنے لگا۔ لیکن ابرش بن ولید اور سلیمان بن ہشام اور دوسرے لوگوں نے مروان سے اسکی اجازت چاہی کہ وہ شہر والوں کے پاس جائیں۔ مروان نے اسکی اجازت دی۔ ابرش انکے پاس آیا ان کو بہت ڈرایا دھمکایا جسکی وجہ سے انھوں نے اطاعت قبول کر لی۔ لیکن جن لوگوں کو مروان پر اعتماد نہ تھا وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے ابرش فصیل کے منہدم کرنیکے بعد مروان کے پاس واپس آیا۔ اسکے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے اطاعت قبول کر لی تھی۔ مروان نے اپنے آگے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کی جانب ضحاک خارجی سے جنگ کرنیکے لئے بھیجا۔ اور اہل شام کو اسکے ساتھ ایک فوج روانہ کرنیکا حکم دیا۔ مروان وہاں سے رصافہ پہنچا۔ سلیمان بن ہشام نے چند دن قیام کرنیکی اجازت چاہی تاکہ وہ لوگ جو اسکے ساتھ تھے تندرست ہو جائیں اور خود بھی آرام لے لے۔ مروان نے اسکی اجازت دی۔ اور خود وہاں سے قرقسیا آیا تاکہ وہاں کے حاکم ابن ہبیرہ کو ضحاک کے مقابلہ پر بھیجے۔ اس عرصہ میں شامیوں کی وہ دس ہزار فوج جس کو مروان نے ضحاک خارجی سے جنگ کرنیکے لئے بھیجا تھا واپس آگئی۔ یہ سب رصافہ میں مقیم ہوئی۔ اور اس نے سلیمان کو مروان کے معزول کرنیکی دعوت دی۔ سلیمان نے اسکو قبول کیا۔

سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کا مروان بن محمد کی بیعت سے علٰحدہ ہونا

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے مروان بن محمد سے بغاوت کی۔ اور اس سے جنگ کی۔ اسکا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں کہ جب اسکے پاس شامی فوجیں آئیں اور انھوں نے مروان سے بغاوت کو اسکے لئے اچھا بتایا اور یہ کہا کہ تم لوگوں کی نظروں میں اس سے زیادہ اچھے ہو اور خلافت کے لئے اس سے زیادہ موزوں ہو۔ سلیمان نے انکی اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اور موالی اور بھائیوں کو ساتھ لیکر قنسرین پہنچا۔ اور وہیں فوج مرتب کرنے لگا اور شامیوں سے خط و کتابت کی چنانچہ وہ ہر طرف سے امنڈ آئے۔

جب یہ خبر مروان کو ملی تو وہ قرقیسیا سے اس طرف لوٹا۔ اور ابن ہبیرہ کو لکھا کہ تم وہیں ٹھہر جاؤ۔
مروان لوٹتے وقت قلعہ کامل سے گزرا۔ جہاں موالی سلیمان کی ایک جماعت اور ہشام کی اولاد تھی۔ انھوں نے اپنے کو قلعہ بند کر لیا۔ تو مروان نے انکو کہلا بھیجا کہ میں تم کو تبلائے دیتا ہوں کہ اگر تم نے میری فوج میں سے کسی شخص کو بھی تکلیف دی تو تمھارے حق میں اچھا نہ ہوگا اور پھر تمھارے لئے میرے پاس امان نہ ہوگی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم کسی کو ضرر نہ پہنچائینگے مروان گزر گیا۔ ان لوگوں نے فوج کے پچھلے حصہ پر غارتگری کی۔ جب مروان کو معلوم ہوا تو بہت بگڑا۔

ادھر سلیمان کے پاس ۷۰ ہزار شامی ذکوانی اور دوسرے قبائل کے لوگ جمع ہو چکے تھے۔ سلیمان نے قنسرین کے ایک قریہ خساف نامی میں فوج مرتب کی۔ مروان بھی وہاں پہنچ گیا۔ دونوں فوجوں میں سخت جنگ ہوئی۔ سلیمان اور اسکے اصحاب نے شکست کھائی۔ اسکی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ مروان کی فوج نے اسکا تعاقب کیا اور برابر قتل کرتی رہی اور قید کرتی رہی حتیٰ کہ سلیمان کی فوج کا بالکل استیصال کر دیا۔ اس وقت مروان ایک جگہ پر اور اسکے لڑکے دوسرے مقاموں پر اور اسکا کوتوال کوثر ایک تیسرے مقام پر کھڑا تھا۔ پھر مروان نے انکو حکم دیا کہ غلاموں کے علاوہ جو قیدی تمھارے پاس آوے قتل کر دینا آج کے دن مقتولین کا جو شمار کیا گیا وہ ۳۰ ہزار سے کچھ زیادہ تھا۔ ان میں ابراہیم بن سلیمان اور اسکے اکثر لڑکے اور ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی بھی مقتول ہوا۔ ان قیدیوں میں سے بہت سے لوگوں نے کہا کہ ہم غلام ہیں۔ اس لئے مروان نے ان‌ھیں قتل نہیں کیا بلکہ انکو دوسرے سامان کے ساتھ ہراج کر دینے کا حکم دیا۔ سلیمان وہاں سے بھاگ کر حمص پہنچا۔ یہاں وہ لوگ جو میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے پھر مل گئے۔ اس نے دوبارہ اپنی فوج کو درست کیا۔ اور شہر کی منہدم شدہ فصیل جسکو مروان نے منہدم کیا تھا اسکی تعمیر کرائی۔ اسکے بعد مروان وہاں سے غیظ و غضب میں بھرا ہوا قلعہ حصن میں آیا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ اور ان لوگوں کو جو محصور تھے اپنی اطاعت پر مجبور کیا۔ چنانچہ انھوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ جب وہ قلعہ سے باہر ہوئے تو مروان نے بہت سے لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر دئے۔ جنکے زخموں کی اہل رقہ نے مرہم پٹی کی جن میں سے اکثر لوگ اچھے ہو نے اور باقی ہلاک ہوئے۔ انکی تعداد بھی تقریباً تین سو تھی۔ اسکے بعد مروان نے سلیمان اور اسکے اصحاب کا رخ کیا۔ سلیمان کی فوج کے آدمیوں نے آپس میں

یہ گفتگو کی کہ ہم لوگ کب تک مروان سے شکست کھاتے رہیں گے۔ چنانچہ ان میں سے سات سو آدمیوں نے موت پر بیعت کرلی۔ پھر سب کے سب روانہ ہوئے کہ اگر موقع ملے تو مروان پر شبخون ماریں۔ اسکی خبر مروان کو بھی لگ گئی۔ اس نے اپنے بچاؤ کا سامان کرلیا۔ پوری حفاظت اور تیاری کے ساتھ وہ خندقوں کے اندر چلتا رہا۔ جب یہ لوگ شبخون نہ مار سکے تو اسکے راستے میں زیتون کے درخت کے قریب ایک کمینگاہ بنائی مروان بہت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ جا رہا تھا۔ ان لوگوں نے نکل کر حملہ کر دیا اور جو مروان کے ساتھ تھے انکو قتل کرنا شروع کیا۔ مروان نے یہ دیکھکر اپنے شہسواروں کو پکارا۔ وہ پلٹ پڑے اور ان سے جنگ شروع کردی۔ ظہر سے عصر تک سخت لڑائی ہوتی رہی آخرش سلیمان کی فوج نے شکست کھائی اور تقریباً چھ ہزار آدمی مارے گئے۔ جب اس ہزیمت کی خبر سلیمان کو ملی تو اس نے اپنے بھائی سعید کو حمص میں چھوڑا اور خود تدمر چلا آیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ مروان نے پھر حمص میں آکر دس مہینہ تک اسکا محاصرہ کیا اور ہر چہار طرف منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز پتھر برساتا رہا۔ ہر روز کچھ نہ کچھ لوگ نکل کر اس سے لڑائی کرتے رہتے جو بسا اوقات لڑتے لڑتے اسکے پڑاؤ کے قریب تک پہنچ جاتے تھے۔ جب ان پر مصیبتوں کا انبار زیادہ ہو گیا تو انھوں نے آخر کار تنگ آکر اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ سعید بن ہشام اور اسکے دونوں لڑکے عثمان اور مروان اور سکسکی نامی شخص کو جو فوج کو جوشس دلاتا اور حبشی شخص کو جو مروان کو گالیاں دیتا تھا۔ ان سب کو انکے حوالہ کردیں گے۔ مروان نے اسی شرط پر انکو امن دیا پھر سعید اور اسکے لڑکوں کو گرفتار کرلیا سکسکی کو قتل کر ڈالا اور حبشی کو بنو سلیم کے حوالہ کر دیا انھوں نے اوسکے اعضا قطع کر دئے۔ جب مروان حمص کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو اس نے ضحاک خارجی کا رخ کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب سلیمان خساف میں شکست کھا گیا تو بھاگ کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس عراق میں آیا۔ اور اس کو ساتھ لیکر ضحاک کے مقابلہ پر گیا۔ پھر اس پر بیعت کرکے اسکو مروان سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا تو بعض شعراء نے یہ شعر کہا۔

الم تران اللہ اظہر دینہ ۔ وصلت قریش خلف بکر بن وائل

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے اپنے دین کو نمایاں کر دیا۔ اور قریش نے بکر بن وائل کے پیچھے نماز پڑھی ۔

جب نصر بن سعید الحرشی والی عراق نے یہ دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر کے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا اس لئے مروان کی طرف روانہ ہوا لیکن جب وہ قادسیہ پہنچا تو ضحاک کا قائم مقام ابن ملحان کوفہ سے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور نضر سے جنگ کی نضر نے اس کو قتل کر ڈالا پھر ضحاک نے کوفہ پر مثنیٰ بن عمران العائذی کو حاکم مقرر کیا اور خود ذوالقعدہ میں موصل کی طرف روانہ ہوا ادھر سے ابن ہبیرہ آیا اور عین التمر میں اترا تو مثنیٰ بن عمران ضحاک کے مقابلہ کے لئے نکلا کئی دن تک دونوں میں برابر نبرد آزمائی ہوتی رہی جس میں ضحاک کے کئی سردار مقتول ہوئے اور خارجیوں نے شکست کھائی انہیں کے ساتھ منصور بن جمہور تھا۔ پھر ان لوگوں نے کوفہ میں آکر اپنے لوگوں کو جمع کیا اور ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے چلے، ابن ہبیرہ کئی دن تک جنگ کرتا رہا جس میں خوارج نے شکست کھائی، اس کے بعد ابن ہبیرہ کوفہ آیا اور وہاں سے واسط چلا گیا، جب ضحاک کو اپنے ساتھیوں کی حالت معلوم ہوئی تو عبیدہ بن سوار التغلبی کو اون کی طرف بھیجا وہ آکر صراۃ میں اترا پھر ابن ہبیرہ نے بھی انکا رخ کیا، اور صراۃ پہنچکر ان سے بھڑ گیا۔ انشاء اللہ ضحاک کے خروج کی خبر عنقریب بیان کیجائیگی،
(الحرشی بفتح الحاء المهملة وبالشين المعجمة)

ضحاک کے خروج کا بیان

اسی سال ضحاک بن قیس شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا اور کوفہ میں داخل ہوا۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ جب ولید کا قتل ہوچکا تو ایک حروری شخص جسکا نام سعید بن بہدل الشیبانی تھا جزیرہ کے دوسو آدمیوں کے ساتھ اوٹھ کھڑا ہوا۔ انہیں میں ضحاک شیبانی بھی تھا، اس نے ولید کے قتل اور مروان کی شام میں مشغولیت کو غنیمت سمجھکر کفرتوثا میں خروج کیا اور بسطام البیہسی جو اسکی رائے کا مخالف تھا بنو ربیعہ کو اسی تعداد میں ساتھ لیکر روانہ ہوا جتنی اسکے ساتھ تھی۔ یہ دونوں اپنے مقابل کی طرف بڑھے۔ جب یہ دونوں قریب ہو گئے تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اسکے سرداروں میں تھا ۱۵۰ سواروں کے ساتھ بھیجا جس وقت یہ پہنچا اوس وقت وہ لوگ بے خبر تھے۔ اس لئے اوس نے

اس بے خبری میں اون لوگوں کو اور بسطام کو قتل کر ڈالا۔ صرف ان میں سے چودہ آدمی باقی بچ گئے۔ پھر سعید بن بہدل شیبانی کو جب عراق کے اختلافات کی خبر ملی تو عراق کی جانب روانہ ہوا، لیکن سعید کا راستہ ہی میں انتقال ہوگیا۔ اس نے اپنی جگہ پر ضحاک ابن قیس کو مقرر کر دیا، پھر خوارج نے اوسکی بیعت کرلی، اور وہ موصل آیا اور وہاں سے شہر زور پہنچا اس درمیان میں خوارج اوسکے پاس برابر جمع ہوتے رہے، یہانتک کہ اون کی تعداد ۴ ہزار تک پہنچ گئی اسی عرصہ میں یزید بن ولید ہلاک ہوگیا، اوس وقت عراق پر اوسکا عامل عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھا اور مروان نے جزیرہ پر اپنا تسلط جما لیا تھا مروان نے ابن عمر کے ایک سردار نضر بن سعید الحرشی کو عراق کی حکومت سپرد کی لیکن ابن عمر نے حکومت دینے سے انکار کر دیا۔ اس لئے نضر کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور ابن عمر حیرہ ہی میں مقیم رہا، اب دونوں میں جنگ شروع ہوگئی اور چار ماہ تک جنگ ہوتی رہی، مروان نے نضر کی امداد ابن غزیل سے کی، اور اسکے علاوہ نضر کے پاس خود مضریہ مجتمع ہو گئے، کیونکہ وہ اس بنا پر مروان کے ساتھ ہو گئے تھے کہ اس نے ولید کے خون کا مطالبہ کیا تھا، اور انکو ولید سے یہ تعلق تھا کہ ولید کی ماں قیسیہ بنو مضر سے تھی، اور اہل یمن ابن عمر کے ساتھ تھے، کیونکہ یہ ولید کے قتل میں اس لئے یزید کے ساتھ تھے کہ اس نے خالد قسری کو یوسف کے حوالہ کیا تھا، جس نے اسکو قتل کر ڈالا خیر جب اس اختلاف کی خبر ضحاک کو معلوم ہوئی تو اوس نے ۱۲۷ھ میں عراق کا رخ کیا، تو ابن عمر نے نضر کو لکھا کہ ضحاک صرف ہمارے اور تمہارے ارادہ سے نکلا ہے اس لئے ہم کو چاہیئے کہ متحد و متفق ہو کر اس سے جنگ کریں، اس لئے ان دونوں میں معاہدہ ہوگیا، اور دونوں کوفہ میں آکر مل گئے، دونوں اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے ضحاک ماہ رجب میں مقام نخیلہ پر پہنچ گیا، اور آرام کرنیکے لئے ٹھہر گیا۔ یہ لوگ پنجشنبہ کے دن جنگ کرنیکے لئے تیار ہو گئے یعنی ضحاک کے آنیکے دوسرے ہی دن بہت لڑائی ہوئی جس میں انھوں نے ابن عمر کو بھگا دیا، اور اوسکے بھائی عاصم اور عبیداللہ کے بھائی جعفر بن عباس الکندی کو قتل کر ڈالا۔ ابن عمر بھاگ کر خندق میں چھپ گیا، خوارج رات بھر وہیں لڑتے رہے، پھر واپس ہو گئے اور جمعہ کے دن دوبارہ جنگ ہوئی، لیکن پھر بھی ابن عمر کو شکست ہوئی اور پھر بھاگ کر اپنی خندقوں میں پناہ لی۔ پھر جب شنبہ کی صبح ہوئی تو

ابن عمر کے ساتھیوں نے آہستہ آہستہ واسط کی طرف قدم اوٹھایا۔ انھوں نے ان سے زیادہ قوی تر قوم اب تک نہیں دیکھی تھی جو لوگ واسط میں آئے انہیں، نضر بن سعید الحرشی، خالد کا بھائی اسمٰعیل بن عبد اللہ القسری، منصور بن جمہور، اصبغ بن ذوالہ اور انکے علاوہ دوسرے سردار بھی تھے، اب یہاں صرف ابن عمر چند ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گیا، تو لوگوں نے کہا کہ جب سب لوگ بھاگ گئے تو پھر ہم یہاں کس بھروسہ پر ٹھہرے رہیں، دو روز تک وہاں رہا جسے دیکھا بھاگتا ہی نظر آیا تب ابن عمر بھی واسط چلا آیا، اور ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کرلیا اور داخل ہوگیا۔ عبید اللہ بن عباس الکندی نے اپنی جان کی خیر نہ دیکھی اس لئے ضحاک کے ساتھ ہوگیا اور بیعت کرکے اوسکی فوج میں شریک ہوگیا۔

ابو عطاء السندی نے اوس کے لئے کہا، شعر

فقل لعبید اللہ لو کان جعفر ۔ ھو الحی لم یجنح وانت قتیل

عبید اللہ سے کہدو، کہ اگر جعفر زندہ ہوتا، تو کبھی مائل نہ ہوتا اور تو اس حالت میں مقتول ہوتا

ولم یتبع المراق والثار فیھم ۔ وفی کفہ عضب الذباب صقیل

جب کہ اونکے ذمہ ہمارے خون ہیں اور اوسکے ہاتھ میں صیقل شدہ تیغ براں ہوتی وہ کبھی خارجیوں کی پیروی نہ کرتا۔

الی معشر ردوا الخاک واکفروا ۔ اباک فماذا بعد ذاک تقول

ایسے قبیلہ کی طرف جنھوں نے تمھارے بھائیوں کو مرتد سمجھا، اور تمھارے آبا و اجداد کو کافر سمجھا ہے پھر اسکے بعد تم کیا کہو گے۔

جب یہ اشعار عبید اللہ کو معلوم ہوئے تو اس نے جواب میں کہا

فلا وصلتک الرحمٰن ذی قرابۃ ۔ وطالب وتر والذلیل ذلیل

تجھ کو اعزاء اور اقربا سے اور دشمنوں سے کوئی رحم نہ پہنچے اور ذلیل، ذلیل ہی ہوتا ہے

ترکت اخا شیبان یسلب بزہ ۔ ونجاک خوار العنان مطول

تو نے شیبان کو اس حالت میں چھوڑ دیا کہ اوسکے مال و متاع لوٹے جارہے تھے، حالانکہ اوس نے تجھ کو بہت بڑی ذلت سے نجات دلائی تھی۔

ابن عمر وہاں سے روانہ ہوکر واسط میں آیا، اور حجاج بن یوسف کے مکان میں مقیم ہوا۔ پھر عبد اللہ اور نضر کے درمیان ویسی ہی جنگ چھڑ گئی، جیسی کہ ضحاک کے آنیکے قبل ہورہی تھی۔

نضر بن عمر سے مروان کے حکم کی بنا پر عراق کی حکومت طلب کرتا تھا اور وہ انکار کرتا تھا اسکے بعد ضحاک کوفہ کا انتظام کر کے اور وہاں کا والی ملحان شیبانی کو بنا کر واسط آیا، اور اس نے باب مضار میں قیام کیا، عبداللہ اور نضر نے آپس کی جنگ ترک کر کے پھر ضحاک سے جنگ کرنیکے لئے متحد و متفق ہو گئے اور برابر شعبان، رمضان، شوال تک اتفاق و اتحاد کے ساتھ ضحاک سے جنگ کرتے رہے، پھر منصور بن جمہور نے ابن عمر سے کہا کہ میں نے ان کے ایسا کبھی نہیں دیکھا، تو ان لوگوں سے کیوں لڑتا ہے، اور انکو مروان کی طرف جانے سے کیوں روکے ہوئے ہے، انکی اطاعت قبول کر لے اور انکو اپنے اور مروان کے درمیان میں کر دے تو پھر یہ لوگ ہم سے پلٹ کر مروان ہی کی طرف جائیں گے اور اسی سے اسکے مشکلات میں اضافہ کر دیں گے، اگر ان لوگوں نے اس پر فتح پالی تو تیرا مدعا حاصل اور تو پھر مامون ہو جائیگا، اور اگر وہ ان پر مظفر و منصور ہوا، اور تو نے اوس سے جنگ کرنیکا ارادہ کیا تو اطمینان سے جنگ ہوگی، ابن عمر نے کہا جلدی نہ کرو ذرا مجھ کو غور کر لینے دو پھر منصور اون خارجیوں کے پاس گیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اطاعت قبول کر لوں اور کلام اللہ پر عمل کروں اس لئے کہ یہی انکی حجت تھی، وہ ان میں داخل ہو گیا اور بیعت کر لی، پھر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی اونکے پاس شوال میں آیا، اور مصالحت کر کے ضحاک کی بیعت کر لی۔ اسکے ساتھ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی تھا۔

ابو الخطار امیر اندلس کی علحدگی اور ثوابہ کی امارت کا بیان

اسی سال اندلس والوں نے اپنے امیر ابو الخطار حسام بن ضرار الکلبی کی اطاعت سے انحراف کیا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب یہ امیر ہو کر اندلس آیا، تو مضریہ کے خلاف یمانیہ کی طرفداری کرنے لگا۔ اتفاقاً ایک کنانی اور غسانی سے تنازع ہو گیا، کنانی نے صمیل بن حاتم بن ذی الجوشن ضبابی سے امداد چاہی، تو صمیل نے ابو الخطار سے اسکے متعلق گفتگو کی، لیکن ابو الخطار اس پر بہت زیادہ خفا ہو گیا، صمیل نے بھی اسکا جواب منہ در منہ دیا، اس لئے ابو الخطار نے مارنے کا حکم دیا، چنانچہ جب اسکی گردن کی پشت پر کوڑے پڑے تو اوسکا عمامہ جھک گیا، اور جب وہ نکلا تو لوگوں نے کہا کہ تیرا عمامہ کج ہو گیا ہے، اوس نے کہا، کہ اگر میری کوئی قوم ہوگی تو سیدھا کر دیگی، یہ شخص مضر کے شرفا میں سے تھا، چنانچہ جب یہ بلج کے ساتھ اندلس میں داخل ہوا تو

اپنی شرافت ونجابت اور ذاتی فضیلتوں اور خوبیوں کی وجہ سے معزز ہوگیا پھر لوگوں کو جمع کر کے اپنے گزشتہ واقعات انکے سامنے بیان کئے انھوں نے کہا کہ ہم تمھارے تابعدار اور مطیع ہیں، اوس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ابوالخطار کو اندلس سے نکال دوں۔ اون میں سے بعض لوگوں نے کہا، تمھارے جو دل میں آئے وہ کرو اور جس سے جی میں آئے مدد لو، مگر ابوالعطاء قیسی سے مدد نہ لو، یہ بھی اشراف قیس سے تھا، اور ریاست و سرداری میں صمیل کا مقابلہ کرتا تھا، اسکے علاوہ اس سے حسد بھی رکھتا تھا۔ ایک دوسرے شخص نے یہ رائے دی کہ نہیں، بلکہ تجھ کو ابوعطاء کے پاس جاکر امداد لینی چاہئے کیونکہ اس سے اوسکی رگ حمیت جوش میں آجائیگی اور وہ تیری مدد کرے گا، اور اگر تو نے اوسکو چھوڑ دیا، تو وہ ابوالخطار سے مل جائیگا اور تیری مخالفت میں اوس کی امداد کریگا، تاکہ وہ تیرے مقابلہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوجائے، اور میری یہ بھی رائے ہے کہ بنوسعد کو چھوڑ کر اہل یمن سے بھی امداد طلب کیجائے، چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا، اور اسی رات کو ابوالعطاء کے پاس گیا، اوس وقت وہ استجہ میں تھا، ابوالعطاء نے بڑی آؤ بھگت کی اور آنکی وجہ دریافت کی، صمیل نے باتیں کہہ سنائیں، جسکا اوس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ہتھیار سے آراستہ ہوکر گھوڑے پر سوار ہوگیا اور کہا جہاں جی میں آئے چلو میں تیار ہوں اور ہر حال میں ساتھ ہوں، اور اسکے علاوہ اپنے تمام اہل واصحاب کو اوسکی پیروی کرنیکا حکم دیا اسکے بعد سب کے سب مرو کی جانب روانہ ہوئے یہاں ثوابہ بن سلمۃ الجذامی رہتا تھا جو کہ اپنی قوم کا سردار تھا، ابوالخطار نے اسکو اشبیلیہ اور دوسرے مقامات پر پہلے مقرر کیا تھا، اور پھر اسکو معزول کردیا، اس وجہ سے وہ بھی اوس کا مخالف بن گیا تھا۔ اسکو بھی صمیل نے اپنے ساتھ شریک ہونے اور اعانت کرنیکی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اگر ابوالخطار کو نکال دیا گیا تو اوسکو امیر بنا دیا جائیگا، اوس نے بھی اس دعوت کو قبول کرلیا اور اپنی قوم کو بھی اس طرف بلایا، چنانچہ اون سبھوں نے بھی صدائے لبیک بلند کی، اور سب کے سب ملکر شذونہ کو روانہ ہوئے، اور ابوالخطار بھی اندلس سے کسی کو وہاں کا والی مقرر کر کے انکی طرف قرطبہ سے روانہ ہوا۔ اور پھر ماہ رجب میں ان سے سخت مقابلہ ہوا اور آخر کار ابوالخطار کو شکست ہوئی، جس میں اوسکے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے اور خود گرفتار ہوگیا، اوس وقت قرطبہ میں امیہ بن عبدالملک بن قطن تھا

جس نے ابوالخطار کے جانشین کو بھی وہاں سے نکال دیا، اور جو کچھ ان دونوں کا مال و اسباب متاسب کو لوٹ لیا، جب ابوالخطار نے شکست کھائی تو اسکے بعد ثوابہ بن سلمہ اور صمیل دونوں نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ثوابہ بن سلمہ وہاں کا والی ہوگیا۔ عبدالرحمن بن حسان الکلبی نے ثوابہ سے بغاوت کی اور ابوالخطار کو جیل خانہ سے نکالا۔ تو تمام یمانیوں کی رگوں میں حمیت کا خون جوش کھانے لگا اور سب کے سب اوسکے پاس جمع ہو گئے۔ ان تمام کو لیکر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر سے ثوابہ تمام یمانیہ اور مضریہ کو لے کر جو کہ صمیل کے ساتھ تھے مقابلہ پر نکلا۔ لیکن جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں، تو ایک مضری نے آواز دی کہ اے معشر یمانیہ تم کو کیا ہوگیا کہ ابوالخطار کی جانب سے جانیں دے رہے ہو ہم نے تو تمھیں میں سے امیر بنایا یعنی ثوابہ کو" اس لئے کہ وہ بھی یمانی ہے، البتہ اگر ہم میں سے کوئی امیر ہوتا تو تم جنگ پر معذور سمجھے جاتے، میں یہ صرف اس وجہ سے کہتا ہوں تاکہ خونریزی نہ ہو اور لوگوں کو عافیت ملجائے، جب لوگوں نے یہ سنا تو کہا سچ کہتا ہے، امیر تو ہمیں میں سے ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی قوم سے لڑیں، اس لئے لوگوں نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کی، اور ابوالخطار بھاگ کر باجر چلا گیا، اور ثوابہ قرطبہ واپس آیا اس وجہ سے اس فوج کا نام عسکر عافیہ پڑ گیا۔

بنو عباس کی جماعت کا بیان

اسی سال سلیمان بن کثیر، لاہط بن قریظ اور قحطبہ مکہ گئے، اور وہاں امام ابراہیم بن محمد سے ملاقات کی، اور اونکے موالی کو ۲۰ ہزار دینار دو لاکھ درہم، مشک اور بہت سا سامان وغیرہ دیا، انھیں لوگوں کے ساتھ ابومسلم بھی تھا۔ تو سلیمان نے ابراہیم سے کہا کہ یہ آپ کا خادم ہے۔

اور اسی سال بکر بن ہامان نے اپنے موت کے وقت ابراہیم کو لکھا کہ میں نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان کو اپنا قائم مقام کر دیا ہے اور وہ اس کام کے لئے بالکل موزوں ہیں چنانچہ ابراہیم نے اوسکو لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے امیر ہو اور خراسانیوں کو لکھا کہ میں نے انکو تمھارا امیر مقرر کیا ہے، اس کے بعد ابوسلمہ خراسان کی طرف گیا، لوگوں نے اوسکی تصدیق کی اور امارت کو قبول کیا اور اونکے پاس شیعوں کا جو کچھ چندہ اور خمس

جمع تھا اوس کے حوالہ کر دیا۔

۱۲۷ھ کے مختلف واقعات

اسی سال عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز امیر حج تھا، یہ اس وقت مروان کی جانب سے مکہ، مدینہ، طائف کا والی تھا، اور عراق پر نضر بن حرشی عامل تھا، اور اس زمانہ میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نضر بن حرشی اور ابن عمر اور ضحاک میں جنگ تھی، اور خراسان میں نصر بن سیار تھا والی اس سے کرمانی اور حارث بن شریح برابر جھگڑتے رہتے تھے، اس سال میں سوید بن غفلہ کی وفات ہوئی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۸۱ھ میں اسکا انتقال ہوا، اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے ۸۲ھ میں انتقال کیا، اوس وقت اسکی عمر ۱۲۰ سال کی تھی، اور عبد الکریم بن مالک الجزری کی بھی اسی سال وفات ہوئی، بعض ارباب سیر نے اس کے خلاف بیان کیا ہے۔

اور اسی سال ابو حصین، عثمان بن حصین الاسدی کی بھی وفات ہوئی (حصین بفتح الحاء و کسر الصاد) اور اسی سال ابو اسحق عمر بن عبد اللہ السبیعی الہمدانی کی بھی وفات ہوئی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۱۲۸ھ میں وفات ہوئی اوس وقت اسکی عمر ۹۰ سال کی تھی (السبیعی بفتح السین وکسر الیاء) اور عبد اللہ بن دینار کا بھی انتقال ہوا بعض کہتے ہیں ۱۲۶ھ میں انتقال ہوا۔

اور اسی سال محمد بن واسع الازدی البصری کی وفات ہوئی اسکی کنیت ابو بکر تھی، اور داؤد بن ابی ہند کی بھی وفات ہوئی۔ اور ابو ہند کا نام دینار تھا یہ بنی قسیر کا مولی تھا، اور اسی سال ابو بحر عبد اللہ بن اسحق مولی الحضر کا انتقال ہوا، یہ نحو اور لغت کا امام تھا، یحیی بن نعمان سے اس نے تعلیم حاصل کی تھی، ابو بحر اکثر فرزوق کے شعروں میں عیب نکالا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسکے شعر میں لحن (معیوب قافیہ) ہوتا ہے، فرزوق نے اسکی ہجو میں یہ شعر کہا تھا شعر

فلو کان عبد اللہ مولی ھجوتہ ۔ ولکن عبد اللہ مولی موالیا

اگر عبد اللہ مولی ہوتا تو میں اوسکی ہجو کرتا۔ لیکن عبد اللہ غلاموں کا مولی ہے۔

ابو عبد اللہ نے کہا تو نے اپنے قول (موالیا) میں لحن کیا تجھ کو یہ کہنا چاہیے تھا مولی موال۔

سنہ ۱۲۸ھ کی ابتدا

حارث بن سریج کے قتل اور کرمانی کا مرو پر غلبہ پانے کا بیان

حارث بن سریج کو یزید بن ولید کی امان ملنے اور بلاد مشرکین سے بلاد اسلامیہ میں آنیکا بیان گزرچکا ہے، اور نیز جو کچھ اوسکے اور نصر کے درمیان اختلاف تھا اوسکا ذکر بھی ہوچکا ہے، پھر جب ابن ہبیرہ عراق کا والی ہوا تو اس نے نصر کو خراسان کا والی بنایا، نصر نے خراسان میں مروان کے لئے بیعت لی، تو حارث نے کہا کہ مجھ کو یزید نے امن دیا تھا مروان نے مجھے امان نہیں دی ہے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ مروان یزید کی امان کو بحال نہیں رکھے گا اس لئے میں اس سے مامون نہیں ہوں اس نے نصر کی مخالفت شروع کردی نصر نے اوسکو کہلا بھیجا کہ اتحاد و اتفاق سے رہنا چاہئے، اور تفرقہ اور دشمنوں کو طمع دلانے سے منع کیا، لیکن اس نے ایک نہ سنی بلکہ لشکر تیار کرکے نکلا، اور پھر نصر کو لکھا، کہ امارت کا مسئلہ باہمی مشورہ سے طے کرو، لیکن نصر نے اس سے انکار کیا، تب حارث نے راسب کے مولی جہمیہ کے سردار جہم بن صفوان کو حکم دیا کہ اوس کی سیرت اور اخلاق و عادات اور ایسی باتیں بیان کرے جو لوگوں کو اسکی جانب مائل کریں، چنانچہ جب اوس نے بیان کیا تو بہت سے لوگوں کی کثرت ہوگئی، اور اس کی جماعت میں بہت اضافہ ہوگیا، پھر حارث نے نصر کو لکھا کہ سالم بن احوز کو اپنی کوتوالی سے معزول کردے اور عمال کو بدل دے، پھر دونوں میں یہ طے پایا کہ دونوں چند آدمیوں کو منتخب کریں جو پوری قوم کے نمایندے ہوں اور کتاب اللہ پر عامل ہوں چنانچہ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کا انتخاب کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبۃ الجہضمی اور معاذ بن جبلہ کا انتخاب کیا، اور نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ جس طریقہ پر یہ لوگ راضی ہوں۔ اور جن عاملوں کا انتخاب کریں ان تمام کو لکھ لو تاکہ وہ اونکو سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر مقرر کرسکے۔ حارث ظاہر یہ کرتا تھا کہ وہ اہل بیت کی حمایت میں کھڑا ہوا ہے اس پر نصر نے اوس کو لکھا، کہ اگر تمھارا یہ زعم ہے کہ تم دمشق کی فصیل کو منہدم کردو گے اور مملکت بنی امیہ کو زیروزبر کردو گے تو مجھ سے پانسو جانور، دوسو اونٹ اور حسب خواہش مال و متاع

اور اسلحہ لیلو اور یہاں سے چلے جاؤ، میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو جیسا کہ تو نے تذکرہ کیا ہے اہل بیت کا حامی ہے تو میں تیرے تابع رہوں گا اگر تو ایسا نہیں ہے تو تو نے اپنے خاندان اور قبیلہ کو ہلاک کر دیا حارث نے جواباً لکھا کہ تجھ کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ بالکل حق ہے، لیکن میرے ساتھی مجھ سے اس پر بیعت نہ کریں گے اور متحد نہ ہونگے نصر نے لکھا تو معلوم ہوا کہ لوگ تیری رائے پر نہیں ہیں، تو ربیعہ اور یمن کے بیس ہزار لوگوں کو ہلاک کرنے میں خدا سے خوف کھا، پھر نصر نے اوسے تین لاکھ درہم اور ماوراء النہر کی امارت پیش کی لیکن اوس نے قبول نہ کیا، پھر نصر نے اوس سے کہا کرمانی کے مقابلہ پر جا، اگر تو نے اوسکو قتل کر دیا تو میں تیرا مطیع ہو جاونگا، لیکن حارث نے اسے بھی نہ مانا، پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جہم بن صفوان اور مقاتل بن حیان کو حکم بنائیں، لیکن ان دونوں نے نصر کے معزول کرنے اور امارت کو مجلس شوریٰ کے سپرد کرنیکا فیصلہ کیا، نصر نے اسکو نامنظور کیا، اس لئے حارث مخالف ہوگیا، نصر نے اپنے بعض دوستوں پر یہ الزام لگایا کہ یہ حارث سے ساز باز رکھتے ہیں اون لوگوں نے نصر سے معذرت چاہی اور نصر نے اونکی معذرت قبول کرلی۔ جب خراسان والوں کو فتنہ کی خبر معلوم ہوئی، تو اونکی ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصریمی ابوذیال الناجی، مسلم بن عبدالرحمن اور انکے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے نصر کے پاس آئی، پھر حارث نے حکم دیا اوسکی سیرت مسجدوں اور بازاروں اور نصر کے دروازوں پر بیان کیجائے، اسکے شروع ہونے کے ساتھ ہی اسکے پاس ایک عالم ٹوٹ پڑا۔ ایک شخص نے نصر کے دروازہ پر اسکی سیرت بیان کی اوسکو نصر کے غلاموں نے زدوکوب کی اس پر حارث نے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا۔ اور لڑائی پر مستعد کر دیا مرو کے باشندوں میں سے ایک شخص نے حارث کو فصیل میں ایک نقب کی جگہ بتائی تو حارث نے جاکر نقب کو اور وسیع کر دیا اور اوسکے ذریعہ سے باب بالین کی سمت سے شہر میں داخل ہوگیا، تو ان سے جہم بن مسعود الناجی نے جنگ کی، لیکن وہ قتل کر دیا گیا، پھر لوگوں نے سالم بن احوز کے مکان کو لوٹ لیا، اور باب بالین کے نگہبانوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ اوس وقت کا واقعہ ہے جب کہ جمادی الاخریٰ کی دو راتیں باقی رہ گئی تھیں اور دوشنبہ کا دن تھا۔ پھر حارث کوچۂ سعد کی طرف روانہ ہوا وہاں پر اعین مولی حیان کو

دیکھا۔ جس سے کچھ لڑائی ہوئی مگر اعین مقتول ہو گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو سالم نے گھوڑے پر سوار ہو کر یہ اعلان کیا کہ جو شخص ایک سر لائیگا اوسکو تین سو درہم دئے جائینگے، چنانچہ اس اعلان کے بعد سورج نکلتے نکلتے حارث کو شکست ہو گئی، سالم حارث سے ساری رات لڑتا رہا اسکے بعد سالم حارث کے لشکر میں داخل ہو گیا، اوس کے کاتب یزید بن داؤد اور اوس شخص کو جس نے نقب کا پتہ دیا تھا قتل کر ڈالا۔ پھر نصر نے کرمانی کو پکڑ بلایا چنانچہ وہ اس سے عہد لیکر آیا۔ جس وقت وہ پہنچا نصر کے پاس ایک جماعت بیٹھی تھی، سالم بن احوز اور مقدام بن نعیم میں کچھ سخت کلامی ہو گئی، اور حاضرین میں کچھ لوگ ادھر ہو گئے، کچھ اودھر ہو گئے، پھر کرمانی کو یہ خوف معلوم ہوا کہ شاید اس میں نصر کا کوئی فریب ہو، اس لئے فوراً اوٹھ کھڑا ہوا، اگرچہ لوگوں نے اس کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی لیکن وہ نہ بیٹھا۔ بلکہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس چلا آیا۔ اور کہا کہ نصر کا میرے ساتھ غدر کرنیکا ارادہ تھا، اوسی دن جہم بن صفوان جو کہ کرمانی کے ساتھ تھا قید کر کے قتل کر دیا گیا پھر حارث نے اپنے لڑکے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا تو محمد بن المثنیٰ نے کہا، یہ دونوں تیرے دشمن ہیں تم ان کو آپس میں لڑنے دو، پھر جب دوسرے دن کی صبح ہوئی، تو کرمانی باب میدان یزید کی طرف گیا، اور جب وہاں نصر کی فوج نے اس سے جنگ کی تو باب حرب بن عامر کی طرف چلا آیا، اور اپنے ساتھیوں کو نصر کی طرف بھیجا، چہارشنبہ کے دن ان لوگوں نے کچھ تیر اندازی کی، اور پھر رک گئے پنجشنبہ کے دن کوئی جنگ نہ ہوئی، لیکن جمعہ کے دن پھر میدان گرم ہوا بنو ازد شکست کھا کر کرمانی تک پیچھے ہٹتے چلے آئے اس لئے کرمانی نے خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور جنگ کے لئے آگے بڑھا، اور نہایت سختی سے حملہ کر کے نصر کی فوج کو شکست دیدی اور وہ بھاگے چنانچہ انھوں نے انکے ۸۰ گھوڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا تمیم بن نصر گرا دیا گیا تو اوسکے دو برذون یعنی خچر پکڑ لئے گئے۔ اور سالم بن احوز گر پڑا تو اٹھا کر نصر کی فوج میں لایا گیا، پھر جب کہ تھوڑی سی رات رہ گئی تو نصر مرو سے نکل کر چلا گیا، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عصمہ بن عبداللہ الاسدی اصحاب نصر کو ابھارتا رہا اس لئے وہ تین دن تک جنگ کرتے رہے اور آخری دن کرمانی کے اصحاب کو شکست دی جنہیں بنو ربیعہ اور ازد تھے خلیل بن غزوان نے منادی کرائی کہ اے معشر ربیعہ اور یمن، حارث بازار میں

داخل ہوگیا اور اس نے ابن اقطع یعنی نصر بن سیار کو قتل کر ڈالا یہ سنکر جو نصر کے طرف دار تھے بنی مضر کی ہمتیں پست ہوگئیں، اس لئے یہ لوگ شکست کھاکر بھاگ گئے، تمیم بن نصر نے گھوڑے سے اوتر کر لڑائی شروع کی، جب یمانیہ نے مضر کو شکست دیدی تو حارث نے نصر کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یمانیہ تمہاری شکست کی وجہ سے مجھ کو عار دلاتے ہیں، حالانکہ میں تنہا کافی ہوں، اس لئے تو اپنے بہادروں کو کرمانی کے مقابلہ پر بھیج، تو نصر نے اوس سے وعدہ لیکر ایسا کیا، پھر نصر کے پاس عبد الملک بن سعد العودی، ابوجعفر عیسی بن جبیر مکہ سے آئے تو نصر نے عبد الحکم العودی سے جو کہ قبیلۂ ازد سے تھا، کہا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قوم کے سفہاء نے کیا کیا، اوس نے کہا بلکہ تیری قوم کے سفہاء نے کیا اس لئے کہ اونکی ولایت تیری ولایت کے ساتھ دراز ہوتی گئی، بنو ربیعہ اور اہل یمن اس سے محروم رہے۔ انھوں نے ان پر نظر دوڑائی تو علماء اور سفہاء دونوں نظر پڑے چنانچہ سفہاء علماء پر غالب آگئے، ابوجعفر عیسی نے نصر سے کہا، کہ اے امیر تجھ پر ولایت اور یہ امور کافی مصیبت ہیں، جنکی وجہ سے تجھ پر ایک عظیم الشان بار ہے، عنقریب ایک مجہول النسب شخص سیاہ علم لے کر اوٹھ کھڑا ہوگا اور ایک جدید حکومت کی دعوت دیگا اور موجودہ حکومت پر قبضہ کرلیگا، اور تم لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاؤگے، تو نصر نے کہا یہ خیال اور آپس کی پھوٹ کی وجہ سے ایسا وقوع پذیر ہونا بالکل ممکن ہے پھر اوس نے یہ بھی کہا کہ حارث تو مقتول و مصلوب ہوگا اور خود کرمانی کا بھی آگے چل کر یہی حشر ہونیوالا ہے چنانچہ جب نصر مرو سے نکل گیا تو کرمانی نے اس پر قبضہ کرلیا، اور اس نے لوگوں میں خطبہ دیا اور تمام کو امون کر دیا لیکن مکانوں کو مسمار کر دیا اور اموال کو لوٹ لیا اس پر حارث نے اوسکو روکا، تو کرمانی نے اوس سے جنگ کرنیکا ارادہ کیا مگر پھر چھوڑ دیا، بشر بن جرموز الضبی ۵ ہزار جمعیت کے ساتھ علحدہ ہوگیا، اور اس نے حارث سے کہا کہ ہم نے تیری مساعدت میں عدل و انصاف کے قیام کے لئے جنگ کی تھی، لیکن اب جب کہ تو کرمانی کے ساتھ ہوگیا ہے اگر تو لڑا تو یہ کہا جائیگا کہ چونکہ حارث مغلوب ہوگیا یہ محض عصبیت کی وجہ سے لڑ رہے ہیں ایسی حالت میں میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا، ہم تو ایک عدل پسند اور صلح جو جماعت ہیں، اور ہم لوگ صرف اون سے جنگ کرتے ہیں جو ہم سے جنگ کرتے ہیں، پھر حارث مسجد عیاض میں آیا اور اس نے کرمانی کو یہ پیغام بھیجا، کہ اب امارت

مجلس شوریٰ کے ہاتھ میں دیدو، کرمانی نے ایسا کرنے سے انکار کیا، حارث وہاں سے چلا آیا اور انکے چند دن قیام کرنیکے بعد شہر کے قریب آیا، اور فصیل میں ایک شگاف کر کے شہر میں داخل ہو گیا، کرمانی بھی اس کے مقابلہ کے لئے آیا، تو دونوں میں سخت جنگ ہوئی جس میں حارث نے شکست کھائی، اور جو لوگ اوسکی فوج اور شگاف کے درمیان تھے سب کے سب قتل کر دئے گئے۔ اس وقت حارث خچر پر تھا پھر وہ اوتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اوس وقت اوسکے ساتھ کل سو آدمی باقی رہ گئے تھے چنانچہ وہ وہیں زیتون کے درخت یا نمیرا (ایک گھانس کا نام ہے) کے پاس قتل کیا گیا، اور اس کے بھائی سوادہ اور دوسرے لوگ بھی مقتول ہوئے کہا جاتا ہے، کہ حارث کے قتل کی یہ وجہ ہوئی، کہ کرمانی جب بشر بن جرموز (جسکی علیحدگی کا بیان ہو چکا ہے) کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا تو اوسکے ساتھ حارث بن سریج بھی تھا۔ کرمانی ایک ایسے مقام پر آکر مقیم ہوا جہاں سے بشر کی فوج تک دو فرسخ کا فاصلہ تھا، پھر وہاں سے کوچ کر کے اور قریب ہوا تاکہ اس سے لڑائی کر سکے تو حارث کو کرمانی کی اتباع پر ندامت ہوئی اس لئے اس نے کرمانی سے کہا تو اون سے جنگ کرنے میں عجلت نہ کر، میں اون لوگوں کو تیرے پاس واپس لاتا ہوں۔ چنانچہ دس سواروں کے ساتھ نکلا اور آکر بشر کی فوج میں مقیم ہو گیا، پھر کرمانی کے پاس سے جو حارث کے مضری ساتھی تھے وہ بھی چلے آئے، چنانچہ اوسکے پاس بجز سلمہ بن ابی عبداللہ کے اور کوئی مضری بھی باقی نہ رہا، اس نے کہا میرا خیال ہے کہ حارث غدر کرنا چاہتا ہے اور مہلب بن ایاس بھی باقی رہ گیا تھا اس نے کہا کہ میں تو ہمیشہ حارث کو بھاگنے والی فوج میں پاتا ہوں کرمانی نے ان سے کئی مرتبہ جنگ کی تو یہ لوگ لوٹ کر کبھی اپنی خندق میں چلے گئے اور کبھی وہ لوگ اپنی خندق میں چلے جاتے۔ پھر حارث مرو واپس آیا اور فصیل میں نقب لگا کر شہر میں داخل ہو گیا، لیکن کرمانی بھی تعاقب کئے ہوئے آپہنچا اور شہر میں داخل ہو گیا تو مضریہ نے حارث سے کہا ہم نے خندقوں کو آج کے دن کے لئے چھوڑ رکھا ہے، تو کئی مرتبہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر بھاگ چکا ہے اس لئے پیدل ہو جا، اوس نے کہا میں تمھارے لئے پیدل ہونے سے زیادہ سوار ہونیکی حیثیت سے فائدہ پہنچاؤں گا۔ مگر اون لوگوں نے کہا، ہم لوگ بغیر تیرے پیادہ ہونے راضی نہ ہوں گے۔ چنانچہ گھوڑے سے اوتر کر پیدل چلنے لگا اس کے بعد

اس سے اور کرانی سے سخت جنگ ہوئی جس میں حارث اوسکا بھائی اور بشر بن جرموز اور بنو تمیم کے چند شہ سوار قتل کئے گئے، اور بقیہ لوگ بھاگ نکلے، اب مرو یمنیوں کے لئے خالی ہوگیا، اس لئے اون لوگوں نے مضریوں کے گھروں کو منہدم کرا دیا، جس وقت حارث قتل کیا گیا تو نصر بن سیار نے کہا، شعر

یامدخل الذل علی قومه ۔ بعداً وسحقاً لك من هالك

اے اپنی قوم پر ذلت و بربادی کے لانے والے تیرے لئے بربادی اور ہلاکت ہو۔

شؤمك اردی مضراً کلها ۔ وغص من قومك بالحارك

تیری بدبختی نے تمام مضر کو ہلاک کر دیا ۔ اور حارک کو اپنی قوم سے معزز کر دیا

ما کانت الازد واشیاعها ۔ تطمع فی عمرو ولا مالك

ازد اور اون کے متبعین ۔ نہ عمرو کے متعلق کوئی خواہش رکھتے تھے اور نہ مالک کے متعلق

ولا بنو سعد اذا الجموا ۔ کل طمر لونه حالك

اور نہ بنو سعد کی جب کہ وہ لوگ سیاہ رنگ کے گھوڑوں کو لگام لگائیں (یعنی جنگ کی تیاری کریں)

عمرو، مالک، اور سعد بنو تمیم کے شاخیں ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اشعار نصر نے عثمان بن صدقہ کے متعلق کہے تھے، اس واقعہ کے متعلق ام کثیر ضبیہ نے یہ کہا ہے ۔

لا بارك الله فی انثی وعثتها ۔ تزوجت مضریا آخر الدهر

خداوند تعالی اوس عورت میں برکت نہ دے جس نے ایک مضری سے آخری زمانہ میں عقد کیا ہے

ابلغ رجال تمیم قول موجعة ۔ احللتموها بدار الذل والفقر

بنو تمیم کے مردوں کو ایک تکالیف رسیدہ عورت کا قول پہنچا دو جسکو تم نے ذلت وفقر کے گھر میں داخل کیا ہے ۔

ان انتم لم تکروا بعد جولتکم ۔ حتی تعدوا رجال الازد فی الظهر

اگر تم پہلے حملہ کے بعد دوبارہ حملہ نہیں کرتے ۔ یہاں تک کہ تم نو ازد کو اپنی مدد کیلئے تیار کر لیتے

انی استحییت لکم من بعد طاعتکم ۔ هذا المزونی یجنیکم علی قهر

مجھے تمہارے بعد تمہاری وجہ سے اس مزونی سے شرم آتی ہے جس نے تم کو ظلم کیلئے منتخب کر لیا ہے۔

بنی عباس کی تحریک کا بیان

اسی سال امام ابراہیم نے ابو مسلم خراسانی کو جسکا نام عبدالرحمن بن مسلم تھا

۱۹ سال کی عمر میں خراسان کی جانب بھیجا، اور اپنے اصحاب کو لکھا کہ میں نے اس کو اپنا قائم مقام بنایا اس لئے تم لوگ اسکی اطاعت و فرمان برداری کرو اور میں نے اسکو خراسان اور انکے بعد جو ممالک اسکے قبضہ میں آئیں اونکا حاکم بنایا لیکن جب وہ آیا تو لوگوں نے اطاعت نہ کی، بلکہ آئندہ سال وہ خود مکہ آئے اور ابراہیم کے پاس جمع ہوئے ابومسلم نے ابراہیم سے تمام حالت بیان کی، ابراہیم نے کہا کہ میں نے کئی آدمیوں کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور انھوں نے انکار کیا واقعہ اس نے یہ خدمت سلیمان بن کثیر کو دی تو اس نے کہا کہ میں کسی دو پر بھی کبھی حکومت نہیں کرونگا۔ پھر اس نے ابراہیم و سلمہ کے سامنے پیش کی اس نے بھی انکار کر دیا۔ اس کے بعد امام نے اہل خراسان کو مطلع کیا کہ میں نے ابومسلم کے متعلق تصفیہ کر لیا ہے، تم لوگ اسکی اطاعت و فرماں برداری کرو، پھر امام نے ابومسلم سے کہا کہ تم میرے اپنے آدمی ہو اس لئے میری وصیت کو یاد رکھو اس یمن کے قبیلہ کا اچھی طرح خیال رکھو اور انھیں کے ساتھ اپنی زندگی گزارو اور انھیں کے درمیان میں رہو، بلاشبہ خداوند تعالیٰ صرف انھیں کے ذریعہ سے اس امر کی تکمیل کریگا۔ اور بنو ربیعہ بھی اونکے ہم خیال ہیں مگر مضر یہ بغلی گھونسہ ہیں، جس پر تم کو شبہ ہو اوسکو قتل کر ڈالو، اور اگر تجھ سے ہو سکے کہ خراسان سے تمام عربی بولنے والوں کو فنا کر دے تو ضرور اونکا نام و نشان مٹا دے اور اگر تجھ کو کسی بچہ پر بھی شبہ ہو خواہ وہ ابھی پانچ ہی بالشت کا کیوں نہ ہو تو اوسکو بھی قتل کر ڈال لیکن اس شیخ یعنی سلیمان بن کثیر سے کبھی اختلاف نہ کرنا اور نہ کبھی نافرمانی کرنا، اور جب تم کو کوئی مشکل کام پیش آ جائے تو انکو میری جگہ پر کافی سمجھنا (انشاء اللہ ابن مسلم کے متعلق آئندہ اور بیان آئیگا)۔

ضحاک خارجی کے قتل کا بیان

ہم ضحاک بن قیس الخارجی کا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو واسط میں محصور کرنیکا بیان کر چکے ہیں، لیکن جب اسکا محاصرہ طول کھینچ گیا تو اوس کو مشورہ دیا گیا کہ اس کا رخ اپنی طرف سے پھیر کر مروان کی طرف کر دو اس لئے ابن عمر نے اوسکو کہلا بھیجا کہ تمہارا محاصرہ مجھ کو گراں نہیں لیکن یہ مروان ہے تم اسکی طرف جاؤ پس اگر تم نے اسکو قتل کر دیا تو میں تمہارے ساتھ ہوں ابن عمر نے آخر اس پر مصالحت کر لی

اور ابن عمر بھی اوسکے پاس آیا اور اوسکے پیچھے نماز بھی پڑھی پھر ضحاک نے کوفہ کا
رخ کیا، اور ابن عمر واسط ہی میں مقیم رہا، اسی اثنا میں اہل موصل نے ضحاک کو لکھا،
اگر وہ وہاں آئیگا تو لوگ اس شہر کو اس کے قبضہ میں دیدیں گے، اسلئے ۲۰ ماہ کے بعد
اپنی فوج کو لیکر اوس طرف روانہ ہوا۔ اوس وقت وہاں کا حاکم مروان کی جانب سے
بنو شیبان میں کا ایک شخص تھا جو کہ قطران بن اکمہ کے نام سے مشہور تھا، جب یہ پہنچا تو
اہل موصل نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ضحاک داخل ہوگیا پھر قطران اور اسکے اصحاب
اور اہل وعیال نے جو کہ تعداد میں کم تھے اس سے مقابلہ کیا لیکن وہ سب کے سب مقتول
ہوگئے، اور ضحاک تمام موصل اور اوسکے اضلاع پر قابض ہوگیا، یہ خبر مروان کو
اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے لوگوں سے جنگ میں مصروف تھا
اس نے اپنے لڑکے عبداللہ کو جزیرہ میں لکھا جو اسکا خلیفہ تھا، کہ تم مع اپنی فوج کے
نصیبین جاؤ تاکہ ضحاک کو جزیرہ کے وسط میں آنے سے روکو، اس لئے عبداللہ
سات یا آٹھ ہزار کی جمعیت لیکر روانہ ہوا، ضحاک نے بھی نصیبین کا رخ کیا، اور
اس نے عبداللہ کا محاصرہ کرلیا، اس وقت ضحاک کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ کی
جمعیت تھی، اور پھر ضحاک نے اپنے سرداروں میں سے دو سرداروں کو چار یا پانچ
ہزار کی جمعیت کے ساتھ رقہ کو روانہ کردیا، اس نے وہاں جاکر اوسکے باشندوں سے
جنگ کی، مروان نے ایک شخص کو رقہ بھیجکر انہیں وہاں سے نکالدیا اور پھر خود
مروان ضحاک کے مقابلہ پر روانہ ہوا، چنانچہ ضحاک کی فوج سے اردین کے علاقہ
سفرتوثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا، اور اس دن دن بھر اچھے طریقے سے جنگ ہوتی رہی،
پھر جب شام ہونیکو آئی تو ضحاک پیدل ہوگیا اور اسکے ساتھ بہادروں اور دانشمندوں
کی ۶ ہزار کی جماعت بھی پیدل ہوگئی، اسکو اکثر اسکے فوج والے بھی نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا واقعہ
ہے۔ اسی عرصہ میں مروان کی فوج نے اونکا احاطہ کرلیا، اور سختی کے ساتھ جنگ شروع
کردی اور تاریکی میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا اصحاب ضحاک میں سے بقیہ لوگ اسی
تاریکی میں اپنے لشکرگاہ میں چلے گئے، لیکن ضحاک کے قتل سے بالکل بے خبر تھے
اور مروان کو بھی اسکی خبر نہ ہوئی، لیکن جب ضحاک کی فوج میں بعض وہ لوگ آئے
جنھوں نے خود اوسکو اپنی آنکھوں سے قتل ہوتے ہوئے دیکھا تھا تو خارجی گریہ وزاری کرنے لگے

پھر ضحاک کے بعض سردار مروان کے پاس آئے اور انھوں نے اطلاع دی تو مروان نے چراغ اور آگ لیکر تلاش کرنیکا حکم دیا، چنانچہ لوگوں نے ادھر ادھر تلاش کیا تو اسکو مقتولین میں پایا، اوسکے چہرے اور سر میں بیس سے زیادہ زخم تھے پھران لوگوں نے اسکو مقتول پاکر زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا، تو ضحاک کی فوج کو یہ معلوم ہوگیا کہ مروان کی فوج کو بھی اوسکے قتل کی خبر ہوگئی، پھر مروان نے اوسکے سر کو جزیرہ کے شہروں میں بھیجدیا جہاں کہ وہ چاروں طرف پھرایا گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضحاک اور خیبری ۱۲۹ھ میں مقتول ہوئے۔

خیبری کے قتل اور شیبان کی ولایت کا بیان

جب ضحاک قتل ہوچکا تو فوج نے صبح ہوتے ہی خیبری پر بیعت کرلی، اوس دن فوج نے آرام کیا پھر دوسرے دن جنگ کے لئے تیار ہوگئے، سلیمان بن ہشام بن عبدالملک خیبری کے ساتھ تھا اور اس سے قبل وہ ضحاک کے ساتھ تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام ضحاک سے نصیبین میں تین ہزار سے زیادہ اہل بیت اور موالی کے ساتھ آکر ملا، اور اس نے اپنا نکاح شیبانی کی بہن سے کرلیا جس پر خیبری کے قتل کے بعد لوگوں نے بیعت کی۔ جب فوج تیار ہوگئی تو خیبری چار سو منتخب سواروں کے ساتھ مروان پر حملہ آور ہوا مروان کو جو اس وقت قلب میں تھا شکست دیدی جب مروان فوج سے شکست کھاکر بھاگا تو خیبری اور اوسکے ساتھی اسکے پڑاؤ میں اپنی خاص صدا بلند کرتے ہوئے داخل ہوگئے جسکو پایا قتل کرنے لگے یہانتک کہ اسی صورت سے مروان کے خیمہ تک پہنچ گئے خیمہ کی طنابیں کاٹ ڈالیں اور خود خیبری اوسکے فرش پر جاکر بیٹھا، لیکن اگرچہ مروان کی فوج کا قلب ٹوٹ چکا تھا، مگر میمنہ جس پر اوسکا لڑکا عبداللہ تھا اور میسرہ جس پر اسحٰق بن مسلم العقیلی تھا یہ دونوں اپنی جگہ پر قائم تھے، خیبری کے ساتھ فوج کم ہوگئی تو غلاموں نے خیموں کے ستونوں کو لیکر خیبری پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کرڈالا اور اسکے ان ساتھیوں کو جو خیمہ میں تھے یا اسکے ارد گرد تھے ختم کرڈالا۔ اس وقت مروان شکست کھاکر اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے پانچ یا چھ میل بھاگ کر آگے نکل گیا تھا جب اوسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور رات وہیں گزاری

خیبری کی فوج کے لوگ بھی واپس ہو گئے اور پھر انھوں نے اپنا حاکم شیبان کو منتخب کیا جس سے مروان نے کراڈیس میں جنگ کی، اور انکی فوج کو منتشر کر دیا۔

ابوحمزۃ الخارجی اور طالب حق کے حالات

ابوحمزۃ الخارجی کا نام، مختار بن عوف الازدی السلمی البصری ہے اسکا ابتدائی واقعہ یوں ہوا کہ یہ خوارج اباضیہ میں سے تھا یہ ہر سال مکہ جاکر لوگوں کو مروان بن محمد کے خلاف اُبھارتا تھا، یہاں تک ۱۲۸ھ کے آخیر میں عبداللہ بن یحییٰ جو کہ طالب حق کے نام سے مشہور تھا وہ اس سے ملا اور اس نے اس سے کہا کہ میں ایک اچھا کلام تم کو سنتا دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو اس لئے میرے ساتھ چلو، میں اپنی قوم کا سردار ہوں ابوحمزہ اسکے ساتھ ہوگیا اور جب وہ حضر موت آیا، تو وہیں، طالب الحق سے اوس نے خلافت کی بیعت لی، اور لوگوں کو مروان اور اہل مروان کی حفاظت کے لئے دعوت دی، جب ابوحمزہ معدن بنی سلیم سے گزرا تھا تو وہاں کے حاکم کثیر بن عبداللہ نے اسکے کلام کو سنا تھا اور اسکو چالیس کوڑے لگوائے تھے، لیکن جب ابوحمزہ نے اوس شہر کو فتح کرکے قبضہ کر لیا، تو کثیر بھاگ گیا، پھر ان میں جو کچھ ہوا وہ ہوا۔

۱۲۸ھ مختلف واقعات کا بیان

ایک قول کے مطابق اسی سال مروان نے یزید بن ہبیرہ کو خارجیوں سے جنگ کرنیکے لئے عراق بھیجا، اور اسی سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اس وقت یہ مکہ، اور مدینہ کے عامل تھے، عراق میں ضحاک خارجی کے عمال تے اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی وہیں تھا، بصرہ کی قضاءت پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس تھے اور خراسان پر نصر بن سیار تھا، اس وقت خراسان میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا۔
عاصم بن ابی النجود صاحب قرأت اور یعقوب بن عتبۃ بن المغیرہ بن الاخنس الثقفی المدنی کی وفات ہوئی، نیز جابر بن یزید الجعفی کا انتقال ہوا یہ ایک غالی شیعہ اور رجعت کا قائل تھا، محمد بن مسلم بن تدروس ابوزبیر المکی، جامع بن شداد اور ابوقبیل المعافری جنکا نام یحییٰ بن ہانی المصری تھا انتقال ہوا (قبیل بفتح القاف وکسر الباء)

اور سعید بن مسروق الثوری جو کہ سفیان کے والد تھے انکا بھی اسی سال انتقال ہوا یہ حدیث میں ثقہ مانے جاتے تھے۔

۱۲۹ھ کی ابتدا

شیبان الحروری اور اوسکا قتل

یہ شیبان بن عبد العزیز ابو الدلف الیشکری تھا، اسکے قتل کا واقعہ اور سبب یہ ہے، کہ جب خوارج نے خیبری کے قتل کے بعد اس پر بیعت کی تو اس نے مروان سے جنگ چھیڑ دی، لیکن اسکے ساتھیوں میں سے اہل طمع جدا ہو گئے، اب اسکے پاس کل چالیس ہزار کی جمعیت رہ گئی، اس لئے سلیمان بن ہشام نے یہ رائے دی کہ موصل واپس چلنا چاہیئے اور اسکو اپنی مدد کا مقام بنانا چاہیئے چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوئے مروان نے بھی انکا تعاقب کیا یہانتک کہ وہ موصل پہنچ گئے اور دجلہ کے شرقی حصہ پر جمع ہو گئے اور وہاں سے شہر تک پل باندھ دیا کیونکہ اب انھیں تمام ضروریات زندگی پھر ملنے لگیں، مروان نے بھی بالکل ان کے سامنے خندق کھودی خوارج کار میں منقیم ہوئے اور اس نے خصہ پر قیام کیا، باشندگان موصل خارجیوں کے ساتھ ہو کر جنگ کرتے تھے، مروان وہاں چھ ماہ تک مقیم رہا اور بعض کے قول کے مطابق ۹ مہینہ تک رہا، سلیمان بن ہشام کے بھائی کا لڑکا امیہ بن معاویہ بن ہشام مروان کے پاس قید کر کے لایا گیا چونکہ پہلے اپنے چچا سلیمان کے ساتھ شیبان کے لشکر میں تھا مروان نے اوسکے دونوں ہاتھ کٹوا کر قتل کر دیا۔ اوسکا چچا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا، پھر مروان نے یزید بن ہبیرہ کو لکھا کہ جس قدر تمہارے پاس فوج ہو اوسکو لیکر قرقیسیا ہوتے ہوئے عراق کو روانہ ہو جاؤ، اس وقت کوفہ پر خارجیوں کی جانب سے مثنی بن عمران العائذی (عائذہ قریش) والی تھا، اس نے ابن ہبیرہ سے عین التمر میں مقابلہ کیا اور سخت جنگ کی جس میں خارجی شکست کھا کر بھاگے، لیکن پھر کوفہ کے مقام نخیلہ میں جمع ہو گئے مگر وہاں پر بھی ابن ہبیرہ نے اونکو شکست دیدی اور وہ پھر بصرہ میں آکر مجتمع ہوئے شیبان نے اونکی امداد کے لئے عبیدہ بن سوار کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا، انھوں نے ابن ہبیرہ سے بصرہ میں مقابلہ کیا لیکن پھر

شکست کھا گئے، اور عبیدہ قتل کیا گیا ابن ہبیرہ نے اوسکے پڑاؤ کو لوٹ لیا. یہانتک کہ ان میں کوئی ہمت بھی باقی نہیں رہی، اب ابن ہبیرہ عراق پر غالب آگیا، انھیں خارجیوں کے ساتھ منصور بن جمہور بھی تھا. اس نے بھی شکست کھائی، لیکن ماہین اور جبل پر پورا قبضہ کرلیا، اسکے بعد ابن ہبیرہ واسط چلا گیا اور وہاں نو ابن عمر کو گرفتار کرلیا اور نباتہ بن حنظلہ کو اہواز کے اضلاع کے حاکم سلیمان بن حبیب کے مقابلہ پر بھیجدیا، تو اس نے نباتہ کے مقابلہ کے لئے داؤد بن حاتم کو بھیجا، جس سے دجیل کے کنارے پر مرنان میں مقابلہ ہوا. لیکن داؤد کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا. جب ابن ہبیرہ کو عراق پر پورا تسلط حاصل ہوگیا تو مروان نے اسکو لکھا کہ عامر بن ضبارۃ المری کو میرے پاس بھیجدو چنانچہ ابن ہبیرہ نے اوسکو ۷ یا ۸ ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کردیا لیکن جب یہ خبر شیبان کو معلوم ہوئی تو اس نے جون بن کلاب الخارجی کو ایک جمعیت کے ساتھ بھیجدیا جس نے مقام سن پر آکر جنگ کی، لیکن اس فوج نے جون اور اسکے ساتھیوں کو شکست دیدی اور وہ شکست کھاکر سن ہی میں بھاگ کر قلعہ بند ہوگیا، تب مروان نے عامر کی امداد میں بڑی راستہ سے فوجیں روانہ کیں اس وجہ سے عامر کی جمعیت میں بہت بڑا اضافہ ہوگیا، اور منصور بن جمہور، شیبان کی مالی امداد جبل سے کرتا تھا، جس وقت عامر کے پاس بہت بڑی جمعیت ہوگئی تو اوس نے جون اور خارجیوں پر حملہ کرکے اونکو شکست دی اور جون کو قتل کرڈالا. اور پھر ابن ضبارہ موصل کی طرف روانہ ہوا. جب شیبان کو جون کے قتل اور ابن ضبارہ کے آمد کی خبر معلوم ہوئی تو اوسکو یہ بہت خطرناک معلوم ہوا کہ وہ دو لشکروں کے درمیان رہے اس لئے خوارج کو لیکر کوچ کرگیا. اور عامر موصل کے ذریعہ سے مروان کے پاس پہنچ گیا تو مروان نے اوسکو بہت بڑے لشکر کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ کیا، اور کہا، کہ اگر وہ چلے تو تم بھی چلو، اور اگر وہ ٹھہرے تو تم بھی ٹھہرو اور جنگ کی ابتدا تم نہ کرو، لیکن اگر وہ جنگ کرے تو تم بھی کرو، اور اگر وہ جنگ سے رکے تو تم بھی رکو اور اگر وہ کوچ کرے تو تم اسکا تعاقب کرو. چنانچہ عامر اسی صورت سے روانہ ہوا، یہانتک کہ وہ جبل پر آیا، پھر بیضا فارس پر جہاں عبد اللہ بن معاویہ بن حبیب بن جعفر بڑی جماعت کے ساتھ تھا، مگر ان دونوں کے درمیان کچھ نہ ہوا بلکہ کرمان کے مقام جیرفت میں آکر مقیم ہوا اور عامر بن ضبارہ آیا، اور ابن معاویہ کے سامنے کئی دن تک پڑا رہا لیکن پھر اوس پر خود حملہ آور

ہوا اور جنگ کی جس میں ابن معاویہ کو شکست ہوئی، اور وہ وہاں سے ہرات چلا گیا ابن ضبارہ بھی روانہ ہو گیا لیکن جیرفت میں شیبان سے مڈبھیڑ ہو گئی دونوں میں سخت جنگ ہوگئی جس میں خارجیوں کو بہت بڑی شکست ہوئی، اور عامر نے انکے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا، اور شیبان سجستان کو بھاگا اور وہیں ہلاک ہو گیا یہ سنہ ۱۳۰ھ کا واقعہ ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں، کہ مروان اور شیبان کی جنگ موصل پر تقریباً ایک ماہ رہی اور شیبان ہزیمت کھا کر فارس بھاگا تو عامر بن ضبارہ نے تعاقب کیا، پھر وہاں سے شیبان جزیرہ ابن کاوان میں چلا آیا، اور پھر یہاں سے عمان آیا وہاں جلندی بن مسعود بن جعفر بن جلندی الازدی نے سنہ ۱۳۴ھ میں اسکا کام تمام کر دیا، انشاء اللہ ہم اسکا تذکرہ اسی موقع پر کریں گے،

سلیمان تو مع اپنے اہل وعیال اور موالی کے کشتی پر سوار ہو کر سندھ روانہ ہو گیا، یہانتک کہ جب سفاح خلیفہ ہوا تو سلیمان اسکے پاس حاضر ہوا، خلیفہ نے اوسکی بہت تعظیم و تکریم کی، اور اوس کو اپنا ہاتھ دیا جسکو اوس نے بوسہ دیا، جب سفاح کے مولیٰ سُدیف نے یہ حالت دیکھی تو وہ اسکے سامنے آیا اور اوس نے یہ کہا۔

لا یغرنك ما تری من رجال ۔ ان تحت الضلوع داءً دویا

تجھ کو لوگوں کی ظاہری حالت دھوکا نہ دے ۔ پسلیوں کے اندر تو حسد و بغض کی بیماری بھری ہے

فضع السیف وارفع السوط حتی ۔ لا تری فوق ظهرها امویا

پس تلوار اوٹھاؤ اور کوڑا مارو ۔ یہانتک کہ دنیا میں کوئی اموی دکھائی نہ دے

پھر سلیمان اوسکی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے شیخ تو نے مجھ کو قتل کروا دیا، پھر سفاح نے سلیمان کو قتل کروا دیا۔ پھر جب شیبان موصل سے چلا گیا، تو مروان وہاں سے اپنے دولتسرا حران واپس آیا اور ایک عرصہ تک وہاں رہکر زاب کو چلا گیا۔

عباسیہ کی دعوت کا خراسان میں اظہار

اسی سال ابو مسلم الخراسانی خراسان سے امام ابرٰہیم کے پاس آیا، اسکے پہلے وہ کئی مرتبہ خراسان سے امام کے پاس آیا گیا تھا۔ لیکن جب یہ سال شروع ہوا تو امام نے اوسکو بلا بھیجا تا کہ اس سے لوگوں کی حالت دریافت کرے، اس لئے یہ جمادی الآخر کے نصف مہینہ میں ۷۰ نقباء کے ہمراہ روانہ ہوا لیکن جب یہ لوگ خراسان کے مقام دندانقان پر سے گزرے تو

کامل نے راستہ میں اوسے روکا اور پوچھا کہاں جاتے ہو، ابومسلم نے جواب دیا، حج کی غرض سے جا رہا ہوں۔ ابومسلم نے پھر اس سے تنہائی میں باتیں کیں اور اوسکو دعوت دی تو اوس نے بھی قبول کرلیا، پھر ابومسلم وہاں سے نسا کو روانہ ہوا۔ اس وقت وہاں کا عامل نصر بن سیار کی جانب سے سلیمان بن قیس السلمی تھا، جب ابومسلم اسکے قریب پہنچا تو فضل بن سلیمان الطوسی کو اسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس بھیجا تاکہ وہ اوسکو آنیکی خبر دے، لیکن جب فضل ایک قریہ سے گزرا تو ملاقات ہوئی، اوس سے اسید کے متعلق پوچھا تو اوس نے بڑے زور سے ڈانٹا اور کہا کہ یہاں ایک جھگڑا ہوچکا ہے کسی نے عامل سے دو شخصوں کی چغلی کھائی اور کہا کہ وہ داعی ہیں اس لئے اون کو گرفتار کرلیا۔ اور اسکے علاوہ احجم بن عبداللہ، غیلان بن خضالہ، غالب بن سعید مہاجر بن عثمان بھی گرفتار کئے گئے، اسلئے فضل نے واپس آکر ابومسلم کو یہ خبر سنائی ابومسلم ذرا راستے سے کترا گیا اور طرخان الجمال کو بھیجا کہ اُسید کو مع اور شیعوں کے جو آسکیں بلا لاو چنانچہ اس نے اسید کو بلایا جب وہ آیا تو ابومسلم نے اوس سے خبریں پوچھیں تو اوس نے کہا، کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد امام کے خطوط لیکر تیرے پاس جا رہے تھے، لیکن وہ خطوط میرے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ تو نہ معلوم کس نے چغلی کھائی کہ وہ دونوں گرفتار ہو گئے، پھر ابومسلم نے کہا وہ خطوط کہاں ہیں، اوس نے ان کو لاکر اسکے حوالہ کر دیا، پھر ابومسلم وہاں سے روانہ ہوکر قومس آیا، جسکا حاکم بیہس بن بدیل العجلی تھا، بیہس انکے پاس آیا، اور پوچھا کہ تمھارا کہاں کا ارادہ ہے، لوگوں نے کہا کہ حج کا یہ ابھی قومس ہی میں تھا کہ امام کا خط سلیمان بن کثیر اور اس کے پاس پہنچا، جس میں ابومسلم کو یہ حکم تھا، کہ جس جگہ تم کو میرا یہ حکم ملے، وہیں سے تم واپس جاؤ، اور میں تم کو یہ جھنڈا بھیجتا ہوں جو فتح و نصرت کی علامت ہے، جو روپیہ تمھارے ساتھ ہو اوسے قحطبہ کے ہاتھ میرے پاس بھیجدو وہ زمانہ حج میں میرے پاس آجائیں، اس لئے ابومسلم تو وہیں سے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور قحطبہ کو امام کے پاس اموال اور اسباب وغیرہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ لیکن جب ابومسلم نیشاپور پہنچا تو صاحب مسلحہ آیا اور اس نے دریافت کیا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ حج کیلئے جا رہے تھے، لیکن راستے میں ہم کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے ہم خوف زدہ ہو گئے اس لئے واپس جا رہے ہیں، مگر مفضل بن الرقی السلمی نے جلد وہاں سے روانہ ہوجانیکا حکم دیا، لیکن جب ابومسلم نے اوسکے سامنے خلوت میں یہ امور

پیش کئے تو اوس نے قبول کیا پھر اسکے بعد وہ لوگ کچھ دن ٹھہر نیکے بعد روانہ ہوئے
جب ابومسلم مرو پہنچا تو سلیمان ابن کثیر کو امام کا خط دیا، جس میں یہ حکم تھا کہ علی الاعلان
لوگوں کو دعوت دو پھر لوگوں نے ابومسلم کو اپنا سردار مقرر کیا اور کہا یہ اہل بیت میں سے ہے
اور لوگوں کو بنو عباس کی اطاعت کی دعوت دی اور تمام دور و نزدیک والوں کو جنھوں
نے دعوت قبول کر لی تھی اونکو بھی اظہار دعوت اور لوگوں کو بنی عباس کی طرف دعوت
دینے کی اجازت دی، پھر ابومسلم شعبان میں مرو کے ایک قریہ فنین میں آیا اور ابوالحکم
عیسیٰ بن اعین النقیب کے پاس ٹھہرا، یہیں سے ابوداؤد نقیب کو عمر بن اعین کے ہمراہ طخارستان
اور بلخ کی طرف رمضان کے مہینہ میں دعوت دینے کے لئے روانہ کر دیا، اور ابومسلم اس
گاؤں میں شعبان کے مہینہ میں آیا تھا اور اسی رمضان کے مہینہ میں نضر بن صبیح التمیمی اور
شریک بن غضی التمیمی کو مروروذ کی طرف روانہ کیا، اور اسی مہینہ میں جبکہ پانچ دن باقی رہ گئے تو
ابو عاصم عبدالرحمن بن سلیم کو طالقان کی جانب اور جہم بن عطیہ کو علاء بن حریث کے پاس
خوارزم میں اظہار دعوت کیلئے بھیجدیا، اور ہدایت کی کہ اگر دشمن وقت سے پہلے تکالیف اور
مصیبت پہنچانیکے درپے ہوں تو پھر اونھیں اجازت ہے کہ وہ اپنی مدافعت کریں اور تلواروں
سے انکا مقابلہ کر سکیں اور اللہ کے دشمنوں سے جنگ کر سکیں اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش
آجائے جس سے اونکے دشمن میعاد مقررہ تک اون سے کوئی تعارض نہ کر سکیں تو اونھیں
اختیار ہے کہ وہ اپنی دعوت کا اظہار میعاد کے بعد کریں، پھر ابومسلم، ابوالحکم کے پاس سے
قریہ چلا گیا اور سفیذنج میں رمضان کی دوسری تاریخ سے سلیمان بن کثیر الخزاعی کا مہمان
بنا، اسی وقت کرمانی اور شیبان نصر سے جنگ میں اولجھے ہوئے تھے، اسلئے اس موقع کو
ابومسلم نے غنیمت سمجھکر اپنے تمام دعات کو لوگوں میں پھیلا دیا تھا، اور زور و شور سے
لوگوں میں یہ تحریک جاری کر دی، چنانچہ ابومسلم کے پاس ایک ہی رات میں، ۶۰ قریہ کے لوگ آئے۔

اور جب رمضان کے کل ۵ دن باقی رہ گئے تو امام کے جھنڈے کو جسکا نام ظل تھا
جمعرات کے دن ایک نیزے سے باندھا جسکا طول ۱۴ ہاتھ کا تھا، اور امام کے اس جھنڈے کو
جسکا نام سحاب تھا اور جسکو اس نے اسکے پاس بھیجا تھا ایک دوسرے نیزے سے باندھا
جسکا طول ۱۳ ہاتھ کا تھا ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا، اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ
ظُلِمُوْا، وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ، (اون لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی ہے

جن پر کہ ظلم کیا گیا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی امداد پر قادر ہے) ابو مسلم اور سلیمان ابن کثیر اور اسکے تمام بھائی اور موالی اور سفیذنج کے اون لوگوں نے جنھوں نے دعوت قبول کر لی تھی سیاہ لباس پہنا، اور علاقہ خرقان والوں کیلئے جو اونکی تحریک میں شریک تھے رات بھر آگ روشن کی، اور یہ تمام اونکی علامت تھی چنانچہ جب صبح ہوئی تو لوگ مستعد ہو کر جمع ہو گئے اوظل وسحاب سے یہ معنی اخذ کرنے لگے کہ جس طریقہ سے سحاب تمام زمین پر چھا جاتا ہے، اوظل سے زمین کا کوئی حصہ خالی نہیں، اسی طریقہ سے زمین کا کوئی حصہ آخر وقت تک عباسی خلیفہ کے اقتدار سے باقی نہ بچے گا۔
پھر ابو مسلم کے پاس ہر چہار طرف سے دعاۃ ان لوگوں کو لیکر آنے لگے جنھوں نے اس دعوت کو قبول کیا تھا پہلے پہل ابو الوضاح کے ساتھ اہل تقادم کے ۹۰۰ پیدل اور ۴ سو سوار آئے، اور اہل ہرمزکی بھی ایک بہت بڑی جماعت آئی، اور اہل تقادم ابو القاسم محرز بن ابراہیم جویانی کے ساتھ ایک ہزار پیدل اور سولہ سوار کی تعداد میں آئے۔
انھیں میں دعاۃ میں سے ابو العباس مروزی تھا۔ یہ اپنی سمت میں تکبیروں کے نعرے بلند کرتے تھے اور دوسرے اہل تقادم بھی تین سو انکے جواب میں تکبیر کے نعرے بلند کرتے تھے، چنانچہ یہ عظیم الشان لشکر ابو مسلم کے اعلان کے دوہی دن بعد سفیذنج میں داخل ہوا۔ پھر ابو مسلم نے سفیذنج کے قلعہ کو مضبوط کر لیا، اور اوسکے تمام منہدم شدہ اور شکستہ مقاموں کو درست کرا دیا، اور شہر کے بڑے دروازوں کی خوب اچھی طریقہ سے مرمت کرائی، پھر جب عید الفطر کا دن آیا تو ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو اپنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھانے کیلئے کہا اور اسکے لئے منبر نصب کرایا، اور کہا کہ خطبہ سے پہلے بغیر اذان واقامت کے نماز پڑھائی جائے اسلیئے کہ بنو امیہ نماز کے پہلے خطبہ پڑھتے تھے اور اذان واقامت کہتے، اور نیز یہ حکم دیا کہ پہلی رکعت میں مسلسل چھ تکبیریں کہی جائیں اسکے بعد قرآت کی جائے اور ساتویں تکبیر پر رکوع کیا جائے، اور دوسری رکعت میں پہلے مسلسل پانچ تکبیریں کہی جائیں اور اسکے بعد قرآت کیجائے اور چھٹی تکبیر پر رکوع کیا جائے، اور خطبہ کو تکبیر کے ساتھ شروع کرنا چاہئے۔ اور قرآن پر ختم کرنا چاہئے، بنو امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین تکبیریں کہتے تھے، پھر جب نماز وغیرہ سے فارغ ہو چکے تو ابو مسلم مع اپنی جماعت کے طعام تناول کرنے کے لئے آیا جو کہ پہلے سے تیار کیا گیا تھا۔ اور پھر خوشی خوشی سبھوں نے کھایا

جس وقت ابومسلم خندق میں تھا اور نصر کو خط لکھتا تھا تو انہیں "امیر نصر" کے لفظ سے اسکو مخاطب کرتا تھا لیکن جب ابومسلم کو اپنی جماعت کی وجہ سے تقویت ہو گئی تو صرف "نصر" لکھا (وہ خط یہ تھا) (اما بعد فان اللہ تبارکت اسماؤہ عیّر قوماً فی القرآن، خداوند تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ایک قوم کو عار دلایا ہے) وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَہْدَ اَیْمَانِہِمْ لَئِنْ جَآءَہُمْ نَذِیْرٌ لَّیَکُوْنُنَّ اَہْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَہُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَہُمْ اِلَّا نُفُوْرَا اسْتِکْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَکْرَ السَّیِّئِ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَہْلِہٖ فَہَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ۔ انھوں نے سخت سے سخت قسمیں کھائی ہیں، کہ اگر اونکے پاس کوئی نذیر (رسول) آئے تو وہ دوسری قوموں سے زیادہ ہدایت پر آجائیں گے، پس جب اونکے پاس نذیر (رسول) آیا تو ان میں نفرت تکبر اور بدترین مکر اور زیادہ بڑھ گیا، اور یہ بدترین مکر کرنیوالوں کے سوا کسی کو برباد نہیں کرتا ہے؛ پس وہ لوگ صرف گزشتہ لوگوں کے طریقہ کے منتظر ہیں، تو پس خداوند تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور نہ اسکے طریقہ میں کوئی تغیر پاؤ گے۔

نصر کو اس خط سے بہت ناراضی ہوئی اور اس نے قاصد کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی اور کہا کہ اس خط کا یہی جواب ہے؛ ابومسلم کے سفیذنج میں قیام کے زمانہ میں جو واقعات پیش آئے اون میں یہ بھی ہے کہ جب ابومسلم کی اظہار دعوت کو ۱۸ ماہ گزر گئے تو نصر نے اپنے غلام یزید کو ابومسلم سے جنگ کرنیکے لئے روانہ کیا ابومسلم نے مالک بن الہیثم الخزاعی کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا، ان دونوں میں قریہ "الین" میں مڈبھیڑ ہوئی، پہلے پہل مالک نے اون لوگوں کو آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضا کی دعوت دی، لیکن اون لوگوں نے اس سے انکار کیا، اور اس لئے مالک نے جنگ شروع کر دی اور صبح سے شام تک صرف دو سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا، اس اثنا میں ابومسلم کے پاس صالح بن سلیمان الضبی، ابراہیم بن زید اور زیاد بن عیسیٰ آئے تو اس نے ان کو بھی مالک کی امداد کیلئے روانہ کر دیا، یہ لوگ عصر کے وقت مالک کے پاس پہنچے جس سے اسکو اور تقویت ہو گئی، پھر نصر کے مولی نے کہا، کہ مالک کے پاس امدادی فوجیں برابر آرہی ہیں اور اگر ہم نے اوسکو اور زیادہ موقع دیا تو

اور لوگ مدد کے لئے آجائیں گے اس لئے ہم کو اس رات میں موقع نہیں دینا چاہئے۔
بلکہ تمام قوم پر حملہ کر دینا چاہئے، چنانچہ ان لوگوں نے حملہ کر دیا، پھر تو خوب معرکہ کی جنگ شروع ہوگئی عبداللہ الطائی نے مولی نصر پر حملہ کر کے اسکو گرفتار کر لیا، اس وجہ سے اسکے ساتھی بھاگ گئے، اسکے بعد طائی نے اس قیدی کو اور مقتولین کے سر ابومسلم کے پاس بھیجدئے، اوس نے مقتولین کے سر نصب کرا دئے اور یزید مولی نصر کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا بلکہ اوسکا علاج کرایا یہانتک کہ جب زخم وغیرہ بھر گئے اور صحیح وسالم اور تندرست ہوگیا، تو کہا اگر تو ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو (ارشدک اللہ) خدا تجھ کو ہدایت کرے، اور اگر ہمارے ساتھ رہنا پسند نہیں ہے تو اپنے آقا کے پاس صحیح وسالم واپس جا، لیکن تو ہم سے اللہ کے نام پر وعدہ کر کہ تو ہم سے کبھی جنگ نہ کریگا اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹ بات کہے گا اور یہ کہ تو وہی کہیگا جو دیکھا ہے، چنانچہ وہ اپنے مولی نصر کے پاس واپس گیا۔
ابومسلم نے کہا یہ اہل ورع اور اہل اصلاح کو ہماری مخالفت سے علیحدہ کر دے گا اس لئے کہ ہم اون کے نزدیک اسلام ہی پر نہیں ہیں، وہ لوگ بت پرستی، قتل وغارتگری لوٹ ومار زنا و بدکاری میں مشغول ہیں۔
چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اوس نے کہا، لا مرحباً، قسم خدا کی تجھ کو اون لوگوں نے صرف اس لئے زندہ چھوڑا تاکہ تجھ کو ہم پر دلیل بنائیں (یعنی تیرے ذریعہ سے ہم پر غالب آجائیں) یزید نے کہا، کہ مجھ سے اون لوگوں نے قسم لی ہے، کہ میں اون پر کوئی جھوٹ اور بہتان نہ باندھونگا، میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم وہ لوگ اذان اور اقامت کے ساتھ وقت پر نماز ادا کرتے ہیں، اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور خداوند تعالی کا بہت زیادہ ذکر اور عبادت کرتے ہیں، اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کی دعوت دیتے ہیں، میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ترقی کر جائیں گے، اگر تو میرا آقا نہ ہوتا تو میں کبھی تیرے پاس واپس نہ آتا بلکہ اونکے پاس رہتا، یہی انکی پہلی جنگ تھی۔
اسی سال خازم بن خزیمہ نے مرو الروذ پر غلبہ حاصل کر لیا اور نصر بن سیار کے عامل کو قتل کر ڈالا، اسکی وجہ یہ ہوئی، کہ جب خازم جو کہ بنی عباس کی جماعت میں سے تھا، مرو الروذ پر خروج کرنیکی نیت سے نکلا تو بنو تمیم نے اسکو منع کیا، لیکن اوس نے کہا کہ

پس تمھیں میں سے ایک آدمی ہوں اگر کامیاب اور مظفر ومنصور ہوا تو یہ فتح بھی تمھاری ہی ہوگی، اور اگر شکست کھائی اور مقتول ہوا تو تم پر اسکی کوئی ذمہ داری نہیں چنانچہ ان لوگوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اس نے قریہ کم رسناق میں فوج کو مرتب کیا، جب تک ابو مسلم کی جانب سے نصر بن جسیح بھی اسکے پاس آگیا، چنانچہ جب شام ہوگئی تو اوس نے شہر والوں پر شبخون مارا اور نصر بن سیار کے عامل بشر بن جعفر اسدی کو قتل کر ڈالا اور اپنے لڑکے خزیمہ بن خازم کے ہاتھ فتح کی خوشخبری، ابو مسلم کو بھیجی، ابو مسلم کے متعلق اور بہت سی روایتیں مشہور ہیں، جو کہ ہمارے تذکرہ سے مختلف ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب یہ خراسان جانے لگا تو امام ابراہیم نے اسکی شادی ابو النجم کی صاحبزادی سے کر دی اور اسکا مہر ادا کر دیا پھر تمام نقباء کے پاس اسکی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم بھیجدیا، ابو مسلم کوفہ کے اطراف میں خطرنیہ کے باشندوں میں تھا، اور پہلے یہ ادریس بن معقل العجلی کا خزانچی تھا، محمد بن علی اور اوس کے لڑکے ابراہیم بن محمد اور محمد کی اولاد میں جو امام ہوں انکی ولایت میں آگیا، جب یہ خراسان میں آیا تو بالکل نوجوان تھا اس وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اسکی سرداری سے انکار کر دیا، کیونکہ اونکو خوف معلوم ہوا کہ اسکی وجہ سے اپنے کام کو تقویت نہ پہنچیگی اس لئے واپس کر دیا، اس وقت ابو داؤد خالد بن ابراہیم نہ تھا بلکہ نہر بلخ کی طرف آیا ہوا تھا، لیکن جب واپس آیا، اور لوگوں نے اوسکو امام کا خط سنایا تو اس نے لوگوں سے ابو مسلم کے متعلق پوچھا، لوگوں نے جواب دیا کہ سلیمان بن کثیر نے اسکو واپس کر دیا اس لئے اوس نے تمام نقباء کو جمع کیا اور کہا کہ امام کا حکم جسکے متعلق آیا اوسکو تم نے کیوں واپس کر دیا، اور تمھاری اس پر کیا دلیل ہے، سلیمان نے کہا کہ اسکی کم سنی کی وجہ سے ہم کو خوف معلوم ہوا کہ وہ اتنے بڑے امر کو سنبھال نہ سکیگا، اور ہم کو اپنے اور نیز دوسروں کی جان کا خطرہ معلوم ہوا جن کو ہم نے اپنی طرف بلایا ہے اس لئے واپس کر دیا، ابو داؤد نے کہا، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کا انکار کر سکتا ہے، کہ خداوند تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا، اور ان کو تمام لوگوں پر ترجیح دی، اور تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا، لوگوں نے کہا نہیں پھر کہا، کیا تم کو اس میں شک ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اون پر اپنی کتاب نازل فرمائی، اور اس میں حلال وحرام، شریعت، اور اوسکے احکام، اور مابعد اور ماقبل کی تمام باتیں ہیں، لوگوں نے کہا، نہیں، پھر کہا، کیا تم کو

اس میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جب اونھوں نے شریعت اور اپنی رسالت کا پورا پورا حق ادا کر دیا تو اٹھا لیا' کہا نہیں' پھر کہا' کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ آنحضرت صلعم پر جو علم اوترا وہ آپکے ساتھ اوٹھا لیا گیا یا آپ اپنے پیچھے چھوڑ گئے' لوگوں نے کہا نہیں' بلکہ آپ اوسکو بعد والوں کے لئے چھوڑ گئے' پھر کہا' کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ اونھوں نے اوس علم کو اپنے خاندان کے علاوہ اور اون میں بھی اپنے سب سے زیادہ عزیز کے علاوہ اور لوگوں میں چھوڑا' لوگوں نے کہا نہیں' کہا' کیا تم کو اس گھرانے کے لوگوں کے معدن علم ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خداوند تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے وارث ہونے میں شک ہے' اونھوں نے کہا نہیں' اوس نے کہا' مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان امور میں شک کرتے ہو' اور تم نے اون لوگوں کے علم کو اونھیں پر لوٹا دیا (یعنی تم نے انکی باتوں کا یقین نہیں کیا) اگر وہ لوگ جانتے کہ یہ اس کام کو نہ سنبھال سکیگا اور لوگوں کی باگ اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکیگا تو کبھی اوسکو تمہارے پاس نہ بھیجتے' وہ پوری مدد پہنچانے اور حق کے قیام میں کمزور نہیں ہے' چنانچہ لوگ ابو داؤد کی اس گفتگو کے بعد قومس سے ابو مسلم کو واپس لے گئے اور اوسکو اپنا امیر بنایا اور اسکے مطیع ہو گئے' چنانچہ ابو مسلم کا دل سلیمان بن کثیر کے اس برتاؤ کو اور ابو داؤد کے اس احسان کو نہیں بھولتا تھا' پھر اس نے خراسان کے تمام اطراف میں داعی پھیلا دئے اور لوگ بکثرت دعوت قبول کرنے لگے یہانتک کہ تمام خراسان میں اسکی دعوت پھیل گئی۔

پھر سنہ ۱۳۰ھ میں ابراہیم نے لکھا کہ حج کے زمانہ میں قحطبہ کے ساتھ حاضر ہو تاکہ وہ اظہار دعوت کا حکم دے اور اپنے ساتھ تمام مال واسباب بھی لیتا آئے اسلئے وہ نقباء اور سرداروں کی جماعت لیکر روانہ ہوا لیکن راستہ میں امام کا حکم ملا کہ خراسان واپس جاؤ اور اظہار دعوت کرو اور قحطبہ کو مال واسباب کے ساتھ بھیجدو جیساکہ روانگی وغیرہ کا بیان گزر چکا ہے' پھر قحطبہ روانہ ہوکر جرجان کے اطراف میں اترا' خالد بن برمک اور ابو عون کو بلا بھیجا' وہ دونوں اسکے پاس آئے اور اپنے ساتھ جماعت کے فراہم شدہ مال واسباب لیکر حاضر ہوئے' قحطبہ انکو لیکر امام کی طرف روانہ ہو گیا۔

کرمانی کے قتل کا بیان

ہم حارث بن سریج کے قتل کا بیان کرچکے ہیں کرمانی نے اسکو قتل کیا تھا اسکے قتل کے بعد

اوسکے لئے مرو کا میدان صاف تھا، پھر نصر بھی وہاں سے ہٹ گیا، نصر نے اس کے مقابلے کے لئے سالم بن احوز کو شہ سواروں اور بہادروں کے ساتھ روانہ کیا، لیکن جب وہ آیا تو یحییٰ بن نعیم شیبانی کو ربیعہ کے ہزار آدمیوں کے ساتھ اور محمد بن مثنیٰ کو ازد کے سات سو سواروں کے ساتھ، اور ابن الحسن بن الشیخ کو ازد کے ہزار سواروں کے ساتھ اور حمزة السعدی کو ہزار یمنیوں کے ساتھ پایا، پھر سالم نے محمد بن مثنیٰ سے کہا، اے محمد اس ملاح یعنی کرمانی سے کہہ کہ ہمارے مقابلے پر نکلے، محمد نے کہا اے فاحشہ کے لڑکے تو ابو علی کے لئے ایسا کہہ رہا ہے، اسکے بعد پھر دونوں میں سخت جنگ ہوئی، اور آخر کار سالم نے شکست کھائی اور اوسکے ساتھیوں میں سے سو سے زیادہ آدمی مقتول ہوئے، اور کرمانی کے صرف بیس سے کچھ زیادہ لوگ مقتول ہوئے۔ جب نصر کے لوگ شکست خوردہ واپس آئے عصمة بن عبداللہ الاسدی نے کہا نصر! تو نے اپنے اس قسم کے افعال سے عرب کو منحوس بنا دیا، اور تو نے جو کچھ کہا وہ کیا، اب تو پھر مستعد ہو چنانچہ اس نے عصمة کو سالم کی جگہ پر فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ وہیں ٹھہرا، جہاں سالم ٹھہرا تھا اس نے جا کر آواز دی اور کہا اے محمد بن المثنیٰ تجھ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مچھلی نگر کو نہیں کھا سکتی، اور نگر درندہ جانوروں کے مانند ایک دریائی جانور ہے جو کہ مچھلیاں کھاتا ہے (یعنی تو مثل مچھلی کے ہے اور ہم لوگ مثل نگر کے ہیں اس لئے تم لوگ ہم کو برباد نہیں کر سکتے) محمد نے کہا، اے فاحشہ کی اولاد ذرا ٹھہر، پھر محمد اسعدی کو مقابلہ کا حکم دیا، جو کہ اہل یمن کو لیکر نکلا، اور سخت جنگ کر کے عصمہ کو شکست دی عصمہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا، اور اس کے چار سو اصحاب قتل کر دئے گئے تھے، پھر نصر نے مالک بن عمرو التمیمی کو بھیجا، جس نے آکر کہا کہ اے ابن مثنیٰ میرے مقابلہ کے لئے نکل، جب وہ مقابلہ کیلئے نکلا تو مالک نے اوسکی گردن پر وار کیا، لیکن اوس سے کچھ نقصان نہ پہنچا، پھر محمد نے اس پر ایک گرز مارا جس سے اسکا سر پھٹ گیا، اسکے بعد بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر کار نصر کی فوج نے شکست کھائی اور سات سو آدمی مقتول ہوئے اور کرمانی کے تین سو آدمی مقتول ہوئے، یہ جنگ اون میں اوس وقت تک رہی کہ جب تک دونوں اپنی اپنی خندقوں میں چلے گئے اور وہاں بھی جنگ کی۔

پھر جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے

انکا کوئی معین و مددگار نہیں رہا، تو اس نے شیبان کے پاس ایک خط لکھ کر قاصد کو دیا اور اوسکو تاکید کی کہ مضر کی جانب سے ہو کر جائے، اس لئے کہ جب وہ دیکھینگے تو خط چھین لینگے، چنانچہ جب قاصد اودھر سے گزرا تو اونھوں نے قاصد سے خط چھین لیا اور پڑھا تو یہ لکھا تھا، کہ میں دیکھتا ہوں کہ یمنیوں میں وفا کا کوئی شائبہ نہیں ہے، اور اون میں کوئی بہتری نہیں ہے، اس لئے تو ان پر اعتماد نہ کر اور نہ اونکو پشت وپناہ بنا، مجھے امید ہے، کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو یمنیوں میں وہ چیز دکھائیگا، جسکو تو دیکھنا چاہتا ہے، اور اگر میں زندہ رہا تو میں بال برابر بھی کوئی چیز قبضہ سے باقی نہیں چھوڑونگا۔

اور دوسرے قاصد کو ایک خط لکھکر بھیجا، اور اوس میں مضر کے متعلق ایسا ہی لکھا تھا، اور اوسکو بھی ہدایت کی، کہ یمانیہ کی طرف سے جائے، اس قسم کی تحریروں سے اوس کا منشا یہ تھا، کہ دونوں قبیلے کے لوگ اسکی طرف مائل ہو جائیں، اور پھر نصر بن سیار اور کرمانی کے پاس خطوط بھیجنے لگا، اس میں یہ لکھا کہ مجھ کو امام نے تم دونوں کے بارے میں ہدایت کی ہے، جس سے میں ذرا بھی تجاوز نہیں کر سکتا، اور پھر تمام اضلاع کی طرف اظہار دعوت کے لئے لکھا سب سے پہلے جس نے سیاہ لباس پہنا وہ مقام نسا میں اسد بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ اور مقاتل بن حکیم اور ابن غزوانی تھا، ان سبھوں نے یا محمد۔ یا منصور کے نعرے بلند کرنے شروع کئے اور اہل ابیورد اور مرورود اور مرو کے آس پاس کے دیہات کے لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہنے، پھر ابو مسلم آیا اور نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا جس سے دونوں فریق خائف ہوئے، ابو مسلم نے کرمانی کو کہلا بھیجا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں جسکو کرمانی نے بہت خوشی سے قبول کیا، اس لئے ابو مسلم کرمانی کے ساتھ ہو گیا اب نصر کو بڑی مشکل معلوم ہوئی، اسلئے اوس نے کرمانی کو لکھا، تیری بربادی ہو، مجھ کو اس پر تیرے اور تیرے اصحاب کے متعلق اطمینان نہیں، تو دھوکا نہ کھا، مرو میں چلا آ تاکہ ہم دونوں آپس میں صلح کر کے صلحنامہ مرتب کر دیں، اس سے نصر کا ارادہ تھا، کہ ان دونوں کے درمیان تفریق ڈالدے، چنانچہ کرمانی اپنی فرودگاہ میں داخل ہوا اور ابو مسلم فوج میں ٹھہرا رہا، پھر نکل کر میدان میں سو سواروں کے ساتھ ٹھہرا اس وقت اس کے جسم پر صرف ایک کرتہ تھا، اور نصر کو کہلا بھیجا کہ آؤ تاکہ ہم صلح کریں۔

نصر نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ دھوکا نہ دے، اس لئے ابن حارث بن سریج کو

تین سو سواروں کے ساتھ میدان میں بھیجا۔ پھر وہیں دیر تک اون میں مقابلہ ہوتا رہا اور کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا، لیکن پھر اون کے ساتھیوں نے گھیر کر محفوظ کر لیا، لیکن اب بے شمار فوج نے اوسے گھیر لیا اور قتل کر ڈالا، اور پھر اوسکو اور اوسکی مچھلی کو لٹکا دیا، اسکے بعد اسکا لڑکا علی آیا جس نے ایک بڑی جماعت مرتب کی تھی اوسکو لیکر ابو مسلم کے ساتھ ہو گیا، پھر اون لوگوں نے نصر بن سیار سے جنگ کرکے دار الامارہ سے اسکو نکال دیا، اس لئے وہ مرو کے بعض مقامات کی طرف چلا گیا اور ابو مسلم مرو میں داخل ہو گیا، تو علی بن الکرمانی اسکے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، اور اسکی امارت کا اقرار کیا بلکہ کہا جو کچھ تو مجھ کو حکم دے میں تیرے اس امر میں جسکا تو ارادہ کرتا ہے معین و مددگار ہوں، ابو مسلم نے کہا جب تک میرا کوئی حکم نہ ہو اوس وقت تک تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو، جس وقت ابو مسلم نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا تھا، تو نصر نے اوسکی قوت اور حالت دیکھکر مروان کو اسکی حالت، اور اسکی بغاوت، اور اسکے فوج کی کثرت کی خبر دی اور کہا کہ یہ ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دے رہا ہے، اس لئے روز بروز جماعت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور چند اشعار بھی لکھے۔

اری بین الرماد ومیض نار　　واخشی ان یکون له ضرام

میں راکھ کے درمیان آگ کی چمک دیکھتا ہوں۔ اور مجھے خوف ہے کہ وہ شعلہ نہ ہو جائے

فان النار بالعودین تذکی　　وان الحرب مبدأوها کلام

کیونکہ آگ صرف دو لکڑیوں سے سلگائی جاتی ہے۔ اور لڑائی کی ابتدا صرف کلام سے ہوتی ہے

فقلت من التعجب لیت شعری　　أ ایقاظ امیة ام نیام

میں تعجب سے کہتا ہوں کاش میں جان لیتا۔ کہ آیا امیہ بیدار ہیں یا خواب غفلت میں ہیں

اسکے جواب میں مروان نے لکھا ان الشاهد یری ما لا یری الغائب، شاہد جو کچھ دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا، تو اپنے سامنے سے فتنہ دفع کر، نصر نے اپنے لوگوں سے کہا، کہ آپکے خلیفہ نے تو آپ کو جتا دیا کہ وہ ہماری کوئی امداد نہیں کرنا چاہتے، پھر اس کے بعد نصر نے یزید بن ہبیرہ سے امداد چاہی اور اوسکی بھی چند شعر لکھے۔

ابلغ یزید خیر القول لواصدقه　　وقد تیقنت ان لا خیر فی الکذب

اگر میں سچ کہتا ہوں تو یزید کو یہ بہترین قول پہنچا دو۔ اور مجھے یقین ہے کہ جھوٹ میں خیر نہیں ہے

ان خراسان ارض قد رایت بھا ۔ بیضا لو افرخ قد حدثت بالعجب

خراسان ایک ایسی زمین ہے جس میں میں نے ایسے انڈے دیکھے ہیں کہ جس سے اگر بچے نکلے تو وہ عجب حالات پیدا کرینگے

فراخ عامین الا انھا کبرت ۔ لما یطرن وقد سربلن بالزغب

دو سال کے بچے جو کہ بڑھ گئے ہیں اور اوڑتے ہیں، اور اونکے تمام بال و پر نکل آئے ہیں ۔

الا تدارکھا خیل اللہ معلمۃ ۔ الھبن نیران حرب ایما لھب

تم کیوں نہیں اللہ کے شہسواروں کے ساتھ جنگ کی آگوں کو روک دیتے جہاں کہیں کہ وہ مشتعل ہوں

یزید نے کہا زیادہ بیان نہ کر کیونکہ میرے پاس کوئی شخص اونکی مدد کے لئے نہیں، جسوقت مروان نے نصر کے خط کو پڑھا اوسی وقت ابو مسلم کا قاصد ابراہیم کے پاس پہنچا اور وہ وہاں سے جواب لیکر لوٹا اس میں امام نے ابو مسلم کو سخت برا بھلا کہا تھا کہ کیوں اوس نے نصر اور کرمانی کی باہمی مخالفت کے موقع سے فائدہ نہیں اوٹھایا، اور نیز اوس نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ خراسان میں کسی عربی بولنے والے شخص کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ چھوڑو۔

جب مروان نے یہ پڑھا تو عامل بلقاء کو لکھا، کہ حمیمہ میں جا کر ابراہیم بن محمد کو قید کر کے ہمارے پاس بھیجدو، چنانچہ وہ گیا اور اسکو قید کر کے مروان کے پاس بھیجدیا تو مروان نے اوسے قید کر دیا ۔

اہل خراسان کا ابو مسلم کے خلاف معاہدہ

اسی سال خراسان کے تمام قبائل عرب نے ابی مسلم سے جنگ پر معاہدہ کیا، اور اسی سال ابو مسلم اپنے لشکر کو سفیذنج سے لیکر ماخوان آیا، اسکی وجہ یہ تھی کہ جب اسکا امر ظاہر ہوا اور تمام ظاہر ہو گوں کو دعوت دیجانے لگی، تو ہر چار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے، انھیں میں اہل مرو بھی آنے لگے، اور ان لوگوں سے نصر نے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا اور نہ ان کو روکا کرمانی اور شیبانی بھی ابو مسلم کے اس فعل کو بری نظر سے نہیں دیکھتے تھے، اس لئے کہ یہ بھی مروان کی علاحدگی کے موید تھے ۔ ابو مسلم ایک خیمہ میں تھا، وہاں اسکا نہ کوئی حاجب تھا نہ کوئی دربان تھا، چنانچہ اسکا امر لوگوں میں بڑی حد تک پہنچ چکا تھا، لوگ کہتے تھے کہ یہ بنی ہاشم میں سے ایک شخص ہے جو کہ حلیم و باوقار اور رعب دار ہے،

اس عرصہ میں اہل مرو کی جانب سے علماء اور عابدوں کی ایک جماعت اس کے پاس فقہی مسائل دریافت کرنیکے لئے آئی، چنانچہ ان لوگوں نے اوس سے اوسکا نسب پوچھا، تو ابو مسلم نے کہا، میری دعوت تمھارے لئے میرے نسب نامہ سے کہیں اچھی ہے، اور جب لوگوں نے فقہ کے سوالات کئے، تو اوس نے کہا، کہ میں تم کو نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی ہدایت کرتا ہوں، اور یہی اصل فقہ ہے، اور اسکے علاوہ امداد و اعانت کی ضرورت تمھارے فتوؤں اور مسئلوں سے کہیں زیادہ ہے اسلئے تم لوگ مجھ کو ان باتوں سے معاف کردو، لوگوں نے کہا ہم تیرے حسب ونسب سے واقف نہیں ہیں، تاہم خیال کرتے ہیں کہ چند ہی دن تک باقی رہیگا اور پھر قتل کردیا جائیگا، کیونکہ تیرے درمیان اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان دونوں امیروں میں سے کوئی فراغت پاجائے، ابو مسلم نے کہا انشاء اللہ میں ان دونوں کا خاتمہ کردونگا۔

اسکے بعد لوگ نصر کے پاس آئے، اور اوسکو ان تمام باتوں کی اطلاع دی، تو اوس نے کہا جزاکم اللہ خیرا تمھاری مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنھوں نے اسکو گم کردیا تھا اور پھر پالیا، پھر لوگ شیبان کے پاس آئے اور اوس سے بھی یہ باتیں کہہ سنائیں، اسکے بعد نصر نے شیبان کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو از حد رنجیدہ کردیا ہے، مگر اس وقت ابو مسلم سے جنگ کرنیکے لئے ہم کو جنگ ترک کردینا چاہئے، اور اگر تمھارا جی چاہے تو اوس سے جنگ کرنے میں میرے ساتھ ہو جاؤ، تاکہ ہم اوسکا کام تمام کردیں، یا یہاں سے نکال دیں، پھر اسکے بعد ہم لوگ آپس میں جو کچھ ہوگا کریں گے، جب شیبان کے پاس یہ پیغام پہنچا تو اوس نے بھی اس کی رائے پر عمل کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

لیکن یہ خبر جب ابو مسلم کو معلوم ہوئی تو اوس نے فوراً علی بن الکرمانی کو لکھا کہ تم اپنے والد کے قتل کا بدلہ چاہتے ہو اور مجھ کو معلوم ہے کہ تم شیبان کی رائے کے ساتھ نہیں ہو، اور تم اپنے باپ کے انتقام لینے کے لئے لڑنا چاہتے ہو اس لئے تم شیبان کو نصر کی مصالحت سے منع کرو، چنانچہ علی بن کرمانی نے آکر شیبان کو اپنی رائے سے پلٹ دیا اسکے بعد نصر کا پیغام بھیجا، کہ اے شیبان تو دھوکے میں ڈالدیا گیا ہے، ابو مسلم کی حالت اور اوسکا امر اس قدر تجاوز کرجائیگا کہ اوسکے مقابلہ میں میری حکومت کی بڑی یہ بڑی بات بھی

حقیر معلوم ہوگی، اور پھر چند شعر لکھے تھے جسمیں ربیعہ اور یمن والوں کو مخاطب کرکے ابومسلم سے جنگ کے لئے اور اتحاد و اتفاق پر آمادہ کیا تھا،

ابلغ ربیعة فی مرو و فی یمن۔ ان اغضبوا قبل ان لا ینفع الغضب

ربیعہ اور یمن والوں کو مرو میں یہ پیغام پہنچا دو۔ کہ ابھی یہ وقت ہے کہ تم کو جوش آ ئے۔

ما بالکم تنشبون الحرب بینکم۔ کان اهل الحجی عن رایکم غیب

تمھاری کیا حالت ہے کہ تم لوگ آپس کی جنگ میں گتھ گئے ہو۔ گویا کوئی دانشمند تمھاری رائے میں شریک ہی نہیں رہا۔

وتترکون عدوا قد احاط بکم۔ ممن تاشب لا دین ولا حسب

تم ایسے دشمن کو چھوڑے ہوئے ہو جس نے تم کو گھیر لیا ہے اور جو مخلوط ہے نہ اوسکا کوئی دین ہے نہ کوئی حسب ہے۔

لا عرب مثلکم فی الناس نعرفهم۔ ولا صریح موال ان هم نسبوا

ہیں اونکو جانتا ہوں وہ تمھارے مثل عرب بھی نہیں ہیں۔ اور اگر اونکا نسب بیان کیا جائے تو صحیح طور پر کسی کے موالی بھی نہیں ہیں۔

من کان یسالنی عن اصل دینهم۔ فان دینهم ان تهلك العرب،

اگر کوئی شخص مجھ سے اونکے دین کی حقیقت پوچھے، (تو میں کہوں گا) اونکا دین عرب کو ہلاک کرنا ہے۔

قوم یقولون قولا ما سمعت به۔ عن النبی ولا جاءت به الکتب

یہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں جسکو ہم نے نہ نبی کریم سے سنا اور نہ اسکو آسمانی کتابیں لائی ہیں۔

اس عرصہ میں ابومسلم نے نصر بن نعیم کو ہرات بھیجا جس نے وہاں سے عیسیٰ بن عقیل بن معقل اللیثی کو نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہ شکست کھا کر نصر کے پاس چلا آیا۔

یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی نے ابن کرمانی اور شیبانی سے کہا، دو باتوں میں سے ایک اختیار کرو، یا تو مضر کے قبل تم اپنے کو فنا کر دو، یا اپنے پہلے مضر کو فنا کر دو اونھوں نے کہا ایسا کیونکر ہوگا، اوس نے کہا کہ اس شخص کے امر کو ظاہر ہوئے صرف ایک مہینہ ہوا لیکن اوسکا لشکر تمھارے لشکر کے برابر ہو گیا ہے، لوگوں نے کہا تو پھر کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ نصر سے صلح کر لو۔ اسلئے کہ اگر تم نے نصر سے صلح کر لی تو وہ لوگ نصر سے جنگ کریں گے اور تم کو چھوڑ دیں گے اس لئے کہ معاملہ مضر سے ہے، اور اگر تم نے نصر سے

صلح نہ کر لی، تو وہ لوگ نصر سے صلح کر لیں گے اور تم سے لڑیں گے، اسکا خیال رکھو کہ اگر تم کو ذرا بھی موقع ملے تو نصر کو مقدم کرو، تاکہ تمھاری آنکھ اونکے قتل سے ٹھنڈی ہو، اسلئے شیبان نے نصر کو مصالحت کی دعوت بھیجی جسکو اوس نے قبول کیا، بلکہ سالم بن احوز کے ہاتھ صلحنامہ بھی بھیجدیا، جس وقت یہ شیبان کے پاس آیا تو ابن کرمانی اور یحییٰ بن نعیم دونوں بیٹھے ہوئے تھے، تو سالم نے ابن کرمانی سے کہا، اے اعور، کس نے تجھ ایسا اعور پیدا کیا کہ تیرے ہاتھ پر مضر کی ہلاکت ہو، خیر پھر اون لوگوں نے ایک سال کے لئے صلحنامہ لکھکر مصالحت کر لی، جب یہ خبر ابو مسلم کو معلوم ہوئی تو اوس نے شیبان کو لکھا، کہ میں تم سے کئی ماہ کے لئے مصالحت کرنا چاہتا ہوں، تین ماہ کے لئے صلح کر لو۔

ابن کرمانی نے کہا کہ میں نے نصر سے مصالحت نہیں کی ہے، صرف شیبان سے مصالحت کی ہے، میں خود اسکو اسی وجہ سے برا سمجھتا ہوں۔ میں اوس سے اپنے والد کے قتل کا بدلا لینا چاہتا ہوں۔ اور میں اوس سے جنگ موقوف نہ کرونگا، چنانچہ پھر ابن کرمانی اور نصر سے جنگ چھڑ گئی، لیکن اسکو شیبان نے کوئی مدد نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ غدر جائز نہیں ہے آخرکار ابن کرمانی نے ابو مسلم سے امداد کی درخواست کی، اوس وقت ابو مسلم سفیذنج میں ۴۲ دن سے پڑا ہوا تھا، مگر جب اس نے امداد کی خواہش کی تو وہاں سے اخوان آیا، اور وہیں خندق کھودلی، اور خندق کے دو دروازے بنائے جس میں فوج نے قیام کیا، سپاہیوں پر ابو نصر مالک بن ہیثم کو، اور پاسبانوں پر ابو اسحٰق خالد بن عثمان کو اور فوجی دفتر پر کامل بن مظفر ابو صالح کو اور رسالوں پر اسلم بن صبیح کو اور قضاءت پر قاسم بن مجاشع نقیب کو مقرر کیا، قاسم ہی ابو مسلم کے ساتھ نماز پڑھایا کرتا تھا، جو بعد عصر قصے بیان کرتا تھا، جس میں بنو ہاشم کے فضائل اور بنو امیہ کے معائب بیان کرتا تھا۔ جب ابو مسلم یہاں آکر اترا تو ابن کرمانی کو کہلا بھیجا کہ میں نصر کے مقابلے کے لئے تیرا معین و مددگار اور تیرے ساتھ ہوں۔ تو ابن کرمانی نے کہلا بھیجا کہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے ملئے اس لئے ابو مسلم اوسکے پاس آیا، اور دو دن قیام کر کے واپس گیا، یہ تمام واقعہ ۶ محرم ۱۳۰ھ کے ہیں۔

سب سے پہلا عامل ابو مسلم نے داؤد بن کرار کو مقرر کیا، اوسکا واقعہ یوں ہے کہ ابو مسلم نے غلاموں کو اسکے پاس سے بلا لیا اور اونکے لئے قریہ شوال میں خندق کھدوائی اور اوس خندق کا والی داؤد بن کرار مقرر کیا، پھر جب غلاموں کی ایک جماعت کثیر مجتمع ہوگئی تو

اون کو موسیٰ بن کعب کی طرف بیورد میں بھیجا اور کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ جاکر فوج کا جائزہ لو، انکے اور انکے آباء و اجداد اور جائے سکونت تمام کے نام درج کرو۔ چنانچہ اونکی تعداد ۷ ہزار تک پہنچی، پھر قبائل مضر، ربیعہ، یمن نے ابو مسلم سے جنگ کرنیکے لئے معاہدہ کیا، کہ سب کے سب متفق ہوکر اس سے جنگ کریں، یہ خبر جب ابومسلم کو معلوم ہوئی، تو اوسکو بڑی منیبت پڑی، پھر اس نے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ماخوان دریا کے کنارے واقع ہے، اس لئے خوف معلوم ہوا کہیں نصر پانی نہ بند کردے اس لئے ماخوان میں چار ماہ رہنے کے بعد الین میں چلا آیا اور یہاں بھی خندق تیار کرلی۔

پھر نصر نے اپنی فوج بہ اطف پر مرتب کی اور عاصم بن عمرو کو بلاش جرد اور ابو ذیال کو طوسان بھیجا چنانچہ ابو ذیال نے اپنی فوج کو طوسان کے باشندوں کے پاس ٹھہرایا وہاں کے عام طور پر باشندے ابومسلم کے ساتھ خندق میں تھے لیکن بقیہ لوگوں کو انھوں نے تکلیف دینا اور ستانا شروع کیا، اس لئے ابومسلم نے ایک فوج اسکے مقابلہ کے لئے روانہ کی جس نے آکر ابو ذیال کو شکست دی اور تقریباً ان میں سے ۳۰ آدمیوں کو گرفتار کرلیا، جن کو ابومسلم نے نہایت آرام سے رکھا، اور ان کا علاج کرایا، جب یہ اچھے ہوگئے تو چھوڑ دیا، پھر جب ابومسلم اپنی فوج کے ساتھ الین میں اچھے طریقہ سے مستقل ہوگیا تو محرز بن ابراہیم کو حکم دیا کہ فوج لیکر جیرنج میں جاکے خندق تیار کرے وہاں اوسکی جماعت کے لوگوں کو جمع کرے تاکہ مروالروذ، طخارستان، بلخ، سے نصر کی رسد بند ہوجائے، چنانچہ وہ یہاں چلا آیا اور انکے پاس ایک ہزار آدمی جمع ہوگئے اور نصر کی امداد منقطع کردی۔

عبداللہ بن معاویہ کا فارس پر غلبہ پانے اور مقتول ہونیکا بیان

اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر فارس اور تمام اضلاع فارس پر قابض ہوگیا تھا۔ اوسکے خروج اور شکست کھاکر کوفہ سے نکلنے کا بیان گزرچکا، وہاں سے یہ مدائن کی طرف چلا آیا جب یہ یہاں پہنچا تو اسکے پاس بہت سے اہل کوفہ بھی چلے آئے، جن کو یہ لیکر جبال گیا تو اوس پر اور حلوان، قومس، اصبہان، اور رے پر قبضہ کرلیا،

اور اسکے پاس اہل کوفہ کے غلام بھی آ گئے اس نے اصبہان میں قیام کیا فارس میں
ایک شخص محارب بن موسیٰ مولیٰ بنی یشکر بہت ہی معزز اور باوقار شخص تھا، اس نے
اصطخر میں آکر ابن عمر کے عامل کو نکال کر کے لوگوں سے عبداللہ بن معاویہ کے لئے
بیعت لی، پھر وہاں سے کرمان آیا اور اسکو لوٹ لیا اسکے بعد اوس سے شام کے سردار
آ گئے، انکو لیکر ۱۲۸ھ میں ابن عمر کے عامل مسلم بن مسیب کے مقابلہ پر شیراز روانہ ہوا
وہاں جاکر اوسکو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا، پھر اسکے بعد محارب اصبہان میں عبداللہ بن معاویہ
کے پاس آیا تو عبداللہ نے اوسکو اصطخر بھیجدیا، ابن معاویہ جب اصبہان میں تھا تو اسکے
پاس بنو ہاشم اور انکے علاوہ بہت سے دوسرے لوگ آئے، اور پھر اس نے خراج بھی
وصول کیا عمال بھی مقرر کیے، اوس وقت اسکے ساتھ منصور بن جمہور اور سلیمان بن ہشام بن
عبدالملک بھی تھا اور شیبان بن عبدالعزیز خارجی بھی اسکے پاس آ گیا انکے علاوہ ابوجعفر المنصور
اور علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سے عبداللہ اور عیسیٰ بھی آ گئے، پھر جبکہ ابن ہبیرہ
عراق کا حاکم ہوکر آیا، تو اس نے نباتہ بن حنظلہ کلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لئے
روانہ کیا، جب یہ خبر سلیمان بن حبیب کو لگی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز پر مقرر کیا ہے تو
داؤد بن حاتم کو مقابلہ کے لئے بھیجا، اور حکم دیا کہ دینار کرخ جائے۔ اور نباتہ کو اہواز پر
قبضہ کرنے سے روکے اس لئے دونوں میں جنگ ہوئی، جس میں داؤد قتل کیا گیا، اسلئے
سلیمان اہواز سے بھاگ کر سابور آیا وہاں اون کردوں سے جنھوں نے اوس پر قبضہ
کر لیا تھا لڑا ان کو شکست دیکر بھگا دیا اور خود اس پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن معاویہ کو بیعت کی
اطلاع بھیجدی، پھر محارب بن موسیٰ یشکری کو ابن معاویہ سے نفرت ہو گئی، اسلئے اوس سے
علٰحدہ ہوکر اوس نے فوج جمع کی اور سابور میں چلا آیا وہاں اسکو ابن معاویہ کے بھائی
یزید بن معاویہ نے جنگ کر کے شکست دی، چنانچہ محارب وہاں سے کرمان بھاگ آیا،
اور اوس وقت تک مقیم رہا، یہانتک کہ محمد بن اشعث آ گیا، اور وہ اسکے ساتھ ہو گیا، مگر
پھر اس سے بھی نفرت کرنے لگا اس لئے ابن اشعث نے اسکو قتل کر دیا، اور اسکے
چوبیس بیٹوں کو بھی قتل کر ڈالا، پھر عبداللہ بن معاویہ برابر اصطخر میں رہا یہاں تک کہ
اسکے مقابلہ پر داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے ساتھ ابن ضبارہ آیا، اور ابن ہبیرہ نے
معن بن زائدہ کو بھی دوسری جانب سے روانہ کیا، اس لئے معن نے آکر مروشاذاں کے

پاس جنگ کی اور معن یہ کہتا تھا۔

لیس بالقوم بالجب الخدع - ومن الموت وفی الموت وقع

دار قوم کیلئے خدع و فریب زیبا نہیں وہ موت سے بھاگ کر موت ہی کے منہ میں گرا

ابن معاویہ شکست کھا گیا تو معن نے اپنا ہاتھ روک لیا، اوس دن جنگ میں آل ابولہب میں سے ایک شخص مقتول ہوا جسکا نام تقیل تھا یہ بات مشہور تھی کہ مروشاذان میں ایک ہاشمی قتل کیا جائیگا جو بنو ہاشم میں سے تھا۔ یہ مروشاذان میں مقتول ہوا۔ اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے، ان میں سے اکثر کو ابن ضبارہ نے قتل کروا دیا، اور منصور بن جمہور سندھ کی طرف اور عبدالرحمن بن یزید عمان کی طرف اور عمرو بن سہل بن عبدالعزیز بن مروان مصر کی طرف بھاگ گئے، اور پھر بقیہ اسیران جنگ کو ابن ہبیرہ کے پاس بھیجا گیا، جس نے اون کو رہا کر دیا، اور ابن معاویہ خراسان کی طرف بھاگا، جب منصور بن جمہور فرار ہوا تو معن بن زائدہ اوس کے تعاقب میں روانہ ہوا لیکن نہ پا سکا اس وجہ سے واپس آیا۔ ابن معاویہ کے ساتھ خوارج اور دوسرے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ ان میں سے اسیران جنگ کی تعداد چالیس ہزار تھی، انھیں اسیران جنگ میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے جنکو ابن ضبارہ نے گالی دیکر کہا تو کیوں ابن معاویہ کے پاس گیا حالانکہ تو جانتا تھا کہ وہ امیرالمومنین کے خلاف ہے، تو اونھوں نے کہا کہ مجھ پر دین تھا اس لئے میں اوسکے پاس چلا آیا، پھر حرب بن قطن الہلالی نے سفارش کی اور کہا یہ میرا غواہر زادہ ہے اسلئے اس نے اسکو معاف کر دیا، عبداللہ بن علی نے عبداللہ بن معاویہ پر بہت سے عیب بیان کئے اور اوسکے ساتھیوں پر لواطت کا الزام لگایا، ابن ضبارہ نے ان کو ابن ہبیرہ کے پاس بھیجا تا کہ اسکو ابن معاویہ کے حالات سے مطلع کرے، اور خود عبداللہ بن معاویہ کی تلاش میں چلا اور شیراز میں آکر اسکا محاصرہ کر لیا، لیکن عبداللہ بن معاویہ نے مع اپنے دونوں بھائیوں حسن اور یزید ابن معاویہ اور اپنے ساتھیوں کے بھاگ کر ان کا راستہ لیا، اور وہاں سے خراسان کا ارادہ اس وجہ سے کیا، کہ وہاں ابومسلم تھا جو کہ لوگوں کو آل محمد صلعم کے رضا کی دعوت دیتا تھا، لیکن جب وہ اطراف ہرات میں پہنچا تو وہاں کے حاکم ابونصر مالک بن ہیثم خزاعی نے دریافت کرا بھیجا، کہ کیوں آیا ہے ابن معاویہ نے کہلا بھیجا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ آل محمد صلعم میں سے کسی کو امام بنانیکی دعوت دیتے ہو

اس لئے میں آیا ہوں، تو مالک نے نسب نامہ دریافت کرا بھیجا، لیکن جب اوس نے اپنے نسب نامہ کی خبر دی تو مالک نے کہلا بھیجا کہ عبداللہ اور جعفر یہ نام تو آل رسول کے ہیں لیکن معاویہ نام تو آپکے آل میں نہیں ہیں، ابن معاویہ نے کہا کہ جسوقت میرے والد پیدا ہوئے تو میرے دادا معاویہ کے پاس تھے، تو معاویہ نے میرے دادا سے کہا کہ اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھو چنانچہ جب میرے دادا نے معاویہ نام رکھدیا تو امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم بھیجا، یہ سنکر مالک نے کہلا بھیجا کہ تم نے اس خبیث کے نام کو معمولی ثمن میں خریدا ہے، اسلئے ہم نہیں سمجھتے کہ تجھ کو اس میں یعنی اس دعوت میں کوئی حق بھی ہے،

پھر اس نے انکی خبر ابو مسلم کو دی تو ابو مسلم نے حکم دیا کہ گرفتار کر لو۔ اسلئے مالک نے تمام کو گرفتار کرا لیا پھر ابو مسلم نے لکھا کہ معاویہ کے دونوں لڑکے حسن اور یزید کو رہا کردو، اور عبداللہ بن معاویہ کو قتل کردو اس لئے ایک شخص کو اسکے چہرہ پر رونی چیز رکھنے کا حکم دیا جس سے انتقال ہوگیا، پھر جنازہ کی نماز پڑھکر دفن کردیا اونکی قبر ہرات میں مشہور زیارتگاہ ہے رحمہ اللہ۔

ابو حمزۃ الخارجی اور طالب حق کا بیان

اسی سال ابو حمزہ بلج بن عقبۃ الازدی الخارجی، عبداللہ بن یحییٰ الحضرمی طالب حق کی جانب سے حج میں آیا تاکہ مروان بن محمد کی مخالفت کا جھنڈا بلند کرے، چنانچہ جس وقت یہ تمام ۷ سو آدمیوں کے ساتھ عرفہ کے میدان میں تھے، تو کسی شخص کو انکی کوئی خبر نہیں تھی، جب تک اونھوں نے اپنے خاص نشان نہیں لگائے اور نیزوں پر سیاہ کپڑے نہیں باندھے اوس وقت تک ان کو کسی نے نہیں پہچانا لیکن جب ان لوگوں نے اپنے نشان لگائے تو لوگ دیکھکر خوفزدہ ہوگئے اور ان سے انکا حال پوچھا تو اونھوں نے کہا کہ ہم لوگ مروان اور آل مروان کے خلاف ہیں، پھر مکہ و مدینہ کے عامل عبدالواحد نے صلح اور امان کی درخواست کی، ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے حج میں ازحد بخیل اور حریص ہیں چنانچہ عبدالواحد نے ان سے یہ صلح کی کہ سب کے سب مامون رہیں یہانتک کہ کوئی شخص بیان نہ رہ جائے اسی وجہ سے یہ لوگ عرفہ کے میدان میں علیحدہ مقیم ہوئے، اور عبدالواحد لوگوں کو لیکر منی میں سرکاری مکان میں اُترا اور ابو حمزۃ الخارجی قرن ثعالب میں اُترا

اس وقت عبدالواحد نے ابوحمزہ خارجی کے پاس عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب، اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور اسی مرتبہ کے دوسرے لوگوں کو بھیجا، جس وقت یہ لوگ پہنچے تو وہ ایک سوتا سوتی پائیجامہ پہنے ہوئے تھا، اور اس نے عبداللہ بن حسن اور محمد بن عبداللہ سے ان کا نسب پوچھا، لیکن جب اونھوں نے بیان کیا تو اس نے ناک بھوں چڑھائی اور کراہیت کا اظہار کیا پھر عبدالرحمٰن بن قاسم اور عبید اللہ بن عمر سے پوچھا تو انھوں نے اپنا نسب بیان کیا اور ان کا نسب نامہ سنکر بہت خوش ہوا، اور ان کے سامنے مسکرانے لگا اور پہلے دونوں سے کہا کہ ہم اس لئے نکلے ہیں کہ تم دونوں کے آباء و اجداد کی سیرت پر عمل کریں، عبداللہ بن حسن نے کہا واللہ ہم تیرے پاس اس لئے نہیں آئے ہیں کہ تو ہمارے آباء و اجداد میں کسی کو بڑھائے کسی کو گھٹائے، بلکہ ہم کو تو امیر نے نامہ دیکر بھیجا ہے جس سے ربیعہ تم کو آگاہ کریں گے، جب ربیعہ نے نقض عہد کے متعلق تذکرہ کیا تو کہا معاذ اللہ، کیا ہم لوگ نقض عہد کریں گے، یا اوس میں کچھ کمی کرینگے، اوس نے کہا خدا کی قسم جب تک میعاد صلح خود نہ پوری ہو جائے میں ہرگز نقض عہد نہیں کرونگا چاہے میری یہ گردن کیوں نہ ماردی جائے، اسکے بعد یہ لوگ عبدالواحد کے پاس واپس گئے اور اسکی اطلاع دی، چنانچہ عبدالواحد پہلی ہی جماعت کے ساتھ مکہ سے نکل گیا اور مکہ کو خالی کر دیا، اور ابوحمزہ بغیر کسی قسم کے جدال و قتال کے مکہ میں داخل ہو گیا بعض لوگوں نے عبدالواحد کے متعلق کہا۔

زار الحجیج عصابۃ قد خالفوا　　دین الالہ ففرّ عبد الواحد

ایک ایسی جماعت جو اللہ کے دین کی مخالف تھی حج کے لئے آئی تو عبدالواحد بھاگ گیا

ترک الحلائل والامارۃ ھارباً　　ومضی یخبط کالبعیر الشارد

بیویوں اور امارت کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔　　اور بھاگنے والے اونٹ کی طرح مخبوط ہو کر بھاگ گیا

عبدالواحد پھر وہاں سے مدینہ چلا آیا، اور لوگوں کے عطایا میں دس دس گونہ اضافہ کر دیا اور ایک فوج مرتب کرنیکا حکم دیا جسکا حاکم عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا، یہ سب نکلے لیکن جب یہ حرہ میں پہنچے تو انکو قربانی کے نحر شدہ اونٹ ملے اور پھر وہ وہاں سے بھی روانہ ہو گئے،

اندلس میں یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کی ولایت کا بیان

اسی سال ثوابہ بن سلمہ امیر اندلس نے دو سال چند ماہ امارت کرنیکے بعد انتقال کیا،

جب اسکا انتقال ہوگیا تو لوگوں میں شدید اختلاف پیدا ہوگیا مضریہ چاہتے تھے کہ انکا کوئی امیر ہو اور یمانیہ چاہتے تھے کہ ان کا کوئی امیر ہو، اس لئے وہ لوگ چند دن تک بغیر کسی امیر کے رہے، لیکن صمیل کو فتنہ کا خوف معلوم ہوا تو اوس نے کہا کہ امیر قریش میں سے ہونا چاہئے، اس پر سب کے سب راضی ہوگئے اس نے امیر یوسف بن عبدالرحمن الفہری کو اختیار کیا، اوس زمانہ میں یوسف بیرہ میں تھا، اسلئے لوگوں نے اوسکے پاس اپنے انتخاب اور اوسکے امیر مقرر کرنیکی اطلاع دی، مگر اوس نے امارت سے انکار کیا، پھر لوگوں نے کہا، اگر تو امیر نہیں ہوتا تو بہت بڑا فتنہ برپا ہوجائیگا اور اس خونریزی کا گناہ تجھ پر ہوگا اسکے بعد اوس نے قبول کیا اور وہاں سے قرطبہ کو روانہ ہوا جسوقت وہاں پہنچا تو تمام لوگ مطیع ہوگئے۔

جب ابوالخطار کو ثوابہ کی وفات اور یوسف کی ولایت کی خبر معلوم ہوئی تو کہا کہ صمیل کا ارادہ ہے کہ امارت مضر میں چلی جائے، پھر اس نے لوگوں میں کوشش کی یہاں تک کہ مضر اور یمن میں فتنہ برپا ہوگیا پھر جب یوسف نے یہ حالت دیکھی تو قصر قرطبہ کو چھوڑ کر اپنی جگہ پر واپس آگیا، اور ابوالخطار شقندہ کو روانہ ہوا جب یہ وہاں پہنچا تو تمام یمانیہ اسکے پاس جمع ہوگئے، اور مضریہ صمیل کے پاس جمع ہوگئے، اسکے بعد دونوں میں جنگ شروع ہوگئی اور ایک عرصہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی کہ اس سے بڑی جنگ کوئی اندلس میں نہیں ہوئی، آخر کار جنگ کا اختتام یمانیہ کے شکست پر ہوا اور ابوالخطار شکست کھا کر بھاگا، اور صمیل کی آسیا کے پاس آکر چھپ گیا صمیل کو کسی نے بتایا تو اس نے اسکو پکڑ کر قتل کر ڈالا، پھر یوسف دارالامارہ میں واپس آیا، اور صمیل کے شرف اور عزت میں اضافہ کیا، یوسف صرف نام کا امیر تھا لیکن تمام احکام صمیل ہی بھیجتا تھا، پھر یوسف کے مقابلہ میں ابن علقمہ لخمی شہر اربونہ سے آیا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد قتل کر دیا گیا اور اسکا سر یوسف کے پاس لایا گیا، اسکے بعد عذرہ جو ذمی کے نام سے معروف تھا مقابلہ کے لئے نکلا اسکے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ذمی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ اس نے ذمیوں سے امداد طلب کی تھی، اسکے مقابلہ کے لئے یوسف نے عامر بن عمر کو بھیجا، یہ اوسکے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوا بلکہ ہزیمت خوردہ واپس آیا، اسی کا مقبرہ ابواب قرطبہ میں، مقبرہ عامر کے نام سے مشہور ہے، پھر یوسف خود مقابلہ کے لئے نکلا

اور اسکو قتل کر کے اسکی فوج کو برباد کر دیا' یہ واقعہ دوسرے طریقہ پر بھی مذکور ہے لیکن ان میں بہت اختلاف ہے' ہم اسکو ۱۲۹ھ میں عبدالرحمن اموی کے اندلس کے داخل ہونیکے بیان میں ذکر کریں گے۔

۱۲۹ھ مختلف واقعات

اس سال عبدالواحد نے لوگوں کے ساتھ حج کیا یہ اس وقت مکہ' مدینہ' طائف کا عامل تھا' عراق کا حاکم یزید بن ہبیرہ تھا' اور کوفہ کی قضاءت حجاج بن عاصم المحاربی کے متعلق تھی' اور بصرہ کی قضاءت پر عباد بن منصور تھا اور خراسان کا والی نصر بن سیار تھا جہاں اسوقت فتنہ برپا تھا' اسی سال میں سالم ابو نصر کی وفات ہوئی' اور اسی سال میں یحییٰ بن یعمر عدوانی کا خراسان میں انتقال ہوا نحو میں ان کو ابو اسود الدؤلی سے شرف تلمذ حاصل تھا' اور یہ فصحاء تابعین میں سے بھی تھے' اور اس سال ابو زیاد عبداللہ بن ذکوان' وہب بن کیسان' یحییٰ بن ابی کثیر یمامی' ابو نصر سعید بن ابی صالح' ابو اسحق الشیبانی' حارث بن عبدالرحمن' رقبہ بن مصقلہ الکوفی کا انتقال ہوا' اور جب منصور بن زاذان مولی عبدالرحمن بن ابی عقیل الثقفی کا انتقال ہوا تو انکے جنازہ پر تمام مسلمان' یہود' نصاریٰ اور مجوس سب کے سب آئے' اس لئے کہ انکی بزرگی کے تمام لوگ قائل تھے بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔

۱۳۰ھ کی ابتدا

ابومسلم کا مرو میں داخل ہونے اور بیعت لینے کا بیان

اس سال ربیع الآخر کے مہینہ میں ابومسلم مرو میں داخل ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جمادی الاولیٰ میں آیا' اور اسکا سبب یہ ہوا کہ جب ابن کرمانی اور اسکے ساتھی اور تمام خراسان کے قبائل نے نصر کے ساتھ ہو کر ابومسلم سے جنگ کرنیکے لئے معاہدہ کر لیا تو ابومسلم کو یہ سخت ناگوار ہوا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ان سے جنگ کے لئے جمع کیا ابن کرمانی کے مقابلہ پر شیبان بن کثیر تھا' اس نے ابن کرمانی سے کہا کہ ابومسلم یہ کہہ رہا ہے کہ کیا تو نصر کی

مصالحت سے خوفزدہ نہیں ہے، کیونکہ اوس نے ابھی کل تیرے باپ کو قتل کیا ہے اور اسکو لٹکایا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں تمھارے متعلق یہ نہیں خیال کرسکتا کہ تم اور نصر کسی مسجد میں ایک ساتھ نماز پڑھ سکو، ان الفاظ کو خوب یاد رکھو چنانچہ وہ اپنی رائے سے پھر گیا، اور اس نے عرب کی صلح کو توڑ دیا، جب انکی آپس کی صلح ٹوٹ گئی تو نصر نے ابومسلم سے التماس کیا کہ وہ مضر کے ساتھ ہو جائے، اور ابن کرمانی کے ساتھیوں نے التماس کیا کہ ربیعہ اور یمن کے ساتھ ہو جائے۔ پھر اسی طریقہ سے چند دنوں تک نامہ و پیام ہوتا رہا، آخر کار ابومسلم نے کہا کہ دونوں فریق کے وفد ہمارے پاس آئیں، وہ دونوں میں سے جسکو چاہیگا منتخب کرلیگا، اسکے بعد دونوں طرف سے وفد بھیجے گئے۔ ابومسلم نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ ربیعہ اور یمن کا انتخاب کرلو، اس لئے کہ شیطان مضر میں ہے، یہی لوگ مروان کے اصحاب ہیں، یہی اوسکے عمال ہیں اور یہی یحییٰ بن زید کے قاتل ہیں۔

چنانچہ جب اسکے پاس دونوں وفد آئے، تو ابومسلم خود بیٹھا اور ان لوگوں کو بٹھایا اوس وقت اسکے فرقہ کے ستر آدمی جمع ہوئے اس نے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کرلو تو سلیمان بن کثیر جو کہ بہت بڑا خوش بیان، اور فصیح مقرر تھا اوٹھکر کھڑا ہوا، اور کہا میں نے ابن کرمانی اور اوسکے اصحاب کو پسند کیا پھر اس کے بعد ابومنصور طلحہ بن رزیق نقیب نے بھی کہا کہ میں بھی ابن کرمانی اور اوسکے اصحاب کو پسند کرتا ہوں اسکے بعد مرثد بن شقیق السلمی نے اوٹھکر کہا، کہ بنومضر آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتل ہیں اور یہی بنی امیہ کے اعوان و انصار ہیں اور یہی لوگ مروان الجعدی کے فرقہ میں ہیں اور یہی اوسکے عمال ہیں، اور انھیں کی گردن پر ہمارا خون ہے اور انھیں کے قبضہ میں ہمارے مال و اسباب ہیں، اور خود نصر بن سیار بھی تو اوسکا عامل ہے، اوسکی امداد کرتا ہے اوسکے لئے منبر پر دعا کرتا ہے، اوسکو امیرالمومنین کے نام سے ملقب کرتا ہے، ہم خداوند تعالیٰ کے سامنے نصر کو ہدایت پر ہونے سے برأت کرتے ہیں، اسلئے ہم علی ابن کرمانی اور اوسکے اصحاب کو منتخب کرتے ہیں پھر آخر میں بقیہ لوگوں نے کہا کہ ہم سب مرثد بن شقیق کے قول کی تائید کرتے ہیں، چنانچہ نصر کا وفد اپنا سا منہ لیکر ذلت و خواری کے ساتھ واپس آیا، اور ابن کرمانی کا وفد خوش خوش مظفر و منصور آیا، پھر ابومسلم آلین سے ماخوان واپس آیا اور اپنی جماعت کو حکم دیا، کہ لوگ مکان بنائیں اس لئے کہ عرب کے متحد و متفق ہونے سے خداوند تعالیٰ نے

بے پروا کر دیا، پھر ابن الکرمانی کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ مرو میں ایک جانب سے داخل ہو اور وہ خود اور اس کے قبیلہ کے لوگ دوسری جانب سے داخل ہوں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں ابتک اس پر مطمئن نہیں ہوں کہ تو اور نصر متحد ہو کر مجھ سے جنگ کرنیکے لئے تیار ہو جائے اس لئے تو پہلے داخل ہو تو نصر کے فوج سے جنگ کر چنانچہ ابن کرمانی پہلے آیا اور نصر کی فوج سے جنگ شروع کی، تو ابو مسلم نے شبل بن طہمان نقیب کو کچھ فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ جا کر شہر کے اندر داخل ہو گیا اور قصر بخارا میں مقیم ہوا، اور پھر ابو مسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ بھی آ جائیے اس لئے وہ ماخوان سے روانہ ہوا، اسکے مقدمہ پر اسید بن عبداللہ الخزاعی اور میمنہ پر مالک بن ہیثم الخزاعی اور میسرہ پر قاسم بن مجاشع التمیمی تھے، پھر وہ مرو میں داخل ہوا، تو اوسوقت دونوں فریق جنگ و جدل میں مصروف تھے، اس نے دونوں کو باز رہنے کا حکم دیا، اور یہ آیت تلاوت کرنے لگا وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ، الآیہ، شہر میں باشندوں کی غفلت کی حالت میں داخل ہوا تو وہاں دو جماعتوں کو جنگ کرتے ہوئے پایا، ایک تو اوس کی جماعت میں سے اور دوسرا اوسکے دشمنوں میں سے تھا۔

ابو مسلم قصر امارہ کی طرف چلا، اور دونوں فریقوں کو کہلا بھیجا، کہ جنگ سے باز آ جاؤ اور ہر فریق اپنی لشکر گاہ میں واپس آ جائے، اسکی سبھوں نے تعمیل کی، پھر باشندگان مرو، ابو مسلم کے سامنے صف بہ صف کھڑے ہوئے، تو ابو مسلم نے سب سے پہلے فوج سے بیعت لینے کا حکم دیا، ان تمام لوگوں سے ابو منصور طلحہ بن رزیق بیعت لے رہا تھا جو کہ نقیب اور بنو ہاشم کے فضائل اور بنو امیہ کے معائب کا عالم تھا، کل نقباء بارہ تھے، انکو محمد بن علی نے اون ستر آدمیوں میں سے منتخب کیا تھا، جنھوں نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں جب کہ اس نے اپنے قاصد کو خراسان بھیجا تھا اور اسکے عدل و انصاف کی تعریف کی تھی، تو اونھوں نے اوسکی دعوت کو قبول کیا تھا، نقباء میں سے یہ لوگ تھے، قبیلہ خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزین اور عمرو بن اعین تھے، اور قبیلہ طے سے قحطبہ بن شبیب بن خالد بن معدان تھا اور قبیلہ تمیم سے موسیٰ بن کعب ابو عیینہ، لاہز بن قریظ، قاسم بن مجاشع اور اسلم بن سلام تھے اور بکر بن وائل سے ابو داؤد بن ابراہیم الشیبانی، ابو علی الهروی تھے، کہا جاتا ہے کہ عمرو بن اعین اور عیسٰی بن کعب کے بجائے شبل بن طہمان تھا،

اسی طریقہ سے ابو علی الہروی کے جگہ پر ابو النجم اسمٰعیل بن عمران تھا جو ابو مسلم کا داماد تھا نقباء میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسکے والد زندہ ہوں سوائے ابو منصور طلحہ بن رزیق بن سعد کے جنکے والد ابو زینب الخزاعی تھے یہ وہ شخص ہے جو ابن اشعث کی جنگ میں موجود تھا، اور مہلب کے ساتھ رہا اور جنگوں میں اوسکے ساتھ لڑائی کی، اور اس سے ابو مسلم اپنے امور میں مشورہ لیتا تھا، اور جن جنگوں میں وہ شریک ہوا ہے اسکے متعلق پوچھا کرتا تھا، اس وقت بیعت ان باتوں پر لی گئی، میں تم لوگوں سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیعت لیتا ہوں اور اوس شخص کی اطاعت کرو نگا جو اہل بیت میں سے خلیفہ بنایا جائیگا، اور تم پر اللہ کا عہد، اور اوسکا میثاق ہے طلاق، عتاق، اور حج کی ذمہ داری تم پر فرض ہے، اور اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ اوسوقت تک کسی قسم کے رزق اور طعام کا سوال نہ کرو جبتک تمہارے حکام اسکی ابتدا نہ کریں، (رُزَیْق بتقدیم الواء علی الزاء)

نصر بن سیار کے مرو سے بھاگنے کا بیان

اسکے بعد ابو مسلم نے لاہز بن قریظ کو ایک جماعت لیکر نصر بن سیار کے مقابلہ پر بھیجا، اور حکم دیا کہ اوسکو کتاب اللہ اور رضاء اہل بیت کی دعوت دو، چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ یمانیہ، ربیعہ اور عجمی ہمارا ساتھ نہیں دیتے اور یہ کہ اب مجھے ان سے جنگ کرنیکی طاقت نہیں ہے تو اس نے اس دعوت کے قبول کرنیکا اظہار کیا، اور کہا کہ وہ خود چل کر بیعت کریگا، لیکن دل میں غدر کرنیکا ارادہ تھا اس لئے لوگوں سے نرمی سے گفتگو کرتا رہا تاکہ شام تک معاملہ ٹل جائے اور شام ہونیکے بعد غدر کرسکیں اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا، کہ جس جگہ کو وہ امون سمجھیں وہاں رات کو یہاں سے چلدیں لیکن سالم بن احوز نے کہا، آج رات کو ہمارا جانا مناسب نہیں اس لئے کل جائیں گے، لیکن جب دوسرے دن صبح ہوئی تو ابو مسلم نے اپنی فوج صبح سے ظہر تک تیار رکھی اور پھر لاہز بن قریظ ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس آیا تو نصر نے کہا کس قدر جلد واپس آئے، اوس نے کہا یہ تو تیرے لئے ضروری تھا، نصر نے کہا، میں وضو کر کے پھر چلتا ہوں جب تک میں ایک قاصد ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں، اگر اسکی بھی رائے ہے تو میں ابھی آتا ہوں میں قاصد کے

آپکا منتظر ہوں ورنہ میں بالکل تیار ہوں، مگر جب نصر کھڑا ہوا تو لاہز نے یہ آیت پڑھی۔
اِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۔ لوگوں نے تیرے متعلق مشورہ کیا ہے کہ تجھ کو قتل کر ڈالیں اسلئے تو نکل، بیشک میں تیرے نصیحت کرنیوالے میں ہوں۔
پھر نصر مکان میں داخل ہوا اور ان لوگوں سے یہ کہلا یا کہ میں ابومسلم کے پاس سے قاصد کے واپس آنیکا منتظر ہوں، یہاں تک کہ جب رات ہوگئی اور تاریکی چھا گئی تو اپنے کمرہ کے پیچھے سے نکل گیا، اس وقت اسکے ساتھ اوسکا لڑکا تمیم اور حکم بن نمیلۃ النمیری اور اوسکی عورت مرزبانہ تھی غرض کہ یہ سب کے سب بھاگ نکلے، مگر جب بہت دیر ہوگئی تو لاہز اور اوسکے ساتھی مکان میں داخل ہوئے تو اوسکو نہ پایا، جب یہ خبر ابومسلم کو معلوم ہوئی تو فوراً اسکی پڑاؤ میں پہنچکر اوسکے ساتھیوں اور سرداروں کو گرفتار کر لیا ان میں اوس کا کوتوال سالم بن احوز، اور اوسکا کاتب بختری اور اوسکے دو لڑکے، اور یونس بن عبدویہ محمد بن قطن، اور عبا ید بن یحیی بن حضین، اور انکے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے، ان کو لوہے کی مضبوط ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا، اور اپنے ساتھ قید میں رکھا۔
اور پھر ابومسلم اور ابن کرمانی اوس رات کو اوسکی جستجو میں روانہ ہوئے، مگر وہ نکل گیا تھا، صرف راستہ میں اوسکی عورت ملی جو کہ پیچھے رہ گئی تھی، اس لئے یہ دونوں مرو کو واپس چلے آئے اور نصر، سرخس کو چلا گیا جہاں کہ اوس کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔
جب ابومسلم واپس آیا تو اس نے اون لوگوں سے پوچھا جنکو کہ نصر کے پاس بھیجا تھا کہ نصر کو کس چیز نے شبہہ دلایا کہ وہ بھاگ گیا، لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں، پھر پوچھا گیا تم میں سے کسی نے کچھ گفتگو کی، لوگوں نے کہا لاہز نے یہ آیت اِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ البتہ پڑھی تھی، ابومسلم نے کہا اس نے بھگایا اور لاہز سے کہا کہ تو دین میں فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے، پھر اسکو قتل کروا دیا۔
اسکے بعد اصحاب نصر کے متعلق ابوطلحہ سے مشورہ لیا، اوس نے کہا، یعنی کہ ان کی سزا کے لئے اپنے چابک کی جگہ تلوار استعمال کر اور قید خانہ کی جگہ پر قبر کو بناؤ، اس لئے ابومسلم نے ان تمام کو قتل کروا ڈالا انکی تعداد ۲۴ تھی، پھر نصر سرخس میں ایک دن رہنے کے بعد طوس کو گیا اور وہاں پندرہ دن قیام کیا پھر وہاں سے نیشاپور آیا اور یہیں رہا، اور ابن کرمانی ابومسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا اور اس کی رائے کا مطیع رہا۔

(یحییٰ بن حُضَین، بضم الحاء المہملہ و فتح الضاد المعجمہ و آخرہ نون)

شیبان حروری کے قتل کا بیان

اسی سال شیبان بن سلمۃ الحروری قتل کیا گیا، اسکے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے یہ اور ابن کرمانی نصر سے جنگ کرنے پر متحد تھے، کیونکہ شیبان نصر سے اس وجہ سے مخالفت رکھتا تھا کہ وہ مروان کا عامل تھا، اور شیبان خوارج کی رائے کا موافق تھا، اور ابن کرمانی بھی نصر سے مخالفت رکھتا تھا، اس لئے کہ نصر نے ابن کرمانی کے باپ کو قتل کردیا تھا، اور اسکے علاوہ نصر مضری تھا اور ابن کرمانی یمانی تھا، اور ان دونوں قبیلوں میں قدیم زمانہ سے عصبیت بھی چلی آتی تھی، پھر جیسا کہ گزر چکا ہے کہ جب ابن کرمانی نے ابومسلم سے مصالحت کرلی اور شیبان سے علٰحدہ ہوگیا، تو شیبان بھی مرو سے چلا گیا، اس لئے کہ اوس نے اپنے میں ان دونوں سے جنگ کی طاقت نہیں دیکھی، اور نصر سرخس کی طرف بھاگ گیا، پھر جب ابومسلم کا تمام ملک پر سکہ بیٹھ گیا تو اس نے شیبان کو بیعت کی دعوت دی، لیکن اوس نے کہلا بھیجا، کہ میں تم کو اپنی بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ اس لئے ابومسلم نے اسکو کہلا بھیجا، کہ اگر تو میری اطاعت قبول نہیں کرتا تو اس وقت جہاں موجود ہے، وہاں سے چلا جا، تو شیبان نے ابن کرمانی سے امداد چاہی، لیکن اوس نے انکار کیا، اس وجہ سے وہ سرخس چلا آیا اور وہاں آکر قبیلہ بکر بن وائل میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو جمع کیا، اسکے بعد ابومسلم نے ازد کے نو آدمیوں کو اوسکے پاس بھیجا تاکہ وہ اوسکو جاکر اس کام سے روکیں اور بیعت کی دعوت دیں لیکن اوس نے ان سب قاصدوں کو قید کردیا، اس لئے ابومسلم نے ابی وردمیں بسام بن ابراہیم مولیٰ بنی لیث جو ابی وردمیں تھا اوسکو لکھا کہ شیبان سے جاکر جنگ کرے، اوس نے آکر جنگ کی اور شیبان کو شکست دی شیبان وہاں سے بھاگا تو بسام نے اسکا تعاقب کیا، یہاں تک کہ اوسکے ساتھ شہر میں داخل ہوگیا اور شیبان اور بکر بن وائل کے چند آدمیوں کو قتل کرڈالا تو ابومسلم سے کسی نے کہا، کہ بسام دوبارہ مرتد ہوگیا، کیونکہ اس نے مجرموں کے بدلے میں بے قصوروں کو قتل کیا اسلئے ابومسلم نے اوسکو بلالیا اور دوسرے شخص کو مقرر کردیا، پھر جب شیبان قتل کردیا گیا تو

بکر بن وائل کا ایک شخص ابومسلم کے قاصدوں کے پاس سے گزرا اور اوسکو قتل کر ڈالا-
کہا جاتا ہے کہ ابومسلم نے شیبان کے مقابلہ پر اپنے پاس سے جو فوج بھیجی تھی اوسپر
خزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم کو سردار مقرر کیا تھا۔

کرمانی کے دونوں لڑکوں کے قتل کا بیان

اسی سال ابومسلم نے کرمانی کے دونوں لڑکے علی اور عثمان کو قتل کروا ڈالا
اوسکا سبب یہ ہوا کہ جب ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابی ورد کی طرف بھیجا تو اس نے
فتح کرکے ابومسلم کو اسکی خوشخبری دی اور اس نے ابو داؤد کو بلخ کی طرف روانہ کیا،
جہاں کہ اوس وقت زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری حاکم تھا، چنانچہ جب ابن عبدالرحمٰن کو
ابو داؤد کے بلخ آنیکی خبر معلوم ہوئی، تو اہل بلخ، باشندگان ترمذ اور انکے علاوہ
دوسرے لوگوں کو لے کر طخارستان کے شہروں سے نکل کر جوزجان کے علاقہ میں چلا آیا،
لیکن جب ابو داؤد قریب پہنچا، تو وہ سب ترمذ کی طرف بھاگ گئے، اور ابو داؤد
اطمینان سے بلخ میں داخل ہوگیا، اسی اثناء میں ابومسلم نے اوسکو بلا بھیجا، اور اوسکی جگہ پر
یحییٰ بن نعیم ابی المیلاء کو مقرر کردیا، لیکن جب یہ بلخ آیا، تو زیاد نے اسکو لکھا کہ وہ آنا چاہتا ہے،
تاکہ اونکی قوت مجتمع اور متحد ہو جائے، اس نے اسکو قبول کرلیا، اس لئے زیاد مسلم بن عبدالرحمٰن
بن مسلم الباہلی، عیسیٰ ابن زرعۃ السلمی اور اہل بلخ و ترمذ اور ملوک طخارستان و ماوراء النہر
یہ سب کے سب بلخ سے ایک فرسخ پر اُترے، پھر اونکی طرف یحییٰ بن نعیم اپنے ساتھیوں کے
ساتھ نکلا وہاں سب ایک بات پر متفق ہوگئے کہ مضر، ربیعہ، یمن اور اون کے ساتھ
جس قدر عجمی ہیں سب کے سب مسوّدہ سے جنگ کرنیکے لئے مستعد ہو جائیں اور انھوں نے
اپنا حاکم مقاتل بن حیان النبطی کو بنایا، اس لئے کہ اونھوں نے اپنے تینوں قبیلوں میں سے
کسی کو بھی منتخب کرنا پسند نہیں کیا، پھر ابومسلم نے ابوداؤد کو مع ساتھیوں کے واپس آنیکا حکم دیا
چنانچہ وہ تمام ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ لیکن نہر سرجنان پر آکر مجتمع
ہوگئے، زیاد اور اوسکے ساتھیوں نے ابو سعید قرشی کو حفاظت پڑاؤ کے لئے علیحدہ
منتخب کیا، تاکہ اصحاب ابوداؤد عقب سے نہ آجائیں، ابو داؤد کے جھنڈے سیاہ تھے
لیکن جب ابو داؤد اور زیاد اور اسکے اصحاب سے مقابلہ ہوا، تو ابوسعید نے اپنے ساتھیوں کو

حکم دیا کہ وہ زیاد کے پاس واپس آجائیں چنانچہ وہ زیاد کی فوج کے پیچھے سے آ گئے جب زیاد اور اوسکی فوج نے ابو سعید کے سیاہ جھنڈوں کو دیکھا تو انھوں نے اس کو خیال کیا کہ یہ ابو داؤد کی کمین ہے، اسلئے سب کے سب شکست کھا گئے، اور ابو داؤد نے انکا تعاقب کیا، چنانچہ اکثر لوگ تو نہر سرجنان میں گر پڑے اور جو کچھ باقی رہ گئے وہ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے، اور زیاد اور یحییٰ مع اپنے قلیل اصحاب کے ترمذ کی طرف بھاگ نکلے ابو داؤد نے تمام مقتولین اور سفرورین کے اسباب چھین لئے اور بلخ پر قبضہ کر لیا، لیکن پھر ابو مسلم نے اوسکو بلا بھیجا اور بلخ پر نضر بن صبیح المری کو حاکم بنا کر بھیجا جب یہ آیا تو ان دونوں نے یہ مشورہ کیا، کہ کرمانی کے دونوں لڑکوں عثمان وعلی کو جدا جدا کر دیں، اس لئے ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل بنا کر بھیجا، عثمان جب بلخ پہنچا تو اس نے پہلے اپنی جگہ پر فرافضہ بن ظہیر العبسی کو جانشین بنایا، لیکن اسکے مقابلہ پر ازد کی فوجیں مسلم بن عبد الرحمن باہلی کی سرکردگی میں ترمذ سے آئیں، اور سخت مقابلہ ہوا جس میں عثمان کے اصحاب شکست کھا کر بھاگے اور مسلم نے بلخ پر قبضہ کر لیا، اسکی خبر جب عثمان اور نضر بن صبیح کو مروالروذ میں پہنچی تو دونوں نے فوراً تیاری کر کے بلخ کا رخ کیا، اس خبر کو سنتے ہی ابن عبد الرحمن کی فوجیں فرار ہو گئیں، تو عثمان نے اونکا تعاقب کیا، لیکن نضر بن صبیح نے انکا تعاقب نہیں کیا، کیونکہ اوس نے خیال کیا اب وہ اونکو پا نہ سکیگا اسلئے کہ وہ نکل گئے ہوں گے، اسی تعاقب میں عثمان کی فوج سے اور اون سے مڈبھیڑ ہو گئی جس میں عثمان کو شکست ہوئی اور اسکی فوج کا بہت بڑا حصہ کام آیا۔

پھر ابو مسلم اور ابو داود نے یہ طے کیا کہ ابو مسلم علی ابن الکرمانی کو قتل کرے اور ابو داؤد عثمان کو، جب ابو داؤد بلخ میں آیا تو اس نے عثمان کو ختل کا عامل بنا کر بھیجا، جس میں مرو کے لوگ آباد تھے، لیکن جب عثمان وہاں سے روانہ ہوا تو ابو داؤد نے پیچھے سے آکر اوسکو اور اوسکی تمام فوجوں کو گرفتار کر لیا، اور رفتہ رفتہ انکی گردنیں اوڑا دیں اور اوسی دن علی ابن الکرمانی کو ابو مسلم نے قتل کر دیا اسکا واقعہ یوں ہے کہ ابو مسلم نے یہ حکم دیا کہ علی ابن الکرمانی کے خاص لوگوں کا نام بتایا جائے تاکہ میں اونکو والی بناؤں اور اون کو خلعت و انعام دوں لوگوں نے ان کا نام ابو مسلم کو بتایا اس نے سب کو ایک ساتھ قتل کر دیا۔

امام ابراہیم کے پاس سے قحطبہ کا آنا

اسی سال قحطبہ بن شبیب امام کے پاس سے مع امام کے عطا کردہ لواء کے ابو مسلم کے پاس آیا، ابو مسلم نے اوسکو اپنے مقدمہ پر بھیجدیا، اور اس کے پاس بہت سی فوج کر دی، اسکے علاوہ عزل و نصب تمام کا مالک اس کو بنایا اور فوج کو اس کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا۔

قحطبہ کا نیشاپور روانہ ہونا

اوپر کے بیان کے مطابق جب شیبان خارجی اور کرمانی کے دونوں لڑکے مقتول ہو چکے، اور نصر بن سیار مرو سے بھاگ گیا اور ابو مسلم پورے طور سے خراسان پر غالب آگیا، تو اس نے عمال کو چاروں طرف بھیجنا شروع کر دیا، سباع بن نعمان الازدی کو سمرقند پر، ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان پر، محمد بن اشعث کو طبسین پر بھیجا، اور مالک بن ہیثم کو اسکا کوتوال مقرر کیا، اور قحطبہ کو چند سرداروں کے ساتھ طوس بھیجا، ان میں چند سردار یہ تھے ابو عون عبد الملک بن یزید، خالد بن برمک، عثمان بن نہیک خازم بن خزیمہ اور انکے علاوہ اور بھی تھے، گرجب قحطبہ آیا، تو طوس والوں سے ایک شدید جنگ ہوئی جس میں اس نے انکو شکست دی صرف لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے جو مرے تھے اونکی تعداد مقتولین سے بھی زیادہ تھی، مقتولین کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہی تھی، پھر ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو حجاج کے جانیکے راستے سے نیشاپور روانہ کیا، اور قحطبہ کو لکھا، تمیم بن نصر بن اور نائی بن سوید، اور جو خراسانی ان سے مل گئے ہوں اون سے جنگ کرو اس لئے کہ شیبان خارجی کے اکثر اصحاب نصر سے مل گئے ہیں اسکے علاوہ علی بن معقل کو دس ہزار فوج دیکر تمیم بن نصر کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور اون کو حکم دیا کہ قحطبہ کے ساتھ مل کر جنگ کرے، اور قحطبہ سوذقان کی طرف روانہ ہوا کیونکہ یہیں تمیم بن نصر اور نائی بن سوید کی لشکر گاہ تھی۔ قحطبہ پہنچنے کے ساتھ ہی اپنی فوج کو درست کر کے آگے بڑھا، اور پھر تمیم بن نصر اور نائی کو کتاب اللہ اور رضاء اہل بیت کی دعوت دی، لیکن انھوں نے انکار کیا، چنانچہ پھر اس نے

سخت جنگ کی اور اسی جنگ میں تمیم بن نصر قتل کر ڈالا گیا، اور اوسکے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے، اور اسکی فوج بالکل ہلاک کر دی گئی، تمیم بن نصر کی فوج کی تعداد تیس[۳۰] ہزار تھی، اور نائی بن سوید بھاگ کر شہر میں قلعہ بند ہوگیا، اسلئے قحطبہ نے اسکا محاصرہ کرلیا اور فصیل میں نقب لگا کر شہر میں داخل ہوکر نائی بن سوید اور اوسکی فوج کو تہ تیغ کر دیا، نصر کو نیشاپور میں اپنے بیٹے کے مقتول ہونیکی خبر ملی۔ جب قحطبہ نے غلبہ حاصل کرلیا تو اس نے تمام مقبوضہ چیزیں خالد بن برمک کے پاس بھیجدیں، اور خود نیشاپور کو روانہ ہوگیا، نصر بن سیار کو اس کے کوچ کرنیکی خبر معلوم ہوئی تو وہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلدیا تو مس میں آیا اور اسکے ساتھی یہیں سے اوسکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، وہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان میں آیا، اور قحطبہ پھر اپنی فوج کے ساتھ نیشاپور آیا، اور رمضان وشوال دونوں مہینے وہیں گزارے۔

نباتہ بن حنظلہ کے قتل کا بیان

اسی سال یزید بن ہبیرہ کا عامل نباتہ بن حنظلہ جو کہ جرجان میں تھا قتل کیا گیا، اسکو یزید بن ہبیرہ نے نصر کے پاس بھیجا تھا، اس لئے یہ پہلے فارس و اصبہان میں آیا پھر رے اور وہاں سے جرجان آیا، اوپر گزر چکا ہے، کہ نصر اوس وقت قومس میں تھا، تو وہاں کے باشندوں نے اوس سے کہا کہ ہم لوگ آپکا بار نہیں اٹھا سکتے، اس لئے وہ نباتہ کے پاس جرجان چلا آیا اور خندق کھود لی۔ پھر ماہ ذی القعدہ میں قحطبہ جرجان آیا، اور (اپنی فوج سے) کہا اے خراسانیو کیا تم کو معلوم ہے کہ تم کہاں جا رہے ہو، اور کس سے جنگ کرنے جا رہے ہو، یقین کرو تم اوس قوم سے لڑنے جا رہے ہو، جو اس جماعت کے بقیہ لوگ ہیں جنھوں نے بیت اللہ کو جلایا تھا، اوسوقت مقدمۃ الجیش پر اسکا لڑکا حسن بن قحطبہ تھا اوس نے ایک جماعت نباتہ کی فوج کے مقابلے میں بھیجی جسکا سردار ذویب نامی ایک شخص تھا۔ اس فوج نے شبخون مار کر ذویب اور اسکے ستر آدمیوں کو قتل کر ڈالا، اور پھر حسن کے پاس واپس چلے آئے، اسکے بعد قحطبہ، نباتہ کے سامنے مقیم ہوا اور اہل شام کی ایسی بے کران فوج سامنے تھی کہ لوگوں نے اس سے پہلے کبھی ایسی فوج دیکھی ہی نہیں تھی، چنانچہ جب اہل خراسان نے دیکھا، تو بہت خائف ہوئے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے،

یہانتک کہ یہ باتیں ہوئیں اور قحطبہ تک پہنچ گئیں، تو وہ اونکے سامنے کھڑا ہوا اور کہا، اے خراسانیوں، یہ تمھارے آبا واجداد کا شہر تھا، وہ لوگ دشمنوں پر عدل وانصاف کی وجہ سے فتح پاتے تھے، کیونکہ وہ لوگ بہترین اخلاق کے اور عادل تھے، یہانتک جب اون لوگوں نے اپنی حالت بدل دی اور ظلم کرنے لگے، تو خدا خفا ہوگیا، اوران سے حکومت چھین لی اور دنیا کی ذلیل ترامت کو اون پر مسلط کیا، یہانتک کہ وہ ان کے تمام شہروں پر غالب آگئے اور باوجود ذلیل ترامت ہونیکے وہ عدل وانصاف سے کام کرتے تھے، ایفاء عہد کرتے تھے، مظلوموں کی امداد کرتے تھے، لیکن جب یہ لوگ بھی بدل گئے اور حد سے تجاوز کر گئے، اور ظلم کرنے لگے، اور آل رسولؐ کے متقی و پرہیز گاروں کو ستانے اور خوف دلانے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اون پر مسلط کیا، تاکہ تمھارے ذریعہ سے اون سے بدلہ لے، اور اونکو انتہا درجہ کی سزا پہنچائے، کیونکہ تم لوگ اون سے انتقام طلب کرتے ہو، اسکے متعلق مجھ سے امام نے کہا ہے، کہ اگر تم لوگ اون سے اسی تعداد میں مقابلہ کرو، تو خداوند تعالیٰ تمھاری امداد فرمائیگا اور تم کو اون پر فتح دےگا اور تم اونکو شکست دیکر نیست ونابود کر دوگے، اگر پھر وہ لوگ ۱۳۰ھ میں جمعہ کے دن ذی الحجہ کی چاند رات کو مقابلہ پر نکلے، تو قبل جنگ کے اون سے قحطبہ نے کہا، کہ مجھ سے امام نے کہا ہے کہ تم کو اس ماہ کے آج کے دن میں دشمنوں پر فتحیابی ہوگی اوس وقت اسکے میمنہ پر اسکا لڑکا حسن بن قحطبہ تھا۔ پھر بڑے زور کا رن پڑا اور نباتہ مقتول ہوگیا، اور شامیوں میں ۱۰ ہزار کے سر قلم کروئے گئے پھر قحطبہ نے نباتہ کے سر کو ابومسلم کے پاس بھیجدیا۔

قدید میں ابو حمزہ خارجی سے جنگ

اسی سال جب کہ صفر کے ۷ دن باقی رہ گئے تھے تو قدید میں مدینہ والوں اور ابوحمزہ خارجی سے جنگ ہوئی، ہم اسکا ذکر کر چکے ہیں، کہ عبدالواحد نے ایک فوج مدینہ والوں میں سے منتخب کرکے بھیجی تھی، اور اوس پر عبدالعزیز بن عبداللہ کو سردار مقرر کیا تھا، لیکن جب یہ لوگ نکلے تو ان کو حیرہ میں نحر شدہ اونٹ ملے پھر جب یہ لوگ وہاں سے گزر کر عقیق پر پہنچے اونھوں نے اپنے جھنڈے کو ایک بانس میں باندھا اور وہ نیزہ ٹوٹ گیا اس سے لوگوں نے بدفالی لی، اسی عرصہ میں ابوحمزہ خارجی کے قاصد آئے،

اور اونھوں نے کہا، واللہ ہم کو تم سے کوئی جنگ کی ضرورت نہیں ہے پس ہم کو تم چھوڑ دو تاکہ ہم اپنے دشمنوں تک چلے جائیں۔ لیکن اسکو اہل مدینہ نے نامنظور کیا، اور آگے روانہ ہوئے اور قدید پہنچے یہ عیش پرست لوگ تھے جنگجو نہ تھے اچانک ابو حمزہ خارجی کی فوج فضا ہی سے آتی ہوئی نظر پڑی اونھوں نے آتے ہی جنگ شروع کردی اور انکو قتل کرنا شروع کردیا قتل قریش ہی کے قبیلہ میں زیادہ ہوئے اور مجروح بھی کافی ہوئے، اور پھر جب چند لوگ شکست خوردہ مدینہ میں بھاگ کر آئے تو اس وقت ماتم کرنے والیاں اپنے خویش و اقارب پر ماتم کر رہی تھیں ان لوگوں کے ساتھ عورتیں بھی تھیں، تھوڑی ہی دیر ٹھہری ہوں گی کہ جب تک کہ اونکو مردوں کے مقتول ہونیکی خبر آگئی، لیکن جب اونکو لوگوں کے کام آنیکی خبر آئی تو اسکے بعد اون میں سے ہر عورت ایک ایک کرکے جنگ کرنیکے لئے نکل گئی، چنانچہ اس قدر لوگ مقتول ہوئے تھے کہ وہاں کوئی عورت باقی ہی نہیں رہی، کہا جاتا ہے کہ خزاعہ نے ابو حمزہ کو اصحاب قدید کی خبر دی تھی بعض کہتے ہیں کہ سات سو آدمی مقتول ہوئے۔

ابو حمزہ کا مدینہ میں داخلہ

اسی سال ابو حمزہ ۱۳ صفر کو مدینہ میں داخل ہوا۔ اور عبد الواحد وہاں سے شام کو چلا گیا، ابو حمزہ نے لوگوں سے معذرت کی اور کہا کہ ہم کو تم سے جنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تم ہم کو چھوڑ دو تاکہ ہم اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں چلے جائیں۔ لیکن مدینہ والوں نے اس سے انکار کیا۔ اس وجہ سے اس نے ان سے جنگ کی، اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا، پھر مدینہ میں داخل ہوا اور منبر پر چڑھکر یہ خطبہ دیا، اے مدینہ والو! احول یعنی ہشام بن عبد الملک کا زمانہ گزر گیا، تمھاری فصلیں آندھی لگ کر خراب ہوگئی تھیں، تو تم نے خراج کی معافی کی درخواست کی، اور اوس نے معاف کردیا تھا، غنی کو دولت زیادہ ملی اور فقیر کو فقر زیادہ ملا، اس لئے تم نے اوسکو دعائیں دیں اور کہا جزاك الله خیرا، (تم کو خدا اچھی جزا دے) لیکن میں کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تم کو جزاء خیر دے نہ اوسکو، اے اہل مدینہ اچھی طریقہ سے سمجھ لو، کہ ہم لوگ اپنے ملکوں سے شریر یا متکبر بنکر نہیں نکلے ہیں اور نہ خرابی یا بربادی کیلئے، نہ کسی حکومت

دہ ملک کی خواہش کے لئے جسمیں ہم گھسنا چاہتے ہوں، اور نہ کسی قدیم قصاص کے لئے نکلے ہیں، لیکن جب ہم نے دیکھا، کہ حق و صداقت کی شمع بجھ گئی، اور حق گو کی توبیخ و زجر کی جانے لگی، اور عادل و منصف قتل کئے جانے لگے، تو زمین باوجود اپنی اس کشادگی کے ہم پر تنگ ہوگئی، اسی عرصہ میں ہم نے ایک داعی حق کی آواز سنی جو کہ ہم کو خدا کی اطاعت اور قرآن کے حکم پر چلنے کی دعوت دیتا تو ہم نے اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہا اور جو اللہ کے داعی کا جواب نہیں دیتا وہ زمین میں عاجز نہیں کیا گیا ہے، ہمارے پاس مختلف قبائل آئے، اور اگرچہ ہم لوگ دنیا میں قلیل اور کمزور تھے، لیکن خداوند تعالیٰ نے ہم کو پناہ دی، ہماری امداد فرمائی، چنانچہ ہم لوگ اوسکی نعمت و احسان سے بھائی بھائی ہوگئے، پھر ہم لوگ تم لوگوں سے ملے اور تم کو اطاعت رحمٰن اور حکم قرآن کی دعوت دی، لیکن تم نے ہم کو اطاعت شیطان، اور حکم بنومروان کی دعوت دی، قسم خدا کی، دیکھو اس ہدایت اور اس ضلالت میں کتنا عظیم الشان فرق ہے پھر وہ لوگ ایسی حالت میں ادھر ادھر دوڑتے ہوئے مقابلہ کے لئے آئے کہ شیطان نے ان میں بدکاری اور خرابی پیدا کر دی تھی اور ان کے خون سے اسکی ہانڈیاں جوش مارنے لگیں، اور شیطان کا خیال ان کے متعلق درست نکلا، اور انصار اللہ جماعت جماعت، دستہ دستہ ہوکر آئے، ہر ایک کے پاس پانی چڑھی ہوئی ہندی تلواریں تھیں، پس ہماری چکی چلی اور انکی چکی ایسی کاری ضرب کے ساتھ گھومی کہ باطلوں کو شک میں ڈالدیا، اے اہل مدینہ اگر تم نے مروان اور آل مروان کی امداد کی، تو خداوند تعالیٰ ان پر اپنے پاس سے عذاب نازل فرمائیگا یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب نازل کریگا، اور مومنوں کے دلوں کو تسلی دیدیگا، اے اہل مدینہ تمہارے پہلے لوگ، نیکی و خوبی میں بھی پہلے اور اول تھے، اور تمہارے آخر شر میں بھی آخر تھے، اے اہل مدینہ خداوند تعالیٰ نے ضعیف و قوی کے لئے اپنی کتاب میں جو آٹھ حصہ مقرر فرمائے ہیں مگر پھر ایک نواں فرقہ آیا جسکا کوئی حصہ نہیں تھا، مگر اوس نے جبراً و قہراً حکم خدا کے خلاف اپنا حصہ لیا، اے مدینہ والو مجھ کو معلوم ہوا کہ تم لوگ میرے ساتھیوں کی تحقیر کرتے ہو، کہتے ہو کہ یہ نوجوان ہیں، ذلیل بدو ہیں، اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نوجوان اور دیہاتی نہ تھے، مگر قسم خدا کی شباب کے زمانہ میں اوس میں پختہ عمر کی

خوبیاں تھیں اونکی آنکھیں برائی کی جانب بند تھیں اور قدم بدی کی طرف نہیں اوٹھتے تھے، وہ اہل مدینہ کے ساتھ بہترین اخلاق سے پیش آتے تھے، حتیٰ کہ لوگوں نے انکو یہ کہتے سنا، جس نے زنا کیا وہ کافر جس نے چوری کی وہ کافر، جس نے انکے کفر میں شک کیا وہ کافر ہے، پھر ابو حمزہ نے تین ماہ مدینہ میں قیام کیا۔

ابو حمزہ خارجی کے قتل کا بیان

پھر ابو حمزہ خارجی مدینہ والوں سے رخصت ہوا، اور کہا اے اہل مدینہ ہم لوگ مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہم نے فتح پائی، تو ہم تمھارے ساتھ بھائیوں کی طرح پیش آئیں گے اور تم کو سنت نبوی پر چلائیں گے، اور اگر وہ ہوا جسکی تم تمنا رکھتے ہو، تو عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کونسا پلٹا کھاتے ہیں، پھر وہاں سے شام کو روانہ ہوا، مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سواروں کا انتخاب کیا اور اون پر عبد الملک بن محمد بن عطیہ اسعدی سعد ہوازن کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جلد از جلد جاؤ اور خارجیوں سے جنگ کرو، اور اگر کامیاب ہوتے جاؤ تو یمن تک پہنچ جاؤ اور عبد اللہ بن یحییٰ طالب حق سے جنگ کرو ابن عطیہ روانہ ہوا اور وادی قری میں ابو حمزہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو حمزہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بغیر پہلے اونکو جانچے ہوئے جنگ نہ کرو، اسلئے اون لوگوں نے ان سے آواز دیکر پوچھا، کہ تم لوگ قرآن اور اوس پر عمل کرنیکے متعلق کیا کہتے ہو، ابن عطیہ نے جواب دیا، ہم نے قرآن کو تھیلے اور برتنوں میں ڈالدیا، پھر پوچھا، مال یتیم کے متعلق کیا کہتے ہو، ابن عطیہ نے کہا، ہم اونکے مالوں کو کھاتے ہیں، اونکی ماؤں کے ساتھ فسق و فجور کرتے ہیں، چنانچہ جب لوگوں نے ان کے یہ جواب سنے تو جنگ کرنی شروع کی یہانتک کہ رات ہو گئی، تو آواز دیکر کہا، تیری ہلاکت ہو اے ابن عطیہ خدا نے رات آرام کے لئے بنائی ہے، اسلئے آرام کر، جنگ موقوف کر، لیکن ابن عطیہ نے انکار کیا، اور خوب زور و شور کی جنگ کی، یہانتک کہ ابو حمزہ کی فوج کا بہت زیادہ حصہ تہ تیغ کر دیا، اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ مدینہ کی طرف بھاگے اوس نے راستہ ہی میں اونکو قتل کر ڈالا، پھر ابن عطیہ مدینہ میں آیا، اور ایک ماہ تک قیام کیا، وہ لوگ جو کہ ابو حمزہ کے ساتھ مقتول ہوئے تھے ان میں عبد العزیز القاری المدنی جو کہ بشکست نحوی کے نام سے مشہور ہیں، یہ اہل مدینہ میں سے تھا

مگر اپنے خارجی مذہب کو پوشیدہ کئے ہوئے تھا لیکن جب ابو حمزہ خارجی مدینہ میں آیا تو اوسکے ساتھ ہوگیا اور اونھیں کے ساتھ مقتول ہوا۔

(عبداللہ بن یحییٰ کے قتل کا بیان)

جب ابن عطیہ کو مدینہ میں قیام کئے ہوئے ایک ماہ گزر گیا تو مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اور مکہ پر ایک شامی کو مقرر کرکے یمن کے جانب روانہ ہوا، لیکن جب عبداللہ بن یحییٰ طالب حق کو صنعاء میں اسکی روانگی کی اطلاع ہوئی، تو وہ بھی اپنی فوج لے کر اسکی طرف روانہ ہوا۔ پھر ان دونوں میں ایک جگہ سخت جنگ ہوئی، جس میں ابن یحییٰ قتل کیا گیا اور اوسکا سر شام میں مروان کے پاس بھیجدیا گیا، اور ابن عطیہ صنعاء کو چلا گیا،

(ابن عطیہ کے قتل کا بیان)

جب ابن عطیہ نے صنعاء میں جاکر قیام کیا، تو مروان نے اوسکو لکھا، کہ تم جلد وہاں سے لوگوں کے ساتھ حج کرنیکے لئے روانہ ہو جاؤ۔ اس لئے وہ اپنی چالیس ہزار فوج، اور تمام سامان کو صنعاء میں چھوڑ کر صرف بارہ آدمیوں کو ساتھ لیکر حج کے لئے روانہ ہوا اور جب جرف میں آیا تو جمانتہ المرادیاں کے دونوں لڑکے بہت بڑی جماعت لئے ہوئے آپہنچے، اور کہا تم لوگ ڈاکو ہو۔ تو ابن عطیہ نے مروان کا فرمان حج دکھلایا، اور کہا کہ مجھ کو امیر المومنین نے حج کے لئے مقرر فرمایا ہے، اور میرے ساتھ یہ فرمان بھی ہے اور ابن عطیہ ہوں اوس نے کہا یہ سب جھوٹ ہے، تم یقینی قزاق ہو، آخرش ابن عطیہ کو اون سے جنگ کرنی پڑی یہانتک کہ مقتول ہوگیا۔

(قحطبہ کا اہل جرجان کے ساتھ جنگ کرنا)

اسی سال قحطبہ بن شبیب نے تیس ہزار سے زیادہ جرجانیوں کو قتل کر ڈالا، کیونکہ اسکو نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سب اسکے مقابلہ کے لئے نکلنے والے ہیں، اس لئے وہ وہاں آیا اور تیس ہزار سے زیادہ لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت نصر

قومس میں تھا، پھر وہاں سے خوار ری چلا آیا اور ابن ہبیرہ سے امداد طلب کی، خراسان کے بعض عمائدین کو اس کام کے لئے ابن ہبیرہ کے پاس بھیجا اور وہاں کی بغاوت کی اہمیت اوس پر ظاہر کی اور کہا کہ تمام خراسان میں اب کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھ پر اعتماد کرے اس لئے اسوقت تو میری امداد کم سے کم دس ہزار فوج کے ساتھ کر قبل اسکے کہ تم میری ایک لاکھ کی امداد کرو، ابن ہبیرہ نے اوسکے قاصدوں کو گرفتار کر لیا، پھر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے ابن ہبیرہ کے پاس خراسانیوں کی ایک جماعت بھیجی تاکہ وہ لوگوں کے معاملات سے آگاہ کریں اور میرے لئے امداد حاصل کریں، لیکن اوس نے میرے قاصدوں کو گرفتار کر لیا اور ایک آدمی سے بھی میری امداد نہ کی، میری مثال آجکل بالکل اوس شخص جیسی ہے، جو کہ اپنے مکان سے حجرہ تک نکال دیا گیا ہو اور پھر اسکو حجرہ سے گھر میں نکالدیا گیا ہو اور پھر گھر سے صحن میں نکال دیا گیا ہو اگر اوسکو اس وقت کوئی مدد کرنیوالا مل گیا تو شاید وہ مکان میں جا سکیگا اور گھر اسکے لئے باقی رہ سکیگا، اور اگر راستہ تک نکال دیا گیا تو نہ اس کے لئے کوئی گھر ہے نہ صحن ہے۔

اس لئے مروان نے ابن ہبیرہ کو حکم دیا کہ نصر کی امداد کرے اور اسکی خبر نصر کو بھی دیدی، چنانچہ ابن ہبیرہ نے ایک زبردست لشکر تیار کر کے ابن غطیف کی سرداری میں نصر کی طرف روانہ کیا۔

سنہ ۱۳۰ھ کے مختلف واقعات

اس سال صائفہ سے ولید بن ہشام کی قیادت میں جہاد کیا چنانچہ وہ عمق میں مقیم ہوا اور قصر مرعش بنایا، اور اسی سال بصرہ میں طاعون آیا، اور اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اس وقت یہ مکہ، مدینہ، طائف کا امیر تھا، اور عراق کا امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ تھا، کوفہ کی قضاءت پر حجاج بن عاصم المحاربی تھا، بصرہ کی قضاءت پر عباد بن منصور تھا، اور خراسان کے امیر کا بیان گزر چکا ہے، اور ابوجعفر نے یہ لکھا ہے، کہ محمد بن عبدالملک ہی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا، اور یہی مکہ و مدینہ کا عامل تھا۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ عروہ بن ولید مدینہ کا حاکم تھا، کہ آخر سنہ ۱۲۹ھ میں بھی یہ بیان کیا گیا کہ مکہ مدینہ اور طائف کا امیر تھا، اور اس سال بھی اس نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال ابو جعفر یزید بن قعقاع القاری مولیٰ عبداللہ بن عباس المخزومی کی مدینہ میں وفات ہوئی، اور کہا جاتا ہے، کہ اسی سال مولیٰ ابی بکر بن عبدالرحمٰن کو فدید میں زہر دیا گیا، اور اسی سال ایوب بن ابی تیمیۃ السختیانی نے ترسٹھ سال کی عمر میں انتقال کیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ۱۲۵ھ میں انتقال کیا، اور اسی سال اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ الانصاری کی وفات ہوئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۳۲ھ میں وفات ہوئی، اور بعض لوگ کہتے ہیں ۱۳۴ھ میں ہوئی انکی کنیت ابو نجیح تھی، اور اسی سال محمد بن مخرمہ بن سلیمان نے ۷۰ برس کی عمر میں اور ابو وجرۃ السعدی یزید بن عبید، ابو حریث، یزید بن ابی ملک الہمدانی، یزید بن رومان، عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبدالعزیز بن رُفیع (بضم رائی المہملہ وفتح الفاء وبالعین المہملہ) کی وفات ہوئی، عبدالعزیز بن رفیع، عبداللہ مکی نقیہ کے والد ہیں موت کے وقت انکی عمر سو سال کی تھی اور کثرت نکاح کی وجہ سے ان کے پاس کوئی عورت نہیں ٹھہرتی تھی، اور اسی سال میں اسمٰعیل بن ابی حکیم کاتب عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن ابان کی وفات ہوئی، یزید یزید الرشک کے نام سے مشہور تھا، یہ بصرہ کے بختشی تھے اور حفص بن سلیمان الغبرہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی، یہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے مروی ہے کہ عاصم نے ان سے قرأت سیکھی تھی۔

۱۳۱ھ کی ابتدا

نصر بن سیار کی وفات کا بیان

اسی سال نصر کی وفات ری کے قریب ساوہ میں ہوئی، اوسکے وہاں جانیکا یہ سبب ہوا کہ نصر، نباتہ کے قتل ہونیکے بعد خوار ری میں آیا جہاں کا امیر ابو بکر العقیلی تھا، تو قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو محرم ۱۳۱ھ میں اسکی طرف بھیجا، اور پھر اسکے بعد ابو کامل، ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس المروزی کو بھی اپنے بیٹے حسن کے پاس بھیجا، جب یہ سب اوسکے قریب پہنچے تو ابو کامل ان سے علٰحدہ ہوکر نصر سے جا ملا۔ اور اوسکے ساتھ ہوگیا، اور کہا کہ میں فلاں مقام پر فوج کو چھوڑکر آرہا ہوں اس لئے نصر نے اپنی فوج تیار کرکے مقابلہ پر بھیجی، لیکن قحطبہ کی فوج بھاگ نکلی اور بھاگتے وقت

بہت سا مال و اسباب بھی چھوڑ گئی جس پر نصر کے اصحاب نے قبضہ کرلیا، پھر نصر نے یہ تمام چیزیں ابن ہبیرہ کے پاس بھیجدیں، لیکن راستہ ہی میں رے کے مقام پر ابن غطیف نے نصر کے قاصد کو روک کر تمام سامان لیکر اور اوسکا خط لیکر اپنی جانب سے ابن ہبیرہ کے پاس بھیجدیا یہ خبر سنکر نصر بہت خفا ہوا اور کہا کہ اچھا میں اب ابن ہبیرہ سے قطع تعلق ہی کرلیتا ہوں اور اب اوسکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ اور اوسکا لڑکا کیا بضاعت رکھتے ہیں، یہ ابن غطیف وہی شخص ہے جسکو ابن ہبیرہ نے تین ہزار فوج کے ساتھ نصر کی امداد کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ آکر رتی میں پڑا رہ گیا، نصر کے پاس نہیں آیا، پھر نصر وہاں سے رتی آیا جہاں کہ حبیب بن یزید النہشلی تھا، تو ابن غطیف وہاں سے ہمدان چلا گیا اس وقت ہمدان کا حاکم مالک بن ادھم بن محرز الباہلی تھا، اس لئے یہ وہاں بھی نہ ٹھہرا بلکہ اصبہان میں عامر بن ضبارہ کے پاس چلا آیا۔

جسوقت نصر رے میں آیا تو دو دن رہنے کے بعد بیمار پڑ گیا، پھر وہاں سے اٹھاکر ساوہ لایا گیا اور وہیں انتقال کرگیا۔ جب اسکی وفات ہوگئی تو اسکے ساتھی ہمدان چلے آئے۔

اسکی وفات ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو ہوئی اور اس وقت عمر ۸۵ سال کی تھی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نصر خوار رے سے رے کی طرف روانہ ہوا، تو رے میں داخل بھی نہ ہو سکا کہ ہمدان اور رے کے درمیانی جنگل میں انتقال کرگیا۔

رے میں قحطبہ کا داخلہ

جب نصر بن سیار کی وفات ہوچکی تو حسن بن قحطبہ نے خزیمہ بن خازم کو سمنان کی طرف روانہ کیا، اور قحطبہ نے بھی جرجان سے ادھر کا رخ کیا، لیکن اپنے سے پہلے زیاد بن زرارۃ القشیری کو بھیجا، مگر یہ ابومسلم کی اتباع پر نادم تھا، اسلئے وہ قحطبہ سے علیحدہ ہوگیا، اور اصبہان کا راستہ اختیار کرکے عامر بن ضبارہ کا قصد کیا جب قحطبہ کو یہ معلوم ہوا تو اوس نے اسکے تعاقب میں فوراً مسیب ابن زہیر الضبی کو بھیجا جس نے دوسرے ہی دن عصر کے وقت آکر پکڑا، اور سخت جنگ کرکے زیاد کو شکست دی اور اوسکے ساتھیوں کا صفایا کردیا، اور پھر قحطبہ کے پاس لوٹ گیا، پھر قحطبہ اپنے لڑکے کے پاس قومس میں آیا، اور خزیمہ بن خازم سمنان میں آیا، اسکے بعد قحطبہ نے اپنے لڑکے کو رے کی جانب

روانہ کیا، جب حسن کے آنیکی خبر حبیب بن بدیل النہشلی اور اوسکے ساتھیوں کو لگی، تو وہ رے سے نکل گئے، اور حسن بن قحطبہ صفر کے مہینہ میں رے میں داخل ہوگیا اور اوس وقت تک وہاں قیام کیا جب تک کہ اوسکا باپ قحطبہ نہیں آیا، پھر جب قحطبہ رے میں آگیا تو اس نے اسکی خبر ابومسلم کو دی، لیکن جب رے پر بنو عباسیہ کا اچھی طریقہ سے تسلط ہوگیا، تو وہاں کے اکثر لوگ وہاں سے چلدئے، کیونکہ اونکا میلان زیادہ تر بنوامیہ کی جانب تھا اور چونکہ وہ سفیانیہ سے تھے، تو ابومسلم نے انکے اموال واملاک پر قبضہ کرنیکا حکم دیدیا، لیکن پھر جب یہ لوگ سنہ ۱۳۲ھ حج سے واپس آئے تو انھوں نے کوفہ میں قیام کیا، اور سفاح سے ابومسلم کے ظلم کے خلاف فریادرسی چاہی تو اوس نے ابومسلم کے پاس انکی تمام چیزوں کے واپس کرنیکا حکم دیدیا، لیکن ابومسلم نے اسکا جواب دیا اور انکی پوری حالت بتائی اور لکھا کہ یہ لوگ شدیدترین دشمن ہیں، لیکن اوس نے ایک بھی نہ سنی بلکہ ابومسلم کو اونکے اموال واسباب کے واپس کرنے پر مجبور کیا چنانچہ اس نے واپس کردیا۔

جب قحطبہ رے میں آیا، تو وہیں قیام کیا، اور اوس نے وہاں حکومت بڑی دانشمندی اور حزم واحتیاط سے شروع کی راستوں کو محفوظ کرلیا تھا، یہانتک، کہ کوئی شخص بغیر اسکی اجازت نامہ نہیں جاسکتا تھا اوسی زمانہ میں اسکو معلوم ہوا کہ دستبی میں خوارج اور فقراء کی جماعت مجتمع ہوئی ہے، تو ابوعون کو ایک بڑے عظیم الشان لشکر کے ساتھ روانہ کیا، اس نے پہلے آکر ان کو کتاب اللہ اور سنت نبی اور رضاء آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دی، لیکن انھوں نے قبول نہیں کی، تو جنگ کرکے اونکو شکست دی اور بہتیروں کو قتل کردیا، اور ان میں سے ایک جماعت قلعہ بند ہوگئی یہانتک کہ ابوعون نے اون کو پناہ دیدی، چنانچہ ان میں سے بعض آکر اسی کے پاس مقیم ہوگئے اور بعض چلے گئے۔

پھر ابومسلم نے اصبہند طبرستان کو اپنی اطاعت اور خراج کی ادائی کا حکم دیا جسکو اوس نے قبول کیا، اور مصمغان صاحب دنباوند کو بھی لکھا تو اس نے جواب دیا کہ تو، تو خارجی ہے، اور تیرا اقتدار جلد ختم ہو جائیگا، اس پر ابومسلم بہت برافروختہ ہوا، اور موسیٰ بن کعب کو رے میں لکھا کہ تم اوس سے جاکر اوس وقت تک جنگ کرو، جب تک کہ وہ مطیع نہ ہوجائے (موسیٰ) اسکی طرف گیا اور اس سے گفت وشنید کی تو اس نے پھر اطاعت سے انکار کیا

لیکن یہ کچھ نہ کرسکا اور وہیں مقیم رہا مصمغان پر کسی قسم کا قبضہ نہ کرسکا کیونکہ اوسکا علاقہ دشوار گزار تھا، مصمغان روزانہ دیلیون کی ایک جماعت کو بھیجتا جو کہ آکر انکی فوج سے لڑتی اور جس نے راستہ کو روک رکھا تھا اور رسد کو بند کردیا تھا، یہانتک کہ موسیٰ کی فوج کے بہت سے لوگ زخمی اور مقتول ہوئے، جب موسیٰ نے یہ حال دیکھا تو تنگ آکر رے واپس آگیا، اور مصمغان، منصور کے زمانہ تک غیر مطیع رہا یہانتک اس نے حماد بن عمر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اس نے اس سے جنگ کی اور اسی کے ہاتھ پر دُنباوند فتح ہوا، جب ابو مسلم کے پاس قحطبہ کا خط رے میں آنیکے متعلق پہنچا، تو خود مرو سے نیشاپور میں چلا آیا، اور قحطبہ نے رے میں آنیکے تیسرے دن اپنے لڑکے حسن کو ہمدان بھیجدیا، لیکن جب اس نے ہمدان کا رخ کیا، تو وہاں سے مالک بن ادھم اور تمام شامی اور خراسانی جو وہاں تھے نہاوند چلے گئے اور وہاں مقیم ہوگئے۔ حسن ہمدان میں داخل ہوا اور وہاں سے نہاوند چلا گیا، اور شہر سے چار فرسخ کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ تو قحطبہ نے ابی جہم بن عطیہ مولی باہلہ کو سات سو فوج کے ساتھ اسکے مدد کیلئے بھیجا۔ حسن نے آکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔

د عامر بن ضبارہ کے قتل اور اصبہان میں قحطبہ کے داخلے کا بیان ،

اسکے قتل کا سبب یہ ہوا کہ جب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو ابن ضبارہ نے شکست دی تو یہ کرمان کے راستہ سے خراسان بھاگا اور عامر بھی اوسکے پیچھے روانہ ہوا جب تک ابن ہبیرہ کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے کرمان میں ابن ضبارہ اور اپنے لڑکے داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا قحطبہ کے مقابلہ کیلئے روانہ ہو، اس لئے یہ دونوں کرمان سے پچاس ہزار فوج لیکر روانہ ہوئے اور اصبہان میں آکر اُترے ابن ضبارہ کے لشکر کو عسکر العساکر کہتے تھے، انکے مقابلہ میں قحطبہ نے بھی ایک لشکر مقاتل بن حکیم العکی کی سرکردگی میں روانہ کیا، یہ لشکر قم میں اترا پھر ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن بن قحطبہ آجکل نہاوند میں مقیم ہے، تو وہ روانہ ہوا تاکہ وہاں جو اصحاب مروان ہیں انکی امداد کرے، اسکی اطلاع مقاتل نے قم سے قحطبہ کو بھیجی، اس لئے قحطبہ رے سے روانہ ہوکر مقاتل بن حکیم العکی سے ملا۔ پھر وہ سب کے سب روانہ ہوئے تو

ابن ضبارہ اور داؤد بن یزید بن ہبیرہ سے مقابلہ ہوگیا، اس وقت قحطبہ کے پاس ۲۰ ہزار فوج تھی، اون میں خالد بن برمک بھی تھا۔ اور ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ فوج تھی، بعض لوگ کہتے ہیں ایک لاکھ پچاس ہزار تھی، پھر قحطبہ نے قرآن مجید بلند کرنیکا حکم دیا، اس لئے کلام مجید نیزہ پر بلند کیا گیا اور کہا گیا اے اہل شام میں تم کو اون امور کی دعوت دیتا ہوں، جو کچھ اس کتاب میں ہیں، لیکن اس کے جواب میں اونھوں نے گالیاں دیں اور برا بھلا کہا، اسکے بعد قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنیکا حکم دیا، اس لئے علی نے حملہ کیا، اور لوگوں میں کھلبلی پڑ گئی، لیکن زیادہ دیر تک جنگ نہ ہونے پائی تھی کہ اہل شام کو شکست ہوگئی، اور بہت سے قتل کئے گئے، اور ابن ضبارہ بھی شکست کھاکر اپنی لشکرگاہ میں داخل ہوگیا تو قحطبہ نے اسکا تعاقب کیا، پھر ابن ضبارہ نے لوگوں کو آواز دی کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ، لیکن لوگ بھاگ گئے اور داؤد بن ہبیرہ بھی شکست کھا گیا کسی نے ابن ضبارہ کے متعلق پوچھا تو کہا گیا کہ اس نے تو شکست کھائی، تو ابن ضبارہ نے کہا خدا ہمارے بدمعاشوں پر لعنت کرے، اس لئے اوس نے دوبارہ جنگ کی اور قتل کیا گیا، اور اوسکا بہت سا لشکر بھی کام آیا اور اوسکی فوج سے بے شمار اسلحہ، مال و متاع، غلام اور گھوڑے وغیرہ پکڑے گئے، ابتک کوئی لشکر ایسا نہیں دیکھا گیا جس میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہوں، گویا کہ وہ ایک شہر بسا تھا، اس لشکر میں بربط، طنبور، ستار اور شراب وغیرہ غرضکہ یہ تمام چیزیں بے اندازہ تھیں پھر قحطبہ نے اس فتح کی خوشخبری نہاوند میں اپنے لڑکے حسن کو بھیجی، یہ واقعہ ماہ رجب میں اصبہان کے اطراف میں واقع ہوا۔

قحطبہ کی اہل نہاوند سے لڑائی اور اسکے داخلہ کا بیان

جب ابن ضبارہ قتل کر دیا گیا، تو قحطبہ نے اسکی خوشخبری اپنے لڑکے کو اوسوقت بھیجی جب کہ وہ نہاوند کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، چنانچہ جسوقت اوسکو یہ خبر ملی، تو اس کی تمام فوج نے زور سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا، اور اوسکے قتل کا اعلان کیا تو عاصم بن عمیر السعدی نے کہا، کہ ان لوگوں نے خود اسکے قتل کا اعلان کیا ہے وہ سچ ہے اس لئے تم لوگ حسن کے پاس چلو، کیونکہ تم لوگ اوسکا مقابلہ نہیں کر سکتے اور مناسب ہے کہ جہاں تمہارا جی چاہے اوسکے باپ یا اوسکے پاس سے امداد آنیکے قبل چلے جاؤ، تو پیدل سپاہ نے کہا، تم لوگ تو سوار ہو،

تم تو چلے جاؤ گے اور ہم کو چھوڑے جاتے ہو، اس پر مالک بن ادھم باہلی نے کہا کہ ہم بغیر قحطبہ کے آئے ہوئے نہیں جائیں گے، قحطبہ اصبہان میں بیس دن قیام کرنے کے بعد اپنے لڑکے کے پاس نہاوند آیا، اور تین مہینہ شعبان، رمضان اور شوال تک محاصرہ کئے ہوئے رہا، اور شہر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرادیں اور نہاوند میں جو خراسانی تھے اونکو دعوت بھیجی اور امان دیا لیکن اون لوگوں نے اسکو قبول نہیں کیا، اس کے بعد پھر وہاں کے شامیوں کے پاس یہ پیغام بھیجا، تو اونھوں نے دعوت اور امان کو قبول کر لیا، اور کہلا بھیجا، کہ تم شہر والوں کو جنگ میں مصروف رکھو، تاکہ ہم اپنے قریب کا دروازہ کھولدیں، اس لئے قحطبہ نے ایسا ہی کیا اور شامیوں نے دروازہ کھول کر نکلنا شروع کیا، لیکن جب شامی نکلنے لگے، تو خراسانیوں نے کہا، کیا بات ہے، انھوں نے کہا ہم نے تمھارے اور اپنے لئے امان لے لی ہے اسلئے نکل رہے ہیں، پھر خراسان کے سردار نکلے تو قحطبہ نے ہر سردار کو اپنے سرداروں کے حوالہ کر دیا اور پھر اعلان کر دیا کہ جسکے پاس اسیر ہوں وہ اونکو قتل کر کے میرے پاس اسکا سر لائے، اس لئے سپاہیوں نے ایسا ہی کیا، آخر کار یہ نتیجہ ہوا، کہ جو لوگ ابومسلم سے خلاف ہو کر خراسان سے چلے آئے وہ سب کے سب مقتول ہوگئے مگر اہل شام کے ساتھ ایفاء کیا اور اونکو چھوڑ دیا، اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ کسی دشمن کو ان پر موقع نہ دیگا اور اون میں سے کسی کو نہیں قتل کیا، خراسانیوں میں سے جو لوگ مقتول ہوئے اون میں یہ لوگ بھی تھے ابو کامل حاتم بن الحارث بن سریج، ابن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل اور بیہس مقتول ہوئے، جسوقت قحطبہ نے نہاوند کا محاصرہ کیا تو اپنے لڑکے حسن کو مرج القلعۃ پر بھیجا اور حسن نے خازم بن خزیمہ کو حلوان کی طرف بھیجا جسکا حاکم عبداللہ بن العلاء الکندی تھا مگر وہ سنتے ہی بھاگ گیا اور حلوان کو خالی کر دیا۔

شہر زور کی فتح کا بیان

پھر قحطبہ نے ابو عون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طرافۃ الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ شہر زور کی جانب روانہ کیا، اوسوقت وہاں عبداللہ بن مروان بن محمد کے مقدمۃ الجیش کے طور پر عثمان بن سفیان تھا یہ لوگ ۲۰ ذیحجہ کو شہر سے دو فرسخ کے

فاصلہ پر اترے، اور اترنے کے ایک دن اور ایک رات کے بعد عثمان سے جنگ شروع کر دی جس میں عثمان کے اصحاب نے شکست کھائی اور وہ خود قتل کیا گیا، اور پھر ابوعون موصل کے شہروں میں مقیم ہوا، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ عثمان قتل نہیں کیا گیا، بلکہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ گیا، اور ابوعون نے اسکے لشکر کو لوٹ لیا، اور اسکی بہت سی فوج مقتول ہوگئی، پھر قحطبہ نے ابوعون کے پاس فوجیں بھیجیں، چنانچہ اسکے پاس ۳۰ ہزار فوج جمع ہوگئی، جب مروان بن محمد کے پاس، ابوعون کی خبر پہنچی تو وہ حران سے ابوعون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا، اور اوسکے ساتھ اوس وقت اہل شام، جزیرا اور موصل کی فوجیں تھیں، اور بنو امیہ نے اپنی اولاد کو ساتھ کر دیا، یہانتک کہ اس نے زاب میں آکر قیام کیا، اور اسوقت ابوعون نے شہرزور میں بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم ۱۳۲ھ کے گزارے اور وہاں پانچ ہزار تقسیم کیا۔

قحطبہ کا عراق میں ابن ہبیرہ کی طرف جانا۔

جب عراق کے امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ کے پاس اوسکا لڑکا ابوداؤد حلوان سے شکست کھاکر آیا تو یہ بے شمار لشکر لیکر قحطبہ کے مقابلہ کے لئے نکلا اور ساتھ میں حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا جسکو مروان نے ابن ہبیرہ کی امداد کے لئے بھیجا تھا، ابن ہبیرہ جلولاء الوقیعہ میں اترا، اور جنگ جلولاء میں عجمیوں نے جو خندق کھودی تھی اوسی کو کھود کر قیام کیا، اور قحطبہ نے بھی اسکا رخ کیا اور آکر قرماسین میں مقیم ہوا، پھر وہاں سے حلوان گیا اور وہاں سے خانقین چلا گیا، اور وہاں سے بھی عکبراء میں آیا، اور دریائے دجلہ کو عبور کر کے دمم میں انبار کے سامنے قیام کیا، اور ابن ہبیرہ اپنی فوج کے ساتھ جلدی کوفہ کی جانب قحطبہ سے مقابلہ کے لئے نکلا، حوثرہ بھی پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ میں آیا، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ حوثرہ ابن ہبیرہ سے الگ نہیں ہوا تھا بلکہ اوسی کے ساتھ تھا پھر قحطبہ نے ایک جماعت کو انبار وغیرہ کی طرف بھیجدیا اور اونکو حکم دیا کہ یہاں سے دمم تک جسقدر کشتیاں ہوں تمام کو پکڑ لاؤ تاکہ وہ لوگ دریائے فرات عبور نہ کریں، چنانچہ تمام کشتیاں اسکے سامنے پکڑ کر لائی گئیں، پھر قحطبہ دمم سے فرات کو پار کرکے اوس کے مغربی حصہ میں چلا آیا، پھر کوفہ کی جانب روانہ ہوا، یہاں تک کہ اوس مقام پر پہنچ گیا، جہاں کہ ابن ہبیرہ تھا اور سامان ختم ہوگیا۔

۱۳۱ھ کے مختلف واقعات

لوگوں کے ساتھ ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی نے حج کیا یہ اس عبدالملک بن محمد کے بھائی کا بیٹا تھا جس نے ابو حمزہ کو قتل کیا تھا، ولید اوس زمانہ میں حجاز کا حاکم تھا، جب اسکو اپنے چچا عبدالملک کے قتل کی خبر پہنچی تو اسکو جسقدر قاتل مل سکے اونکو قتل کر ڈالا۔ اونکی عورتوں کے شکم چاک کر ڈالے، اونکے بچوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جس پر اوسکا بس چلا اونکو جلا بھی دیا، اوس وقت عراق کا حاکم یزید بن ہبیرہ تھا، کوفہ کی قضاءت پر حجاج بن عاصم المحاربی تھا، اور بصرہ کی قضاءت پر عباد بن منصور الناجی تھا، اور اسی سال منصور بن معمر السلمی ابو عتاب الکوفی کا انتقال ہوا اور ابو مسلم خراسانی نے عبدالعزیز بن داؤد کے بھائی جبلہ بن ابی داؤد العتکی کو جو عبدالعزیز بن داؤد کا بھائی تھا قتل کر ڈالا۔ اسکی کنیت ابو مروان تھی ۔

۱۳۲ھ کی ابتدا

قحطبہ کی ہلاکت اور ابن ہبیرہ کی ہزیمت کا بیان

اسی سال قحطبہ بن شبیب ہلاک ہوا۔ اسکا سبب یہ ہوا، کہ قحطبہ ۹ محرم الحرام کو دریائے فرات عبور کر کے غربی فرات میں مقیم ہوا، اور ابن ہبیرہ نے دہانہ فرات پر فلوجۃ العلیا کی زمین میں کوفہ سے ۲۳ فرسخ کے فاصلہ پر فوج مرتب کی تھی لہذا ضبارہ کی شکست خوردہ فوج بھی اسکے پاس آگئی تھی اور مروان نے حوثرۃ الباہلی کو بھی امداد کے لئے بھیجا تھا حوثرہ وغیرہ تمام نے کہا کہ قحطبہ تو کوفہ کی طرف جانا چاہتا ہے اس لئے اوسکو چھوڑ دو وہ اور مروان نپٹ لینگے اور خراسان کا قصد کرو کیونکہ تم اوسکو شکست دیدوگے اور پھر اس کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ وہ تمھاری اطاعت کرے، اوس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ میں جلد از جلد کوفہ پہنچنے میں سبقت لیجاؤں، اس لئے کہ وہ میری اتباع نہ کریگا اور نہ کوفہ کو چھوڑیگا چنانچہ دجلہ کو مدائن کی طرف سے عبور کیا، اور کوفہ کا ارادہ کیا، اپنے مقدمہ پر حوثرہ کو مقرر کیا، اور حکم دیا کہ کوفہ روانہ ہو جاؤ، اسوقت دونوں فریق فرات کے دونوں جانب

عار ہے تھے، قحطبہ نے کہا، امام نے مجھ کو خبر دی ہے، کہ اس جگہ کوئی عظیم الشان جنگ ہوگی جس میں ہم کو فتح ہوگی پھر قحطبہ جباریہ میں اُترا تو لوگوں نے اوسکو جائے عبور کا پتہ دیا، اس راستہ سے اس نے فرات کو عبور کیا، حوثرہ اور محمد بن نباتہ سے جنگ کی جس میں اہل شام نے شکست کھائی اور لوگوں نے قحطبہ کا پتہ نہ پایا، اس لئے لوگوں نے کہا، جسکو قحطبہ کی جانب سے کچھ بھی معلوم ہو وہ اطلاع دیں، مقاتل بن مالک العتکی نے کہا، کہ میں نے قحطبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ پیش آجائے تو حسن میرا لڑکا امیر ہوگا، اس لئے لوگوں نے حسن کے بھائی حُمید بن قحطبہ پر بیعت کرلی، اس کو قحطبہ نے ایک سریہ کے ساتھ بھیجا تھا، اس لئے لوگوں نے اوسکو بلا بھیجا اور امارت اس کے سپرد کی، اس کے بعد جب لوگوں نے قحطبہ کو تلاش کیا، تو اوسکو اور حرب بن سالم بن احوز دونوں کو ایک نہر میں مقتول پایا، لوگوں نے کہا کہ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو قتل کرڈالا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جسوقت قحطبہ فرات عبور کر رہا تھا، اس وقت معن بن زائدہ نے اوسکی گردن پر ایک تلوار ماری جسکی وجہ سے وہ پانی میں گرگیا، لوگوں نے نکالا، تو کہا، اگر میں مرجاؤں تو میرے ہاتھ باندھ کر پانی میں ڈالدینا تاکہ لوگوں کو میرے مرنیکی اطلاع نہ ہو، اس نے اہل خراسان سے جنگ کی جسمیں محمد بن نباتہ اور اہل شام نے شکست کھائی، پھر مرگیا اور قبل موت کے قحطبہ نے یہ کہا، کہ جب تم لوگ کوفہ میں پہنچو تو اوس وقت آل محمد کا وزیر ابوسلمہ الخلال ہوگا، اس لئے لوگوں نے اوسکے سپرد یہ خدمت کی، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ قحطبہ غرق ہوگیا، جب ابن نباتہ اور حوثرہ کو شکست ہوئی تو یہ ابن ہبیرہ کے پاس آئے تو اونکی وجہ سے اوس نے بھی شکست کھائی، چنانچہ وہ لشکرگاہ اور تمام سامان واسباب اور اسلحہ وغیرہ کو چھوڑکر واسط کی طرف بھاگے، اور جب حسن بن قحطبہ امیر ہوا تو اس نے تمام سامان شمار کرنیکا حکم دیا، بعض لوگ کہتے ہیں، کہ حوثرہ کوفہ ہی میں تھا اس وقت اسکے پاس ابن ہبیرہ کی شکست کی خبر پہنچی، اور وہ اپنے اصحاب کے ساتھ اس کی طرف چلا گیا۔

محمد بن خالد کا کوفہ میں سردار بنکر خروج کرنا

اسی سال محمد بن خالد بن عبداللہ قسری نے خروج کیا اور حسن بن قحطبہ کے کوفہ میں آنے سے قبل

اوس نے علم سیاہ بلند کر دیا، کوفہ سے ابن ہبیرہ کے عامل کو نکال کر اپنی سرداری کا اعلان کیا، اسکے بعد حسن آیا، اسکا واقعہ یوں ہے، کہ اوس زمانہ میں جب کہ کوفہ کا حاکم زیاد بن صالح الحارثی تھا اور کوتوال عبدالرحمٰن بن کثیر العجلی تھا، تو محمد نے محرم کی دسویں شب میں آل رسول کی حمایت کا اعلان کیا اور خروج کیا اور اس نے قصر الامارۃ کا رخ کیا، زیاد معہ اپنی شامی فوج کے نکل گیا اور اور یہ داخل ہو گیا جب یہ خبر حوثرہ کو معلوم ہوئی تو اس نے بھی کوفہ کا رخ کیا، اس خبر کے سنتے ہی تمام لوگ محمد سے علیحدہ ہو گئے، اور صرف اسکے پاس، اسکے موالی اور مروان سے فرار شدہ یمنی لوگ اور کچھ شامی باقی رہ گئے۔

پھر ابو سلمہ خلال نے محمد کو مشورہ دیا کہ وہ قصر سے نکل جائے اس نے خود ابتک اپنی حمایت کا اظہار نہیں کیا تھا کیونکہ وہ حوثرہ اور اوسکی فوج سے خائف تھا لیکن ان دونوں میں سے کسی کو قحطبہ کے وفات کی خبر نہ تھی، جب حوثرہ کو یہ خبر پہنچی کہ محمد کے ساتھی متفرق ہو گئے، تو اس نے روانہ ہونیکی تیاری شروع کی، اسی عرصہ میں جب کہ محمد قصر میں تھا بعض لوگ مقدمۃ الجیش کی طرح آتے ہوئے نظر پڑے تو اوس سے کہا گیا کہ شامی آ گئے، فوراً اوس نے اپنے چند موالی بھیجے لیکن اون سے شامیوں نے آواز دیکر کہا، کہ ہم بجیلہ ہیں اور ہم میں ملیح بن خالد البجلی ہے، ہم اس لئے آ رہے ہیں کہ امیر سے بیعت کریں، اور امیر کی اطاعت میں داخل ہوں چنانچہ وہ داخل ہوئے اسکے بعد اس سے بھی عظیم الشان گروہ آیا، جس میں جہم بن اصفح الکنانی تھا، پھر اس سے بھی ایک اور عظیم الشان گروہ آیا جس میں آل بحدل کا ایک شخص تھا، جب حوثرہ نے اپنے لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو اس نے واسط کی جانب کوچ کیا، پھر محمد بن خالد نے قحطبہ کو لکھا اور وہ اوسکی ہلاکت سے باخبر نہ تھا، کہ میں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا، پھر جب یہ قاصد حسن بن محمد کے پاس آیا تو اوس نے خالد کے خط کو لوگوں میں پڑھکر سنایا اور کوفہ کی طرف روانہ ہونیکی تیاری کی، چنانچہ محمد نے کوفہ میں جمعہ، سنیچر، اتوار تک قیام کیا پھر دوشنبہ کی صبح میں حسن آ گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد آیا اور وہاں کا عامل عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی بھاگ گیا، تو محمد بن خالد وہاں کا سردار بن بیٹھا، اور گیارہ آدمیوں کو لیکر لوگوں سے بیعت لی، پھر دوسرے ہی دن حسن آ گیا تو وہ اور اوسکے اصحاب نے ابو سلمہ کو جنگ کرنیکے لئے نکالا اس لئے وہ نخیلہ میں دو دن تک لشکر لئے پڑا رہا پھر حمام اعین میں چلا آیا اور اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ سے جنگ کرنیکے لئے واسط کی طرف بھیجدیا، اسکے بعد لوگوں نے ابو سلمہ حفص بن سلیمان مولی سبیع پر بیعت کر لی اور وہ آل محمد کا وزیر کہا جاتا تھا، اور محمد بن خالد بن عبد اللہ کو کوفہ کا حاکم بنا لیا، اور امیر

پکارنے لگے، اور یہی ابوالعباس سفاح کے زمانہ تک امیر رہا، اور اس نے حمید بن قحطبہ کو مدائن کی طرف بھیجا، مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیر قنی کی طرف بھیجا، مہلبی اور شراحیل کو عین التمر کی جانب، اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی طرف بھیجا، جہاں کہ عبدالواحد بن عمر بن ہبیرہ بھی تھا چنانچہ جب بسام یہاں آیا تو عبدالواحد اس سے جنگ کرنیکے بعد شکست کھا کر چلا گیا، پھر بصرہ کی جانب سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کو بھیجا، وہ وہاں آگیا اس وقت وہاں کا عامل سلم بن قتیبہ الباہلی جو کہ ابن ہبیرہ کا عامل تھا، اور عبدالواحد بن ہبیرہ بھی اس سے آکر مل گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان گزر چکا ہے، سفیان بن معاویہ نے اسکو لکھا کہ دارالامارہ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ، اور اسکو ابی سلمہ کے رائے کی بھی اطلاع دی، لیکن اس نے انکار کیا، اور تمام بنو قیس اور بنو مضر اور بنو امیہ بصرہ میں تھے سب کو مجتمع کیا اور اسکے علاوہ سلم کے پاس ابن ہبیرہ کے بھیجے ہوئے سردار بھی آگئے، اور سفیان نے بھی تمام یمانیوں اور اونکے حلفاء و ربیعہ سے تھے انکو جمع کر لیا۔

پھر سلم ازدیوں کے بازار کے مقام پر آیا، اور سواروں کو بصرہ کے گلی کوچوں میں پھیلا دیا اور اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائیگا اوسکو پانچ سو درہم ملیں گے اور جو کوئی ایک قیدی لائیگا اسکو ایکہزار درہم ملیں گے، پھر معاویہ بن سفیان بن معاویہ، ربیعہ اور اپنے خاص لوگوں کے ساتھ نکلا تو بنی تمیم کی فوج سے مقابلہ ہوا لیکن معاویہ کو شکست ہوئی اور قتل کر دیا گیا، چنانچہ جب اوسکا سر سلم کے پاس لایا گیا تو اوسکے قاتل کو دس ہزار درہم دئے، معاویہ بن سفیان کے قتل ہونیکے بعد سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اسلیئے شکست کھا گیا، اسی عرصہ میں سلم کے پاس مروان کی جانب سے چار ہزار فوج آگئی، تو سلم نے بقیہ ازدیوں کے لوٹ لینے کا ارادہ کیا، اس لئے اون سے سخت جنگ کی اور انکے آدمیوں کو قتل کیا گیا، بنو ازد نے شکست کھائی اور انکے مکان لوٹ لئے گئے، اونکی عورتیں باندی بنا لی گئیں، اونکے مکان تین دن تک منہدم کئے گئے سلم برابر بصرہ ہی میں رہا یہانتک کہ ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر اسکے پاس آئی تو سلم وہاں سے چلدیا، پھر بصرہ میں جو لوگ حارث بن عبدالمطلب کے خاندان سے تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور انکو اپنا امیر مقرر کیا چند دن امارت کرنے پائے تھے کہ ابوسلم کی جانب سے ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی بصرہ میں حاکم ہوکر آگیا، پھر جب ابوالعباس کا دور دورہ آیا تو اس نے سفیان بن معاویہ کو وہاں کا امیر بنایا، سفیان اور سلم کی یہ جنگ ماہ صفر میں ہوئی تھی، اسی سال میں مروان نے ولید بن عروہ کو مدینہ سے معزول کیا اور ربیع الاول میں اوسکے بھائی یوسف بن عروہ کو حاکم مقرر کیا بس دولت امیہ کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

صحت نامہ تاریخ کامل ابن اثیر حصہ دوم جلد چہارم

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۵	۱۳	عذر	غدر
۷	۲۲	فریقیہ	افریقیہ
۱۰	۲۱	بنایا گیا	بنا گیا
۱۱	۵	عمرن ولیموں	عمر بن لیموں
۲۲	۱۴	قیتبہ	قتیبہ
۲۴	۱۰	خبثہ	خبیثہ
۲۷	۱۶	گشثت	کشت
۲۸	۱۶	عبدالرحمن	عبدالرحمن کو
۲۹	۸	شوخ	شیوخ
۳۴	۱۳	ہونا چاہیے	ہو جانا چاہیے
۳۵	۱۸	توہم کو	وہ ہم کو
۳۸	۱	سورابن حر	سورہ بن حر
۴۲	۱۹	اد	ادر
۴۵	۲	فرز	فزر
۴۹	۱۱	زیادہ	زیاد
۴۹	۱۲	شجع العرب	اشجع العرب
۵۵	۱۷	ابن ابی سیرہ	ابن ابی سبرہ
۵۸	۱۷	(۸۰۰) سو	آٹھ سو
۵۸	۱۷	خدیقہ بن یمان	حذیفہ بن یمان
۵۸	۲۴	مشقل	مشتغل
۵۸	۲۵	اس	جو اس
۶۲	۲۵	آدمی جو	آدمی تھے جو
۶۵	۲۲	تگاکر	لٹکاکر
۶۶	۲۲	بہت سے	اس اعلان سے بہت سے
۶۹	۴	پوشیدہ	خود پوشیدہ
۸۰	۵	خبدہ	جندہ
۸۱	۵	لقیطہ	لقیط
"	۱۱	بعنیا	تعینیہ
"	۱۲	سے	سے وہ
۸۲	۲۱	بخطبتہ	بخطبتہ
۸۴	۹	عدانی	غدانی
۸۹	۱۹	نستر	تستر
۹۳	۷	عدوی	عدی
"	۹	درستگی	درستی

حوالہ		غلط	صحیح
صفحہ	سطر		
۱	۲	۳	۴
۹۳	۱۷	بطت	بتُ
"	۱۹	ناثراً	نثاراً
۹۵	۵	لعاوا	لغاوا
۹۶	۳	سمایہ	یمامہ
۹۷	۲۵	روانہ ہوروانہ ہوئے	روانہ ہوئے
۹۸	۱	"	"
۱۰۲	۱۱	دوسرے تیسرے	دوسرے تیسرے روز
۱۰۴	۱۶	مری	میری
۱۰۶	۷	ویرقرہ لیں	ویرقرہ میں
۱۱۰	۹	پھینک دیا	پھینک کردیا
"	۱۸	فدمہ	فدیہ
۱۱۳	۲	والعز	والعزّ
"	۳	گئے	گئی
۱۱۴	۱۶	دور	دو
"	۲۰	کیونکہ	کیونکر
۱۱۵	۱۸	حریف مقابل	حریف
۱۱۶	۲۲	اس	اسی
۱۱۷	۶	دولوں	دونوں
"	۸	کی	کے
"	۹	کرو	کر
۱۱۹	۱۵	چھوڑادینا	چھوڑدینا
۱۲۰	۱۰	بھرایا	ٹھرایا
۱۲۱	۱	نے	کے
"	۱۸	ہوگے	رہوگے
۱۲۴	۱۱	نفار	قاد
"	۲۲	ملیں گے	مل سکیں گے
۱۲۵	۵	صمدانی	ہمدانی
"	۲۱	فخرا	فخراً
۱۲۶	۸	یصنف	بصف
"	۱۲	آن	اَن
۱۲۷	۱	اشدة	اشدةٌ
"	۷	ھٰذا	ہذا
"	۱۳	تدیر	تدبر
"	۱۹	مدمعاً	ومعاً
۱۲۹	۱۰	عنبہ	عنبسہ
۱۳۰	۹	بات ہی	بات
۱۳۵	"	لو	تو
۱۴۰	۱۵	خورزم	خوارزم
۱۴۹	۱	البغسری	العنبری
"	۱۰	ستا	سنا

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۵۰	۸	بایہ	یہ
۱۵۱	۱۰	لباس	یہ لباس
۱۵۴	۲۵	جبسیہ	عبسیہ
۱۵۵	۷	عتبسہ	عنبسہ
"	۷	سعید الغیر	الغیر حجاج
۱۵۶	۱۲	غریبوں	ہمارا متمنی
۱۶۰	۷	ـنے	ـنے جو
۱۶۱	۱۳	کوئی کہ	کہ کوئی
۱۶۲	۸	عزوہ	غزوہ
۱۶۶	۹	عنمیت	غنیمت
۱۶۷	۸	بن	ابن
۱۶۹	۸	کردیں	کردیا
۱۷۲	۱	باڈی کارڈ	باڈی گارڈ
۱۷۴	۲۲	ـسے	یرسے
۱۷۶	۴	فریاب	فاریاب
۱۷۹	۷	قابل	قائل
۱۸۲	۱۹	جبعویہ	جبغویہ
۱۸۹	۱۶	آلہ	الہہ
۲۰۱	۱۳	نظیر	نضیر
"	۲۲	قیتبہ	قتیبہ

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۰۲	۲۰	ـتے	ـئے
۲۰۳	۲۲	کہ غلام	کہ یہ غلام
۲۰۴	۱۷	الثمور	الثمود
۲۰۹	۲۰	لگنی تھی	لگتی تھی
۲۱۱	۱۰	الساتی	السافی
۲۱۴	۹		اسکی محنت کا انعام دوں
"	۲۴	ڈیرہنے	پڑھنے
۲۱۵	۸	انگبر	انگیز
۲۱۶	۵	تقیف	ثقیف
"	۲۳	اسنے	اسے
۲۱۹	۱۷	دیصنج	دھینج
"	۱۸	لئے	نے
"	۲۰	تمیم	تمیم
۲۲۱	۱۶	مسمرج	مشمرج
"	۲۰	"	"
۲۲۲	۱۷	حما	حملہ
۲۲۳	۲۱	معانوں	سیانوں
"	۲۲	لمخرج	لمخرج
۲۲۴	۱۳	شعت	شعث
۲۲۷	۱۰	خَتَن	خَتَنَ

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۲۷	۱۲	ختنک	ختنک
۲۲۸	۲	حذم	حزم
"	۲۲	گیا	کیا
۲۳۰	۴	گر	اگر
"	۹	حالیت	جاہلیت
"	۱۷	+	اور اپنے
۲۳۱	۱۳	حفین	حضین
"	۲۵	"	"
۲۳۲	۹	حصین	حضین
"	۱۰	"	"
۲۳۳	۱۲	الحریم	الحزیم
"	۱۳	لمر	کمر
۲۳۴	۲۵	صرار	ضرار
۲۳۹	۱۸	تخفق	تحفق
"	۲۳	ہی ہے	رہی ہے
۲۳۷	۱۶	بعید	لبید
۲۴۱	۱	وقفیت	واقفیت
"	۸	تجویر	تجویز
۲۴۳	۱۸	تقلیس	قلیس
۲۴۶	۱۷	سیرہ	سبرہ

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۵۱	۴	تہر	شہر
۲۵۳	۱۳	ہیں دیدیگا	نہیں دیگا
۲۵۵	۲۲	القلابد	القلاید
۲۵۶	۲	گئے	گیا
"	۲۲	نسنین	نشین
۲۶۰	۲۱	مجوم	مجرم
"	۲۲	محرم	مجرم
۲۶۳	۲۵	بھیجو	نہ بھیجو
۲۶۵	۳	ہیں	میں
۲۶۶	۹	واسطہ	واسط
۲۶۷	۴	بتائی	اسکو بتائی
۲۶۸	۱۰	قتل	قُتِل
۲۷۰	۲۵	جمیعہ	جمیمہ
۲۷۲	۱	جذیرہ	جزیرہ
۲۸۶	۵	میدان پہونچا	میدان میں پہونچا
"	۲۰	کی طرف سے اللہ کے حکم پر	کے حکم پر
۲۸۷	۱۴	کو	گو
۲۹۰	۲	انکا	سب سے
۲۹۱	۱۶	جال	جمال
۲۹۲	۱۲	بن عبدالملک	یزید بن عبدالملک

حوالہ			
صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۹۲	۴	تمھاری	تیری
〃	۱۴	بنطی	نبطی
۲۹۴	۱۸	حراسان	خراسان
۲۹۵	۲	شانی	شامی
〃	۱۱	داسطہ	واسط
〃	۱۵	ین	بن
〃	۲۲	اکشمیر لیثی	اکثمہ لیثی
۳۰۱	۱	جنب	خبیب
〃	۱۶	یرید	یزید
۳۰۳	۱۳	احوز	ماحوز
۳	۱۶	بعض	بغض
〃	۲۰	ماقب	غاقب
〃	۲۴	حیتہ	حبتہ
۳۰۵	۱۰	القیما	المتیما
۳۱۰	۱۶	سکتے	سکے
۳۱۲	۲۱	جن	بن
۳۱۴	۲۴	معارف	معازف
۳۱۸	۸	حبایہ	حبابہ
〃	۱۰	〃	〃
〃	۱۶	جھونک	جھوک

حوالہ			
صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۱۸	۲۰	بار	بات
〃	۲۲	عنبیہ	عبسیہ
۳۲۱	۳	نہا	نہار
۳۲۳	۲۴	کوچخ	کوچ
۳۲۴	۱۱	کر	گر
۳۳۲	۸	صحاک	ضحاک
۳۳۴	۵	آتے	آئے
۳۳۵	۱۹	اوسی	اسی
۳۴۱	۹	تایخوں	تاریخوں
〃	۱۳	اصافہ	رصافہ
۳۴۵	۱	طریف	ظریف
۳۴۶	۱۴	ساتھ	سات
۳۴۷	۳	خزاج	خزرج
۳۵۱	۱۰	جارد	جارود
۳۵۳	۷	خاروں	غاروں
〃	۱۵	بروفان	بروقان
۳۵۶	۴	ہو	ہوا
۳۵۷	۱	تمس	تعس
〃	۱۶	یطی	کلبی
〃	۲۱	اش	اس

حوالہ		غلط	صحیح
صفحہ	سطر		
۱	۲	۳	۴
۳۵۹	۱۲	لے	کے
″	۱۶	حبار	حبارہ
۳۶۰	″	صغہ	صغد
۳۶۲	۱	امراری	امراری
″	۱۷	عامل	آمل
۳۶۴	۱۳	یاز	باز
″	۲۵	کرود	کروہ
۳۶۷	۲۰	ہلال	بلال
″	۲۴	فاقان	خاقان
۳۷۰	۱۶	مخذومی	مخزومی
۳۷۲	″	خرریوں	خزریون
۳۷۴	۶	طغارستان	طخارستان
″	۲۴	لوگوں	لوگو
″	۲۴	لڑوں	نہ لڑوں
۳۷۶	۲۱	صبیدی	عبیدی
۳۸۱	۲۰	شخیر	شخیر
۳۸۳	۱۴	اعنی	اعلیٰ
۳۸۴	۴	جسرۃ	حرۃ
۳۸۵	۱	جاتے	جاتے ہو
″	۸	بن	ابن
۳۸۷	۶	دائمیں	داعین
۳۸۸	۱۹	اگر	اب اگر
۳۹۳	۱	داؤد لاعسۃ	داؤد الاعسر
۳۹۴	۶	ینی	یمنی
۳۹۵	۳	حسصبن	حضین
۳۹۷	۱۳	واقع	موقع
″	۲۰	لاہنر	لاہز
″	۲۱	فاسفو	فاسقو
۳۹۸	۱۱	لاہنر	لاہز
۴۰۴	۲۵	طخارستان	طخارستان
۴۰۵	۱۸	″	″
۴۰۸	۴	سبار	سیار
۴۰۹	۱۸	طخارستان	طخارستان
″	۱۹	″	″
۴۲۳	۶	اسفنے	اسنے
۴۲۸	۲۵	رہتی	رہی
۴۲۹	۴	جائیگا	جانیکا
۴۳۳	۱۶	لیتی	لیثی
۴۳۶	″	شبرمہ	شبرعہ
″	۲۳	سلمہ	مسلمہ

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۴۴۱	۱۶	مالخوف	بالخوف
۴۴۳	۸	عبد	عبید
〃	۱۰	فارسیہ	قادسیہ
۴۴۸	۱۴	اسد	رسد
۴۴۹	۱	کیا	کیسا
۴۵۷	۳	اعمی	اعتی
۴۵۸	۱۳	وہ گاؤں	وہ ایک گاؤں
۴۶۵	۱۱	نصیبیس	نصیبین
۴۶۶	۱۸	دوڑ	دوڑا
۴۸۱	۱۸	تشہدو	تشہد و
۴۸۴	۳	کے پیش آنا	کے ساتھ پیش آنا
۴۸۷	۲۳	تمھارا	تمھارے
۴۹۶	۱۵	احاف	اغدف
۴۹۸	۵	مرجاؤ	مرجاؤں
۴۹۹	۱۰	المعنی	المغنی
〃	۱۸	کئے گئے	کیا گیا
〃	۲۲	حالات بیان	حالات کا بیان
۵۰۰	۹	معرول	معزول
۵۰۲	۲	سبیب	شبیب
〃	۱۸	کی یا جس	کی جس

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۵۰۲	۲۴	نہ جائیں	نہ ہو جائیں
۵۰۳	۲	جذیہ	جزیہ
〃	۲۱	سی	کسی
۵۰۵	۸	یزید خالد	یزید بن خالد
۵۰۷	۳	ہونا	نہ ہونا
〃	〃	جنگی	جنکی
۵۰۸	۱۳	عاد	عار
۵۰۹	۱۴	ہیت	عبیت
۵۱۱	۵	فلح	فلج
〃	〃	صعصعہ قریوں	صعصعہ کے قریوں
〃	۸	ابوالفلح	ابوالفلج
〃	۱۵	بسیقہ	بسیفہ
۵۱۲	۹	ہکا	ہنکا
۵۱۵	۷	کرمان	کرمانی
〃	۲۰	او	اور
۵۱۷	۱۳	عقمہ	عضمہ
۵۲۱	۶	عمر	غمیر
۵۳۱	۱۳	〃	〃
۵۱۹	۱۹	لاقطع	الاقطع
۵۲۹	۸	شام	ہشام

حوالہ صفحہ	حوالہ سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۵۴۶	۲۰	دلیل	ذلیل
۵۵۱	۲	سریج	خریج
۵۵۳	〃	حاتم	حاتم
۵۵۸	۱۸	سفر	نصر
[illegible]	۱۴	بیمار	تیار
[illegible]	۲۲	تھے ختم	تھے انکو بھی ختم
۵۶۰	۱۰	حفاظت	مخالفت
۵۶۴	۹	خضالہ	فضالہ
۵۷۰	۱۷	سنہ ۱۹ھ	سنہ ۲۹ھ
۵۷۶	۱۸	نعیم کو	نعیم الضبی کو
۵۷۷	۵	اعور پیدا	اعور کو پیدا
〃	۶	مضر	نصر
۵۷۷	۲۵	کرار	کرار کو
۵۸۴	۱۰	نامہ	اپنا نامہ
۵۸۵	۳	رکھ	رکھو
۵۸۶	۲۳	قریط	قریظ
۵۸۸	۱۳	دو	وہ
۵۹۲	۳	پاس	ساتھ
۵۹۵	۱۴	عبید	عبد
۶۰۰	۲	فدید	قدید
〃	۷	الو	الو
۶۰۱	۲	کہتے	رکھتے
۶۰۴	۷	علی	عکی
۰	۰	❖	❖